یا اللہ جل جلالہ

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

علمِ تصوف وطریقت پر مشتمل کتاب مستطاب

مفتاح السلوک

گنجینۂ ادبیات، آداب المریدین گواہرات

جلد ششم

از رشحات فیض قلم
قدوۃ العارفین العالم النبیل فقید المثیل الشیخ الاستاذ المفتی
سید احمد علی شاہ حنفی ترمذی سیفی دامت برکاتہم القدسیہ

ناشر
جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن نمبر ۱۰ کراچی غربی

نام کتاب: مفتاح السلوک

تصنیف و تالیف: پیر طریقت رہبر شریعت آفتاب ہدایت حضرت علامہ سید احمد علی شاہ سیفی نقشبندی دامت برکاتہم القدسیہ

طباعت اول: اپریل ۲۰۱۵ء بمطابق جمادی الثانی ۱۴۳۶ھ

طباعت ثانی:

ناشر: جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی، فقیر کالونی، اورنگی ٹاؤن، کراچی

فہرست صفحہ نمبر

فصل دربیانِ عقیدۂ رسالت

عقیدۂ رسالت کے بیان میں

رسالت کی تعریف سے پیشتر ضروری ہے کہ انسان کی پیدائش کی حکمت کو سمجھا جائے۔ جہاں تک فہم کی رسائی ہے اور قرآن حکیم نے جس کی وضاحت فرمائی ہے وہ ہے عرفانِ ربانی یعنی:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الذاریات ٥٦)

لیکن عرفانِ حق میں کئی ایک مشکل مراحل و منازل طے کرنا پڑتی ہیں، سب سے بڑھ کر مسئلہ یہ ہے کہ خُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا (النساء ٢٨) کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت انسان (عامۃ الناس) میں وہ قوت و ہمت کہاں کہ بلاواسطہ اپنے مقصود (تقرب الی اللہ تعالیٰ) سے ربط و تعلق استوار کرسکے لہٰذا قادر مطلق جل وعلانے ایک ایسا مقدس برزخ (رسول اللہ) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم تخلیق فرمایا جو ذو جہتین ہے۔ جسکا تعلق براہِ راست اصلی مقصود (ربِ کریم) سے واصل ہے اور ادھر کائنات میں شامل ہے تاکہ انسانوں کو بالتدریج روحانی تربیت دے کر ان میں ملکی اوصاف پیدا فرمادے اور تقرب الی اللہ تعالیٰ کی ابدی نعمت سے ہمکنار کردے۔

نبی اوررسول کی تعریف

الرسول انسان بعثه اللہ تعالیٰ الی الخلق لتبلیغ الاحکام والنبی من اوحی الیه بملک او الھم فی قلبهٖ او نبة بالرویاء الصالحة فالرسول افضل بالوحی الخاص الذی فوق وحی النبوۃ لان الرسول ھو امن اوحی الیه جبریل خاصة (علیٰ نبینا والهٖ وعلیه الصلاۃ والسلام)۔

ترجمہ: رسول اور نبی وہ مردِ کامل ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنے احکام عطا فرماکر لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجتاہے۔ رسول کتاب کی وجہ سے نبی پر فضیلت رکھتاہے۔ نبی پر مستقل کتاب نہیں اترتی، وہ کسی رسول کی منزل من اللہ تعالیٰ کتاب کی تبلیغ کرتا ہے، تمام کائنات سے رُسُل کرام علیہم السلام و

انبیاء عظام علیہم السلام افضل ہیں اور تمام کائنات اور رسل علیہم السلام اور انبیاء عظام علیہم السلام سے ہمارے رسول محتشم فخر آدم و بنی آدم باعثِ ایجادِ عالم بے شمار درجے بلند و بالا، اعلیٰ و ارفع ہیں۔ ان مدارج کا امتیاز قرآن کریم نے واضح کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ (البقرة۲۵۳)

ترجمہ: یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔

علامہ آلوسی مفسر روح المعانی زیر آیت وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ (البقرة۲۵۳) تحریر فرماتے ہیں:

أي ومنهم من رفعه الله تعالى على غيره من الرسل بمراتب متباعدة ومن وجوه متعددة، وتغيير الأسلوب لتربية ما بينهم من اختلاف الحال في درجات الشرف، والمراد ببعضهم هنا النبي صلى الله تعالى عليه وسلم كما ينبئ عنه الأخبار بكونه صلّى الله عليه وسلم منهم فإنه قد خص بمزايا تقف دونها الأماني حسرى. وامتاز بخواص علمية وعملية لا يستطيع لسان الدهر لها حصرا. ورقي أعلام فضل رفعت له على كواهله الأعلام. وطأطأت له رؤوس شرفات الشرف فقبلت منه الأقدام فهو المبعوث رحمة للعالمين. والمنعوت بالخلق العظيم بين المرسلين۔[1]

ترجمہ: اور ان رسولوں علیہم السلام میں سے ایسی ذات ستودہ صفات بھی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے ان پر رفعت سربلندی عطا فرمائی ہے۔ جس کے اسباب ایسے مراتب ہیں جو فہم سے بہت دور ہیں

[1] (روح المعانی، ج۲، ص۴)

اور کئی دیگر وجوہات متعددہ بھی ہیں اور ان کی بزرگی میں درجات ہیں جو تفاوت ہے وہ قدرت کی تربیت کے باعث ہے جو ان کے مختلف مقامات سے متعلق ہے۔ اور آیت کریمہ میں جو کلمہ (بعضھم) ہے، اس سے مراد ہمارے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم ہیں، اس مفہوم کو کئی احادیث نے بھی واضح کیا ہے۔ اور بلاشبہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اتنی بے شمار خصوصیات ہیں کہ تجلیات اور آرزوئیں نہیں پہنچ سکتیں۔ (تھک جاتی ہیں) اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم ایسے امتیازات رکھتے ہیں (عملی اور علمی) کہ سارے زمانے کی زبانیں ان کے بیان کرنے سے قاصر ہیں (احاطہ نہیں کر سکتیں) اور ان کی بزرگی کے زینے اتنے ارفع ہیں کہ جو بلند پہاڑیوں کی چوٹیوں سے کہیں بے عدو حد اعلیٰ وعالی ہیں بزرگی کے کنگرو نکے سر ان کی بارگاہِ رفعت کے سامنے جھکے ہوئے ہیں۔ پس وہ ذات عالی مرتبت رحمت للعٰلمین بنا کر اور انبیاء علیہم السلام میں سے خلقِ عظیم کی صفات سے موصوف ہو کر مبعوث ہوئے۔

رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ (وَاٰلِهٖ) خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ۔

سرور کونین حبیب رب المشرقین ورب المغربین جد الحسن والحسین مولانا ومولا الثقلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی افضلیت اور اعظمیت کے دلائل قرآن وسنت اور اجماعِ امت میں بے شمار ہیں۔ گذشتہ آیۃ کریمہ کے بعد اب اس کی تفسیر پیشِ نظر ہے۔

فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ (الأنعام ۹۰)

ترجمہ: تو تم انہیں کی راہ چلو۔

صاحبِ روح البیان تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

واحتج العلماء بهذه الآية على انه عليه السلام افضل جميع الانبياء عليهم السلام لان خصال الكمال وصفات الشرف كانت متفرقة فيهم . فداود وسليمان كانا من اصحاب

الشکر علی النعمة. وایوب کان من اصحاب الصبر علی البلیة. ویوسف کان جامعا بینهما. وموسی کان صاحب المعجزات القاهرة . وزکریا . ویحیی . وعیسی . والیاس کانوا اصحاب الزهد . واسماعیل کان صاحب الصدق فکل منهم قد غلب علیه خصلة معینة فجمع الله کل خصلة فی حبیبه علیه السلام لانه اذا کان مأمورا بالاقتداء لم یقصر فی التحصیل۔[2]

ترجمہ: علماء کرام کے نزدیک یہ آیۃ کریمہ اس بات پر دلیل اور حجت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں۔ کیونکہ کمال کی خصلتیں اور شرافت کی صفات ان حضرات میں علیحدہ علیحدہ تھیں۔ پس حضرت داوٗد اور سلیمان علیہم السلام نعمتوں پر شکر گزار تھے اور ایوب علیہ السلام مصائب پر صابر تھے اور یوسف علیہ السلام دونوں پر جامع تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام معجزات قاہرہ رکھتے تھے اور حضرت ذکریا اور یحییٰ اور الیاس علیہم السلام زہد میں کامل ترین تھے اور حضرت سمٰعیل علیہ السلام صاحبِ صدق تھے۔ پس ہر ایک معینہ صفت کا مظہر تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان سب خصائل حمیدہ اور صفات وحیدہ کو اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم میں جمع فرما دیا کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو ان کے تمام کمالات پر چلنے کا حکم دیا گیا تھا تو ان کے کمالات کے حصول میں کوئی کمی واقع نہیں ہونے پائی۔

---

[2] (روح البیان، ج۳، ص ۴۸۴)

ایک شاعر نے خوب کہا:

ہر چہ بخوبان جہاں دادہ اند — قسم تونیکو ترازان دادہ اند

ترجمہ: جہاں کے حسینوں کو جو کچھ انہوں نے دیا ہے، اللہ تعالیٰ کی قسم آپ کو ان سب سے زیادہ دیا ہے۔

ہر چہ بنازند بداں ویراں — جملہ تراہست زیادت براں

ترجمہ: جس چیز پر حسین ناز کرتے ہیں وہ تمام صفات اور اس سے کہیں زیادہ آپ میں موجود ہیں۔

علامہ مفسر روح المعانی اس آیۃ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ویکون في الآية دليل على أنه صلّى الله عليه وسلّم أفضل منهم قطعا، الخ۔ وحصل تلك الأخلاق الفاضلة التي في جميعهم فاجتمع فيه من خصال الكمال ما كان متفرقا فيهم وحينئذ يكون أفضل من جميعهم قطعا كما أنه أفضل من كل واحد منهم۔[3]

اس آیت مبارکہ میں حجت ہے اس پر کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم ان تمام سے یقیناً افضل ہیں کیونکہ جو خصال واخلاق فاضلہ ان میں علیحدہ علیحدہ جمع تھے وہ تمام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی ذات مقدسہ میں موجود ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم جب ان کی مجموعی حیثیت سے افضل ہیں تو ان کی انفرادی حیثیت سے بدرجہ اولیٰ افضل ہیں۔

اول الخلق اور باعث ایجاد عالم

تمام کائنات اور موجودات سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی افضلیت کا طرۂ امتیاز در حقیقت آپ کی اولیت ہے کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اول الخلق اور

[3] (روح المعانی، ج۴، ص۲۰۶)

باعثِ ایجادِ عالم ہیں۔ اس اولیت کی تصدیق و تائید کے لئے چند آیات و احادیث کا اقتباس پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ و ماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم!

صاحب روح المعانی آیت کریمہ: وَإِذْ قَالَ رَبُّکَ (البقرة ۳۰) کی تفسیر پیش کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

ولا يخفى لطف الرب هنا مضافا إلى ضميره صلّى الله عليه وسلّم بطريق الخطاب وكان في تنويعه والخروج من عامه إلى خاصه رمزا إلى أن المقبل عليه بالخطاب له الحظ الأعظم والقسم الأوفر من الجملة المخبر بها فهو صلى الله تعالى عليه وسلم على الحقيقة الخليفة الأعظم في الخليقة والإمام المقدم في الأرض والسماوات العلى، ولولاه ما خلق آدم بل ولا، ولا ولله تعالى در سيدي ابن الفارض حيث يقول عن لسان الحقيقة المحمدية: وإني وإن كنت ابن آدم صورة ...فلي فيه معنى شاهد بأبوتي۔[4]

ترجمہ: رب کریم کا کتنا واضح لطف و کرم ہے کہ اپنی ذات والا صفات کو ضمیر کی طرف بطریقِ خطاب منسوب فرمایا۔ عوام سے خصوصی انتخاب میں ایک رمز ہے، وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو خصوصی توجہ اور خطاب سے نوازا تو پتہ چلا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو تمام کائنات سے بڑھ کر عظیم حصہ دیا گیا ہے۔ جس میں شرکت غیری کا تصور ہی نہیں ہے اور در حقیقت زمین و آسمانوں میں مخلوق کے لئے اللہ تعالیٰ کے پہلے خلیفہ اعظم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم ہی ہیں۔ اور (بالفرض) اگر آپ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا نہ فرماتا اور نہ اُس کو اور نہ اِس کو۔

---

[4] (روح المعانی، ج ۱، ص ۲۲۰)

اس سلسلہ میں حضرت ابنِ فارض نے خوب کہا:

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اگر صورتًا اور ظاہرًا میں حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا نظر آتا ہوں تو حقیقتًا حضرت آدم علیہ السلام میں میرا بیٹا ہونے کے شواہد بھی موجود ہیں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا اللہ تعالیٰ کی پہلی مخلوق (اول الخلق) ہونے میں اہل اللہ کا فیصلہ کن ارشاد ہے:

وقد ذكر أهل الله - قدس الله تعالى أسرارهم - أن أول مظهر للحق جل شأنه العما، ولما انصبغ بالنور، الخ۔ وقد ظهر هذا الملك بكماله في الحقيقة المحمدية كما يشير إليه قوله تعالى: وَكَذٰلِكَ أَوْحَيْنا إِلَيْكَ رُوحاً مِنْ أَمْرِنا [الشورى: 52] ولهذا كان صلى الله تعالى عليه وسلم أفضل خلق الله تعالى على الإطلاق، بل هو الخليفة على الحقيقة في السبع الطباق، وليس هذا بالبعيد فليفهم۔ [5]

ترجمہ: اہل اللہ ذکر کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ کی ذات وصفات کا مظہر اس وقت ملکی وجود میں ظاہر ہوا جب مولا کریم جل مجدہ نے اپنے مرتبۂ احدیت کے نور کا جلوہ فرمایا اور یہ ملکی نور دراصل حقیقتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم علی الاطلاق اول الخلق ہیں۔ آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالیٰ کے حقیقی خلیفہ ہیں۔ یہ عقیدہ قرآن وسنت کی روشنی میں ثابت شدہ ہے۔

یہ آیت مبارکہ بھی اس کی کھلی اور واضح دلیل ہے:

وَمَاأَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ (الأنبياء ١٠٧)

---

[5] (روح المعانی، ج ا، ص ۲۲۱)

ممکنات اور موجودات کا ذرہ ذرہ رحمت للعالمین کے فیض عام سے بہرہ ور اور مستفیض ہو رہا ہے اور قانون قدرت ہے کہ استفاضہ کرنے والے محتاج بعد میں آتے ہیں اور ان کی رحمت فائدہ بخش کو پہلے موجود کر دیا جاتا ہے۔ اسی قانون قدرت کے اعتبار سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا وجود باوجود خالق کون و مکان نے سب سے پہلے پیدا فرمایا۔

علامہ حقی نازلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

قال بعض الکبار و ما ارسلناک الا رحمة مطلقة تامة کاملة عامة شالمة جامعة محیطة بجمیع المقیدات من الرحمة الغیبیة و الشهادة العلمیة و العینیة و الوجودیة و الشهودیة و السابقة و اللاحقة و غیر ذلک للعالمین جمع عوالم ذوی العقول و غیرهم من عالم الارواح و الاجسام و من کان رحمة للعالمین لزم ان یکون افضل من کل العالمین۔ قال فی عرائس البقلی ایها الفهیم ان الله اخبرنا ان نور محمد علیه السلام اول ما خلقه ثم خلق جمیع الخلائق من العرش الی الثری من بعض نوره فارساله الی الوجود و الشهود رحمة لکل موجود اذا لجمیع صدر منه۔[6]

ترجمہ: بعض اکابرین نے آیت کریمہ کا ترجمہ اس طرح بیان فرمایا کہ آنجناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم ایسی رحمت ہیں کہ مطلقہ پوری اور کاملہ اور جامع رحمت ہیں، رحمت کے تمام تقیدات کو محیط ہیں۔ چاہے غیب ہو یا شہادت باطنی ہو یا ظاہری قبل از وجود ہو یا بعد از وجود۔ اور عالمین عوالم کی جمع ہے۔ اس میں عالم الارواح، عالم اجسام سب شامل ہے۔ عرائس البقلی کا مصنف کہتا ہے کہ اے دانا انسان بلاشک و شبہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبردار کیا ہے کہ بے شک نورِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو سب سے پہلے پیدا فرمایا پھر ان کے نور کی بعض شعاعوں سے عرش تا

---

[6] (روح البیان، ج۸، ص ۳۵۰)

فرش تمام مخلوق کو پیدا فرمایا۔ پس ازاں ان کو ہر باطن و ظاہر جو موجود ہے، سب کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا یہ اس لئے کہ تمام کا وجود انہی سے معرض وجود میں آیا۔

علامہ آلوسی صاحبِ روح المعانی لکھتے ہیں:

وكونه صلّى الله عليه وسلّم رحمة للجميع باعتبار أنه عليه الصلاة والسلام واسطة الفيض الإلهي على الممكنات على حسب القوابل, ولذا كان نوره صلّى الله عليه وسلّم أول المخلوقات، ففي الخبر أول ما خلق الله تعالى نور نبيک يا جابر وجاء الله تعالى المعطي وأنا القاسم۔[7]

ترجمہ: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا تمام کائنات کے لئے رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم ہر ایک کو اس کی قابلیت اور استعداد کے مطابق اللہ تعالیٰ کی جانب سے فیض پہنچاتے ہیں۔ اور اس کا باعث یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم سب مخلوق سے اول ہیں، اس کی وضاحت حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے۔ فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا اے جابر!۔ اور دوسری حدیث میں فرمایا اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور میں بانٹنے والا ہوں۔

مفسر احمد بن محمد الصاوی ھمزیہ کی شرح میں رقم طراز ہیں:

(قوله يا ابا القاسم) وجه مناسبة اختصاص تلک الكنية به صلى الله تعالىٰ عليه وآلهٖ واصحابهٖ وسلم الاعلام بانه الخليفة الاعظم عن الله تعالىٰ فى جميع شؤنه لاسيما فى قسمة الارزاق والعلوم والمعارف والطاعات ومن ثم قال صلى الله تعالىٰ عليه وآلهٖ واصحابهٖ وسلم فى الحديث الصحيح انما انا قاسم والله يعطى ولاجل هذا عدوا من خصائصه صلى الله تعالىٰ

---

[7] (روح المعانی، ج ۹، ص ۱۰۰)

علیه و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم انه اعطی مفاتیح الخزائن قال بعض العلماء و هی خزائن اجناس العالم لیخرج لهم بقدر ما یطلبونه فکل ما ظهر فی هذا العالم فانما یعطیه محمد صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم الذی بیده المفاتیح۔[8]

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو ابوالقاسم کی کنیت سے خصوصی نسبت کی وجہ اس بات کی وضاحت کرنا ہے کہ آنجناب عزت مآب اللہ تعالیٰ کے خلیفۂ اعظم اور تمام کیفیات میں نائب اکبر ہیں۔ خصوصًا رزق، علوم، معارف الٰہی اور توفیق طاعت تقسیم فرماتے ہیں۔

اسی وجہ سے ارشاد فرمایا:

"انما انا قاسم و اللّٰہ یعطی"۔

علماء کرام نے اسی کے پیش نظر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے اس مرتبہ کو آپ کا خاصہ قرار دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں کی چابیاں آپ ہی کو عطا کی گئی ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ یہ اجناس عالم کے خزانے ہیں۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم ہر ایک کو اس کی طلب اور استعداد کے مطابق عطا فرماتے ہیں۔ اور جہاں میں جو چیز بھی رونما ہوئی وہ عطیہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم ہے۔

صلوات اللّٰہ تعالیٰ و سلامه علیه و آلهٖ اجمعین۔ جن کے دستِ حق پرست میں چابیاں ہیں۔

اللهم ربنا ادخلنا فی الذین یعطیهم حبیبک الکریم العطایا و نحن نأخذ من ذاته الکریم ایضًا حسب حاجاتنا و ازید منها، آمین یا رب العالمین!

---

[8] (الهمزیة، ص ۹۴)

اول الانبیاء

جس طرح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اول الخلق ہیں اسی طرح اول الانبیاء علیہم السلام بھی ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں:

قالوا: یارسول اللہ متی وجبت لک النبوۃ؟ قال: "وآدم بین الروح والجسد"۔[9]

ترجمہ: صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم آنجناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی نبوت کب ثابت ہوئی؟ فرمایا اس وقت جب آدم علیہ السلام معرض وجود میں آئے تھے۔

دوسری حدیث جس کے راوی عرباض بن ساریہ ہیں:

قال: إني عند اللہ مکتوب: خاتم النبیین وإن آدم لمنجدل في طینته"۔[10]

ترجمہ: فرمایا میں عند اللہ تعالیٰ خاتم النبیین لکھا ہوا تھا جب آدم علیہ السلام کے وجود کی تکمیل نہیں ہوئی تھی۔

تشریح:

نبوت ایک لازمی وصف ہے جس کا قیام اپنے موصوف نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی ذات سے وابستہ ہے۔ یہ کہنا درست نہیں ہو گا کہ نبوت تو تھی لیکن نبی نہیں تھا۔ جس طرح نور سورج کا لازمی اور غیر منفک وصف ہے کسی وقت سورج سے جدا نہیں ہوتا۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ زمین پر سورج کی روشنی تو ہو لیکن آسمان پر سورج نہ ہو۔

[9] (المشکوٰۃ المصابیح، ص ۵۱۳)
[10] (المشکوٰۃ المصابیح، ج۳، ص ۲۵۱)

علامہ خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض میں اس کی تشریح فرماتے ہیں:

تبین بذلک معنی قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کنت نبیًا ووصف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم ذاتہ الکریم بالنبوۃ فی ذالک الوقت ینبغی ان یفھم منہ انہ امر ثابت لہ فی ذلک الوقت ولھذا رای آدم علیہ السلام مکتوبًا علی ساق العرش محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم فلا بدمن خصوصیۃ للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم لاجلھا اخبر ھذا الخبر اعلامًا لامتہ لیعرفوا قدرہ عند اللہ تعالیٰ فیحصل لھم الخبر بذلک الخ فان النبوۃ وصف لابدان یکون الموصوف موجودًا وقد جاء ان اللہ تعالیٰ خلق الارواح قبل الاجساد فالاشارۃ بقولہ کنت نبیًا الی درجہ الشریف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم او الی حقیقتہ والحقائق تقصر عقولنا عن معرفتھا وانما یعلمھا خالقھا ومن امدبنور الٰھی الخ فصار النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نبیًا وکتب اسمہ علی العرش واخبر عنہ بالرسالۃ لیعلم ملائکتہ وغیرھم کرامتہ علیہ السلام فحقیقتہ موجودۃ من ذلک الوقت وان تاخر جسدہ الشریف۔[11]

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی حدیث شریف کنت نبیا سے آپ کی نبوت کا ثبوت ہوتا ہے اور یہ اس وقت جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کے وجود مسعود کا تصور بھی نہیں تھا اور یہ ایک بلا تردید حقیقت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جب بہشتوں میں تشریف فرما رہے زمین پر آنے کے بعد فرمایا میں نے عرش کے پایوں پر کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا۔ اسی بناپر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اپنی امت کو اس وقت نبی ہونے کی خبر دی تاکہ ان دلوں میں آنجناب کی قدر و منزلت بڑھ جائے اور عند اللہ آپ کے مقام سے امت

---

[11] (نسیم الریاض، ج ۱، ص ۲۴۱)

باخبر رہے کہ نبوت وصف ہے اور اس کے موصوف کا موجود ہونا لازمی ہے۔ اس حقیقت کی وضاحت یوں ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روحوں کو اجساد سے پہلے پیدا فرمایا ہے۔ حدیث شریف میں اسی کا اشارہ ہے کہ اس وقت آپ کی حقیقت موجود تھی۔ حقائق کا سمجھنا مشکل ہے۔ ہاں جسے اللہ تعالیٰ نورِ الٰہی عطا فرمائے وہ بھی سمجھ سکتا ہے۔ تو اسی وقت سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کا اسمِ مقدس عرش کے پائیوں پر تحریر فرمایا اور فرشتوں کو بھی آنجناب کی نبوت کی اطلاع دی تاکہ وہ آپ کے عالی مقام کو پہچانیں۔ (ملخصًا)

اس مفہوم کی تائید علامہ حقی نازل علیہ الرحمۃ پیش کرتے ہیں:

قال تحت آیته الکریمه، اَلَمْ تَرَ خطاب لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وآلهٖ واصحابهٖ وسلم فان اول ما خلق اللہ تعالیٰ روحه ثم خلق السمٰوٰتِ والارض وروحه ناظر ومشاھد خلقھا۔ (روح البیان) ولھذا قال صلی اللہ تعالیٰ علیه وآلهٖ واصحابهٖ وسلم علمت ما کان وما یکون لانه شاھد الکل واغاب لحظةً وشاھد خلق آدم علیه السلام ولاجله قال کنت نبیًا وآدم بین الماء والطین ای کنت مخلوقًا وعلمًا بانی نبی وحکم لی بالنبوۃ۔[12]

ترجمہ: قرآن پاک میں اَلَمْ تَرَ کا خطاب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے آنجناب کی روح مبارک کو پیدا فرمایا ہے۔ پھر آسمانوں اور زمین اور مافیھما کو ان تمام اشیاء کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا نور ملاحظہ فرماتا رہا۔ جس کے باعث ارشاد فرمایا کہ علم ماکان ومایکون کو میں نے جان لیا اس لئے کہ تمام چیزیں زیرِ مشاہدہ رہیں یہاں تک کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا بھی ملاحظہ فرماتے رہے اسی میں مضمر ہے یہ

---

[12] (روح البیان، ج۹، ص۱۸)

ارشاد "کنت نبیًا" یعنی میں پیدا ہو چکا تھا۔ اور مجھے علم تھا کہ میں نبی ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے میری نبوت کا حکم دے دیا تھا۔

اللھم انی اسئلک لی و لجمیع اخوانی المسلمین ان تجعلنا من اھل ھذا العقیدہ قائمین علیھا مع التیقن الکامل حیًا و میتًا آمین۔

نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا تنقال اصلاب زکیۃ اور ارحام طاہرہ میں

اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ ہمارے رسول اکرم معظم ھادئ اتم جمیل شیم نبی محترم جناب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم والثناء کا نور مقدس اپنی نشاۃ ثانیہ میں بزرگ و پاکیزہ ترین آباؤ اجداد اور امہات طاہرات میں بتدریج منتقل ہوتا رہا۔ ان میں کوئی بت پرست، مشرک و کافر نہ تھا۔ سب موحدین اور فطرت اسلامیہ سے مزین و محلی تھے اپنے دور میں توحید اور رسالت مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی عوام میں تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔ لہٰذا اس عقیدہ کی تحقیق و تدقیق بڑے اختصار کے ساتھ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں، و اللہ تعالیٰ الموافق!

مفسر نازلی علیہ الرحمۃ نے اس عقیدہ کو قرآن و سنت کی روشنی میں محققانہ انداز میں پیش کیا ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم اول الخلق کان اول النبیین وجودًا و نبوۃ و کان اجدادہ الطاھرین عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم انہ قال لما خلق اللہ تعالی آدَمَ أَهْبَطَنِي فِي صُلْبِهِ إِلَى الْأَرْضِ وَجَعَلَنِي فِي صُلْبِ نُوحٍ فِي السَّفِينَةِ وَقَذَفَ بِي فِي النَّارِ فِي صُلْبِ إِبْرَاهِيمَ ثُمَّ لَمْ یزل ینقلني من الأصلاب الكريمة إلى الأرحام الطاهرة إلى أن أَخْرَجَنِي مِنْ بَيْنِ أَبَوَيَّ لَمْ يَلْتَقِيَا عَلَى سفاح۔[13]

---

[13] (روح البیان، ج۲، ص ۷۰)

ترجمہ: جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اول الخلق ہیں تو یقیناً اول النبیین بھی ہیں یعنی وجود و نبوت کے اعتبار سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے آباء واجداد بھی طاہرین اور پاک چلے آئے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ آنجناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور زمین کی طرف اتارا تو مجھے ان کی پشت میں رکھا اور پھر مجھے حضرت نوح علیہ السلام کی پیٹھ میں رکھا اور کشتی میں سوار کیا اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صلب میں استقرار بخشا پھر مجھے یونہی مکرم اصلاب اور طاہرہ ارحام میں منتقل فرماتا رہا یہاں تک کہ مجھے اپنے والدین کریمین سے پیدا فرمایا۔

اس کی تائید قرآن کریم یوں فرماتا ہے:

الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ (٢١٨) وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ (الشعراء ٢١٩)

ترجمہ: جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو۔

عن ابن عباس أيضا إلا أنه رضي الله تعالى عنه فسر التقلب فيهم بالتنقل في اصلابهم حتى ولدته أمه عليه الصلاة و السلام وجوز على حمل التقلب على التنقل في الأصلاب أن يارد بالساجدين المؤمنون و استدل بالآية على إيمان أبويه صلى الله تعالى عليه و سلم كما ذهب اليه كثير من أجلة أهل السنة و أنا أخشى الكفر على من يقول فيهما رضي الله تعالى عنهما على رغم أنف۔[14]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تقلب کی تفسیر تنقل فی الاصلاب سے کرتے ہیں حتیٰ کہ آنجناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی ولادت باسعادت اپنی والدہ ماجدہ سے ہوئی لغت کے اعتبار سے تقلب کو تنقل فی الاصلاب پر محمول کرنا درست ہے۔ یعنی آیۃ کریمہ

[14] (روح المعانی، ج۷، ص ۱۳۸)

میں ساجدین سے مراد مؤمنین ہیں اور اس آیۃ کریمہ مبارکہ سے آنجناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے والدین کریمین کے ایمان پر استدلال کیا جیسا کہ اہل سنت کے بزرگ ترین حضرات کی اکثریت کا مذہب ہے اور مجھے (یعنی علامہ محمود مفسر روح المعانی کہتے ہیں) ایسے شخص کے کافر ہونے کا خطرہ ہے جو والدین کریمین کے عدم ایمان کا قائل ہو۔ (ایسا شخص ذلیل ہے)۔

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

ان أباءہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کلھم الیٰ آدم علیہ السلام کانوا علی التوحید۔[15]

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ {صلی اللہ علیہ وسلم} لم یلتق ابوای قط علی سفاح لم یزل اللہ ینقلني من الأصلاب الطیبۃ إلی الأرحام الطاھرۃ۔[16]

مصفی مھذبا لا تنشعب شعبتان الا کنت فی خیرھما۔

بے شک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے تمام آباء واجداد حضرت آدم علیہ السلام تک عقیدۂ توحید پر قائم تھے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا کہ میرے آباء کرام کبھی جہالت کی ناپاکی سے ملوث نہیں ہوئے۔ میرا رب کریم مجھے پاک اصلاب سے مطہر ارحام میں منتقل فرماتا رہا جو آراستہ و پیراستہ تھے۔ جب بھی قبیلے شاخوں میں منقسم ہوئے تو میں بہترین شعبہ میں رہا۔

قرآن و سنت اور علماء ملت کے ان مذکورہ دلائل سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا خاندان ذی شان از ابتداء تا انتہاء اہل ایمان تھا۔ ظاہری و باطنی کمال کا جامع اور

---

15 (حجۃ اللہ علی العلمین، ص ۲۱۴)

16 (الخصائص الکبریٰ، ج ۱، ص ۳۷)

متعدد خوبیوں کا مرقع تھا اور ہر دور میں قوموں کو توحید و رسالت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کے بنیادی معتقدات کی تبلیغ کے فرائض انجام دیئے۔ چنانچہ مؤرخین نے اپنی تصانیف میں ان حضرات کے بے شمار مناقب و فضائل بیان کرکے اپنی کتابوں کی مقبولیت میں اضافہ ہی نہیں کیا بلکہ اہل اسلام کو مطالعہ کی کشش فراہم کی۔

آباء کرام اور اجداد والا احترام کی غیر معمولی سیادت و قیادت کی اصل وجہ وجیہ حبیبِ خدا باعثِ ارض و سماء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی بابرکت نسبت ہے۔ جس سے مولا کریم جلد مجدہٗ العظیم نے ان کی ہر ایک شخصیت کو مکارمِ اخلاق کا مجموعہ بنادیا، سروری و رفعت ان کے ارد گرد گھومتی رہی۔

خوف طوالت نہ ہوتا تو فرداً فرداً سب کا تذکرہ حوالۂ قلم و قرطاس کرتا۔

سلسلۂ انساب ظاہرہ میں ایک ایسی گتھی یاد آگئی جس کا سلجھانا از حد ضروری ہے۔ یعنی قرآن کریم نے حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے باپ آزر کو مشرک اور کافر قرار دیا ہے۔ حالانکہ گذشتہ دلائل میں انساب کے ہر ہر فرد کو اہل ایمان ثابت کیا گیا ہے، آپ بتائیں کہ آزر کا کیا بنے گا؟ جب کہ رب کریم اعلیٰ و عظیم نے حضرت خلیل علیہ السلام کو اس کی مغفرت سے بھی منع فرمادیا تھا۔ تحقیقی اور سوفیصد صحیح جواب پیش خدمت ہے۔

آزر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کا حقیقی باپ نہیں تھا بلکہ تایا چچا تھا۔ حضرت خلیل کا حقیقی باپ حضرت تارخ تھا۔ آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے ان کا انتقال ہوچکا تھا۔ بچپن میں آپ کی دیکھ بھال اور تربیت آزر کرتا رہا، عرب تایا چچا کو باپ کہتے ہیں۔ اس اصطلاح کا ذکر قرآن مجید میں کئی ایک مقامات میں مذکور ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آزر نمرود کا کرتا دھرتا وزیر تھا اور ایمان کی نعمت سے محروم رہا۔ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا اور قابل قدر کامیابی کے بعد جب وہ باہر تشریف لائے تو اسی آگ کے انگاروں سے آزر جل کر راکھ ہو گیا۔ نمرود نے حضرت کی کامیابی کو سراہا اور چار ہزار جانور بطور تحسین بلیغ کے پیش کئے۔ آپ نے فرمایا قربانی کے جانور واپس لے جاؤ صرف دل کی گہرائی سے کہہ دو "لا الٰہ الا اللہ ابراھیم خلیل اللہ" لیکن اس نے انکار کر دیا۔ اس کی ڈھٹائی اور ہٹ دھرمی سے آنجناب نے شام کی ہجرت کا عزمِ صمیم فرمایا اور کہا:

وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَى رَبِّي سَيَهْدِينِ (الصافات ۹۹)

ترجمہ: اور کہا میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں اب وہ مجھے راہ دے گا۔

اس وقت حضرت خلیل علیہ السلام کی عمر شریف تقریباً ۳۰ تا ۳۵ برس تھی۔ اور اسی اثناء میں اپنے چچا آزر کی خدمت و تربیت کا بدلہ چکانے کے کے لئے اس کی بخشش و مغفرت کی دعا بارگاہ رب العلیٰ عرض کی۔ لیکن رب ذوالجلال نے منع فرما دیا کہ کافر و مشرک کی بخشش نہیں ہو سکتی۔ شام (بیت المقدس) تشریف لے جانے کے بعد اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت اور عنفوانِ جوانی کو پہنچنے کے وقت دونوں باپ بیٹے نے بیت اللہ شریف کی تعمیر کا کام سرانجام دیا جیسا کہ قرآن حمید میں مفصل ذکر موجود ہے۔ بیت اللہ شریف کی تکمیل کے بعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے رب جلیل سے پر مغز اور بے شمار فوائد و نتائج پر مشتمل دل گداز دعا مانگی جس کے بعد کلمات طیبہ یہ ہیں: رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۔ اس دعا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والدین شریفین کے لئے بھی مغفرت عرض کی حالانکہ آپ علیہ السلام کو آزر کی بخشش مانگنے سے منع فرمایا گیا تھا اس وقت آپ کی عمر شریف ۳۰ یا ۳۵ برس تھی جبکہ اس بار آنجناب کی عمر شریف تقریباً ۹۰ برس کے لگ بھگ تھی۔ وہاں تو دعا سے منع کئے گئے لیکن یہاں منع

نہیں کیئے گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آزر باپ نہیں تھا۔ باپ حضرت تارخ تھے۔ جو یقیناً مؤمن تھے۔

اس آیت کے تحت مفسر روح البیان کی تحقیق انیق ملاحظہ کیجیئے:

رب اغفر لي ولوالدي وكان ذلک بعد موت عمه بمدة طويلة إن المذكور في القرآن بالكفر والتبري من الاستغفار له أي في قوله وما كان استغفار إبراهيم لأبيه إلا عن موعدة وعدها إياه فلما تبين له إنه عدو تبرأ منه}(التوبة : 114) هو عمه لا أبوه الحقيقي والعرب تسمى العم أبا كما تسمى الخالة أمّا۔[17]

ترجمہ: رب اغفرلی کے دعائیہ کلمات آپ علیہ السلام کے چچا کی موت کے بعد بڑی طویل مدت کے گذرنے پر بطور دعا بارگاہِ الٰہی میں پیش کئے اور قرآن مجید کے دوسرے مقام پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے چچا سے بیزاری اور اس کے کفر کا ذکر اس طرح تھا کہ حضرت خلیل علیہ السلام نے اپنے چچا سے بخشش کا ایک وعدہ کر رکھا تھا۔ پس جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ان کا کفر کھل کر سامنے آیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے تو آپ نے اس سے بیزاری کا اظہار کر دیا۔ اور آزر ان کا چچا تھا حقیقی باپ نہیں تھا۔ اور عرب اپنے محاورے میں چچا کو باپ کا نام دیتے ہیں۔ اور خالہ کو ماں کا نام دیتے ہیں۔

نتیجہ: قرآن کریم کی ہی آیات مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد محترم مؤمن تھے اور یہ بھی واضح ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا نسب شریف اول و آخر اہل ایمان اور کامل مسلمان تھے۔

---

[17] (تفسیر روح البیان، ج۴، ص ۲۸۵)

الحمد للہ الذی شرف بنی نوع الانسان بذات حبیبہ المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم خصوصًا و عمّ العالمین بانواع النعم بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و سلم عمومًا ربنا ثبت قلوبنا علی حبک و حب نبیک اللبیب و اٰل بیتہ و صحبہٖ و اولیاء امتہ مع الاخلاص و الاحسان و افض علینا من برکاتھم العالیۃ آمین و صلی اللہ تعالیٰ علی رسولہٖ و اٰلہٖ و سلم اجمعین۔

(فتح مبین، ص ۷۷تا۹۵)

مزید تحقیق
نبی پاک ﷺ کے والدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے ایمان کا بیان

بعض علماء حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے والدین کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ کافر تھے اور کفر پر فوت ہوئے (العیاذ باللہ)۔ حالانکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے تمام ابا و اجداد، صاحبانِ ایمان و توحید تھے، سب مؤمن مسلمان تھے۔

جیسا کہ تفسیر مظہری میں لکھا ہے:

المراد منہ تقلبک من اصلاب الطّاھرین السّاجدین للہ الیٰ ارحام الطّاھرات السّاجدات و من ارحام السّاجدات الیٰ اصلاب الطّاھرین ای الموحّدین و الموحّدات حتّٰی یدلّ علیٰ انّ آباء النبی صلی اللہ علیہ و سلم کلّھم کانوا مؤمنین۔

یعنی اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ پاکیزہ اور اللہ کو سجدہ کرنے والے مردوں کی پشت سے ان عورتوں کے رحم کی طرف منتقل ہوئے جو طاہر اور سجدہ کرنے والی تھیں اور پھر ان طاہرات و ساجدات کے رحم سے ایسے پاکیزہ افراد کی طرف منتقل ہوئے جو سبھی اللہ تعالیٰ کی توحید پر قائم تھے۔ یہ آیت کریمہ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آپ ا کے تمام آباو اجداد صاحبانِ ایمان و توحید تھے۔[18]

---

[18] (تفسیر مظہری ج۷ ص ۸۹) تحت ھذہ الایت و تقلّبک فی السّاجدین۔ (تفسیر روح المعانی ج۷ ص ۱۳۷ تا ۱۳۸ مطبوعہ بیروت)

حدیث پاک میں ہے:

عن عروۃ بن الزبیر عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا ان رسول اللہ ﷺ سال ربہ ان یحیی ابو یہ فاحیاھما لہ فامنا بہ ثم اماتھما۔[19]

ترجمہ: ”حضرت عروۃ بن زبیر، ام المؤمنین عائشۃ صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کریم سے دعا کی یا اللہ میرے والدین کو زندہ کر تو رب ذوالجلال نے اپنے حبیب ﷺ کی دعا کو قبول فرمایا، دونوں کو زندہ کیا اور وہ دونوں (والدین کریمین) اپنے لختِ جگر رحمت اللعالمین ﷺ پر ایمان لائے اور پھر اپنی اپنی آرامگاہوں میں آرام فرما ہو گئے۔“

ایک محب نبی ﷺ کا قول مبارک

قال بعضھم:

ایقنت ان ابا النبی و امہ — احیاھما الرب الکریم الباری

حتی لہ شھدا بصدق رسالۃ — سلم فتلک کرامۃ المختار

ھذا الحدیث و من یقول بضعفہ — فھو الضعیف عن الحقیقۃ عاری

”بیشک نبی رحمت ﷺ کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ ان دونوں کو ان کے رب کریم نے زندہ کیا حتیٰ کہ دونوں نے رسول اللہ ﷺ کے سچے رسول ہونے کی گواہی دی۔“

---

[19](زرقانی علی المواھب صفحہ ۱۶۸ جلد ۱، حجۃ اللہ علی العلمین صفحہ ۲۱۴)

اے عزیز اس بات کو مان لے کہ یہ مختار نبی ﷺ کی کرامت ہے (عزت افزائی کے لئے ہے) اور دوبارہ زندہ ہو کر ایمان قبول کرنا یہ حدیث سے ثابت ہے اور جو کوئی اس حدیث پاک کو ضعیف کہے وہ خود ضعیف ہے (اس کا ایمان ضعیف ہے) ایسا شخص حقیقت سے عاری ہے۔[20]

محب الرسول علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مبارک

ان اللہ احیاھما لہ ﷺ حتی آمنا بہ و ھذا السبیل مال الیہ طائفۃ "کثیرۃ" من الائمۃ الحفاظ ھم الحافظ ابو بکر الخطیب البغدادی و الحافظ ابو القاسم ابن عساکر و الحافظ ابو حفص بن شاھین و الحافظ ابو القاسم السھیلی و الامام القرطبی و الحافظ محب الدین الطبری و العلامۃ ناصر الدین بن المنیر و الحافظ فتح الدین بن سید الناس۔[21]

اس بات میں کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کے اعزاز و اکرام کے لئے آپ کے والدین کو زندہ فرمایا اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے۔ اس امر کی (زندہ ہو کر ایمان لانے کی) حدیث پاک کو بہت سارے اماموں اور حافظ حدیث نے اپنایا ہے، مثلاً: (۱) حافظ الحدیث ابو بکر خطیب بغدادی، (۲) حافظ الحدیث ابو القاسم ابن عساکر، (۳) حافظ الحدیث ابو حفص بن شاہین، (۴) حافظ الحدیث ابو القاسم سہیلی، (۵) امام قرطبی، (۶) حافظ الحدیث محب الدین طبری، (۷) علامہ ناصر الدین بن منیر، (۸) حافظ الحدیث فتح الدین بن سید الناس۔

الحافظ السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ و جزاہ عن الاسلام و المسلمین خیر الجزاء فانہ الف فی ذلک جملۃ مولفات اثبت فیھا نجاتھما ببراھین کثیرۃ و اقام النکیر علی من زعم خلاف ذلک من اھل الجمود و الجحود۔

---

[20] (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۹۸)

[21] (زرقانی علی المواھب ص ۱۲۹ ج ۱، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۱۳)

اللہ تعالیٰ حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کو تمام مسلمانوں کی طرف سے بہتر سے بہتر جزائے خیر عطا کرے کہ انہوں نے کئی کتابیں اس موضوع پر لکھی ہیں اور دلائل قاہرہ سے نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین کا نجات یافتہ ہونا ثابت کیا ہے اور جن لوگوں نے اپنی ضد تعصب اور جمود کی وجہ سے اس کے خلاف باتیں کی ہیں ان کی خوب خبر لی ہے۔[22]

علامہ سید محمود آلوسی صاحب روح المعانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

آیت پاک سے سید العلمین ا کے والدین کریمین کے مؤمن ہونے پر استدلال کیا گیا ہے جیسے کہ اہلسنت کے بہت سارے جلیل القدر علماء اور ائمہ کرام کا مسلک ہے۔ نیز فرمایا:

واخشیٰ الکفر علیٰ من یقول فیھما رضی اللہ عنھما۔

یعنی جن علماء نے رحمتِ کائنات ﷺ کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما کے متعلق اس کے خلاف کہا ہے مجھے تو ان کے متعلق خوف ہے کہ ان کا اپنا ایمان ضائع نہ ہو جائے۔[23]

نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین، طیبین، طاہرین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا دوبارہ زندہ ہونا

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے مردوں کو زندہ کرنا کچھ بعید نہیں۔ قرآن پاک گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا مقتول دوبارہ زندہ ہوا یوں ہی سیدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلاوے پر مردہ جانور زندہ ہو گئے۔

ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا (البقرۃ ۲۶۰)

---

[22] (حجۃ اللہ علی العلمین ص ۲۹۸)

[23] (تفسیر روح المعانی ص ۱۳۸ ج ۱۹ مطبوعہ ملتان، زیر آیت وتقلبک فی الساجدین)

نیز اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کے گدھے کو دوبارہ زندہ کیا اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے یوں ہی اللہ تعالیٰ کے حبیب رحمت کائنات ﷺ کے بلاوے پر اللہ تعالیٰ نے مردہ لڑکی کو زندہ کیا۔[24]

یوں ہی اللہ تعالیٰ قادر و قیوم جل جلالہٗ نے اپنے حبیب رحمۃ اللعالمین اکرم الاولین والآخرین ﷺ کے اعزاز و اکرام کی خاطر آپ ﷺ کے والدین کریمین کو دوبارہ زندہ کیا۔

تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

سید العالمین ﷺ کے والدین کریمین اعزازًا زندہ کئے گئے اور ان دونوں نے تفصیلی ایمان قبول کیا

جیسے خالق کائنات جل جلالہٗ نے اپنے حبیب رحمت کائنات ﷺ کی وساطت سے مردوں کو زندہ کیا یوں ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کے اعزاز و اکرام کے لئے آپ کے والدین کریمین کو دوبارہ زندہ کیا۔

ائمہ حدیث وفقہ و تفسیر نے اس مسئلہ کو بھی وضاحت کے ساتھ بیان فرمادیا ہے۔(فجزاھم اللہ تعالیٰ عنا احسن الجزاء) چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نو کتابیں تحریر کی ہیں جن کا نام رسائل تسعہ رکھا گیا ہے ان میں چھ کتابیں صرف جان دو عالم ﷺ کے والدین کریمین کے ناجی (ہونے) کے متعلق ہیں۔(فجزاہ اللہ عنا خیر الجزاء و جعل الجنۃ مثواہ) ان میں

[24] (شفاء قاضی عیاض، ج ا، ص ۳۰۲، دلائل النبوۃ بحوالہ حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۴۲۲)

امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دلائل قاہرہ سے اور متعدد وجوہ سے ثابت کیا ہے کہ سرور کونین ﷺ کے والدین کریمین جنتی ہیں۔

ایک وجہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کے اعزاز و اکرام کے لئے آپ کے والدین کریمین کو ان کے وصال کے بعد زندہ فرمایا اور ان دونوں حضرات نے تفصیلاً اللہ تعالیٰ جل جلالہ و رسول اللہ ﷺ پر ایمان کا اقرار کیا۔

جیسے کہ حدیث پاک میں ہے:

عن عروة عن عائشة: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم سأل ربه أن يحيي أبويه فأحياهما له فآمنا به، ثم أماتهما۔[25]

حضرت عروہ بن زبیر، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کریم سے دعا کی یا اللہ میرے والدین کو زندہ کر تو رب ذوالجلال نے اپنے حبیب ﷺ کی دعا کو قبول فرمایا دونوں کو زندہ کیا، اور وہ دونوں (والدین کریمین) اپنے لخت جگر رحمۃ للعالمین ﷺ پر ایمان لائے اور پھر اپنی اپنی آرامگاہوں میں آرام فرما ہو گئے۔

---

[25] (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، ج ١، ص ٣١٦)

اس حدیث پاک کے متعلق بڑے بڑے جلیل القدر ائمہ حدیث نے فقہاء کرام اور علماء راسخین نے اپنے اپنے تاثرات بیان کیے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔ یہ حدیث پاک ان پہلی حدیثوں کے لئے ناسخ ہے جو حدیثیں منکرین بیان کرتے ہیں کیونکہ یہ حدیث پاک بعد کی ہے اور بعد والی حدیثیں پہلی مخالف حدیثوں کے لئے ناسخ ہوا کرتی ہیں۔

اس بات کو آسان الفاظ میں یوں سمجھیے کہ پہلے رحمت کائنات ﷺ کے والدین کریمین کے متعلق کوئی بات واضح اور ثابت نہ تھی کہ ان کا کیا حال ہے کیونکہ جب ان دونوں حضرات کا وصال ہوا تھا اس وقت امت کے والی ﷺ نے ابھی اعلان نبوت نہیں کیا تھا۔ کیونکہ جب والد ماجد کا انتقال ہوا تھا تو آپ ابھی شکم مادر میں تھے اور جب والدہ ماجدہ کا وصال ہوا اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک تقریباً پانچ چھ سال کی تھی اور نبوت و رسالت کا اعلان عمر شریف کے چالیس سال ہونے پر کیا اور ان کے وصال کے وقت کسی بھی نبی کی نبوت ظاہر نہ تھی تو کوئی دلیل موجود نہ تھی کہ سرور کونین ﷺ کے والدین کریمین کا کیا حال ہے اور اس وقت مختلف روایات (منفی اور مثبت) چل رہی تھیں مثلاً یہ کہ وہ زمانۂ فترت تھا اور اہل فترت کی بخشش کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ انہوں نے شرک اور بت پرستی نہ کی ہو اور یہ امر مسلم ہے کہ حبیب خدا ﷺ کے والدین کریمین اہل فترت سے تھے اور یقیناً انہوں نے کبھی بھی بت پرستی نہ کی تھی اور یہ بات ان دونوں کے جنتی ہونے کے لئے کافی تھی۔

لیکن اللہ رب العالمین نے اپنے حبیب رحمت کائنات ﷺ کے اعزاز واکرام کے لئے آپ کے والدین (ماں، باپ) کو دوبارہ زندہ کیا اور دونوں حضرات نے تفصیلاً اور صراحتًہ ایمان قبول کیا اور کلمہ پڑھا اور پھر اپنی آرام گاہوں میں آرام فرما ہوگئے۔

یہ حدیث پاک جس میں دوبارہ زندہ ہو کر ایمان قبول کرنے کا ذکر ہے پہلی سب مخالف مفہوم کی احادیث کے لئے ناسخ ثابت ہوئی پہلی حدیثیں منسوخ ہوگئیں اور اب کسی ایمان والے کو اس بات میں شک نہ رہا کہ ہمارے آقا ﷺ کے والدین جنتی ہیں۔

والحمدللہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی حبیبہ سید العالمین وعلیٰ آلہٖ واصحابہ اجمعین۔

ائمہ حدیث اور علماء اعلام کے تأثرات

قال الزرقانی فی شرح المواهب بعد ذکر احیائهما وقد جعل هؤلاء الأئمة هذا الحدیث ناسخًا للأحادیث الواردة بما یخالفه ونصوا علی أنه متأخر عنها فلا تعارض بینه وبینها۔[26]

یعنی امام عبدالباقی زرقانی نے مواہب لدنیہ کی شرح میں فرمایا کہ یہ حدیث پاک جس میں شاہ کونین ﷺ کے والدین کریمین کے وصال کے بعد زندہ ہونے اور تفصیلاً ایمان قبول کرنے کا ذکر ہے اس حدیث پاک کو ائمہ حدیث نے اس حدیث پاک سے پہلے کی مخالف مفہوم کی احادیث مبارکہ

[26] (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، ج ۱، ص ۳۱۸)

کے لئے ناسخ قرار دیا ہے۔یعنی پہلی حدیثیں منسوخ ہو گئیں اور صراحۃً فرمایا کہ یہ حدیث پاک بعد کی ہے لہٰذا کوئی (تعارض) ٹکراؤ نہ رہا۔

اللھم صلی و سلم و بارک علیٰ حبیبک سید العلمین و علی آلہٖ و اصحابہ اجمعین

علامہ حقی رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد گرامی

و فی الاشباہ و النظائر مَنْ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ أُبِيحَ لَعْنُهُ إِلَّا وَالِدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِثُبُوتِ أَنَّ اللهَ تَعَالَى أَحْيَاهُمَا لَهُ حَتَّى آمَنَا بِهِ كَذَا فِي مَنَاقِبِ الْكَرْدَرِيِّ۔[27]

یعنی کتاب الاشباہ والنظائر میں ہے کہ جس کسی کو کفر پر موت آجائے اس کو لعنت کرنا جائز ہے لیکن رسول اکرم ﷺ کے والدین کریمین پر (ہر گز) لعنت جائز نہیں ہے کیونکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سرکار ﷺ کے والدین کو دوبارہ زندہ کیا اور وہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ ورسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے جیسے کہ مناقب کردری میں ہے۔

صلی اللّٰہ علی النبی الکریم و علیٰ الہٖ و اصحابہ اجمعین

علامہ ابن حجر رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد گرامی

قال الشھاب ابن حجر فی مولدہ و فی شرح الھمزیۃ ان الحدیث غیر ضعیف بل صححہٗ غیر واحد من الحفاظ۔[28]

امام شہاب الدین ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: شرح ھمزیہ میں ہے کہ یہ حدیث پاک ضعیف نہیں ہے بلکہ اس حدیث پاک کو بہت سارے حفاظ حدیث نے صحیح کہا ہے۔

و الحمد للّٰہ رب العالمین و الصلاۃ و السلام علیٰ من اتخذہ اللّٰہ حبیبًا فی الدنیا و الاخرۃ و اعلیٰ الہٖ و اصحابہ اجمعین

---

[27] (الْأَشْبَاهُ وَالنَّظَائِرُ، ج ۱، ص ۲۸۸)

[28] (حجۃ اللّٰہ علی العلمین، ص ۴۱۲)

امام تلمسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کاارشادگرامی

قال التلمسانی روی اسلام امہٖ ﷺ بسندٍ صحیح و کذا روی اسلام ابیہ علیہ السلام و کلاھما بعد الموت تشریفا لہٗ ﷺ۔[29]

علامہ تلمسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ کا دوبارہ زندہ ہو کر اسلام قبول کرنا اور یونہی سرکار ﷺ کے والد ماجد کا اسلام قبول کرنا صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کو ان کے وصال کے بعد اپنے حبیب ﷺ کے اعزاز و اکرام کے لئے زندہ کیا تھا۔

اللھم صل و سلم و بارک علی النبی الکریم و علیٰ آلہٖ و اصحابہ اجمعین۔

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد گرامی

سرکار دو عالم ﷺ کے والدین کریمین کا زندہ ہونا اور ایمان لانا نہ عقلاً ممتنع ہے نہ ہی شرعًا کیونکہ قرآن مجید میں بنی اسرائیل کے مقتول کا زندہ ہونا اور اپنے قاتل کی خبر دینا مذکور ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ فرمایا کرتے تھے۔

اسی طرح ہمارے نبی کریم ﷺ کے دست اقدس پر اللہ تعالیٰ نے متعدد مردے زندہ فرمائے ہیں۔ پس جب یہ ثابت ہے تو نبی اکرم ﷺ کے والدین کریمین کے دوبارہ زندہ ہو کر ایمان قبول کرنے میں کون سی چیز مانع ہے۔[30]

---

[29] (زرقانی علی المواھب، ج ۱، ص ۱۶۹، حجۃ اللہ علی العلمین، ص ۴۱۳)

[30] (روح البیان ج ۱، ص ۲۱۷)

ایک محب نبی کا قول مبارک

قال بعضھم: ایقنت ان ابا النبی و امہٗ احیاھما الرب الکریم الباری حتی لہٗ شھدا بصدق رسالۃ سلم فتلک کرامۃ المختار ھذا الحدیث و من یقول بضعفہٖ فھو الضعیف عن الحقیقہ عاری۔[31]

بے شک نبی رحمت ﷺ کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ ان دونوں کو ان کے رب کریم نے زندہ کیا حتیٰ کہ دونوں نے رسول اللہ ﷺ کے سچے ہونے کی گواہی دی۔

اے عزیز اس بات کو مان لے کہ یہ مختار نبی کی کرامت ہے (عزت افزائی کے لئے ہے) اور دوبارہ زندہ ہو کر ایمان قبول کرنا یہ حدیث سے ثابت ہے اور جو کوئی اس حدیث پاک کو ضعیف کہے وہ خود ضعیف ہے (اس کا ایمان ضعیف ہے) ایسا شخص حقیقت سے عاری ہے۔

اللھم صل و سلم و بارک علی النبی المختار سید الابرار زین المرسلین الاخیار
و علیٰ الہٖ و اصحابہ الیٰ یوم القرار

حب الرسول علامہ نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد مبارک

ان اللہ احیاھما لہٗ ﷺ حتی آمنا بہ و ھذا السبیل مال الیہ طائفۃ "کثیرۃ" من الائمۃ الحفاظ منھم الحافظ ابو بکر الخطیب البغدادی و الحافظ ابو القاسم ابن عساکر و الحافظ ابو حفص بن شاھین و الحافظ ابو قاسم السھیلی و الامام القرطبی و الحافظ محب الدین الطبری و العلامۃ ناصر الدین بن المنیر و الحافظ فتح الدین بن سید الناس۔[32]

---

31 (حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۴۱۳)

32 (زرقانی علی المواھب، ج ۱، ص ۱۲۹، حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۴۱۳)

اس بات میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کے اعزاز و اکرام کے لئے آپ کے والدین کو زندہ فرمایا اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے۔ اس امر کی (زندہ ہو کر ایمان لانے کی) حدیث پاک کو بہت سارے اماموں اور حفاظ حدیث نے اپنایا ہے، مثلاً:

۱۔ حافظ الحدیث ابو بکر خطیب البغدادی

۲۔ حافظ الحدیث ابو القاسم ابن عساکر

۳۔ حافظ الحدیث ابو حفص بن شاہین

۴۔ حافظ الحدیث ابو القاسم سہیلی

۵۔ امام قرطبی

۶۔ حافظ الحدیث محب الدین طبری

۷۔ علامہ ناصر الدین بن منیر

۸۔ حافظ الحدیث فتح الدین بن سید الناس

اللھم صل و سلم و بارک علی النبی المختار سید الابرار و علیٰ آلہ و اصحابہ الی یوم القرار الحافظ السیوطی رحمۃ اللہ تعالیو جزاہ عن الاسلام و المسلمین خیر الجزاء فانہ الف فی ذلک جملۃ مولفات اثبت فیھا نجاتھما ببراھین کثیرۃ و اقام النکیر علی من زعم خلاف ذلک من اھل الجمود و الجحود۔[33]

اللہ تعالیٰ حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تمام مسلمانوں کی طرف سے بہتر سے بہتر جزائے خیر عطا کرے کہ انہوں نے کئی کتابیں اس موضوع پر لکھی ہیں اور دلائل

---

[33] (حجۃ اللہ علی العلمین، ص ۴۱۳)

قاہرہ سے نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین کا جنتی ہونا ثابت کیا ہے اور جن لوگوں نے اپنی ضد تعصب اور جمود کی وجہ سے اس کے خلاف باتیں کی ہیں ان کی خوب خبر لی ہے۔

رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ تامۃ الی یوم الدین

اہل جمود کا ایک واقعہ

سید شریف مصی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک عالم دین کو اس مسئلہ میں تردد تھا کہ رحمت کائنات ﷺ کے والدین جنتی ہیں یا نہیں (اس کا جمود ٹوٹتا نہیں تھا) اسی تردد میں مطالعہ کرتے کرتے چراغ پر جھک گئے اور بدن جل گیا۔ صبح ہوئی تو ایک (فوجی) لشکری آیا اور دعوت کی درخواست کی کہ میرے ہاں آپ کی دعوت ہے۔

گھوڑے پر سوار ہو کر دعوت کھانے جا رہے تھے کہ ایک سبزی فروش اپنی دکان کے سامنے ترازو اور باٹ لئے بیٹھا تھا اس نے اٹھ کر گھوڑے کی لگام پکڑ کر شعر پڑھنا شروع کر دیے جو یہ ہیں:

آمنت ان ابا النبی و امہ احیاھما الحی القدیر الباری
حتی لقد شھدا لہٗ برسالتہٖ صدق فذک کرامۃ المختار

یعنی میرا ایمان ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ ان دونوں کو اس ذات نے زندہ کیا جو کہ حیٌّ وقدیر اور پیدا فرمانے والا ہے۔ حتیٰ کہ دونوں نے رسول اکرم ﷺ کی رسالت کی گواہی دی۔ اس بات کو مان لے کیونکہ یہ اس مختار نبی کے اکرام کے لیے ہے۔

جب عالم دین مذکور نے یہ سنا تو خیال کیا کہ یہ حدیث تو ضعیف ہے۔ فورًا اس سبزی فروش نے شعر پڑھ دیا۔ مولانا یہ بات حدیث پاک سے ثابت ہے اور جو اس حدیث کو ضعیف کہے وہ خود ضعیف ہے (اس کا اپنا ایمان ضعیف ہے) اور حقیقت سے عاری ہے۔

یہ شعر سنا کر اس نے اس عالم دین سے کہا اے شخص ان باتوں کو مضبوط پکڑ لے اور راتوں کو نہ جاگ اور اپنے جسم کو نہ جلا اور مولانا یہ بھی سنتے جائیں کہ دعوت پر نہ جائیں کیونکہ وہ حرام پکا ہوا ہے۔ اس سبزی فروش کے اس فرمانے سے مولانا صاحب بے خود ہو کر سوچتے ہی رہ گئے پھر خیال آنے پر اس سبزی فروش کی تلاش شروع کر دی اور دکانداروں سے پوچھا کہ وہ سبزی فروش کہاں گیا دوکاندار بولے مولانا یہاں تو کبھی کوئی سبزی فروش نہیں بیٹھا۔زاں بعد وہ عالم دین وہیں سے واپس آ گئے اور دعوت پر نہ گئے۔[34]

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ اس زمانے کے علماء کو بھی جمود توڑ کر اس اعجازی شان کو مان لینے کی توفیق عطا فرمائے اور رحمت کائنات ﷺ کے والدین کریمین کو معاذ اللہ۔۔۔۔ثابت کر کے دوزخ نہ خریدیں۔

حسبنا اللّٰہ و نعم الوکیل و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

امام سہیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد مبارک

امام سہیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ حدیث پاک لکھ کر کہ حبیب خدا ﷺ نے اپنے رب کریم سے دعا کی یا اللہ! میرے والدین کو زندہ فرما، اللہ تعالیٰ نے زندہ کر دیا اور وہ دونوں ایمان لائے پھر وصال فرمایا:

واللّٰہ قادر علی کل شئ و لیس تعجز رحمتہٗ و قدرتہٗ عن شئی و نبیہ علیہ الصلاۃ و السلام اھل "ان یخصہٗ بما شآء من فضلہ و ینعم علیہ بما شآء من کرامتہ و قد جعلہٗ ھٰؤلآء الائمۃ ھذا الحدیث ناسخاً للاحادیث الواردۃ بما یخالف ذلک و تصوا علیٰ انہٗ متاخر" عنھا فلا تعارض بینہٗ و بینھما۔[35]

---

[34] (شمول الاسلام، ص ۳۷)

[35] (زرقانی علی المواھب، ج ۱، ص ۱۶۸، حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۴۱۴)

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اس کی رحمت اور اس کی قدرت کسی چیز سے عاجز نہیں اور اس کے نبی ﷺ اس بات کے اہل ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جس فضیلت کے ساتھ چاہے خاص کر دے اور جو چاہے اپنے حبیب ﷺ پر انعام کرے اور پھر یہ کہ ائمہ حدیث نے اس حدیث پاک کو دوسری حدیثوں کے لئے ناسخ قرار دیا ہے اور اس پر نص فرمائی ہے کہ حدیث پاک بعد کی ہے (اس وجہ سے دوسری احادیث مبارکہ منسوخ ہو گئیں) لہٰذا ان کا آپس میں کوئی تعارض (ٹکراؤ) نہیں ہے۔

مولای صلی وسلم دائماً ابداً   علی حبیبک خیر الخلق کلھم

امام علامہ قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایمان افروز قول مبارک

امام قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ سید العالمین ﷺ کے فضائل مبارکہ بڑھتے ہی چلے گئے اور وصال شریف تک زیادہ سے زیادہ ہوتے گئے اور یہ سرکار ﷺ کے والدین کا زندہ ہو کر ایمان قبول کرنا یہ بھی ان فضائل میں سے ہی ہے نیز فرمایا کہ والدین کریمین کا زندہ ہونا یہ نہ تو عقلاً بعید ہے نہ شرعاً ممکن ہے کیا قرآن پاک میں بنی اسرائیل کے قتیل کا دوبارہ زندہ ہونا اور اپنے قاتل کا پتہ بتانا ثابت نہیں اور کیا قرآن پاک سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا ثابت نہیں اور کیا ہمارے نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردے زندہ نہیں کیے؟ اور جب یہ ثابت ہے تو کون سی چیز مانع ہے کہ سرکار ﷺ کے والدین زندہ کیے جائیں جبکہ یہ سب کچھ سرورِ کونین ﷺ کے اعزاز و اکرام کے لیے ہیں۔[36]

اللھم صل وسلم وبارک علی حبیبک الذی کرمتہ وفضلتہ علی العٰلمین
وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

---

[36] (زرقانی علی المواھب، ج ۱، ص ۱۷۰، حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۴۱۴)

ایک سوال

یہ ان علماء سے سوال ہے جو کہ رحمت کائنات ﷺ کے والدین کریمین کے متعلق کہہ جاتے ہیں کہ وہ مسلمان نہیں تھے بلکہ وہ۔۔۔۔۔۔۔تھے۔ سوال یہ ہے کہ آپ مولوی صاحبان میں سے کوئی نو مسلم ہو اس کا باپ مسلمان نہیں تھا اور اس کا لڑکا مسلمان ہو کر کسی دینی درسگاہ میں داخل ہو گیا۔ علم دین حاصل کرکے عالم دین کہلایا اس عالم دین کو کوئی کہہ دے کہ آپ کا باپ تو بے ایمان اور کافر تھا اور وہ کافر ہی مر گیا تو دل پر پتھر رکھ کر بتائیں کہ آپ کی عزت افزائی ہوئی یا بے عزتی ہوئی۔ فقیر اپنی غیرت ایمانی کی وجہ سے ایسے عالم دین سے پوچھتا ہے کہ خدارا سچ سچ بتاؤ تمہارا دل اس بات کے سننے سے کہ آپ کا باپ تو بے ایمان کافر تھا وہ تو کفر پر ہی مر گیا دل دکھا یا کہ دل خوش ہوا؟ یقیناً آپ کا دل دکھا (حالانکہ بات سچی ہے جھوٹی نہیں) تو کیا نبیوں کے نبی سید العالمین باعث ایجاد عالم ﷺ ہی رہ گئے ہیں کہ تم لوگ ان کے والدین کے متعلق جو کچھ مرضی کہو اور ان کا رب کریم تمہیں جنت بھیج دے۔ ہر گز ہر گز نہیں ہو سکتا کیونکہ ایسا کہنے سے جو تم کہتے ہو یقیناً انہیں ایذاء پہنچتا ہے، ان کا دل مبارک دکھتا ہے۔ جیسے کہ قاضی ابو بکر مالکی کا قول گزرا۔ مولوی صاحبان ہوش کرو عقل کے ناخن لو اور ضد، ہٹ دھرمی کو چھوڑ دو، تعصب کا راستہ اختیار نہ کرو ورنہ اس کڑے حکم کا انتظار کرو:

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (التوبة ٦١)

اور وہ جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

صلی اللہ علی النبی الکریم و علیٰ الہٖ و اصحابہٖ اجمعین

بزرگان دین کے سرکار ﷺ کے والدین کریمین کے متعلق اقوال مبارکہ

(۱) سیدنا عمر بن عبد العزیز قدس سرہٗ کے تاثرات

سیدنا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کاتب نے کہہ دیا کہ اگر میرا باپ کافر تھا تو رسول اللہ ﷺ کا باپ بھی۔۔۔۔۔۔۔ تھا۔ یہ سن کر فغضب غضباً شدیداً وعزلھمن الدیوان۔[37]

یہ سن کر سیدنا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سخت غضبناک ہوئے اور اس کاتب کو اس کے عہدے سے معزول کر دیا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

(۲) قاضی ابوبکر مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد مبارک

حضرت قاضی ابو بکر مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے پوچھا جو یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ کے والدین۔۔۔۔۔۔۔ تھے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ یہ سن کر فرمایا: ایسا شخص ملعون ہے (لعنتی) ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (الاحزاب ۵۷)

نیز فرمایا کہ:

ولا اذی اعظم من ان یقال عن ابیہ انہٗ فی النار۔[38]

یعنی اس سے بڑا کوئی ایذا نہیں کہ کسی کے باپ کے متعلق کہا جائے کہ وہ دوزخی ہے۔

حسبنا اللہ ونعم الوکیل

---

[37] (الدرج المنیفہ للسیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ص ۲۱)

[38] (مسالک الحنفاء، ص ۶۷)

(۳) حب الرسول علامہ نبہانی رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد مبارک

قد الف کثیر "من العلماء مؤلفات مستقلة" فی نجاة ابویه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔[39]

تحقیق سے ثابت ہوا کہ بہت سارے اور کثیر علماء کرام نے رحمت کائنات ﷺ کے والدین کریمین کے جنتی ہونے کے متعلق مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ (رحمھم اللہ تعالیٰ)

حسبنا اللہ و نعم الوکیل و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

(۴) امام المتکلمین امام رازی رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ کا ایمان افروز ارشاد

امام المفسرین امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا:

انهما لم یکونا مشرکین بل کانا علی التوحید و ملة ابراهیم علیه السلام۔[40]

یعنی شاہ کونین ﷺ کے والدین کریمین مشرک نہیں تھے، بلکہ وہ دونوں توحید پر اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھے۔

والحمد للہ رب العٰلمین والصلاۃ والسلام علیٰ حبیبه سید المرسلین
وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

امام رازی کون تھے؟

اور امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق علامہ سیوطی فرماتے ہیں:

و ناهیک به امامة و جلالة فانه امام اهل السنة فی زمانه۔۔۔ و هو العالم المبعوث علیٰ رأس المائة السادسة لیجدد لهذه الامة امر دینها۔

[39] (حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۴۱۳)
[40] (المقاصد السنیہ، ص ۹)

اے عزیز امام رازی کا امام ہونا اور ان کی جلالت شان کافی ہے کیونکہ امام رازی اہل سنت کے اپنے زمانہ کے امام تھے۔ نیز امام رازی چھٹی صدی کے مجدد تھے (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ان کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا تاکہ دین مصطفیٰ ﷺ کی تجدید کریں۔

رحمهما الله رحمة واسعة دائمة و صلى الله على خير البرية و سيد العٰلمين و علىٰ آلهٖ و اصحابهٖ و سلم

میرے عزیز مقام غور ہے کہ امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے امام المتکلمین اور صدی کے مجدد دین وملت ایسے ایسے ایمان کے موتی بکھیریں کہ ان کی خوشبو ایمان والوں کے مشام دل کو تا قیامت معطر کرتی رہے گی تو بھی اپنے دل کو پاک وصاف کرتا کہ تجھے بھی یہ ایمانی وروحانی خوشبو معطر کرے اور عقیدے کی میل کچیل دور ہو۔

حسبنا الله و نعم الوكيل

(۵) علامہ سیوطی رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ کا قول مبارک

حافظ الحدیث علامہ عبد الرحمٰن سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

فاقول ذهب كثير "من الائمة الاعلام الىٰ انهمانا جيان و محكوم" لها بالنجاة فى الآخرة۔[41]

بہت بڑے مشہور ائمہ کرام نے یہ اختیار کیا ہے کہ سرور کونین ﷺ کے والدین کریمین جنتری ہیں اور ان اماموں کا یہ فیصلہ ہے کہ دونوں (ماں، باپ) آخرت میں نجات یافتہ ہیں۔

صلى الله على الحبيب المنيب اللبيب و علىٰ آله و اصحابه اجمعين

---

[41] (الدرج المنیفہ، ص ۱)

نیز امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا جن لوگوں نے اس مسئلہ میں مخالفت کی ہے یہ ائمہ کرام ان لوگوں کے اقوال کو ان سے بہتر جانتے ہیں اور یہ ائمہ کرام ان مخالفین سے درجہ میں (علم میں) کم نہیں ہیں۔ نیز فرمایا یہ ائمہ کرام احادیث مبارکہ اور آثار شریفہ کو مخالفین سے زیادہ جانتے ہیں یاد رکھتے ہیں اور دلائل کو پرکھتے ہیں۔ یہ ائمہ کرام مخالفین سے سبقت رکھتے ہیں کیونکہ یہ آئمہ کرام ہر قسم کے علم کے ماہر ہیں۔ (رحمھم اللہ تعالیٰ)

(۲) علامہ سید محمود آلوسی صاحب تفسیر روح المعانی کا قول مبارک

صاحب تفسیر روح المعانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا آیت مبارک سے سید العلمین ﷺ کے والدین کریمین کے مؤمن ہونے پر استدلال کیا گیا ہے جیسے کہ اہل سنت کے بہت سارے جلیل القدر علماء اور ائمہ کرام کا مسلک ہے۔ نیز فرمایا:

وأبو نعيم عن ابن عباس أيضا إلا أنه رضي الله تعالى عنه فسر التقلب فيهم بالتنقل في اصلابهم حتى ولدته أمه عليه الصلاة و السلام وجوز على حمل التقلب على التنقل في الأصلاب أن يارد بالساجدين المؤمنون واستدل بالآية على إيمان أبويه صلى الله تعالى عليه وسلم كما ذهب اليه كثير من أجلة أهل السنة وأنا أخشى الكفر على من يقول فيهما رضي الله تعالى عنهما على رغم أنف على القاريء واضرابه بضد ذلک۔[42]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابو نعیم نے "تقلب" کی تفسیر یہ کی ہے کہ آپ ﷺ اپنے اباؤ اجداد کی پشتوں میں منتقل ہوتے رہے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی والدہ نے آپ ﷺ کو جنا اور تقلب کے اس معنی سے "الساجدین" سے مراد مؤمنین لینا پڑے گی۔ اس آیت سے رسول کریم ﷺ کے والدین کے ایمان دار ہونے پر استدلال کیا گیا ہے۔ جیسا کہ یہ اہل سنت کے

---

42 (تفسیر روح المعانی، ج ۱۹، ص ۱۳۷، ۱۳۸)

جلیل القدر بکثرت علماء کرام کا مذہب ہے۔ اور میں اس شخص کے کفر کا خوف رکھتا ہوں جو آپ ﷺ کے والدین کریمین کے بارے میں ملا علی قاری اور اس کے ساتھیوں کی طرح اس عقیدہ کے خلاف کا قائل ہے۔

اللھم صل و سلم و بارک علی حبیبک الکریم و علی ابائہ و آلہ و اصحابہ اجمعین

المراد منه تقلبک من أصلاب الطاهرين الساجدين لله إلى أرحام الطاهرات الساجدات ومن أرحام السجدات إلى أصلاب الطاهرين أى الموحدين والموحدات حتى يدل على ان اباء النبي صلى الله عليه وسلم كلهم كانوا مؤمنين۔[43]

اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ پاکیزہ اور اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے والے مردوں کی پشت سے ان عورتوں کی رحم کی طرف منتقل ہوئے جو طاہرہ اور سجدہ کرنے والی تھیں۔ اور پھر ان طاہرات و ساجدات کے رحم سے ایسے پاکیزہ افراد کی طرف منتقل ہوئے، جو سبھی اللہ تعالیٰ کی توحید پر قائم تھے۔ یہ آیت کریمہ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آپ ﷺ کے تمام اباء و اجداد صاحبان ایمان و توحید تھے۔

(۷) شیخ المحدثین شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول مبارک

حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ رحمت دو عالم ﷺ کے والدین کریمین کے متعلق علماء متقدمین نے اختلاف کیا ہے۔

و اما متاخرین پس تحقیق کردہ اند اسلام والدین بلکہ تمام آبا و امھات آنحضرت ﷺ را تا آدم علیہ السلام۔[44]

---

[43] (تفسیر مظھری، ج۷، ص ۸۹)

[44] (اشعۃ اللمعات، ج ا، ص ۷۱۸)

یعنی علمائے متاخرین نے تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ جان دو عالم ﷺ کے والدین کریمین مسلمان تھے بلکہ سرور دو عالم ﷺ سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک سب آبائے کرام و امہات ذیشان کا مسلمان ہونا ثابت کیا ہے۔

اللھم صل و سلم بارک علیٰ حبیبک سید الاولین و الآخرین و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

(۸) نیز فرمایا:

وحدیث احیائے والدین اگرچہ در حد ذات خود ضعیف است لیکن تصحیح و تحسین کردہ اند بتعدد طرق۔[45]

یعنی سرکار ﷺ کے والدین کریمین کے زندہ ہو کر ایمان قبول کرنے والی حدیث اگرچہ بذات خود ضعیف ہے لیکن اس کی سندیں اس قدر کثیر ہیں کہ یہ حدیث حسن بلکہ صحیح کے درجہ تک پہنچ گئی ہے۔

نوٹ: اگر کسی سند حدیث میں ضعف ہو تو تعدد طرق اور تلقی بالقبول سے اس حدیث کا ضعف ختم ہو جاتا ہے اور وہ حدیث صحیح کے درجے تک پہنچ جاتی ہے جیسے کہ حدیث پاک مذکور ہے۔

وصلی اللہ علی النبی الکریم و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

(۹) نیز شیخ المحدثین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

و ایں علم گویا مستور بود از متقدمین پس کشف کرد آنرا حق تعالیٰ بر متاخرین واللہ یختص برحمتہ من یشاء بما شاء من فضلہ۔[46]

---

45 (اشعۃ اللمعات، ج ۱، ص ۷۱۸)

46 (اشعۃ اللمعات، ج ۱، ص ۷۱۸)

یعنی یہ وہ علم ہے جو متقدمین پر پوشیدہ رہا لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ متاخرین پر منکشف کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے جس انعام کے ساتھ چاہے اپنے فضل سے خاص کر لیتا ہے۔

والحمد للہ رب العٰلمین والصلاۃ والسلام علیٰ حبیبہ اکرم الاولین والآخرین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

(۱۰) علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد مبارک

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے والدین کریمین کو اللہ تعالیٰ نے زندہ فرمایا اور وہ دونوں ایمان لائے اور پھر اپنی اپنی آرام گاہوں میں آرام فرما ہو گئے۔ یہ حدیث پاک صحیح ہے۔ اور جن محدثین کرام نے اس حدیث پاک کو صحیح فرمایا ہے ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں: امام قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شام کے حافظ الحدیث ابن ناصر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اس میں طعن کرنا بے جا ہے کیونکہ کرامات و خصوصیات کی شان ہی یہ ہے کہ وہ قواعد اور عادات سے خلاف ہوتی ہیں۔

چنانچہ رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے والدین کریمین کا وصال کے بعد زندہ ہو کر ایمان لانا ان کے لئے نافع ہے دوسروں کے لئے نہیں۔[47]

[47] (تفسیر اکلیل علی مدارک، ج ۲، ص ۱۰، سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۵۴)

(۱۱) سند الفقہاء سید ابن عابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد گرامی

سیدی وسندی ابن عابدین علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رد المحتار میں فرمایا ہے:

أَلَا تَرٰى أَنَّ نَبِيَّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَكْرَمَهُ اللّٰهُ تَعَالَى بِحَيَاةِ أَبَوَيْهِ لَهُ حَتَّى آمَنَا بِهِ كَمَا فِي حَدِيثٍ صَحَّحَهُ الْقُرْطُبِيُّ وَابْنُ نَاصِرِ الدِّينِ حَافِظُ الشَّامِ وَغَيْرُهُمَا۔[48]

یعنی کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے اعزاز واکرام کے لئے ان کے والدین کریمین کو زندہ کیا حتیٰ کہ وہ دونوں اپنے لخت جگر پر ایمان لائے جیسا کہ اس حدیث پاک میں ہے جس کو علامہ قرطبی نے اور ابن ناصر الدین شامی رحمہما اللہ نے اور دیگر آئمہ حدیث نے صحیح ثابت کیا ہے۔

فجزاھم اللہ تعالیٰ عنا احسن الجزاء

مندرجہ بالا اقوال مبارکہ سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوئے

(۱) رحمت کائنات ﷺ کے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما دوبارہ زندہ کئے گئے اور وہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ اور اس کے حبیب ﷺ پر ایمان لائے۔

(۲) اور یہ جان دو عالم ﷺ کے اعزاز واکرام کے لئے زندہ کیے گئے اور اگر نہ بھی زندہ کئے جاتے تو پھر وہ جنتی تھے کیونکہ وہ اہل فترت سے تھے اور ان دونوں نے کبھی بھی نہ شرک کیا نہ بت پرستی کی۔

---

[48] (ردالمحتار، ج۴، ص ۲۳۱)

(۳) :والدین کریمین کا دوبارہ زندہ ہونا یہ صحیح حدیث سے ثابت ہے اور اس حدیث کو بڑے بڑے جلیل القدر ائمہ حدیث نے صحیح کہا ہے۔

(۴) :یہ حدیث پاک مخالفین کی پیش کردہ احادیث مبارکہ کی ناسخ ثابت ہوئی یعنی اس حدیث پاک سے پہلے کی ساری مخالفت حدیثیں منسوخ قرار پائیں۔

(۵) :سید المرسلین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کافر یا دوزخی کہنے والا ملعون ہے، لعنتی ہے ایسا کہنے سے یقیناً یقیناً حبیب خدا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو ایذا پہنچتی ہے اور ایسے شخص کے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔

(٦) :ڈر اس بات کا ہے کہ ایسے شخص کا ایمان چھن جائے۔ (معاذ اللہ)

دعوت فکر

چند حقائق عشق و محبت والوں کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں وہ خود اپنے ایمان سے پوچھ کر فیصلہ کرتے جائیں:

(١)

وعن معاذ الجهني: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من قرأ القرآن وعمل بما فيه ألبس والداه تاجا يوم القيامة ضوءه أحسن من ضوء الشمس۔

حضرت معاذ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا جس نے قرآن پاک پڑھا اور اس کے مطابق عمل کیا اس کے ماں باپ کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کا نور سورج کے نور سے بھی زیادہ ہو گا۔

اے عزیز اگر صرف قرآن مجید پڑھنے اور عمل کرنے والے کے والدین کو یہ اعزاز ملے گا تو جس کے وسیلہ سے قرآن پاک ملا ہے اور جس کی ہدایت سے ساری خدائی قرآن پاک کے مطابق عمل پیرا ہے، اس کے والدین کو کیا کیا انعام ملنے چاہئیں۔ یہ تو اپنے ایمان سے پوچھ کر بتا۔

اللھم صل و سلم و بارک علیٰ النبی الکریم و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

(۲)

ایک بار حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تنور میں روٹیاں لگا رہی تھیں ایک روٹی حبیب خدا ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے لگائی تو باقی ساری روٹیاں پک گئیں، مگر جس روٹی کو شاہ کونین ﷺ کا دست مبارک لگا اس روٹی کو آنچ تک نہ آئی۔[49]

میرے عزیز غور کر جس روٹی کو امت کے والی ﷺ کا ہاتھ مبارک لگ جائے اسے تو آگ اثر نہ کر سکے تو جس شکم پاک میں رحمت کائنات ﷺ نو مہینے رہیں اس کے متعلق کیا رائے ہے تو اپنے ایمان سے پوچھ لے۔

اللھم صل و سلم و بارک علی النبی المختار سید الابرار و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ الی یوم القرار

(۳)

سیدنا انس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رومال کے ساتھ رحمت والے نبی اکرم ﷺ نے ہاتھ صاف کیے تو اس رومال کو آگ نہیں جلاتی تھی۔ جب میلا ہو جاتا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے تنور میں ڈال دیتے میل چلا جاتا مگر اس رومال کا ایک تار بھی نہ جلتا۔[50]

---

[49] (حالات مشائخ نقشبندیہ، ص ۱۱۲)

[50] (خصائص کبریٰ، ج ۲، ص ۸۰، مثنوی شریف، تفسیر روح البیان، سیرت رسول عربی ﷺ)

عزیز من غور کر جس کپڑے کے ساتھ جان دوعالم ﷺ کا دست مبارک لگ جائے اسے تو آگ نہ جلا سکے اور جس شکم پاک میں سرور عالم ﷺ خود جلوہ گر ہو رہے ہوں اس کے متعلق تیرا کیا ایمان کیا کہتا ہے۔

صلی اللہ علی النبی الکریم و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

(۴)

سیدنا یوسف علیہ السلام نے اپنا کرتہ مبارک بھیجا اور فرمایا:

اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَذَا فَأَلْقُوهُ عَلَى وَجْهِ أَبِي (یوسف ۹۳)

میرا یہ کرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو۔

عزیز من جو کپڑا سیدنا یوسف علیہ السلام کے جسم پاک کے ساتھ لگ گیا اس کی برکت سے بینائی واپس آجائے تو نبی الانبیاء ﷺ کے جسم اطہر کے ساتھ جو چیز لگ جائے اس کا کیا حال ہونا چاہیئے اور جس شکم پاک میں خود اللہ تعالیٰ کا حبیب مہینوں رہا اس کے متعلق تو اپنے ایمان سے پوچھ کر بتا کہ کہاں ہونا چاہیئے۔

مولای صلی و سلم دائمًا ابدًا علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

(۵)

ایک گنہگار شخص نے حضرت خواجہ بہاؤ الحق ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دست بوسی کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس ادب کی وجہ سے جنت میں بھیج دیا۔[51]

---

51 (خلاصۃ العارفین)

غور کر ایک ولی کے ہاتھ مبارک کے ساتھ منہ لگ جانے سے جنت حاصل ہو جائے تو جن کے وسیلہ سے ولی ولی بنتا ہے ان کے جسم مقدس و معطر کے ساتھ جو لگ جائے وہ کہاں ہونا چاہیئے اپنے ایمان سے پوچھ کر بتاتا جا۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(۶)

ایک (قاضی) فوت ہو گیا اس کی بیوی حاملہ تھی۔ اس قاضی کو بداعمالیوں کی وجہ سے قبر میں عذاب ہو رہا تھا اور جب اس کی بیوی نے بچہ جنا اور پھر اس بچے کو اس کی ماں مسجد میں لے گئی اور مولانا صاحب سے کہا یہ میرا بیٹا ہے اسے قرآن پاک پڑھاؤ۔ مولانا صاحب نے بچے سے فرمایا: پڑھ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ بچے نے بِسْمِ اللّٰہ پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا اب اس کے باپ سے عذاب اٹھالو کیونکہ اس کے بچے نے مجھے رحمٰن ورحیم کہا ہے۔[52]

اسی قسم کا ملتا جلتا واقعہ تفسیر بیضاوی میں بھی ہے:

مقام غور ہے کہ بچے نے بسم اللہ پڑھی باپ کو یہ انعام ملا کہ اس سے عذاب معاف ہو گیا تو جن کے بچے نے سارے جہان کو بسم اللہ پڑھادی اس کے والدین کو کیا انعام ملنا چاہیئے۔

صلی اللہ علی النبی الکریم و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

(۷)

سیدنا یونس علیہ السلام چند دن مچھلی کے پیٹ میں رہے تین دن یا دس دن یا چالیس دن تو وہ مچھلی جنت میں جائے گی۔[53]

---

52 (قلیوبی، ص ۴۱)

53 (تفسیر روح البیان، ج۵، ص ۲۲۶)

یہ بات اگرچہ قطعی نہیں مگر مویدات میں سے ضرور ہے۔ قابل غور بات ہے کہ اس مچھلی نے کوئی نماز نہیں پڑھی کوئی روزہ نہیں رکھا صرف اور صرف اس وجہ سے جنت کی حقدار ہو گئی کہ اس کے پیٹ میں ایک اللہ تعالیٰ کا نبی چند دن رہا تو جس شکم پاک میں نبیوں کے نبی رسولوں کے امام کئی مہینے رہے اس کے متعلق آپ کا ایمان کیا فتویٰ دیتا ہے، ان کو کیا انعام ملنا چاہیئے۔

فقیر ابوسعید ولوالدیہ والاحبابہ عرض کرتا ہے کہ اس رحمت والے نبی ﷺ کے والدین کریمین طیبین طاہرین کو یہ انعام ملنا چاہیئے جس کا تذکرہ ۲۱ جنوری ۱۹۷۸ء کے اخبارات مثلاً نوائے وقت اور مشرق میں شائع ہوا تھا وہ یہ ہے کہ حکومت سعودی عرب نے مسجد نبوی شریف کی توسیع کا پروگرام بنایا اور رحمت کائنات ﷺ کے والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسد مبارک کو بمع چھ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جنت البقیع میں منتقل کیا تو آپ کا جسم مبارک بالکل صحیح وسالم تھا کسی قسم کا تغیر واقع نہیں ہوا تھا۔ نیز فقیر مدینہ منورہ حاضر ہوا وہاں مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۹۴ء کو ٹھیکیدار عبداللطیف سے ملاقات ہوئی اس نے بتایا کہ جب رحمت دو عالم ﷺ کے والد ماجد سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسد مبارک منتقل کیا گیا تو ہم نے بھی زیارت کی تھی، کچھ فاصلہ سے دیکھا کہ کفن مبارک بھی بالکل بے داغ تھا اور ایسی فضاء مہکی کہ بیان نہیں ہو سکتی۔

اللھم صل وسلم وبارک علی النبی المختار سید الابرار وعلیٰ ابائہٖ الاخیار
وآلہ واصحابہٖ وازواجہ الطاھرات المطھرت الیٰ یوم القرار والحمدللہ رب العٰلمین

ایک مغالطہ

بعض لوگ امام الائمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ قدس سرہٗ کو بھی اپنے ساتھ ملا کر بے ادبوں کی صف میں کھڑا کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب فقہ

اکبر میں فرمایا: و والدا رسول اللہ ماتا علی الکفر۔ رسول اللہ ﷺ کے والدین دونوں کفر پر مرے تھے۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

جواب

پہلی بات یہ کہ فقہ اکبر کے متعلق اختلاف ہے کہ یہ کس کی تصنیف ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف ہے اور محققین نے جو تحقیق کی ہے وہ یہ ہے کہ فقہ اکبر ابو حنیفہ محمد بن یوسف بخاری کی تصنیف ہے اور جب یہ ثابت ہی نہیں کہ یہ تصنیف امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہے تو ان کے سر پر اعتراض تھونپنا کہاں کی عقلمندی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہ فقہ اکبر سیدنا امام اعظم قدس سرہٗ کی تصنیف ہے تو پھر عبارت میں اختلاف ہے جو فقیر کے پاس فقہ اکبر ہے اس میں ہے:

و والدا رسول اللہ ﷺ ماتا علی الفطرۃ۔[54]

یعنی رحمت کائنات ﷺ کے والدین کریمین دونوں کا وصال فطرت (اسلام) پر ہوا ہے۔

والحمد للہ رب العٰلمین۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ کسی کی تحریف ہے کہ ماتا علی الفطرۃ کو ماتا علی الکفر کر دیا اور سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوامخواہ بے ادبوں میں کھڑا کر دیا ہے ورنہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ قدس سرہٗ جو کہ پیکر ادب و احترام تھے ان سے کیسے بے ادبی کے الفاظ سرزد ہو سکتے ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی ضد کرے اور کہے کہ یہ الفاظ امام اعظم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے ہی ہیں تو ہم کہیں گے تمہیں وہ مبارک اور ہمیں یہ مبارک الحمد للہ رب العٰلمین ہمارے پاس جو نسخہ فقہ اکبر ہے اس میں صاف صاف لکھا ہے: ماتا علی الفطرۃ۔

---

[54] (فقہ اکبر، ص ۱۵)

اللہ تعالیٰ ہمیں با ادب رکھے اور ادب والوں میں ہمارا حشر و نشر کرے۔

و ما ذلک علی اللہ بعزیز و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ رحمۃ للعلمین
و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کے کفر پر مرنے کے متعلق امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کی تحقیق

"فقہ اکبر" نامی کتاب کیا سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تالیف و تصنیف ہے؟ علماء نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے۔ اس اختلاف کو بالائے طاق رکھ کر ہم اگر یہ تسلیم بھی کرلیں کہ "فقہ اکبر" واقعی امام اعظم کی تصنیف ہے۔ تو پھر مذکورہ عبارت (ماتا علی الکفر) کا اس میں پایا جانا ہرگز قابل تسلیم نہیں۔ کیونکہ علماء نے اس کی تصریح فرمائی ہے کہ مذکورہ عبارت کسی نے فقہ اکبر میں درج کر دی ہے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا لکھا اور نہ ہی کبھی اس کا اظہار فرمایا، خود ہمارے کتب خانہ میں فقہ اکبر کے دو مطبوعہ نسخے موجود ہیں۔ ایک ۱۳۴۲ھ کا چھپا ہوا ہے جو مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن سے طبع ہوا۔ اور دوسرا نسخہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی کا ہے۔ جو ابھی تازہ چھپ کر بازار میں آیا ہے۔ ان دونوں نسخہ جات میں مذکورہ عبارت کا نام و نشاں تک نہیں ہے۔ اگر "ماتا علی الکفر" واقعی امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام ہوتا۔ تو پھر فقہ اکبر کا کوئی نسخہ اس سے خالی نہ ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ اہل سنت کے فقہاء کرام نے اس کی پرزور تردید کی ہے، اور فقہ اکبر کے اصل مصنف کی عبارت اسے تسلیم نہیں کیا، حوالہ ملاحظہ ہو:

وَمَا فِی الْفِقْهِ مِنْ اَنَّ وَالِدَیْهِ ﷺ مَاتَا عَلَی الْکُفْرِ فَمَدْسُوْسٌ عَلَی الْاِمَامِ وَعَلَی النُّسَخِ الْمُعْتَمَدَۃِ لَیْسَ بِهَا شَیْءٌ مِنْ ذَالِکَ۔[55]

"فقہ اکبر" میں جو یہ الفاظ کہیں ملتے ہیں کہ حضور ﷺ کے والدین کریمین امام اعظم کے بقول کفر پر مرے، تو یہ الفاظ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بطور افتراء منسوب کر دیئے گئے ہیں۔ کیونکہ قابل اعتماد نسخہ جات فقہ اکبر میں ان الفاظ کا نام ونشاں تک نہیں ملتا۔

جواب دوم:

امام جلال الدین سیوطی نے آپ ﷺ کے والدین کریمین کے ثبوت اسلام اور موحد ہونے پر چھ عدد رسالہ جات تصنیف فرمائے ہیں:

علامہ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سرکار ابد قرار ﷺ کے والدین ماجدین کریمین کے ثبوت اسلام پر اور موحد و جنتی ہونے پر چھ عدد رسالہ جات تصنیف فرمائے۔ ان میں علامہ موصوف نے ان عبارات کا جواب بھی تحریر فرمایا جو اس عقیدہ کے خلاف تھیں یعنی جن میں آپ ﷺ کے والدین کریمین کے عدم اسلام کی بات تھی۔ ہم نے علامہ موصوف کے تمام رسائل دیکھے، لیکن ان میں کہیں بھی امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب اس عبارت کا تذکرہ نہیں ملتا۔ اور پھر جب علامہ السیوطی نے ایک رسالہ فضائل و مناقب امام اعظم پر تصنیف فرمایا، جس کا نام تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ ہے، اس میں بھی کوئی ایسا اشارہ نہیں ملتا جس سے یہ ثابت ہو کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضور ﷺ کے والدین کریمین کے بارے میں "ماتا علی الکفر" والا عقیدہ تھا۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ "فقہ اکبر" میں کسی نے اپنی طرف سے مذکورہ

[55] (طحطاوی، ج ۲، ص ۸۰: مطبوعہ بیروت طبع جدید

عبارت درج کر دی۔ یوں لوگوں نے اسے امام اعظم کا کلام سمجھ کر اُن پر طعن و اعتراض کرنا شروع کر دیا۔

جواب سوم
اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی عبارات سے ماخوذ

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذکورہ عبارات پر ارشادات ملاحظہ ہوں:

المستند المعتمد بناء نجاۃ الابد:

لم یثبت هذا عن سید الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنه قال العلامة السید الطحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ فی حاشیة علی الرد المحتار من نکاح باب الکافر ما نصه فیه اساءت ادب و الذی ینبغی اعتقاده حفظهما من الکفر و ذکر الکلام الیٰ ان قال و ما فی فقه الاکبر من ان والدیه ﷺ ماتا علی الکفر فمدسوس علی الامام و یدل علیه ان النسخ المعتمدة منه لیس فیها شئیٔ من ذالک قال ابن حجر المکی فی فتاواه و الموجود فیها ذالک لابی حنیفة محمد بن یوسف البخاری لابی حنیفة النعمان بن الثابت الکوفی و علی التسلیم ان الامام قال ذالک فمعناه انهما ماتا فی ذمن الکفر و هذا لا یقتضی اتصافهما به الیٰ اخر ما افاد و اجاد اقول و لهذه العبارة، قرینةٌ أخریٰ توجد مثلها فی بعض النسخ دون الاُخری و هی قوله و رسول اللہ ﷺ مات علی الایمان و العلامة القاری نفسه قد ارتاب فی صحة نسبتها الی الکتاب حیث قال لعل مرام الامام علی تقدیر صحة وروده هذا الکلام فالقطع بصحة هذه مع اشتراکهما فی خلو النسخ المعتمدة عنهما مما یفضی الی التعجب۔[56]

یہ قول حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت نہیں ہے علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حاشیہ رد المختار میں کہا کہ یہ کہنا کہ حضور ﷺ کے والدین کا نکاح کفر کے ساتھ ہوا یہ بے

[56] (المستند المعتمد بناء نجاۃ الابد، ص ۱۷۵)

ادبی ہے اور والدین رسول کریم ﷺ کے بارے میں ایک مسلمان کا جو عقیدہ ہونا چاہیئے وہ یہ کہ ان دونوں حضرات کو کفر سے محفوظ سمجھا جائے۔ سلسلہ کلام چلاتے ہوئے علامہ موصوف نے یہ بھی لکھا کہ "فقہ اکبر" کے حوالہ سے جو یہ کہا جاتا ہے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: "حضور ﷺ کے والدین کا حالت کفر میں انتقال ہوا" یہ کہنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک تہمت سے کم نہیں ہے، اور اس کے تہمت ہونے پر یہ بات دلالت کرتی ہے کہ فقہ اکبر کے جو نسخے قابل اعتماد ہیں ان میں ایسے الفاظ کا قطعًا وجود تک نہیں ملتا۔ علامہ ابن حجر مکی نے اپنے فتاویٰ میں کہا ہے کہ فقہ اکبر کے حوالہ سے جو مذکورہ عبارت پیش کی جاتی ہے وہ ابو حنیفہ محمد بن یوسف بخاری کی ہے، ابو حنیفہ نعمان بن ثابت یعنی امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نہیں ہے۔ اور اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ عبارت مذکورہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی ہے، تو پھر اس کا معنی یہ ہو گا کہ حضور اکرم ﷺ کے والدین کریمین کا انتقال زمانۂ کفر میں ہوا لیکن اس معنی سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ دونوں بزرگ کفر سے متصف تھے، الخ۔

میں (یعنی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز) کہتا ہوں کہ "ماتا علی الکفر" کا جو معنی ابن حجر مکی نے کیا، اس کا ایک اور قرینہ بھی موجود ہے، وہ یہ کہ فقہ اکبر کے بعض نسخہ جات میں اس عبارت کے ساتھ یہ عبارت بھی مذکور ہے: **و رسول اللہ ﷺ مات علی الایمان** یعنی رسول کریم ﷺ کا وصال شریف زمانۂ ایمان پر ہوا۔ ملا علی قاری کو تو خود اس عبارت "**مات علی الایمان**" کے بارے میں شک ہے کہ یہ نفس کتاب (فقہ اکبر) کی ہے، کیونکہ انہوں نے کہا ہے: شاید کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصد اس عبارت سے بشرطیکہ اس عبارت کا آپ سے صدور

تسلیم کیا جائے یہ ہو، لہٰذا اس عبارت کے صحیح ہونے پر یقین کر لینا حالانکہ قابل اعتماد نسخہ جات اس سے خالی ہیں، یہ ایسا یقین ہے جو تعجب میں ڈال دیتا ہے۔

توضیح

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے قول کی وضاحت یہ ہے کہ "ماتا علی الکفر" کے الفاظ معتمد نسخہ جات میں موجود نہیں، اور فقہ اکبر کے جن نسخوں میں یہ عبارت ملتی ہے۔ وہ امام اعظم کی تصنیف نہیں بلکہ ابو حنیفہ محمد بن یوسف بخاری کی تصنیف ہے۔ علاوہ ازیں بشرط تسلیم اس عبارت کے ساتھ بعض نسخوں میں یہ عبارت بھی موجود ہے: و رسول اللہ ﷺ مات علی الایمان۔ اس جملہ کے بارے میں ملا علی قاری خود شک میں ہیں، ملا علی قاری کی عبارت یہ ہے:

شرح فقہ اکبر

و لیس ھذہ النسخة فی اصل شارح تصدر لھذا المیدان لکونہ ظاھرا فی معرض البیان و لا یحتاج ذکرہ لعلوہ فی ھذا الشان و لعل برام الامام علی تقدیر صحة ورود ھذا الکلام انہ ﷺ من حیث کونہ نبیًا من الانبیاء و ھم کلھم معصومون عن الکفر فی الابتداء و الانتھاء نعتقد انہٗ علیہ السلام مات علی الایمان۔[57]

اور اس نسخہ کی یہ عبارت کسی اصل کی تشریح کے طور پر یہاں ذکر کرنا مناسب نہیں کیونکہ یہ بیان کرنے کے بغیر بھی ظاہر ہے۔ اور اس کے ذکر کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ سرکار دو عالم ﷺ کی شان اقدس اس بارے میں بلند و بالا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ شاید امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس عبارت سے مقصد یہ ہو کہ چونکہ آپ ﷺ بھی دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی طرح ایک

---

[57] (شرح فقہ اکبر ملا علی قاری، ص ۱۳۱)

جلیل القدر پیغمبر ﷺ ہیں، اور وہ حضرات کفر سے ابتداء اور انتہاء دونوں میں معصوم ہیں، لہٰذا ہمیں اس بات کا معتقد ہونا چاہیئے کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال شریف بھی ایمان پر ہوا۔

ملا علی قاری جب "مات علی الایمان" کے جملہ کے بارے میں مضطرب ہیں، کیونکہ رسول کریم ﷺ کا انتقال بحالت ایمان ہونا اظہر من الشمس ہے، اس لئے عقائد کی اہم باتوں میں اسے ذکر کرنا کوئی دانشمندانہ بات نہیں پھر ایک تعجب اس بات پر کہ ملا علی قاری اسے صاحب فقہ اکبر کی تحریر مانتے ہیں، اور پھر اس کی تاویل ایک ایسے انداز سے کر رہے ہیں جو عامیانہ ہے، بھلا کس مؤمن کا یہ عقیدہ ہو گا کہ وہ تمام انبیاء کرام کو اول و آخر مؤمن سمجھے لیکن حضور اکرم ﷺ کے انجام پر اسے شک و وہم گزرے۔ لہٰذا اس شک کو دور کرنے کے لئے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عقیدہ ذکر کیا۔ وہ یہ کہ ہر مؤمن کو یہ عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ سرکار دوعالم ﷺ کا انتقال بحالت ایمان ہوا۔ ہاں اس کی ایک وجہ ہو سکتی تھی وہ یہ کہ کسی پیغمبر کی موت (معاذ اللہ) کفر پر ہوئی ہو یا سب انبیاء سابقین (معاذ اللہ) بوقت انتقال ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہوں، تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امت مسلمہ کے لئے یہ اصل بیان کر رہے ہوں کہ سرکار دوعالم ﷺ کے انتقال کے متعلق انبیاء سابقین کا سا عقیدہ نہیں رکھنا چاہیئے، بلکہ آپ ﷺ ان کے خلاف ایمان کی حالت میں اس دنیا سے تشریف لے گئے لیکن یہ وجہ خود مردود ہے۔

ملا علی قاری کا اس عبارت کو تعجب سے دیکھنا اور اس کو اولاً صاحب فقہ اکبر کی تحریر نہ کہنا اور پھر عجیب و غریب اس کا مقصد ان پر تھوپنا ان تمام باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان بریلوی کہتے ہیں کہ اسی عبارت سے متصل عبارت (مات علی الکفر) بھی جب قابل اعتماد

نسخوں میں موجود نہیں تو پھر اسے ملا علی قاری کا درست تسلیم کرنا اور اس کی تائید کرنا اور اس کے خلاف کی تردید کرنا کس قدر تعجب خیز بات ہے۔

فقہ اکبر کا تاریخی پس منظر

گزشتہ اوراق میں فقہ اکبر نامی کتاب کے مصنفین میں دو حضرات کے نام مذکور ہوئے ہیں، ایک سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے ابو حنیفہ محمد بن یوسف بخاری۔ اس ضمن میں یہ بھی گزرا کہ سرکار دوعالم ﷺ کے والدین کریمین کے متعلق جملہ جن نسخہ جات میں ہے وہ ابو حنیفہ محمد بن یوسف کی تصنیف ہے، امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف میں یہ بحث نہیں ہے، بہر حال جو فقہ اکبر امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہے۔ وہ ابو مطیع بلخی سے مروی ہے اسے ابن تیمیہ، علامہ ذہبی، ابن قیم، ابن حجر مکی، شیخ الاسلام ابو اسماعیل بخاری، ابن ابی حاتم، علامہ قونوی، ابن ابی قدامہ حنبلی شارح عقائد طحاوی، ابن عبد الرسول عبد السلا محمد برزنجی، طحطاوی اور صاحب کشف الظنون وغیرہ حضرات نے تسلیم بھی کیا ہے، اور اس کا تذکرہ بھی کیا۔ چونکہ دونوں مصنفین کی کنیت ابو حنیفہ تھی۔ اس لیے اشتباہ کی وجہ سے لوگوں نے امتیاز نہ کیا۔ اور بوجہ شہرت اس سے مراد امام اعظم کی ذات لے لی گئی۔ صاحب کشف الظنون کہتے ہیں۔

کشف الظنون

الفقه الاکبر فی الکلام للامام الاعظم ابی حنیفة نعمان بن ثابت الکوفی المتوفی ۱۵۰ھ خمسین و مأته روی عنه ابو مطیع البلخی و اعتنی به جماعة من العلماء۔[58]

علم کلام کے موضوع پر لکھی گئی کتاب "فقہ اکبر" امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہے۔ جن کا ۱۵۰ھ میں انتقال ہوا۔ یہ کتاب آپ سے ابو مطیع البلخی نے روایت کی۔ علماء کی ایک جماعت نے اس کا اہتمام کیا۔

نوٹ: صاحب کشف الظنون یہاں اس بات کی تفصیل بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے "ابو حنیفہ" کنیت کے اشتباہ کی وجہ سے مشہور فقہ اکبر کتاب کی بہت سی شروحات اس ارادے سے لکھیں کہ یہ کتاب امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہے۔ صاحب کشف الظنون نے یہاں اُن حضرات کے نام بھی گنوائے ہیں، جو اس مغالطہ کا شکار ہوئے۔ اور ان کی شروحات بازار میں آئیں۔ اگرچہ یہاں خود بھی صاحب کشف الظنون تحقیق سے ہٹ گئے۔ کیونکہ جب انہیں یہ علم تھا کہ امام اعظم کی تصنیف فقہ اکبر ابو مطیع بلخی سے روایت ہے اور جن شروحات کا ذکر کیا وہ اس فقہ اکبر کی نہیں۔ بلکہ ابو حنیفہ محمد بن یوسف بخاری کی تصنیف کی ہیں۔ لیکن تساہل کرتے ہوئے صاحب کشف الظنون نے انہیں امام اعظم کی فقہ اکبر کی شروحات کے طور پر پیش کیا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ جس فقہ اکبر کو شہرت ملی اور جس کی شروحات کی گئیں۔ وہ امام اعظم کی فقہ اکبر نہیں۔ لہٰذا ملا علی قاری نے بھی جس کی شرح لکھی۔ وہ بھی ابو حنیفہ محمد بن یوسف کی تصنیف ہے۔ اس لیے اس کے معتقدات امام اعظم کے عقائد نہیں کہلائے جاسکتے۔ اسی امر کی ایک اور دلیل پیش خدمت ہے۔

---

[58] (کشف الظنون، ج۲، ص۱۲۸۷)

مشہور فقہ اکبر امام اعظم کی تصنیف نہیں

مہر انور: امام اعظم صاحب کا وہ رسالہ چونکہ فقہ اکبر کے نام سے مشہور ہے کہ جس کی روشنی سے مسلمانوں کے سینے منور ہوئے۔ اور جس کی بدولت لوگوں نے صراط مستقیم کو سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ میں نے اس کے متعلق یہ خیال کیا کہ اس کا میں اردو ترجمہ لکھوں کہ جس سے عام لوگ فائدہ اٹھائیں۔ لیکن اتفاق سے وہ نسخہ مرویہ کوشش کے باوجود ہاتھ نہ لگا۔ لیکن میں اس کی جستجو میں رہا، اور اتفاقاً مفتی محمد سعید شافعی مدارسی کے کتب خانہ میں مجھے نظر آیا جسے دیکھ کر میں بھڑک اٹھا اور اس کے بعد میں نے اس کا ترجمہ کیا۔ اور چونکہ وہ عربی میں تھا جس کو عام لوگ نہیں سمجھتے تھے، اس لیے میں نے اس کا ترجمہ کیا۔۔۔۔ یہ جو مشہور فقہ اکبر ہے کہ جس کا ترجمہ ہی نہیں بلکہ شروح بھی بہت سے لوگوں نے لکھی ہیں، یہ امام ابو حنیفہ کی تصنیف نہیں ہے۔ بلکہ یہ ابو حنیفہ محمد بن یوسف بخاری کی تصنیف اور صاحب تصنیف کے نام اتفاق سے مشترک متحد پائے گئے۔ اور فقہ اکبر جو کہ ابو مطیع بلخی کی مروی ہے وہ بہت ہی کمیاب تھی۔ اس لیے لوگ اس مشہور فقہ اکبر کو امام اعظم کی تصنیف سمجھتے ہوئے اس کی طرف اس طرح دوڑے جس طرح پیاسا ریگستان کو دور سے پانی تصور کرتا ہے۔

فقہ اکبر جو مشہور و معروف ہے، اس کی شروحات کا بکثرت وجود ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ سب ش[59] روحات نویں صدی کے بعد معرض وجود میں آئیں۔ یعنی ان کے شارحین میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو نویں صدی سے قبل سے تعلق رکھتا ہو۔ حالانکہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پہلی دوسری صدی کا زمانہ ہے۔

---

59 (مہر انور، ص ۷، ۶)

سات سو سال تک کسی نے ایسے عظیم شخص کی تصنیف کی شرح کی طرف توجہ نہ دی، عقل یہ باور نہیں کر سکتی کہ اتنا طویل عرصہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف سے اُن کے نام لیواؤں نے روگردانی کی۔ اور پھر نویں صدی کے بعد یکایک فقہ اکبر اور اس کی شروحات عام ہو گئیں۔ علامہ طحطاوی، ابو اللیث سمرقندی اور علامہ کرخی جیسی شخصیات سے بھی اس کی کوئی شرح نظر نہ آئی۔ حالانکہ یہ حضرات امام صاحب کی تعلیمات کے خصوصی مبلغ اور شارح تھے۔ اس سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ فقہ اکبر امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف نہیں ہے۔ ابن تیمیہ نے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ”فقہ اکبر“ کے کچھ اقتباسات پیش کیے ہیں، ہم انہیں ذیل میں درج کر رہے ہیں، ان اقتباسات کو موجودہ فقہ اکبر کی عبارت سے ملا کر دیکھیں تو بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ یہ فقہ اکبر متداولہ وہ نہیں جو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف تھی۔

اقتباسات ملاحظہ ہوں:

الحموية الكبرىٰ

وفي كتاب "الفقه الأكبر" المشهور عند أصحاب أبي حنيفة; الذي رووه بالإسناد عن أبي مطيع "الحكم بن عبد الله البلخي" قال: سألت أبا حنيفة عن الفقه الأكبر فقال: لا تكفرن أحدا بذنب ولا تنف أحدا به من الإيمان; وتأمر بالمعروف وتنهى عن المنكر; وتعلم أن ما أصابك لم يكن ليخطئك وما أخطأك لم يكن ليصيبك ولا تتبرأ من أحد من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم; ولا توالي أحدا دون أحد; وأن ترد أمر عثمان وعلي إلى الله عز وجل. قال أبو حنيفة: الفقه الأكبر في الدين خير من الفقه في العلم; ولأن يفقه الرجل كيف يعبد ربه خير له من أن يجمع العلم الكثير۔ قال أبو مطيع: "الحكم بن عبد الله" قلت: أخبرني عن أفضل الفقه. قال: تعلم الرجل الإيمان والشرائع والسنن والحدود واختلاف الأئمة. وذكر مسائل "الإيمان" ثم ذكر مسائل "القدر" والرد على القدرية بكلام حسن ليس هذا

موضعه. ثم قال: قلت: فما تقول فيمن يأمر بالمعروف وينهى عن المنكر فيتبعه على ذلک أناس فيخرج على الجماعة هل ترى ذلک؟ قال لا. قلت: ولم وقد أمر الله ورسوله بالأمر بالمعروف والنهي عن المنكر وهو فريضة واجبة؟قال هو كذلک;لكن مايفسدون أكثر مما يصلحون من سفک الدماء واستحلال الحرام۔[60]

کتاب فقہ اکبر میں ہے جو امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں باسناد ابی مطیع الحکم بن عبد اللہ بلخی مشہور ہے کہ میں (ابو مطیع) نے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فقہ اکبر کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا: کسی شخص کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر ہر گز نہ کہو، اور نہ ہی اس سے اس کا ایمان ختم ہونے کا قول کرنا تم ہر مسلمان کو معروف کا حکم کرو اور منکرات سے روکو۔ اور تمہیں اس بات کا یقین ہونا چاہیئے کہ جو چیز تمہیں پہنچ گی ہے، وہ تم سے ٹلنے والی نہ تھی، اور جو چیز تم تک نہ پہنچ سکی وہ تمہیں ملنے والی نہ تھی۔ حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے اصحاب میں سے کسی سے بیزاری نہ کر، اور دوستی میں ان میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح مت دے، اور حضرت عثمان و علی المرتضیٰ کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: دین میں فقہ اکبر علم کی فقہ اکبر سے بہتر ہے۔ اور بہت سا علم جمع کر لینے سے کسی آدمی کے لئے بہتر ہے کہ وہ اپنے رب کی عبادت کرنے کی کیفیت جان لے۔ ابو مطیع نے کہا: میں نے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ مجھے بہترین فقہ بتائیں، فرمایا: وہ یہ ہے کہ تو کسی کو ایمان کی تعلیم دے۔ شریعتوں کا علم سکھائے اور سنتوں اور حدود اور ائمہ کے اختلاف سے آگاہ کرے، اس کے بعد آپ نے ایمان کے بہت سے مسائل ذکر کیے، پھر تقدیر کے مسائل بیان فرما کر قدریہ پر خوبصورت انداز میں رد فرمایا، جس کے ذکر کا یہ مقام نہیں ہے۔ پھر ابو مطیع نے ان سے پوچھا کہ ایک شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہے، بہت سے لوگ اس

---

[60] (العقيدة الحموية الكبرى، ج ۱، ص ۳۴)

کے متبع ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ سب مل کر کسی مومن جماعت پر خروج کر دیں اس کا کیا حکم ہے؟اور فرمایا یہ درست نہیں۔ میں نے پوچھا آخر کیوں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیا ہے۔ اور یہ ایک واجب اور فرضی ذمہ داری ہے، فرمانے لگے: ہاں جو کہتے ہو وہ ٹھیک ہے، لیکن ان کے خروج کرنے والوں کا فساد ان کی اصلاح کی بہ نسبت بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ اس طرح سے وہ مسلمانوں کا ناحق خون بہائیں گے اور حرام کو حلال ٹھہرائیں گے۔

توضیح

قطع نظر اس سے کہ ابن تیمیہ نے مذکورہ اقتباسات کس مقصد کے ضمن میں پیش کیے ہیں، ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ فقہ اکبر جو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات کو مورد الزام ٹھہرانا حقائق سے چشم پوشی کے مترادف ہے اور اگر بالفرض اسی مشہور و معروف تصنیف کو امام اعظم کی تسلیم کر لیا جائے۔ تو پھر اس کے نسخوں میں کمی بیشی اس امر کی نشاندہی کرتی ہے کہ مذکورہ عبارت (ماتا علی الکفر، الخ) جن نسخہ جات میں پائی جاتی ہے، وہ کسی نے درج کر دی ہے، لہٰذا پھر بھی امام اعظم کی ذات اس اعتراض والزام سے بری ہے۔ ملا علی قاری کو بھی جب یہ شک پڑا کہ "مات علی الایمان" اصل کتاب کی عبارت نہیں ہو سکتی تو پھر اس کے قبل کی عبارت بھی تو اس کے ساتھ بعض نسخہ جات میں نہیں ملتی، اسے اصل کتاب ٹھہرانے کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی۔

(فاعتبرو ایا اولی الابصار)

حضور ﷺ کے والدین کریمین کے عدم اسلام پر ملا علی قاری کے دلائل اور اُن کے مسکت جوابات

(وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: زَارَ النَّبِيُّ قَبْرَ أُمِّهِ) أَيْ بِالْأَبْوَاءِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ (فَبَكَى) أَيْ عَلَى فِرَاقِهَا أَوْ عَلَى عَذَابِهَا أَوْ عَلَى مَوْتِهِ بِمَوْتِهَا، قَالَ ابْنُ الْمَلَكِ: يَدُلُّ عَلَى جَوَازِ الْبُكَاءِ عِنْدَ حُضُورِ الْمَقَابِرِ (وَأَبْكَى مَنْ حَوْلَهُ) قِيلَ: زِيَارَتُهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أُمَّهُ مَعَ أَنَّهَا كَافِرَةٌ تَعْلِيمٌ مِنْهُ

لِلْأُمَّةِ حُقُوقَ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقَارِبِ، فَإِنَّهُ لَمْ يَتْرُكْ قَضَاءَ حَقِّهَا مَعَ كُفْرِهَا (فَقَالَ: اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي أَنْ أَسْتَغْفِرَ فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي) قَالَ ابْنُ الْمَلَكِ: لِأَنَّهَا كَافِرَةٌ، وَالِاسْتِغْفَارُ لِلْكَافِرِينَ لَا يَجُوزُ، لِأَنَّ اللَّهَ لَنْ يَغْفِرَ لَهُمْ أَبَدًا (وَاسْتَأْذَنْتُهُ فِي أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأُذِنَ لِي) بِنَاءً عَلَى الْمَجْهُولِ مُرَاعَاةً لِقَوْلِهِ " فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي "، وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ بِصِيغَةِ الْفَاعِلِ، ذَكَرَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي كِتَابِ الْوَفَاءِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - بَعْدَ وَفَاةِ أَبِيهِ كَانَ مَعَ أُمِّهِ آمِنَةَ، فَلَمَّا بَلَغَ سِتَّ سِنِينَ خَرَجَتْ بِهِ إِلَى أَخْوَالِهَا بَنِي عَدِيِّ بْنِ النَّجَّارِ بِالْمَدِينَةِ تَزُورُهُمْ، وَمِنْهُمْ أَبُو أَيُّوبَ، ثُمَّ رَجَعَتْ بِهِ إِلَى مَكَّةَ، فَلَمَّا كَانُوا بِالْأَبْوَاءِ تُوُفِّيَتْ فَقَبْرُهَا هُنَاكَ، وَقِيلَ: لَمَّا افْتَتَحَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مَكَّةَ زَارَ قَبْرَهَا بِالْأَبْوَاءِ، ثُمَّ قَامَ مُسْتَعْبِرًا، فَقَالَ: " «إِنِّي اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّي فَأَذِنَ لِي، وَاسْتَأْذَنْتُهُ بِالِاسْتِغْفَارِ لَهَا فَلَمْ يَأْذَنْ لِي» "، وَنَزَلَ {مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى} [التوبة: 113] الْآيَةَ. وَأَغْرَبَ ابْنُ حَجَرٍ حَيْثُ قَالَ: وَلَعَلَّ حِكْمَةَ عَدَمِ الْإِذْنِ فِي الِاسْتِغْفَارِ لَهَا إِتْمَامُ النِّعْمَةِ عَلَيْهِ بِإِحْيَائِهَا لَهُ بَعْدَ ذَلِكَ حَتَّى تَصِيرَ مِنْ أَكَابِرِ الْمُؤْمِنِينَ، أَوِ الْإِمْهَالُ إِلَى إِحْيَائِهَا لِتُؤْمِنَ بِهِ فَتَسْتَحِقَّ الِاسْتِغْفَارَ الْكَامِلَ حِينَئِذٍ اهـ وَفِيهِ أَنَّ قَبْلَ الْإِيمَانِ لَا تَسْتَحِقُّ الِاسْتِغْفَارَ مُطْلَقًا، ثُمَّ الْجُمْهُورُ عَلَى أَنَّ وَالِدَيْهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مَاتَا كَافِرَيْنِ، وَهَذَا الْحَدِيثُ أَصَحُّ مَا وَرَدَ فِي حَقِّهِمَا، وَأَمَّا قَوْلُ ابْنِ حَجَرٍ: وَحَدِيثُ إِحْيَائِهِمَا حَتَّى آمَنَا بِهِ ثُمَّ تُوُفِّيَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ، وَمِمَّنْ صَحَّحَهُ الْإِمَامُ الْقُرْطُبِيُّ، وَالْحَافِظُ ابْنُ نَاصِرِ الدِّينِ، فَعَلَى تَقْدِيرِ صِحَّتِهِ لَا يَصْلُحُ أَنْ يَكُونَ مُعَارِضًا لِحَدِيثِ مُسْلِمٍ مَعَ أَنَّ الْحُفَّاظَ طَعَنُوا فِيهِ، وَمَنَعُوا جَوَازَهُ أَيْضًا بِأَنَّ إِيمَانَ الْيَأْسِ غَيْرُ مَقْبُولٍ إِجْمَاعًا كَمَا يَدُلُّ عَلَيْهِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ، وَبِأَنَّ الْإِيمَانَ الْمَطْلُوبَ مِنَ الْمُكَلَّفِ إِنَّمَا هُوَ الْإِيمَانُ الْغَيْبِيُّ، وَقَدْ قَالَ تَعَالَى {وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ} [الأنعام: 28] وَهَذَا الْحَدِيثُ الصَّحِيحُ صَرِيحٌ أَيْضًا فِي رَدِّ مَا تَشَبَّثَ بِهِ بَعْضُهُمْ بِأَنَّهُمَا كَانَا مِنْ أَهْلِ الْفَتْرَةِ، وَلَا عَذَابَ عَلَيْهِمَا مَعَ اخْتِلَافٍ فِي الْمَسْأَلَةِ، وَقَدْ صَنَّفَ السُّيُوطِيُّ رَسَائِلَ ثَلَاثَةً فِي نَجَاةِ وَالِدَيْهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَذَكَرَ الْأَدِلَّةَ مِنَ الْجَانِبَيْنِ، فَعَلَيْكَ بِهَا إِنْ أَرَدْتَ بَسْطَهَا۔[61]

---

[61] (مرقاۃالمفاتیح شرح مشکوۃالمصابیح ج۴ص ۱۳ ۱ باب زیارۃالقبر مطبوعہ امدادیہ ملتان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع مقام ابواء پر اپنی والدہ ماجدہ کی قبر انور کی جب زیارت فرمائی تو آپ ﷺ رو پڑے، آپ ﷺ کا یہ رونا یا تو والدہ ماجدہ کی جدائی کی وجہ سے تھا، یا انہیں عذاب میں دیکھ کر رو دیئے یا ان کی موت سے اپنی موت یاد آنے پر روئے۔ ابن الملک کہتے ہیں کہ اس حدیث کے واقعہ سے اس کا جواز نکلتا ہے کہ قبرستان میں جاتے وقت وہاں رونا درست ہے آپ اس قدر روئے کہ جو لوگ آپ کے ارد گرد تھے، انہیں بھی آپ ﷺ نے رلا دیا۔ کہا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کرنا باوجود اس کے کہ وہ کافرہ تھیں اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ امت کے ہر فرد کو اپنے والدین اور اقارب کے حقوق کا بہر حال خیال رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے اپنی والدہ کے کافرہ ہونے کے باوجود ان کے حقوق پورے کیے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے والدہ کے لیے مغفرت کرنے کی اجازت طلب کی تو مجھے اجازت نہ دی گئی۔ ابن الملک نے کہا کہ اجازت نہ ملنا اس وجہ سے تھا کہ وہ کافرہ تھیں۔ اور کفار کے لیے دعائے مغفرت کرنا جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں کبھی بھی مغفرت نہیں مل سکتی اور فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے والدہ کی قبر کی زیارت کا سوال کیا کہ اس کی اجازت دی جائے تو اس کی اجازت دے دی گئی۔ ابن الجوزی نے کتاب الوفاء میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے والد گرامی حضرت عبد اللہ کے انتقال کے بعد اپنی والدہ محترمہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف فرما تھے، جب آپ ﷺ کی عمر شریف چھ برس کی ہوئی تو آپ ﷺ کی والدہ آپ کو لے کر مدینہ منورہ کی طرف تشریف لے گئیں کیونکہ وہاں بنی عدی بن النجار میں ان کے ماموں تھے۔ اُن کی زیارت کرنا چاہتی تھیں۔ ان ہی سے ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق بھی ہے، زیارت کے بعد واپس مکہ روانہ ہوئیں۔ جب یہ

قافلہ مقام ابواء پر پہنچا تو یہاں آپ ﷺ کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ یہیں ان کی قبر بنائی گئ اور دفن کر دی گئیں، اور کہا گیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح فرمایا تو مقام ابواء پر اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کی پھر قبر سے ذراہٹ کر کھڑے ہو گئے اور خوب روئے اور فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کرنے کی اجازت مانگی، تو اس نے مجھے اجازت عطاء فرمادی۔ اور میں نے ان کے لیے استغفار کی اجازت بھی طلب کی تو یہ اجازت نہ ملی، اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى (التوبة۱۱۳)

نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی بخشش چاہیں اگر چہ وہ رشتہ دار ہوں۔

علامہ ابن حجر مکی نے یہاں ایک بڑی عجیب بات کہی وہ یہ کہ حضور ﷺ کو اپنی والدہ ماجدہ کے لیے استغفار کی اجازت اس وقت شاید اس لیے نہ دی گئی کہ اللہ تعالیٰ اُن پر اپنی نعمت مکمل طور پر اتارنا چاہتا تھا۔ وہ اس طرح کہ حضور ﷺ کی خاطر اللہ تعالیٰ انہیں دوبارہ زندہ فرمائے گا۔ پھر وہ ایمان لا کر اکابرین مومنین میں شمار ہوں گی یا یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اس بات کی مہلت دینا تھی کہ آپ ﷺ کے لیے آپ ﷺ کی والدہ کو زندہ کرکے اُن کا آپ پر ایمان لانا مقصود تھا۔ تاکہ وہ مستحق استغفار کامل ہو جائیں۔

ابن حجر کے اس بیان میں ایک اشکال ہے کہ ایمان سے قبل آپ کی والدہ تو مطلقاً استغفار کی مستحق نہ تھیں۔ (حالانکہ آپ ﷺ نے استغفار کی اجازت ان کے ایمان لانے سے قبل ہی طلب کی تھی) پھر جمہور اس پر ہیں کہ حضور ﷺ کے والدین دونوں حالت کفر پر مرے ہیں اور یہ حدیث (دونوں کا حالت کفر پر مرنا) ان احادیث میں سے اصح ہے۔ جو اس موضوع پر مذکور ہیں، اور ابن حجر کا یہ قول کہ یہ حدیث کہ جس میں آپ ﷺ کے والدین کریمین کا دوبارہ زندہ ہونا اور آپ ﷺ پر دونوں کا ایمان لانا اور پھر فوت ہو جانا صحیح ہے۔ اور اس کی تصحیح کرنے والوں میں امام قرطبی اور

الحافظ بن ناصر الدین بھی ہیں۔ تو اگر اس حدیث کی واقعی صحت تسلیم کر بھی لی جائے تو پھر بھی حدیث مسلم کی معارض بننے کی اس میں صلاحیت نہیں ہے باوجود اس کے بھی کہ حفاظ نے اس میں طعن بھی کیا اور اس کے جواز کو منع بھی کیا ہے، کہ ناامیدی کا ایمان بالاجماع غیر مقبول ہے۔ جیسا کہ کتاب و سنت اس پر دلالت کرتے ہیں۔ اور یہ بھی کہ جو ایمان کسی عاقل بالغ سے مطلوب ہے وہ ایمان غیبی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ اگر انہیں پھر سے دنیا میں لوٹا دیا جائے تو یہ لوگ پھر وہی کریں گے جس سے انہیں روکا گیا۔ اور یہ حدیث صحیح اس نظریہ کا بھی صراحتًارد کرتی ہے، جو بعض علماء نے قائم کیا وہ یہ کہ آپ ﷺ کے والدین کریمین اہل فترت میں سے تھے اور اہل فترت پر عذاب نہیں، حالانکہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ علامہ السیوطی نے حضور ﷺ کے والدین کریمین کے نجات پانے اور جنتی ہونے پر تین رسائل لکھے ہیں، ان میں علامہ نے دونوں طرف کے دلائل پیش کیے ہیں۔ اگر اس مسئلہ کی تفصیل مطلوب ہے، تو پھر ان رسائل کی طرف رجوع کرو۔

ملا علی قاری کی مذکورہ عبارت سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے

۱۔ بقول ابن الملک رسول اللہ ﷺ کا اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کے پاس رونا اس وجہ سے تھا کہ آپ ﷺ نے انہیں عذاب میں گرفتار دیکھا۔

۲۔ آپ ﷺ نے اپنی والدہ کے کافر ہوتے ہوئے بھی ان کے حقوق (زیارت قبر) کا خیال رکھا۔

۳۔ والدہ کے لیے استغفار کی اجازت طلب کرنے پر مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا، الخ آیت اتری۔

۴۔ ابن حجر نے استغفار کی اجازت نہ ملنے کی دو وجوہ ذکر کی ہیں۔ اول یہ کہ انہیں زندہ کر کے ایمان عطاء کیا جائے تاکہ اتمام نعمت ہو جائے، دوم یہ کہ جب زندہ ہو کر ایمان لائیں اور انتقال کریں تو اب استغفار کامل کے حق دار ہوں گے۔ ان دو وجوہ پر ملا علی قاری نے دو طرح سے اعتراض کیا۔ اول یہ کہ موت کے بعد ایمان غیر مقبول ہے، جس پر نص قرآنی موجود ہے، دوم زندہ کرنے والی حدیث کے مقابلہ میں مسلم شریف کی حدیث جس میں استغفار کی اجازت نہ ہونے کا ذکر ہے، اصح ہے، سوم یہ کہ جمہور کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے والدین حالت کفر پر مرے ہیں۔

۵۔ کفار کے بارے میں قرآن کہتا ہے کہ اگر انہیں دوبارہ دنیا میں بھیج دیا جائے تو اب بھی وہ وہی کچھ کریں گے جس سے انہیں منع کیا گیا۔ لہٰذا آپ کے والدین اگر دوبارہ آئے اور پھر انہوں نے ایمان قبول کیا۔ تو ایسا ہونا آیات قرآنیہ کو جھٹلاتا ہے۔

٦۔ استغفار کی اجازت نہ ملنے والی حدیث سے ان لوگوں کا بھی رد ہو گیا۔ جو آپ ﷺ کے والدین کو اہل فترت میں ہونے کی وجہ معذب نہیں کہتے۔

۷۔ اس مسئلہ پر علامہ السیوطی نے تین رسائل تحریر کیے۔ جن میں طرفین کے دلائل و جوابات موجود ہیں، ان کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

امور مذکورہ کے بالترتیب جوابات

امر اول کا جواب:

سرکار دوعالم حضرت محمد ﷺ کا اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کرنے کے وقت رونا مسلم ہے۔ اس رونے کی وجوہات کیا تھیں، ملا علی قاری نے (بحوالہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ) اس کی تین وجوہات بیان کیں۔ فراق، عذاب، موت ان میں سے فراق یعنی جدائی کو وجہ بنانا از روئے عقل و نقل درست اسی طرح موت کو بھی لیکن رونے کی وجہ والدہ کو عذاب میں ہونا دیکھنا عقلاً نقلاً قابل استشہاد نہیں

عقلاً غیر مقبول ہونے کی صرف ایک مثال پیش خدمت ہے۔ وہ یہ کہ سیدنا حضرت یونس علیہ السلام جس مچھلی کے پیٹ میں چالیس روز تک پابند رہے، اور پھر باذن اللہ اس مچھلی نے آپ کو باہر کنارے پر اگال دیا۔ وہ مچھلی اس خدمت کے صلہ میں جنت میں جائے گی۔ اس کا جنتی ہونا تفاسیر میں موجود ہے، اس کے بر عکس وہ خاتون کہ جس کے شکم میں نبی الانبیاء سید المرسلین ﷺ نو ماہ متواتر قیام پزیر رہیں، ان کی گود میں پرورش پائیں، ان کا دودھ نوش فرمائیں، وہ اس مچھلی کی طرح جنت میں نہ جا سکیں، عقل اسے تسلیم نہیں کرتی۔ لہٰذا از روئے عقل یہ بات بہت بعید ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے اپنی والدہ کو عذاب میں گرفتار ہوتے دیکھ کر گریہ فرمایا، اور نقلاً اس لیے باطل ہے کہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کا اس وقت انتقال ہوا جب آپ ﷺ کی عمر شریف چھ برس کی تھی۔ گویا یقیناً انہوں نے آپ کی بعثت مبارکہ کا زمانہ نہ پایا جتنا عرصہ زندہ رہیں۔ اس میں کوئی ایک روایت ایسی نہیں ملتی جو ان کے شرک کرنے کی خبر دیتی ہو یا ان کے کفر پر دلالت کرتی ہو۔ جب کفر و شرک کے اثبات کی کوئی ضعیف روایت بھی نہیں، تو پھر اصل فترت کے پیش نظر انہیں کفر و شرک سے بری ثابت ماننا ضروری ہو گا۔ لہٰذا ان کے عذاب میں گرفتار ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہاں اگر زمانۂ بعثت پاتیں اور دعوت اسلام کو ٹھکراتیں تو پھر کفر و شرک کی وجہ سے معذب ہونا ہو سکتا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا (الاسراء ۱۵)

اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیج لیں۔

اس نص قرآنی کو مد نظر رکھا جائے تو آپ کی والدہ کے بارے میں عذاب ہونے کا عقیدہ سرے سے غلط ہو جاتا ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ ملا علی قاری کا سرکار دو عالم ﷺ کے زیارت قبر والدہ

کے وقت گریہ فرمانا والدہ کے عذاب میں گرفتار ہونے کی وجہ سے تھا یہ ایک احتمال ہے۔ اس احتمال کے ثبوت کے لیے کوئی نص موجود نہیں۔

امر دوم کا جواب

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کرنا باوجود اس کے آپ کی والدہ کافرہ تھی، اس پر ذہن میں ایک سوال ابھرتا تھا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اس کی کیا ضرورت تھی؟ اس مخفی سوال کا جواب اسی مفروضے کے پیش نظر ملا علی قاری نے "قیل" سے دیا ہے۔ وہ یہ کہ امت کو حقوق والدین کی تعلیم دینا مقصود تھی۔ یعنی اولاد کے لیے یہ ضروری ہے کہ والدین کے حقوق کا خیال رکھے اور ان کی ادائیگی ان کی زندگی تک ہی محدود نہ رکھے۔ بلکہ ان کے انتقال کے بعد بھی ان سے متعلقہ حقوق کی بجا آوری ہونی چاہیئے۔ چاہے اس کے والدین کفر و شرک کی موت مرے ہوں۔ یہ استدلال کس قدر بے تکا اور تار عنکبوت سے کمزور ہے۔ ماں کو تکلیف میں دیکھ کر رونا پڑنا جس سے ماں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ اس طرح ماں کا کون سا حق پورا ہوا ہے۔ حق تو یہ تھا کہ اگر وہ عذاب میں گرفتار تھیں تو ان کی رہائی کروائی جاتی بقول ملا علی قاری حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنی والدہ کے کسی کام بھی نہ آ سکے۔ بھلا اس میں امت کو کیا تعلیم دی گئی۔ اور والدہ کے حقوق کی بجا آوری کا کون سا طریقہ سکھایا گیا؟ علاوہ ازیں جب اللہ تعالیٰ واضح فرما رہا ہو، کہ ایسا مت کرو۔ تو اس کے حکم کو پس پشت ڈال کر والدہ کے حقوق کی ادائیگی کیونکر ممکن ہے؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ (التوبۃ ۸۴)

اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔

تفسیر مظہری میں اس کی تفسیر یوں مذکور ہے:

وَ لاتَقُمْ عَلیٰ قَبْرِہٖ للدفن او للزیارۃ۔[62]

یعنی مشرک کی قبر پر نہ تو اسے دفن کرنے کے لیے کھڑے ہوں اور نہ اس کی قبر کی زیارت کرنے کے لیے قیام ہو۔اس نص قرآنی کے ہوتے ہوئے آپ ﷺ کا تو اپنی والدہ ماجدہ (جبکہ انہیں کافر یا مشرک سمجھا جائے) کی قبر پر جانا منع تھا۔اب ملا علی قاری کی بات کو سامنے رکھا جائے تو یہ کہنا پڑے گا کہ سرکار دوعالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے واضح حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے والدہ کی قبر کی زیارت کرنے گئے۔ لہٰذا ایسا کرنے سے انہوں نے والدہ کے کس حق کو ادا کیا۔ آخر والدین کے حقوق بھی تو اللہ کی طرف سے مقرر ہیں۔

امر سوم کا جواب

جب سرکار دوعالم ﷺ نے اپنی والدہ ماجدہ کے لیے استغفار کی اجازت طلب لی، تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے آیت: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى (التوبۃ۱۱۳) نازل فرمائی۔ اس واقعہ پر یہ آیت اترنے سے یہ معلوم ہو گیا کہ آپ ﷺ کی والدہ مشرکہ ہیں۔

ملا علی قاری نے آیت کے شان نزول کے ذریعہ اپنے نظریہ کی تائید کی۔ مختصر یہ کہ آیت مذکورہ کے نازل ہونے کا سبب یہی بنا کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی والدہ کے لیے مغفرت کی اجازت طلب کی تو ان کے مشرکہ ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا۔ آیت مذکورہ کا کیا یہی شان نزول ہے؟ محققین اور محدثین نے اس شان نزول کو غیر صحیح قرار دیا ہے۔ اور اس کے نزول کا صحیح اور اصل سبب ابو طالب کا معاملہ ہے۔

---

[62] (التفسیر المظهري، ج۴، ص۲۷۶)

حوالہ ملاحظہ ہو:

روح المعانی

والآية على الصحيح نزلت في أبي طالب فقد أخرج أحمد وابن أبي شيبة والبخاري ومسلم والنسائي وابن جرير وابن المنذر والبيهقي في الدلائل وآخرون عن المسيب ابن حزن قال: لما حضرت أبا طلب الوفاة دخل عليه النبي صلى الله عليه وسلم وعنده أبو جهل وعبدالله بن أبي أمية فقال النبي عليه الصلاة والسلام: أي عم قل: لا إله إلا الله أحاج لک بها عند الله فقال: أبو جهل: وعبدالله بن أبي أمية: ياأبا طالب أترغب عن ملة عبدالمطلب فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم يعرضها عليه وأبو جهل وعبدالله يعاودانه بتلک المقالة فقال أبو طالب آخر ما كلمهم: هو على ملة عبدالمطلب وأبى أن يقول: لا إله إلا الله فقال النبي صلى الله عليه وسلم: لأستغفرن لک مالم أنه عنک فنزلت ما كان للنبي الآية۔۔۔وزعم بعضهم أن الآية نزلت في غير ذلک فقد أخرج البيهقي في الدلائل وغيره عن ابن مسعود قال: خرج النبي صلى الله عليه وسلم يوما إلى المقابر فجاء حتى جلس إلى قبر منها فناجاه طويلا ثم بكى فبكينا لبكائه ثم قام فصلى ركعتين فقام إليه عمر فدعاه ثم دعانا فقال: ما أبكاكم قلنا: بكينا لها فلم يأذن لي وأنزل على ما كان للنبي إلخ فأخذني ما يأخذ الولد للوالدة من الرقة فذاک الذي أبكاني لا يخفى أن الصحيح في سبب النزول هو الأول۔[63]

صحیح تحقیق کے مطابق آیت مذکورہ ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی امام احمد، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر بیہقی نے الدلائل میں ان کے علاوہ دیگر مفسرین و محدثین کرام نے مسیب بن حزن سے روایت ذکر کی کہ جب ابوطالب کا وقت مرگ قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت ابوطالب کے پاس ابوجہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بیٹھے ہوئے تھے۔ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا: اے چچا! لا الہ الا اللہ پڑھ لے۔ میں اللہ تعالیٰ کے

---

63 (تفسیر روح المعانی، ج ۱۱، ص ۳۴، ۳۳: مطبوعہ بیروت طبع جدید

حضور تیرے بارے میں سفارش کروں گا۔ ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بولے: اے ابو طالب! کیا تو عبد المطلب کی ملت سے منہ موڑے گا؟ ایک طرف سے رسول اللہ ﷺ متواتر کلمہ پڑھنے کی پیشکش فرما رہے تھے اور دوسری طرف سے لگاتار عبد اللہ اور ابو جہل وہی بات کہے جا رہے تھے۔ ابو طالب نے ان کے ساتھ جو آخری بات کی وہ یہ تھی کہ وہ عبد المطلب کی ملت پر ہی ہے، اور لا الٰہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا۔ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا: میں تیرے لیے ضرور استغفار کروں گا۔ اور اس وقت تک کرتا رہوں گا جب تک مجھے روک نہیں دیا جاتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى (التوبۃ ۱۱۳) بعض اک زعم ہے کہ آیت مذکورہ اس قصہ کے علاوہ کسی اور موقع پر نازل ہوئی ہے۔ بیہقی نے دلائل میں اور کئی دوسرے حضرات نے ابن مسعود سے یہ روایت ذکر کی کہ نبی کریم ﷺ ایک دن قبرستان تشریف لے گئے۔ آپ ایک قبر کے پاس بیٹھ گئے۔ وہاں طویل مناجات کیں پھر رو پڑے۔ پس ہم بھی آپ ﷺ کے رونے کی وجہ سے رو پڑے۔ پھر آپ ﷺ اٹھے اور دوگانہ ادا کیا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کر آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے دعا مانگی، ہم سب نے بھی دعا مانگی۔ پھر پوچھا: اے صحابہ! تمہیں کیوں رونا آیا؟ یا تمہیں کس بات نے رلایا؟ ہم نے عرض کیا: آپ ﷺ کو روتے دیکھ کر ہم بھی رو پڑے، فرمایا: وہ قبر جس کے پاس میں بیٹھا تھا، وہ میری والدہ آمنہ کی قبر ہے۔ میں نے اپنے پروردگار سے اس کی زیارت کرنے کی اجازت طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اجازت دے دی، پھر میں نے والدہ کے لیے استغفار کی اجازت مانگی، لیکن اس کی اجازت نہ دی گئی۔ اور اس کے جواب میں مجھ پر یہ آیت اتری ہے: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى (التوبۃ ۱۱۳) اس سے میرے دل میں ویسی ہی

رقت پیدا ہوئی جو کسی بیٹے میں اپنی والدہ کے متعلق پیدا ہوتی ہے۔ اس رقت نے مجھے رلایا، اور مخفی نہ رہے کہ صحیح سبب نزول وہ پہلا ہی ہے۔

امر چہارم کا جواب

ملا علی قاری نے مسئلہ موجودہ میں علامہ ابن حجر کی تحقیق اور تاویل ذکر کرتے ہوئے اس پر تعجب کا اظہار کیا۔ جس سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ ابن حجر کی اس تحقیق کو وہ لایعنی اور بہت کمزور سمجھتے ہیں۔ بلکہ اس طرح سے ان پر تعریض کی جارہی ہے کہ اتنا فاضل آدمی دیکھو کیسی گھٹیا باتیں کرتا ہے۔ حالانکہ یہی ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملا علی قاری کے شیخ واستاد بھی ہیں۔ اپنے استاد کے کلام پر تعجب اور پھر اس کا رد کرنا گستاخی سے کم نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض علماء نے یہ تصریح کی کہ ملا علی قاری نے کثیر تعداد میں جید علماء کی توہین کی ہے۔ علماء کی توہین تو اپنے مقام پر سرکار دوعالم ﷺ کی والدہ ماجدہ کے بارے میں جو الفاظ ان کی کتب میں مسطور ہیں۔ انہیں دیکھ پڑھ کر ہر مسلمان چونک اٹھتا ہے۔ مولانا عبدالعزیز فرہاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کلمات کا یوں ذکر کیا ہے۔

مرام الکلام فی عقائد الاسلام

والتعجب من علی القاری الھروی الف رسالۃ فی تکفیرھما و قال فیھا ان امنۃ اللعینۃ کافرۃ خالدۃ مخلدۃ فی النار۔[64]

ملا علی قاری ہروی پر تعجب ہے کہ اس نے حضور ﷺ کے والدین کریمین کی تکفیر پر ایک رسالہ لکھا اور اس میں یہ الفاظ بھی لکھے: "بے شک آمنہ ملعونہ کافرہ ہے۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وہ دوزخ کی آگ میں رہنے والی ہے"۔

---

64 (مرام الکلام فی عقائد الاسلام، ص ۶۲)

نوٹ: ملا علی قاری کی مذکورہ ہرزہ سرائی کے بارے میں کیا سزا ملنی چاہیئے۔ ہم اس کا عنقریب ذکر کریں گے۔ اور ان علماء کرام کے اقوال بھی منقول ہوں گے جنہوں نے ملا علی قاری کے اس نظریہ کی تردید کی ہے۔ اور حضور ﷺ کے والدین کریمین کے بارے میں ان علماء کے معتقدات بھی پیش کیئے جائیں گے۔

ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو احتمالات بیان کیے، ان پر ملا علی قاری کا تعجب کرنا بھی قابل تعجب ہے۔ ابن حجر مکی نے یہی کہا کہ سرکار دوعالم ﷺ کو استغفار کی اجازت اس لیے نہ دی گئی تا کہ اس کے اثر سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ آپ کے والدین کے ساتھ بھلائی کا ارادہ رکھتا تھا۔ اور وہ طریقہ جو استغفار کے بدلہ میں آپ کو دیا جانا تھا۔ اُس میں والدین کریمین کی بہت بھلائی تھی۔ اور خود سرکار دوعالم ﷺ کی انتہائی خوشی بھی تھی۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک مرتبہ نہایت مغموم دیکھا۔ کچھ دیر گزری تو دیکھا کہ آپ ﷺ بہت زیادہ خوش نظر آرہے ہیں۔ عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اس قدر خوشی کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: میں حجون گیا وہاں اللہ تعالیٰ نے میرے لیے میری والدہ کو دوبارہ زندہ کیا اور زندہ ہو کر انہوں نے مجھ پر ایمان لایا۔ اس پر آج میں بہت زیادہ خوش ہوں۔ (یہ روایت علامہ السیوطی نے "نشر العلمین المنیفین فی احیاء الابوین الشریفین" کے صفحہ نمبر ۵ پر ذکر کی ہے) استغفار کی اجازت نہ ملنے کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی والدہ کو زندہ کیا اور وہ مشرف باسلام ہوئیں۔ اس طرح اُن کو اعلیٰ مرتبہ سے نوازا تو استغفار نہ ملنا ایک اعلیٰ مرتبہ دیے جانے کی وجہ سے تھا۔ لیکن ملا علی قاری اس اعلیٰ مرتبہ دیے جانے کے متعلق اپنے استاد ابن حجر مکی پر اظہار تعجب کر رہے ہیں۔ جبکہ اس کی تائید ایک حدیث سے بھی ہو رہی ہے۔ چونکہ ملا علی قاری کے ذہن میں آپ ﷺ کے والدین کریمین کے

بارے میں کفر کا تصور بھی بھرا ہوا ہے۔ اس لیے ان کا رجحان بھی انہی دلائل اور اقوال کی طرف ہو گا۔ جو اس کے مؤید ہوں، ورنہ وہ احتمالات جو ان کے اسلام پر دال ہیں۔ ان کو اولیت دی جائے، استغفار سے روکنا اس وجہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ کہ وہ استغفار کے محل ہی نہ تھے۔ وہ اس طرح کہ پہلے انہیں دعوت اسلام پہنچے اسے وہ قبول کریں۔ اور پھر کچھ گناہ سرزد ہو جائیں۔ جب آپ کے والدین کے گناہ کا صدور نظر نہیں آتا تو پھر ان کے لیے استغفار کرنے کا کیا فائدہ؟ یہی بات درج ذیل حوالہ سے ملاحظہ ہو۔

الفتح الربانی لترتیب مسند امام احمد حنبل شیبانی

قيل ولعله لم يؤذن للنبي صلى الله عليه وسلم في الاستغفار لأمه لأنه فرع المؤاخذة على الذنب، ومن لم تبلغه الدعوة لا يؤاخذ على ذنبه فلا حاجة إلى الاستغفار لها، ولأن عدم اللإذن بالاستغفار لها لا يستلزم أن تكون كافرة۔[65]

کہا گیا ہے کہ حضور ﷺ کو اپنی والدہ کے لیے استغفار کی اجازت نہ ملنے کی یہ وجہ ہو کہ استغفار دراصل کسی کے گناہوں کے مواخذہ کی فرع ہے۔ (یعنی گناہگار کو مواخذہ کا خطرہ ہو۔ اور اس سے چھٹکارا کے لیے اس کی مغفرت کی دعا کی جائے) اور وہ شخص جسے دعوت اسلام نہیں پہنچی، اس کے گناہوں کی وجہ سے اس کا مؤاخذہ نہ ہو گا۔ لہٰذا آپ کی والدہ کے لیے استغفار کی ضرورت نہ تھی اور استغفار کی اجازت نہ ملنے سے یہ کب لازم آتا ہے کہ وہ (آپ کی والدہ ماجدہ) کافرہ تھیں۔

---

65 (الفتح الربانی لترتیب مسند امام احمد حنبل شیبانی، ج۸، ص ۱۵۹)

ایک مثال سے وضاحت

استغفار کی اجازت نہ ملنا کسی کے کافر ہونے کی دلیل نہیں۔ ہم اس کو ایک شرعی مثال سے واضح کرتے ہیں۔ نماز جنازہ میت کے لیے استغفار کا ایک طریقہ ہے۔(میت بالغہ مرد و عورت) کے لیے تمام موجود نمازی اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ کے ذریعہ طلب مغفرت کرتے ہیں: اَللّٰھُمَّ اَغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا، الخ اے اللہ! ہمارے زندوں اور ہمارے مردوں کو بخش دے، لیکن میت اگر نابالغ ہو تو اس کے لیے طلب مغفرت کی اجازت نہیں۔ یعنی حضور ﷺ نے نابالغ کی نماز جنازہ میں اَللّٰھُمَّ اَغْفِرْ لِحَیِّنَا، الخ پڑھنے کی بجائے دوسری دعا پڑھنے کو کہا۔ اب ملا علی قاری والی دلیل یہاں چلائی جائے تو لازم آئے گا کہ ہر مسلمان بچہ اور بچی مشرک اور کافر ہو جائے۔ کیونکہ اس کے مرنے کے بعد اس کے لیے استغفا کی اجازت نہیں۔ اور جس کے لیے استغفار کی اجازت نہ ہو وہ اس کے کافر ہونے کی دلیل ہے۔ اس کی بجائے اگر یوں کہا جائے کہ رسول اللہ ﷺ نے نابالغ کے لیے دعائے مغفرت کی بجائے: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَ اجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا و ذُخْرًا، الخ پڑھنے کو اس لیے فرمایا کہ اسے مغفرت کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس نے دور تکلیف ہی نہ پایا۔ گناہ و نافرمانی کی عمر پانے سے پہلے ہی وہ اللہ تعالیٰ سے جا ملا۔ اگرچہ اسے علماء کی تقریریں سننے کا بارہا موقع ملا۔ اسلام کی دعوت اس تک پہنچی لیکن وہ گناہگار نہیں اس لیے گناہوں کے بخشنے کی دعا نہیں بلکہ اسے اپنے لیے شفاعت کرنے والا اور مقبول الشفاعۃ ہونے کی دعاء کی جا رہی ہے۔ اس طرح سرکار دو عالم ﷺ کے والدین کریمین کو تو دعوت اسلام کے ملنے کا نام و نشان تک نہ تھا۔ کیونکہ دعوت حضور ﷺ نے آکر دینا تھی اور آپ ﷺ کے والد تو آپ ﷺ کے پیدا ہونے سے قبل اور آپ ﷺ کی والدہ آپ ﷺ کی چھ برس کی عمر میں انتقال کر گئی تھیں۔ اس لیے ان کے لیے استغفار کی اجازت نہ ملنا اس بنا پر تھا کہ وہ اس کا محل نہ تھے۔

ملا علی قاری کا بے ربط استدلال

ملا علی قاری نے قرآن کریم کی ایک آیت اپنی تائید میں پیش کی۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مرتے وقت حالت ناامیدی میں ایمان قبول کرتا ہے، اس کا ایمان مقبول نہیں۔ بلکہ وہ پہلے کی طرح کفر پر ہی مر گیا۔ آیت قرآنیہ یہ ہے: وَلَیۡسَتِ التَّوۡبَةُ الخ (النساء ۱۸) یہی آیت ملا علی قاری کے ہم نوا بڑے زور و شور سے پیش کرتے ہیں۔ اور حضور ﷺ کے والدین کریمین کا اس سے غیر مؤمن ہونا ثابت کرتے ہیں۔ جہاں تک اس آیت کا شان نزول ہے اس بارے میں ہم ان تمام ہم خیالوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ کسی ایک تفسیر میں یہ دکھا دو کہ آیت مذکورہ رسول اللہ ﷺ کے والدین کے بارے میں نازل ہوئی، تو منہ مانگا انعام دیا جائے گا۔ یا خاص کر والدین نہیں بلکہ عام طور پر ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو اہل فترت کہلاتے ہیں؟ اگر ایسا نہیں تو پھر اس کا مصداق سرکار دوعالم ﷺ کے والدین کریمین کو بنانا کہاں کی دانشمندی ہے۔

اب ہم اس کے دوسرے پہلو کی طرف آتے ہیں۔ وہ یہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایمان یاس کو نامقبول کہا۔ یعنی اگر کوئی کافر مرتے وقت ناامیدی کی حالت میں ایمان کا دامن پکڑنا چاہتا ہے تو یہ ایمان قابل اعتبار نہیں، کیونکہ یہ ایمان شہودی ہے۔ اور معتبر ایمان وہ ہے جو غیبی ہو، لہٰذا مرنے کے بعد ایمان لانا کیونکر معتبر ہو گا؟ اور رسول اللہ ﷺ کے والدین مرنے کے بعد زندہ ہونے اور پھر ایمان لانے کا اسی قاعدہ کی بناء پر کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ وہ اسی طرح اور اسی کیفیت پر ہی رہیں گے جو بوقت انتقال تھی، ہم اس مغالطہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ اگر والدین کریمین کو زندہ کرنے اور ان پر ایمان پیش کرنے کا واقعی کوئی فائدہ نہ تھا تو سرکار دوعالم ﷺ نے ایسا کیوں کیا؟ بلکہ اللہ تعالیٰ نے بطور معجزہ آپ ﷺ کے والدین کریمین کو اس مقصد کی خاطر کیوں زندہ ہونے دیا؟ یہ

اعتراض تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ہو گا۔ عجیب بات یہ ہے کہ جس حدیث پاک میں حضور ﷺ کا اپنے والدین کریمین کو زندہ کرنے اور اسلام پیش کرنے کا واقعہ مذکور ہے۔ اس کی صحت کا خود ملا علی قاری بھی اقرار کرتے ہیں اور اس کے مصححین میں کچھ اکابر کے نام بھی دیتے ہیں، حالانکہ ایک محدث ہونے کے ناطے سے وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ فضائل میں ضعیف حدیث بھی مسلم ہے، یہ حدیث ضعیف نہیں بلکہ صحیح ہے۔ اور پھر اس سے پہلو تہی کی جارہی ہے۔ علاوہ ازیں اگر زندہ کرنے اور اسلام قبول کرنے کے واقعہ کو رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے شمار کر لیا جائے تو بھی اس میں سکون قلب کا سامان موجود ہے۔ اور یوں اس واقعہ میں عقل کو دولتیاں مارنے کی ضرورت بھی باقی نہیں رہے گی۔

ایک مغالطہ اور اس کا جواب

اگر تسلیم کر لیا جائے کہ آپ ﷺ نے اپنے والدین کریمین کو زندہ کیا اور پھر انہیں ایمان لانے کی دعوت دی۔ جو انہوں نے قبول کر لی تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ واقعی حالت کفر پر مرے تھے۔ تبھی انہیں ایمان و اسلام کی دعوت دی گئی۔ ورنہ مسلمان کو پھر سے اسلام لانے اور کلمہ پڑھنے کے لیے زحمت دینا کوئی معقول بات نظر نہیں آتی۔

اس مغالطہ کا جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے والدین کریمین مسلمان تھے اور ایمان پر ہی ان کا خاتمہ ہوا تھا۔ لیکن جس دور میں پیدا ہوئے اور انتقال کر گئے وہ دور پیغمبر اور رسول کی موجودگی سے خالی تھا۔ یعنی زمانۂ فترت تھا، اور اس دور میں صرف موحد ہونا ہی نجات کے لیے کافی ہوتا ہے لیکن ایمان کی تفصیل اور مضبوطی امر زائد ہے۔ اس لیے سرکار دوعالم ﷺ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ آپ ﷺ کے والدین ایمان بالتوحید کے ساتھ ساتھ ایمان بالرسالت کا مرتبہ بھی پائیں۔ اور نبی

آخر الزماں ﷺ کی امت اجابت کا شرف پائیں۔ لہٰذا والدین کریمین رسول اللہ ﷺ کا احیاء اور ان کا ایمان لانا اس وجہ سے متحقق ہوا کہ ایمان کے اعلیٰ مراتب و مدارج انہیں عطاء کیے جائیں۔

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

دونوں احادیث میں تطبیق ہو سکتی ہے

حضور ﷺ کے معجزہ کی برکت سے آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا زندہ ہونا اور حضور ﷺ کو زیارت قبر والدہ کی اجازت ملنا لیکن استغفار کی اجازت نہ ملنے ان دونوں احادیث کا ملا علی قاری نے یوں موازنہ کیا کہ اول الذکر حدیث اگرچہ صحیح ہے۔ لیکن موخر الذکر بوجہ اصح ہونے کے معتبر ہے۔

اور اول الذکر غیر معتبر کہہ کر دوسری کو بالکل چھوڑ دیا جائے۔ بلکہ اس سے پہلے دونوں میں تطبیق کی کوشش کی جائے۔ اور اگر ان میں تطبیق ہو سکتی ہو تو پھر یہ طریقہ سب سے بہتر ہے جب غور کیا جائے، تو ان دونوں میں تطبیق ہو سکتی ہے۔ وہ اس طرح کہ حدیث مسلم (مؤخر الذکر) میں دو باتیں ذکر ہوئیں:

(۱) استغفار کی اجازت نہ ملنا (۲) قبر کی اجازت مل جانا

ان دونوں باتوں میں سے پہلی بات کو ملا علی قاری وغیرہ نے آپ ﷺ کی والدہ کے کافرہ ہونے کی دلیل بنائی۔ لیکن زیارت قبر کی اجازت دینا بھی تو اس کے حق میں نہیں جاتا۔

کیونکہ قرآن کریم نے ارشاد فرمایا:

وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ (التوبۃ ۸۴)

اور ان میں سے کسی کی میّت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔

آیت مذکورہ میں کفار و مشرکین کے مرنے کے بعد اُن کی نماز جنازہ سے منع کیا گیا۔ جسے ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ان کے لیے استغفار کی اجازت نہ دی گئی اور دوسری بات جس سے منع کیا گیا وہ قیام قبر یعنی اس کی قبر کی زیارت کرنا ہے، اب ان دونوں باتوں سے روکنا جب مرنے والے کے کفر و شرک کی وجہ سے ہوا تو صاف ظاہر کہ کسی کافر کی قبر کی زیارت کرنے کی بھی اجازت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو دونوں میں ایک کام کی اجازت دی۔ اور ادھر خود ہی دونوں سے تمام مسلمانون کو بالتبع منع کیا جارہاہے۔ یایوں کہہ لیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے کسی کافر کے مرنے کے بعد ان دوباتوں سے منع کر دیا تھا۔ تو پھر منع کے باوجود ان دونوں باتوں کے کرنے کی حضور ﷺ کا اجازت طلب کرنا احکام خداوندی میں دخل دیناہے۔ اگر آپ ﷺ نے بھول کر یا فرط جذبات میں اجازت طلب ہی کر لی تھی تو اللہ تعالیٰ فوراً آپ کی توجہ وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا (التوبۃ ۸۴) کی طرف فرما دیتا۔ اور یوں نہ استغفار کی اجازت سے انکار ہوتا بلکہ زیارت قبر سے بھی روک دیا جاتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان خرابیوں اور اعتراضات کی بجائے اگر یہ کہا جائے کہ آپ ﷺ کی والدہ مسلمان تھیں، موحدہ تھیں، توحید پر انتقال ہوا۔ اس لیے حضور اکرم ﷺ کا ان کے لیے استغفار کی اجازت طلب کرنا ان کے مراتب میں مزید اضافہ کے لیے تھا، جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ہاتھوں انہیں زندہ کر کے طلب سے بھی زیادہ اعزاز عطاء فرما دیا۔ اور ان کا توحید پر رخصت ہونا متحقق تھا۔ اس لیے اُن کی قبر کی زیارت کی اجازت بھی مل گئی۔ یوں دونوں احادیث باہم متعارض نہ تھیں۔ لیکن بادی النظر میں انہیں متعارض کر دیا گیا تھا۔

کیا والدینِ رسول اللہ ﷺ کے کفر پر جمہور کا اتفاق ہے؟

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحقیق پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے ملا علی قاری نے یہ جملہ بھی لکھا ہے: ثُمَّ الْجَمْهُوْرُ عَلٰی اَنَّ وَالِدَیْهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَاتَا کَافِرَیْنِ۔ یعنی جمہور کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے والدین کا انتقال حالت کفر پر ہوا۔ ذرا اس کی حقیقت بھی دیکھیں، کیا واقعی جمہور اسی نظریہ کے قائل ہیں؟

علامہ جلال الدین السیوطی اسی موضوع پر رقمطراز ہیں:

ذَهَبَ جَمْعٌ کَثِیْرٌ مِنَ الْاَئِمَّةِ الْاَعْلَامِ اِلٰی اَنَّهُمَا نَاجِیَانِ وَ مَحْکُوْمٌ لَهُمَا بِالنَّجَاةِ فِی الْاٰخِرَةِ وَهُمْ اَعْلَمُ النَّاسِ بِاَقْوَالِ مَنْ خَالَفَهُمْ وَقَالَ بِغَیْرِ ذَالِکَ وَلَا یَقْصُرُوْنَ عَنْهُمْ فِی الدَّرَجَةِ وَمِنْ اَحْفَظِ النَّاسِ لِاَحَادِیْثِ وَالْاٰثَارِ وَمِنْ اَحْفَظِ النَّاسِ لِلْاَدِلَّةِ الَّتِیْ اِسْتَدَلَّ بِهَا اُولٰئِکَ فَاِنَّهُمْ جَامِعُوْنَ لِاَنْوَاعِ الْمَعْلُوْمِ مُتَضَلِّعُوْنَ مِنَ الْفُنُوْنِ خُصُوْصًا الْاَرْبَعَةِ الَّتِیْ یُسْتَمَدُّ مِنْهَا هٰذِهِ الْمَسْئَلَةُ فَاِنَّهَا مَبْنِیَّةٌ عَلٰی ثَلَاثِ قَوَاعِدَ کَلَامِیَّةٍ وَاُصُوْلِیَّةٍ وَفِقْهِیَّةٍ وَقَاعِدَةٍ رَابِعَةٍ مُشْتَرِکَةٍ بَیْنَ الْحَدِیْثِ وَاُصُوْلِ الْفِقْهِ مَعَ مَا یُحْتَاجُ اِلَیْهِ مِنْ سِعَةِ الْحِفْظِ فِی الْحَدِیْثِ وَصِحَّةِ النَّقْدِ لَهٗ وَطَوْلِ الْبَاعِ فِی الْاِطّلَاعِ علی اقوال الائمة و جمع متفرقات کلامهم فلا یظن بهم انهم لم یقفوا علی الاحادیث الّتی استدل بها اولئک معاذ الله بل وقفوا علیها وَخَاضُوْا غَمْرَتَهَا وَاَجَابُوْا عَنْهَا الْاَجْوِبَةَ الْمَرْضِیَّةَ الَّتِیْ لَا یَرُدُّهَا مُنْصِفٌ وَاَقَامُوْا لِمَا ذَهَبُوْا اِلَیْهِ اَدِلَّةً کَالْجِبَالِ الرَّوَاسِیْ۔[66]

مشاہیر علماء کی ایک بہت بڑی جماعت کا یہ مذہب ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے والدین کریمین نجات یافتہ ہیں۔ اور اُن کو آخرت میں نجات پانے والے کہنا ضروری ہے۔ یہ گروہ علماء دوسرے لوگوں کی بہ نسبت اپنے مذہب کے مخالفین کے اقوال کو بہت بہتر جاننے والے ہیں۔ اور ان سے درجات میں بھی کم نہیں ہے۔ اور یہ حضرات احادیث و آثار کے حافظ ہیں۔ اور اپنے مخالفین کے مسلک کے دلائل کی تنقید کرنا بخوبی جانتے ہیں۔ کیونکہ یہ بیک وقت مختلف انواع علوم کے جامع اور

66 (الدرجۃ المنیفہ فی آباء الشریفہ، ص ۳، ۲: مطبوعہ حیدر آباد دکن)

فنون کی اقسام کے بہرہ ور ہیں۔ خاص کر ان چار علوم کے جو اس مسئلہ کی بنیاد بنتے ہیں۔ کیونکہ اس مسئلہ کے تین قواعد یعنی کلامیہ، اصولیہ اور فقہیہ بنیاد ہیں۔ اور چوتھا قاعدہ حدیث اور اصول فقہ کے درمیان مشترکہ ہے، اس کے ساتھ ساتھ حدیث پاک کے حفظ میں وسعت اور صحیح تنقید اور حضرات ائمہ کے اقوال واقفیت اور ان کے متفرق کلام کے جمع کرنے کی صلاحیت یہ سب باتیں اُن علماء میں موجود ہیں۔ لہٰذا یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ یہ حضرات اُن احادیث پر مطلع نہیں تھے جو ان کے مخالفین نے بطور دلیل ذکر کیں (معاذ اللہ) بلکہ وہ پوری طرح اُن سے آگاہ تھے اور ان میں خوب گہرائی تک پہنچے ہوئے تھے۔ اور ان کے پسندیدہ جوابات دیئے، جنہیں کوئی انصاف پسند رد نہیں کر سکتا۔ اور پھر اپنے مذہب کی تائید میں ایسے دلائل قائم کیے جو مضبوطی میں بڑے بڑے پہاڑوں کی طرح ہیں۔

علامہ السیوطی کی اس تحریر سے ملا علی قاری کے اس دعوے کی قلعی کھل جاتی ہے۔ جو انہوں نے ابن حجر مکی کے قول پر تنقید کرتے ہوئے کیا تھا۔ بلکہ معاملہ اُلٹ نظر آتا ہے۔

امر پنجم کا جواب

ملا علی قاری نے سرکار دو عالم ﷺ کے والدین ماجدین کے کفر و شرک کے ثبوت پر قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ پیش کی: وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ (الانعام ۲۸) اور اگر واپس بھیجے جائیں تو پھر وہی کریں جس سے منع کیے گئے تھے۔ کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ مشرکین و کفار کے بارے میں صاف صاف اعلان فرما رہے ہیں کہ وہ دوبارہ زندہ بھی ہو جائیں اور دنیا میں پھر انہیں لوٹا دیا جائے تو بھی ان کے کرتوت ویسے ہی ہوں گے جیسا کہ پہلے کر کے مر گئے۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ کے والدین کا اول تو زندہ ہونا ہی قابل ثبوت ہے۔ اور اگر تسلیم کر لیا جائے تو پھر جبکہ وہ کفر و شرک پر مرے تھے اب

دوبارہ دنیا میں آکر ان کا کفر و شرک کو چھوڑنا اور ایمان قبول کر لینا آیت مذکورہ کے خلاف جاتا ہے۔ لہٰذا اگر دوبارہ زندہ ہونا ہوا بھی تو ان کا ایمان لانا قطعاً درست نہیں۔

آیت مذکورہ سے یہ استدلال بڑا عجیب و غریب ہے کیونکہ اس آیت سے پچھلے الفاظ میں اللہ تعالیٰ ایسے مشرکین کا ذکر کر رہا ہے۔ جنہیں کل قیامت کو جب جہنم میں ڈالے جانے کے لیے جہنم کے کنارے کھڑا کیا جائے گا تو وہ یہ تمنا کریں گے، کاش! اللہ تعالیٰ ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیج دے۔ اور اگر ہماری یہ خواہش پوری ہو جائے تو پھر ہم وہ کام ہر گز نہیں کریں گے، جو ہم پہلے کرتے رہے۔ یعنی ہم بت پرستی چھوڑ دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانیں گے۔ اس کی آیات پر ایمان لائیں گے۔ اس کے رسولوں پر ایمان لائیں گے، گویا کفر و شرک کا ہر کام چھوڑ کر ایمان و اسلام پر عمل پیرا ہوں گے۔ ان لوگوں کے بارے میں بتایا گیا کہ جو کچھ کہہ رہے ہیں، یہ بھی غلط ہے۔ بلکہ اگر انہیں واپس بھیج دیا جائے تو وہی کچھ کریں گے جو کر کے آئے ہیں۔ اب اس آیت کا مصداق رسول اللہ ﷺ کے والدین کو اگر بنایا جائے تو پھر یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ انہوں نے ان کفار و مشرکین نے اللہ تعالیٰ کو نہ مانا ہو۔ اپنے دور کے رسول کا انکار کیا ہو۔ قرآن کریم کی تکذیب کی ہو۔ حالانکہ آپ ﷺ کے والدین کا نہ کفر ثابت نہ شرک کا ان سے وجود، نہ ان کے زمانہ میں کوئی پیغمبر تھا کہ اس کی تکذیب کا فتویٰ دیا جاتا اور نہ ہی ابھی قرآن اترا تھا۔ کہ اسے اگلوں کے قصے کہانیاں کہنا ان سے منقول ہوتا اور پھر کن لوگوں کو انہوں نے قرآن کریم سے دور کرنے کی کوشش کی؟ یہی وہ جرم تھے جن کی بناء پر آیت مذکورہ کے مصداق کفار و مشرکین کو جہنم میں ڈالا جانے لگا۔

اور انہوں نے واپس دنیا میں آکر پھر ایسے کام نہ کرنے کی خواہش کی۔ تو جب والدین رسول کریم ﷺ سے حالت قیام دنیا میں ایسے جرائم ہوئے ہی نہیں پھر انہیں دوزخ پر پیش کرنے اور وہاں

ان کی دنیا میں واپسی اور اچھے عمل کی خواہش کے اظہار کا کیا مطلب؟ لہٰذا یہ قیاس "قیاس مع الفارق" ہے۔ کسی مفسر سے آیت مذکورہ کی یہ تفسیر منقول نہیں۔ اور نہ ہی کسی نے آیت مذکورہ کو سرکار دوعالم ﷺ کے والدین کریمین پر چسپاں کیا ہے۔

امر ششم کا جواب

ملا علی قاری نے مسلم شریف کی حدیث سے ایک اور استشہاد کیا وہ یہ کہ علماء کا نظریہ یہ ہے کہ جو لوگ زمانۂ فترت میں مرے انہیں عذاب نہ ہو گا۔ ملا علی قاری حدیث مذکورہ سے اس نظریہ کی تردید کرتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ رسول اللہ ﷺ کے والدین بھی زمانۂ فترت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان کو مرنے کے بعد عذاب ہو رہا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ اہل فترت کو عذاب نہ ہو گا درست نہیں، یہ استدلال بھی ملا علی قاری کے اپنے نظریہ کی تائید پر ہے۔ کیونکہ جب انہوں نے یہ باور کر لیا کہ رسول اللہ ﷺ کے والدین کریمین نجات یافتہ نہیں۔ بلکہ عذاب میں گرفتار ہیں۔ تو ان کے اہل فترت ہوتے ہوئے معذب ہونا مذکور قانون کی نفی کرتا ہے، اسے کہتے ہیں: "بناء الفاسد علی الفاسد" جب سرکار دوعالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے والدین کریمین کا معذب ہونا ہی مردود ہے تو اس پر کسی اور کا قیاس بھی نامقبول ہو گا۔ چونکہ اہل فترت کا ذکر آ گیا۔ اور ان کے بارے میں دو متضاد نظریئے سامنے آ گئے۔ ایک یہ کہ وہ معذب نہیں اور دوسرا یہ کہ یہ نظریہ غلط ہے۔ بلکہ وہ عذاب میں گرفتار ہوتے ہیں۔ اس لیے ہم نے اہل فترت کے بارے میں کچھ وضاحت کر دینا ضروری سمجھا۔ لہٰذا اس سلسلے میں ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

اہل فترت کی تین اقسام ہیں

الفتح الربانی لترتیب مسند امام احمد بن حنبل شیبانی

القسم الاول

من ادرک التوحید ببصیرته من ھٰؤلاء من لم یدخل فی شریعته کقیس بن ساعدہ و زید بن عمرو بن نفیل و منھم من دخل فی شریعته حتیٰ قائمة الرسم کتبع و قومه۔

القسم الثانی

من بدل و غیر و اشرک و لم یوحد و شرع لنفسه محلل و حرم۔۔۔۔۔۔

القسم الثالث

من لم یشرک و لم یوحد و لا دخل في شریعة نبي و لا ابتکر لنفسه شریعة و لا اخترع دینا بل بقي عمره علی حال غفلة من هذا کله، و في الجاهلیة من کان کذلک۔

فإذا انقسم أهل الفترة إلی الثلاثة الأقسام فیحمل من صح تعذیبه علی أهل القسم الثاني لکفرهم بما لا یعذرون به (و أما القسم الثالث) فهم أهل الفترة حقیقة و هم غیر معذبین للقطع کما تقدم (و أما القسم الأول) فقد قال صلی الله علیه و سلم في کل من قس و زید إنه یبعث أمة وحده (و أما تبع و نحوه) فحکمهم حکم أهل الدین الذین دخلوا فیه ما لم یلحق أحد منهم الإسلام الناسخ لکل دین۔[67]

وہ لوگ جنہوں نے اپنی بصیرت سے توحید پر ایمان لایا ان میں سے کچھ وہ ہیں۔ جو کسی شریعت میں داخل نہیں۔ جیسا کہ قیس بن ساعدہ اور زید بن عمرو بن نفیل۔ اور کچھ وہ ہیں جو کسی شریعت میں داخل ہوگئے حتیٰ کہ انہیں اس شریعت کے نشانات مل گئے۔ جیسا کہ تبع اور اس کی قوم۔

قسم ثانی

[67] (الفتح الرباني لترتیب مسند الإمام أحمد بن حنبل الشیباني و معه بلوغ الأماني من أسرار الفتح الرباني، ج۸، ص ۱٦۸)

وہ لوگ جنہوں نے دین تبدیل کر دیا، اور شرک کیا۔ اور توحید پر یقین نہ کیا۔ اور اپنے لیے خود اپنی سے طرف سے حلال اور حرام گھڑ لیئے۔

قسم ثالث

وہ جس نے نہ شرک کیا اور نہ ہی توحید کو جانا اور نہ ہی کسی نبی کی شریعت میں داخل ہوا۔ نہ خود اپنی طرف سے اپنے لیے کوئی شریعت گھڑی اور نہ ہی کوئی دین بنایا بلکہ باقی ماندہ عمر اس نے پہلے کی سی غفلت کے مطابق بسر کر ڈالی۔ اور جاہلیت میں بھی وہ ایسا ہی تھا۔

جب اہل فترت کی تین اقسام ہوئیں، تو اس کی روشنی میں قسم ثانی وہ ہے۔ جسے عذاب دیا جائے گا۔ لہٰذا جن لوگوں نے اہل فترت کو عذاب دیئے جانے کی بات کی ہے۔ ان کے نزدیک اہل فترت سے مراد یہ قسم ثانی ہے۔ کیونکہ وہ اپنے کفر کا کوئی عذر اور بہانہ نہیں کر سکیں گے۔ اور تیسری قسم کے لوگ جو حقیقت میں اہل فترت ہیں۔ انہیں قطعاً عذاب نہ ہو گا۔ جیسا کہ گزر چکا ہے۔ اور قسم اول تو اس کے بارے میں سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: قیس بن ساعدہ اور زید بن عمرو بن نفیل ایک امت کی حیثیت سے اٹھیں گے۔ باقی تبع اور اسی قسم کے دوسرے لوگ ان کا حکم اہل دین کا حکم ہے۔ یعنی جس دین میں وہ داخل ہوئے وہ اسی میں شمار ہوں گے۔ ہاں اگر کوئی دین اسلام کو پائے جو تمام ادیان کا ناسخ ہے، اور پھر اسے قبول نہ کرے، تو اس کا معاملہ دیگر ہو گا۔

لمحۂ فکریہ

اہل فترت کی اقسام اور ان کے متعلق علماء کے نظریات حوالہ بالا میں آپ نے ملاحظہ کیے۔ اہل فترت کے علی الاطلاق معذب ہونے کا قول کس قدر غیر محتاط ہے اور خود ساختہ مسلک و مذہب کی خاطر حق سے آنکھیں موندنا ہے۔ قسم ثالث کے لیے نصاً غیر معذب ہونے کا قول موجود ہے۔ اور قسم اول بھی ناجی ہے۔ صرف قسم ثانی کو عذاب سے چھٹکارے کے لیے کوئی بہانہ کام نہ دے گا۔ اب

سرکار دوعالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے والدین شریفین کو ان اقسام کے اعتبار سے دیکھا جائے تو پھر ان کے انجام کا بھی پتہ چل جائے گا۔ ملا علی قاری نے خوا مخواہ انہیں قسم ثانی میں داخل کیا۔ اور پھر اس قسم کے انجام کا ان پر بھی قول دیا۔ حالانکہ ان کے موحد ہونے اور دین ابراہیمی پر ہونے کے بہت سے دلائل ہیں جن کا عنقریب ایک مستقل فصل میں ذکر آ رہا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ مسلم شریف کی حدیث سے جو استنباط کیا گیا وہ ابتداءً ہی غلط اور باطل ہے۔

امر ہفتم کا جواب

امر ہفتم میں کوئی اعتراض نہیں کہ جس کا جواب دیا جائے۔ بلکہ علامہ السیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اسی موضوع پر تحریر کیے گئے تین رسائل کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ دیا گیا۔ ملا علی قاری نے یہ مشورہ اس لیے دیا۔ تاکہ اس موضوع پر اپنے دلائل کا وزن بڑھا سکیں۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ وہ یہ باور کروانا چاہتے ہیں کہ علامہ السیوطی نے جو دلائل رسول اللہ ﷺ کے والدین کریمین کے ناجی اور مسلمان ہونے پر قائم کیے ہیں۔ وہ اتنے مضبوط نہیں، جس قدر میرے دلائل مضبوط ہیں۔ اور اس کا انہوں نے شرح فقہ اکبر کے اندر بھی اعلان کیا ہے۔

شرح فقہ اکبر

و قد افردن لھٰذہ المسئلۃرسالۃ مستقلۃ و دفعت ما ذکرہ السیوطی فی رسائلہ الثلاثۃفی تقریۃھذہ المقالۃبالادلۃالجامعۃالمجتمعۃمن الکتاب و السنۃو القیاس و اجماع الامۃ۔[68]

---

68 (شرح فقہ اکبر، ص ۱۳۱، مطبع آفتاب ھند)

میں نے اسی مخصوص مسئلہ پر ایک مستقل رسالہ تحریر کیا ہے۔ جس میں میں نے علامہ السیوطی کے ان تین عدد تصنیف شدہ رسائل کا بخوبی دفاع کیا ہے جو انہوں نے حضور ﷺ کے والدین کریمین کے مسلمان ہونے کی تقویت پر لکھے ہیں۔ اور انہوں نے کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ قیاس اور اجماع امت سے اس کی تائید میں بہت سے جامع دلائل پیش کیے۔

کسی کے دلائل کا رد کر دینا یا اس کا دفاع کرنا اور ہے۔ اور پھر رد میں پیش کیے دلائل کا قوی ہونا الگ امر ہے۔ ہمیں یہ تسلیم کہ ملا علی قاری نے اپنے استاد ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحریر پر تعجب کا اظہار کیا۔ لیکن اس تعجب پر تعجب آپ ملاحظہ کر چکے۔ اسی طرح علامہ السیوطی کے رسائل میں پیش کیے گئے۔ دلائل اور ملا علی قاری کے اپنے مذہب پر دلائل ان میں قوی اور غیر قوی ہونے کا فریقین پر فیصلہ تو نہیں چھوڑا جا سکتا۔ ملا علی قاری خود اپنے دلائل کی تعریف کر رہے ہیں۔ دوسری چیز یہاں یہ بھی پیش نظر رہے کہ دلائل کسی دعویٰ کے ہوتے ہیں، دعویٰ غلط ہو تو دلائل بے شک وزنی ہوں اس سے دعویٰ کی صداقت ظاہر نہیں ہو سکتی۔ اور اگر دعویٰ بھی صحیح ہو اور دلائل بھی مضبوط تو احقاق حق کے لیے یہ ایک نعمت الٰہیہ ہے۔ علامہ السیوطی نے اپنے دلائل کی خود تعریف نہیں بلکہ اپنے دعویٰ کی سچائی پر امت کے جم غفیر کا قول پیش کیا۔ یہ قول پہلے ہم ذکر کر چکے ہیں۔ یہاں صرف اس کا ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔

"یہ گمان بھی نہ کیا جائے کہ اکابر امت جنہوں نے سرکار دو عالم ﷺ کے والدین کریمین کے جنتی ہونے کا نظریہ اپنایا۔ وہ قرآن و حدیث و آثار سے واقف نہ تھے۔ اور انہوں نے وہ روایات نہ پڑھی تھیں جن میں ان کا کفر ثابت ہوتا ہے۔ بلکہ یہ سب کچھ اُن کے سامنے تھا۔ اور وہ ان روایات کی تہہ تک پہنچنے والے ہیں۔ ان حضرات نے پھر ان روایات و اقوال کے ایسے پسندیدہ جوابات تحریر کیے

کہ اگر کوئی انصاف پسند دیکھے تو انہیں رد نہیں کرے گا۔ اور وہ دلائل و شواہد اتنے وزنی ہیں کہ گویا بڑے بڑے پہاڑ ہیں"۔

الحاصل

مسلم شریف کی حدیث سے ملا علی قاری کا حضور ﷺ کے والدین کریمین کا کافر ثابت کرنا، اور آپ کا انہیں دوبارہ زندہ کرکے مشرف باسلام کرنا اور اہل فترت کا معذب ہونا اور زندہ ہونے کے بعد ایمان نامقبول ہونا ان باتوں کا اس حدیث سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ یہ ملا علی قاری کی اپنی کوشش تھی اور اپنی رائے تھی جس کا ہم نے تفصیل سے رد کیا ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ کا اپنے والدین کریمین کو زندہ کرنا اور پھر انہیں دولت ایمان عطاء کرنا حضرات علماء کرام نے اسے آپ ﷺ کے خصائص میں سے شمار کیا ہے۔ اس لیے قرآنی آیات جو اس کے خلاف مضمون پر مشتمل ہیں وہ اپنے عمومی مورد پر محمول ہوتی ہیں۔ خصائص مصطفیٰ ﷺ کا ثبوت ان آیات قرآنیہ سے تعارض پیدا نہیں کرتا۔ لٰہذا جب احیاء ابوین کریمین آپ ﷺ کی خصوصیت ٹھہری تو پھر اس پر اعتراضات کی گنجائش کہاں سے آگئی۔

"احیاء ابوین کریمین" کے بعد ایمان حضور ﷺ کے خصائص میں سے ایک ہے

ردالمحتار (شامی)

ألا ترى أن نبينا - صلى الله عليه وسلم - قد أكرمه الله تعالى بحياة أبويه له حتى آمنا به كما في حديث صححه القرطبي و ابن ناصر الدين حافظ الشام وغيرهما، فانتفعا بالإيمان بعد الموت على خلاف القاعدة إكراما لنبيه - صلى الله عليه وسلم۔[69]

کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارے پیغمبر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے والدین کریمین کو زندہ فرما کر پھر انہیں ایمان عطاء فرما کر کمال اعزاز عطاء فرمایا۔ جیسا کہ حدیث پاک میں یہ واقعہ پایا جاتا ہے۔ اور اس حدیث کی علامہ قرطبی اور ابن ناصر الدین حافظ شام وغیرہ نے تصحیح فرمائی ہے۔

لہٰذا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے والدین کریمین کو اللہ تعالیٰ نے موت کے بعد ایمان عطاء فرما کر فائدہ عطا کیا جو عادت و قاعدہ کے خلاف ہے۔ لیکن یہ خلافِ قاعدہ بات صرف حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اکرام کے پیش نظر کی گئی۔

زرقانی شرح مواهب اللدنيه

عن عائشة: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم سأل ربه أن يحيي أبويه فأحياهما له فآمنا به، ثم أماتهما. قال السهيلي: والله قادر على كل شيء وليس يعجز رحمته وقدرت عن شيء، ونبيه صلى الله عليه وسلم أهل أن يختصه بما شاء من فضله، وينعم عليه بما شاء من كرامته۔[70]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے رب سے سوال کیا کہ میرے والدین کو زندہ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی خاطر انہیں دوبارہ زندہ کیا پھر وہ آپ پر ایمان لائے اور انتقال فرما گئے۔ سہیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ہر کام کرنے

---

69 (ردالمحتار على الدر المختار، ج۴، ص ۲۳۱)

70 (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، ج ۱، ص ۳۱۶، فتح الربانی لترتیب مسند امام احمد بن حنبل شیبانی، ج۸، ص ۱۶۸، مسالک الحنفاء، ص ۱۵)

کی قدرت رکھتا ہے۔ اور اس کی رحمت و قدرت کسی چیز سے شکست نہیں کھا سکتی۔ اور اس کے محبوب پیغمبر ﷺ بھی اس امر کے مستحق ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان پر مخصوص نوازشات فرمائے، اور آپ کی بزرگی و کرامت کی خاطر جو انعام آپ کو عطا فرمانا چاہے وہ عطا فرمادے۔

قارئین کرام ملا علی قاری وغیرہ لوگوں نے مسئلہ زیر بحث میں جن احادیث سے استدلال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے والدین کریمین حالت کفر میں انتقال کر گئے تھے وہ احادیث اس لیے منسوخ ہیں کہ آپ ﷺ کے والدین کریمین کا زندہ ہو کر با یمان ہونا خلاف قاعدہ ہے، اور آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے ایک ہے، اس لیے خصائص مصطفیٰ ﷺ کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

ملا علی قاری کے اس نظریہ پر علماء کی برہمی

النبراس

وَ عَارَضَهٗ علیّ ابن السلطان القاری بِرَسَالتهٖ فِیْ اثبات کُفْرِهِمَا فَرَأیَ اُسْتَاذه ابن حجر مکی فی مَنَامِهٖ اَنَّ الْقَاری سَقَطَ مِنْ سَقَفٍ فَانْکَسَرَتْ رِجلُهٗ فَقِیْلَ هٰذَا جَزَاءُ اِهَانَةِ وَالِدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَوَقَعَ کَمَا رَأیٰ۔[71]

علامہ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسائل کا ملا علی قاری نے اپنے رسالہ سے معارضہ کیا۔ اور یہ ثابت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے والدین کافر تھے۔ ملا علی قاری کے استاد ابن حجر

---

[71] (النبراس، ص ۵۲۶، مطبوعہ ملک دین محمد، لاہور)

مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب دیکھا کہ ملا علی قاری چھت سے گرا اور اس کا پاؤں ٹوٹ گیا اور آواز آئی کہ حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے والدین کریمین کی اہانت کی یہ سزا ہے، سو جو دیکھا، ویسا ہی ہوا۔

مرام الکلام فی عقائد الاسلام

والعجب من علی القاری الھروی الف رسالۃ فی تکفیرھما و قال فیھا ان امنۃ للعینۃ کافرۃ خالدۃ مخلدۃ فی النار فوصلت الرسالۃ الیٰ استاذہ ابن حجر المکی فالف رسالۃ کبیرۃ فی ردھا و قال فیھا رأیت فی المنام ان القاری جالس فوق سطح فتعجبت ثم رأیت انہ سقط فانکسر رجلہ فمات فسألت عن سبب سقوطہ فقال انہ اھان والدی رسول اللہ عمدا انتھی و یعدھذا من خوارق ابن حجر فانہ وقع کما اخبر بہ۔[72]

تعجب ہے کہ ملا علی قاری ہروی نے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے والدین کریمین کی تکفیر پر ایک رسالہ لکھا۔ اور اس میں یہ لفظ بھی لکھے، "بے شک آمنہ لعینہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخی ہے" جب یہ رسالہ اس کے استاد ابن حجر مکی کے پاس پہنچا، تو انہوں نے اس کے رد میں ایک بہت بڑا رسالہ تحریر کیا۔ اور اس میں لکھا ہے کہ میں نے جب خواب میں ملا علی قاری کو ایک چھت پر بیٹھے دیکھا تو بڑا عجیب سا تھا، پھر میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ چھت سے نیچے گرا اور اس کا پاؤں ٹوٹ گیا اور وہ مر گیا میں نے اس کے گرنے کا سبب پوچھا۔ تو جواب آیا کہ اس نے رسول کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے والدین شریفین کی جان بوجھ کر توہین کی ہے۔۔۔۔۔(اور ملا علی قاری کے ساتھ پھر ایسا ہی ہوا) اس واقعہ کو ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خوارق (کرامات) میں سے شمار کیا جاتا ہے، کیونکہ جو کچھ واقعۃً ہونے والا تھا۔ اس کو انہوں نے پہلے دیکھ لیا۔ اور جس طرح بتایا ویسے ہی ہوا۔

روح المعانی

---

[72] (مرام الکلام فی عقائد الاسلام، ص ۶۲، عبدالعزیز فرھاروی)

اَقُوْلُ اِنَّهُمَا اَفْضَلُ مِنْ عَلِيِّ الْقَارِیْ وَ اَضْرَابِہٖ۔[73]

میں (علامہ آلوسی صاحب تفسیر روح المعانی) کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے والدین کریمین، ملا علی قاری اور اس کے ہم مشرب علماء سے کہیں بہتر ہیں۔

و استدل بالآية على إيمان أبويه صلّى الله تعالى عليه و سلّم كما ذهب إليه كثير من أجلة أهل السنة، و أنا أخشى الكفر على من يقول فيهما رضي الله تعالى عنهما على رغم أنف على القارئ و أضرابه بضد ذلک۔[74]

(و تقلبک فی الساجدین) آیت ہذا سے رسول اللہ ﷺ کے والدین ماجدین کے ایمان دار ہونے پر استدلال کیا گیا ہے جیسا کہ اہل سنت کے جلیل القدر علماء کا یہ مذہب ہے اور میں (علامہ آلوسی صاحب تفسیر روح المعانی) تو اس شخص کے بارے میں کفر کا خوف رکھتا ہوں جو حضور ﷺ کے ماں باپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں اس عقیدہ کے خلاف عقیدہ رکھتا ہو۔ جیسا کہ ملا علی قاری اور اس کے ہم مشرب علماء کا ہے۔

ارشاد البغی الی الاسلام النبی ﷺ

ملا علی قاری نے ایک رسالہ مشتملہ بر اسات ادب والدین آنحضرت ﷺ لکھا۔ اگر یہ رسالہ نہ لکھا جاتا تو ان کی تالیفات و تصنیفات سے دنیا بھر جاتی۔ فقیہ محمد مرعتشی، ملا علی قاری کے اس قول سے بے حد ناراض ہوئے اور فرمایا:

العجب عن القاری انه صنف فی هذا الباب رسالة و تکلف فيها و اتیٰ باسجاع جملة فلعله البردة اثرت فی رأسهٖ فاختل عقلا۔[75]

---

[73] (روح المعانی، ج ا، ص ۳۷۱: مطبوعہ بیروت جدید)

[74] (روح المعاني في تفسير القرآن العظيم و السبع المثاني، ج ۱۰، ص ۱۳۵)

[75] (ارشاد البغی الی اسلام النبی مصنفہ مولوی برخوردار ملتانی مطبوعہ ھاشمی میرٹھ)

ملا علی قاری پر تعجب ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے والدین کریمین کے ثبوت کفر پر ایک رسالہ لکھ مارا۔ اس میں بڑے تکلف سے کام لیا گیا۔ اور عجیب مقفہ و مسجع جملہ لکھے۔ ہو سکتا ہے کہ ملا علی قاری کو سرسام ہو گیا ہو اور اس کی وجہ سے عقل میں خلل پڑ گیا اور رسالہ لکھ مارا۔

زرقانی

قال السهيلي، بعد إيراد حديث مسلم: وليس لنا نحن أن نقول ذلك في أبويه صلى الله عليه وسلم، لقوله: "لا تؤذوا الأحياء بسب الأموات"، والله تعالى يقول: إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ (الأحزاب ۵۷) الآية، وسئل القاضي أبو بكر أحد أئمة المالكية عن رجل قال: إن أبا النبي صلى الله عليه وسلم في النار، فأجاب بأنه ملعون؛ لقوله تعالى: إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا (الأحزاب: ۵۷)، ولا أذى أعظم من أن يقال: أبوه في النار۔[76]

مسلم شریف کی حدیث وارد کرنے کے بعد سہیلی نے کہا ہمیں ہرگز یہ زیب نہیں دیتا کہ ہم رسول کریم ﷺ کے والدین کریمین کے بارے میں کفر کا قول کریں کیونکہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا زندہ لوگوں کو ان کے مردوں کی وجہ سے تکلیف نہ دو۔ (یعنی مردوں کے بارے میں ایسی باتیں نہ کرو کہ جس سے ان کے زندہ رشتہ دار اذیت میں مبتلا ہوتے ہوں) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے، الخ۔

امام مالک کے پیروؤں میں سے ایک عظیم امام جناب قاضی ابو بکر سے پوچھا گیا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے والدین کریمین کے بارے میں دوزخی ہونے کا قول کرتا ہو اس کے متعلق کیا

---

[76] (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، ج ۱، ص ۳۴۹، الحاوى للفتاوى، ج ۲، ص ۲۳۱، مسالک الحنفاء، ص ۵۳، فتح الربانى، ج ۸، ص ۱۷۰)

حکم ہے؟ فرمایا وہ ملعون ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ”بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو تکلیف پہنچاتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے رسواء کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور رسول کریم ﷺ کے والدین کو دوزخی کہنے سے بڑھ کر اور کون سی اذیت ہو سکتی ہے، جو رسول اللہ ﷺ کو ہوتی ہو گی۔

مقام غور

گزشتہ حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے والدین کریمین کے کفر کا قائل ہے، وہ:

۱۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیبی سزا کا مستحق ہو جاتا ہے۔

۲۔ اس کا دماغی توازن بگڑ جاتا ہے۔

۳۔ اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے والدین سے افضل سمجھتا ہے۔

۴۔ اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھنے کا احتمال رکھتا ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذاء پہنچانے والا ہونے کے اعتبار سے ملعون ہے۔

ایذائے رسول اللہ ﷺ کی دو مثالیں اور اس کا انجام

الدرجة المنیفه فی آباء الشریفه مثال نمبر ۱

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَاءَتْ سَبِیَه بِنْتُ اَبِیْ لَهَبٍ اِلَی النَّبِیِّ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ اَنْتِ بِنْتُ حَطَبِ النَّارِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَهُوَ مُغْضَبٌ فَقَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ یُؤْذُوْنَنِیْ فِیْ قَرَابَتِیْ مَنْ اٰذَیٰ قَرَابَتِیْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَ مَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللهَ۔[77]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سبیہ بنت ابی لہب ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں اور شکایت کی: یارسول اللہ ﷺ! لوگ مجھے دوزخ کے ایندھن والے کی بیٹی کہہ کر پکارتے ہیں۔ یہ سن کر رسول کریم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے، اور آپ ﷺ غصہ کی حالت میں تھے، فرمانے لگے اس قوم کا کیا بنے گا جو مجھے میری قرابت کے حوالہ سے اذیت دیتی ہے۔ سنو! جس نے میری قرابت والوں کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔ اور جو مجھے اذیت دے گا، وہ اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائے گا۔

فتح الربانی مثال نمبر ۲

(قال الحلواني في المواكب) القول بكفر أبويه صلى الله عليه وسلم زلة عاقل نعوذ بالله من ذلک، فمن تفوه به فقد تعرض للكفر بإيذائه صلى الله عليه وسلم فقد جاء أن عكرمة بن أبي جهل اشتكى إلى النبي صلى الله عليه وسلم أن الناس يسبون أباه، فقال صلى الله عليه وسلم "لا تؤذوا الأحياء بسبب الأموات" رواه الطبراني؛ ولا شک أنه صلى الله عليه وسلم حي في قبره تعرض عليه أعمالنا، وإذا روعي عكرمة رضى الله عنه في أبيه بالنهي عما يتأذى به من سبه فسيد الخلق أولى وأوجب۔[78]

مواکب میں حلوانی نے کہا کہ حضور ﷺ کے والدین کریمین کے بارے میں کافر ہونے کا قول کرنا عقلمند کے لیے انتہائی ذلیل حرکت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا قول کہنے سے پناہ میں رکھے۔ جس شخص نے اپنے منہ سے ایسا حکم نکالا۔ اس نے کفر کو اپنی طرف دعوت دی۔ کیونکہ ایسا کہنے سے

---

[77] (الدرجۃ المنیفہ فی آباء الشریفہ، ص ۱۷)

[78] (الفتح الربانی، ج۸، ص ۱۷۱، مطبوعہ: قاہرہ، طبع جدید)

اس نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچائی۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ عکرمہ بن ابی جہل نے رسول کریم ﷺ سے شکایت کی کہ لوگ میرے باپ کو برا بھلا کہتے ہیں، آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: زندوں کو ان کے مردوں کے سبب تکلیف نہ پہنچاؤ۔ یہ روایت طبرانی سے ذکر کی، اور یہ بات شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ آپ ﷺ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں۔ اور ہمارے اعمال آپ ﷺ پر پیش کیے جاتے ہیں۔ لہٰذا جب حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ان کے باپ کے متعلق برا بھلا کہنے سے روک کر یہ رعایت رکھی گئی۔ کیونکہ ایسا کرنے سے انہیں اذیت ہوتی تھی۔ تو تمام مخلوق کے سردار جناب رسالت مآب ﷺ اس روایت کے عکرمہ سے زیادہ حق دار ہیں اور آپ ﷺ کی رعایت واجب ہے۔

اختتامی کلمات

ابو لہب اور ابو جہل کا جہنمی ہونا نص قرآنی سے ثابت ہے۔ ان کو برا بھلا کہنے سے جب ان کے ورثاء کو ذہنی کوفت ہوئی۔ تو سرکار دوعالم ﷺ سے شکایت کی، آپ ﷺ نے لوگوں کو منع فرمادیا کہ ان کے مرے ہوئے رشتہ داروں کو برا بھلا نہ کہا جائے، تاکہ تمہارے ان ساتھیوں کو اذیت نہ پہنچے۔ حالانکہ ان دونوں کے لیے کوئی ضعیف سے ضعیف حدیث وروایت ہرگز نہ ملے گی کہ یہ قابل مغفرت ہیں۔ اور ابدی دوزخی نہیں ہیں، اور نہ ہی ان کے ورثاء کی اذیت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہیں لعنت آئی۔ اور ادھر سرکار دوعالم ﷺ کی شان میں گستاخی کے مرتکب پر نص قرآنی سے لعنت موجود ہے۔ لہٰذا جو شخص رسول اللہ ﷺ کے والدین کریمین کو دوزخی یا کافر و مشرک کہتا ہے، وہ دراصل رسول اللہ ﷺ کو اذیت دے رہا ہے اور رسول اللہ ﷺ کو اذیت دینے والے پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار وارد ہے۔ اس لیے وہ شخص اپنی آخرت برباد کرنے کے درپے ہے۔ آپ ذرا خیال فرمائیں، کہ جب امتیوں کے اعمال روزانہ سرکار دوعالم ﷺ کے حضور پیش ہوتے ہیں تو ان میں اگر

کسی امتی کا یہ قول بھی آپ ﷺ کے سامنے آئے کہ اس نے آپ ﷺ کے والدین کو کافر اور جہنمی لکھا یا کہا ہے تو اسے پڑھ کر یا سن کر حضور ختمی مرتبت ﷺ کو کتنا رنج ہوتا ہو گا۔ اور آپ ﷺ ایسے شخص سے کس قدر ناراضگی کا اظہار فرماتے ہوں گے۔

حضور ﷺ کے والدین کریمین کے بارے میں ملا علی قاری نے اپنے نظریہ سے رجوع کیا اور توبہ کی

حاشیہ نبراس علی شرح العقائد

علی بن السلطان القاری فقد اخطاء و زلّ لا یلیق ذالک له و نقل توبته عن ذالک فی قول المستحسن۔[79]

علی بن سلطان المعروف ملا علی قاری نے اس مسئلہ میں خطاء کھائی اور راہ راست سے پھسل گیا۔ اسے ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا، اور قول مستحسن میں اس نظریئے کی ان کی توبہ کرنا منقول ہے۔

ملا علی قاری علمائے احناف میں سے ایک بہت بڑے عالم، مصنف اور شارح ہوئے ہیں۔ ان کی تصنیفات و شروحات میں سرکار دوعالم ﷺ سے بے پناہ عقیدت و محبت ٹپکتی ہے۔ لیکن چند احادیث واقوال کے ظاہر کو دیکھتے ہوئے انہوں نے سرکار دوعالم ﷺ والدین کریمین کے بارے میں نازیبا کلمات کہے، بلکہ گستاخانہ رویہ اپنایا۔ جس کی سزا انہیں دنیا میں مل بھی گئی۔ اور اس گستاخی پر خود ان کے استاد محترم ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ناراض تھے۔ خود رسول اللہ ﷺ بھی ناراض تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں مزید محرومیوں سے بچانا تھا، اور آخرت کی بربادی بھی منظور نہ تھی۔ بالآخر انہیں اس عقیدہ سے توبہ کی توفیق ملی۔ کاش کہ ان کی توبہ بھی اسی طرح سر عام ہوتی جس طرح

---

[79] (حاشیہ نبراس علی شرح العقائد، ص ٥٢٦)

ان کے والدین کریمین کے بارے میں نظریہ ان کی تصنیفات میں عام ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس غلطی کو معاف فرمائے اور ہمیں اسی نظریئے پر قائم و دائم رکھے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے والدین کریمین کو معجزانہ طور پر زندہ کیا۔ اور انہیں مشرف بہ اسلام کیا۔ پھر وہ اس دنیا سے کامل الایمان رخصت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے محبوب کو اور بہت سی خصوصیات سے نوازا ہے، ایک یہ خصوصیت بھی آپ ﷺ کو عطا ہوئی۔

وَ اللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَشَآءُ وَ اللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ

امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کے والدین کریمین آدم علیہ السلام تک سب کے سب موحد تھے۔

تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے لکھا ہے:

المراد منه تقلبک من أصلاب الطاهرين الساجدين لله إلى أرحام الطاهرات الساجدات و من أرحام السجدات إلى أصلاب الطاهرين أى الموحدين و الموحدات حتى يدل على ان اباء النبي صلى الله عليه وسلم كلهم كانوا امؤمنين۔[80]

اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ پاکیزہ اور اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے والے مردوں کی پشت سے ان عورتوں کی رحم کی طرف منتقل ہوئے، جو طاہرہ اور سجدہ کرنے والی تھیں۔ اور پھر ان طاہرات و ساجدات کے رحم سے ایسے پاکیزہ افراد کی طرف منتقل ہوئے جو سبھی اللہ تعالیٰ کی توحید پر قائم تھے۔ یہ آیت کریمہ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آپ ﷺ کے تمام آباء و اجداد صاحبان ایمان و توحید تھے۔

---

80 (تفسیر مظھری، ج۷، ص ۸۹)

صاحب تفسیر در منثور اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

ابن جرير عن قتادة و تقلبک في الساجدين قال في المصلين و اخرج ابن عباس في قوله و تقلبک في الساجدين قال: سألت رسول الله صلى الله عليه و سلم فقلت: بأبی أنت و أمي أين كنت و آدم في الجنة؟ فتبسم حتى بدت نو اجده ثم قال "اني كنت في صلبه و هبط إلى الأرض و أنا في صلبه و ر كبت السفينة في صلب أبي نوح و قذفت في النار في صلب أبي إبراهيم ولم يلتق أبو اي قط على سفاح لم يزل الله ينقلني من الإصلاب الطيبة إلى الأرحام الطاهرة مصفى مهذبا لا تتشعب شعبتان إلا كنت في خيرهما۔[81]

ابن جریر جناب قتادہ سے بیان کرتے ہیں کہ وَتَقَلُّبَکَ فِي السَّاجِدِينَ (الشعراء ۲۱۹) سے مراد نمازی ہیں۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے پوچھا، آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ارشاد فرمایئے کہ جب آدم جنت میں تھے تو آپ ﷺ اس وقت کہاں تھے۔ میری بات سن کر آپ ﷺ خوب ہنسے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اس وقت میں ان کی پشت میں تھا، پھر جب وہ زمین پر تشریف لائے، تب بھی میں ان کی پشت میں تھا اور میں اپنے باپ نوح علیہ السلام کی پشت میں ہوتے ہوئے کشتی میں سوار ہوا، اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں ہوتے ہوئے آگ میں پھینکا گیا، میرے والدین کریمین کبھی بھی حرام کاری میں نہ پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے طیب پشتوں سے طاہر رحموں کی طرف منتقل فرمایا، اور وہ تمام مردوزن صاحبان صفا اور تہذیب تھے۔ جب کسی سے دو شاخیں بنتیں تو مجھے ان میں سے بہترین شاخ اور قبیلہ ملتا۔

البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے:

---

[81] (تفسیر درمنثور، ج۵، ص۹۸)

عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: بعثت من خير قرون بني آدم قرناً فقرناً حتى كنت من القرن الذي كنت فيه۔[82]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں بنی آدم کے بہترین لوگوں میں سے ہوتا آیا ہوں۔ یہاں تک کہ میں اس خاندان میں سے کہ جس میں میں بھیجا گیا، آیا ہوں۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ سرکار دوعالم ﷺ کی نسل پاک ہر دور میں اپنے لوگوں سے بہترین تھی۔ اور یہ بات واضح ہے کہ بہتری سے مراد وہی بہتری ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مطلوب و منظور ہے۔ جس کی طرف یہ آیت توجہ دلاتی ہے: وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ (البقرة ۲۲۱) اور بے شک مسلمان غلام مشرک سے اچھا۔ تو واضح ہوا کہ خیریت ایمان کے اعتبار سے مراد ہے، اس لیے حضور ﷺ کے ارشاد گرامی کے مطابق آپ ﷺ کے آباء و اجداد ابراہیم علیہ السلام تک ہی نہیں بلکہ آدم علیہ السلام تک صاحبان ایمان و توحید ہوئے۔

حضور ﷺ کے تمام آباء و اجداد کے موحد اور مومن ہونے پر تفصیلی دلائل فقیر کی کتاب قرۃ العینین فی ایمان آبائی سید الکونین ﷺ کا مطالعہ کریں، انشاء اللہ تعالیٰ تمام شکوک و شبہات دور ہو جائیں گے، بدمذہب اور بدعقیدہ لوگوں کے تمام اعتراضات اور ان کے تفصیلی جوابات مذکورہ کتاب میں موجود ہیں۔

مزید یہ کہ نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین کے اسماء مبارکہ پر فقیر نے جامعہ عبد اللہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور جامع مسجد سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی قائم کی ہے۔

واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم!

---

[82] (البداية والنهاية، ج۲، ص ۲۵٦)

فصل در فضائل سورۃ ہائے قرآن مجید

قرآن مجید کی بعض سورتوں کے فضائل

سورۃ فاتحہ:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے "فاتحۃ الکتاب" کو نہیں پڑھا اس کی نماز (کامل) نہیں ہوئی۔[83]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الحمد للہ "ام القرآن" ہے، اور "ام الکتاب" ہے اور "سبع مثانی" ہے۔[84]

امام مسلمؒ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ:

"لا صلوۃ لمن لم یقرء بام القرآن"۔

یعنی جو ام القرآن نہ پڑھے اس کی نماز کامل نہیں۔[85]

امام بخاری نے روایت کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الحمد للہ ربّ العٰلمین" السبع المثانی ہے اور وہ قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔[86]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے ایک شخص پر سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا جس کو بچھو نے کاٹا ہوا تھا اور فرمایا: میں نے صرف ام الکتاب پڑھ کر دم کیا ہے۔[87]

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

83 (جامع ترمذی ص ۶۳ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی)

84 (سنن دارمی، ج ۲ ص ۳۲۱، مطبوعہ نشر السنۃ، ملتان)

85 (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۶۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی، ۱۳۷۵ھ)

86 (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۴۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی، ۱۳۸۱ھ)

87 (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۴۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی، ۱۳۸۱ھ)

ام القرآن دوسری سورتوں کا عوض ہے اور دوسری کوئی سورت اس کا عوض نہیں۔[88]

حضرت عبد الملک بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"فاتحۃ الکتاب ہر بیماری کی شفاء ہے"۔[89]

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کا اطلاق کیا ہے۔

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نماز (سورہ فاتحہ) کو میرے اور میرے بندہ کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کیا گیا ہے اور میرے بندہ کے لئے وہ ہے جس کا وہ سوال کرے، پس جب بندہ کہتا ہے: الحمد للہ ربّ العٰلمین تو میں کہتا ہوں بندہ نے میری حمد کی۔[90]

حضرت ابو سعید بن معلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا، (دوران نماز) نبی اکرم ﷺ نے مجھے بلایا، میں حاضر نہیں ہوا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اس وقت نماز پڑھ رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ (الانفال ۲۴) اللہ اور رسول ﷺ کے بلانے پر (فوراً) حاضر ہو جاؤ۔ پھر فرمایا: سنو! میں تم کو مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کی سب سے عظیم سورۃ کی تعلیم دوں گا، پھر میرا ہاتھ پکڑ لیا، جب ہم نے باہر نکلنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا تھا میں تم کو قرآن کی سب سے عظیم سورت کی تعلیم دوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: الحمد للہ ربّ العٰلمین یہ سبع مثانی ہے اور وہ قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔

---

88 (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۹۰، الجامع الاحکام القرآن ج ۱ ص ۱۱۳)

89 (سنن دارمی ج ۲ ص ۳۲۰، مطبوعہ نشر السنۃ، ملتان)

90 (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۷۰-۱۶۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی ۱۳۷۵ھ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں تھے، ہم نے ایک جگہ قیام کیا، ایک لڑکی نے آکر کہا کہ قبیلہ کے سردار کو ایک بچھو نے ڈس لیا ہے اور ہمارے لوگ حاضر نہیں ہیں، کیا تم میں سے کوئی شخص دم کر سکتا ہے؟ ہم میں سے ایک شخص اس کے ساتھ گیا جس کو اس سے پہلے ہم دم کرنے کی تہمت نہیں لگاتے تھے، اس نے اس شخص پر دم کیا جس سے وہ تندرست ہو گیا، اور اس سردار نے اس کو تیس بکریاں دینے کا حکم دیا اور ہم کو دودھ پلایا، جب وہ واپس آیا تو ہم نے اس سے پوچھا: کیا تم پہلے دم کرتے تھے؟ اس نے کہا: نہیں، میں نے تو صرف ام الکتاب (سورۃ فاتحہ) پڑھ کر دم کیا ہے، ہم نے کہا: اب اس کے متعلق کوئی بحث نہ کرو، حتیٰ کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے متعلق پوچھ لیں۔ ہم مدینہ پہنچے تو ہم نے نبی ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا، نبی ﷺ نے فرمایا: اس کو کیا معلوم کہ یہ دم ہے، (ان بکریوں کو) تقسیم کر دو اور اس میں سے میرا حصہ بھی نکالو۔[91]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابی! اور وہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے، حضرت ابی نے مڑ کر دیکھا اور حاضر نہیں ہوئے، حضرت ابی نے جلدی جلدی نماز پڑھی، پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا: "السّلام علیک یا رسول اللہ!" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وعلیک" اے ابی! جب میں نے تم کو بلایا تھا تو تم کو آنے سے کس چیز نے روکا؟ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! میں نماز میں تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو میری طرف وحی فرمائی ہے کیا تمہیں اس میں یہ حکم نہیں ملا، اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا

---

91 (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۴۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی ۱۳۸۱ھ)

يُحۡيِيكُمۡ (الأنفال ٢٤) جب اللہ اور رسول ﷺ تمہیں اس چیز کی طرف بلائیں جو تمہیں زندہ کر دے گی تو (فوراً) حاضر ہو جاؤ"، حضرت ابی نے کہا: کیوں نہیں؟ اور میں انشاء اللہ دوبارہ ایسا نہیں کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ میں تم کو ایسی سورت کی تعلیم دوں، جس کی مثل نہ تورات میں نازل ہوئی، نہ انجیل میں، نہ زبور میں، نہ قرآن میں؟ میں کہا: جی! یا رسول اللہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نماز میں کس طرح پڑھتے ہو؟ تو انہوں نے **ام القرآن (سورۃ فاتحہ)** پڑھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس کی مثل نہ تورات میں نازل ہوئی ہے نہ انجیل میں، نہ زبور میں نہ فرقان میں، یہ **"السبع من المثانی"** (دو دو بار پڑھی جانے والی سات آیتیں) ہے اور وہ قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[92]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے اور میرے بندے کے درمیان صلوٰۃ (سورۃ فاتحہ) کو آدھا آدھا تقسیم کر دیا گیا ہے، اور میرے بندہ کے لئے وہ چیز ہے جس کا وہ سوال کرے، اور جب بندہ کہتا ہے: **"الحمد للہ رب العلمین"** تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندہ نے میری حمد کی، اور جب وہ کہتا ہے: **"الرّحمٰن الرّحیم"**، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندہ نے میری ثنا کی، اور جب وہ کہتا ہے: **"مالک یوم الدّین"** تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعظیم کی، اور ایک بار فرمایا: میرے بندہ نے (خود) کو میرے سپرد کر دیا، اور جب وہ کہتا ہے: **"ایّاک نعبد و ایّاک نستعین"** تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ میرے اور میرے بندہ کے درمیان ہے، اور میرے بندہ کے لئے وہ ہے جس کا وہ سوال

---

92 (جامع ترمذی ص۴۰۸، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی)

کرے، اور جب وہ کہتا ہے: "اھدنا الصّراط المستقیم صراط الّذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضّالّین" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ میرے بندہ کے لئے ہے اور میرے بندہ کے لئے وہ چیز ہے جس کا وہ سوال کرے۔[93]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جس وقت جبرئیل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے اوپر کی جانب سے ایک چرچراہٹ کی آواز سنی، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے جو آج کھولا گیا ہے اور آج سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا۔ اس دروازہ سے ایک فرشتہ نازل ہوا، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ فرشتہ جو زمین کی طرف نازل ہوا ہے یہ آج سے پہلے کبھی نہیں نازل ہوا تھا، اس فرشتہ نے آکر سلام کیا اور کہا: آپ کو دونوروں کی بشارت ہو جو آپ کو دیئے گئے ہیں اور آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے (ایک نور) فاتحۃ الکتاب ہے اور (دوسرا) سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں ہیں، ان میں سے جس حرف کو بھی آپ پڑھیں گے وہ آپ کو دے دیا جائے گا۔[94]

عبد الملک بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فاتحۃ الکتاب سے ہر بیماری کی شفاء ہے۔[95]

حضرت ابو زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ مدینہ کے کسی راستہ میں جارہا تھا، آپ ﷺ نے ایک شخص کی آواز سنی جو تہجد کی نماز میں ام القرآن (سورۃ فاتحہ) پڑھ

---

93 (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۷۰-۱۶۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی، ۱۳۷۵ھ)

94 (سنن نسائی ج ۵ ص ۱۳-۱۲، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی)

95 (سنن دارمی ج ۲ ص ۳۲۰، مطبوعہ نشر السنۃ، ملتان)

رہا تھا، نبی ﷺ کھڑے ہو کر اس سورت کو سنتے رہے حتیٰ کہ اس نے وہ سورت ختم کر لی، آپ ﷺ نے فرمایا: قرآن میں اس کی مثل (اور کوئی سورت) نہیں ہے۔[96]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن فاتحۃ الکتاب (سورۃ فاتحہ) نازل ہوئی، اس دن ابلیس بہت رویا تھا اور یہ سورت مدینہ میں نازل ہوئی تھی۔[97]

سورۃ بقرہ

امام مسلم روایت کرتے ہیں: نواس بن سلیمان کلابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن قرآن مجید اور اس پر عمل کرنے والوں کو لایا جائے گا، ان کے آگے سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران ہوں گی، رسول اللہ ﷺ نے ان سورتوں کی تین مثالیں بیان فرمائیں جن کو میں آج تک نہیں بھولا: وہ ایسی ہیں جیسے وہ بادل ہوں، یا وہ سیاہ سائبان ہوں، جن کے درمیان نور ہو، یا صف باندھے ہوئے پرندوں کی دو قطاریں ہوں، وہ سورتیں اپنے پڑھنے والوں کی وکالت اور حمایت کریں گی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ناگاہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آواز سنی، نبی ﷺ نے سر اوپر اٹھایا، حضرت جبرائیل نے کہا: یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے جو آج صرف آج کھولا گیا ہے اور آج سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا، پھر اس سے ایک فرشتہ نازل ہوا، حضرت جبرائیل نے فرمایا کہ یہ فرشتہ جو آج نازل ہوا ہے آج سے پہلے کبھی نازل نہیں ہوا، اس فرشتے نے سلام کیا اور کہا: آپ ﷺ کو ان دونوں نوروں کی بشارت ہو جو آپ ﷺ کو دیئے گئے ہیں اور آپ ﷺ سے پہلے کسی نبی کو نہیں

---

96 (مجمع الزوائد ج۶ ص۳۱۰ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ)

97 (مجمع الزوائد ج۶ ص۳۱۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

دیئے گئے، ایک سورہ فاتحہ اور دوسرا سورہ بقرہ کا آخری حصہ، ان میں سے آپ جو حرف بھی پڑھیں گے آپ ﷺ کو اس کا مصداق مل جائے گا۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص رات کو سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھے گا وہ اس کو کافی ہوں گی۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابو منذر! کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے نزدیک کتاب اللہ کی سب سے عظیم آیت کون سی ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے نزدیک کتاب اللہ کی سب سے عظیم آیت کون سی ہے؟ میں نے عرض کیا: اللّٰہ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ (البقرۃ ۲۵۵) آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: اے ابو منذر تمہیں یہ علم مبارک ہو۔[98]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اپنے گھروں کو قبرستان نہ بنائو، شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔

حضرت ابو سعید خدری بیان کرتے ہیں حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بہت خوش الحانی سے قرآن مجید پڑھتے تھے، وہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں سورہ بقرہ پڑھ رہا تھا، اس وقت میرا گھوڑا بندھا

---

98 (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۷۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، کراچی، ۱۳۷۵ھ)

ہوا تھا اور میرا بیٹا یحییٰ میرے قریب لیٹا ہوا تھا، وہ اس وقت کم سن بچہ تھا، اچانک وہ گھوڑا اچھلنے لگا، مجھے اس وقت صرف اپنے بیٹے یحییٰ کے متعلق تشویش تھی، پھر گھوڑا پر سکون ہو گیا، اور میں نے وہ سورت پڑھنی شروع کر دی، گھوڑا پھر اچھلنے لگا، میں پھر کھڑا ہو گیا اور مجھے صرف اپنے بیٹے یحییٰ کی فکر تھی، میں نے پھر پڑھنا شروع کیا اور گھوڑے نے پھر اچھلنا شروع کیا، اچانک میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان سے ایک سائبان کی طرح کوئی چیز اتر رہی تھی جس میں روشن چراغ ہیں، میں خوفزدہ ہوا اور صبح کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے یہ واقعہ بیان کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو یحییٰ! پڑھو، میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ ! جب میں نے پڑھا تو گھوڑا اچھلنے لگا اور مجھے اپنے بیٹے کی فکر تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن حضیر! پڑھو، وہ کہتے ہیں: میں نے پڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سر کے اوپر سائبان کی مثل کوئی چیز تھی اور اس میں چراغ روشن تھے، میں خوفزدہ ہو گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ فرشتے ہیں جو تمہاری آواز کی وجہ سے قریب آئے ہیں۔ اگر تم صبح تک پڑھتے رہتے تو لوگ ان کو دیکھ لیتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ صدقہ کی کھجوروں کی حفاظت کر رہے تھے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ کوئی ہاتھ کھجوریں لے رہا ہے، انہوں نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس کو پکڑنا چاہتے ہو تو یہ کہو: سبحان ہے وہ ذات جس نے تجھ کو (سیدنا) محمد ﷺ کے لئے مسخر کر دیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ناگاہ وہ ایک جن تھا جو میرے سامنے کھڑا ہوا تھا، میں نے اس کو پکڑ لیا تا کہ اس کو نبی ﷺ کی خدمت میں لے آؤں، اس نے کہا: میں نے فقراء جن کے لئے یہ کھجوریں لی تھیں اور میں دوبارہ ہرگز نہیں آؤں گا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: وہ پھر آیا، میں نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے

فرمایا: تم اس کو پکڑنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: کہنا سبحان ہے وہ جس نے تجھ کو (سیدنا) محمد ﷺ کے لئے مسخر کر دیا، پھر دوبارہ جب میں نے اس کو پکڑ لیا اور اس کو نبی ﷺ کے پاس لے جانے لگا تو اس نے عہد کیا کہ وہ آئندہ نہیں آئے گا، تیسری بار پھر ایسا ہی ہوا تو میں نے انہی کلمات کی برکت سے اس کو پکڑا اور کہا کہ تم مجھ سے عہد کرتے ہو اور جھوٹ بولتے ہو اور پھر آجاتے ہو، اس دفعہ میں تم کو ضرور نبی ﷺ کے پاس لے جاؤں گا، اس نے کہا: تم مجھے چھوڑ دو، میں تم کو ایسے کلمات سکھاتا ہوں کہ اگر تم وہ کلمات پڑھ لو تو کوئی مذکر یا مونث جن تمہارے قریب نہیں آسکے گا، میں نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں؟ اس نے کہا: ہر صبح اور شام کو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو، میں نے اس کو چھوڑ دیا اور نبی کریم ﷺ سے اس واقعہ کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم کو نہیں معلوم ان کلمات (آیت الکرسی) کی یہی تاثیر ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہماری (دوسرے لوگوں پر تین وجہ سے فضیلت ہے:

(۱) تمام روئے زمین ہمارے لئے مسجد بنادی گئی ہے اور اس کی مٹی ہمارے لئے ذریعہ طہارت بنادی گئی ہے۔

(۲) اور ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح ہیں اور

(۳) ہم کو یہ آیات دی گئی ہیں، سورہ بقرہ کی آخری آیات جو عرش کے نیچے سے نازل ہوئی ہیں، جو نہ مجھ سے پہلے کسی کو دی گئی ہیں اور نہ میرے بعد کسی کو دی جائیں گی۔

حافظ سیوطی لکھتے ہیں:

امام دارمی کعب سے روایت کرتے ہیں کہ جس شخص نے بقرہ اور آل عمران کو پڑھا، قیامت کے دن وہ سورتیں کہیں گی، اے ہمارے ربّ! اس سے مواخذہ نہ کر!

امام ابو عبید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب کسی گھر میں سورۃ بقرہ پڑھی جاتی ہے تو شیطان اس گھر سے نکل جاتا ہے۔

امام دارمی، امام طبرانی، امام حاکم نے تصحیح سند کے ساتھ اور امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہر چیز کا ایک کوہان ہوتا ہے اور قرآن کا کوہان سورہ بقرہ ہے۔ جب کسی گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا بھاگ جاتا ہے۔

امام وکیع، امام حارث بن ابی اسامہ، امام محمد بن نصر اور امام ابن الضریس نے سند صحیح کے ساتھ حسن بصری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن مجید میں افضل سورہ بقرہ ہے اور اس میں ایک آیت سب سے عظیم ہے، وہ آیت الکرسی ہے اور جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جائے، شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے۔[99]

میت کی تدفین کے وقت سرہانے اور پیروں کی جانب کھڑے ہو کر سورۃ الفاتحہ، سورۃ البقرۃ کا پہلا رکوع اور آخری رکوع پڑھنے کا بیان

[99] (الدر المنثور ج ۱ ص ۲۰-۱۹، مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمیٰ النجفی ایران)

سوال: یہ ہے کہ کیا جب میت کو دفن کیا جاتا ہے تو اس کے بعد اس کے سر اور پیر کی جانب کھڑا ہو کر تلقین کی غرض سے سورۃ الفاتحہ، البقرہ کا پہلا رکوع اور پھر البقرہ کا آخری رکوع پڑھنا کسی صحیح حدیث سے ثابت ہے؟

جواب: میت کو قبر میں دفن کرنے کے بعد اس کے سرہانے سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات "الٓمٓ" سے "مفلحون" تک پڑھنا اور پائنتی جانب سورہ بقرہ کی آخری آیات "اٰمن الرسول" سے آخری آیت تک پڑھنا حدیث مبارکہ سے ثابت ہے، حدیث کے راوی میں کچھ ضعف ہے لیکن فضائل اعمال میں معتبر ہے۔ بیہقی اور طبرانی کی روایت میں "فاتحۃ الکتاب" کی صراحت ہے؛ البتہ مشکوٰۃ میں یہی روایت بحوالۂ بیہقی "فاتحۃ البقرۃ" کے ساتھ مذکور ہے اور ملا علی قاری نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے "الٓمٓ" سے "مفلحون" تک پڑھنا لکھا ہے اور علامہ طیبی کے حوالہ سے اس کی وجہ اور حکمت بھی لکھی ہے، اس لئے ممکن ہے کہ بیہقی اور طبرانی کی روایت میں مذکور "فاتحۃ الکتاب" سے "فاتحۃ البقرۃ" ہی مراد ہو، ویسے ایصال ثواب کی غرض سے سورۃ الفاتحۃ کی تلاوت کرنے میں بھی مضائقہ نہیں یہ آیات جہراً اور سراً دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں۔

اس سلسلے میں دو روایتیں ملتی ہیں:

ا- معجم کبیر میں ہے کہ حضرت لجلاج رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبد الرحمن بن علاء رحمہ اللہ کو وصیت کی تھی کہ جب میرا انتقال ہو جائے اور میرے لیے قبر تیار کر دو تو مجھے قبر میں ڈالتے وقت "بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ" پڑھو، میری قبر پر مٹی ڈالو اور پھر میرے سرہانے سورہ بقرہ کی ابتدائی اور اختتامی آیتیں پڑھو، کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے۔

امام نور الدین ہیثمی رحمہ اللہ نے اس روایت کے راویوں کی توثیق کی ہے۔

۲- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب تم میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو اسے روکے مت رکھو، بلکہ جلد از جلد قبر تک پہنچاؤ، اس کے سرہانے سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات اور پائنتی کی جانب سورہ بقرہ کی اختتامی آیات پڑھی جائیں۔

امام ہیثمی رحمہ اللہ نے یحیی بن عبد اللہ بابلتی کی وجہ سے اس روایت کو ضعیف کہا ہے، لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔

علامہ شامی فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے میت کے سرہانے سورہ بقرہ کی ابتدائی اور پیروں کی جانب اختتامی آیات پڑھیں۔

فتاوی ہندیہ میں ہے کہ اگر قبر کے پاس قرآن کریم پڑھنے سے میت کو اس آواز سے مانوس کرنا مقصد ہے تو اس طرح کرنا جائز ہے، اس سے معلوم ہوا کہ قبر کے پاس جہراً تلاوت کرنا جائز ہے۔

معجم کبیر میں ہے:

"حدثنا أبو أسامة عبد الله بن محمد بن أبي أسامة الحلبي، حدثنا أبي ح، وحدثنا إبراهيم بن دحيم الدمشقي، حدثنا أبي ح، وحدثنا الحسين بن إسحاق التستري، حدثنا علي بن بحر، قالوا: حدثنا مبشر بن إسماعيل، حدثني عبد الرحمن بن العلاء بن اللجلاج، عن أبيه، قال: قال لي أبي: "يا بني، إذا أنا مت فألحدني، فإذا وضعتني في لحدي، فقل: بسم الله وعلى ملة رسول الله، ثم سن علي الثرى سنا، ثم اقرأ عند رأسي بفاتحة البقرة، وخاتمتها، فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ذلک"۔[100]

مرقاۃ المفاتیح میں ہے:

قال الطيبي: لعل تخصيص فاتحتها لاشتمالها على مدح كتاب الله، وأنه هدى للمتقين، الموصوفين بالخلال الحميدة من الإيمان بالغيب، وإقامة الصلاة، وإيتاء الزكاة، وخاتمتها

---

[100] (المعجم الكبير للطبراني، من اسمه لجلاج 221/19)

لاحتوائها على الإيمان بالله وملائكته وكتبه ورسله، وإظهار الاستكانة، وطلب الغفران والرحمة، والتولي إلى كنف الله تعالى وحمايته. . . قال النووی فی الأذکار: قال محمد بن أحمد المروزی: سمعت أحمد بن حنبل يقول: إذا دخلتم المقابر فاقروٴا بفاتحة الكتاب والمعوذتين، وقل هو الله أحد، واجعلوا ثواب ذلک لأهل المقابر، فإنه يصل إليهم۔[101]

مجمع الزوائد میں ہے:

"رواه الطبراني في الكبير ورجاله موثقون"۔[102]

معجم کبیر میں ہے:

"حدثنا أبو شعيب الحراني, حدثنا يحيى بن عبد الله البابلتي, حدثنا أيوب بن نهيك, قال: سمعت عطاء بن أبي رباح, يقول: سمعت ابن عمر يقول: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إذا مات أحدكم فلا تحبسوه وأسرعوا به إلى قبره, وليقرأ عند رأسه بفاتحة الكتاب, وعند رجليه بخاتمة البقرة في قبره"۔[103]

مجمع الزوائد میں ہے:

"رواه الطبراني في الكبير وفيه يحيى بن عبد الله البابلتي وهو ضعيف"۔[104]

فتح الباری میں ہے:

---

[101] (مرقاۃ: ۴/ ۸۱ باب دفن المیت)

[102] (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد 3/66 دار الفكر)

[103] (المعجم الكبير للطبراني، عبد الله بن عمر 12/44)

[104] (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد 3/65 دار الفكر)

"ویؤیدہ حدیث ابن عمر سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یقول: إذا مات أحدکم فلا تحبسوہ و أسرعوا بہ إلی قبرہ، أخرجہ الطبراني بإسناد حسن "۔[105]

فتاوی شامی میں ہے:

"فقد ثبت أنہ علیہ الصلاۃ و السلام قرأ أول سورۃ البقرۃ عند رأس میت و آخرہا عند رجلیہ"۔[106]

"و حکي عن الشیخ الإمام الجلیل أبي بکر محمد بن الفضل رحمہ اللہ تعالی أن قراءۃ القرآن في المقابر إذا أخفی و لم یجہر لا تکرہ و لا بأس بہا إنما یکرہ قراءۃ القرآن في المقبرۃ جہرا أما المخافتۃ فلا بأس بہا و إن ختم، و کان الصدر أبو إسحاق الحافظ یحکي عن أستاذہ أبي بکر محمد بن إبراہیم رحمہ اللہ تعالی لا بأس أن یقرأ علی المقابر سورۃ الملک سواء أخفی أو جہر و أما غیرہا فإنہ لا یقرأ في المقابر و لم یفرق بین الجہر و الخفیۃ کذا في الذخیرۃ في فصل قراءۃ القرآن و إن قرأ القرآن عند القبور إن نوی بذلک أن یؤنسہ صوت القرآن فإنہ یقرأ و إن لم یقصد ذلک فاللہ تعالی یسمع قراءۃ القرآن حیث کانت کذا في فتاوی قاضي خان"۔[107]

کفایت المفتی میں ہے:

"اس حدیث (في سنن أبي داؤد: إذا فرغ من دفن المیت وقف علی قبرہ و قال: استغفروا الخ) کے سیاق سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ تمام حاضرین ایک ساتھ دعا کرتے تھے؛ کیوں کہ دفن سے فارغ ہونے کے بعد واپس آنے کا موقع تھا، لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آں حضرت ﷺ واپسی میں کچھ تاخیر و توقف فرماتے تھے، اور میت کی تثبیت و مغفرت کی خود بھی دعا فرماتے

---

105 (فتح الباري باب السرعۃ بالجنازۃ 184/3 دار المعرفۃ)

106 (رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز 242/2 ط: سعید)

107 (الفتاوی الہندیۃ، کتاب الکراہیۃ، الباب السادس 377/4 ط: رشیدیہ)

تھے اور حاضرین کو بھی اسی وقت دعا کرنے کا حکم کرتے تھے، کیوں کہ "فإنه الآن يسئل" اس کا قرینہ ہے، پس تھوڑی دیر سب کا توقف کرنا اور حاضرین کو اسی وقت دعا واستغفار کا حکم فرمانا اور سب کا موجود ہونا اور اس وقت کا وقت قرب سوال نکیرین ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ سب حاضرین کی دعا ایک وقت میں اجتماعاً ہوتی تھی، اور یہی معمول ومتوارث ہے۔[108]

"عن ابن مسعود قال: والله لكأني أرى رسول الله في غزوة تبوک، وهو في قبر عبد الله ذي البجادين وأبو بكر وعمر رضى الله تعالىٰ عنه، يقول: أدنيا مني أخاكما، وأخذه من قبل القبلة حتى أسنده في لحده، ثم خرج رسول الله وولاهما العمل، فلما فرغ من دفنه استقبل القبلة رافعاً يديه يقول: اللّٰهم إني أمسيت عنه راضياً فارض عنه، وكان ذلک ليلاً، فوالله لقد رأيتني ولوددت أني مكانه"۔ فقط والله أعلم!

سورة آل عمران

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا قرآن پڑھا کرو کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرے گا۔ زہراوین کو پڑھا کرو یعنی سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران کو کیونکہ وہ قیامت کے روز بادلوں کی طرح آئیں گی، یا پرندوں کی جماعتوں کی طرح آئیں گی اور اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے حجت پیش کریں گی۔ سورۃ بقرہ کو پڑھا کرو کیونکہ اس کا حاصل کرنا برکت ہے اور اس کو چھوڑنا حسرت ہے، جادو کرنے والے اس کو پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔[109]

---

[108] (72/4دار الاشاعت، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح- 452/5):

[109] (صحیح مسلم ج۱ ص ۲۷۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سورہ آل عمران فقیر کا کیا خوب کنز (خزانہ) ہے۔ وہ اس کو رات کے آخری حصہ میں پڑھتا ہے۔[110]

سورۃ النساء

امام احمد، امام حاکم نے تصحیح کے ساتھ اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جس نے سات سورتوں کو یاد کر لیا وہ بہت بڑا عالم ہے۔

(ان میں سورۃ النساء بھی ہے)۔

امام ابو یعلیٰ، امام ابن خزیمہ، امام حبان، امام حاکم نے تصحیح سند کے ساتھ اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے کچھ تکلیف محسوس کی، صبح کو آپ ﷺ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ پر تکلیف کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا الحمد للہ میں نے سات بڑی سورتیں پڑھ لی ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جس نے سورۃ النساء کو پڑھ لیا وہ جان لے گا کہ وراثت میں کون کس سے محروم ہوتا ہے اور کون کس سے محروم نہیں ہوتا۔[111]

سورۃ کہف

حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے سورۃ الکھف پڑھی، اس کے گھر میں ایک گھوڑا تھا، وہ بدکنے لگا، اس نے سلام پھیر دیا۔ اچانک اس نے دیکھا کہ ایک بادل کے ٹکڑے نے اس کو ڈھانپا ہوا تھا، اس نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے

---

110 (سنن دارمی ج ۲ ص ۳۲۵، مطبوعہ نشر السنہ ملتان، صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۷۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ)

111 (الدر المنثور ج ۲ ص ۱۱۶، مطبوعہ مکتبہ آیت اللہ العظمی ایران)

فرمایا: اے شخص پڑھو! کیونکہ یہ سکینہ (وہ طمانیت اور رحمت جس کے ساتھ فرشتے ہوں) ہے۔ یہ قرآن (پڑھنے) کی وجہ سے نازل ہوئی ہے۔[112]

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

جس شخص نے سورۃ الکھف کی دس آیتیں حفظ کر لیں وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔[113]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جس شخص نے جمعہ کے دن سورۃ الکھف کو پڑھا اس کے لئے دو جمعوں کے درمیان نور کو روشن کر دیا جائے گا۔[114]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جس شخص نے سورۃ الکھف کو پڑھا، اس کے لئے اس کے مقام سے لے کر مکہ تک نور ہو جائے گا، اور جس شخص نے سورۃ الکھف کی آخری دس آیتیں پڑھیں اس شخص کو خروج دجال سے ضرر نہیں ہو گا۔[115]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے سورۃ الکھف کو اس طرح پڑھا جس طرح وہ نازل ہوئی ہے، وہ اس کے لئے قیامت کے دن نور ہو جائے گی۔[116]

---

112 (صحیح البخاری رقم الحدیث ۴۸۳۹، ۳۶۱۴، صحیح مسلم رقم الحدیث ۷۹۵، سنن الترمذی ۲۸۸۵، مسند ابو یعلیٰ رقم الحدیث ۷۰۲۲، مسند احمد رقم الحدیث ۱۸۶۶۶، عالم الکتب بیروت)

113 (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۸۰۹، سنن ابو دائود رقم الحدیث ۴۳۲۳، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث ۹۵۱، صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۷۸۵، المستدرک رقم الحدیث ۳۴۴۳)

114 (المستدرک رقم الحدیث: ۳۴۴۴)

115 (المعجم الاوسط رقم الحدیث ۴۷۸، اس حدیث کے راوی صحیح ہیں، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۳۹)

116 (المستدرک ج ۱ ص ۵۱۱، کنز العمال رقم الحدیث ۲۶۱۰، الدرر المنثور، ج ۵ ص ۳۵۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سورۃ الکھف مکمل نازل ہوئی، اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تھے۔[117]

سورۃ النور

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سورۃ بقرہ، سورۃ النساء، سورۃ المائدہ، سورۃ الحج اور سورۃ النور کا علم حاصل کرو کیونکہ ان میں فرائض ہیں۔ یہ حدیث امام بخارے اور امام مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور انہوں نے اس کو روایت نہیں کیا ہے۔[118]

مجاہد بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اپنے مردوں کو سورۃ المائدہ کی تعلیم دو اور اپنی عورتوں کو سورۃ النور کی تعلیم دو۔[119]

سورۃ العنکبوت

امام ابو اسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی النیشاپوری اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے سورۃ العنکبوت کو پڑھا اس کو ہر مؤمن اور منافق کے عدد کے برابر دس نیکیاں ملیں گی۔[120]

---

117 (الفردوس بماثور الخطاب رقم الحدیث:٦٨١٢)

118 (المستدرک ج۲ ص۳۹۵، طبع قدیم، المستدرک طبع جدید رقم الحدیث ۳۵۴۵)

119 (شعب الایمان رقم الحدیث ۲۴۵۴، جمع الجوامع، رقم الحدیث ۱۴۱۸۲، اللئالی المصنوعۃ ج ۲ ص ۱۴۲، کنزل عمال رقم الحدیث ۴۴۹۴۹، فوائد رقم الحدیث ۱۲۷)

120 (الکشف والبیان ج۷ ص۲۶۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۲۲ھ)

خالد بن معدن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ المنجیہ (نجاد دینے والے) کی تلاوت کیا کرو، اور وہ الم تنزیل ہے، کیونکہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ ایک شخص اس سورت کی تلاوت کرتا تھا اور اس کے علاوہ اور کسی سورت کی تلاوت نہیں کرتا تھا اور وہ گناہ بہت کرتا تھا، اس سورت نے اس شخص کے اوپر اپنے پر پھیلا دیئے اور کہا اے میرے رب! اس کی مغفرت فرمادے، یہ میری قرأت بہت کرتا تھا، تو رب نے اس کی شفاعت اس شخص کے متعلق قبول کرلی اور فرمایا اس کے ہر گناہ کے بدلہ میں ایک نیکی لکھ دو اور اس کا ایک درجہ بلند کردو۔[121]

خالد بن معدان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ الم تنزیل اپنے پڑھنے والے کی قبر میں وکالت کرے گی اور کہے گی اے اللہ اگر میں تیری کتاب سے ہوں تو اس شخص کے متعلق میری شفاعت قبول فرما اور اگر میں تیری کتاب سے نہیں ہوں تو مجھے اپنی کتاب سے مٹادے اور یہ سورت ایک پرندہ کی مانند ہوگی اور اپنے پر اس شخص پر پھیلا دے گی، اس کی شفاعت قبول کرلی جائے گی اور اس کو عذاب قبر سے محفوظ کردیا جائے گا اور تبارک الذی کے متعلق بھی ایسی ہی روایت ہے، اور خالد بن معدان رضی اللہ عنہ ان دونوں سورتوں کو پڑھے بغیر نہیں سوتے تھے۔[122]

سورۃ الشعراء

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے تورات کے بدلہ میں السبع الطّوال (شروع کی سات لمبی سورتیں) عطا فرمائیں، اور انجیل کی جگہ مئین (جن سورتوں میں سو یا اس سے زیادہ آیتیں ہوں) عطا فرمائیں اور الزبور کی جگہ الطّواسین (وہ

---

121 (سنن الدارمی رقم الحدیث ۳۴۰۹، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۴۲۱ھ)

122 (سنن الدارمی رقم الحدیث ۳۴۰۹، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۴۲۱ھ)

سورتیں جن کے شروع میں طٰسٓمٓ ہے) عطا فرمائیں، اور الحوامیم (وہ سورتیں جن کے شروع میں حٰمٓ ہے) اور الطواسیم کی وجہ سے مجھے فضیلت دی مجھ سے پہلے ان کو کسی نبی نے نہیں پڑھا۔[123]

سورۃ السجدہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ الم تنزیل السجدۃ اور تبارک الذی بیدہ الملک پڑھنے سے پہلے نہیں سوتے تھے۔[124]

سورۃ یٰسٓ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ہر چیز کا ایک قلب ہوتا ہے اور قرآن کا قلب یٰسٓ ہے۔ اور جس نے یٰسٓ کو پڑھا اللہ تعالی اس کا یٰسٓ کے پڑھنے کی وجہ سے دس بار قرآن پڑھنے کا اجر عطا فرمائے گا۔[125]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے کسی رات میں یٰسٓ کو اللہ عزو جل کی رضا کے لئے پڑھا، اکی اس رات میں مغفرت کر دی جائے گی۔[126]

عطاء بن ابی رباح بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دن کے ابتدائی حصہ میں یٰسٓ کو پڑھا اس کی حاجات پوری کر دی جائیں گی۔[127]

---

123 (جمع الجوامع رقم الحدیث ۵۲۶۴، کنز العمال رقم الحدیث ۲۵۸۱)

124 (سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۲۸۹۲، سنن الدارمی رقم الحدیث ۳۴۱۱، السنن الکبریٰ رقم الحدیث ۱۰۵۴۲)

125 (سنن الترمذی رقم الحدیث ۲۸۸۷، سنن الدارمی رقم الحدیث: ۳۴۱۷)

126 (سنن الدارمی رقم الحدیث: ۳۴۱۸)

127 (سنن الدارمی رقم الحدیث: ۳۴۱۹)

شہر بن حوشب بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہمانے فرمایا جس نے صبح کے وقت یٰسٓ کو پڑھا اس کے لئے شام تک آسانی کر دی جائے گی اور جس نے رات کی ابتداء میں یٰسٓ کو پڑھا اس کے لئے ارات میں صبح تک آسانی کر دی جائے گی۔[128]

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا یٰسٓ قرآن کا قلب ہے، جو شخص بھی اللہ کی رضا اور آخرت کے لئے اس کو پڑھے گا اللہ اس کے پچھلے گناہوں کی مغفرت فرمادے گا، تم یٰسٓ کو اپنے مردوں پر پڑھا کرو۔[129]

امام طبرانیؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جو شخص ہر رات یٰسٓ پڑھنے پر دوام کرے وہ مر جائے گا تو شہادت کی موت مرے گا۔

امام بزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا مجھے یہ پسند ہے کہ میری امت میں سے ہر شخص کے دل میں یٰسٓ ہو۔

امام ابن مردویہ اور امام دیلمی نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جس میت کے پاس بھی یٰسٓ کو پڑھا جائے گا اللہ اس پر آسانی فرمادے گا۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں ابو قلابہ سے روایت کیا ہے کہ جس شخص نے یٰسٓ کو پڑھا اس کو بخش دیا جائے گا اور جس شخص کو کھانے کی کمی کا خوف ہو وہ سورۃ یٰسٓ پڑھے تو وہ کھانا اسے کافی ہو جائے گا، اور جس نے میت کے پاس یٰسٓ کو پڑھا اس پر آسانی ہو جائے گی اور جس عورت کے ہاں مشکل سے ولادت ہو رہی ہو اس کے پاس یٰسٓ کو پڑھا جائے تو اس کے ہاں ولادت آسانی سے ہو جائے گی،

---

128 (سنن الدارمی رقم الحدیث:۳۴۲۰)

129 (السنن الکبریٰ رقم الحدیث؛ ۱۰۹۱۴، سنن ابوائود رقم الحدیث: ۳۱۲۱، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث :۱۴۴۸، مسند احمد ج۵، ص۲۶ تا ۲۷، مصنف ابن ابی شیبہ ج۳، ص۲۳۷، المستدرک ج۱ ص۵۶۵، السنن الکبریٰ للبیہقی ج۳ص ۲۸۳)

اور جس نے یٰسٓ کو پڑھا تو گویا اس نے گیارہ مرتبہ قرآن پڑھا اور ہر چیز کا قلب ہوتا ہے اور قرآن کا قلب یٰسٓ ہے۔

امام حاکم اور بیہقی نے ابو جعفر محمد بن علی سے روایت کیا ہے کہ جس شخص کے دل میں سختی ہو وہ ایک پیالہ میں زعفران سے یٰسٓ والقرآن الحکیم لکھ کر اس کو پی لے۔

امام ابن النجار نے اپنی تاریخ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اپنے والدین کی یا ان میں سے کسی ایک کی ہر جمعہ زیارت کی اور ان کی قبر کے پاس یٰسٓ پڑھی تو اللہ اس کے ہر حرف کے بدلہ میں ان کی مغفرت فرمادے گا۔[130]

سورۃ یٰسٓ کے نام

(۱) قلب القرآن (۲) عظیمہ (۳) المعمہ

(۴) المدافعہ (۵) القاضیہ

فوائد تلاوت سورۃ یٰسٓ

تفسیر روح المعانی پ ۲۳، ص ۲۰۸ سے حسب ذیل فوائد درج کئے جا رہے ہیں:

(۱) إن لكل شيء قلباً، وقلب القرآن یٰسٓ۔[131]

اور یٰسین قلب القرآن، بحوالہ ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ اور مسند امام احمد و طبرانی میں حضرت معقل بن یسار کی روایت سے حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہر شے کا دل ہوتا ہے اور سورۃ یٰسین قرآن پاک کا دل ہے۔[132]

---

130 (الدر المنثور ملتقطاً ج ۷ ص ۳۵ تا ۳۷، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۲۱ھ)

131 (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۸۷)

132 (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۸۷)

(٢) عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلم إن في القرآن لسورة تدعى العظيمة عند الله تعالى ويدعى صاحبها الشريف عند الله تعالى يشفع صاحبها يوم القيامة في أكثر من ربيعة ومضر وهي سورة يس وذكر أنها تسمى أيضا المعمة والمدافعة القاضية۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ سورۃ یٰسین کا نام عالم غیب میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظیمہ ہے، اور اس کی تلاوت کرنے والوں کا نام وہاں شریف ہے، اور شفاعت کرے گا اس کی تلاوت کرنے والا قیامت کے دن قبیلہ ربیعہ اور مضر سے زیادہ۔ اور اس سورۃ کا نام المعمہ اور المدافعہ اور القاضیہ بھی ہے۔[133]

(٣) المعمه:

أن رسول الله صلّى الله عليه وسلم قال: «سورة يس تدعى في التوراة المعمة تعم صاحبها بخير الدنيا والآخرة وتكابد عنه بلوى الدنيا والآخرة وتدفع عنه أهاويل الدنيا والآخرة۔

حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ سورۃ یٰسین کا نام توراۃ میں المعمہ ہے۔ کیونکہ یہ سورۃ تُعِمُّ صاحبها خير الدنيا والآخرة۔ یہ سورۃ اپنے تلاوت کرنے والوں پر دنیا اور آخرت کی بھلائیاں عام کر دیتی ہے وتكابد عنه بلوى الدنيا والأخرة اور یہ سورۃ اپنے تلاوت کرنے والے کی طرف سے تمام بلائیں دنیا و آخرت کی اپنے اوپر اٹھا لیتی ہے۔ و تدفع عنه اهاويل الدنيا والآخرة اور دنیا اور آخرت کی ہولناکیوں کو دفع کرتی ہے۔[134]

(٤) المدافعه: اس سورۃ کا نام مدافعہ بھی ہے یعنی تدفع عن صاحبها كل سوء۔ ہر برائی اپنے تلاوت کرنے والے سے دفع کرتی ہے۔

---

[133] (روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني، ج ١١، ص ٣٨١)

[134] (روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني، ج ١١، ص ٣٨٢)

(۵) القاضیه:ای تقضی لهٗ کل حاجۃاس سورۃ کی برکت سے حق تعالیٰ شانہ حاجتیں بھی پوری فرمادیتے ہیں۔

(۶) وصح من حدیث معقل بن یسار لا یقرأها عبد یرید اللہ تعالیٰ و الدار الاٰخرۃ الا غفر لهٗ ماتقدم من ذنبہٖ۔

اور روایت میں ہے کہ جو بندہ رضائے حق اور آخرت کے لئے اس کی تلاوت کرتا ہے اس کے تمام ماتقدم (اگلے) گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

(۷) بروایت ترمذی و دارمی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

من قرأ یس کتب اللہ تعالی له بقراءتها قراءة القرآن عشر مرات و لا یلزم من هذا تفضیل الشيء علی نفسه إذ المراد بقراءة القرآن قراءته دون یس۔

جو شخص ایک بار سورۃ یٰسین کی تلاوت کرے گا اس کو دس قرآن شریف کا ثواب ملے گا۔[135]

طریقۂ دعا بعد تلاوت سورۃ یٰسین

جب تلاوت کرلے تو درود شریف پڑھ کر اس کا ثواب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی روح مبارک کو ایصال کردے، پھر یوں دعا کرے کہ اے اللہ تعالیٰ! ہم نے آپ کے قرآن پاک کے قلب کی تلاوت کی ہے اس کی برکت سے ہمارے دل کو اللہ والا بنادیجئے۔ اور ہمارا نام عالم غیب میں شریفوں کے ساتھ درج فرمادیجئے۔ اور ہمارا نام عالم غیب میں شریفوں کے ساتھ درج فرمادیجئے۔ اور دنیا و آخرت کی بھلائیاں ہم پر عام فرمادیجئے کہ اس سورۃ کا نام معمہ ہے، اور ہماری تمام بلائیں اور پریشانیاں دور فرما دیجئے کہ اس کا نام مدافعہ ہے اور اس کی برکت سے ہماری تمام حاجتیں پوری فرمادیجئے کہ اس کا نام حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے قاضیہ بھی فرمایا ہے۔

[135] (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۸۷، بحوالہ روح المعانی)

عن عطاء بن أبي رباح قال بلغني ان رسول الله صلى الله عليه و سلم قال : من قرأ يس في صدر النهار قضيت حوائجه۔

عطاء بن ابی رباح بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دن کے ابتدائی حصہ میں یٰسٓ کو پڑھا اس کی حاجات پوری کر دی جائیں گی۔[136]

عن شهر بن حوشب قال قال بن عباس : من قرأ يس حين يصبح أعطي يسر يومه حتى يمسي ومن قرأها في صدر ليلة أعطي يسر ليلته حتى يصبح۔

شہر بن حوشب بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جس نے صبح کے وقت یٰسٓ کو پڑھا اس کے لئے شام تک آسانی کر دی جائے گی اور جس نے رات کی ابتداء میں یٰسٓ کو پڑھا اس کے لئے رات میں صبح تک آسانی کر دی جائے گی۔[137]

عن معقل بن يسار أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ويس قلب القرآن لا يقرؤها رجل يريد الله والدار الآخرة إلا غفر له اقرؤوها على موتاكم۔

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یٰسٓ قرآن کا قلب ہے، جو شخص بھی اللہ کی رضا اور آخرت کے لئے اس کو پڑھے گا اللہ اس کے پچھلے گناہوں کی مغفرت فرمادے گا، تم یٰسٓ کو اپنے مردوں پر پڑھا کرو۔[138]

وأخرج الطبراني، وَابن مردويه عن أنس قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من داوم على قراءة (يس) كل ليلة ثم مات مات شهيدا.

---

[136] (سنن الدارمی رقم الحدیث:۳۴۱۸:الناشر: دار الكتاب العربي - بيروت)

[137] (سنن الدارمی رقم الحدیث:۳۴۱۹:الناشر: دار الكتاب العربي - بيروت)

[138] (سنن النسائي الکبری رقم الحدیث؛ ۱۰۸۴۷ ، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۳۱۲۱، سنن ابن ماجه رقم الحدیث :۱۴۴۸، مسند احمد ج۵، ص ۲۶ تا ۲۷، مصنف ابن ابی شیبه ج۳، ص ۲۳۷، المستدرک ج ۱ ص ۵۶۵، السنن الکبریٰ للبیهقی ج۳ ص ۲۸۳)

امام طبرانیؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص ہر رات یٰسٓ پڑھنے پر دوام کرے وہ مر جائے گا تو شہادت کی موت مرے گا۔[139]

وأخرج البزار عن ابن عباس قال: قال النَّبِيّ صلى الله عليه وسلم: لوددت أنها في قلب كل إنسان من أمتي يعني (يس)۔

امام بزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا مجھے یہ پسند ہے کہ میری امت میں سے ہر شخص کے دل میں یٰسٓ ہو۔[140]

وأخرج ابن مردويه والديلمي عن أبي الدرداء عن النَّبِيّ صلى الله عليه وسلم قال: ما من ميت يقرأ عنده يس إلا هون الله عليه۔

امام ابن مردویہ اور امام دیلمی نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس میت کے پاس بھی یٰسٓ کو پڑھا جائے گا اللہ اس پر آسانی فرما دے گا۔[141]

وأخرج البيهقي في شعب الإيمان عن أبي قلابة قال: من قرأ يس غفر له ومن قرأها عند طعام خاف قلته كفاه ومن قرأها عند ميت هون عليه ومن قرأها عند امرأة عسر عليها ولدها يسر عليها ومن قرأها فكأنما قرأ القرآن إحدى عشرة مرة ولكل شيء قلب وقلب القرآن يس۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں ابو قلابہ سے روایت کیا ہے کہ جس شخص نے یٰسٓ کو پڑھا اس کو بخش دیا جائے گا اور جس شخص کو کھانے کی کمی کا خوف ہو وہ سورۃ یٰسٓ پڑھے تو وہ کھانا اسے کافی ہو جائے گا، اور جس نے میت کے پاس یٰسٓ کو پڑھا اس پر آسانی ہو جائے گی اور جس عورت کے ہاں مشکل سے ولادت ہو رہی ہو اس کے پاس یٰسٓ کو پڑھا جائے تو اس کے ہاں ولادت آسانی سے ہو جائے

---

[139] (الدر المنثور في التفسير بالماثور، ج ۱۲، ص ۳۱۴: الناشر: دار هجر - مصر)
[140] (الدر المنثور في التفسير بالماثور، ج ۱۲، ص ۳۱۴: الناشر: دار هجر - مصر)
[141] (الدر المنثور في التفسير بالماثور، ج ۱۲، ص ۳۱۵: الناشر: دار هجر - مصر)

گی، اور جس نے یٰسٓ کو پڑھا تو گویا اس نے گیارہ مرتبہ قرآن پڑھا اور ہر چیز کا قلب ہوتا ہے اور قرآن کا قلب یٰسٓ ہے۔[142]

وأخرج الحاكم والبيهقي عن أبي جعفر محمد بن علي قال: من وجد في قلبه قسوة فليكتب يس والقرآن الحكيم في جام من زعفران ثم يشربه۔

امام حاکم اور بیہقی نے ابو جعفر محمد بن علی سے روایت کیا ہے کہ جس شخص کے دل میں سختی ہو وہ ایک پیالہ میں زعفران سے یٰسٓ والقرآن الحکیم لکھ کر اس کو پی لے۔[143]

وأخرج ابن النجار في تاريخه عن أبي بكر الصديق قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من زار قبر والديه أو أحدهما في كل جمعة فقرأ عندها يس غفر الله له بعدد كل حرف منها۔

امام ابن النجار نے اپنی تاریخ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اپنے والدین کی یا ان میں سے کسی ایک کی ہر جمعہ زیارت کی اور ان کی قبر کے پاس یٰسٓ پڑھی تو اللہ اس کے ہر حرف کے بدلہ میں ان کی مغفرت فرمادے گا۔[144]

سورۃ الصّٰفّٰت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے جمعہ کے دن یٰسٓ اور الصّٰفّٰت کو پڑھا، پھر اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کیا تو اللہ تعالیٰ اس کا وہ سوال پورا کردے گا۔[145]

---

142 (الدر المنثور في التفسير بالماثور، ج ۱۲، ص ۳۱۵: الناشر: دار هجر - مصر)
143 (الدر المنثور في التفسير بالماثور، ج ۱۲، ص ۳۱۶: الناشر: دار هجر - مصر)
144 (الدر المنثور ملتقطاً ج ۷ ص ۳۵ تا ۳۷، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۲۱ھ)
145 (الدر المنثور ج ۸ ص ۶۹، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۲۱ھ)

سورۃ رحمٰن

عروۃ ابن الزبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے بعد جس نے مکہ میں سب سے پہلے بہ آواز بلند قرآن مجید پڑھا، وہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں، کیونکہ ایک دن صحابہ نے کہا کہ قریش نے آج تک کسی سے بہ آواز بلند قرآن نہیں سنا، پس کون شخص ہے جو ان کو بلند آواز کے ساتھ قرآن سنائے؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں سنائوں گا۔ صحابہؓ نے کہا: ہمیں تمہارے متعلق خطرہ ہے، ہم چاہتے ہیں کہ کوئی ایسا شخص ان کو قرآن سنائے، جس کے پاس ان کے شر سے بچنے کے لئے مضبوط جتھا ہو، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نہیں مانے اور انہوں نے مقام ابراہیم کے پاس کھڑے ہو کر پڑھا: بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم: اَلرَّحۡمٰنُ (۱) عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ (رحمن ۲) پر انہوں نے آواز بلند کی۔ اس وقت قریش اپنی مجالس میں بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے کہا: ام عبد کے بیٹے! کیا پڑھ رہے ہیں؟ یہ وہی کلام پڑھ رہے ہیں جس کے متعلق (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں کہ یہ کلام ان پر نازل کیا گیا ہے، پھر انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو مارا پیٹا، حتیٰ کہ ان کا چہرہ سوج گیا۔[146]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے پاس گئے اور ان کے سامنے شروع سے آخر تک سورۃ الرحمن پڑھی، صحابہؓ خاموش رہے، آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے جنّات سے ملاقات کی، تب یہ سورت جنّات پر پڑھی تھی، انہوں نے تم سے اچھا جواب دیا تھا، جب بھی میں پڑھتا: فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (الرحمٰن ۱۳) ("پس اے جنات اور انسانوں کے گروہ! تم اپنے ربّ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلائو گے") تو وہ کہتے: "لا بشيء من نعمك ربنا

---

146 (الکشف والبیان ج۹ ص ۱۷۶، الجامع الاحکام القرآن جز ۱۷، ص ۱۳۸، المعجم الکبیر ج ۲۴ ص ۷۶ تا ۷۸، مجمع الزوائد ج ۷ ص ۱۱۳۸۶)

نکذب فلک الحمد" اے ہمارے رب! ہم تیری نعمتوں میں سے کسی چیز کو نہیں جھٹلائیں گے، پس تیرے لئے حمد ہے۔[147]

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ہر چیز کی ایک دلہن ہوتی ہے اور قرآن کی دلہن (سورۃ) رحمن ہے۔[148]

سورۃ واقعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سورۃ الواقعہ مکہ میں نازل ہوئی۔[149]

ابو فاطمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کے لئے گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ کو کس چیز سے تکلیف ہے؟ فرمایا: اپنے گناہوں سے، پوچھا: آپ کیا چاہتے ہیں؟ فرمایا: اپنے رب کی رحمت، پوچھا: ہم آپ کے لئے طبیب کو بلائیں؟ فرمایا: طبیب ہی نے مجھے بیماری میں مبتلا کیا ہے، پوچھا: میں آپ کو کچھ وظیفہ دینے کا حکم دوں؟ فرمایا: آپ اس سے پہلے مجھے منع کر چکے ہیں، اب مجھے اس کی حاجت نہیں ہے، کہا: پھر آپ کے اہل و عیال کے لئے کچھ پیش کر نے دیں، فرمایا: میں نے ان کو ایسی چیز سکھا دی ہے جب وہ اس کو پڑھ لیں گے تو پھر وہ کسی چیز کے محتاج نہیں ہوں گے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے ہر رات سورہ واقعہ پڑھی وہ کسی چیز کا محتاج نہیں ہو گا۔[150]

---

147 (سنن ترمذی رقم الحدیث:۳۲۹۱، المستدرک ج ۲ ص ۴۷۴، دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۲۳۲)

148 (شعب الایمان ج ۲ ص ۴۹۰، رقم الحدیث: ۲۴۹۴، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

149 (الدر المنثور ج ۸ ص ۵، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۱ھ)

150 (شعب الایمان ج ۲ ص ۴۹۱، رقم الحدیث: ۲۴۹۷، دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے ہر رات سورۃ واقعہ پڑھی وہ کبھی فاقے سے نہیں رہے گا۔[151]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنی عورتوں کو سورہ واقعہ سکھائو، کیونکہ یہ خوشحال کرنے والی سورت ہے۔[152]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! آپ بوڑھے ہوگئے، آپ نے فرمایا: (سورۃ) ھود، الواقعہ، المرسلات، عم یتسائلون اور اذا الشمس کوّرت نے بوڑھا کر دیا۔[153]

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے تھے جس طرح آج کل تم نمازیں پڑھتے ہو، لیکن آپ ﷺ بہت تخفیف سے نمازیں پڑھتے تھے، آپ ﷺ کی نماز اس طرح ہوتی تھی جیسے تمہاری مختصر نماز ہوتی ہے، آپ ﷺ فجر کی نماز میں سورہ الواقعہ اور اس جیسی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔[154]

---

151 (شعب الایمان، رقم الحدیث۲۴۹۸)

152 (الفردوس بماثور الخطاب رقم الحدیث۴۰۰۵، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۶ھ)

153 (سنن ترمذی رقم الحدیث۳۲۹۷)

154 (مصنف عبد الرزاق رقم الحدیث: ۲۷۲۰، صحیح ابن خزیمہ رقم الحدیث: ۵۳۱، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۱۸۱۳، المستدرک ج۱ ص۲۴۰، سنن بیہقی ج۳ص۱۱۹، مسند احمد ج۵ ص۱۰۴ قدیم، مسند احمد ج۳۴ ص۵۰۴، رقم الحدیث۲۰۹۹۵)

سورۃ الملک

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: قرآن کی ایک سورت میں تیس آیتیں ہیں، وہ جس شخص کی بھی شفاعت کریں گی اس کی مغفرت کر دی جائے گی، وہ سورت "تبارک الذی بیدہ الملک" ہے۔[155]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قرآن مجید کی ایک سورت ہے جس میں تیس آیتیں ہیں، وہ اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑا کرے گی حتیٰ کہ اس کو جنت میں داخل کر دے گی، وہ سورۃ "تبارک" ہے۔[156]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے لاعلمی میں ایک قبر پر خیمہ لگا دیا، اس میں ایک انسان سورۃ الملک پڑھ رہا تھا حتیٰ کہ اس نے اس کو ختم کر لیا، پھر وہ نبی ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ کو اس کی خبر دی، آپ ﷺ نے فرمایا یہ سورت المانعۃ اور المنجیۃ ہے، یہ عذابِ قبر سے نجات دیتی ہے۔[157]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے یہ پسند ہے کہ یہ سورت یعنی "تبارک الذی بیدہ الملک" ہر مؤمن کے دل میں ہو"۔[158]

---

155 (سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۱۴۰۰، سنن ترمذی رقم الحدیث ۲۸۹۱، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۳۷۸۶، مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۹، طبع قدیم، مسند احمد ج ۱۳ ص ۳۸۳، المستدرک ج ۱ ص ۵۶۵، مصنف عبد الرزاق رقم الحدیث ۶۰۲۵، صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۷۸۷، شعب الایمان رقم الحدیث ۲۵۰۶)

156 (المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۳۶۶۷، مکتبۃ المعارف، ریاض ۱۴۱۵ھ)

157 (سنن ترمذی رقم الحدیث، ۲۸۹۰، شعب الایمان رقم الحدیث ۲۵۱۰)

158 (المستدرک ج ۱، ص ۵۶۵ طبع قدیم، المستدرک رقم الحدیث: ۲۰۷۶ طبع جدید، شعب الایمان رقم الحدیث ۲۵۰۷)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سورۃ تبارک اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑا کرے گی حتیٰ کہ اس کو جنت میں داخل کر دے گی۔[159]

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سورۃ تبارک پڑھنے والے کی قبر میں ایک شخص داخل ہو گا اور اس کے پیروں کی جانب سے آئے گا تو اس کے پیر کہیں گے تمہیں میری طرف سے آنے کا کوئی حق نہیں ہے، یہ شخص میرے پاس سورۃ تبارک الذی پڑھا کرتا تھا، پھر وہ شخص اس کے سینہ یا پیٹ کی جانب سے آئے گا تو اس کا سینہ یا پیٹ کہے گا: تمہیں میری طرف سے آنے کا کوئی حق نہیں ہے، یہ شخص میرے پاس سورۃ تبارک الذی پڑھا کرتا تھا، پھر وہ شخص اس کے سر کی طرف سے آئے گا تو اس کا سر کہے گا: تمہیں میری طرف سے آنے کا کوئی حق نہیں ہے، یہ شخص میرے پاس سورۃ الملک پڑھا کرتا تھا، پس یہ سورت عذابِ قبر سے منع کرنے والی ہے۔[160]

حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ المنجیۃ کی تلاوت کیا کرو، تبارک الذی ہے کیونکہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک شخص اس سورت کی تلاوت کرتا تھا اور اس کے علاوہ اور کسی سورۃ کی تلاوت نہیں کرتا تھا، اور وہ بہت گناہ کرتا تھا، پس اس سورت نے اپنے پر اس کے اوپر پھیلا دیئے اور کہا: اے میرے رب! اس کو معاف کر دے، کیونکہ یہ شخص میری بہت تلاوت کرتا تھا، سو ربّ نے اس کی شفاعت کو قبول فرمالیا، اور فرمایا: اس کے ہر گناہ کے بدلہ میں ایک نیکی لکھ دو اور اس کا ایک درجہ بلند کر دو۔[161]

---

159 (شعب الایمان، رقم الحدیث ۲۵۰۸)

160 (شعب الایمان، رقم الحدیث ۲۵۰۹)

161 (سنن دارمی رقم الحدیث ۳۴۰۹، دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۱ھ)

کعب بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے تنزیل السجدۃ اور تبارک الذی بیدہ الملک کی تلاوت کی، اس کی ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کے ستر گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔[162]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے ایک تعجب خیز چیز دیکھی، میں نے دیکھا کہ ایک شخص بہت گناہ کرتا تھا وہ فوت ہو گیا، جب قبر میں عذاب اس کے پیروں کی طرف سے آتا یا اس کے سر کی طرف سے آتا تو پرندوں کی ایک قطار کی شکل میں ایک سورت اس کے عذاب کو دور کرنے کے لئے جھگڑا کرتی اور کہتی: یہ شخص میری تلاوت کیا کرتا تھا اور مجھ سے میرے ربّ نے وعدہ کیا کہ جو شخص دائماً میری تلاوت کرے گا میں اس کو عذاب نہیں دوں گا، پس اس شخص سے عذاب دور ہو گیا اور مہاجرین اور انصار اس سورت کو سیکھتے تھے اور کہتے تھے: وہ شخص نقصان زدہ ہے جس نے اس سورت کو نہیں سیکھا، وہ سورت الملک ہے۔[163]

سورۃ الملک کے نام

۱۔المانعہ ۲۔المنجیہ ۳۔المجادلہ

۴۔الواقیہ ۵۔المناعہ

فضائل سورۃ الملک

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عہد نبوت ﷺ میں اس سورۃ کو ہم مانعہ کہا کرتے تھے۔ ترمذی شریف کی روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک قبر پر نادانستہ طور پر مکان بنا لیا گیا تھا کہ ایک دن قبر سے سورۃ ملک کی آواز آئی

162 (سنن دارمی رقم الحدیث:۳۴۱۲)

163 (الدالمنثور ج۸ ص۲۱۸، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۱ھ)

اور پوری سورۃ کی تلاوت صاحب قبر سے سن گئی۔ جب حضور ﷺ کو خبر دی گئی تو یہ ارشاد فرمایا کہ یہ سورۃ مانعہ اور یہ سورۃ منجیہ ہے، جو اس کی تلاوت کرتا ہے اس کو عذاب قبر سے نجات دلاتی ہے۔

طبرانی اور حاکم سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص سے فرمایا کہ کیا ہم تجھ کو ایک تحفہ کی بشارت نہ دیں کہ تو اس سے خوش ہو جائے؟ پھر فرمایا کہ سورۃ الملک کی تلاوت کیا کر۔

وعلمها اهلک وجميع ولدک وصبيان بيتک وجيرانک۔

اور تو اپنے اہل اور جمیع اولاد اور گھر کے بچوں کو اور پڑوسیوں کو بھی سکھادے۔

فنها المنجية والمجادة يوم القيامة عند ربها لقارئها وتطلب له ان تنجيه من عذاب النار وينجوا بها صاحبها من عذاب القبر۔ (الخبر)

پس تحقیق یہ سورۃ اپنے قاری کے لئے نجات دلانے والی ہے اور قیامت کے دن حق تعالیٰ سے جھگڑا کر کے بخشوانے والی ہے اور جہنم سے نجات کا اس کے لئے مطالبہ کرنے والی ہے اور اس کی تلاوت کی برکت سے تلاوت کرنے والا عذاب قبر سے نجات پائے گا۔

اور اس سورۃ کا نام واقیہ اور مناعہ ہے۔[164]

بحوالہ ترمذی، امام احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ اور نسائی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کتاب اللہ میں ایک سورۃ ہے جس میں تیس آیات ہیں، اور وہ تَبَارَکَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْکُ (الملک) ہے۔ اپنے پڑھنے والے کے لئے شفاعت کرے گی یہاں تک کہ وہ بخش دیا جائے۔

---

[164] (كذافي الروح)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ ہمیشہ ہر رات میں سورۃ السجدۃ اور تَبَارَکَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ (الملک) تلاوت فرمایا کرتے تھے۔اور کبھی نہیں چھوڑتے تھے،اس کی تلاوت نہ سفر میں نہ وطن میں،اور اسی سبب سے کہا گیا ہے کہ ان دونوں سورتوں کی تلاوت مستحب ہے۔

معمول حضرت علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا معمول بھی ہے کہ یہ سورتیں پڑھا کرتا ہوں۔

والحمد لله الذي وفقني لقراءتها كذلك منذ بلغت سن التمييز إلى اليوم وأسأل الله تعالى التوفيق لما بعد والقبول۔[165]

قال آلوسی ورأيت في بعض شروح البخاري ندب قراءتها عند رؤية الهلال رجاء الحفظ من المكاره في ذلك الشهر ببركة آيها الثلاثين۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے بعض شروح بخاری میں دیکھا ہے کہ اگر اس سورۃ تبارک کو کوئی چاند دیکھتے وقت پڑھ لے تو پورے مہینے کی تمام بلاؤں سے محفوظ رہے گا۔[166]

عن أبي هريرة: عن النبي صلى الله عليه وسلم قال إن سورة من القرآن ثلاثون آية شفعت لرجل حتى غفر له وهي سورة تبارك الذي بيده الملك۔

---

[165] (روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني، ج۱۵، ص۳)

[166] (روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني، ج۱۵، ص۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: قرآن کی ایک سورت میں تیس آیتیں ہیں، وہ جس شخص کی بھی شفاعت کریں گی اس کی مغفرت کر دی جائے گی، وہ سورت "تبارک الذی بیدہ الملک" ہے۔[167]

عن أنس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم سورة من القرآن ما هي إلا ثلاثون آية خاصمت عن صاحبها حتى ادخلته الجنة وهي سورة تبارك۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قرآن مجید کی ایک سورت ہے جس میں تیس آیتیں ہیں، وہ اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑا کرے گی حتیٰ کہ اس کو جنت میں داخل کر دے گی، وہ سورۃ "تبارک" ہے۔[168]

عن ابن عباس قال: ضرب بعض أصحاب النبي صلى الله عليه و سلم خباءه على قبر وهو لا يحسب أنه قبر فإذا فيه إنسان يقرأ سورة تبارك الذي بيده الملك حتى ختمها فأتى النبي صلى الله عليه و سلم فقال يا رسول الله إني ضربت خبائي على قبر و أنا لا أحسب أنه قبر فإذا فيه إنسان يقرأ سورة تبارك الملك حتى ختمها فقال رسول الله صلى الله عليه و سلم هي المانعة هي المنجية تنجيه من عذاب القبر۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے لاعلمی میں ایک قبر پر خیمہ لگا دیا، اس میں ایک انسان سورۃ الملک پڑھ رہا تھا حتیٰ کہ اس نے اس کو ختم کر لیا، پھر وہ نبی ﷺ

---

167 (سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۱۴۰۰، سنن ترمذی رقم الحدیث ۲۸۹۱، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۳۷۸۶، مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۹، طبع قدیم، مسند احمد ج ۱۳ ص ۳۸۳، المستدرک ج ۱ ص ۵۶۵، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث ۶۰۲۵، صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۷۸۷، شعب الایمان رقم الحدیث ۲۵۰۶)

168 (المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۳۶۵۴، مکتبۃ المعارف، ریاض ۱۴۱۵ھ)

کے پاس گیا اور آپ ﷺ کو اس کی خبر دی، آپ ﷺ نے فرمایا یہ سورت المانعة اور المنجية ہے، یہ عذابِ قبر سے نجات دیتی ہے۔ [169]

عن بن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وددت أنها في قلب كل مؤمن يعني تبارک الذي بيده الملک۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے یہ پسند ہے کہ یہ سورت یعنی "تبارک الذی بیده الملک" ہر مؤمن کے دل میں ہو"۔ [170]

عن عبد الله: أنه قال في سورة تبارک جادلت عن صاحبها حتى أدخلته الجنة۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سورۃ تبارک اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑا کرے گی حتیٰ کہ اس کو جنت میں داخل کر دے گی۔ [171]

عن ابن مسعود قال: يؤتى الرجل في قبره فيؤتى رجلاه فتقول رجلاه ليس لكم علي ما قبلي سبيل أنه كان يقرأ بي سورة الملک ثم يؤتى من قبل صدره أو قال بطنه فتقول ليس لكم علي ما قبلي سبيل إنه كان يقرأ بي سورة الملک ثم يؤتى رأسه فيقول ليس لكم علي ما قبلي سبيل أنه كان يقرأ بي سورة الملک قال: فهي المانعة تمنع من عذاب القبر و هي في التوراة سورة الملک من قرأها في ليله فقد أكثر و أطنب رواه شعبة عن عاصم و قال في البطن: أنه قد دعى في سورة الملک و قال في الرجلين أنه كان يقوم بي سورة الملک فتمنعه بإذن الله تعالى من عذاب القبر۔

---

169 (سنن ترمذی رقم الحدیث، ۲۸۹۰، شعب الایمان رقم الحدیث ۲۵۱۰)

170 (المستدرک ج ۱، ص ۵۶۵ طبع قدیم، المستدرک رقم الحدیث: ۲۰۷۶ طبع جدید، شعب الایمان رقم الحدیث ۲۵۰۷)

171 (شعب الایمان، رقم الحدیث ۲۵۰۸)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سورۃ تبارک پڑھنے والے کی قبر میں ایک شخص داخل ہو گا اور اس کے پیروں کی جانب سے آئے گا تو اس کے پیر کہیں گے تمہیں میری طرف سے آنے کا کوئی حق نہیں ہے، یہ شخص میرے پاس سورۃ تبارک الذی پڑھا کرتا تھا، پھر وہ شخص اس کے سینہ یا پیٹ کی جانب سے آئے گا تو اس کا سینہ یا پیٹ کہے گا: تمہیں میری طرف سے آنے کا کوئی حق نہیں ہے، یہ شخص میرے پاس سورۃ تبارک الذی پڑھا کرتا تھا، پھر وہ شخص اس کے سر کی طرف سے آئے گا تو اس کا سر کہے گا: تمہیں میری طرف سے آنے کا کوئی حق نہیں ہے، یہ شخص میرے پاس سورۃ الملک پڑھا کرتا تھا، پس یہ سورت عذابِ قبر سے منع کرنے والی ہے۔[172]

عن خالد بن معدان قال: اقرؤوا المنجية وهي ألم تنزيل فإنه بلغني ان رجلا كان يقرؤها ما يقرأ شيئا غيرها و كان كثير الخطايا فنشرت جناحها عليه و قالت رب اغفر له فإنه كان يكثر قراءتي فشفعها الرب فيه و قال اكتبوا له بكل خطيئة حسنة و ارفعوا له درجة۔

حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ المنجیۃ کی تلاوت کیا کرو، تبارک الذی ہے کیونکہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک شخص اس سورت کی تلاوت کرتا تھا اور اس کے علاوہ اور کسی سورۃ کی تلاوت نہیں کرتا تھا، اور وہ بہت گناہ کرتا تھا، پس اس سورت نے اپنے پر اس کے اوپر پھیلا دیئے اور کہا: اے میرے رب! اس کو معاف کر دے، کیونکہ یہ شخص میری بہت تلاوت کرتا تھا، سو ربّ نے اس کی شفاعت کو قبول فرمالیا، اور فرمایا: اس کے ہر گناہ کے بدلہ میں ایک نیکی لکھ دو اور اس کا ایک درجہ بلند کر دو۔[173]

عن كعب قال : من قرأ تنزيل السجدة وتبارك الذي بيده الملك كتب له سبعون حسنة و حط عنه بها سبعون سيئة و رفع له بها سبعون درجة۔

---

[172] (شعب الایمان، رقم الحدیث ۲۵۰۹)

[173] (سنن دارمی رقم الحدیث ۳۴۰۹، دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۱ھ)

کعب بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے تنزیل السجدۃ اور تبارک الذی بیدہ الملک کی تلاوت کی، اس کی ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کے ستر گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔[174]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے ایک تعجب خیز چیز دیکھی، میں نے دیکھا کہ ایک شخص بہت گناہ کرتا تھا وہ فوت ہو گیا، جب قبر میں عذاب اس کے پیروں کی طرف سے آتا یا اس کے سر کی طرف سے آتا تو پرندوں کی ایک قطار کی شکل میں ایک سورت اس کے عذاب کو دور کرنے کے لئے جھگڑا کرتی اور کہتی: یہ شخص میری تلاوت کیا کرتا تھا اور مجھ سے میرے ربّ نے وعدہ کیا کہ جو شخص دائماً میری تلاوت کرے گا میں اس کو عذاب نہیں دوں گا، پس اس شخص سے عذاب دور ہو گیا اور مہاجرین اور انصار اس سورت کو سیکھتے تھے اور کہتے تھے: وہ شخص نقصان زدہ ہے جس نے اس سورت کو نہیں سیکھا، وہ سورت الملک ہے۔[175]

سورۃ المدّثر

یحییٰ بن ابی کثیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے سوال کیا کہ سب سے پہلے قرآن مجید کی کون سی سورت نازل ہوئی؟ انہوں نے کہا: "یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ" سب سے پہلے نازل ہوئی ہے، میں نے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ" (العلق ۱) سب سے پہلے نازل ہوئی ہے، ابو سلمہ نے کہا: میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے اس کے متعلق سوال کیا تھا، اور جس طرح تم نے مجھ سے کہا ہے، میں نے بھی ان سے اسی طرح کہا تھا تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تم کو وہ حدیث نہ سنائوں جو رسول اللہ ﷺ نے ہم کو سنائی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: میں حراء میں بیٹھا ہوا تھا، جب میں نے اپنی نشست مکمل کر لی تو میں پہاڑ سے نیچے

---

174 (سنن دارمی رقم الحدیث: ۳۴۱۲)

175 (الدر المنثور ج۸ ص ۲۱۸، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۱ھ)

اترا، مجھے ندا کی گئی، میں نے اپنی دائیں جانب دیکھا تو مجھے کچھ نظر نہیں آیا، پھر میں نے اپنی بائیں جانب دیکھا تو مجھے کچھ نظر نہیں آیا، پھر میں نے اپنے آگے دیکھا تو مجھے کچھ دکھائی نہیں دیا، پھر میں نے اپنے پیچھے دیکھا تو مجھے کچھ دکھائی نہیں دیا، پھر میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو میں نے کوئی چیز دیکھی، پھر میں خدیجہ کے پاس آیا اور میں نے کہا: مجھ پر کپڑا لپیٹو، اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالو، پھر گھر والوں نے مجھ پر چادر لپیٹ دی اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالا، اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں: يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ (١) قُمْ فَأَنْذِرْ (٢) وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ (المدثر ٣) اے چادر لپیٹنے والے! اٹھیے پس لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیے۔ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے۔[176]

حافظ امام ابن حجر لکھتے ہیں:

ابو سلمہ نے حضرت جابر سے جو روایت کی ہے، اس میں اوّلیت سے مراد اوّلیت مخصوصہ ہے یعنی پہلی وحی نازل ہونے کے بعد جب وحی کا آنا رک گیا تھا، اس کے بعد جو سب سے پہلی وحی نازل ہوئی، وہ يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ (المدثر ١) تھی، یا اس سے مراد وہ پہلی وحی تھی جس میں آپ کو کھڑے ہونے اور اللہ کے عذاب سے ڈرانے کا حکم دیا گیا تھا، اور حضرت جابر کی اس حدیث میں اوّلیت سے مراد اوّلیت مطلقہ نہیں ہے۔

سورة المرسلات

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے ان سے سنا: وہ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا پڑھ رہے تھے، وہ کہنے لگیں: اے میرے بیٹے! اللہ کی قسم! تمہارے

---

176 (صحیح البخاری، رقم الحدیث ۴۹۲۲، صحیح مسلم رقم الحدیث ١٦١، سنن ترمذی رقم الحدیث ۳۳۲۵، السنن الکبریٰ رقم الحدیث: ١١٦٣١)

اس سورت کی تلاوت کرنے نے مجھے یاد دلایا کہ یہ وہ آخری سورت ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مغرب کی نماز میں تلاوت فرماتے تھے۔

سورۃ الزلزال

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! مجھے قرآن پڑھائیے، آپ ﷺ نے فرمایا: "ذوات الراء" (مثلاً "الر") سے تین سورتیں پڑھو، اس شخص نے کہا: میری عمر زیادہ ہوگئی، میرا دل سخت ہوگیا اور میری زبان موٹی ہوگئی، آپ ﷺ نے فرمایا: پھر "ذوات حٰم" سے تین سورتیں پڑھو، اس نے پھر پہلی بات دہرائی، آپ ﷺ نے فرمایا: "مسبحات" (جن کے شروع میں "سبح" یا "یسبح" ہے) میں سے تین سورتیں پڑھو، اس نے پھر پہلی بات دہرائی، اور کہا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی سورتِ جامعہ پڑھائیے، تب آپ ﷺ نے اس کو إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا پڑھائی، حتیٰ کہ اس کو پڑھا کر فارغ ہوگئے، اس شخص نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں اس پر کوئی زیادتی نہیں کروں گا، تب آپ ﷺ نے فرمایا: یہ شخص کامیاب ہوگیا، یہ شخص کامیاب ہوگیا۔[177]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا پڑھی، وہ نصف قرآن کے برابر ہے اور جس نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ پڑھی، وہ تہائی قرآن کے برابر ہے، اور جس نے قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ پڑھی، وہ ربع قرآن کے برابر ہے۔[178]

---

177 (سنن ابوداؤد رقم الحدیث:۱۳۹۹، سنن کبریٰ للنسائی رقم الحدیث ۸۰۲۷، مسند احمد ج ۲ ص ۱۶۹)

178 (سنن ترمذی رقم الحدیث ۲۸۹۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا نصف قرآن کے برابر ہے اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ تہائی قرآن کے برابر ہے اور قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ربع قرآن کے برابر ہے۔[179]

سورۃ العٰدیٰت

امام ابو عبید نے حسن بصری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا نصف قرآن کے برابر ہے اور وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا نصف قرآن کے برابر ہے۔[180]

سورۃ التکاثر

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص اس کی طاقت نہیں رکھتا کہ ہر روز ایک ہزار آیات کی تلاوت کرے؟ صحابہ نے کہا: ہر روز ایک ہزار آیات کون پڑھ سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص (ہر روز) أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا؟[181]

حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے سامنے سورۃ أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھ رہا ہوں، جو اس کو سن کر رو دیا، اس کے لئے جنت ہے، آپ ﷺ نے وہ سورت پڑھی، اس کو سن کر بعض لوگ روپڑے اور بعض نہیں روئے، جو لوگ نہیں رو رہے تھے، انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے بہت کوشش کی لیکن ہم رونے پر قادر نہ ہو

---

179 (سنن ترمذی رقم الحدیث ۲۸۹۴)

180 (الدرر المنثور ج ص ۷ ۵۴۷)

181 (المستدرک ج ا ص ۵۶۶-۷، الجامع لشعب الایمان رقم الحدیث: ۲۲۸۷، حاکم نے کہا اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے)

سکے، آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہارے دوبارہ پڑھتا ہوں، پس جو رویا اس کے لئے جنت ہے، جو رونے پر قادر نہ ہو اوہ کوشش کرکے روئے۔[182]

سورۃ الکافرون

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔[183]

حضرت فروہ بن نوفل الشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے عرض کیا: مجھے کچھ وصیت کیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم سوتے وقت "قل یا ایھا الکافرون" پڑھا کرو، کیونکہ یہ سورت شرک سے بری کرتی ہے۔[184]

سورۃ اخلاص

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ابن آدم نے میری تکذیب کی اور اس کے لئے یہ جائز نہ تھا اور اس نے مجھے گالی دی اور اس کے لئے یہ جائز نہ تھا، ابن آدم کی تکذیب یہ ہے کہ اس نے کہا: وہ اس کو دوبارہ نہیں پیدا کر سکے گا جیسے پہلے پیدا کیا تھا، حالانکہ پہلے پیدا کرنا دوبارہ پیدا کرنے سے زیادہ آسان نہیں ہے، اور اس کا

---

182 (الجامع لشعب الایمان رقم الحدیث: ۱۸۹۴ کتاب الضعفاء للعقیلی ج ۲, ۱۶۳، ۱۶۲، الدرر المنثور ج ۸ ص ۵۵۶، اس حدیث کی سند بہت ضعیف ہے، صحیح حدیث میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنالی تھی اور وہ نماز میں بلند آواز سے قرآن پڑھتے تھے اور آپ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہتے تھے، صحیح البخاری رقم الحدیث ۲۲۹۷، سنن ابو دائود رقم الحدیث ۴۰۸۳، مسند احمد ج ۶ ص ۱۹۸)

183 (فردوس الاخبار للدیلمی رقم الحدیث ۴۶۵۸)

184 (سنن ابو دائود رقم الحدیث ۵۰۵۵، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی رقم الحدیث ۸۰۹)

مجھے گالی دینا یہ ہے کہ اس نے کہا: اللہ نے بیٹا بنالیا حالانکہ میں "الاحد الصمد" (واحد اور بے نیاز) ہوں، حالانکہ میری اولاد نہیں ہے، نہ میں کسی کی اولاد ہوں اور نہ کوئی میرا کفو (ہم سر) ہے۔[185]

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مشرکین نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: آپ اپنے رب کا نسب بیان کیجئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمادی: قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ (۱) اللّٰهُ الصَّمَدُ (الإخلاص ۲) پس صمد وہ ہے جو کسی کی اولاد نہ ہو، نہ اس کی کوئی اولاد ہو کیونکہ ہر ولد عنقریب مر جائے گا اور جو مرتا ہے اس کا عنقریب کوئی وارث ہوتا ہے اور بے شک اللہ عز و جل مرے نہ تو مرے گا، نہ اس کا کوئی وارث ہو گا، "ولم یکن لہ کفوا احد" آپ نے فرمایا: اس کا کوئی مشابہ نہیں ہے، نہ کوئی ہم سر ہے اور نہ کوئی چیز اس کی مثل ہے۔[186]

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص اس سے عاجز ہے کہ وہ ایک رات میں تہائی قرآن پڑھے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہمؓ نے کہا: ہم کیسے تہائی قرآن پڑھ سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ تہائی قرآن کے برابر ہے۔[187]

اسی سند سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے تین حصہ کیے ہیں، اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ کو قرآن مجید کا ایک حصہ بنایا ہے۔[188]

---

185 (صحیح البخاری رقم الحدیث ۴۹۷۵-۷)

186 (سنن ترمذی، رقم الحدیث ۳۳۶۴، مسند احمد ج ۴ ص ۱۳۳)

187 (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۸۱۱، الرقم المسلسل ۱۸۵۵)

188 (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۸۱۱ (بلا تکرار) الرقم المسلسل: ۱۸۵۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ جمع ہو جائو، میں عنقریب تمہارے سامنے تہائی قرآن پڑھوں گا، پھر جنہوں نے جمع ہونا تھا، وہ جمع ہو گئے، پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ پڑھی، پھر آپ چلے گئے، پھر ہم میں سے بعض نے کہا: میرے خیال میں نبی ﷺ کے پاس آسمان سے خبر آئی ہے، اس وجہ سے آپ گھر چلے گئے، پھر نبی ﷺ آئے اور فرمایا میں نے تم سے کہا تھا کہ میں تمہارے سامنے تہائی قرآن پڑھوں گا، سنو! بے شک یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔[189]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو ایک لشکر میں بھیجا اور وہ اپنے اصحاب میں نماز پڑھاتے تھے، وہ سورہ ملانے کے بعد آخر میں سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ پڑھتے تھے، جب لشکر کے لوگ واپس آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ان سے پوچھو وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ ان لوگوں نے پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ سورت رحمن کی صفت ہے، اس لئے میں اس کو پڑھنا پسند کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ان سے کہو کہ اللہ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔[190]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار کے ایک شخص (حضرت کلثوم بن ہدم) مسجد قباء میں امامت کرتے تھے، وہ جب بھی نماز میں کوئی سورت ملاتے تو قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ سے ابتداء کرتے، پھر اس کے بعد کوئی اور سورت پڑھتے اور وہ ہر رکعت میں اسی طرح کرتے تھے، ان کے اصحاب نے کہا: آپ پہلے یہ سورت پڑھتے ہیں اور اس کو کافی نہیں سمجھتے اور کوئی اور سورت ملاتے

---

189 (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۸۱۲، سنن ترمذی رقم الحدیث ۲۹۰۰)

190 (صحیح البخاری رقم الحدیث ۷۳۷۵، صحیح مسلم رقم الحدیث ۸۱۳، سنن نسائی رقم الحدیث ۹۹۳)

ہیں، آپ یا تو اسی سورت کو پڑھیں یا اس کو چھوڑ کر کوئی اور سورت پڑھیں، انہوں نے کہا: میں اس سورت کو چھوڑنے والا نہیں ہوں۔ اگر تم کو پسند ہو تو میں امامت کراؤں، اور پسند نہ ہو تو امامت نہ کراؤں، اور لوگ ان کو اپنے سے افضل سمجھتے تھے اور کسی اور کو امام بنانا ناپسند کرتے تھے، جب نبی ﷺ ہواں آئے تو انہوں نے آپ ﷺ کو یہ واقعہ سنایا، آپ ﷺ نے ان اصحاب سے فرمایا: تم اپنے اصحاب کی بات کیوں نہیں مانتے اور ہر رکعت میں اس سورت کو لازماً پڑھنے کا کیا سبب ہے؟ انہوں نے کہا: میں اس سورت سے محبت کرتا ہوں، آپ نے فرمایا: اس سورت کی محبت نے تم کو جنت میں داخل کر دیا۔[191]

سورۃ فلق وسورۃ الناس

حضرت عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آج رات مجھ پر ایسی سورتیں نازل ہوئی ہیں کان کی مثل کبھی نہیں دیکھی گئی، قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔[192]

حضرت جالس جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے جالس! کیا میں تمہیں ان کلمات کی خبر نہ دوں جو اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرنے میں سب سے افضل ہیں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ اور یہی المعوذتین ہیں۔[193]

---

191 (صحیح البخاری رقم الحدیث ۷۷۴، سنن ترمذی رقم الحدیث ۲۹۰۱، صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۷۹۲، مسند احمد ج۳ ص ۱۴۱)

192 (صحیح مسلم رقم الحدیث ۸۱۴، سنن ترمذی رقم الحدیث، ۲۹۰۲، سنن نسائی رقم الحدیث ۹۵۳-۴، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۸۰۳۰، مسند احمد ج۴، ص ۱۴۴)

193 (سنن نسائی رقم الحدیث ۵۴۳۲)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں سورۃ یوسف اور سورۃ ھود کو پڑھوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اے عقبہ! قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ کو پڑھو، تم کوئی سورت نہیں پڑھو گے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ بلیغ ہو، اگر تم کر سکتے ہو، تو اس کو (پڑھنے سے) فوت نہ ہونے دو۔[194]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جنات کی نظر سے اور انسانوں کی نظر سے پناہ طلب کرتے تھے، حتیٰ کہ المعوذ تین نازل ہوئیں، تو آپ ﷺ نے ان کو شروع کر دیا اور ان کے سوا کو ترک کر دیا۔[195]

تئیس رمضان کی شب سورۃ الروم اور سورۃ العنکبوت کی تلاوت کرنا

دور حاضر کے علماء تئیس رمضان المبارک کی شب میں سورۃ العنکبوت، اور سورۃ الروم پڑھنے کو بدعت اور ناجائز کہتے ہیں۔

حالانکہ قرآن کے پڑھنے سے ایک ایک حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں:

کقولہ علیہ السلام و عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ من قرأ حرفا من کتاب اللہ فلہ بہ حسنۃ و الحسنۃ بعشر امثالھا لا اقول آلم حرف الف و لام حرف و میم حرف۔[196]

---

194 (المستدرک ج ۲ ص ۵۴۰ قدیم، المستدرک رقم الحدیث ۳۹۸۸، الذہبی نے کہا: اس حدیث کی سند صحیح ہے)

195 (سنن ترمذی رقم الحدیث: ۲۰۵۸، سنن نسائی رقم الحدیث ۵۵۰۹، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۳۵۱۱)

196 (رواہ الترمذی و الدارمی مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۸۶)

حاشیہ مشکوٰۃ پر تفصیل یوں ذکر کی ہے کہ:

"الف حرف ای مسمی الف حرف و الاسم ثلثة احرف ففی سورة البقرة یکون عدد الحسنات تسعین الخ"۔[197]

خاص کر سورۂ عنکبوت و سورۂ روم پڑھنا کیونکہ یہ جنت میں جانے اور دوزخ سے بچنے کا سبب ہے۔

عن النبی ﷺ من قرأ سورة العنکبوت کان له من الاجر عشر حسنات بعدد کل المؤمنین و المنافقین اھ۔[198]

وعن رسول الله ﷺ من قرأ سورة الروم کان له من الاجر عشر حسنات بعدد کل ملک الله تعالی بین السماء و الارض و ادرک ماضیع فی یوم و لیلة اھ۔[199]

---

197 (لمعات حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۸۶)

198 (تفسیر ابی السعود آخر سورۃ عنکبوت صفحہ نمبر ۷/۲۶۴، الكشف والبيان عن تفسير القرآن سورة العنكبوت (29): الآيات 1 الى 11 ص۲٦٩ ج۷، الوسيط في تفسير القرآن المجيد سُورَةَ الْعَنْكَبُوتِ ج۳ ص ۴۱۲، الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل سورة العنكبوت ج۳ ص ۴٦۵، أنوار التنزيل وأسرار التأويل سورة العنكبوت : آية 69 ج٤ ص۲۰۰، اللباب في علوم الكتاب ج۱۵ ص ۳۸۰ دار الكتب العلمية - بيروت / لبنان، السراج المنير في الإعانة على معرفة بعض معاني كلام ربنا الحكيم الخبير ج۳ ص ۱۵۵ مطبعة بولاق (الأميرية) - القاهرة، تفسير أبي السعود = إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم سورةَ العنكبوتِ ج۷ ص ۴۸ دار إحياء التراث العربي - بيروت، دَرْجُ الدُّرر في تَفِسيِر الآيِ والسُّوَر سورة العنكبوت ج۳ ص ۱۳۷۳ مجلة الحكمة، بريطانيا، دَرْجُ الدُّرر في تَفِسيِر الآيِ والسُّوَر سورة العنكبوت ج۲ ص ۴۳۴ دار الفكر - عمان، الأردن، فتوح الغيب في الكشف عن قناع الريب (حاشية الطيبي على الكشاف) سورة العنكبوت ج۱۲ ص ۲۰٦ جائزة دبي الدولية للقرآن الكريم، فضائل القرآن سورة العنكبوت ج۲ ص ۱۸۷ دار ابن حزم، تخريج الأحاديث والآثار الواقعة في تفسير الكشاف للزمخشري سُورَةَ العنكبوت ج۳ ص ۵۰ دار ابن خزيمة - الرياض)

199 (تفسیر ابی السعود آخر سورۃ الروم ص ۷/۲۸۸)

کتاب جنت الفردوس جو نظم کی کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ جسے جنت چاہیئے اور اس کا امیدوار ہو تو جب رمضان کی تیئسویں رات آجائے تو تراویح کے بعد سورہ عنکبوت وروم کو پڑھے یا سنے تو یہ شخص اہل جنت سے ہو کر حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے دوستوں میں سے ہو جائے گا۔[200]

در بیان شب کہ در آن شب گناہان ہمہ بخشیدہ میشوند وآن شب بیست وسوئم ماہ رمضان است واگر در شب بیست وسوئم ماہ رمضان سورۂ عنکبوت وروم بخواند خوانندہ وشنوانندہ راباآتش دوزخ کار نباشد۔[201]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفت:

من قرأ سورۃ العنکبوت وسورۃ روم فی لیلۃ الثالثۃ والعشرین من رمضان فھو من اھل الجنۃ۔[202]

سننے کا ثواب پڑھنے سے زیادہ ہے۔ پڑھنے والے کیلئے ایک اجر ہے اور سننے والے کے لئے دو اجر ہیں اس لئے قاری سورۃ عنکبوت وروم کی تلاوت کرتے ہیں اور باقی لوگ سنتے ہیں۔

اسی طرح سننے اور سنانے کا معمول حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی تھا:

کقولہ وقد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یامر من قرأ القرآن فی المسجد ان یسمع قرأتہ وکان ابن عمر رضی اللہ عنھما یامر من یقرأ علیہ وعلی اصحابہ وھم یستمعون ولانہ اکثر عملا وابلغ فی اللہ برا ونفعہ متعد لایقاظ قلوب الغافلین۔[203]

---

200 (جنت الفردوس صفحہ نمبر ٦٥ تا ٦٧)

201 (ارشاد الطالبین صفحہ نمبر ٢٢٣)

202 (انیس الواعظین صفحہ نمبر ٣٠)

203 (طحاوی صفحہ ١٧۴ وفی احیاء العلوم ص ١٥٨)

وکان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اجتمعوا امروا احدھم ان یقرأ سورۃ من القرآن وھکذا فی۔[204]

اور جو شخص سلف صالحین کے معمولات پر طعن کرتے ہیں تو وہ مردود الشہادۃ ہے:

قال فی التکملۃ ص ۱۴۵/۱۔ من طعن فی علماء الامۃ لا یلومن الا امہ کما فی الکرمانی ۱۲۔

سورۃ العنکبوت

حجۃ الاسلام السید محمد تقی المقدم خزانۃ الاسرار میں لکھتے ہیں:

روی عن رسول اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قولہ: ”من قرأسورۃ العنکبوت کان لہ من الأجرعشر حسنات بعدد کل المؤمنین و المنافقین۔“[205]

وروی عن الامام الصادق رضی اللہ عنہ قولہ: ”من قرأسورۃ العنکبوت و الروم فی لیلۃ ثلاث وعشرین من شھر رمضان فھو واللہ من اھل الجنۃ لا استثنٰی فیہ ابداً، و لا اخاف أن یکتب اللہ علیّ فی یمینی إثما و ان لھاتین السورتین من اللہ مکانا۔“[206]

سورۃ الروم

روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قولہ :ومن قرأھا کان لہ من الأجرعشر حسنات بعدد کل ملک سبح للہ مابین السماء و الارض، وأدرک ماضیع فی یومہ ولیلتہ۔[207]

---

[204] (تفسیر روح البیان صفحہ ۴/۵۰۰)

[205] (خزانۃ الاسرار ص ۲۳۰ ج ۱، مجمع البیان ج۸ مقدمۃ السورۃ)

[206] ((خزانۃ الاسرار ص ۲۳۰ ج ۱)، اعلام الدین فضائل سور القرآن ص ۳۷۳، الشیخ الحسن بن ابی الحسن الدیلمی من اعلام القرآن ثامن الھجری، ثواب الاعمال ج ۱ ص ۱۰۹ ثواب من قرأسورۃ العنکبوت و الروم، مؤلف الشیخ الصدوق المتوفی ۳۸۱ھ)

[207] (خزانۃ الاسرار ص ۲۳۰ ج ۱، مجمع البیان ج۸ مقدمۃ السورۃ)

ارشاد الطالبین

از

امام العارفین زبدۃ الصالحین غوث العالم استاذ العلماء وارث الانبیاء تاج الاتقیاء

حضرت اخون درویزہ بابا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چشتی نظامی

مریدِ خاص حضرت شیخ الاسلام والمسلمین محی السنۃ وماحی البدعۃ واقفِ رموز الٰہی واسرار

سید علی ترمذی بخاری المعروف بہ پیر بابا

شہنشاہِ خراسان چشتی، نظامی، قادری، سہروردی، کبروی، شطاری قدس سرہٗ العزیز

(اردو ترجمہ)

پہلی فصل
توحید کے بیان میں

توحید صیغہ کے لحاظ سے مصدر ہے اس کا معنی ہے اکیلا ہونا۔

اے میرے عزیز تم اس بات کو سمجھو کہ نفحات الانس میں حضرت امام غزالی کا قول نقل کیا ہے کہ توحید کی چار اقسام مقرر ہیں۔ اور صوفیائِ کرام کی اصطلاح میں یہ ہے کہ: التوحید اسقاط الاضافات کماسنذکرہ فی موضعہ۔ پہلی توحید عوام کی ہے کہ اس کو توحید ایمان کہا جاتا ہے چنانچہ عوام الناس اور انبیاء واولیاء وغیرہ کے لئے اس میں کوئی فرق نہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ (إبراهيم ٢٧)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ مضبوط کرتا ہے ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں اپنے قول ثابت کے ساتھ دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

وقولہ تعالیٰ: اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (الکھف ۱۱۰)۔

اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا قول ہے بے شک تمہارا اللہ ایک اللہ ہے۔

اگر انبیاء تشریف نہ لاتے اور آسمانی کتب نہ لاتے تو ہر ایک پر لازم ہوتا کہ وہ بدیہی طور پر جانتے کہ اتنی مخلوقات اور زمین وآسمان کے پیدا کرنے والی بھی ایک ذات ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی ہے۔ اگر کوئی کسی دور جگہ سو دیکھ لے کہ وہاں دھواں ہے تو ہر ایک یہ جان لے گا وہاں آگ ہے کیونکہ بغیر آگ کے دھواں نہیں ہوتا۔ اور نہ اس دھویں کا وجود بغیر آگ کے ممکن ہے تو اسی طرح جان سکتا ہے کہ ہر پیدا ہونے والے کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ تنہا ہے یہ بھی ہر ایک جان سکتا ہے کہ تمام عالم کا پیدا کرنے والا بلا شریک ایک ہے اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہیں کرے گا اور جو کوئی کسی اور کی عبادت کرے گا وہ مطلق کافر ہے۔ اور وہ خداوند کریم کا مخالف ومنکر لوگوں کو بھی اور ماننے والوں کو بھی ایک جیسا رزق عطا فرماتا ہے۔ اللہ پاک کو چیز جاننا یہ بھی غلطی ہے اس لئے کہ چیز ٹکڑے ٹکڑے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے مبرا ہے اور جس نے اللہ پاک کو ایک جانا اور اس کی ذات وصفات کو پہچانا اس کو عارف کہا جاتا ہے چنانچہ آپ کی ذات قدیم ہے اگر قدیم نہ ہوتی پس علم جو آپ کی صفت قدیم ہے اس کو بھی قدیم جانے۔ خواہ کوئی اس سے واقف ہو یا نہ ہو اور ناواقفی کی نسبت کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف کفر ہے۔ اور مخلوق کے لئے دس صفات کا جاننا ضروری ہے۔ پہلی صفت اس کی حَیٌّ ہے اور اس کی زندگی ہماری زندگی کی طرح نہیں ہے کیونکہ ہماری زندگی کے لئے بدن اور جان کا ہونا ضروری ہے۔ دوسری صفت علم ہے کہ ظاہر وباطن اور تمام ممکنات وجزئیات وکلیات میں ایسے وہ جاننے والا ہے کہ اگر ہاتھ میں حرمل کا دانہ بھی ہو تو اس سے بھی زیادہ علم ہونا آسان تر ہے۔ قدرت کہ اگر بصفت قدرت رکھنے والا آسمان کو اس عظمت بادام کے پوست رکھے جائے اور آسمان اپنے آپ کو بڑا جانے اور اس کو چھوٹا لانا رشتہ سونا رہے۔ اور ارادہ کرنا ہر تمام مخلوق کا اور ان کے افعال کو عدم

سے وجود میں لانے تمام ممکنات جو ازل سے ابد تک ہیں آپ کے لئے شمس منیر سے زیادہ روشن ہے اور اس میں ایک ذرہ بھی تجاوز اور تناقص کا نہ ہو گا۔ اور ان چہار صفات ذاتی کو امہات کہتے ہیں اگرچہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات قدیم ہیں لیکن ان چہار کی طرف تمام کی اضافت ہو جاتی ہیں۔

سَمْعٌ کہ بغیر آلہ کے وہ سنتا ہے صفت شنوائی سے اور بَصَرٌ کہ آنکھ اور آنکھ کے پتلے کے بغیر دیکھتا ہے اگر رات کی تاریکی میں پتھر پر ایک کالی چیونٹی اور مچھر جارہا ہو تو بصارت کی صفت سے وہ دیکھتا ہے اور سمعیت کی صفت سے سنتا ہے اگر چیونٹی کی ٹانگ ٹوٹ جائے یا مچھر کی اور وہ چیخے تو اس کی رفتار اور حرکت کو وہ سنتا ہے اور عالم کی صفت سے استخوان مچھر اور چیونٹی کے ہڈی اور مغز کو وہ جانتا ہے اور آپ کی تمام صفات ایک دوسرے سے ممتاز نہیں ہے کیونکہ وہ تمام صفات کا مالک ایک ہے اور وہ ازلی کلام سے کلام فرماتا ہے جو کہ کلام کے جنس سے نہیں ان کے لئے نہ کوئی آواز ہے اور نہ حروف اس لئے:

ان جبرائیل یسمع صوتا دالا علی کلام اللہ تعالی و علی ما اراد اللہ تعالی۔

بے شک جبرائیل علیہ السلام اس آواز کو سنتا تھا جو اللہ تعالیٰ کے کلام پر دلالت کرتا تھا اور جو اللہ تعالیٰ کا ارادہ تھا۔

یعنی دلالت اور حجت اللہ تعالیٰ کے کلام پر کونسی چیز ہے ان میں سے ایک کے بابت تفسیر حسینی میں فرمایا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ دنیا کے قریب آسمان پر تشریف لے گئے تو سلام سنا کہ السلام علیک یا رسول اللہ تو حضور انور ﷺ حیران ہوئے اور شکل کو نہیں دیکھا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا سلا کا جواب دیا جائے یا رسول اللہ اس کے بعد حضور انور ﷺ نے

حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون تھے اس نے عرض کیا کہ یہ دو فرشتے تھے کہ ان کو قرآن مقدس میں سفرہ بررہ کہتے ہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

بِأَيْدِي سَفَرَةٍ (١٥) كِرَامٍ بَرَرَةٍ (عبس ١٦)

اس نازنین کونین ﷺ نے حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ اے میرے بھائی تم اس کو دیکھتے ہو اس نے عرض کیا یارسول اللہ بلکہ اس کی آواز کو سنتا ہوں مبرین اور بلا محال میں جانتا ہوں کہ اب تک حضرت آدم علیہ السلام کا وجود بھی نہیں تھا کہ تمام کتابیں جو نازل ہو چکی تھی میں نے سنا اور ایک وقت میں وہ میرے دل میں محفوظ ہو گئیں اور آسمان دنیا میں ہاروت وماروت اس سے قبل وہ مقرب تھے میں نے کہا کہ وہ درختوں کے پتوں پر یاقوت کی طرح لکھے گئے ہیں اور ہر وہ حادث ہیں پیغمبروں کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کو پہنچاتا تھا اور اس میں ایک ذرہ بھی کمی وبیشی نہ کرتا۔

دوسری دلیل

کلام کے لئے تین اقسام پر تقریر کی ہے ایک وہ جو میں کہہ چکا ہوں کہ اس کو کلام صوتی کہا جاتا ہے۔ دوسری قسم صورتی ہے اور تیسری قسم کلام معنوی ہے اور کلام صورتی سے مراد لوح محفوظ ہے کہ اس کو حضرت جبرئیل علیہ السلام معائنہ کرتا ہے اور کلام معنوی وہ ہے جیسا کہ دو درویش کسی انجمن میں بیٹھے تھے اور ہر ایک دوسری سے منتفی ہوتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو تصرف حق کو سپرد کئے ہوتے ہیں۔ اور روح سراجی کی مدد سے ایک دوسرے سے بے گانہ ہوتے ہیں چنانچہ عام لوگوں کو اس کی اطلاع نہیں ہوتی پس یہ کلام ہماری زبانوں پر پڑھا جاتا ہے اور ہمارے دلوں میں محفوظ ہوتا ہے اور کاغذ وسیاہی مخلوق ہوتی ہے اور وہ جو قائم ذات کے ساتھ ہے اور صفت ازلی ہے اس طرح ہے جس طرح تھا اور حضور انور ﷺ نے ہمیں فرمایا اور آپ نے حضرت جبرئیل سے سنا اور حضرت جبرئیل

نے سفرہ کرام سے سنا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے بغیر منہ اور زبان سے آگاہی حاصل کی ہے اور اس میں کمی و بیشی نہیں کرتے اور اسی کلام کو غیر مخلوق کہا جاتا ہے تا کہ ایمان سلامت رہے۔ بوستان میں ابو لیث نے نقل کیا ہے: قال علیہ السلام من قال القرآن مخلوق فھو کافر باللہ۔ جس نے کہا کہ قرآن مخلوق ہے تو اس نے اللہ پر کفر کیا۔ اور مشیت کو تکوین کہا جاتا ہے۔ کہ جو کچھ ارادہ قدیم میں چاہتا ہے تو کوئی ذرہ ذرات میں سے کم و بیش نہیں ہوتا اور اس میں نہ تغیر اور تبدیلی آسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے بغیر کوئی گیاہ اور پتے درختوں میں نہیں پیدا ہوتے ہیں اور اس کو صفات مولودانی اور لازمی کہا جاتا ہے۔ ان میں سے پہلے چار متعدی ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات اور اسماء ثبوتی اور قدیم ہیں بخلاف صفات مخلوقات کے کہ وہ حادث اور عارضی ہیں اور بیچون اور بیچگون بغیر عیب اور نقصان کے ہیں جیسے کہ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ کو صفات سلبی و تنزیہی کہا جاتا ہے۔ کہ اس کی پاک ذات کے بغیر ان پر اطلاق نہیں کیا جاسکتا۔ اور معزومذل و محی و ممیت کو صفات اضافی کہا جاتا ہے۔

پس عارفوں کے لئے چنانچہ توحید ایمان میں اگر نفع وضرر اللہ تعالیٰ سے نہ جانے تو یہ عقیدہ باطل ہے جیسے مشرک لوگ جانتے ہیں اور دائرہ ایمان سے باہر ہیں اور کفر کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور طائفہ عرفاء کو توحید علمی حاصل ہے چنانچہ طوالع شموس میں بیان توحید ایمان میں فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کے متعلق ایک واقعہ درج کیا ہے کہ ایک دفعہ صاحب تفسیر کشاف کا ایک دھقان پر گزر ہوا اس سے اللہ تعالیٰ کی توحید کے متعلق پوچھا کہ اے دھقان تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس نے کہا کہ ہاں بے شک وشبہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے پھر شیخ نے کہا کہ اگر کوئی دو کہے تو تم کیا کہو گے پس دھقان کا رنگ تبدیل ہوا اور وہ ڈنڈا جو اس کے ہاتھ میں تھا تو بے چارہ ایسا بے بس ہوا اور کہا کہ اگر تم کہو گے اس وقت تو میں تمہارا سر کچل دونگا اور گردن کو مروڑ نگا شیخ ہنسا

اور کہا کہ اکثر دلائل میں سے کہ میں نقلی و عقلی جانتا ہوں لیکن مجھے اللہ تعالیٰ پر قسم ہے کہ تمہاری ایک دلیل بہت پسند آئی۔

مشارق الانوار میں فرمایا گیا ہے کہ شیطان ہر روز اپنا تخت بیابان میں سراب پر رکھتا ہے اور شیطانوں کو بلاتا ہے اور ان کو کہتا ہے کہ جاؤ لوگوں کو دین حق سے منکر کرو جب دوبارہ وہ اس کے پاس جاتے ہیں تو ہر ایک سے وہ پوچھتا ہے کہ تم نے کیا کارنامہ سرانجام دیا ہے ان میں سے ایک کہتا ہے کہ میں نے ایک شخص پر شراب پلائی ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ میں نے ایک آدمی سے زنا کرایا اور ہر ایک اپنا اپنا کارنامہ سناتا ہے اور صغائر اور کبائر گناہوں کو بیان کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ یہ کام تو آسان ہے جو تو نے سرانجام دیئے ہیں اور اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے ایک کو طیش میں لاکر اپنے بیوی کو طلاق دلوائی ہے یا مرد اور عورت کو یہ عقیدہ واضح کیا کہ نجومی کی پرستش پر آمادہ کیا اور عورت و مرد ایک دوسرے پر طلاق کرادیا پس شیطان کہتا ہے کہ تم میرے ساتھ ہو اور میرے قریب آجاؤ کہ تم نے اچھا کام کیا ہے کہ اگر ایک دوسرے سے الگ ہو جائے تو نسل آدم کم ہو گی اور اگر بغیر توبہ و تجدید نکاح زندگی گزارے اور اکو حلال جانے تو کافر ہو جاتے ہیں۔ ایسا واقعہ بنی اسرائیل کا بھی ہے کہ شیطان کا ایک ملعون ساتھ ایک زاہد کے پاس گیا کہ وہ اپنے عبادت خانہ میں ستر سال تک عبادت کرتا تھا اور وہ ہر وقت قبلہ کی طرف تھا اور ہاتھ اور پیشانی نماز میں گائے کی گردن کی طرح جھکی ہوتے تھے اس سے پوچھا کہ اے زاہد اگر اللہ تعالیٰ سات طبق آسمان وزمین کو سوئی کے سوراخ میں گزار دے تو کیا یہ ہو سکتا ہے پس اس عابد نے جواب دیا کہ میں کچھ نہیں جانتا تو وہ شیطان ملعون ادھر سے عزازیل کے پاس پہنچا پس عزازیل نے کہا کہ تم نے کیا کر دیا تو اس نے جواب دیا کہ فلاں زاہد کو اس طریقہ سے گمراہ کیا کہ میں نے اس سے اس طرح پوچھا اور اس نے اس طرح جواب دیا اس نے کہا کہ تم

میرے خاص ساتھی ہو کہ اس کو تم نے کافر بنا دیا۔ پس عرفاء پر یہ بات واضح ہے کہ نفع اور ضرر مسبب سے ہے نہ کہ سبب سے پس تمام ممکنات کو اس کی قدرت وقبضہ میں ہے اور آلہ کو سبب جانتے ہیں پس اگر کسی کا یہ عقیدہ بن جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کو پہچانتے اور ایسا ہی دیکھتے ہیں مخلوق میں۔

حضرت جنید بغدادی قدس سرہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ جب مرید ان کے قریب گئے کہ آپ کے چہرہ مبارک پر شہد کی مکھی شہد پر جمع کی طرح مکھیاں جمع ہوتی تھیں دوستوں نے کہا کہ اے شیخ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہاتھ دیئے ہیں تمہیں چاہیئے کہ اس کو ہلا کر اس کو بھگا دو۔ اس نے جواب دیا کہ میں ہلتا لیکن جب میں نے علم الیقین میں دیکھا تو سمجھا کہ مکھیوں کا ہلنا اور اڑنا بغیر تصرف الٰہی کے نہیں ہو سکتا بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ کا تصرف اور رضا دیکھا۔

چنانچہ عراقی فرماتا ہے: نظم

تا جنبش دست است مادام — سایہ متحرک است ناکام
چوں سایہ ز دست یافت مایہ — پس خود در اصل نیست سایہ
ہر آں چیزے کہ بحق قیام دارد — او نیست و لیکن نام دارد

ترجمہ: جب ہمیشہ ہاتھ حرکت کرتا ہے تو خواہ مخواہ سایہ بھی حرکت میں ہوتا ہے۔ جب اس کے ہاتھ سے یہ سایہ بنا پس سایہ کا کوئی وجود نہیں۔ جو چیز اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہو تو وہ چیز کچھ نہیں لیکن صرف نام ہوتا ہے۔

پس عارفوں کے لئے جب آلہ سے نظر کٹ جائے تو وہ جانتے ہیں کہ اللہ کے سوا کچھ نہیں۔ کہ شرک ایمان عوام کا یہ ہے کہ عبادت میں غیر اللہ کو شریک کرتے ہیں۔

ان کے حق میں کہا جاتا ہے:

التوحید اسقاط الاضافات۔

تمام اضافات کے ساقط ہونے سے توحید بنتی ہے۔

اور غیر اللہ کی طرف نسبت کرئے عبادت میں وہ دائرہ ایمان سے نکل جاتے ہیں اور ان کے لئے ان اضافات کو ساقط کرنا ہے جملہ اشیاء میں اور جملہ اشیاء الہ کے سوا کچھ نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ (الصافات ٩٦)

اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو بھی۔

دوسرا فرمان ہے:

فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى (طٰہٰ ۷)

وہ پوشیدہ اور چھپے ہوئے کو جانتا ہے۔

فصوص الحکم کی شرح میں درج ہے کہ:

جو کچھ ظاہر اور باطن مخلوقات کا وجود ہے خداوند تبارک وتعالیٰ غائبات افلاک کو پنہان کیا ہے اور وہ اپنے محل کو خود پہنچ جاتے ہیں۔

اور طوالع شموس میں یہ بات نقل ہے کہ آپ کی ضمیر میں جو پوشیدہ اور چھپا ہوا ہے اور جو ابھی تک نہیں آیا ہے یا جو تمہارے دل میں گزرے گا جو تمہیں معلوم نہیں ہے اگر مجھے اس سے جاہل جانے تو تم نے میرے وحدانیت پر ایمان نہیں لایا و لاتسر الناظرین۔ کہ ناظرین مجازی سے مجھے کم نہ سمجھو پس عارف لوگ اللہ تعالیٰ کو عالم سر و اخفی جانتے ہیں اور اپنے آپ کو اس کے حوالے کیا ہے اور لوگوں کے ضرر و نفع کو برطرف کیا ہے اور اگر عارف نہ ہو تو وہ پھسل جاتے ہیں۔ جب توحید ایمانی ہے

تو کفر دور ہے اور نہ اس میں ڈوب جائینگے اور جو دعوی معرفت کرتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ چنانچہ ایک کافر حضور انور ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا جو نہایت بے ادب تھا اس کے ہاتھ میں بانس کا ایک ڈنڈا تھا اس ڈنڈے کو زمین پر مارتا اور حضور ﷺ کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا اچانک اس سے ایک ٹکڑا الگ ہوا اور آپ کی وسطی انگلی کو زخمی کیا اور اس سے خون جاری ہوا حضور انور ﷺ نے اسی انگلی کو ہاتھ سے پکڑا اور چھپایا تا کہ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاروق کی نظر نہ لگے ورنہ وہ اس کا سر تن سے جدا کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے متعلق فرمایا ہے: وَمَا أَرْسَلْنَاکَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ (الانبیاء۱۰۷) کہ میں نے تمہیں عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا تا کہ اس لئے میں زحمت نہ بنوں تو حضور ﷺ کی نظر توحید علمی پر تھی جب اس کافر نے آپ کا یہ حال دیکھا تو مسلمان ہوا پس عارفوں کے لئے نسبتوں کو ساقط کرنے میں یہ رمز ہے۔

توحید کی تیسری قسم

تیسری قسم کی توحید اور ان کے حال یہ ہیں کہ وہ ہمیشہ کے لئے اژدھے کے منہ میں توحید کو جانے اس لئے کہ جب کشتی توڑ دی جائے تو وہ دریا پر سوار ہوتی ہے اذا انکسر السفینة یرکبه البحر۔ کہ جب وجود ممکنات سے نظر کٹ جائے تو وہ دریائے وحدت میں اسماء وصفات کے چپوں سے جتنا اس کی استعداد ہو طلاطم میں آئے ہیں۔

اس لئے منصور نے فرمایا تھا۔ شعر:

ولدت امی اباها و ذامن اعجبنای | انا طفل صغیر فی حضور مرضعانی

مجھے میری امی اور والد نے جنا اور وہ دونوں مجھ سے متعجب ہوئے میں چھوٹا بچہ ہوں جس طرح دودھ دینے والی کی گود میں۔

ظاہر کیا واحدیت نے اپنے اپنے اونچے مراتب کو وحدت جو کہ احدیت اور حب و عشق ساذج کا نام ہے جو کہ اقتضاء خلق نام ونشان سے پہلے اور اس کی قدیم صفات ان سے مستغنی تھے جب کہ اقتضاء وحدت احدیت کے معدہ میں اور ممکنات وجود ذہنی پایا کہ ان کو اعیان ثابت کہا جاتا ہے اور ان میں جو اثر کے خواہش مند تھے اسمائے جلالی کے خواہان اپنے اثر کے ہو گئے اور جمالی کے چاہنے والے بھی اپنے اثر کے ہو گئے۔ پس وحدت ماں اور واحدیت باپ بنے۔

چنانچہ شاہ قاسم فرماتے ہیں:

عشقت کہ بابئ عالم است بہ تحقیق
جز عشق کسی راپدرے ہست بگوید

یعنی جو ذات میں پوشیدہ تھا تو وحدت کے غلغلہ سے واحدیت میں خود بخود مشاہدہ کیا کہ علم ونور وشہود واحدیت کے لوازم سے ہیں اور ممکنات نے جب اپنے آپ کو معنی میں پایا تو اس کے یہ فرزند ہوئے اور اب ہر اسم بھی اس طرح اپنی شان کے درپے میں خود اثر ہو گئے چنانچہ مربوبات تعلق رب کے ساتھ ہوتی ہے اور مرزوقات رزق کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں پس لحہ بلحہ عذاب اور شرارہ سفر کو پاتے ہیں تو ان کا تعلق قہاری وجلالی سے زیادہ ہوتا ہے اور یہ ممکن ہے کہ وہ اسماء کے کنارے پر ہوتے ہیں۔

یہ اس بات پر دلیل ہے کہ لوگوں نے منصور کے ہاتھ اور پاؤں کو کاٹا اور پھر اس حال میں اس کو سنگ سار کرتے ہیں سو اللہ تعالیٰ وہ کچھ نہیں دیکھتا تھا اس مقام میں سالک لوگ اَلَسْتُ کو بھی نہیں دیکھتے اور یار کے ساتھ پردہ میں ہوتے ہیں اس مسبب کی وجہ سے درد وزحمت ان کو نہیں پہنچتی۔

چنانچہ قاضی حمید الدین ناگوری نے اپنی تصنیف طوالع شموس میں نقل کیا ہے کہ ایک جوان عاشق و معشوق کی تہمت پر گرفتار کیا گیا اور تین سو ڈنڈے ان کو مارے اور اس کو ان ڈنڈوں کی کوئی خبر نہ تھی لوگ حیران ہوئے کہ یہ کیا حال ہے ایک آدمی اس حال سے واقف تھا اس نے کہا کہ محبوب اس کے درمیان میں جمع تھا اس کی نظر محبوب پر تھی۔ اس کو مخلوق اور ڈنڈے نظر نہیں آئے اور وہ بھی محبوب کے نظر میں خود تھا اس سبب سے معلوم ہوا کہ اس کو ڈنڈوں کی خبر نہ تھی۔ اور یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ حسن نوری رحمۃ اللہ علیہ اس حال میں پہنچا تو سات دنوں تک وہ رقص کرتا تھا جب نماز کا وقت ہو جاتا تو خود آتے اور نماز پڑھ کر پھر رقص شروع کرتے اور کچھ تکلیف اس کے بدن کو نہ پہنچی کیونکہ وہ محبوب کی عصمت میں تھا اور وہ محبوب کے سوا کچھ نہ دیکھتا تھا۔

طوالع شموس میں نقل ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک زاہد تھا وہ بیس سال تحریمہ نماز میں تھا اور وحدت میں مستغرق تھا اور اپنے آپ سے بے خبر کھڑا تھا۔ اس کے بعد اس کو آگاہی ہوئی اور وہ ہوش میں آیا۔ اس سے پوچھا گیا کہ یہ کیا حال تھا اس نے کہا کہ جب کہ جب تکبیر تحریمہ سے میں نے غیر اللہ کو پس پشت ڈال دیا اور حق کے لئے میری آنکھیں روشن ہو گئی تو غیر اللہ اور تمام سمت کو بلکہ قبلہ کو میں نے فراموش کیا تو اللہ تعالیٰ کے تصرف اور عصمت سے میں کھڑا تھا۔

یہ بھی منقول ہے کہ ایک بزرگ کو نزع حالت میں تھا اور بارہ دن تک اس کی آنکھیں کھلی تھیں لوگ اس کی حالت سے بہت پریشان ہوئے اور ایک بزرگ کے پاس گئے اور اس کو اس کے پاس آنے کی دعوت دی جب وہ آیا اور اس کو دیکھا تو اس کا چہرہ اپنی طرف کیا اور آنکھوں کو بند کیا تو دیکھا کہ اس کی روح بدن سے پرواز کر چکی تھی لوگوں نے کہا کہ اے شیخ یہ تم نے کیا کیا اس نے کہا کہ اس

کی آنکھیں حق کا مشاہدہ کرتی تھیں جب میں نے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا تو اس نے اپنی جان دی اور یہ بارہ دن اپنے محبوب کے ذوق میں ایسے گزارے جیسا کہ آنکھ کی پلک جھپکنے کے برابر۔

تذکرۃ اولیاء میں ذکر ہے کہ جب حضرت بایزید بسطامی نے بے ہوشی کے عالم میں فرمایا: انا سبحانی و ما اعظم شانی۔ مریدوں نے عرض کیا کہ اے شیخ آپ نے ناموزون شرع بات کہی تھی شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ اگر دوسری بار میں یہ کہوں تو مجھے مارو اور قلم سے ٹکڑے ٹکڑے کر دو ایک دن وہ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے کہ آپ کا وجود اتنا بڑا ہوا کہ تمام گھر اس سے بھر گیا اور اس کا سر گھر سے باہر ہو گیا اور دوبارہ پھر انا سبحانی و ما اعظم شانی کہا مریدوں نے چھری سے مارنا شروع کیا لیکن ان پر اس کا کوئی اثر ظاہر نہ ہوا جب وہ دوبارہ پھر اپنی اچھی حالت پر آ گئے اس سے پوچھا گیا کہ اے شیخ کہ تم نے پھر بے موزون شریعت بات کہی ہے اس نے فرمایا کہ تم نے وہ کام کیوں نہ کیا جو میں نے تمہیں اجازت دی تھی انہوں نے کہا کہ آپ کا حکم ہم نے مانا تھا لیکن چھری نے کوئی اثر نہیں دکھایا تو اس نے کہا کہ پس میں وہاں موجود نہ تھا کہ الوہیت نے میرے وجود کو محو کیا جو کچھ کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا میں درمیان میں نہیں تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ اس کے ہاتھ سے سوئی کے سر کی طرح ظاہر ہوا اور اس سے درد و خون ظاہر ہوا کہ اس نے فریاد شروع کی اور یہ کہا کہ میں یہ ہوں وہ میں نہیں تھا تو اس سے پوچھا گیا کہ وہ کیا تھا کہ آپ کا سر گھر سے باہر ہوا تھا اور گھر تمام آپ کے وجود سے بھر گیا تھا اس نے فرمایا تم نے مردان خدا کا حال نہیں سنا ہے کہ جب آدم صفی اللہ کی خاک پاک اور پانی کو مرتب کیا اس کا سر مکہ معظمہ میں تھا اور پاؤں طائف میں تھے کہ فاصلہ ان کے درمیان تین فرسنگ ہیں اور جب جنت سے نکالا گیا تو دنیا میں آپ کا سر آسمان تک گیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام

نے اس پر اپنے پر مل دیئے تو اس کا قد ساٹھ گز رہ گیا اس قسم کے عجائب و غرائب تصرف الوہیت میں بہت زیادہ ہیں۔

تفسیر ابو اللیث میں ہے کہ ایک دفعہ حضور انور ﷺ حبیبۃ الرسول فقیہہ امت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے باہر تشریف لے گئے اور حضرت بی بی رضی اللہ عنہا دوسری عورتوں کی طرح غیرت میں آئی اور خیال کیا کہ کہیں دوسری امہات المؤمنین کے ہاں تو تشریف نہیں لے گئے تو اٹھ گئی اور آپ کی تلاش میں نکلیں حرم شریف میں وہ کسی کے پاس امہات میں سے نہیں گئے تھے پھر وہ اپنے گھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئی وہاں بھی وہ موجود نہ تھے پھر وہ مسجد میں آئی تو کیا دیکھا کہ اپنے آپ کو مسجد میں معکوس کیا ہے اور پاؤں مبارک کو چھت سے بند کر کے لگائے ہیں اور اس کا باقی بدن نیچے ہیں بی بی رضی اللہ عنہا نے جب یہ دیکھا تو از روی شفقت سے اس کا سر اٹھایا اور اس اٹھانے میں وہ بہت پریشان ہوئی بہت تکلیف کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم کون ہو بی بی رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا ہوں آپ نے فرمایا کہ ابو بکر صدیق کون ہے اس نے پھر عرض کیا کہ ابو بکر صدیق کی بیٹی آپ نے فرمایا کہ ابو بکر صدیق کون ہے اس نے پھر عرض کیا کہ قحافہ کا بیٹا آپ نے پھر فرمایا کہ قحافہ کون ہے اس نے جواب میں عرض کیا آپ یعنی محمد ﷺ کے سسر کا والد آپ نے فرمایا کہ محمد ﷺ کون ہیں اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھ آپ سے الگ کئے اور گھر کو لے آئیں جب آپ کو ہوش آیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پھر اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: لِي مَعَ اللهِ

وَقْتٌ لَا یَسَعُنِي فِیهِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ، وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ۔[208] اور توحید کے شان کے متعلق جو نقل ہے کہ توحید اسقاط الاضافات میں یہ رمز ہے۔

چنانچہ مکتوبات شیخ شرف الدین منیری میں ہے کہ اوحی اللہ تعالٰی الی اولیائه یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کرام کو الہام فرمایا: انا عند ظن العبد و العبد متصل بالظن و الظن متصل بالرب کہ میں بندے کے گمان میں ہوں اور بندہ گمان سے پیوستہ ہے اور گمان رب سے پیوست ہے۔

اور اس کے مقابلہ میں یہ فرمایا گیا ہے۔ بیت:

تو در و گم شو کہ توحید آن بود　　　گم شدن گم کن کہ تفرید آن بود

تم اس میں گم ہو جاؤ کہ یہی توحید ہے اور گم ہونا بھی گم کرو کہ تفرید تو یہی ہے۔ اے بھائی یہاں گم ہونا ہے نہ دم مارنا اور نہ کلام ما و من کا اور کلام ما و من دعویٰ ہے اور دعوی جھوٹا ہے رب الارباب کے ساتھ تو ما و من خود مردود ہے۔

چنانچہ حضرت حلاج منصور فرماتے ہیں، بیت:

تا کہ تو دم میزنی ہمدم نئ　　　تا کہ موئی ماندہ محرم نئ

تا کہ تم دم مارتا ہے اور ہم دم نہیں ہے اور تا کہ موئی باقی ہے اور محرم نہیں ہے۔

حضرت شیخ سعدی شیرازی فرماتے ہیں:

اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز
کہ آن سوختہ را جان و آواز نہ آید

[208] (جمع الوسائل فی شرح الوسائل ج ۱ ص ۲۱۵)

این مدعیان در طلبش بے خبر اند
کہ آن را خبر شد خبرش باز نہ آمد

اے مرغ صبح کے وقت عشق کے نعرے یعنی آذان دیتے ہو تم پروانہ سے عشق سیکھ لو کہ اس نے اپنی جان کو جلایا اور اس سے آواز نہ نکلی۔ یہ مدعی لوگ طلب میں بے خبر ہیں اور جس کو خبر ہوئی اس سے دوبارہ خبر نہیں آئی۔

بیت:

ہر کہ مارا دوست دارد کافر مطلق شود　　　پیشواء خلق گردد سالک بر حق شود

جو ہمیں درست رکھتے ہیں وہ مطلق کافر ہیں وہ لوگوں کے پیشوا بن جاتے ہیں اور سالک حق کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔

لغت میں عرب لوگ کافر کو ساتر کہتے ہیں چنانچہ وہ زمین کو کافرہ بھی کہتے ہیں کہ زمین تخم گیاہ کو چھپاتی ہے اور تاریک رات کو بھی کافرہ کہتے ہیں کہ تمام چیزوں کو چھپاتے ہیں۔ اور محب محبوب کو پہنچ جاتے ہیں۔

اس بناء پر کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا:

الکافر اذا مات فی کفرہ دخل الجنۃ۔

یہاں کافر بمعنی کفارت دینا مراد ہے معنی حدیث کا یہ ہوا کہ کفارت دینے والا جب اپنے کفارہ میں مر جائے تو جنت میں داخل ہو گا۔ یعنی ہماری دوستی ظاہر و باطن میں حضور انور ﷺ کی متابعت میں ہے۔ جب حضور ﷺ سکرات دوستی میں خود اور ملک مقرب کو درمیان میں نہیں دیکھتا تو آپ کے نوکر اگر دوستی کی لاف مارے تو بدرجہ اولیٰ ہمارے دوستی کے مطابق ہوتے ہیں حضور ﷺ کا قول ہے۔ اس کا ملنا جدائی میں ہے اور جدائی ملنا ہے لقولہ علیہ السلام اتصالہ فی انفصالہ وانفصالہ فی

اتصالہ یعنی ملنا حق سے اپنے سے جدا ہونے میں ہے اور انفصال حق سے اپنے آپ سے ملنا ہے۔ پس سالک کی نظر میں اللہ کے سوا جو کچھ ہے وہ محو ہو جاتے ہیں اور اپنے آپ کو بھی غیر سمجھتے ہیں پس تمام عبارات اور اشارات اس سے پوشیدہ ہو جاتے ہیں۔ گویا کہ وہ پردہ الوہیت میں چھپ گئے مخلوق کے پیشوا کو شاید اور نام سالک کا اس پر اطلاق ہو جاتا ہے۔

چوتھی قسم توحید جس کو توحید الٰہی کہا جاتا ہے۔ اور وہ ایسا ہے کہ ازل سے اب تک اور غیب الغیوب بے نشان سے عبارت ہے کہ وہ جیسا تھا اب بھی ویسا ہے جتنا بھی انبیاء واولیاء سے کوئی عبارت کرے تو اس کو محدود بناتے ہیں اور اس کو حد خود بتاتے ہیں کہ محدود کے لئے نا محدود کی باتیں اور مفہومات لانا محال ہے کہ مصنوعات اس کے معقولات عقل میں نہیں سما سکتا تو پھر کس طرح اس پاک ذات کو کوئی اپنے عقل و وہم میں لائے چنانچہ اس فقیر کی ملحد کے ساتھ بات چیت ہوتی تھی کہ غیر کیا ہے وہ ملحد کہ اکثر مسلمانوں کو شریعت مصطفی ﷺ سے روگردان کیا تھا اور محرمات کو مباح سمجھتے تھے اور یہ تقریر ظاہر کیا کہ غیر غیر خدا کو کہا جاتا ہے فقیر نے اس کو ملامت کیا اور کہا وہ جو آنکھیں حق بین ہوتے ہیں ان کے مذہب میں غیر کیا ہوتا ہے ملحد کہ اس کے ذہن ملحدی تھا اس نے یہ اظہار کیا اور کہا کہ جیسا ایک آدمی خمیر بناتا ہے اور پھر اس سے روٹی بناتے ہیں تو روٹی کا وجود اس خمیر سے ہے اور روٹی کا درمیان خالی ہوتا ہے ایک طرف پوست ہوتا ہے اور دوسری طرف پشت اور درمیان کو مغز کہا جاتا ہے اور تمام اجزا ایک روٹی کے علاوہ کچھ نہیں ہے پس میں نے کہا کہ اس سبب سے جاہلوں کو مرید بنایا اور سیدھے راستہ سے الگ کیا اور مذہب اباحتیان انہوں نے اختیار کیا تو اس نے کہا کہ مذہب صوفیان میں تمہارے نزدیک کیا ہے۔ میں نے جواب میں کہا ہمارے صوفیاء اس طرف ہیں کہ غیب الغیوب کے متعلق ہماری معلومات اس کے نزدیک معدوم تھے اور وہ خود کہتے ہیں کہ غیر بغیر

نام کے کچھ نہیں اور جب رات کو تنزلات وحدت اعلیٰ سے اسفل تک وجود حسی پائے اس کو ممکن اور عجیب کہتے ہیں چنانچہ عراقی کہتا ہے اور انشاء اللہ میں اس کو جلد بیان کرونگا۔

نظم:

ہر گدائی مرد سلطان کے شود
ہشۂ آخر سلیمان کے شود
بوالعجب کاریست پس تادر دہی
این چون عین آنست آن کے شو
پس عجب این است کہ این مرد گدا
چونکہ سلطان نیست سلطان کے شود

ہر گدا آدمی بادشاہ کس طرح بنتا ہے۔ اور پھر آخر سلیمان کسطرح بن سکتا ہے۔ یہ تعجب ہے جب تم رہے اگر یہ عین ہے تو وہ کیا ہوا۔ پس تعجب یہ ہے کہ یہ گدا آدمی جب سلطان نہیں ہے تو سلطان کیسا بن سکتا ہے۔

اگرچہ غیر کبرائی کا محتاج ہے اور جب صفات نے تقاضا کیا جب قابلیت پیدا ہوئی گویا کہ اس میں شور پیدا ہوا اور وہ جود جو موجود تھا تو اچھے انداز پر ظاہر ہو کر غیر کا نام رکھا گیا اور اب دوبارہ اس کو راہ نظر نہیں آیا اور اس سے زیادہ تعجب یہ ہے کہ یہ غیر محل میں واقع ہے کہ جبار اسے کہتے ہیں کہ جبر کو غیر محل میں رکھے کہ اس کا ادراک اس کو نہ پہنچے کہ حق کو جبروت کہتے ہیں جب بات کو میں نے یہاں تک پہنچایا تو ملحد نے کہا کہ غیر محل کیسا ہوتا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ جب یہ خشک لکڑی یہاں دکھائی دیتی ہے اور اب اس میں میوہ نہیں اور یہ لکڑی جو درخت کے جنس سے ہے اس میں میوہ ہے

اور اس حال میں زر داڑ و میوہ کے اقسام میں ظاہر ہوتا ہے اور لکڑی میں کوئی تغیر و تبدیلی نہیں آئی اور ہر آدمی اس سے میوہ کھاتے ہیں اور میوہ کی لذت محسوس کرتا ہے اور لکڑی اس طرح ہوتی ہے جس طرح تھی اور میوہ اپنی جگہ پر ہے اس ملحد نے میرا یہ کلام سنا اور وہاں جو جاہل تھا اس نے ہنسنا شروع کیا اور قسم کھائی کہ واللہ ثم باللہ جو تم نے کہا یہ احمقی ہے اس لئے کہ جب وہاں کوئی چیز نہیں ہے اس سے صادر ہونا محال ہے اور وہاں جو لوگ موجود تھے اس کے مرید تھے اس کی باتوں سے بہت خوش ہوئے تو پھر فقیر اپنی تقریر کے بعد واپس آیا کہ اگر اس کو فرقان مجید میں یاد کیا ہو گا تو تمہیں چاہئے کہ اپنی بے دینی سے واپس ہو جاؤ اور توبہ کرو پھر تمہیں دست انابت نہیں دیا جائے گا اور لوگوں کو گمراہ نہ بناتے اس شرط پر اس نے جزماً کہا کہ قرآن مجید میں ایسا نہیں ہے میں نے کہا کہ ثمود والے لوگ چھوٹے قد والے ترک تھے اور زیادہ مالدار تھے اور پانی بہت کم رکھتے تھے اور ثمود کم پانی والے کو کہا جاتا ہے۔ اس کی وفات کے بعد صالح علیہ السلام ان کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجے گئے اور اپنی رسالت کو قوم ہود پر ظاہر کیا۔ انہوں نے قبول نہ کیا یہاں تک بیان کیا گیا ہے کہ ایک روز ان کی عید تھی اور وہاں تمام صحرا و بیابان میں جمع ہوئے تھے اور کالے پتھر کو خدا سمجھ کر عبادت شروع کی حضرت صالح علیہ السلام وہاں حاضر تھے۔ اس نے فرمایا کہ اے بدبختو پتھر ہرگز خدائی کے لائق نہیں ان تمام نے کہا کہ اے صالح ہمارے لئے معجزہ ظاہر کرو کہ اس پتھر سے اونٹ پیدا ہو جائے اور وہ اس پتھر سے جسامت میں بڑا ہو۔ اور اس اونٹنی کا بچہ بھی ہو جو اپنی ماں کے برابر ہو تو پھر ہم آپ کے پیغمبری پر گواہی دیں گے اور ہمیں اس سے زیادہ نفع ہو گا اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے فرمایا اے بدبختو کہ جو معجزہ تم چاہتے ہو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پیدا ہو گا اور اگر تم پھر ایمان نہیں لاؤ گے تو عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے اور انہوں نے مان لیا کہ ہم ایمان لے آئیں گے پس حضرت صالح علیہ السلام نے دو رکعت نماز

پڑھی اور دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد سر کو زمین پر رکھا اور اللہ تعالیٰ کی دربار میں اپنی یہ درخواست پیش کی اور وہ سیاہ پتھر جو انہوں نے اپنا بت بنایا تھا تو اس نے دردزہ کی آواز نکالنا شروع کیا جس طرح عورتیں کرتی ہیں۔ اور اس پتھر سے اونٹنی اور بچہ پیدا ہوا کہ سر و سینہ اس کے تین سو بیس گز تھا اور فصیح زبان میں حضرت صالح علیہ السلام کی رسالت کی گواہی دی کہ: لا الٰہ الا اللہ صالح رسول اللہ ان کا ایک کاریز تھا کہ ان کے پانی ایک حوض میں جمع ہو جاتا اور اس حوض کہ گہرائی انسان کے قد کے برابر تھی۔ وہاں وہ پانی جمع کرتے اور رات کو وہ پانی جمع ہو جاتا اور دن کو اپنے مویشی کو پانی پلاتے تو جب یہ دو اونٹ پیدا ہوئے تو پانی کے لئے نوبت مقرر کی ایک دن یہ دونوں اونٹنیاں پانی پیتی اور وہ حوض ان کے دودھ سے بھر جاتا اور دوسرے دن وہ مویشیوں کو پانی دیتے اور ان کے اون سے صوفے بناتے اور ان کے دودھ پیتے تو ان بد بختو اور بد عہدوں نے ایمان نہیں لایا تو ان پر ایک زمانہ گزر گیا ان میں دو پہلوان تھے اور یہ دو پہلوان وزیر کے یار کے ساتھ دو بیوہ عورتوں کے گھر گئے ان دو عورتوں کے ساتھ بہت زیادہ مال تھا ان دونوں نے ان عورتوں کو کہا کہ جلدی کر و اور ہمارے لئے قسماً قسم طعام تیار کر و ان دو بیوہ عورتوں سے ناز کے انداز سے کہا کہ تمہارا خون پکاؤں ان پہلوانوں نے کہا کہ تم نے یہ بات کیوں کہہ دی ان عورتوں نے جواب میں کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اونٹنیوں سے ڈرتے ہیں جو (صالح علیہ السلام) کے پاس ہیں ہمارے مویشی گیاہ نہیں کھاتے اور جہاں ان دو اونٹنیوں کو دیکھتے ہیں وہ ان سے ڈر جاتے ہیں اور ایک دن ان کو پانی دیا جاتا ہے ہمارے مویشیوں کے خون خشک ہو گئے ہیں تو گھی اور دودھ کہاں سے لے آئیں گے ان بد بختوں نے کہا کہ اگر ان اونٹیوں کو ہم ختم کر دیں تو ہمیں کیا ملے گا ان دو صاحب جمال و بدکار عورتوں نے کہا جو صاحب مال تھیں کہ ہم دونوں بمع اپنے مال تمہارے ہو جائیں گے۔ کہا گیا ہے کہ اس گزر گاہ جو پانی کی طرف تھی تو اس کے

قریب زمین تھی تو یہ دو ملعون وہاں گئے اور دونوں نے اس زمین میں غار بنائے اور اس غار میں چھپ گئے جب وہ اونٹنی آگئی تو یہ دونوں نکل آئے ان کے پاؤں کاٹ ڈالے چونکہ راستہ تنگ تھا اور امکان واپس اونٹنیوں کا نہ تھا اور ان دونوں نے اس کو ہلاک کیا اور جب بچہ اس کے پیچھے آیا اور اس کی ماں پڑی ہوئی تھی تو وہ بچہ بھاگ گیا اور وہ غار میں چھپ کر غائب ہو گیا ایک سال تک اور دوسری روایت کے مطابق تین سال تک اس اونٹنی کا گوشت کھاتے رہے اور یہی اونٹنی جنتی تھی اس کے گوشت میں بو نہیں تھی اور گندہ نہیں ہوتا تھا اور آسمانی بجلی سے ان لوگوں کو ہلاک کیا جیسا کہ بڑا کنواں ہوتا ہے اور اس میں پتھروں پر آگ جلتے ہیں تمام زیروزبر ہو گئے اللہ تعالیٰ کے قہر سے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فَقَالَ لَهُمۡ رَسُولُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقۡيَاهَا (۱۳) فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا (الشمس ۱۴)

ان کو ان کے رسول نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی ہے اس کو پانی دو تو انہوں نے اس کی تکذیب کی اور اس اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے۔

سورت ہود میں بھی مذکور ہے جب میں نے اس آیت مبارکہ کی تشریح کی اور میں نے کہا کہ یہ بدبختان خدا کے لئے اتنے بدائع اور اختراع ہے کہ عقل کا پروانہ سوا جلنے کے کوئی سود نہیں کہ التقدیر بحر عمیق من غمس فیہ فقد ضل تقدیر ایک گہرا بحر ہے جو اس میں ڈوب گیا تو وہ گمراہ ہوا۔

بیت:

کمال عاشقی پروانہ دارد | کہ غیر از سوختن پروا ندارد

کمال عاشقی پروانہ جانتا ہے اور بغیر جلنے کے وہ کچھ پرواہ نہیں رکھتا۔ اگر تم اس کو جھوٹ کہتے ہو تو اس اونٹنی کی ہڈیاں ابھی تک باقی ہیں کہ اس وقت تک جب حاجی لوگ حج کے لئے جاتے ہیں تو اسی جگہ شور سنتے ہیں اور بچہ اونٹنی کا بھی ہے تو تمام عالم کے ذرات سو جائیں گے تو ان میں ایک مرید ایسا تھا

کہ وہ خدائی کا دعوی کرتا تھا کہ حضرت میں نے یہ مان لیا کہ میں خدا ہوں تو مجھے خدا سے جدا کیوں بناتے ہو اور میں غلطی پر تھا کہ اپنے آپ کو خدا کہنے لگا۔

اور یہ بھی منقول ہے کہ بایزید بسطامی قدس سرہ سرزمین پر مارا اور کہا کہ اے مدعی جھوٹے لوگ تمہیں سلطان العارفین کہتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ (الأنعام ۹۱)

کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ کی جو اس کا حق ہے۔

پس بایزید نے کہا کہ ایک دن ایک جوان آیا اور بار بار کہتا رہا جب میں نے اس کی طرف نگاہ کی تو جوان نے کہا کہ بایزید مجھے اگر اپنے پوستین سے ایک ٹکڑا عنایت کر دے تو میں تبرک کے طور پر اپنے کپڑوں میں سی دونگا تو میں نے کہا کہ اگر میں اپنا پوست بھی نکالوں اور تمہیں دے دو تو تم بایزید نہیں بنوگے جب تک تو میری طرح ریاضت نہ کروگے جوان نے کہا کہ مجھے اپنی ریاضت میں سے بتادو میں نے کہا کہ میرا مجاہدہ یہ ہے کہ ایک دن میں نے تہجد میں سستی کی میں نے سوچا کہ میں نے اپنا وظیفہ سے پہلے پانی پیا ہے اس کے بعد میں نے قسم کھائی کہ ایک سال تک میں پانی نہ پیونگا۔ جب میری زبان تشنگی سے باہر آئی اور خشکی بھی باہر آئی تو میں نے ٹھنڈا خاک لیا اور دوبارہ اپنی جگہ گیا اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کر دے یہ مقام خاصان کا ہے اور عام لوگوں کے لئے اس میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اور تیرہ سال میں نے اپنے نفس کو بند کیا اور چھ سال آگ کے بوتہ میں رکھا جو مجاہدات اور ریاضات میں اس کو پگھلایا تو آئینہ بنا اور پھر تین سال اس کو صیقل ریاضات سے میں نے زنگ دور کیا پھر اس کے بعد تین سال ریاضت اور تزکیہ نفس وتصفیہ نفس ودل کو روشن کیا اور صاف بنایا کہ میرا وجود معنی کے لحاظ سے نہ کہ صورت کے لحاظ سے چڑیا بن گیا اور تیس ہزار سال جو صوفیاء کا

طریقہ ہے روح میں باطنی طور پر پرواز کیا اور تیس ہزار سال توحید میں اور تیس ہزار سال الوہیت میں تو یہ نوے ہزار سال بنے تو بایزیدی مجھ سے گیا اور میں نے اپنے آپ کو منتہی جانا اور چند تاروں کا زنار میں نے گردن میں اویزان کیا اور پھر بیٹھ گیا میرے سر کے اوپر ہاتف نے آواز دی اور مجھے ملامت کیا کہ عرفتنی وماعرفت حبیبی فارجع الیہ کہ تم نے مجھے پہچانا لیکن میرے حبیب کو نہ پہچانا اس کی طرف پھر لوٹو۔ تو ان تاروں کو میں نے گردن سے الگ کیئے اور شش ہزار سال میں نے فردانیت میں پرواز کیا اور میں نے دیکھا کہ میرے اور حبیب کے درمیان دو قدم رہ گئے اور میں نے چاہا کہ قدم آگے بڑھاؤ تو میں نے ہزار میں ہزار دریا آگ کے قہاری اور جباری میں دیکھے کہ ایک بایزید کیا ہے اگر ہزاروں میں ہزار بایزید بھی ہوں تو وہ معدوم اور پگھل جائے گا میری ہمت کم تھی اور واپس ہوا پس اے بھائی جہاں اولیاء کا انتہا ہے وہاں انبیاء کا ابتدا ہے کہ وہاں ایک قدم جانا بایزید کی طاقت نہ تھی اس کا نام وحدیت ہے اور جہاں حضرت رسالت پناہ ﷺ کی ابتداء ہے تو وہاں جملہ انبیاء کی انتہا ہے اور اسی قدم کو وحدت کہا جاتا ہے پس گویا کہ ذات سے کوئی بھی ایک حرف کہنے کی مجال نہ تھی۔

چنانچہ حضور انور ﷺ نے فرمایا:

سُبۡحَانَکَ لَا أُحۡصِي ثَنَاءً عَلَيۡکَ أَنۡتَ کَمَا أَثۡنَيۡتَ عَلَى نَفۡسِکَ۔[209]

پاکی ہے تمہارے لئے کہ میں آپ کی تعریف نہیں کر سکتا جس طرح تم اپنے نفس کی تعریف کر سکتے ہو۔

پس جب وہ نازنین کونین ﷺ نے اپنی زبان در شار سے ایسا حمد اور ثنا حق تعالیٰ کے متعلق واضح فرمایا ہے کہ وہ شمار میں نہیں آسکتا اور آپ نے اپنی زبان سے کنہ ذات کے متعلق زبان کو کوتاہ کیا اور عذر پیش کیا ملامتی میں۔

---

[209] (مرقاۃالمفاتیح ج ۱ ص ۶۷)

قاضی حمد الدین ناگوری قدس سرہ نے فرمایا ہے۔ بیت

ناطقہ خوش سرائے عاجز مدح تو شد

لاجرم آغاز کرد زمزمہ اختصار

اس دنیا میں آپ کی تعریف سے لوگ عاجز ہیں اور خواہ مخواہ اس کو شروع کر کے زمزمہ کو مختصر کیا۔

پھر آگے فرمایا:

قال غیرہ سبحان من تحیر فی ذاتہ سواہ

عقل و خرد بکنہ کمالش نبرد راہ

دوسرے نے کہا پاک ہے وہ جس کی ذات کے متعلق حیران ہیں اس کے سوا اور عقل و ہوش اس کے کمال کی ماہیت کو نہیں پہنچے۔

کیمائے سعادت میں امام غزالی نے فرمایا ہے کہ اللہ اکبر کا یہ معنی ہے کہ وہ برتر گفتار اور عرفان مخلوق ہے۔ اور فرمایا ہم ایک ہیں اور تو احد ہے اور میں وحدہ ہوں اور وہ حامد ہے اس رمز کی تائید میں ہے۔ پس اہلسنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو حق شناسی جانے کہ ہمارا حق کو جاننا یہ ہے کہ ہم ایک کہیں اور ایک سمجھیں اور ایک کا عقیدہ رکھیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: إِنَّمَا اللّٰهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ (النساء ۱۷۱) جبرئیل علیہ السلام نے سنا اور محمد ﷺ نے اعتقاد رکھا تاکہ تم گمراہی کے چکر میں نہ پھنسو گے اور جب کمال معرفت کا انبیاء کے سردار نے عاجز ہونے کا اقرار کیا تو آپ زیادہ عاجز ہیں اور ملحدوں کی طرح جھوٹ کا دعویٰ نہ کرو تاکہ تم سنی مومن بن جاؤ۔

نظم:

بصحرائے عدم خوش خفتہ بودم
مرا با نیستی خویش خوش بود
زخواب خوش مرا بیدار کردی
نمی دانم ترا زین چیست مقصود

کہ میں عدم کے صحراء میں خوشی سے سویا ہوا تھا اور میں اپنے نیستی میں خوش تھا۔ مجھے اس اچھے خواب سے بیدار کیا اور میں یہ نہیں جانتا کہ اس سے کیا مقصود ہے۔

حق کی طرف سے جواب یہ ملا:

بصحرائے عدم خوش خفتہ بودی
زبہر معرفت بیدار کردم
زخواب خوش چو تو بیدار کردی
یقین می دان ہمین بودہ است مقصود

تم تو عدم کے صحراء میں سوئے ہوئے تھے تو اپنی معرفت کے لئے میں نے بیدار کیا۔ اور اس اچھے خواب سے جب تمہیں بیدار کیا تو یقین جانئے کہ یہی مقصود تھا۔

دوسری فصل
ایمان کے متعلق

جان لو اے میرے عزیز کہ ایمان لغت کے اعتبار سے ادخال النفس فی الامانة نفس کا داخل کرنا امانت میں۔ اور شریعت میں یہ ہے کہ تصدیق النبی بما جاء بہ من عند اللہ یعنی جو نبی کریم ﷺ نے لایا ہے اللہ کی طرف سے اس کی تصدیق کرنا۔

اور اصطلاح صوفیان میں یہ ہے کہ اپنے آپ کو حقیقت ایمان کے سپرد کرنا ہے پس امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایمان عام ہے اور مجمل ایمان کافی ہے چنانچہ یہ کہے کہ خدا ایک ہے اور محمد ﷺ برحق ہے اور جو کتابیں آسمان سے نازل ہو چکی ہیں انبیاء علیہم السلام پر تمام حق ہیں اور درست ہیں اور یہ ایمان اس کے لئے کافی ہے۔ اور اگر مؤمن اس ایمان پر ثابت قدم ہو کر مرے تو وہ نجات پائے گا عذاب قبر سے اور عذاب ابدی اور دوزخ سے۔

چنانچہ تفسیر جلالین میں ذکر ہے اس آیت کریمہ کے معنی میں:

يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ (ابراھیم ۲۷)

اللہ تعالیٰ مضبوط کرتا ہے اس قول سے جو ایمان لائے ہیں زندگی اور آخرت میں۔

جلالین میں ہے کہ مراد آخرت سے قبر ہے کہ دو فرشتے آتے ہیں اور پوچھتے ہیں من ربک، و من نبیک، و ما دینک تمہارا رب کون ہے، اور تمہارا نبی کون ہے اور تمہارا دین کونسا ہے۔ تو جب مؤمن موحد یہاں اقرار و تصدیق مضبوط رکھتا ہے تو وہاں کہتا ہے کہ میرا اللہ تعالیٰ رب ہے اور وہ واحد ہے اور میرا نبی محمد ﷺ ہیں اور میرا دین اسلام ہے پس ایمان عمل کے بغیر اور عمل بغیر ایمان کے نہیں ہے اور جو عمل کو ایمان سے غیر جانے قیامت کے دن میں جب حشر شروع ہو گا تو اس کی پیشانی پر لکھا ہو گا: ھٰذا یأس عن روح اللہ و لا ینال شفاعة رسول اللہ۔ کہ یہ روح اللہ سے ناامید ہے اور

حضور ﷺ کی شفاعت نہ پائے گا۔ پس اگر کوئی اللہ تعالیٰ کو پہچانے جیسا کہ حق ہے اور رسول اللہ ﷺ سے روگردانی کرنا اور جو آپ نے اللہ تعالیٰ سے لایا ہے قبول نہیں کیا تو وہ کافر ہے۔

کیونکہ اہل کتاب کے متعلق یہ وارد ہے:

يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ (البقرة ١٤٦)

اس رسول کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔

پس ایمان کی پہچان یہ نہیں کہ فرعون نے پہچانا تھا اور اس نے اس پر عمل نہ کیا اور دوزخ میں گیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ دحیہ کلبی بادشاہ عرب میں سے تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ اس نے جنگ کی تھی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو اس سے زیادہ تکلیف اور زحمت اٹھانی پڑی تو وہ جب خود حضور انور ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا کہ وہ ایمان کی دولت سے مشرف ہو جائے وہ حضور ﷺ کے سامنے کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھے ایمان پیش کرو تاکہ میں مسلمان ہو جاؤں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ کہو **اشھد ان لا الٰه الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ** جب اس نے یہ کلمہ پڑھا تو تمام تابع لوگوں نے بھی یہ کلمہ پڑھا۔ دحیہ کلبی رونے لگا تو جتنا کہ اس کو منع کرتا لیکن وہ منع نہ ہوا اور یہ عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ ﷺ میں نے اتنے گناہ کئے ہیں کہ میرے دل کو آرام نہیں ملتا حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے گناہ کیا ہیں تو اس نے عرض کیا کہ ہمارے ملک میں یہ ایک رسم تھی کہ ایک لڑکی جو دس سال کی ہوتی اس کو اچھے لباس اور زیورات سے آراستہ کرکے بیابان کے ایک کنویں میں ڈالتے اور وہ اس کنویں میں ہلاک ہو جاتی میں تو ان کا بادشاہ تھا مجھے یہ شرم لاحق ہوئی کہ میں اپنی لڑکی کس کو دیدوں تو ستر لڑکیوں کو میں نے اپنی تلوار سے مار ڈالا جب اس نے یہ سنایا تو حضور ﷺ بمع تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رونے لگے تو اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے دربار سے حضور انور ﷺ کی بارگاہ میں

پیش ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور اپنے جلال سے قسم لی ہے کہ جب یہ دحیہ کلبی میری وحدانیت اور آپ کی رسالت پر گواہی دے اور جو اس نے بے گناہوں کا خون کیا ہے اور چھ سو ہزار گناہ کبیرہ اس کو بخش دیئے اور اس کو معاف کیا اور جنت جائے گا اور میں اپنے دیدار سے بھی مشرف کرونگا۔ اس لئے کہ اذا صالحت عبد لم اسأله مضی جب میں کسی بندے کی صلاح کروں تو اس کے پچھلے گناہوں کے متعلق نہیں پوچھتا۔

پس اے بھائی کہ ایمان امان ہے اور اپنے آپ کو بے شک جانو اور اگر کوئی انشاء اللہ ایمان کہے گا تو بقول امام اعظم رضی اللہ عنہ وہ کافر ہوا (اس لئے کہ انشاء اللہ شک کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور ایمان میں شک نہیں ہو سکتا) ایمان مخلوق ہے۔

اور اس پر اللہ تعالیٰ کی آیت دال ہے:

وَاللّٰہُ خَلَقَکُمۡ وَمَا تَعۡمَلُوۡنَ (الصافات ۹۶)

اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو بھی پیدا کیا۔

اس لئے کہ ایمان اقرار و تصدیق ہے اور اقرار و تصدیق بندے کا فعل ہے اور بندہ مخلوق ہے تو اس کا فعل بھی مخلوق ہوا۔

بستان میں ابو اللیث سمرقندی نقل کرتے ہیں کہ یہ بات غلط ہے کہ جو بعض کہتے ہیں کہ ایمان لا الہ الا اللہ ہے، اور لا الہ الا اللہ قرآن سے ہے اور قرآن غیر مخلوق ہے تو ایمان غیر مخلوق ہوا اس لئے کہ قرآن مومن بہ ہے نہ کہ ایمان اور سات چیزیں کہ مومن بہ ہیں اگر کوئی ان تمام پر یقین کرے اور یہ اقرار و تصدیق ہے تمام کا۔ پس اگر ان میں سے ایک کی تصدیق اقرار نہ کرے تو کافر ہے پس اللہ تعالیٰ اور اس کی کتابیں و تقدیر یہ غیر مخلوق ہیں اور فرشتے و رسول اور روز قیامت مخلوق ہیں اور

بعث بھی مخلوق ہے پس ایمان لانا غیر مخلوق اور مخلوق پر دونوں برابر ہیں۔ اور ہدایت جو توفیق الٰہی ہے اور بندہ کے لئے اجازت ہے۔

اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ (البقرۃ ۲۵۷)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لاتے ہیں جو ان کو ظلمت سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتے ہیں۔

پس وہ ہدایت اللہ غیر مخلوق ہے اور ایمان حاصل نہیں ہوتا مگر اخلاص سے حاصل ہوتا ہے اور اخلاص حاصل نہیں ہوتا مگر نیت سے تو نیک اخلاص کے چار اقسام ہیں۔ ایک اخلاص عام ہے کہ اپنے باطن کو کفر و شرک سے پاک رکھے اور زبان سے بھی کہے تو وہ اس آیت کے ضمن میں داخل ہیں:

يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ (ابراھیم ۲۷)

اس میں انبیاء و اولیاء اور عام مخلوق برابر ہیں اگر کوئی ایک ذرہ بھی امر و نہی شرع سے منکر ہو جائے تو کافر ہو جاتا ہے۔

حضور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا قول ہے:

الایمان کالوضوء والکفر کالحدث۔

ایمان وضوء کی طرح ہے اور کفر پلیدی کی طرح ہے۔

دوسری قسم اخلاص خاص ہے۔ اور یہ تسلیم ہے کہ غیر اللہ پر تکیہ نہ رہے اور اپنے دل کو اس کے سپرد کرے چنانچہ توحید علمی حاصل نہیں ہوتی مگر قلب سلیم سے حاصل ہوتی ہے۔

چنانچہ نقل ہے کہ ایک روز شیخ احمد خضرویہ قدس سرہ کہ اس کے ہزار مریدین تھے وہ حج کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے گئے کہ اچانک اس کے پاؤں میں ایک کانٹا چب گیا اس سے آپ کے پاؤں پر ورم آگیا اور اس ورم سے پیپ نکلتا تو زمین تر ہو جاتی جب مریدوں کو پتہ چلا تو اس کے پاؤں کو پکڑ کر

اس کانٹے کو نکالا تو جب طواف مکہ سے واپس ہوئے اس نے کہا کہ ہم جائیں اور بایزید کو اس کے حج کی خوشخبری دیں اس لئے کہ زیارت اولیاء حج مساکین ہے تو جب شیخ سے ملاقات کی تو ملاقات کے بعد حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا کہ وہ نعمت جو پاؤں کے ذریعہ تمہیں ملی اس کو کیا کیا تو اس نے جواب دیا کہ مریدوں نے اس پاؤں سے وہ حاصل کی اس نے فرمایا کہ تم نے کیوں حاصل نہ کی اس نے جواب دیا کہ رضاء اپنے رضا پر گماشتہ تھا پس حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے مشرک تم نے دو رضا حاصل کی ایک رضا اپنے کی اور ایک رضا اس کی۔ پس اخلاص خاصان دل کو اضافتوں سے خالی کرنے کا نام ہے اور اخلاص خاص الخاص وجود کی نفی ہے اور اللہ تعالیٰ کی بقاء ہے۔

جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے:

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ۔[210]

جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا۔

تو محقق لوگوں کا قول اس پر ہے کہ کسی نے اگر اپنے نفس کو غایت نیستی میں پہچانا تو اس نے غایت ہستی میں رب کو پہچانا۔ اور یہ تعلق خدمات سے ہے تاکہ اس کا دل اس کی ہستی اور اس کے لوازمات سے خالی کر دے۔

بیت:

من بے چارہ ازین گونہ نہ خود آمدم
می کشد جاذبہ عشق بسوی تو مرا

میں بے چارہ اس قسم سے خود نہیں آیا ہوں جذبہ عشق نے مجھے تمہاری طرف کھینچا لیا۔

---

210 (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۹۱)

نہ کہ ملحدوں کے طرز پر کہ تقلید فاسدی صورت اختیار کر کے اپنے دل میں فساد پیدا کیا ہے اور اپنے آپ کو اس وادی کفر و ضلالت میں ہلاک کرتے ہیں۔

اس لئے تو حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

اگر از کوہ فرد افتد سنگی

نہ عارف است کہ از راہ سنگ بر خیزد

اگر کوئی پہاڑ سے پتھر گرائے تو یہ عارف نہیں ہے کہ راستہ سے پتھر اٹھایا۔

پس عارف کے لئے تسلیم ہے نہ کہ لوگوں کو تکلیف و آزار پہنچانا ہے۔ اور اخلاص خاص الاخص انبیاء علیہم السلام کا ہے اور حضور انور ﷺ کے لئے ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب نمرود نے مجانیق میں ڈالا اور ہوا میں پھینکا اور اس کے لئے آگ جلائی گی اور اس آگ کا عرض چار میل کا فاصلہ تھا اور جب وہ آسمان کی فضاء میں چلے گئے اور لوگوں کی آنکھوں سے غائب ہو گئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام ان کے پاس آئے اور کہا کہ اگر آپ حکم دیں تو پچاس رسن دیوار ان پر گرا دوں تا کہ تمام دیوار کے نیچے ہلاک ہو جائیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ یہ تم کہتے ہو یا اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں یہ کہتا ہوں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے ساتھ میرا کچھ کام نہیں ہے اور میرا کام صرف خدا تعالیٰ سے ہے اس کے بعد حضرت اسرافیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اگر آپ حکم دیں تو میں بنسری بجاؤں گا تو تمام ہلاک ہو جائیں گے اور آپ کو آسمان پر لے جاؤں گا پھر آپ نے پوچھا کہ یہ تم کہتے ہو یا اللہ تعالیٰ تو اس نے کہا کہ میں کہتا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ میرا تمہارے ساتھ کچھ کام نہیں میرا کام صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ پھر اس کے بعد حضرت میکائیل علیہ السلام آئے اور یہی بات پیش کی کہ اگر مجھے حکم دیں گے تو دریاؤں کو لا کر اس آگ اور

لوگوں کو ہلاک کر دونگا تو اس کو بھی وہی جواب دیا جو پہلے دونوں کو دیا تھا۔ اس کے بعد حضرت عزرائیل علیہ السلام آئے اور یہ کہا کہ مجھے حکم دیں تو میں تمام کی جان قبض کرونگا اور آپ کو نجات دلاؤں گا اس کو بھی وہی کہا جو تینوں سے کہا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دل غیر اللہ سے ایسا خالی تھا کہ اس میں کوئی گنجائش نہیں تھی اور وہ اخلاص کامل طور اس کو حاصل تھا۔ جب اس کے پاؤں کو زنجیروں سے جکڑ دیا اور ہاتھ اور پاؤں باندھ لئے اور ایک لمحہ میں وہ جل جاتا تو جب انہوں نے اس کو آگ میں ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر آگ گلزار کی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قُلْنَا يَانَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَى إِبْرَاهِيمَ (٦٩) وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ (الأنبياء ٧٠)

ہم نے کہا کہ اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی ہو ابراہیم علیہ السلام پر انہوں نے تو مکر کا ارادہ کیا تو ہم نے ان کو ذلیل ٹھہرایا۔

اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا کہ میرے دوست کے لئے سرد ہو جا تا کہ وہ آگ کی حرارت سے سلامت رہیں۔

وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما لو لم یقل ذالک ای سلاما لاھلکه ببرد۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ سلامانہ کہا ہوتا تو وہ سردی سے ہلاک ہوا ہوتا۔

تو معنی یہ ہوا:

ان اللہ تعالی نزع غنہا طبعہا علیہ من الحر و الاحراق و ابقاہا علی الاضاءۃ و الاشراق کما کانت و ھو علی کل شیء قدیر۔

اللہ تعالیٰ نے آگ سے طبیعت کو نکالا جو گرمی اور جلانا ہے اور باقی رکھا اس میں روشنی اور چمک جس طرح کہ اس میں موجود تھا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے جو وہ چاہے۔

کید کا معنی احراق ہے پس ان کو ذلیل بنایا۔ فارسل علی نمرود وقمہ البعوض فاکلت لحومھم وشربت داءہم ودخلت البعوضۃ فی دماغ نمرود فاھلکتہ۔ نمرود کی طرف بھیجا اس کی قوم کو مچھر تو انہوں نے ان کے گوشت کھائے اور ان کا خون پیا اور ایک مچھر نمرود کے دماغ میں داخل ہوا تو اس کو ہلاک کیا۔ اور ابراہیم علیہ السلام کو میں نے نجات دی۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور معلم و مقصود کائنات ﷺ سے پوچھا کہ: مالایمان؟ ایمان کیا ہے؟ تو حضور ﷺ اس وقت مستغرق تھے کہ اضافات وجود بشریہ اس سے الگ نہیں ہوا تھا تو آپ نے جواب دیا: و اللہ اعلم پھر جب اس خطرناک دریا سکر سے ساحل محو کی طرف آیا تو فرمایا الایمان کہ اگر ایمان لانے والے اس کے متعلق پوچھے جو کہ مؤمن جانے وہ سات ہیں: اٰمنت باللہ و ملائکتہ و کتبہ۔ میں نے اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں پر ایمان لایا آخر تک جو آمنت باللہ ذکر ہیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو اس آفتاب سے منور تھے۔ اس لئے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ روشن تھا کہ حضور ﷺ ان مراتب کو پہنچے ہوئے ہیں اس لئے پوچھا کہ وہ کرشمہ بھی سنے لیکن حضور ﷺ نے فرمایا: و اللہ اعلم کہ حقیقت ایمان خود جانا اور عصمت سے دوست سے

ملنا اور اشارات وعبارات سے زبان کو بند کرنا تا کہ اس کی عصمت اور دونوں جہانوں کے مضمرات سے حفظ وامان میں رہے۔

حدیث میں ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق میں رکھا اور ہوا میں چھوڑا تو ایک پرند جس کو عندلیب کہا جاتا ہے یعنی بلبل اس کے ساتھ اس منجنیق میں بیٹھ گئی تو غیب سے آواز آئی کہ اے کمزور بلبل تمہارا مطلب کیا ہے کہ اس ہلاکت والی جگہ میں بیٹھ گئی ہو بلبل نے کہا کہ تمام دنیا میں ایک خلیل اللہ ہے اور اب اس کو دشمنان حق آگ میں ڈالتے ہیں تو میں بھی چاہتی ہوں کہ دوست حق کے ساتھ آگ میں جاؤں یہ اس کے ساتھ دوستی کا ثبوت ہو گا۔ جب آگ ابراہیم علیہ السلام پر سرد ہو گئی لکڑی نہیں جلی اور درخت سبز ہو گئے تو وہی بلبل ان درختوں کی شاخوں میں تسبیح حق پڑھنے لگی چنانچہ ملامتی یہ ہے کہ نمرود کی بیٹی کھڑکی میں بیٹھی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حال دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بچایا تو اس لڑکی نے بھی ایمان لایا اور یہ کہا کہ: لا الٰہ الا اللہ ابراھیم خلیل اللہ کہ دین پیغمبر بر حق ہے اور کافروں کا دین باطل ہے اور اس ملعون کو خبر دی گئی کہ تمہاری بیٹی ایمان لائی ہے نمرود نے کہا کہ اس کو بھی منجنیق میں رکھ کر آگ میں ڈال دو تو اللہ تعالیٰ کا حکم حضرت جبرئیل کو ہوا کہ اس کو ہوا میں پکڑو اور سراندیپ پر اتارو۔

حدیث شریف میں ہے کہ تین عورتیں ابھی زندہ ہیں ایک نمرود کی بیٹی دوسری حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن اور تیسری حضرت خضر علیہ السلام کی والدہ عاصفا، باصفا، ساہرہ یہ تینوں ایک جگہ میں عبادت کرتی رہتی ہیں۔

حضرت امیر حمزہ ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہما کے متعلق کہا گیا ہے کہ جب وہ پیدا ہوئے تو جو ایک ماہ بڑھتا ہے وہ ایک دن میں اتنا بڑا ہوتا تھا اور جب دوسرا ایک سال میں بڑا ہوتا ہے تو وہ ایک ماہ میں اتنا بڑا ہوتا تھا اور جب بالغ ہوا تو تمام زمین کا پہلوان بنا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک دیو تھا اس کو دیو سفید کہا جاتا تھا اور اس نے اپنے پاؤں کے نیچے سونے کی اینٹ رکھی ہوئی تھی اور یہ کہتا تھا کہ جو میرا پاؤ اٹھا دے یہ سونا اس کا ہو جائے گا جب حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے اور اس کا پاؤں ایک ہاتھ سے پکڑ کر اٹھایا ایسا دوڑا کہ نظر نہیں آیا اور سونے کی اینٹ اپنے اسباب کے ساتھ عمر کے اسباب میں رکھ دی جو اس کا دوست تھا اور عمر پہلوان تھا کہ اس کا قد چالیس گز تھا اور تمام مخلوق کو دین ابراہیم میں داخل کرایا اور عمر تیر و کمان چھوٹے رکھتا تھا کہ آپ کا تیر برچھی تھا اور کمان گمانکر تھا بلکہ اس نے لکڑی سے بنایا تھا اور ٹوپی کاغذ کا سر پر رکھتا تھا اور مقابلہ کے وقت جو دشمن اس کے پاس آتا تھا تو عمر چالیس گز کو دلگاتا تھا اور تیر کو تیز کرتا اور دشمن کے آنکھ پر مارتا حضرت حمزہ کو کوئی طاقت گھوڑے کا نہیں رکھتا تھا اور کوئی کمان بھی اس کے ہاتھ برابر نہیں لگتا تھا اور عمر جو اس کا یار تھا بیابان گیا کہ براق کا بندوبست کرے اچانک ایک وادی میں چلا گیا وہاں ایک قلعہ تھا اور اس قلعہ میں ایک سہم ناک گھوڑا دیکھا کہ کوئی گھوڑا بھی اس پر سبقت نہیں کر سکتا تھا سبز زین اس پر ڈالا ہوا تھا کہ اس کا اٹھانا نہیں چاہتا تھا اور تمام براق اس قسم کے تھے اور اس کے قریب ایک پتھر پر لکھا ہوا تھا کہ جو کوئی یہ گھوڑا زین کرے اور اس براق کو اٹھائے تو یہ اس کا ہو جائے گا اور یہ کوئی بھی نہیں کر سکتا سوا عبد المطلب کے بیٹے حمزہ کے اور یہ براق حضرت مہتر اسحاق علیہ السلام سے رہ گیا تھا جب عمر واپس آیا اور حضرت حمزہ کو یہ واقعہ سنایا تو حضرت حمزہ روانہ ہوئے جب دہاں پہنچے تو گھوڑے کو دیکھا کہ چراگاہ کو خود آیا تو حضرت حمزہ نے اس گھوڑے

پر حملہ کر کے پکڑ لیا۔ کہا جاتا ہے کہ تین دن وہ پکڑنا نہیں دیتے تھے اس کے بعد اس کو زبون کیا گیا پھر پکڑا اور فورا اس پر لجام اور زین ڈال دیا اور تلوار کو باندھا اور تمام سامان جنگ سے آراستہ ہوا اور گردن میں ڈھال رکھا اور سوار ہوا عمر چالیس گز کو دپڑا اور چلا گیا اچانک اس نے سر راہ چھ ہزار لشکر کو دیکھا کہ راستہ کو دیکھ رہا تھا اور اس لشکر کا سالار پہلوان تھا عمر اس کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ یہ سوار کون ہیں اس نے کہا کہ خداوندا یہ راستہ ہے اس نے کہا کہ میں خداوند نہیں ہوں وہ ہیں اس نے کہا کہ خداوند وہ ہے جو ایمان سے مشرف ہوا ہو اور عبد المطلب کا بیٹا امیر حمزہ ہے وہ ملعون غصہ ہوا اور اپنے لشکر کو تیار کیا اور سامنے آیا اور جو اس کے سامنے آتا عمر اس کو ہلاک کرتا اور اس کے آنکھوں میں تیر نگل دیتے جب پہلوان نے دیکھا کہ یہ تمام کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس کے سامنے آیا تو عمر نے کہا کہ حمزہ اس پہلوان سے خود مقابلہ کرو جب مقابلہ ہوا تو سب سے پہلے پہلوان نے حملہ کیا امیر حمزہ نے ڈھال کو سپر رکھا اور اس نے ڈھال پر وار کیا پھر حضرت حمزہ نے گرز کو اٹھایا اور اس کے گردن پر مارا تو وہ گھوڑے سے نیچے گر گیا تو امیر حمزہ نے کہا کہ تمہارا سر لے جاؤں یا تم قبول کروگے کافر نے کہا کہ اسلام کو مجھ پر پیش کرو۔ امیر حمزہ نے کہا: کہو لا الہ الا اللہ ابراھیم خلیل اللہ اور وہ تمام چھ ہزار لشکر مسلمان ہوگئے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ستر ہزار نوشیر ان عادل کے لشکروں کو مسلمان کیا یہاں تک کہ پریان کو ایک دوسرے کے ساتھ دشمنی تھی اور دوسری طرف جو کمزور تھے وہ امیر حمزہ کے ساتھ ہوگئے ان کی جگہ دریائے عمان کے دوسری طرف تھی تو امیر حمزہ نے پریان کے دیوان کے ساتھ جنگ کی اور اتنے لوگوں کو قتل کیا کہ اس کو حساب میں لانا مشکل ہے۔ ان کو شکست دی اور ان کو عاجز کر دیا اور حضرت امیر حمزہ کے سامنے پیش ہوئے تو ان جنوں اور پریوں اور دیوان بدبخت کو اپنے ساتھ کیا کہ امیر حمزہ کو اس علاقہ سے پار کرے اور وہ جو عداوت رکھتے اس جگہ دریا کے کنارے رہ گئے

الغرض جب ایک گاؤں پہنچا وہاں حضرت خضر علیہ السلام سے ملا اور دیکھا کہ مغرب کی طرف دریائے آتشین آتا ہے اور دریائے شور کے ساتھ مل جاتا ہے بے علاج ہوا کہ میں کس طرح جاؤں گا راہ گزر کو بھی نہ پایا حضرت خضر علیہ السلام کی ماں کے پاس گیا اور وہاں دیکھا کہ دو لڑکیاں اس کے پاس اور ہیں جو اس کے پاس بیٹھی ہوتی تھیں ان سے پوچھا کہ علاج دریا آتش اور دریا عمان کیا ہے کہ اس کو عبور کروں چونکہ میں ملک سے دور آیا ہوں میری راہ نمائی کریں اس نے کہا کہ دریا آتشین میں پرندے ہیں پرندوں کو سمندر بھی کہا جاتا ہے ان کو مار ڈالو اور پکاؤ اور اس میں پانی ملا کر اپنا تمام بدن پر ملو اور اپنے گھوڑے پر بھی ملو تو اس سمندر آتش کا پانی تمہیں کوئی تکلیف نہیں دے گا اور اس سمندر نامی پرندوں کے پوست بادشاہ لوگ روپاک بناتا ہے اور جب دھن دار ہو جائے تو آگ پر رکھو اس کی چکناہٹ دور کرے گی اور وہ پاک ہو جائے گا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کئی ہزار درم اس کی قیمت ہے تو حضرت امیر حمزہ جب دریائے آتشین اور آب کی طرف روانہ ہوا تو غرق نہیں ہوا اور وہاں دریا کو عبور کیا جو اس میں جزیرہ بھی تھا گھوڑے کو دیکھا کہ اس کو صغیر دیوزادہ کہا جاتا تھا اور وہ گھوڑے پر کھتے تھے ان میں سے ایک کو پکڑا اور تین دن میں ماء النہر لے آیا اس حکایت سے یہ مطلب تھا کہ اس میں توکل اور اخلاص تھا اور جو شخص اخلاص کے ساتھ خدا اور مردان حق سے عصمت تلاش کرئے تو وہ محروم نہیں ہو گا۔ چنانچہ نقل ہے کہ جب حضرت مہتر نوح علیہ السلام کشتی کو بنا رہے تھے تو اس وقت ایک بوڑھی عورت تھی اور یہ کہتی تھی کہ طوفان کے وقت مجھے نہ بھلاؤ تو جس وقت کشتی بنی اور پانی نے جوش مارا اور آسمان سے بھی پانی نازل ہوا کہ تمام ملک پانی سے غرق ہوا اور ہر پہاڑ سے بھی چالیس گز پانی اوپر چڑھ گیا حضرت نوح علیہ السلام کا ایک بیٹا تھا جس کا نام کنعان تھا تو اس نے کہا کہ میں بلند پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا مجھے پانی غرق نہیں کرے گا تو جب کشتی کنعان کے قریب ہوئی تو نوح علیہ السلام

نے فرمایا: يَابُنَيَّ ارْكَبْ مَعَنَا (ھود ۴۲) تو کشتی سرنگوں ہوئی تو حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کشتی کو ٹھیک کیا اور کہا کہ خدا کے دشمن کو کیوں یہ کہا اگر متوجہ نہ ہوتے تو اس کشتی کو غرق کرتا۔ غیب سے آواز آئی کہ یہ کشتی پہاڑ کے نیچے لاؤ اس پہاڑ کا بڑا رتبہ ہوگا تو دنیا کے تمام پہاڑوں نے یہ گمان کیا کہ وہ ہمارے ہاں آئے گی اور کوہ جودی کو یہ گمان نہ تھا تو اسے کہا گیا کہ یا جودی تم نے کیوں آرزو نہ کیا یارب میں ہوں کہ آپ کے دوست کی کشتی مجھ پر ٹھہرے گی اللہ تعالیٰ سے کہا گیا کہ ہاں میں چاہتا ہوں کہ آپ پر وہ قرار پکڑے گی کیونکہ تم نے عاجزی پیش کی تو جب وہ بوڑھی عورت نیند سے بیدار ہوئی چھ ماہ اور نو دن کے بعد تو دیکھا کہ گاؤں اور شہر کا کوئی نام ونشان بھی نہیں ہے۔ اور تمام دنیا کو پانی نے خراب کیا ہے تو وہ بوڑھی عورت حیران ہوئی تو اس کا گھر اور گائے اور گائے کا بچہ اور گھر کا سامان برقرار ہیں تو جب جودی کی طرف دیکھا تو حضرت نوح علیہ السلام اور اس کے عیال کو دیکھا تو وہی کو لے کر اس کے پاس پہنچی حضرت مہتر نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کیا جانتی ہو کہ دنیا سے کیا ہوا طوفان بھی گزر گیا اور میں نے تمہیں بھلایا تھا اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے اخلاص سے تجھے محفوظ رکھا۔

جان لو اے عزیز کہ اخلاص دونوں جہانوں کے لئے نجات ہے اور یہ نہ حسب اور نسب سے تعلق رکھتا اور نفاق دونوں جہانوں کی ہلاکت ہے اور نسب سے نجات نہیں ہے جو کہ کنعان نے نہیں پایا۔

نیت کی چار اقسام ہیں ان میں سے ایک نیت عوام کی ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے جو مؤمن کوئی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے تو وہ مؤمن نہیں ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ہم اس نیت میں بہت پریشان ہوتے ہیں کیونکہ ہر ایک چاہتا

ہے کہ میری بیوی اور بچے وگھوڑا وسلاح یہاں تک کہ جوتوں تک ہماری چیزوں سے زیادہ کسی کا بہتر نہ ہو حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ میں یہ طریق نہیں کہتا میں وہ کہتا ہوں کہ زمین کے کسی حصہ میں ایک کافر ہو جائے یا کوئی ایمان لے آئے کہ تم اس کے غم سے غم ناک یا خوشی سے خوش نہ ہو یہاں تک کہ اگر تمہارا دشمن بھی ہو تو اس کے لئے بد دعا ایمان کا نہیں کرنا چاہئے کیونکہ خوف کفر ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بہت خوش ہوئے کہ یہ نیت تو ہم کامل رکھتے ہیں کہ اگر تمام دنیا کے لوگ دین پیغمبر میں داخل ہو جائیں تو اس کو ہم زیادہ بہتر جانتے ہیں دوسری نیت خاص والوں کی ہے جو نظر علم الیقین رکھتا ہو اور تمام ممکنات ازل سے ابد تک اسماء کے تصرفات اور صفات الٰہی کو جانے اور نیت پاک تمام اشیاء کے ساتھ برابر ہو۔

چنانچہ نقل ہے کہ رئیس محققان حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کسی جگہ سے گندم خریدی کسی فاصلہ سے وہ گندم اپنے گھر لے آئے تو جب اس بوری کا منہ کھولا تو چیونٹی کو دیکھا کہ وہ سرگردان پھیر رہی ہے اس چیونٹی کو پکڑا اور گندم والی جگہ لے گیے جہاں اس نے خریدا تھا اور کہا۔

بیت:

مروت نہ باشد کہ آن موریش
پراگندہ گردانم از جائے خویش

یہ مروت نہیں ہے کہ میں وہ چونٹی پراگندہ یعنی پریشان کروں اپنی جگہ سے۔

تیسری قسم نیت خاص الاخاص کی ہے اور یہ منازل تیزروان طریقت اور شہباز حقیقت والوں کی ہیں۔

جیسا کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے:

ارنا الاشیاء کما ھی۔

مجھے اشیاء کی حقیقت دکھاؤ۔

پس وہ چیزوں کو حقیقت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں بلکہ ان کا وجود خودی سے دور اور جملہ اشیاء سے شامل اور برابر دیکھتے ہیں اور جو نفع اور ضرر ان کو پہنتے ہیں تو گویا ان کی شان ظہر سے پہنچتے ہیں اس لئے کہ وہ ہمیشہ محاضرہ خمس میں مشغول ہوتے ہیں اور یہی بات ہے کہ ان کا اثر ان کے وجود میں ظاہر ہوتا ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن مولائے روم بیٹھے ہوئے تھے ایک سوار کا اس راستہ سے گزر ہوا اور گھوڑے کو تازیانہ مارا اس کو تیز کر دیا تو شیخ نے اپنی دردناک آواز کو سینہ سے نکالا اور آہ کر دیا چونکہ علماء ظاہری کا ان سے تعلق اعتقاد کم تھا تو کہا کہ اے ابوالحسن خرقانی یہ کیا راز ہے کہ گھوڑے کو مارا اور تکلیف تمہیں پہنچی تو شیخ نے اپنا ران ان کو دکھایا کہ اس پر زخم کے تازیانہ لگا ہوا تھا تو یہ یقین کرنا چاہیئے کہ الفناء فی اللہ بقاء باللہ اللہ کے لئے اپنے آپ کو فناء کرنا ہے تا کہ اللہ کے ساتھ باقی ہو جائے۔ ہاتھ دیا تھا اور یہ فقیر بھی اپنے یار کے ہمراہ تھا پسندیدہ خصال اور سنجیدہ اقوال غیر بین کے آنکھوں سے چھپایا تھا اور غیریت کے خیمے کو دیکھ رہے تھے اور ہمیشہ دریائے الوہیت میں غرق تھا بلکہ چنان حقیقت اس دوست کو دیا گیا تھا کہ خواب اور کھانے اور سونگنے اور جماع کرنے سے پانچ ماہ مبرا ہوا تھا اور جہت حضوری سے وہ کہہ رہا تھا کہ میں شرم کرتا ہوں کہ حق کے سامنے بے ادبی کروں اچانک ایک قطاع طریق وہاں سے نکلا اس نے شراب پیا تھا اور اس فقیر سے جھوٹا جھگڑہ شروع کیا اور یہ کہا کہ میرا تمہارے ساتھ حق ہے تو وہ بیٹھا ہوا تھا جیسا کہ درویشوں کا طریقہ ہے کچھ التفات اس کی طرف نہ کیا تو اس نے اس کے قمیص کے گریبان کو پھاڑ ڈالا تو اس کے پسلیاں خشک لکڑی کے مانند تھیں اس ظاہم

نے ایک بڑا پتھر اٹھایا ہوا تھا اور اس فقیر کے سینہ پر دے مارا فقیر نے تبسم کیا وہ فقیر عین مراقبہ میں تھا اس کو درد و تکلیف اتنا نہیں ہنچا جب ہم وہاں سے دو فرسنگ آگے گئے اور ہمیں اپنے آپ کی خبر بھی نہ تھی میں سمجھا کہ کوئی تکلیف پہنچی اس نے قسم کھائی باللہ ثم باللہ کہ میں گل کے زخم کے برابر بھی خبر نہیں رکھتا اور نہ مجھے اس پتھر کے زخم کی کوئی خبر ہے۔

اور محاضرہ خمس کے متعلق یہ رباعی یہاں درج کی جاتی ہے:

ظل ارواح اندر شباح ہمہ
ظل اعیان اندر ارواح ہمہ
باز اعیان ظل اسماء حق اند
باز اسماء ظل ذات مطلق اند

تمام ارواح سایہ کے مانند ہیں اور تمام ارواح کائنات کا سایہ ہیں پھر کائنات اسماء حق کا سایہ ہے اور پھر اسماء ذات مطلق کا سایہ ہے۔ پس جب صورت جملہ ممکنات جو ظہور کے شکل میں ہے تو یہ اثر ہے فیض روح سراجی کہ اس کو حقیقت الاشیاء اور حقائق کیانی کہتا ہے۔ اور ماہیت عالم کن و غیر ذالک کو اسماء وصفات اضافی کہا جاتا ہے۔ کہ یہ سایہ ہے اور سایہ کا وجود نہیں ہوتا مگر شخصی اور مراتب اسماء اضافی جو کہ مرتبہ اعیان ثابت میں ہے کہ اس کو نور و شہود کہا جاتا ہے اس سے نیچے ہے گویا کہ سایہ اعیان ہے کہ نور دیکھنا اپنے آپ میں یا غیر کا کہا جاتا ہے جیسے کہ وجود جملہ معلومات جو کہ غیب الغیوب میں تھا جو کہ علم میں تھا اور علم سے نور اور شہود جو کہ استعداد ہر ذرہ چنانچہ جیسا کہ ان کا حق تھا تعین کیا اور ہر چیز کے لئے پانی کی تعین کی تاکہ اپنے حساب سے اس کی پرورش ہو جائے۔ اور اعیان

جیسا کہ اقتضاء واحدیت اور ہر ایک اپنے اثر کے خواہان تھے گویا کہ وہ اپنیء نام ونشان کے خواہان تھے۔

ایک بزرگ نے فرمایاہے۔بیت:

تشریف دست چوگان بود ولیکن

بے گوے روز میدان چوگان چہ کار آید

پس اعیان اپنے اطوار سے تا ظہور سی کہے اور اسماء کے لئے چوگان اور ذات مطلق اس روی سے کہ بحت وساذج ہے یعنی سادہ ذات ہے۔یعنی اقتضاء اسماء اور صفات قدیم خود بھی نہیں ہیں کیونکہ اسماء مطلق ذات کا سایہ ہے اور ذات رب الوجود ہے ابتداء وانتہاء سے مبرا ومّرا ہے پس نیت خاص الخاص کا یہ متابعت نظر ہے جب ان کی نظر میں غیر اللہ کوئی وجود نہیں ہے ان کی نیت سے وہ برابر ہیں نفع وضرر مخلوق کا۔

نیت خاص الاخص

حضرت رسالت پناہ ﷺ اور انبیاء کے لئے ہے کہ اتنے جھگڑے اور خلاف ومکر کفار ان کے ساتھ تھا اور وہ ہر روز اور ہر ساعت ان کی دعوت کرتے اور اسلام کی طرف بلاتے از روی شفقت مخلوق خدا پر اللہ تعالیٰ کے لئے۔چنانچہ نقل ہے کہ جب حضور انور ﷺ مبعوث ہوئے تو یمن میں ایک بادشاہ تھا اور اس کا نام محمد تھا اس نے کہا کہ میں جاؤں گا اور اس سے امتحان لوں گا۔جب وہ مکہ معظمہ کے نزدیک پہنچا تو اس کا لباس تن سے نکالا اور کہنہ لباس پہن لیا اور اپنے آپ کو دیوانہ بنایا حضور انور ﷺ کی مسجد میں گیا اور جتنا کہ حضور ﷺ اس کو خوش آمدید کہتے تو دیوانہ فضول باتیں شروع کرتا تو جب اس نے دیکھا کہ بد کہنے میں وہ بردباری سے کام لیتے ہیں اور کوئی غم وغصہ ان کے بدن پر ظاہر نہیں ہے تو اس نے بول اور غائط مسجد میں کیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم غصہ ہوئے

حضرت رسالت پناہ ﷺ نے فرمایا اے یاران کہ زمین کا کھودنا اور اس کو باہر ڈالنا آسان ہے لیکن دیوانہ کا دل خفا کرنا یہ مشکل ہے ایسا نہ ہو کہ دیوانہ کا دل رنجیدہ ہو جائے۔جب اس نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی طبیعت رنجیدہ نہیں ہوئی تو اس نے داد دیا کہ بے شک آپ رسول ہیں اور بے شک محمد ﷺ پیغمبر ہے اس کے بعد اس نے کہا کہ اے محمد ﷺ کہ تم کہتے ہو کہ میں پیغمبر آخر الزمان ہوں جو آپ پر ایمان لائے تو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور محمد ﷺ کی رسالت پر اقرار کرے گا اس کا بدلہ کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید و فرقان حمید میں وعدہ جنت کا کیا ہے کہ جو کوئی بھی ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ (الشعراء ۹۰) اور جنت متقین کے لئے قریب کی گئی ہے۔اس دیوانہ نے کہا کہ جنت کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ اس میں حوریں اور کھڑکیاں اور محل اور براق اور کپڑے وزیورات اور قسما قسم نعمتیں ہوں گیں کہ کسی آنکھ نے نہیں دیکھا ہو اور نہ کسی کان نے سنا ہو اور کسی کے دل میں یہ نہ گزرا ہو تو اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں بادشاہ اور مالک ملک یمن کا ہوں اور میرا نام محمد ہے اس قسم کی باتیں جنت کے متعلق تم نے کیں مجھے اس قسم کا کوئی چیز درکار نہیں حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ ہے اور ہر ایک اس پر گزرے گا۔

اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا (۲۱) لِلطَّاغِينَ مَآبًا (۲۲) لَابِثِينَ فِيهَا أَحْقَابًا (النباء ۲۳)

بے شک جہنم ان کا انتظار گاہ ہے سرکشوں کے لئے اور ان کے لئے ٹھکانہ ہے اس میں احقاب تک اس میں رہیں گے۔

جو کوئی اللہ تعالیٰ کے فرمان سے روگردانی کرے تو وہ ہمیشہ اس دوزخ میں ہو گا اور عذاب میں گرفتار ہو گا اور دوزخیوں کے لئے عذاب ہمیشہ کا ہو گا اور قسما قسم عذاب ہو گا۔یمن کے بادشاہ نے کہا

کہ میں دوزخ سے نہیں ڈرتا پس حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ آپ کا کیا مطلب ہے اس نے جواب میں کہا کہ اگر ضمانت کو قبول کروگے کہ اللہ پاک اپنا دیدار مجھے آسانی سے نصیب فرمائے گا اور میں اس شرط پر ایمان لے آتا ہوں حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی پاک واخلاص نیت سے ایمان لائے گا تو میں اس کے دیدار کے لئے ضامن ہوں بادشاہ یمن نے کہا کہ مجھ پر دین اسلام کو پیش کرو حضور ﷺ نے فرمایا کہ کہو: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو جب اس کی زبان سے کلمہ جاری ہوا اور اٹھا اور چلا گیا تو اس نے غسل کیا اور واپس آیا اور دو رکعات نماز ادا کی اور زمین پر سر رکھ دیا اور کہا کہ یا اللہ جب کہ تمہارے دیدار کی ضمانت پیغمبر اسلام سے سنا تو اس فانی سرائے میں رہنا پسند نہیں کرتا تو فی الحال اس نے جان دیدی پس حضور انور ﷺ بمع تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کی تجہیز و تکفین کی اور دفن کیا تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس موقع پر حاضر تھے حضور ﷺ نے تبسم فرمایا ان نے پوچھا کہ یارسول اللہ یہ جگہ تو مقام عبرت ہے اور آپ تبسم فرمارہے ہیں کیا راز ہے آپ نے فرمایا کہ جب دیوانہ کو دفن کیا تو حوریں آئیں اور ان کے ہاتھوں میں پاک شراب تھا کہ جنت العدن سے لایا تھا اس کو کہا کہ شراب پیو اور ہمارے ساتھ ہو جاؤ تو اس دیوانہ نے ان سے منہ موڑا تو غیب سے ہاتھ نمودار ہوا اور اس کو کنار میں پکڑا اور کہا کہ اے بلند ہمت کہ تم میرے دیدار کے بغیر کسی چیز پر راضی نہ ہوئے۔ پس اس جگہ کاتب کتاب کہتا ہے۔

دل من بے تو خراب است تو ہم میدانی
جگر بے تو کباب است تو ہم میدانی
دوستی نیست کہ در باغ نشینم بے تو
باغ دست عذاب است تو ہم میدانی

میرا دل بغیر تمہارے خراب ہے اور یہ بات تم بھی جانتے ہو جگر میرا کباب ہے اس کو بھی تم جانتے ہو۔ یہ تو دوستی نہیں ہے کہ بغیر تمہارے میں باغ میں بیٹھ جاؤں اور باغ بھی میرے لئے عذاب ہے اس کو بھی تم جانتے ہو۔

روز و شب گریم و در وقت سحــــر نہــانی
نیســتـــ بیــد دست مرا ذوق جہــان بستانی

میں صبح و شام روزانہ کے وقت چپکے سے روتا ہوں اور مجھے اس جہان کے باغ کا کوئی شوق نہیں۔

کہا گیا ہے کہ ملائم ابن ولید حضور ﷺ کو تکلیف دیتا تھا حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ اے خدایا میں تو اس کے تکلیف سے تنگ آ چکا ہوں حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ آپ پر سلام و درود بھیجتا ہے تمہاری دعا کو میں قبول کروں گا اگر آپ چاہیں کہ ولید کی پشت سے ایک لڑکا پیدا ہو گا اور اس کا نام خالد ہو گا اور اس کی وجہ سے ہزارہا لوگ ایمان سے مشرف ہوں گے آپ نے فرمایا کہ خداوند کریم دنیا کی تکلیف تو گزرے گی اگرچہ ولید نے مجھے دوچند تکالیف دی لیکن اس کی عمر زیادہ کر تا کہ وہ خالد نامی لڑکا اس سے پیدا ہو جائے جب خالد پیدا ہوا اور جوانی کے قریب ہوا حضور انور ﷺ کے سامنے حاضر ہوا اور ایمان لے آیا اور ہمیشہ حضور انور ﷺ کے حضور میں حاضر رہتا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ لشکر رسول کریم ﷺ نے کوچ کیا اور یہ خالد ان کے ہمراہ تھا۔ اس پر خواب نے غلبہ کیا اور عنان ہاتھ سے چھٹ گئے اور اس کا گھوڑا لشکر سے الگ ہوا جب بیدار ہوا تو اپنے لشکر کو نہ دیکھا تو گھوڑے کو ہر طرف دوڑایا یہاں تک کہ دن ہوا اچانک دیکھا کہ دریا کے کنارے ایک وادی ہے اور وہاں بہتر ہزار خیمے لگے ہوئے تھے دیکھا تو لشکر تھا اور وہ لشکر کافروں کا تھا پس خالد ابن

ولید نے اپنا گھوڑا کسی پنہان جگہ باندھا اور اپنے آپ کو ان کے ساتھ ظہر کیا اور اس لشکر کے درمیان گیا تو وہاں دیکھا کہ ایک استاد ترسا ان کے پاس تھا اور اس نے منبر کو آراستہ کیا تھا اور وہ استاد اس منبر پر آیا بادشاہ اور تمام ارکان دولت حاضر تھے وہ استاد چاہتے تھے کہ باطل وعظ کرے اور حق کو چھپائے اس وقت حضرت خالد نے دعا کی کہ اے بار خدایا کہ اس نابکار کے منہ سے دروغ کہنے پر اس کا منہ بند رکھے وہ استاد جتنا چاہتا تھا لیکن اس کا منہ بند تھا اس معلم نے کہا کہ اے قوم جان لو کہ ہمارے درمیان ایک محمدی آیا ہے اور میرے حق پر اس نے جادو کیا ہے اور میرا منہ بند ہو گیا ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ تمام لشکر سے پوچھے چونکہ اس نے بھی اس جیسا لباس اختیار کیا تھا انہوں نے نہیں پہچانا انہوں نے کہا کہ اے بادشاہ اس کا کوئی پتہ نہ چلا معلم نے کہا کہ تمہیں اس محمد (ﷺ) پر قسم ہے کہ ہم پر ظاہر ہو جاؤ اور مجھ پر تم نے کیا سحر کیا ہے تو خالد نے سوچا کہ میرا ایک جان کیا ہے اگر ہزار جان بھی ہو وہ بھی حضور ﷺ پر قربان ہو پس حضرت خالد اٹھے اور کہا کہ اے قوم میں محمدی ہوں اور اے بدبختو حضور ﷺ کے دین میں سحر حرام ہے اور سحر کرنے والا کافر ہے اور اے معلم جب تم منبر پر آئے اور چاہتے تھے کہ باطل کو حق کہے اور حق کو باطل تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ بار خدایا اس معلم کے منہ سے جھوٹ کو مت نکال اس ترسا معلم نے کہا میں تم سے صرف پانچ سوالات پوچھتا ہوں اگر تم نے ان کے جوابات دے دیئے تو ٹھیک ہے اور اگر ٹھیک نہ دیئے تو اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے حضرت خالد نے کہا کہ مجھے منظور ہے لیکن میرا بھی ایک شرط ہے کہ میں بھی تم سے ایک سوال پوچھوں گا اس کا جواب دو گے۔ بادشاہ وارکان دولت اس کے گواہ ہوں گے اس معلم نے کہا کہ میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ ہر جنتی جنت میں کئی من طعام وشراب نوش کرے گا اور ان کا کوئی بول اور غائط نہ ہو گا۔ اس کا مثال دنیا میں کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ جب بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں چار

ماہ اور دس رات زندہ ہوتا ہے کہ جب روح اس میں داخل ہوتا ہے۔ پس اللہ تالیٰ اس کو رزق دے دیتا ہے۔ جب پیدا ہوتا ہے اس وقت وہ پیشاب اور غائط کرنے لگتا ہے۔ اگر وہ ماں کے پیٹ میں پیشاب اور غائط کرتا تو اس کی ماں ہلاک ہو جاتی۔ یہ ہے قدرت باری تعالیٰ کی۔ پھر اس نے سوال کیا کہ میں نے تورات میں دیکھا ہے کہ جنت میں ایک درخت ہے اور اس کا نام طوبیٰ ہے تو جنت میں کوئی گھر یا جگہ ایسا نہیں ہے کہ اس کا سایہ وہاں نہ پہنچا ہو دنیا میں اس کی مثال دیجئے۔ اس نے جواب دیا کہ دنیا میں اس کی مثال یہ ہے کہ سورج تمام دنیا پر چمکتا ہے تو کوئی جگہ یا گھر ایسا نہیں ہے کہ اس کا پرتو وہاں نہ پہنچا ہو پس درخت طوبیٰ کی مثال اس سورج جیسی ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس نے پھر پوچھا کہ وہ کونسی زمین ہے کہ ایک بار سورج دیکھا ہے اس نے جواب دیا کہ وہ دریا نیل کی گہرائی والی زمین ہے کہ جب بنی اسرائیل قبطیان جو فرعون کی قوم تھی قبطیان ان پر سوار ہوتے اور ان کے بچے اور بیویوں کو انہوں نے غلام رکھا تھا اور جو ان کے بڑے تھے ان کے ہاتھ میں تیر و کمان کو پکڑنے نہ دیتے اور ان سے زیادہ محنت لیتے پس انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ ان سے ہمیں نجات دیجئے ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے پس موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر ایک اپنے صاحب کے پاس جائے اس سے گھوڑا اور براق مانگو کہ ان سے تمہیں چھٹکارا مل جائے موسیٰ علیہ السلام کی قوم اپنے اپنے صاحب کے پاس گئے کہ ہمارے مہمانی ہے اور ہر ایک آدمی نے ان کو سوار کیا اور مجھے بھی سوار کرو تو وہ سوار ہو کر چلے اور ان پر ہنستے تھے وہ کبھی بھی گھوڑے پر سوار نہیں ہوئے تھے جب تین دن گزر گئے ہامان ملعون کہ اس کا وزیر تھا کہا کہ وہ غلام بھاگ گئے آپ نے میری بات کو نہ مانا اور وہ بھاگ گئے اب ان کے پیچھے چلنا چاہئے پس فرعون نے کہا کہ اسی لاکھ سوار ان کے پیچھے روانہ کرو پس جب لشکر فرعون نے سن لیا تو چھ لاکھ ان کے پیچھے چلے گئے جب لشکر دریا نیل

گیا تو قوم موسیٰ علیہ السلام چھ لاکھ تھی تو اس میں بارہ شگاف ہو گئے اور وہ بارہ قبیلے تھے ہر قبیلہ ہر شگاف میں چلا گیا وہ شگاف میں ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے سورج ایک نیزہ قریب ہوا تو جو زمین زیر آب تھی وہ خشک ہو گئی لشکر فرعون بھی ان کے پیچھے تھا اور انہوں نے ان کی آوازیں سنی قوم موسیٰ علیہ السلام انہوں نے نیل کو پار کیا فرعون بمع لشکر بھی رود نیل میں داخل ہوئے تو ڈر گئے اس نے اپنے وزیر ہامان سے کہا کہ شاید یہ موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ایسا ہوا ہے ہامان نے جواب دیا اس نے کہا تمہیں شرم نہیں آتی کہ خدائی کا دعوی کرتے ہو اب موسیٰ علیہ السلام اس سے گزرا اور تم ڈرتے ہو یہ پانی ہے کہ تمہارے حکم سے پیدا ہوا ہے اور آپ کے لئے اس میں شگاف پڑ گئے ہیں فرعون جتنا بھی کوشش کرتا کہ واپس ہو جائے لیکن اس کے گھوڑے نے اس کو نہ چھوڑا گھوڑا سرکش تھا اس کو واپس نہ کیا اور غرق ہو گئے۔

کہا گیا ہے کہ ان تمام میں ایک مادہ گھوڑی نہ تھی بلکہ تمام گھوڑے تھے حضرت جبرئیل علیہ السلام جنت میں ابلق گھوڑی پر سوار ہوئے اس دروازہ پر جو فرعون وہاں تھا اس سے آگے ہوا فرعون اور اس کے لشکر کے گھوڑے سرکش تھے اس کے پیچھے وہ روانہ ہوئے آسمان سے فرشتے نیچے آئے اور تمام گھوڑوں کو تازیانہ سے مارے چنانچہ اس دریا پر آب میں داخل ہوئے مگر سامری اور ہامان جو اس کا وزیر تھا اس نے اپنے آپ کو گھوڑے سے گرایا اور سامری نے جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کے سم کے نیچے خاک اٹھایا جب لشکر نیل کو پار کرنے کے قریب ہوا اور باقی تمام لشکر اس نیل میں داخل تھا آواز دیا گیا کہ تمام لشکر موسیٰ علیہ السلام زمین پر داخل ہوا ہے تو تمام لشکر فرعون کو اس رود نیل میں اللہ تعالیٰ نے غرق کیا اور ان کی جانیں قبض ہو گئی لیکن وہ بال پر موتیاں لگے ہوئے تھے وبراق وجامہ اور ان کے گھوڑے ہلاک نہ ہوئے بلکہ تمام سلامتی سے نیل سے نکل آئے قوم موسیٰ علیہ

السلام نے ان کو غنیمت میں لے لئے فرعون کو نہیں پایا جب آخر تک دیکھا تو وہ وہاں پڑا ہوا تھا اور ایک بوڑھی عورت اس کے سر پر بیٹھی ہوئی تھی۔

کہا گیا ہے کہ فرعون نے اپنی داڑھی کے بالوں میں مروارید کو پرو دیا تھا اور وہ بوڑھی عورت وہ مروارید اس کی داڑھی سے نکال رہی تھی۔ اس سے پوچھا گیا کہ تم کون ہو وہ عورت بولی کہ میں مسلمان ہوں ایک دن میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ میں فرعون کو مردہ دیکھ سکوں تاکہ اس کے بالوں سے یہ مروارید کو نکال سکوں پس حضرت خالد نے فرمایا کہ وہ زمین رود نیل کی ہے کہ ایک بار سورج کو دیکھ چکی ہے۔ پھر معلم نے کہا کہ وہ کونسا جانور ہے کہ وہ جن وانس وملک سے نہیں ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام سے باتیں کی ہیں۔ اس کے جواب میں فرمایا کہ وہ چیونٹی ہے جو اپنی قوم کو کہا کہ تم اپنی اپنی سوراخوں میں گھس جاؤ کہ ظالم آتے ہیں ایسا نہ ہو کہ گھوڑوں اور انٹوں کے پاؤں کے نیچے تمہیں کچل دیں اور تم ہلاک ہو جاؤ گے باد نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس بات سے خبر دار کیا کہ چیونٹی نے یہ کہا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کو حاضر کیا اور فرمایا کہ میرا لشکر کیوں ظالم ہے چیونٹی نے کہا کہ چیونٹیوں کے علاوہ تمام ظالم ہیں کہ ان کے احوال کی خبر نہیں رکھتے پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اے چیونٹی تمہارا سر کیوں بڑا ہے چیونٹی نے جواب دیا کہ اس میں زیادہ عقل رکھتے ہیں اس چیونٹی کا نام یملیخا تھا پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کہ تمہارا دنبال کیوں بڑا ہے تو اس نے جواب دیا کہ جس کا اپنا دنبال ہو وہ دوسروں کا کیوں یاد کریں پھر پوچھا کہ تم کتنا کھاتے ہو اس نے جواب دیا کہ سال میں دو دانہ گندم کا اس کے بعد اس چیونٹی کو ایک شیشہ میں بند کیا اور اس کے آگے دو دانے گندم کا ڈالے جب سال پورا ہوا تو دیکھا کہ ایک دانہ پورا کھایا ہے اور دوسرا آدھا دانہ کھایا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کہ تم نے پورے دو دانے کیوں نہ

کھائے اس نے جواب دیا کہ میں ڈرتی تھی اپنے سے کہ آیا اس کو یاد ہو گا یا نہ تو یہ آدھا دانہ میں نے چند دنوں کے لئے رکھا ہوا تھا۔ اس کے بعد چیونٹی نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام سلیمان کیوں رکھا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کہو اس نے کہا کہ سلیمان اس لئے رکھا کہ تم سلیم ہو بندگان خدا میں اور کوئی زندہ سر تم سے تکلیف میں نہیں ہے۔ چیونٹی نے کہا کہ تمہارا تخت ہوا لے جاتی ہے اس نے جواب دیا کہ باد لے جاتی ہے۔ اس نے کہا کہ روز قیامت یہ باعث خرابی جہان کی ہو سکتی ہے پھر کہا کہ باد پر اعتماد نہیں کرنا چاہیئے۔ پھر معلم ترسانے کہا کہ وہ نازادہ کیا ہے کہ زادہ کو مارا اور وہ جانور کونسا ہے جو جن وانس اور ملائک سے نہیں اور جنت میں وہ بھی جائیں گے۔ حضرت خالد بن ولید نے جواب دیا کہ وہ زادہ نمرود ملعون ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ تم کونسے لشکر سے میری برابری کرتے ہو وہ لشکر مجھے دکھا دو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ مجھے اپنے لشکر کا کہا دکھا دو اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میرا لشکر اللہ تعالیٰ کی خدائی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے میں تمہیں دکھا سکتا ہوں پس نمرود نے لشکر کو حکم دیا تین سو فرسنگ کے فاصلے پر لشکر جمع ہوا پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ یا اللہ تمہارے چھوٹے لشکر میں سے مچھر ہے مچھروں کا لشکر بھیج دو تا کہ نمرود کی قوم کو ہلاک کر دیں پس اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز سنی کہ اگر تم اصغر ترین لفظ مچھ کے لئے نہ کہتے تو میں ایک مچھ ان کے لئے ایسا بھیج دیتا جو جو دس آدمیوں کے لئے پورا ہوتا اور وہ غار جو کوہ قاف کے قریب تھا وہ مچھروں سے بھرا ہوا تھا وہاں سے وہ لشکر مچھروں کا آیا اور ہر آدمی کے سر پر ایک بیٹھ گیا اور ان تمام کو ہلاک کیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ اتنے طبل و سرنا بجاتے کہ ہوا میں پرندے بھی سن سکتے جب مچھروں کا لشکر ان کے پاس پہنچ گیا ان پرندوں نے شور و غوغا برپا کیا کہ تمام سواروں کے لگام ان کے ہاتھوں

سے نکل گئے۔ مچھر ان کو ڈنگ دیتے ان کا نیش سوار سے ان کے سواری تک پہنچ جاتا پس وہ تمام ہلاک ہوگئے۔ مچھروں میں سے ایک مچھر جس کا نام یملیخا تھا وہ نمرود کے دماغ میں گھس گیا وہ ملعون اپنے گھر آیا پس حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کے پاس گئے اور کہا کہ اے نمرود مسلمان ہو جا اور ایمان لے آؤ تو نمرود نے کہا کہ میں یہ کہتا ہوں کہ ابراہیم علیہ السلام پیغمبر ہے پس آپ نے فرمایا کہ تم اور تمہارے سب اہل وعیال بھی یہ کہیں لا الٰہ الا اللہ ابراھیم خلیل اللہ جب نمرود بدبخت نے یہ سنا تلوار کو پکڑا اور تمام کو شہادت کا شربت پلا دیا پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مسلمان ہو جاؤ اور کہو کہ تم پیغمبر ہو اس نے کہا کہ اگر ہر گھر و لکڑی اور خشت آواز دے میرے پیغمبری کی لا الٰہ الا اللہ ابراھیم خلیل اللہ پس نمرود نے آگ روشن کی اور تمام کو جلایا پھر وہاں سے الگ ہو کر باغ کو گیا پس ہر درخت سے آواز سنتا کہ ہر شاخ کہتی ہے لا الٰہ الا اللہ ابراھیم خلیل اللہ اس نے تمام درختوں کو کاٹ ڈالا اور چالیس دن تک وہاں کے تمام زمین اور پتھر یہ کلمہ کہتے وہاں سے بھاگ گیا اور وہ مچھر جو نمرود کے دماغ میں چھپ گیا تھا وہ اس کے عذاب سے ہلاک ہو گیا زادہ نمرود تھا اور نازادہ مچھر کیونکہ مچھر کا اصل گیاہ ہے اور وہ جانوران جو جنت میں ہوں گے وہ مچھر نمرود اور صالح علیہ السلام کی اونٹنی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گدھا اور ابراہیم علیہ السلام کا دنبا فارسی میں دنبے کو قوچ کہا جاتا ہے اور یہ وہ دنبا ہوتا ہے جو خصی نہیں کیا ہو۔ اور اصحاب کہف کا کتا اور ہاتھی اصحاب فیل کا اور ذنب یعقوب علیہ السلام کا اور دلدل حضرت امیر المؤمنین علی کرم وجہہ کا اور خچر حضور انور ﷺ کے ہیں پھر معلم ترسا نے کہا کہ اے خالد یہ تمام تم نے ٹھیک کہا اور میں دین باطل کے حق کچھ کہنا چاہتا تھا جب آپ نے دعا کی تھی تو تمہاری دعا کی وجہ سے منہ سے جھوٹ صادر نہیں ہوا حضرت خالد نے کہا اے معلم سچ کہو کہ جنت کے دروازہ پر کیا لکھا ہے اور جو وہ کہے تو اس کا بدلہ کیا ہے معلم نے بادشاہ کی

طرف دیکھا اور اس کے ارکان دولت کی طرف انہوں نے کہا کہ جو کچھ تم جانتے ہو جواب دے دو پس معلم نے کہا کہ میں نے تورات میں دیکھا ہے کہ جنت کے دروازہ پر لکھا ہے: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور جو کوئی یہ کلمہ کہے عذاب دوزخ سے خلاصی پائے گا اور جنت کی نعمتوں میں پہنچ جائے گا۔ اور اس کو حوریں اور دیدار حق نصیب ہو گا۔ بادشاہ نے کہا وائے صد وائے صد تم ہمیں ان نعمتوں سے محروم رکھنا چاہتے تھے پس بادشاہ اور معلم ترسا اور تمام ستر ہزار لشکر مسلمان ہو گئے۔ بادشاہ نے خالد سے پوچھا کہ بتاؤ مجھے کہ محمد رسول اللہ کہاں ہیں خالد نے تمام واقعہ سنایا کہ میں اس کے پاس تھا اور راستہ کو غلط کیا اور اس طرف تمہارے پاس پہنچا اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور انور ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا کہ خالد کہاں ہے تمام لشکر نے تفتیش شروع کی لیکن اس کو نہ پایا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ کہاں ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ فلان وادی میں ہے اور اتنے ہزار لشکر کو مسلمان کیا ہے حضور ﷺ اس کی جانب قاصد بھیجا قاصد نے توشہ بھی نہیں لیا اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسی روز حضرت خالد کے پاس پہنچا اور پیغام حضور انور ﷺ اس کو سنایا حضرت خالد اور بادشاہ بمع تمام لشکر روانہ ہوئے جب قریب پہنچے حضور ﷺ نے اس کو پہچانا اور بڑی مہربانی سے اس سے پیش آیا پس حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ نسل ولید سے خالد پیدا ہوا اور دین اسلام کو روشن کیا۔ کہا گیا ہے کہ خلافت حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں اس نے چھ ہزار لشکر کو مسلمان کیا تھا۔ پس نیت خاص الاخص انبیاء علیہم السلام اس طریقہ سے ہے کہ تمامی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے امر و نہی پر وہ مقرر ہوتے ہیں اور ایمان پیغمبران اور جو کچھ ان پر نازل ہو چکا ہو گا اور مخلوق کی تکالیف پر صبر کرنا تاکہ وہ ایمان لے آئیں اور عذاب سرمدی میں گرفتار نہ ہو جائیں۔

اے عزیز جب ایمان اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور ﷺ کی رسالت پر لے آئے تو ایمان کو عزیز داری اور زیادہ شریف اپنی جان وبیوی وبچوں سے زیادہ محبوب رکھے۔ عصمت اور بقاء چار چیزوں پر ہیں۔

اول

یہ کہ جب یہی دولت تمہیں میسر ہو جائے اور بغیر شک کے یقین سے جانے کہ یہی ایمان ہے جو بھی ان کے حکم میں آ جائے اس جہان میں جان ومال وفرزندان سے بدی پانا اور حق کی خاطر ان سے تکالیف اٹھانا تاکہ وہ امان سے ہو جائے اور اس جہان کے ابدی عذاب سے خلاصی حاصل کرے اور جنت کی نعمتوں سے اور دیدار حق سے مشرف ہو جائے اس ایمان کی برکت سے۔

دوسرا

زوال ایمان سے ڈرنا یہ نعمت اتنی ہے کہ دونوں جہانوں میں تمہیں نجات مل جائے گی پس زبان کو گفتار کفر سے محفوظ رکھو چنانچہ دستور القضات میں ہے کہ اگر کسی نے مسئلہ شریعت کو سنا کہ جنت کی قیمت لا الہ اللہ اللہ محمد رسول اللہ ہے یا یہ سنا ہو گا کہ تھوڑے گناہوں سے سقر مل جاتی ہے اور سننے والا کہے کہ ایسا ہی ہے ہمیں کوئی غم نہیں ہے یا طرب نہیں ہے کافر ہو جاتا ہے۔ نیز اگر کسی نے مسئلہ شرعیہ کہہ دیا اور سننے والا کہے کہ ان کاموں سے پہنچ جاتا ہے کافر ہو جاتا ہے۔ اگر کسی نے وعظ کے طریقہ سے کہے کہ جنت کی نعمتیں جنت کی ایسی ہیں اور سقر کا عذاب ایسا ہے اور دوسرا کہے کہ اس جہان سے کوئی نہیں آیا ہے کافر ہو جاتا ہے اس لئے کہ اس نے آسمانی کتب پر ایمان نہیں لایا ہے۔ اور مؤمن سات چیزوں پر ہے اگر کسی نے ان میں سے ایک کو کم جانا قولا یا فعلا یا اعتقادا کافر ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ اگر فلان جہان کا خدا ہو جائے یا فرزند خدا تو میں اس سے بند ہو جاؤں گا کافر ہو جاتا ہے یا فرشتہ سے انکار کرے یا فرشتہ کو دشمن جانے اور یہ کہے کہ فلان کا دیکھنا مجھے ایسا لگتا ہے جیسا کہ

عزرائیل علیہ السلام یا منکر و نکیر یا خازنان دوزخ کو بد کہے یا دشمن جانے کافر ہو جاتا ہے کیونکہ وہ جو کچھ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کرتا ہے پس گویا وہ اللہ کے حکم پر راضی نہیں یا یہ کہے کہ جو کچھ کتابوں میں ہے تمام جھوٹ اور افسانہ ہے اور عالم سیاہی سے کہتے ہیں اور درویش لوگ علم باطنی سے مفید ہے اور عالموں کو ساتھ پرانی دشمنی ہے کافر ہو جاتا ہے کیونکہ عالم لوگ کتاب سے کہتے ہیں گویا اس نے کتاب کے ساتھ عداوت رکھی اگر انبیاء علیہم السلام کو تمام مخلوق یا فرشتوں یا اولیاء سے زیادہ افضل نہ جانا کافر ہو جاتا ہے چنانچہ بعض عوام کہ اپنے آپ کو پیشواء خلق جانتے ہیں اور اس حدیث سے مغالطہ کھاتا ہے الولایۃ افضل من النبوۃ افتراء پر رفض اور گمراہی سے معنی حدیث تحت اللفظ اپنی مریدوں میں بیان کرتا ہے۔ اور ولایت کو نبوت موسیٰ علیہ السلام سے افضل مانتا ہے ت اپنے آپ کو اور مریدوں کو شریعت کے دائرہ سے باہر کرتا ہے۔ اور کفر و گمراہی وہلاکت کی وادی میں گھس جاتا ہے اور اس کو خبر نہیں ہوتی۔

رسالہ امام عبد اللہ یافعی میں نقل ہے کہ جب شیطان عامی شیخ کو خلوت میں پالے تو خوش ہوتا ہے اور ہنستا ہے کہ اس خلوت کے سبب اس کو میں کافر بناؤں گا۔ تو اس کی صراحی ہاتھ میں پکڑتا ہے اور اس میں پیشاب کرتا ہے اور اس کے پاس لے جاتا ہے اور اس کو کہتا ہے کہ تمہیں مبارک بادی ہو کہ یہ مرتبہ اور ولایت کہ یہ گلاب اور خوشبو جنتی ہے اور بعض دیو اور پریوں کو سامنے ظہر کرتا ہے کہ ان کے ہاتھوں چراغ ہوتے ہیں اور مرغزار اور جگہوں کو خواب میں دیکھتا ہے اس کو کہتا ہے کہ یہ جگہ تمہاری جنت میں ہے اور بعض دیو وپری اس کو دکھاتا ہے جو حور کی شکل میں ہوتے ہیں اور بعض کو بصورت پیر دکھاتا ہے کہ اس کے ہاتھ میں عصا ہوتا ہے اور اس کو یہ چیزیں آراستہ کرتے ہیں کہ ان چیزوں کی طرف میل ورغبت ہو جائے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ شیطان عرش وکرسی اور سات آسمان

اس کو دکھاتا ہے کہ اب تم عرش سے گزر گئے اور ایک شکل اس کے ظاہر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ رب دوجہاں ہے تو وہ جاہل شیخ اس کا معتقد ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور اس کے سامنے سجدہ کرتا ہے اور شیطان اسے کہتا ہے کہ تمہارا کام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے گزر گیا اس لئے کہ اس پر تجلی صفات ہوئی اور تم پر تجلی ذاتی ہوئی ہے تو عامی شیخ اس کا معتقد ہو جاتا ہے تو کافر ہو جاتا ہے۔ اور معنی حدیث حقیقت کے رو سے یہ ہے کہ حضور انور ﷺ نے اپنی ولایت ک و نبوت سے افضل فرمایا ہے اس لئے کہ ولایت اللہ کے ساتھ دوستی ہے اور اس میں محوہ ہونا ہے اور نبوت اشتہار اور لوگوں کو دعوت دینا ہے اور طلب معجزات اور متعلقان مخلوق کے ساتھ ہے اس جہت سے کہ حضور انور ﷺ نے نماز تہجد اور شب بیداری کو اپنے آپ پر فرض کیا تھا۔ اس لئے ک شب

محــــرم عــاشقان ست بشاـــش طلبـــ

دن میں غوغا عرب زیادہ ہوتا ہے اور رات عاشقوں کے لئے محرم اور طلب کے لئے خوشی ہے۔

اور حقیقت کی رو سے:

لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب و لا نبی مرسل۔

میرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک وقت مقرر ہے جو اس میں مقرب ملائک اور نبی مرسل کے لئے بھی گنجائش نہیں ہے۔

کہ ان کو خبر ہو اور جو صوفیاء ہیں وہ ولایت کو عبارت وحدت سے نہیں جانتا بلکہ قبلہ واجد وموجود جانتا ہے کہ: لولاک لما خلقت الافلاک۔ اس کی طرف اشارہ ہے کہ ارادہ واجد کو اس جہت سے کہ اس کے چاہنے والے ہوتے ہیں اور تمام مخلوق ہے اس کا قبلہ تھا اور موجود کو اس کا وجود اس کے طفیل کا جواز ثابت ہوتا ہے تاکہ ظہور نور محمدی ﷺ سے اسفل السافلین تک ظاہر ہو جائے

نیز اس کا قبلہ تھا اور نبوت مراتب ہیں کہ جو ذکر کیا گیا کہ وہ چند دن پریشان ہوا تھا تقریباً ۱۵ دن اس سے وحی منقطع ہوا۔

چنانچہ مصباح العاشقین میں ہے ایک دن اہل کتاب نے مشورہ کیا اور عالموں کو جمع کیا تا کہ وہ حضور ﷺ کے سامنے حاضر ہو جائے اور چار مسائل اس سے پوچھے اگر دو بیان کریں اور دو کو بیان نہ کرے تو پیغمبر ہے اگر ایسا نہ ہو تو پھر وہ افترا کہے گا نعوذ باللہ منہا کہ افترا کرنے والے اور گمراہ دوسرے طریقہ سے کہتے رہتے ہیں جب وہ حضور انور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اگر آپ خدا کے رسول ہو تو قصہ حضرت نوح علیہ السلام اور دقیانوس ہمیں سناؤ کہ یہ کیسا قصہ تھا اور اس کے مثل اور روح کیا چیز ہے وہ ہمیں بتادو اور قیامت کب برپا ہو گی حضور انور ﷺ نے بغیر توقف کے فرمایا کہ میں کل کہوں گا اس کے درمیان انشاء اللہ نہ کہا تو پندرہ دن تک وحی منقطع ہوئی حضور ﷺ ایک گوشہ میں بیٹھ گئے اور رونے لگے اور ہر روز کافر آتے اور ایک دوسرے کو کہتے خذلھم اللہ یہ پیغمبر نہ تھا اللہ نے اس کو چھوڑا اور اس کے ساتھ دشمنی شروع کی اور اس کو شرم نہیں آتی اور پیغمبری کا دعوی بھی کرتا ہے۔ ان کے منہ میں خاک ہو پھر پندرہ دن کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا چنانچہ مشرق سے مغرب تک پروں کو پھیلایا اور حدیث شریف میں ہے کہ تینتیس بار حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنی صورت اس عظمت سے جو رکھتا تھا وہ اس صورت میں ظاہر ہوا تھا حضرت رسالت پناہ ﷺ نے کفار مکہ کو دکھایا تھا اور دوسرے اوقات میں وہ اس کے یار کی شکل میں آئے جو کہ اس مجلس میں حاضر نہ ہوئے اور اکثر دحیہ کلبی کی صورت پر آتے تو وہ تشریف لایا اور کہنے لگا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالضُّحٰی (1) وَاللَّیۡلِ إِذَا سَجٰی (2) مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی (٣) وَلَلۡآخِرَةُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡأُولٰی (٤) وَلَسَوۡفَ یُعۡطِیکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰی (٥) أَلَمۡ یَجِدۡکَ یَتِیمًا فَآوٰی (٦) وَوَجَدَکَ ضَالًّا فَهَدٰی (٧) وَوَجَدَکَ عَائِلًا فَأَغۡنٰی (٨) فَأَمَّا الۡیَتِیمَ فَلَا تَقۡهَرۡ (٩) وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنۡهَرۡ (١٠) وَأَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ (الضحی ١١)

قسم ہے وقت چاشت کی اور رات کی جب اندھیرا چھا جائے کہ تمہارے رب نے تمہیں نہ چھوڑا اور نہ خفا ہوا اور تمہارا پچھلا وقت پہلے وقت سے بہتر ہے۔ یعنی یا محمد ﷺ کہ اللہ پاک درود کا تحفہ دیتا ہے اور قسم کیا چاشت کی وقت پر یعنی دن کی روشنی پر اور رات کی تاریکی پر جب روشنی ختم ہو جائے رات آ جائے تو اس سے دن کی روشنی نمودار ہوتی ہے اور یہ قسم خدا کی قدرت پر ہے کہ وہ دن رات کے پیدا کنندہ ہے اور ایک روایت کے مطابق اس سے مراد روی جمال ہے کہ آفتاب کی روشنی اس کے جمال سے ہے اور شب سے مراد اس کے ذلفے مراد ہیں تو جواب قسم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ دشمنی نہیں ہے اور آخرت جو سرائے باقی ہے تمہارے لئے بہتر ہے اس دنیا فانی سے اور جو دشمنوں کو درمیان جمع ہونا کو یاد نہ کیا اور انشاء اللہ نہ کہا تو میں نے جبرئیل علیہ السلام کو منع کیا۔ قصہ حضرت نوح علیہ السلام اور دقیانوس کا جو مشہور ہے بیان فرمایا اور قیامت کے متعلق یہ آیت کریمہ پڑھی:

إِنَّ اللهَ عِنۡدَهُ عِلۡمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الۡغَیۡثَ وَیَعۡلَمُ مَا فِي الۡأَرۡحَامِ وَمَا تَدۡرِي نَفۡسٌ مَاذَا تَکۡسِبُ غَدًا وَمَا تَدۡرِي نَفۡسٌ بِأَيِّ أَرۡضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللهَ عَلِیمٌ خَبِیرٌ (لقمان ٣٤)

بے شک اللہ کے پاس قیامت کا علم ہے اور یہ علم ہے کہ بارش کب ہو گی اور یہ علم کہ رحم میں کیا ہے اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ میں کل کیا کروں گا اور نہ کوئی نفس یہ جانتا ہے کہ کونسی زمین پر اس کی موت ہو گی۔ بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا خبر دار ہے۔ یعنی قیامت کا علم نہیں ہے اور مطلق دن

کہنا اس کے لئے کفر محض ہے اور بارش کا برسنا اور ماں کے پیٹ میں جو ہے اور مستقبل کا کسب اور موت کہ کونسی جگہ پر ہو گی کوئی نہیں جانتا سوا اللہ تعالیٰ کے وہ علیم و خبیر ہے اور اگر کوئی ان پانچ غیبات چیزوں کا دعوی کرے تو وہ کافر ہے۔

اور روح کے متعلق یہ آیت کریمہ پڑھی:

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا (بنی اسرائیل ۸۵)

آپ سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں فرما دیجئے کہ روح من امر ربی ہے اور تمہیں جو علم دیا گیا ہے وہ بہت کم ہے۔

اور جب روح کو ظل کن کے تحت فرمایا اور حدیث اور صحیح اخبار میں مروی ہے کہ روح ایک لیف جسم ہے اور حضور ﷺ نے اس سے زیادہ وضاحت نہیں فرمائی۔ اور اس کے بیان سے منع فرمایا ہے تو تمہیں اور ہمیں یہ چاہئے کہ اس کے متعلق کچھ نہ کہیں اور چپ رہے۔ اور جو ملحد لوگ روح کے متعلق کچھ کہتے رہتے ہیں اور مریدوں کو گمراہ کرتے ہیں کہ میں تمہیں روح دکھاتا ہوں اور خلوت میں عوام الناس کو انوار واطوار و تجلیات شیطانی دیکھتے رہتے ہیں تو شیخ جاہل کو زیادہ بہتر ہے کہ وہ شیطان سے دور رہے کیونکہ وہ روح اور ذات اللہ کے درمیان کوئی فرق نہیں جانتے بلکہ بسبب نقصان اپنی روح کو عین ذات جانتا ہے اس سے وہ کافر ہو جاتا ہے اور اگر ایسا نہ ہوا گر مرشد مستقیم بر شریعت ہو اور تجلی روح کو تجلی ذات کا فرق جانتا ہو اس لئے کہ روح بقول صوفیان فی الجملہ تجلی ہے مگر تمام یہ ہے کہ چالیس حدیث حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمائیں ہیں کقولہ علیہ السلام الخلوۃ ہدایۃ والخلوۃ ضلالۃ۔ کہ خلوت ہدایت ہے اور خلوت گمراہی بھی ہے یعنی ہدایت اس کے لئے ہے جو متابعت میں کامل ہوا اور وہ کامل متابعت دوسرے کو کامل بنائے گا یہاں تک کہ عہد رسول اللہ ﷺ تک ہاتھ

میں آجائے اور کامل اسے کہا جاتا ہے کہ چار علوم کو جانتا ہوں۔ اول علم تفسیر واحادیث تمام کو جانتا ہو۔ دوئم علم فقہ پڑھا ہو اس لئے کہ اگر وہ ایک مسئلہ شرعیہ نہیں جانتا ہو تو اس کے لئے مرید بنانا جائز نہیں۔ سوئم علم مناظرہ اور علم کلام وعقائد سے واقف ہو تا کہ اس کا مرید قول و فعل واعتقاد میں لغزش سے بچ جائے۔ چہارم علم نفس وروح کے سر سے خبر دار ہو کہ سید جلال الدین بخاری نے اپنے رسالہ میں نقل کیا ہے کہ بہت سے مرید جو پیران ناقص کے مرید ہو خلوت اور مراقبہ میں ذات روح کو دیکھتے ہیں اور اس کو خدا سمجھتے ہیں تو کار ہو جاتے ہیں۔ نم الدین کبری قدس سرہ کا ایک مرید تھا اس نے وضو کیا اور خلوت میں داخل ہوا کچھ وقت کے بعد باہر نکلا اور کہا کہ شیخ میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا اس نے فرمایا کہ خاموش ہو جا کہ جو نور تم نے دیکھا تھا وہ وضو کا نور تھا اور تم نے اس کا ابتداوضو سے کیا اور وضو سلام کے آخر تک بہتر نور دیکھے جاتے ہیں تمام نتیجہ اس وضو و نماز کا ہے اور گمراہی اس شخص کے حق میں ہے کہ علم ظاہر جو ذکر ہوا وہ نہیں جانتا تو اس کے علم باطن جیسے وحدت اور واحدیت کے سیر میں کیا غوطہ لگائینگے اور جہل کے سبب عوام اور جہال کو خلوت میں لے آتے ہیں اور تجلی شیطان اور القاء نفسانی سے تمام کو گمراہ بناتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے کہ مالک الملک وملکوت کو میں نے دیکھا۔ علم فقہ واحادیث وتفسیر کو حجاب راہ کہتے ہیں خود گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

ایسے لوگوں کے متعلق نفحات الانس میں لکھا ہے:

إِذَاأُلْقُوافِيهَاسَمِعُوالَهَاشَهِيقًاوَهِيَتَفُورُ (۷)تَكَادُتَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ (الملک ۸)

جب ڈالے جائینگے اس میں سنے گے اس کو چیخنا اور وہ جوش ماری ہوئی قریب ہے کہ پھٹ جائے وہ غصے کی وجہ سے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا (١٧) السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهِ كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا (المزمل ١٨)

پس کیونکر تم بچو گے تم اگر کفر کرو گے تم اس دن جو بنادے گا بچوں کو بوڑھا آسمان پھٹ جانیوالا ہے اس سے ہے وعدہ اس کا پورا ہونے والا۔

اللہ تعالیٰ کا ایک اور فرمان ہے:

وَجِيءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ وَأَنَّى لَهُ الذِّكْرَى (الفجر ٢٣)

لایا جائے گا اس دن جہنم کو انسان یاد کرے گا اپنے گناہوں کو تو کس طرح ہو گا اس کے لئے پند ونصیحت کیونکہ یاد کرنا دنیا کے لئے ہے نہ کہ عقبی کے لئے۔

یہ بھی نقل ہے کہ دوزخ کے پنچسو گوشے ہیں اور ہر گوشہ کے لئے پانچ سو لگام ہیں اور ہر لگام کے لئے پانچ سو فرشتے اپنے ہاتھوں سے مارنے والے مقرر ہوں گے یہاں تک کہ قیامت میں اٹھائے جائیں گے اور فرشتے کا ساخت اتنا ہو گا کہ ایک پر آسمان وزمین میں نہیں آئے گا اور جب دوزخ کو اس زمین کے قریب کیا جائے اور اس کا شرارہ اتنا ہو گا جیسا ایک بڑا محل ہوا میں جو پانچ سو سال کا راستہ ہے اور ہر ایک کے کان زبانیہ کی آواز گدھے کی پہنچ جائی گی اور پانچ سو سال راستہ زبانیہ دوزخ لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قہر سے جیسے کہ بڑا دیگ تانبے کا جوش مارتا ہے اور ایک دیگ کی آواز دوسری دیگ کی آواز سے الگ ہو گی۔ دوبارہ پھر اس کو ماریں گے اور اس سے اوپر آسمان پر شگاف پڑے گا اور جب گل سرخ ہو جائے اور تیل کی طرح پگل جائے اور بچوں کے بال ہیبت سے سفید ہوں گے حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک ہاتھ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا دوسرا ہاتھ اور حضرت اسحاق علیہ السلام کے دونوں ہاتھ بندھے ہوں گے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے بھی

ہاتھ بندھے ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بی بی مریم علیہا السلام کے بھی ہاتھ بندھے ہوں گے اور وہ دن جو قیامت کا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو عظیم دن کہا ہے اور اس دن کا رعب اور سختی لوگ دیکھیں گے تو ہر ایک دوسرے کا ہاتھ کو کھول دیں گے اور عرش کے ستوں پر چنگ ماریں گے اور ہر ایک نفسی نفسی کہیں گے مگر حضور انور ﷺ امتی امتی فرمائیں گے تو جب یار یار سے اور فرزند ماں سے اور بیٹا باپ سے پیر اپنے مرید سے شوہر اپنی بیوی سے ہر ایک دوسرے سے بیزار ہو گا فرشتے عذاب کے آگ کے شعلے اپنے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے پیر اور مرید کو اکھٹے کریں گے اور کہیں گے کہ تم نے کیوں باطل دعویٰ کیا تھا کہ اپنے پیر کو پیغمبر اور تجلی شیطانی کو تجلی ذاتیہ صفاتیہ کہتے تھے اور علماء کی باتوں کو قبول نہیں کرتے تھے وہ کہیں گے کہ ہم طالب دیدار اور نجات والے تھے ہمیں شیخوں اور پیران نے گمراہ کیا اور بعض تو ہمارے ضامن بن گئے تھے کہ ہم شیخ زادہ اور پیر زادہ اور سید زادہ ہیں ہمیں جب دیکھو گے تو نجات تمہیں مل جائے گی بلکہ تکلیف عبارت بھی درمیان سے اٹھ جائے گی اور ہر باطل کہ ان کے سامنے کرتے اور کہتے کہ ہمیں انہوں نے منع نہ کیا پس پیروں کو کہیں گے کہ تم اس طرح پیری و پیشوائی کرتے کہ بندگان خدا اور امت محمد ﷺ کو جو راہ راست شریعت ہے اس سے لوگوں کو نکال دیتے اس وقت یہ پیر کہیں گے کہ یہ لوگ ہم پر جاہلوں کے جم گھٹا میں پیش ہوئے تو ہم شرم کی وجہ سے خود کہتے اور بعض ایک دوسرے سے منکر ہو جائیں گے کہ نہ میں پیر ہوں اور نہ یہ میرا مرید ہے پس اللہ تعالیٰ تو علیم و علام ہے حکم کرے گا کہ ان تمام کو پیر و مرید و شیطان کو دوزخ میں ڈال دو اور جو پیر کامل ہو گا اور خود اور اپنے مریدوں کو متابعت مصطفی ﷺ پر مستقیم کیا ہو گا وہ قیامت کے دن اس گرمی میں کھڑے ہوں گے۔

کہا گیاہے کہ سورج کے سترہ چہرے ہیں الحال چوتھے آسمان پر ہے اور ایک چہرہ ہماری طرف ہے اس سے پہلے ایک روح کے ستر برف کے پردے ہیں کہ اس چہرہ سے سورج نکلتاہے اگر ایسانہ ہوتاتو تمام عالم کو جلادیتااور اس دن دوسری ڈالی جائیگی کہ وہ زمین سفید ہوگی۔

جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایاہے:

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ (ابراھیم ۴۸)

اس دن جب زمین بدل جائے گی بغیر اس زمین کے۔

اس دن سورج ایک نیزہ زمین کے قریب ہوگا اور سورج کے باقی تمام چہرے پیچھے کر دیں گے اور اتناپسینہ پیداہوگا کہ اگر اسّی اونٹ اس کو پیے تو سیر اب ہوگا۔

سات گروہ عرش کے سایہ میں ہوں گے چنانچہ عالم لوگ اور عامل وامر عادل اور وہ لوگ جو روزانہ دوسو آیات قرآن سے تلاوت کئے ہوتے ہیں اور علاقہ میں آذان کے دینے والے اور وہ لوگ جو علماء کی خدمت کرتے ہیں اور وہ جو خرید و فروخت میں اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اور وہ جو زنا پر قدرت رکھتاہو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے اس سے دور رہے اور ایام بیض کے روزے رکھنے والے اور صبح کے وقت استغفار کرنے والے تو گھوڑوں پر جنت میں سوار ہوں گے اس دن پیر کامل کو حکم دیا جائے گا کہ عرش کے نیچے دیکھو وہ کہیں گے کہ ہمارے مرید تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں اور امر و نہی کو قبول کیاہے لیکن گناہوں کے سبب وہ جہنم چلے گئے الٰہی ہمارے ساتھ ان کو بخش دے حکم ہوگا کہ وہ گناہ گار تھے تمام کو دوزخ میں بھیج دیا پیر ان کامل اس وقت قسم کھائیں گے کہ ہم جنت نہیں جائیں گے جب کہ مرید ہمارے ساتھ جنت نہیں جائیں گے۔

چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:

يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى عَنْ مَوْلًى شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ (۴۱) إِلَّا مَنْ رَحِمَ اللَّهُ (الدخان ۴۲)

اس دن کہ نہیں دفع کر سکتا مولیٰ مولیٰ سے کوئی چیز اور نہ ان کی مدد کی جائے گی مگر وہ جن پر رحم کیا گیا ہو۔

قیامت کے دن دوست دوست سے بیزار ہو گا عذاب سے نہیں بچتا مگر وہ جو ایمان لے آئے ہیں ان کو حکم کیا جائے گا کہ ان کے گردنوں سے سلاسل یعنی زنجیروں کو کھول دو اور جنت کی طرف دھکیل دو۔

حدیث شریف میں ہے:

للہ عباد یسوقون الی الجنۃ بسلاسل۔

اگر تمام ملائک ایک پلہ میں رکھے جائیں تو جگہ سے بھی نہیں ہلیں گے تمام مرید ان کی وجہ سے بخشے جائیں گے اگر کوئی قیامت کا انکار کرے یا شک کرے یا یہ کہے کہ قیامت کیوں نہیں ہوا کافر ہو جاتا ہے۔ اگر تقدیر نیکی اور بدی دونوں کو اللہ تعالیٰ سے نہ جانے کافر ہو جاتا ہے اور اگر مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کو حق نہ جانے تو بھی کافر ہے۔ تیسری شرط بقاء ایمان ہے کہ ہاتھ اور زبان کسی کو تکلیف دینے سے لوگ ان سے محفوظ ہوں ایسا نہ ہو کہ مخلوق کو تکلیف دینا حلال سمجھے کافر ہوتا ہے چنانچہ نقل ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام نے اس کے ساتھ بے ادبی کی تو حضرت امیر المؤمنین نے اس کے کان کو مروڑا پھر اپنا گوش مبارک غلام کے آگے کیا اور فرمایا کہ زیادہ مروڑ دو کہ میں خدا سے ڈرتا ہوں غلام نے کہا کہ آپ میرے آقا ہیں میں بھی ڈرتا ہوں خدا سے آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں آزاد کیا۔

ایک دفعہ حضرت رسول اکرم ﷺ وضوء کی جگہ پر تشریف فرما تھے اور آپ کے ہاتھ میں مسواک تھا کنیز پانی کے لئے گئی تھی جلدی نہیں آئی حضور ﷺ نے فرمایا کہ نماز کو تم نے مجھ سے دیر کرائی اگر میں خدا سے نہ ڈرتا تو تمہیں اس مسواک پر مارتا حبیبۃ الرسول فقیہہ ٔامت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کتنی مہربانی کرتے ہو مسواک کچھ تکلیف نہیں دیتا حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ حمیرا کہ اگر میں مسواک سے اس کو ماروں تو خدا کی قسم ہے اگر مسواک سے نہ مرے تو جنت راستہ نہیں دے گا حبیبۃ الرسول فقیہہ ٔامت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اتنی روئیں کہ بے ہوش ہو گئیں۔

نقل ہے کہ ایک بزرگ تھے انہوں نے اپنی گود میں اپنے بچے کو بٹھایا تھا اور زیادہ محبت کی وجہ سے وہ اپنے آپ سے جدا نہ کرتے ایک دن وہ بیٹھے ہوئے تھے ان کی لونڈی آئی تو ان کے ہاتھ میں ایک سیخ تھی اور اپنے صاحب پر دست درازی کی اس کے ہاتھ سے سیخ گر گیا وہ بچے پر لگ گیا اس کے سیخ بچے کو زخمی کیا فوراوہ گر گیا وہ کنیز زمین پر بے ہوش ہو گئی مالک نے کنیز کے سر کو اپنی گود میں رکھ دیا اور اس کا بیٹا وہاں پڑا ہوا تھا اور سیخ بھی نہیں نکالا تھا لوگ آئے اور بچے کے بدن سے وہ سیخ نکالا جب کنیز کو ہوش آیا اس سے پوچھا گیا کہ کیا حال تھا کہ تم بے ہوش ہو گئی کنیز نے کہا کہ تمہارے ڈر سے کہ تم میرے ساتھ کیا سلوک کرو گے اس کے مالک نے کہا کہ میں نے تم کو آزاد کیا اور مجھ سے مت ڈر اس لئے کہ یہ خدا سے مقرر تھا کہ اس میں ایک ذرہ زیادہ یا کم نہیں ہوتا۔

نقل ہے کہ ایک بزرگ نے اپنے غلام پر نافرمانی کی وجہ سے طمانچے مارے پھر اس نے غلام سے کہا کہ تم مجھے طمانچے مارو تاکہ ہم دونوں برابر ہو جائیں غلام نے کہا کہ اپنے آقا کو تکلیف دینا

میرے لئے شرم کی بات ہے اس نے کہا کہ میں بھی آقا رکھتا ہوں اور ڈرتا ہوں غلام نے کہا کہ تم اپنے آقا سے ننگ نہیں کرتے ہو ہیبت سے زمین پر گر گیا اور اپنی جان کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک سیاہ غلام اولیاء کے پاس آیا اور توبہ کی اس بزرگوار نے کہا کہ جاؤ کہ جس کو تم نے تکلیف دیا ہے اس سے معافی مانگو کہ وہ تمہیں بخش دے گا اس غلام نے بھی ایسا کیا اور اپنی جگہ واپس آیا بے ہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا اس سے پوچھا گیا کہ یہ کیا حال تھا اس نے کہا کہ میں نے اپنے پیر کا حکم بجالایا اور یہاں چند گدھوں کو میں نے مارا تھا وہ مجھے یاد آئے کہ ان سے بخشش مانگوں اس کے متعلق کہا گیا کہ جو ان نے پیر کے سامنے توبہ کیا جب وہ پیر کی طرف سے آیا پھر پیر کی طرف گیا اور کہا کہ جب میں گناہ کرتا اللہ تعالیٰ دیکھ رہا تھا پیر نے کہا کہ اے غافل تم یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ چھپے ہوئے رازوں کا جاننے والا ہے تو اس نے کہا کہ میں نے تو اتنے زیادہ گناہ کئے ہیں ایک سرد سانس کھینچا اور اپنی جان کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا اور بعض نے کہا ہے کہ حکم ایمان خوف ورجاء کے درمیان ہے جب یہ دونوں ہوں چنانچہ کہا گیا ہے الخوف ذکر والرجاء انثیٰ یتولد منہما حقیقۃ الایمان۔ خوف مذکر ہے اور رجاء مؤنث ہے اس سے ایمان کی حقیقت پیدا ہوتی ہے۔ بیت:

مرغ ایمان را دو پر خوف و رجاء است
مرغ بے پر را پرانیدن خطا است

ایمان کے پرندے کے دو پر ہیں ایک خوف اور دوسرا رجاء پرندہ کا بے پر اڑنا خطا ہے۔

چہارم سات شرائط ہیں: اور یہ سات شرائط ایمان لانے اور بقاء کے لئے ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کو جنت و دوزخ جو ہم سے پوشیدہ ہیں ان پر یقین کرنا۔

۲۔ علم غیب جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔

۳۔ اپنے اختیار سے ایمان لانا۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کے حلال کو حلال جاننا۔

۵۔ اللہ کے حرام کردہ کو حرام جاننا۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھنا۔ ۷۔ اس کے عذاب سے ڈرنا۔

اور اس کی تفصیل میں نے اپنے رسالہ عصمت الایمان میں بیان کی ہے۔ اور یہاں میں نے یہ ذکر کیا ہے کہ اگر ان میں سے ایک کا انکار کرے تو ایمان زائل ہو جاتا ہے۔ حلال و حرام اہم مہمات ایمان ہیں کہ لوگ ان میں زیادہ واقع ہیں اور اکثر لوگ اس سے غافل ہیں۔ قولہ علیہ السلام: الویل للجاہل مرۃ وللعالم سبعین مرۃ۔ جاہل کے لئے ہلاکت ایک بار ہے اور عالم کے لئے ستر ہیں۔ اس لئے کہ عالم کے لئے شبہات اور بدعات اور مباحات سے بچنا ضروری ہے جو جاہل کی نظر میں لازم نظر آتا ہے لیکن عالم کے لئے اس لئے ضروری ہے کہ لوگ عالم کو دیکھ کر اس کی متابعت کرنے لگتے ہیں تاکہ وہ گمراہی میں نہ پڑیں۔ لقولہ علیہ السلام: ضلّ عالم ضل عالَم۔ عالم کا گمراہ ہونا عالم کا گمراہ ہونا ہے۔ چونکہ عالم بعض امور میں بعض کو مباح کہتے ہیں تو عامی لوگ اس سے نکل کر حرام میں پڑ جاتے ہیں اور حرام کو حلال جاننا کفر ہے۔ اس لئے کہ مجموعہ خانی میں معاملات کے باب میں درج ہے کہ جو جو کا شیرہ یا گندم یا برنج اور چاول حرام کا کھائے وہ کافر ہو جاتا ہے اور جو اس کو حلال جانے اگر شراب پی لے جیسا کہ انگور کا رس جس میں نشہ پیدا ہوا ہو اور مستی پیدا کرنے والا ہو جائے تو گناہ گار ہو جاتا ہے اس لئے کہ ان چیزوں کو حرام جانتے ہیں اور اس میں حلال کا شبہ لانا اور حال یہ ہے کہ وہ حلال نہیں ہے کافر ہو جاتا ہے۔ مشارق اور تنبیہ ابو اللیث اور ذخیرۃ الملوک اور مشروق المشارق میں اس طرح ذکر ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے شراب پی لیا تو ایمان اس سے ایسا نکلتا ہے جیسا کہ لوٹا

پانی بھرا کو الٹا کرے اور اس میں پانی کچھ نہ بچے اور قیامت کے دن ان سے دوزخ کو بھر دے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ خیال کونسی چیز ہے اور کس طرح کھا جاتی ہے آپ نے فرمایا کہ پیپ جو دوزخیوں کے لئے پانی کی جگہ پر ملے گا جب دوزخی لوگ جمع ہو جائیں گے اور گل جائیں گے جب وہ کھائیں گے تو ان کا گوشت اور پوست ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور ایک آنکھ کی جھپک تک ان سے عذاب ہٹایا جائے گا اور اتنا کھائیں گے کہ ان کے نام تبدیل ہو جائیں گے اور دوسرا نام رکھ دیں گے جیسا کہ یکنی، وشیرہ ومیوزہ وسور پس حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان سے بچو اور بچو شراب پینے والوں کی ہوشیاری سے اور تمہیں یہ ضروری ہے کہ ان کی باتوں پر کوئی اعتبار نہ کرے۔

بوستان ابو اللیث میں ہے کہ ان کے دانشمندان مضبوط نہیں ہے ان سے دور رہو اور ان سے علم مت حاصل کرو اور ان کے مسئلہ پر اعتبار نہ کرو اور ان سے مجالست بھی نہ کرو۔

حضور ﷺ کا قول ہے:

الصحبۃ توثروا۔

صحبت اثر کرتی ہے۔

اور یہ بھی حضور ﷺ کا قول ہے:

مثل المجالس الصالح کمثل العطار و مثل جلیس السوء کمثل القنین۔

نیک مجالس کی مثال عطار کی طرح ہے اور بری مجلس کی مثال قنین کی ہے۔

حضور انور ﷺ نے باب خمر میں ایک حدیث بیان فرمائی ہے کہ: کل مسکر خمر و کل خمر حرام۔ کہ نشہ شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے۔ خمر خمار سے مشتق ہے اور خمار دامن کو کہا جاتا ہے جس سے چہرہ ڈھانپا جاتا ہے پس خمر گویا کہ عقل کو ڈھانپ دیتا ہے۔ اور شرح مشروق میں ہے کہ خمر کو

اس لئے خمر کہا گیا ہے کہ اگر کوئی خمر جو اور گندم اور چاول سے بناتا ہے اور اس کو شراب نہیں جانتا تو کافر ہو جاتا ہے۔

شراب کی پانچ اقسام ہیں: ایک قسم انگور کی ہے دوسری قسم خرما کی ہے اور تیسری قسم موہر ہے اور شہد سے بنتا ہے اور چوتھی قسم دوسرے دانوں سے بناتے ہیں۔

قولہ علیہ السلام: کل حبوبات اذا خرج من هيئة اصلية فهي ملعونة ومن اكلها فهو ملعون۔

ہر دانے جب اپنی اصلیت کو بدل دیتا ہے تو وہ لعنتی ہوتا ہے اور جو اس کو کھائے وہ بھی ملعون ہے۔

بعض ملکوں میں مسور اور جو سے سرکے بناتے ہیں یہ بھی حرام ہے اس لئے کہ شلپیدہ اس کا غلہ ہے جب تبدیل ہو جائے تو حرام ہوتا ہے۔

اگر میوہ پنیر اور شیر جتنا خراب ہو جائے حلال ہے کہا گیا ہے کہ امام محمد غزالی قدس سرہ سے پوچھا گیا کہ اے امام ہم نے آپ سے کبھی بھی تبسم نہیں دیکھا ہے اس نے فرمایا ایک وقت تھا کہ میں مقتدی تھا اور تبسم کیا کرتا تھا اور دوستوں کے ساتھ بھی مزاح کرتا تھا تو جب میں مقتدا ہوا یعنی پیشوا ہوا تو تبسم مجھ پر حرام ہوا اس لئے کہ اگر میں تبسم کروں تو دوسرے لوگ ہنسنا اور قہقہ کو حلال جانیں گے اور وہ اس سے کافر ہو جائیں گے حضرت سفیان ثوری قدس سرہ ایک دفعہ جارہے تھے کہ ان کا پاؤں پھسل گیا اور دوسرے شخص کی زراعت میں داخل ہوئے اس کو غیبی آواز آئی کہ اے ثور یعنی بیل تم کیوں دوسری کی زراعت میں داخل ہوئے۔ ایک دفعہ وہ مسجد جارہے تھے کہ اس نے بائیں پاؤں کو مسجد میں پہلے ڈال کیا پھر آواز سنی کہ یا ثور یعنی اے بیل اس کا نام ابو سعد تھا اس کے بعد اس نے اپنا لقب ثوری کیا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ ایک دن بایاں پاؤں

سے مسجد کے اندر داخل ہوتے وقت پہلے رکھا اس کا کفارہ ایسا دیا کہ دس غلاموں کو آزاد کیا پس مسجد میں جب داخل ہوتے ہو تو جوتے نکالو اور کپڑے صاف کر کے اس کے بعد مسجد میں رکھو۔

نقل ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کے خلافت کے دور میں ایک صحابی آیا جوتوں کو نکالا اور مسجد کے پتھر پر مل دیا حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اگر تم میرے منہ پر ملتے تو یہ بہتر ہوتا اس سے کہ مسجد کے پتھر پر مل دیا۔ جب تم مسجد آؤ گے تو دیکھو اگر مسجد میں کوئی ہے اور وہ ذکر اور تلاوت قرآن پر مشغول نہ ہو اور انہوں نے صبح یا ظہر کی سنت ادا نہ کی ہو تو سلام کہو اور اگر مسجد میں کوئی نہ ہو تو اس طریقہ سے سلام کہو (السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین) کہ ہم پر سلامتی ہو اور نیک بندوں پر سلامتی ہو۔ اس کے بعد تحیہ مسجد دو رکعت پڑھو اول رکعت میں سورہ فاتحہ بعد میں آیۃ الکرسی ایک بار اور سورہ اخلاص تین بار اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سوہ اخلاص تین بار پڑھو فراغت کے بعد قبلہ کی طرف منہ کر کے ذکر یا تلاوت میں مشغول ہو جاؤ جب تک کہ تم مسجد میں ہو تو اعتکاف کی نیت سے ہو اگرچہ ایک ساعت کے لئے کیوں نہ ہو اور دنیاوی باتیں کوئی کرتا ہے تو اس کے منہ سے گندہ بو مسجد میں پھیل جاتا ہے تو فرشتے مسجد سے بیرون نکلتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور رو کر کہتے ہیں کہ ہمیں اپنے گھر سے نکال دیا حق تعالیٰ کی طرف سے آواز آجائے گی کہ صبر کرو تاکہ آپ کے مکافات روز قیامت ان سے لے لو۔

حدیث شریف میں ہے کہ چار آدمیوں کی توبہ قبول نہیں ایک اس شخص کی جو مسجد میں دنیاوی باتیں کرتا ہے دوسرا وہ شخص کہ حالت مجامعت اور بول وغائط اور استنجاء کے وقت باتیں کرئے۔ تیسرا وہ شخص ہے جس کی توبہ قبول نہیں جو وضو کے وقت یا غسل کے وقت میں باتیں کرتا ہے اس لئے کہ وقت مجامعت و غسل میں کراما کاتبین اس کی طرف پشت کرتے ہیں کہ ہم تم سے شرم کرتے ہیں اور

تم ہم سے شرم نہیں کرتے ہو اب لکھنے کے لئے مجبوری ہے کہ جب اس کی طرف منہ کیا تو وہ لکھ دیتے ہیں۔ چوتھا وہ شخص ہے کہ عالموں کے مذاکرہ میں باتیں شروع کرتے ہیں کیونکہ عالموں کا وعظ وخطبہ سننا فرض ہے اور سلام کا جواب سنت ہے تو اس کا چھوڑنا بہتر ہے اور سلام کا جواب بھی نہ دے اگرچہ فرض ہو کہ خطبہ اور وعظ سننا فرض عین ہے اور جواب فرض کفیہ ہے چنانچہ مجمع الملک میں ہے کہ اس وقت ملک عمان سے عراق تک اس طائفہ کے لئے حج ساقط ہے اس لئے کہ ایک طرف دریا کا خطرہ ہے اور دوسری طرف لوگوں سے الگ ہونا روافض کے ساتھ بدعت ہے اور جس عبادت میں بدعت آجائے اس کا چھوڑنا بہتر ہے۔

بہت سے مسائل میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے توقف کیا ہے ان میں ایک مسئلہ ختنے کا ہے کہ اگر میں کہوں کہ چھوٹے کا ختنہ کرنا گناہ ہے کیونکہ چھوٹے کو تکلیف دینا ہے اور اگر بالغ کے متعلق کہوں تو سنت کے لئے فرض کو برہنہ کروں گا اور یہ نہیں چاہیئے اور صاحبین نے کہا ہے کہ دس سال سے کم ہو تو یہ سنت بجالانا چاہیئے اور اگر حد بلوغیت تک پہنچے تو تین علماء کے نزدیک ختنہ ساقط ہو جاتا ہے کہ فرض کو سنت کے لئے برہنہ کرنا نہیں چاہیئے۔

طحاوی شریف میں ہے:

اذا بلغ الصبی عشر سنة لا یجوز له ان ینام مع امه و اخته و الامرأة الاجنبية و عليه الفتوی۔

جب ایک لڑکا دس سال ہو جائے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ سو جائے اپنی امی کے ساتھ یا بہن کے ساتھ یا اجنبی عورت کے ساتھ اور اس پر فتوی ہے۔

رسالہ شاہ قاسم بدر الدین کروری میں ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عالم تھا کہ وہ اپنے نفس اور خواہشات کی تابعداری کرتا اس نے چاہا کہ گناہوں سے توبہ کروں اس وقت کے پیغمبر پر وحی آئی کہ اس عالم سے کہہ دو کہ ہر اس آدمی نے جس نے تمہیں گناہ کرتے دیکھا ہے اور تم گناہ کرنے سے دلیر

ہو گئے اس وقت تک یہ واپس گناہوں سے نہیں ہوتا اور تمہارا توبہ موقوف ہے جب تک وہ قبول نہ کرے۔

جب مسجد سے باہر آتے ہو تو بائیں پاؤں کو باہر رکھو حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو مسجد سے باہر آئے اور آسمان کی طرف دیکھے اور یہ آیت کریمہ پڑھے:

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران ۱۹۱)

اے رب ہمارے تونے یہ بیکار نہ بنایا پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

اللہ تعالیٰ اسے رحمت کی نظر سے دیکھے گا اور تفسیر مدارک میں اس آیت کے تحت لکھا ہے:

وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُونَ (هود ۱۱۳)

اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں پھر مدد نہ پاؤ گے۔

حضرت شیخ سفیان ثوری علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ دوزخ میں آگ کا بیابان ہے کہ:

لا یعلم طولها و عرضها الا اللہ۔

اس کا طول اور عرض سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ پس اس بیابان میں ان عالموں کے لئے جگہ ہے جو دنیا کا مال بادشاہوں اور امراء کے دروازوں پر جا کر لے اس سے مراد یہ ہے کہ مالداروں کے ہاں اور یا بادشاہوں کا قربت تلاش کرتے ہیں اور وہ خوشامد کرتے ہیں جیسا کہ بلی کرتی ہے اور ان کے ڈر سے دین کا مسئلہ بھی بتاتے اور دنیا کے مال کے لئے وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے بھی غافل ہوتے ہیں نعوذ باللہ من افعال قبیحھم۔

وقال علیه السلام ففروا من العلماء الذین اتخذوا باب الامراء بتحصیل المال فهم کذباب الخضرۃ تصیر علی القذرۃ۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ علماء سے دور بھاگو وہ علماء جو مالداروں کے دروازے پکڑے ہیں کہ ان سے مال حاصل کریں تو یہ گندگی کے مچھروں کی طرح ہیں کہ وہ گندگی پر گھومتے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

العلماء امناء اللہ تعالٰی اذا لم یخالطوا بالامراء فلو خالطو بامراء فھم لصوص الدین۔

علماء اللہ تعالٰی کے امین ہیں جب وہ امراء کے ساتھ نہ ملیں اگر وہ مالداروں سے ملے تو یہ دین کے چور ہیں۔ عمدۃ الاسلام میں لکھا ہے کہ جس کا علم زیادہ ہو اور عمل و تقوی زیادہ نہ ہو گویا وہ خدا کے ساتھ عداوت اور دشمنی کرتا ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ (٢) كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ (الصف ٣)

اے ایمان والو کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو۔

بزرجمہیر سے کسی نے پوچھا محبت کے متعلق جو ایک دوسرے کے ساتھ ہو اس نے کہا عارف سے کہنا ہے پوچھا گیا کہ عارف کون ہے اس نے کہا کہ عالم اس سے پھر پوچھا گیا کہ عالم کون ہے اس نے کہا کہ جو خدا سے ڈرنے والا ہو اور اپنے آپ کو دوسروں سے کم سمجھے۔

کیونکہ اللہ تعالٰی کا قول ہے:

إِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (فاطر ٢٨)

اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

حضرت بایزید نے فرمایا ہے:

من کان بہ اقرب فھو فی اصعب خطر۔

جو زیادہ قریب ہو گا تو وہ سخت خطرے میں ہے۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے:

الویل للعالم سبعین مرۃ وللجاھل مرۃ۔

بربادی ہے عالم کے لئے ستر مرتبہ اور جاہل کے لئے ایک بربادی ہے۔

اس لئے کہ عالم پرہیز گار کو کہا جاتا ہے کہ گناہ کے ذرہ سے بھی پرہیز کرے چنانچہ حضور انور ﷺ کے ساتھ ایک اعرابی بیٹھا ہوا تھا، حضور ﷺ نے یہ آیت کریمہ پڑھی: فَمَنۡ يَعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرًا يَرَهُ (۷) وَمَنۡ يَعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ (الزلزلۃ ۸) تو جو ایک ذرّہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرّہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا،،۔ پس اعرابی نے کہا یا حضرت ہمارے لئے اتنا علم کافی ہے کہ ذرہ خیر کو عمل میں لاؤ اور اس کی تکلیف برداشت کرو اور ذرہ شر کا علم ذرہ شر کو حرام جان کر اس سے دور رہے اور ایک ذرہ حرام کا حلال جاننا کفر ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

ھذا الرجل افقہ الناس۔

یہ آدمی زیادہ فقیہ ہے۔

نقل ہے کہ ایک بزرگ ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھا تھا اور دیوار کسی اور کا تھا وہ کتابت کرتا تو کتابت کے حروف تر تھے خشک نہ ہوئے اس نے چاہا کہ دیوار سے تھوڑا سا خاک ناخن سے اٹھائے اور ان حروف پر ڈالے لیکن دل میں خیال کیا کہ یہ دوسرے کا حق ہے پھر گستاخی کیا کہ دوست کے سامنے حاضر ہو تھوڑا سا خاک اس کے ناخن میں پڑا ہوا تھا ہاتف نے آواز دی کہ آسانی سمجھ گئے

قیامت کے دن اس کا بدل وصول کرتے تو وہ کاتب اس آواز سے بے ہوش ہوا صاحب سرائے آیا اس کو بغل میں پکڑ لیا جب ہوش آیا پوچھا کہ یہ کیا حال تھا تو اس کو یہ تمام واقعہ سنایا صاحب دیوار بھی رونے لگا اور کہا کہ میں نے تجھے بخش دیا ہے اور وہ ذرہ علماء کو معلوم ہے تو تمہیں چاہئے کہ استنجاء کے واسطے دوسرے کے دیوار سے مٹی کا پلستر مت خراب کرو تاکہ تم اس سے مٹی کا ڈھیلہ وصول کر کے استنجاء کے لئے استعمال کر سکو اور نہ اپنے دانتوں کے خلال کے لئے کسی کا لکڑی استعمال کرو۔

کہا گیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنی بیوی حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزھرا رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام کے داماد کے متعلق بیان کرتا کہ کار خیر کے وقت اپنے داماد کو تاج دیا تھا اور یہ کہا تھا کہ تمام تاج کو کھدو کہ ہر رات چراغ کو معطل کر دو تاکہ ہر ایک اس کے گوہر خراج کے لئے ملک کو دے دو۔ حضرت خاتون جنت غمگین ہوئیں اور سمجھیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو حضور انور ﷺ کے داماد تھے کوئی چیز جہیز میں نہیں دی تھی دنیا کے مال سے اس وجہ سے مجھے یہ حکایت سنایا اس غم میں نیند کے لئے چلی گئیں تو اپنے والد ماجد کے دیدار پُر انوار سے مشرف ہوئیں انہوں نے فرمایا کہ اے والد کی جان جنت کی حوران میں اور تمہاری ماں تمہاری ملاقات کی مشتاق ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ تم دار فناء سے دار بقاء کو رحلت کرنے والی ہو جب وہ خواب سے بیدار ہوئیں تو حضرت حسن اور حضت حسین رضی اللہ عنہما دونوں کو بلایا اور ان کو دیکھا کبھی وہ ہنستی اور کبھی روتی جب حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ آئے اور اس کا یہ حال دیکھا تو پوچھا اے خاتون جنت کبھی تم ہنستی ہو اور کبھی روتی ہو یہ کیا حال ہے حضرت خاتون جنت نے فرمایا کہ میں نے ایسا خواب دیکھا ہے جب میں اپنے والد اور والدہ کے دیدار کے لئے وہ میرے مشتاق ہیں تو میں ہنسی اور جب اپنے جگر گوشے کی جدائی کی یاد آئی تو غم سے روتی ہوں جب حضرت بی بی وفات پا

گئیں اور دفن کی گئی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کو خواب میں دیکھا کہ پریشان ہیں آپ نے پوچھا کہ اے خاتون جنت کیوں پریشان ہو اور دلگیر کھڑی ہو خاتون جنت نے خواب میں فرمایا کہ میں نے ہمسایہ کے گھر سے سوئی لائی تھی کہ اس سے پرانے کپڑے سینے کے لئے تو جب میں نے کپڑے سیے تو اس سوئی کو فلاں گوشہ دیوار میں رکھ دی ہے تو جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نیند سے بیدار ہوئے اس سوئی کو وہاں پایا اور اس ہمسایہ کو دے دیا دوسری رات خواب میں دیکھا کہ وہ جنت کے محلات میں ہیں اور حوریں اس کے سامنے صف میں کھڑی ہیں اور دنیا کی عورتوں میں سے ایک عورت بھی خاتون جنت کی خدمت میں کھڑی ہے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ جنتی عورت کون ہے اس نے فرمایا کہ یہ وہی حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیٹی ہے جس کے شوہر کے متعلق آپ نے صفت بیان کی تھی پس جب کل قیامت برپا ہو اور حضور ﷺ کا جھنڈا کہ ستر سال کا راستہ ہو گا اور تمام ملکوت حرکت میں ہوں گے اور کوئی اپنی جگہ سے نہیں ہلے گا پس ہاتف غیب سے آواز دی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ میرا شیر دنیا میں اس کا زور وطاقت کسی کو نہیں دکھایا تھا اس وقت حضور ﷺ کا جھنڈا اٹھاؤ حضور ﷺ کے دامادی کی وجہ سے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہاتھ جھنڈے پر رکھے گا تو ایک گلدستہ اسے مل جائے گا جو تمام صلحاء اور علماء اس جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور ہر ایک گوہر کے مانند رات کے چراغ وہ مردان ہوں گے پس داماد نے حضرت سلیمان علیہ السلام نے تو فانی دنیا کا تاج پایا تھا اور تمہیں یہ جھنڈا مصطفی ﷺ کا روز قیامت نصیب ہوا تو ان لوگوں کے لئے رات کے وقت یہ چراغ ہو گا تو اس کی وجہ سے وہ پل صراط سے گزریں گے۔

اے عزیز زیادہ کوشش کرنی چاہیئے علم کے طلب میں کیونکہ عالم گناہ کے ذرہ سے بھی احتراز کرتا ہے اور اگر اس میں واقع ہو جائے تو اس کو گناہ سمجھ کر کافر نہیں ہوتا اور جاہل کو ایک ذرہ مناہی کا قولاو فعلاواعتقاداکی خبر نہ ہوگی اور جہل اسلام میں حجت نہیں ہے پس حلال اس کو جاننا کفر ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

فضل العالم علی العابد کفضلی علی امتی لان العلماء سراج الدین۔

عالم کی فضیلت عبادت کرنے والے پر ایسی ہے جس طرح میری فضیلت میری امت پر کیونکہ علماء دین کے چراغ ہیں۔

دوسری حدیث شریف میں ہے:

قال علیہ السلام: سئلت جبرئیل علیہ السلام عن فضیلۃ العلماء قال ھم سراج امتک فی الدنیا و الآخرۃ و اوحی اللہ الی نبیہ محمد ﷺ العلماء اھلی و عیالی و سائر الناس عبدی و مالھم مالی عیالی فلہ الجنۃ و لا ابالی و من منع مالی علی عیالی و لہ النار و لا ابالی و قولہ علیہ السلام من کان فی قلبہ ذرۃ من بغض العلماء یبقی فی جھنم دھرا طویلا۔

حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے علماء کی فضیلت کے متعلق پوچھا اس نے کہا یہ دنیاو آخرت میں تمہاری امت کے چراغ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ پر وحی کی کہ علماء میرے اہل اور عیال ہیں اور تمام لوگ میرے بندے ہیں اور میرے اہل و عیال والوں کے لئے جنت ہے اور مجھے کوئی پرواہ نہیں اور کون ہے منع کرنے والا میرے عیال پر اور اس کے لئے جہنم ہے مجھے کوئی پرواہ نہیں اور یہ بھی حضور ﷺ کا قول ہے جس کے دل میں ایک ذرہ بھی بغض ہو علماء کے لئے اس کی وجہ سے وہ جہنم میں زیادہ زمانہ رہے گا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہارون الرشید کے زمانہ میں اس کے ارکان دولت نے ان سے جھگڑا کیا کہ تمام خزانہ تم علماء پر خرچ کرتے ہو اور وہ طائفہ جو قبلہ رو بیٹھا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں بیٹھے رہتے ہیں تو آپ نے ان سے تعلق قطع کیا ہے اور ان کی طرف بہت کم تعلق رکھتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ دین کا استحکام اور شریعت کا قیام مصطفوی اور احکام وعقائد یقینی علماء سے ہیں اور اگر کوئی بھی بے عمل کیوں نہ ہو وہ چالیس لوگوں کی سفارش کریں گے اور ان کی وجہ سے وہ جنت جائیں گے۔ اور عابد اگرچہ وہ عالم کی تابعداری میں ہوتا ہے وہ اکیلا ہی جنت میں جائے گا اور اگر عمل صحیح نہ ہو تو وہ جہنم جائے گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا ہے:

شفاعة اربعة نفر حق اولهم الانبياء عليهم السلام ثم العلماء ثم الشهداء ثم الاطفال لابويه۔

چار لوگوں کی شفاعت حق ہے ان میں سے پہلا انبیاء علیہم السلام ہیں پھر علماء پھر شہداء پھر بچے ہیں جو اپنے والدین کے لئے سفارش کریں گے۔ پس ارکان دولت نے کہا آؤ کہ ہم امتحان لیں گے ایک آدمی نے ایک شیشہ لے آیا اور وہ شیشہ آدمی کی شکل پر تھا اس کے اعضاء کو ٹھیک کیا اور اس شیشہ میں ایک جگہ تیل ڈال دیا اور آگ روشن کی جب رات ہوئی تو آگ اس میں روشن کی تو وہ تمام ایک نور بن گیا اور اس آدمی کو کہا کہ فلان عبادت خانہ میں جاؤ اور اس پر امتحان کرو جب وہ شخص عبادت خانہ آیا تو تمام عبادت گاہ ایک نور بن گیا تھا عبادت کرنے والا اپنی جگہ سے اٹھ گیا اور کہا کہ تم کون ہو من انت اس شخص نے کہا کہ میں جبرئیل ہوں انا جبرئیل اس کو کہا کہ تمہیں پیغمبری کا مرتبہ مل گیا ہے اس لئے کہ تم نے زیادہ ریاضت کی اور زیادہ مشقت اٹھائی۔ اب اللہ تعالیٰ سے یہ حکم ہوا ہے کہ تم پیغمبر بن گئے ہو اور میں جبرئیل ہوں اور جو معجزہ تم چاہتے ہو وہ میں ظاہر کروں گا تمام

لوگوں کو اپنی پیغمبری کی دعوت دو۔ عابد نے کہا اگر کل تم نہ آؤ گے تو میں کیا کروں گا اس نے کہا کہ روا ہے کہ جبرئیل نے ہرگز جھوٹ نہیں کہا ہے۔ عابد نے قبول کیا اور وہ شخص اس عبادت خانہ سے عزت و اکرام سے واپس ہوا پھر عالم کے پاس گیا کہ بغیر از فرض خدا کے کوئی نفل نہیں پڑھا اور رات کو آرام سے سویا جب اس کے پاس گیا تو اس کے پاؤں کی انگلی پکڑ کر کھینچ لیا عالم ہیبت سے بیدار ہوا اور اپنے گھر انوار سے بھرا ہوا دیکھا تو کلمہ تمجید پڑھنا شروع کیا اور دیکھا کہ ایک شخص ہے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو اس نے کہا کہ میں جبرائیل ہوں کہ تم پیغمبر ہوئے ہو اور اللہ تعالیٰ نے تم پر درود بھیجا ہے اس لئے کہ تم نے زیادہ علم پڑھا ہے آپ کو چاہئے کہ پیغمبری کو قبول کرو اس عالم نے کہا کہ اے ملعون کہ محمد بن عبد اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے ڈنڈا اٹھایا اور اس کو برا کہا اور چاہتا تھا کہ ڈنڈا اس کے سر پر مارے وہ شخص اس سے بھاگ گیا اور اپنے گھر آیا اور جب دن نکل آیا تو بادشاہ اور ارکان دولت نے اس شخص کو بلایا اور پوچھا اس نے تمام واقعہ رات والا سنایا تو تمام ارکان دولت اور بادشاہ و امام یوسف کو یہ پسند آیا کہ عابد کافر ہوا اس لئے کہ عابد کو اتنا پتہ نہ تھا کہ محمد ﷺ کے بعد دوسرا کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ عالم نے اپنے ایمان کو سلامت بچایا۔ پس معلوم ہوا کہ استحکام شریعت محمدی عالموں کی وجہ سے ہے کہ وہ دین کے نگہبان ہیں نہ کہ عابدان یا زاہدان۔

کہا گیا ہے کہ تین سو ساٹھ مرید حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمہ کے تھے جو ظاہر و باطن میں آپ کی طرح تھے اگر وہ آگ میں بیٹھتے تو آئینہ آتش میں ظاہر ہوتے۔

کہا گیا ہے کہ ان میں ایک جس کا نام واصل بن حارث تھا چند دن اس کی خدمت میں حاضر نہ ہوا امام نے کسی کو اس کے پاس بھیجا کہ ان کو دعوت دیں وہ شخص گیا سلام کیا اس نے جواب نہ دیا اس کو کہا کہ تمہیں امام صاحب نے بلایا ہے اس نے کہا کہ امام کی خدمت میں لوگوں کے سامنے جاتا اب

میں امام کے طفیل خدا کو پہنچ چکا ہوں اب میں امام کے پاس حاضر ہونے اللہ کو نہیں چھوڑ سکتا وہ شخص امام کے پاس گیا اور یہ واقعہ سنایا امام صاحب نے اس کو پھر اس کے پاس بھیجا اور یہ کہا کہ امام خود آنا چاہتا ہے ورنہ تم آؤ وہ شخص گیا اور کہا کہ امام صاحب نے یہ کہا ہے اس نے کہا کہ اس کے آنے سے میں قربان ہو جاؤں اور میرا جانا خدائی کی رخصتی نہیں ہے چند بار وہ شخص گیا اور آیا اس مرید نے قبول نہ کیا آخر الامر امام صاحب خود وہاں پہنچے اور امام صاحب کے آنے سے وہ اپنی جگہ سے نہ ہلا اور سلام کا جواب بھی نہ دیا امام صاحب نے فرمایا کہ یہ طریقہ تمہیں کس سے پہنچا اس نے کہا کہ تمہارے طفیل میں خدا کو پہنچا ہوں امام صاحب نے فرمایا کہ اس کی کیا دلیل ہے کہ واقعہ درست ہو جائے اچانک ایک تخت نورانی اس کے سر کے اوپر ظاہر ہوا اس کا نور سورج کے نور پر غالب تھا واصل اس نور کے تخت پر سوار ہوا اور پھر نیچے آیا اور وہ تخت غائب ہوا امام صاحب نے فرمایا کہ دوسرے روز بھی تمہیں چاہئے کہ اس کو ظاہر کر دے تا کہ کام پورا ہو جائے اس نے یہ بات قبول کی دوسرے دن لوگ بصرہ سے حاضر ہوئے دوسرے دن جب امام صاحب اس کے پاس گیا وہ پھر بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا اپنی بے ادبی سے امام صاحب نے فرمایا کہ کرامت کو دوبارہ آج ظاہر کر دو پھر تخت ظاہر ہوا امام صاحب نے فرمایا کہ سوار ہو جاؤ جتنا بھی وہ کوشش کرتا وہ سوار نہیں ہو سکتا تھا امام صاحب نے فرمایا لعنۃ اللہ تم نے میرے مرید کی راہ کیوں چوری کی وہ تخت ہوا میں لٹکا اور وہ سیاہ دھواں بنا تو واصل خجل و شرمندہ ہوا اور امام صاحب کے پاؤں پر گرا اور توبہ کیا اور کہا کہ امام یہ کیا تھا اس نے جواب دیا کہ یہ تخت شیطان تھا جب میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ اپنے ہاتھ میں زنجیر ڈالا تھا ہاتھ کو بڑھایا اور سوار ہوا آج میں نے جب دیکھا تو وہ پاؤں میں زنجیر نہیں ڈال سکتا تھا میرے ڈر سے میں نے اس پر لعنت بھیجی اور وہ گم ہو گیا اور کہا گیا ہے کہ امام صاحب کی وفات کے بعد وہ خود پیر اور پیشوا لوگوں کا بنا اور بہت

سے جاہل لوگوں کو دین حق سے الگ کر کے باطل پر آمادہ کیا اور الگ کیا اس کو معتزلہ کہا جاتا ہے۔ (واصل معتزلہ فرقہ کا بانی ہے) ان کے مرید ان میں سے عبد الواحد بن زید بن حبیب عجمی کو اجازت دی گئی تھی پانچ خانوادہ عبد الواحد بن زید سے پیدا ہوئے اول زیدیہ دوم فضیلیہ کہ ان کا تعلق فضیل بن عیاض کے ساتھ ہے تیسرا گروہ اوہمیہ چوتھا ابو ہریریہ پنجم چشتیہ جو عشاد کے ساتھ ان کا تعلق ہے اور نو خانوادہ حبیب عجمی سے جاری ہوئے جیسے عجمیہ دوسرا داؤدیہ تیسرا کرچنہ چوتھا مقطیہ پانچواں فردوسیہ کہ اس سلسلہ کا تعلق جنید بغدادی علیہ الرحمہ کے ساتھ ہے چھٹا عباسیہ کہ اس سلسلہ کا تعلق خواجہ عثمان مغربی کے ساتھ ہے ساتواں سہر وردیہ اس سلسلہ کا تعلق شیخ ابو النجیب سہر وردی کے ساتھ ہے آٹھواں کبرویہ اس سلسلہ کا تعلق شیخ نجم الدین کبریٰ کے ساتھ ہے نواں ستاریہ اس سلسلہ کا تعلق عبد اللہ ستاری کے ساتھ ہے۔

نقل ہے کہ امام حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ سے کہ جو بغیر اجازت پیر کامل کے لوگوں کے ارشاد شروع کرے وہ خود گمراہ ہے اور لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اور یہ چودہ سلسلے بر حق ہیں ان میں سے ہر ایک یا بعض نے ایک اور بعض نے چار تا پنج لوگوں کو مرید کراتے ہیں اور یہ جو کہتے ہیں کہ ہم تمہیں اطوار اور انوار دکھاتے ہیں گویا کہ وہ پیر خدائی نہیں بلکہ وہ شیطان ہے کہ لوگوں کو حق راہ سے باطل کی طرف لے جاتے ہیں اور گمراہی کے دلدل میں پھنساتے ہیں۔

چنانچہ ایک دن امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم اصحاب رسول خدا کی طرح ہو وہ خوش ہو گئے امام نے فرمایا کہ شکل وصورت سے نہ کہ عمل سے اگر تم ان کو دیکھتے ان کو دیوانہ کہتے اس سبب سے کہ انہوں نے دنیاوی تعلقات کو ختم کیا تھا اور اگر وہ تمہیں دیکھتے تو کہتے کہ یہ تو کافر ہیں۔

ایک دن کسی نے امام سے پوچھا کہ امام صاحب مسلمان کہاں ہے آپ نے جواب دیا کہ مسلمان مٹی میں دفن ہیں اور مسلمانی کتاب میں ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ امام صاحب اپنے ایک مرید کی قبر پر بیٹھے ہوئے تھے اور روتے تھے اور فرماتے کہ اے یاران من اگر کوئی اس قبر کو اپنی قبر سمجھے درمیان میں ایک نے کہا کہ میں یہ سمجھتا ہوں حضرت امام رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ نہیں بلکہ جو آمدنی ہے وہ بھی سمجھو تو تمام لوگ بھاگ گئے کہ اس خاک کو کلابہ کرنا یہ طریقہ ہے اور طریقہ مریدان کا یہ ہے سید جلال جہانیان بخاری ثانی کہ ہمارا پیر ہے حضور انور ﷺ کے مزار مبارک کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اوپر سے کبوتر آئے حضور ﷺ کے مزار سے چکر لگایا حضرت نے فرمایا اے درویش کہ اے بے ادب بیٹھو! جب وہ بیٹھ گیا وہ شیخ فرید عطار تھے اس کہنے سے سادات کا دل تنگ ہوا حضرت نے فرمایا کہ اے شیخ تم نے علم حاصل کیا ہے یا نہ اس نے فرمایا کہ میں سفید طلب چاہتا ہوں سید جلال بخاری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ کبھی شیطان کو تم نے دیکھا ہے شیخ فرید عطار نے فرمایا کہ ایک دفعہ دیکھا ہے اگر وہ ہو تو ٹھیک ہے حضرت نے فرمایا کس طرح شیخ عطار نے فرمایا ایک مرتبہ میں نے دیکھا ہے کہ وہ چار نوروں میں چھپا ہوا ہے سیدہ زادہ کے چار بہنیں تھیں ایک بی بی نور اور دوسری بی بی حور اور تیسری بی بی تاج اور چوتھی بی بی شاہ باز۔ بی بی تاج کی بیٹیوں میں سے تمام اولیاء تھیں اور بی بی نور بیس دن روزہ افطار کرتی میں نے بھی ہمت مردانہ کی کمر باندھی جب دیکھا تو چودہ دنوں کے بعد طاقت نہیں تھی چودھویں دن صبح سویرے مشرق کی طرف پڑا ہوا تھا جب سورج کا شعلہ مجھ پر نمودار ہوا درمیان میں ایک سفید چیز تھی آئی اور میرے منہ میں داخل ہوئی تو پیاس اور بھوک مجھ سے چلی گئی اور میرے دل میں کدورت اور سیاہی چھا گئی وہ جو میں علم باطن اور مراتب درویشان جانتا ہوں تو وہ میرے طابن سے وہ تمام گئے میں نے چاہا

کہ اپنے آپ کو کنویں میں اویزان کروں جب میں نے اویزان کیا تو آواز آئی کہ تمہارا کام مراد کو پہنچا اوپر آؤ جب میں اوپر آیا تو کوئی سیاہی میرے دل سے نہیں گئی تھی اس طرح میں چھ ماہ اویزان رہا پھر آواز آئی کہ تمہارا کام ہو گیا تو یہاں میں نے کہا کہ ملعون کہ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو جب میں نے پہچانا دوبارہ آواز نہ دیا اور وہ سفید نور میرے منہ سے باہر ہوا تو میں نے اپنے دل میں صفائی محسوس کی اور جو چیز مجھ سے باطنی چلی گئی تھی وہ واپس ہوئی پس سید جلال نے فرمایا کہ سفیدی عین سیاہی ہے اس لئے کہ اگر تم میں علم ہوتا تو شیطان تمہارا روزہ نہ توڑتا اور چھ ماہ تک وہ تمہیں فریب نہ دیتا اور روضہ مبارک کے اوپر نہ اڑتا کہ ان کے پاؤں روضہ کے اوپر تھے۔ پس شیخ عطار نے فرمایا کہ یا سید جلال کہ تم نے جو علم کیا ہے کبھی شیطان کو دیکھا ہے اس نے کہا کہ دو بار ایک بار زمانہ دین میں دیکھا تھا اس لئے کہ جب میں روضہ میں مبارک کہ حضور ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو پیچھے سے فریاد ہوا کہ اے سید جلال کہ میرا تمہارے ساتھ کام ہے میں نے علم کی وجہ سے جان لیا کہ یہاں کہ میں روضہ میں ہوں اور یہ مجھے روضہ سے منع کرتا ہے تو یہ شیطان ہو سکتا ہے میں نے کہا لعنۃ اللہ کیا کام کرتے ہو دوسرے دن میں نے دیکھا کہ کلام اللہ کو ہاتھ میں پکڑا تھا اور گیا اس کے بعد حضرت خواجہ عطار علم کے طلب میں مشغول ہوا۔

اے خواجہ اتنا خوف ضروری ہے کیونکہ حضرت داؤد علیہ السلام ہمیشہ روتے تھے اور رونے سے منع نہ ہوتے آنکھوں کو ورم ہوا تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا اے داؤد یہ رونا کس وجہ سے ہے اس نے فرمایا کہ ہم آخر سے آگاہ ہو جائے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم اتنے رو کہ پتھر اور کانٹے اس کے آنکھوں کے آنسو سے تر ہو جائے لیکن اس کو بھی آگاہ نہیں کروں گا اور محمد رسول اللہ ﷺ جس کی وجہ سے تمام کائنات کا وجود ہوا ہے اس کو

بھی آگاہ نہیں کیا مجھے دو کام سپرد ہیں یا از جانب دائیں طرف ارواح کے خارج ہونے کے بعد آواز آئے گی لا ینخافون اور یا بائیں طرف سے آواز آئے گی لا یشترون۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام جب جوانی کو پہنچے وہ اتنا روتے کہ آپ کے رخسار مبارک پر بال اُگے تھے اور جب وہ گر گئے تو اس کی ہڈیاں ظاہر ہوئیں حضرت ذکریا علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے میں نے دعا کی کہ مجھے لڑکا دو کہ پیغمبر یا رسول ہو اور اس سے قبل یہ نام کسی کا نہ تھا اللہ تعالیٰ کے فرمان سے آپ کا نام یحییٰ رکھا اور تم اتنے روتے کہ وشن دن مجھ پر تاریک ہو جاتا۔ اس کا حال کیا ہے اس نے کہا کہ اے میرے والد کہ جبرئیل آیا اور کہا کہ دوزخ اور جنت کے درمیان ایک وادی ہے کہ اس کا فاصلہ ختم نہیں ہوتا مگر وہ آنکھوں کے پانی سے قطع ہو سکتا ہے تو حضرت ذکریا علیہ السلام روئے اور فرمایا اے میرے بیٹے کہ رونا زیادہ ہو اور ہمارے لئے رجاء خوف سے زیادہ ہونا چاہئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے سبقت رحمتی علی غضبی چنانچہ حضرت رسالت مآب ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے التماس فرمایا کہ یارب العزت کہ میری امت کا حساب میرے ہاتھ میں دے دو تا کہ وہ پیغمبروں کے سامنے شرمندہ نہ ہو جائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد ﷺ میں چاہتا ہوں کہ تم بھی شرمندہ نہ ہو جاؤ۔

حکایت

ایک جوان تھا آپ کے سامنے حاضر ہوا اور کہا کہ یارسول اللہ میں بہت زیادہ گناہ گار ہوں اور یہ فرماؤ کہ میرے لئے کونسا دوزخ ہے جس میں مجھے ڈالا جائے گا آپ نے پوچھا کہ تم نے کیا گناہ کیا ہے جوان نے کہا کہ میری لڑکی تھی اور وہ بہت پارسا تھی کسی وجہ سے وہ میرے ساتھ برے فعل پر آمادہ نہیں ہوتی جب وہ وفات پا گئی تو میں رات قبرستان گیا اور اس کو قبر سے نکال دیا اور میں چاہتا تھا کہ اس کے ساتھ مجامعت کروں اس نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے اندام نہانی پر رکھا تھا جتنا کوشش میں نے کی لیکن وہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹا میں نے چھری نکال دی تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا اس نے دوسرا ہاتھ اسی جگہ

رکھ دیا میں نے اس ہاتھ کو بھی کاٹ دیا اور اس کے ساتھ ناشائستہ کام کیا جب میں وہاں سے روانہ ہوا تو پیچھے سے میں نے آواز سنی کہ اے جوان مجھے اپنے مردگان ہمسایہ کے سامنے شرمندہ کیا تم قیامت کے دن شرمندہ ہو جا۔ یارسول اللہ میرا بدلہ اس کا کیا ہے آپ نے فرمایا کہ مجھ سے دور ہٹو کہ آپ کی وجہ سے مجھ پر عذاب نازل نہ ہو جائے اور وہ جوان وہاں سے چلا گیا اور بیابان کا راستہ اختیار کیا اور بیابان میں یہ کہتا یاصمد میں تو احمد ﷺ کے پاس گیا لیکن اس نے مجھے بھگایا اب آپ کے دربار میں ہوں مجھے اپنے دربار سے مت بھگاؤ اور مجھے یہ خبر دو کہ میں کونسے دوزخ میں جاؤں گا تو غیب سے مجھے آواز آئی کہ میں نے تمہیں بخش دیا۔

کہا گیا ہے کہ اس درمیان میں ایک عرب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا یا رسول اللہ یہ سنا ہے کہ امت کا حساب اپنے ہاتھ سے التماس کرتے ہو کیا جواب پایا حضور ﷺ نے فرمایا کہ حساب امت کے متعلق میں نے جتنا چاہا کہ میرے ہاتھ سے نہ ہو وہ شخص خوش ہوا اور رقص شروع کی اور اس کا ہاتھ پکڑا پس حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری خوشی کا سبب کیا ہے اس نے کہا کہ اس لئے وہ ارحم الراحمین اور مہربان ترین ہے اور بندوں پر ان کے ماں وباپ سے زیادہ مشفق ہے۔

قُلْ يَاعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللهِ إِنَّ اللهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (الزمر ۵۳)

تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے،،

حضرت ابوہریرہ بصری قدس سرہ نے فرمایا کہ ہم گناہ گاروں میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کی نسبت اپنی طرف کر دی ہے یاعبادی فرمایا جب اس کا نام غفار ہے تو تمہاری رحمت آج گناہ گاروں کے لئے درکار ہے تو ہمیں زیادہ گناہوں سے کیا غم ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو وحی فرمایا کہ یا محمد ﷺ اگر تمام مخلوق آگے تمام بخل ترین مخلوقات میں سے ہو اور اگر اس سے کوئی خراب خرما مانگے وہ دیں گے یا نہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے خداوند کریم کہ خراب خرما تو کسی کام کا نہیں ہوتا تو بغیر تکلیف کے دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ارحم الراحمین ہوں اور کمال صفت میرا غفاریت ہے اگر ہر ایک گناہ آسمانوں اور زمین کے برابر ہو جب مغفرت کے زد میں آجائے تو وہ مجھے اس خرما سے بھی زیادہ آسان ہے کہ ان کو بخش دوں اگر ایسا نہ کروں تو میری صفت غفاری مہمل ہو گا اور یہ میری ذات کے لئے جائز نہیں۔

یحییٰ بن معاذ نے فرمایا کہ اے اللہ! کہ تم اتنی عزت و عظمت والے ہو اور ہماری اتنی ذلت اور نخوری کے متعلق فرمایا یا عبادی اور اس کی نسبت اپنی طرف کرتے ہو تو اس شرف اور بزرگی سے ہمارے لئے اور کیا چیز ہے ہمیں یہ نسبت پسند ہے ولا تقنطوا اپنی جگہ ہے۔

تفسیر منیر نے اس آیت شریف کے تحت لکھا ہے:

يَاأَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ (٦) الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ (الانفطار۷)

اے آدمی تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے کرم والے رب سے جس نے تجھے پیدا کیا پھر ٹھیک بنایا پھر ہموار فرمایا۔

ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ مجھے کہا گیا کہ کس چیز نے تمہیں مغرور کیا ہے جواب دیا کہ اے میرے پروردگار آپ کا کرم ہے اور کریم اسے کہتا ہے کہ بخشے اور احسان نہ جتائے اور اکرم الاکرمین اسے کہتا ہے کہ جب گناہ گار شخص سے خطاب ہو کہ میں نے تمہارا فلاں گناہ بخش دیا ہے اس گناہ جیسے تمام عالم کا بخش دے۔ اے میرے بھائی جتنی گناہ گاری ہو اتنا کرم کی امید رکھنی چاہیے۔

ذخیرۃ الملوک میں ہے کہ ایمان کے چہار کمال ہیں اقرار و تصدیق و عمل بالارکان اور متابعت رسول ﷺ اور جو اقرار نہ کرے وہ کافر ہے اور جیسا کہ اقرار ہے اور تصدیق نہیں ہے وہ منافق ہے اور منافق کافر سے بدتر ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (النساء ۱۴۵)

بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں۔

اور یہ دو طبقہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اس اعتقاد پر رہنا چاہیئے اور جس کا اقرار اور تصدیق دونوں ہیں لیکن عمل ارکان پر نہیں ہے اس کو گناہ گار مؤمن کہا جاتا ہے بقول تمام اہل سنت و جماعت کہ ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ کم چنانچہ آفتاب کا قرص جتنا بھی گرد غبار میں ہو اور اس کو سیاہ کرتا ہے لیکن قرص نہ زیادہ بڑھتا ہے اور نہ کم ہوتا ہے اور جتنا زیادہ روشن ہو جائے وہ اس انداز سے نہیں بڑھتا اس ایمان عمل سے زیادہ نہیں ہو اور نہ کم پس نیک عمل ارکان پر اس کے کمالات کا نتیجہ ہے۔ اور عمل نیک کمال ہے چنانچہ نیک عمل ایمان کے لئے صیقل ہے اور گناہ کرنا اس کے لئے کدورت ہے جو کوئی اقرار و تصدیق اور عمل بالارکان کرے لیکن متابعت رسول اللہ ﷺ نہیں ہے۔ ایسے شخص کو مبتدع کہا جاتا ہے اور مبتدع ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اس لئے کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے: کل بدعۃ محدث وکل محدث ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار۔ ہر بدعت محدث ہے اور ہر محدث گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے۔

اور یہ بھی فرمایا گیا ہے:

المبتدع من یجعل طریقا غیر طریق الشرع و الشارع۔

مبتدع وہ ہے جو ایسا طریقہ رائج کرے جو شریعت اور شارع کے طریقہ سے نہ ہو۔

ان کے ساتھ دشمنی رکھنا ایک قسم کا اصول دین ہے انشاء اللہ اس کو ہم جلد ذکر کریں گے۔ اور ان کے ساتھ دوستی کرنا ایمان کے زوال کا اندیشہ ہے جو بھی ان مبتدعین کی غیبت کرے ہاتھ اور زبان سے ان کو برا جانے اللہ تعالیٰ بڑی سختی سے ایسے شخص کو امان دے گا۔

قولہ علیہ السلام من اہان البدعۃ امنہ اللہ من فزع الاکبر۔

جو بدعتی کی اہانت کرے اللہ تعالیٰ اس کو بڑے دن یعنی قیامت میں بڑی سختی سے امان میں رکھے گا۔ اور جو کوئی ان کے ساتھ دوستی رکھے گا یا ان کے ساتھ نرمی سے باتیں کرے تو وہ تکلیف میں ان کے معاون ہوں گے۔

تفسیر منیر میں ہے کہ حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ان سے ایمان کا نور اور حلاوت شریعت لیا جائے گا۔ اور جو شخص خفہ ہو جائے اہل بدعت کے گوشالی پر تو گویا اس نے خرابی عالم میں کوشش کیا۔

لقولہ علیہ السلام من تدھن لاھل البدعۃ سلب عنہ نور الایمان و حلاوۃ الشریعۃ و ایضا من تبسم علی وجہ اھل البدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام۔

جو اہل بدعت والوں کو تیل لگائے تو اس سے ایمان کا نور اور شریعت کی حلاوت سلب کی جائے گی اور یہ بھی قول ہے جو اہل بدعت والوں کے سامنے ہنسا تو اس نے اسلام کے گرانے میں مدد کی۔

چنانچہ خبر میں ہے کہ حضرت مہتر داؤد علیہ السلام ژندہ پہنتا تھا ایک غار میں پہنچا اور لوگوں سے الگ ہوا اور اللہ تعالیٰ کے ذکر پر مشغول ہوا اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا اے داؤد کیوں غار میں چلے گئے آپ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی قہاری اور جباری سے ڈرتا ہوں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے جلال اور عزت پر قسم کھاتا ہوں کہ اگر تمام اعمال اولاد آدم بجالائے یعنی اللہ کے دوستوں کے ساتھ دوستی اور دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہ کرے

چنانچہ یہ کہا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور اپنے گھر گیا اور وہاں بیٹھ گیا۔ یہ خطاب آیا کہ اس کے دوستوں سے دوستی کرنا دین کے اصولوں میں سے ایک اصول ہے۔

يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى عَنْ مَوْلًى شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ (۴۱) إِلَّا مَنْ رَحِمَ اللَّهُ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ (الدخان ۴۲)

جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان کی مدد ہوگی مگر جس پر اللہ رحم کرے بیشک وہی عزّت والا مہربان ہے۔

قیامت کے دن کوئی یار جو بدعتی ہو گا جو اپنے یار کو عذاب سے نہیں بچائے گا۔ اور نہ شفاعت کرے گا مگر ان کی سفارش کی جائے گی جس کے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان ہو گا اور متابعت رسول ﷺ میں مستقیم ہو گا تو وہ دوسرے ایمان دار کی سفارش کرے گا۔

ذخیرۃ الملوک میں ذکر ہے کہ ہر مؤمن کے لئے ضروری ہے کہ وہ چالیس لوگوں میں سے جو مؤمن مرد و مؤمن عورتیں بھائی اور بہن بنائے کہ کل قیامت کے دن صفت ستاری سے ہر ایک ان میں سے جنت میں لے جائیں گے اور ہر ایک یہ گمان کرے گا کہ یہ برکت اور سفارش ہماری ہے۔

نقل ہے کہ ایک شخص تھا کوئی نفل کام جو اولیاء کرام کرتے ہیں اس نے نہیں کیا تھا مگر جہاں نام مبارک انبیاء یا اولیاء اور صلحاء کا دیکھتا یا سنتا وہ اپنے ساتھ لکھتا اور پھر ان ناموں کو یاد کر لیتا ایک دن قضیٰ نے اس کو پانی میں ڈبو دیا تو اس کے دفتر جو اس نے لکھا تھا وہ چاک ہو گیا اور پانی سے بہہ گیا۔ اس نے بہت ہاتھ اور پاؤں مارے اور بہت تدابیر سے ساحل میں نکل آیا وہ غمگین ہوا کہ میں کوئی علم نہیں رکھتا مگر اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ ایک قسم کا تعلق رکھتا تھا اور ان کے ناموں کو میں جمع کرتا تھا اور یہ بھی میرے ہاتھ سے گئے اس غم و فکر میں وہ سو گیا خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ حضور انور ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام چوتھے آسمان پر بیٹھے ہوئے ہیں اور اپنے آپ کو بھی

ان میں دیکھا تو چھپ کر بیٹھ گیا اچانک اس نے دیکھا کہ فرشتے آئے اور لوٹے پکڑے ہوئے تھے اور قسما قسم طعام اور نعمتوں کو لے آئے جو اس کے قریب وہ آئے تو آواز آئی اور منع کئے گئے انہوں نے کہا کہ تم اس جماعت سے نہیں ہو اٹھو اچانک اس پر حضور انور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی نظر اس پر پڑی اور فرمایا کہ اس کو ہاتھ دھونے کے لئے لوٹا دے دو کہ اس جماعت کے ساتھ یہ بھی کھائے اس لئے کہ اس جماعت کو یہ دوست رکھتا تھا جب ان کے ساتھ اس نے کھانا کھایا پس وہ بیزار ہوا اور ولایت کے تمام اوصاف اس میں جمع ہوئی تھیں۔ یہ بھی نقل ہے کہ سلطان ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ اس وقت جب کہ بلخ کے امیر تھے اس نے خواب دیکھا کہ دو آدمی اس کے سامنے آئے ایک کے ہاتھ میں دوات تھا اور دوسرے کے ہاتھ میں کاغذ کا ورق تھا اس نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو انہوں نے کہا کہ ہم دو فرشتے ہیں کہ اولیاء کے ناموں کو ہم اکٹھا کرتے ہیں۔ اور پھر ان ناموں کو آسمان لے جاتے ہیں۔ اس نے کہا کہ میرا نام بھی اس میں لکھ دو۔ انہوں نے کہا کہ تم ان سے نہیں ہو اس نے کہا کہ میں اولیاء کرام کو دوست رکھتا ہوں وہ فرشتے اس سے چللے گئے اور جب دوبارہ وہ فرشتے آئے تو اس کو کاغذ دکھایا تو اس کا نام تمام اولیاء کرام سے پہلے تھا انہوں نے کہا کہ جب ہم تم سے گئے تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ایسا ہوا کہ اس میں اس کا نام بھی لکھ دو کہ وہ میرے دوستوں کے ساتھ محبت رکھتے ہیں۔

لقوله عليه السلام من احب قوما فهو منهم و جزاءه بجزائهم و حشره فی زمرتهم و ان لم يعمل باعمالهم۔

حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا فرمان ہے جو کسی قوم سے محبت رکھتا ہے تو وہ ان سے ہے اور ان کا بدلہ اس کا بدلہ اور اس کا حشر ان کے گروہ کے ساتھ ہو گا اور اگرچہ اس نے ان کے اعمال کی طرح عمل نہیں کیا ہو۔

نقل ہے کہ ایک بزرگوار تھا ایک بلی رکھا تھا جو اس کے گھر میں تھی اس بلہ کی یہ خاصیت تھی کہ جب اس بزرگوار کے خانقاہ میں مہمان آئے تو وہ بلی کے پاس جاتے اور ان سے پوچھتے تھے کہ کتنے مہمان ہیں جو خانقاہ میں آئے ہیں وہ آوازیں نکالتی تھی گھر والے اس بلی کی آواز سے واقف تھے تو وہ اتنی تعداد کے مہمانوں کے لئے کھانا پکاتے تھے کہا گیا ہے کہ انہوں نے اس بلی کی آواز کے موافق کھانا تیار کیا تھا جب دستر خوان بچھایا گیا تو دیکھا کہ ایک آدمی ان میں زیادہ ہے تو جب بلی آئی اور دیکھا کہ ایک آدمی اجنبی ہے ان کے درمیان بلی آئی اور اس آدمی کو پنجوں سے پکڑ کر الگ کیا جب اس سے پوچھا گیا تو مہمانوں میں سے نہیں تھا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ دوسرے دن مہمانوں کے لئے وہ لوگ دیگ لگا رہے تھے دیگ کے منہ پر ڈھکنا نہیں تھا اچانک ایک بڑا سانپ اس دیگ میں گر گیا اس وقت وہ بلی اس دیگ تک پہنچی اور دیگ کے اردو گرد گھومتی تھی اور فریاد کرتی تھی اور اس دیگ کو پنجہ سے مارتی ان کو وہ گھر والوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ اس بلی کا یہ حال کیسا ہے۔ بلی غصہ ہوتی ہے اور وہ وہاں نہیں چھوڑتی۔ آگے واقعہ یہ ہے کہ جب دیگ پختہ ہونے کو ہوا تو دیگ نے جوش مارا تو بلی مجبور ہو گئی اور اس دیگ میں چھلانگ لگا کر گر گئی جب انہوں نے تیزی سے نکالنا چاہا لیکن ان کی طاقت اتنی نہ تھی کہ اس کو نکال سکتے تو وہ بلی مر گئی اور دیگ بھی مردار ہوا انہوں نے بلی کو نکالا لیکن جب دیگ میں دیکھا تو اس میں بڑا سانپ پک گیا تھا وہ سمجھ گئے کہ کام یہ تھا اس بزرگوار نے کہا کہ بلی نے خود کو درویشوں پر فدا کیا اس کو کفن دے کر دفن کیا۔

کہا گیا ہے کہ جو لوگ اس بزرگ کی زیارت کے لئے جاتے ہیں تو سب سے پہلے اس بلی کی زیارت کرتے ہیں پھر بعد میں اس بزرگ کی زیارت کرتے ہیں۔

اب صحیح روایت یہ ہے کہ بلی سر کے آنکھوں سے نہ پوچھتی تھی بلکہ باطنی خبر رکھتی تھی کہ مہمان نہ پہنچے تھے کہ وہ بلی آوازیں نکالتی تھی اور اپنے پیر کو آگاہ کرتی۔ پس اے عزیز تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اولیاء کرام کے ساتھ دوستی کا سبب یہ تھا کہ بلی کو اتنی کرامت مل چکی تھی پس جو کوئی اولیاء کرام کے ساتھ محبت اور متابعت و دوستی کرتا ہے تو اس میں کونسی تعجب کی بات ہے کہ وہ ولایت سے سرفراز نہ ہو اب کام اخلاص کا ہے اور متابعت اس شخص کی ہے جو شریعت پر مستقیم ہو اور وہ بھی ایسے شخص کا مرید ہو جو تقرب الی اللہ سے سرفراز ہو نہ ہر اس آدمی کا جو بصورت ولی ہو لیکن اندر سے شیطان ہو ان کی سیرت اور متابعت گمراہی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔

یہاں آگاہ ہونا چاہئے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

الحب للہ و البغض للہ۔

اللہ کے لئے کسی سے محبت کرنا اور اللہ کے لئے کسی سے بغض رکھنا ضروری ہے۔

پس جس کا اقرار اور تصدیق عمل بالارکان پر ہو اور تابعداری حضور انور ﷺ کی ہو ان کو اولیاء اللہ کہتے ہیں۔

چنانچہ حضرت بایزید بسطامی اور ابو الحسن خرقانی اور معروف کرخی قدس اسرارہم شریعت مطہرہ سے ایک ذرہ بھی تجاوز نہ کرتے تھے اور جمع ملکی میں نقل ہے کہ اگر کوئی ولی ایک بال بھی شریعت کے مخالف ہو اور اس تجاوز کو حلال سمجھے تو کافر ہو جاتا ہے۔ اور اگر حرام جانتا ہو تو پھر ولایت سے دور ہو جاتا ہے اور اگر یہ کہے کہ شریعت الگ چیز ہے اور طریقت الگ اور معرفت بھی الگ اس میں کفر کا ڈر ہے اس لئے کہ عوام لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ حضور انور ﷺ کے شریعت کے علاوہ دوسرا راستہ بھی ہے جو سلف نے بنایا ہے اور اس گمان سے وہ فساد میں پڑ چکے ہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ طریقت اور حقیقت اور معرفت شریعت کی زینت اور کمال ہے تو یہ بات جائز ہے۔

چنانچہ نقل ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھوں کے ساتھ کسی بزرگ کے ملاقات کے لئے گئے تھے جب حضرت بایزید وہاں پہنچے تو وقت ضحیٰ کا تھا مسجد سے باہر نکلا اور کھڑا ہوا جب شیخ باہر آیا تو اس کے تمام عیوب سے وہ آگاہ ہوئے اچانک شیخ نے قبلہ کی طرف لعاب دہن تھوک دیا حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے واپس ہوا اور اس کی ملاقات نہ کی دوستوں نے کہا کہ یا شیخ کہ اتنے راستہ دور سے آئے اور تم نے اس کی زیارت نہ کی اس نے فرمایا کہ وہ ایک مسئلہ شرعیہ سے ناواقف تھا کہ منہ کا تھوک یا پانی قبلہ کی طرف تھوک دینا مکروہ ہے اور جو کرامات اس سے ظاہر ہوتے ہیں وہ استدراج شیطان ہے۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ حالت نزع میں وہ ایک صحابی کے قریب پہنچا اس نے کہا کہ منہ کا پانی کیوں منہ میں رکھ دیتا ہے اس نے کہا کہ بائیں طرف میں نہیں تھوکتا اور دائیں طرف اس لئے منع ہو کہ میں پیغمبر اسلام پر ایمان لایا ہے اس نے منہ سے تھوکا نہیں۔

وصیت نامہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ میں یہ درج ہے کہ جس ملک میں جو اہل بدعت کے آثار ظاہر ہو جائے تو اس قوم پر اللہ تعالیٰ ظالم بادشاہ مقرر فرماتا ہے۔

میں نے حضرت مرشد محقق قطب الاقطاب سید السادات سید علی ترمذی قدس سرہ العزیز سے سنا کہ ایک دن خواجہ نجم الدین کبری قدس سرہ بغیر وجد کے اپنا ہاتھ اوپر کر دیا باتوں کے درمیان کہا جاتا ہے کہ اس سال تمام بخارا پر قسما قسم تکالیف پیدا ہوئی کہ اکثر لوگ اس کے مضر اثرات سے ہلاک ہوئے اکابر شہر شیخ کی خدمت میں گئے تاکہ وہ دعا کریں کہ یہ مضر بلا دفع ہو جائے جب رات ہوئی اس نے نیا وضو کیا اور بام پر چڑھ گیا اور دعا کی کہ یا اللہ یہ بلاء دفع کرو ہاتف نے اس کے سر پر آواز دی کہ یہ بلا اس وجہ سے نازل ہوئی کہ تم نے بغیر وجد کے باتوں کے درمیان ہاتھ اٹھایا تھا اس نے

عرض کیا کہ خدایا بدعت تو میں نے کی تو لوگوں کا کیا گناہ ہے بلاء تو میرے ساتھ تعلق رکھتا ہے فرشتوں نے بام سے نیچے پھینکا اس کا پاؤں ٹوٹ گیا اس وقت شہر میں کوئی درد سر نہ رہا۔ لوگوں کو صبح معلوم ہوا تو اس کے عیادت کے لئے حاضر ہوئے کہ اے شیخ ہم نے تمہارا وسیلہ خدا کو پیش کیا تو ہم سے وہ بلاء دفع ہوئی اور وہ تم پر نازل ہوا اس کا سبب کیا ہے اس نے کہا کہ بدفالی میری تھی وہ مجھے ملی تم کو اس بلاء سے خلاصی ملی۔ اے میرے بھائی جب تم نے کامل طور پر جان لیا تو تمہیں یہ بھی ضروری ہے کہ اصول دین کو بھی سمجھ سکو۔ اور اس کا مجموعہ ان حروف تناع کا ہے تا توحید سے عبارت ہے یعنی ایک کہنا اور ایک جاننا اور عقیدہ اس کا رکھنا اور نون عبارت ہے نبوت سے کہ پہلا نبی حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور آخر نبی حضور اکرم ﷺ ہیں اور جو کوئی ایسا اعتقاد نہ کرے وہ حضور انور ﷺ کی امت سے نہیں ہے۔ اور الف سے عبارت امامت ہے یعنی دینی کام کو دنیا کے کام پر مقدم رکھو چنانچہ کہا گیا ہے کہ داؤد طائی قدس سرہ کو ۸۰ درہم والد کے میراث سے ہاتھ آئے اس زمانہ کے بادشاہ کو وہ تمام دیئے اسے کہا گیا کہ تم نے فقراء اور مسکین کو نہیں دیتے اس نے فرمایا کہ اس کا حق بادشاہ تھا اس لئے کہ میرا والد قدری تھا اور کافروں کا میراث مسلمانوں پر حرام ہے اس کا تعلق بیت المال کے ساتھ ہے اور وہ اپنے گھر میں اسی ہزار درم رکھے ہوئے تھے وہ تمام فقراء پر صرف کئے اسے کہا گیا کہ اتنا خزانہ کیوں تم نے تلف کیا اس نے جواب دیا کہ یہ فانی تھا میں نے اس کو باقی کیا اسے کہا گیا کہ اپنے فرزندوں کے لئے کیوں نہ چھوڑی اس نے جواب دیا کہ میرے فرزند دو حال سے خالی نہ ہوں گے اگر وہ حق کے دوست ہوں تو حق کے اپنے دوست کو ضائع نہیں کرتا اور اگر حق کے دشمن ہوں تو دشمنان حق کی غم خواری نہیں کرتا۔ اور عین سے عبارت عدل ہے یعنی انصاف ہر ایک خود اپنی جگہ پر لے آتا ہے چنانچہ بادشاہان کے لئے رعایت کے ساتھ عدل واجب ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے

فرمایاہے صاحب الورد ملعون وتارک الورد ملعون۔ورد کے صاحب لعنتی ہے اور ورد کے ترک کرنے والا بھی ملعون ہے۔

فتاوی غرائب میں ہے کہ ایک بادشاہ نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ اس حدیث کا مطلب کیا ہے اس نے جواب دیا کہ صاحب ورد لعنتی ہے وہ تم ہو اور تارک ورد بھی لعنتی ہو وہ میں ہوں کہ تم پر بغیر فریضہ نافلہ انصاف وعدالتی خلق مقدم ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے:

العدل ساعۃ خیر من عبادۃ الثقلین ایضا الاعدل ساعۃ لو ازی عمل الثقلین۔

ایک ساعت کا عدل جن وانس کی عبادت سے بہت ہے اس طرح بھی منقول ہے کہ عدل ایک ساعت کا جن وانس کے عمل کے برابر ہے۔

تارک ورد میں ہوں کہ عمل کو میں نے ترک کیا ہے کہ خوف بغیر عدل کے بادشاہی کی خرابی ہے اور قاتل ہے اور کوئی نہیں چاہتا کہ اس کا گھر خراب ہو۔

ذخیرۃ الملوک میں ہے کہ ایک زمانہ تھا کہ روم کا بادشاہ عیسائی تھا وہ فوت ہوا اور انہوں نے اتفاق کیا کہ ہارون الرشید کو خلیفہ بنائے کہ وہ ایک فقیہ مرد ہے اور علماء وفقراء کا دوست ہے تو جب ہارون الرشید خلیفہ بنا تمام ائمہ اسلام اس کے پاس گئے اور تمام کو مفروضات پر مقرر کئے مگر سفیان ثوری کہ اس سے قبل اس کے ساتھ طالب علمی کے دوران درویشوں کے ساتھ محبت اور دوستی زیادہ تھی تو فی الحال اس نے حاضر ہونے سے انکار کیا ہارون الرشید نے خط بھیجا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان جو دوستی تھی ان دنوں میں کیوں حاضر نہ ہوئے کونسا نقصان ہوا ہے اگر تم قدم رنجہ فرمادیں تو عنایت ہوگی شیخ نے اس کو واپس لکھا کہ ان دنوں میں جب ہم طالب علم تھے حضور ﷺ کے میراث پر بیٹھے ہوئے تھے جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے: العلماء وارث الانبیاء۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

شرح فصوص میں بیان کیا ہے کہ جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

العلماء ما ورثوا دینارا ولا درھما انما ورثوا العلم۔

علماء کا میراث دینار اور درہم نہیں ان کا میراث علم ہے۔

مال کا میراث فرعون کا ہے ہمارے اور تمہارے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے جب امیر نے یہ بات سنی تو آدھی رات میں لوٹا کو گرم کیا اور شیخ سفیان کے راستہ میں کھڑا ہوا جب شیخ دروازہ سے باہر آئے تو ہارون الرشید نے لوٹا آگے کیا شیخ نے اس سے منہ موڑا ہارون الرشید نے ہاتھ سے اس کا دامن پکڑا اور دوسرے ہاتھ میں لوٹا پکڑا تھا شیخ نے فرمایا کہ اپنا ہاتھ میرے دامن سے دور کر دو میں تمہارا چہرہ دیکھنا نہیں چاہتا خلیفہ نے کہا کہ میرا منہ مت دیکھو کہ میرے منہ پر دنیا کی پلیدی ہے اور میں آپ کا دامن نہیں چھوڑتا کہ تمہارے دامن میں دین ہے اور ہاتھ دین سے نہیں ہٹاتا ہوں۔ شیخ نے خلیفہ سے جب یہ بات سنی اس کی طرف منہ کر کے معانقہ کیا اور فرمایا کہ میں تمہیں خدا کے حوالہ کرتا ہوں دوبارہ مجھ سے طمع مجالس کا مت رکھو کیونکہ امراء کا ایک ساعت عدل بہتر ہے ورد اوراد سے اور فقیروں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ورد واوراد کو کسی حال میں ترک نہ کرے مگر بغیر ضرورت کہ ضرورت سے فرض بھی ساقط ہو جاتا ہے اور اگر ورد کو ترک کرے تو دنیا داری میں گرفتار ہو جائے گا چنانچہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ نماز تہجد محمد مصطفی ﷺ پر ابتداء اسلام میں فرض تھا اور اولیاء کرام پر جو حضور ﷺ کی تابعداری کرتے ہیں ان پر واجب ہے۔

ایک ولی اللہ سے نماز تہجد ادا نہ ہوئی وہ بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک گھوڑا اس کے قریب گزرا اس کے پاؤں کو توڑا بے چارہ وہ اس مصیبت میں گرفتار ہوا اس کو وہ برداشت کرتا رہتا اچانک آواز غیب سے آئی کہ پھر نماز تہجد کو چھوڑ دو گے اس کو اس بات کی اتنی خوشی محسوس ہوئی کہ پاؤں کے درد کو فراموش کیا۔

اور ہر کام جو انسان کے ذہن میں ہو اس کو بجالانے میں کوشش کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اس کو نہ چھوڑے کیونکہ وہ دوجہان کہ شرمندگی ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ چاہا کہ مجھے گناہ صغیرہ وکبیرہ سے آگاہ کر دیں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے آگاہ فرمایا یہاں تک کہ گناہ کے ذرہ سے بھی آگاہ فرمایا تو میں نے اس سے زیادہ بدتر نہیں دیکھا کہ ایک آدمی قرآن مقدس کی ایک آیت کو یاد کرلے اور پھر اس کو فراموش کر دے۔

مشارق کی شرح میں مسطور ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے کہ بدترین لوگوں میں وہ لوگ ہیں جن پر کوئی فرض نہ ہو اور وہ اپنے آپ پر فرض کر دے یعنی نذر مانے اور وعدہ کرے اور پھر اس کو پورا نہ کرے۔

یہ بھی کتابوں میں نقل ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام سے کسی طبیب نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ان ایام میں جب کہ آپ بادشاہ مصر نہ تھے اور آپ کو وہ غلام کہتے تھے اس وقت بارہ ہزار مرد اور بارہ ہزار عورتیں اور بارہ ہزار وہ لڑکیاں جو غیر شادی تھیں آپ کے دیدار کے شوق میں بے جان ہو چکے تھے اور اب وہ جمال آپ میں باقی نہیں ہے اگر آپ کہدیں کہ آپ میں جو بھی بیماری ہے اس کا میں علاج کروں گا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اے طبیب میں محتاج علاج نہیں ہوں میری بیماری ظاہر ہے اور یہ بیماری اس طرح ہے کہ تیس سال ہو گئے کہ میں بادشاہ مصر ہوا کہ جتنا خزانہ اور مال اور جو محصول بیت المال کا ہے تمام کو میں فقراء پر خرچ کرتا ہوں اور دن کو میں روزہ سے رہتا ہوں اور جب وقت افطار ہوتا ہے کہ میں روٹی جو مزدوری کی ہوتی ہے میں لے آتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اس کو کھاؤں پھر میرے دل میں یہ آتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ میرے ملک میں کوئی بھوکا سویا ہوا ہو اور

اس کے حال سے میں بے خبر ہوں کل قیامت کے دن مجھ سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا تو اس کے برابری کے لئے میں بھی بھوکا سوتا ہوں ان سالوں میں مجھے ایک وقت کا کھانہ بھی میسر نہ ہوا اور یہ کمزوری جو تم دیکھتے ہو یہ ضعیفی اس سبب سے ہے۔

اے بھائی ورد پڑھنا نفل ہے اور سلاطین پر عدل فرض ہے پس ترک نفل برائے فرض جو اہم مہمات کے لئے ضروری ہے۔ اس وجہ سے کتابوں میں لکھا گیا ہے کہ حج جو فرض رکن ہے لیکن امراء وسلاطین کے عدل وانصاف مخلوق کے لئے ان سے ساقط ہے اس لئے کہ لوگوں کا حق اللہ تعالیٰ کے حق پر مقدم ہے۔ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہے اگر وہ چاہے تو بخش دے گا اور اگر چاہے تو عذاب دے گا اور انسان اپنا حق کبھی نہیں چھوڑتا ہے۔

نقل ہے کہ سنجر کا ایک بادشاہ تھا اور ہر جگہ اس نے قلعے تعمیر کئے تھے اور باہر اس نے فریاد رسی کے لئے ایک زنجیر باندھا تھا تو ب فریادرسی آتا زنجیر کو ہلاتا تو اس کو بلاکر اس کی فریادرسی کرتا۔ کہا جاتا ہے کہ باہر سے سوداگر آئے اور پڑاؤ ڈالا تو ان کا گدھا اس جگہ گیا اور اس زنجیر سے کمر ملایا تو زنجیر ہلا لوگ جب گئے تو دیکھا کہ ایک گدھا ہے اس گدھے کو وہاں لے گیا بادشاہ نے کہا کہ دیکھو اس کو کیا تکلیف ہے جب دیکھا تو اس کا پشت زخمی تھا انہوں نے اس کے کمر کا مالش کیا اور باندھا۔

مناقب میں کہا گیا ہے کہ بادشاہ نے سونے کے تیر بنائے تھے اور جس جگہ چاہتا تھا وہ پھینکتا اور کہتا کہ جو اس تیر کو پالے گا تیر اس کا ہو گا ایک دن اس کا یہ تیر ایک بچے کو لگا وہ مر گیا لوگ بادشاہ کے پاس گئے تو اس نے کہا کہ اس بچے کے بدلے مجھے قصاص کرو کیونکہ بچے کا مارنا جائز نہیں پھر بادشاہ نے اس بچے کے والدین کو بے انتہا خزانہ دیا اور وہ اس پر راضی ہوئے پھر اس نے یہ شغل ترک کیا اور اپنی طرف کچھ مال فقراء پر بھی تقسیم کیا۔

جب تم نے عدل کو جان لیا تو احسان سے بھی واقف ہو جاؤ کیونکہ احسان بھی عدل کے قبیلہ سے ہے احسان شفقت کو کہا جاتا ہے جو خدا کے مخلوق پر ہو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسی کرے کہ گویا اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے جب اس کو دیکھا تو درمیان میں اپنے آپ کو شمار نہ کرے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک دفعہ نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک ایک بچھو نے ان کی پیشانی پر ڈنگ مارا اور نماز میں اس نے کچھ حرکت نہیں کی اور سلام کے بعد اس کو وہاں سے ہٹایا جب یہ خبر حضور انور ﷺ کو پہنچی آپ نے فرمایا کہ اے صدیق میں نے فرمایا تھا کہ:

اقتلوا الاسودین ولو کنتم فی الصلوۃ۔

اسودین کو مارو خواہ تم نماز میں کیوں نہ ہو۔

تو تم نے اس کو کیوں نہ مارا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ایسی عبادت کرو کہ تم خدا کو دیکھ رہے ہو ورنہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے پس مشاہدہ حق میں ہاتھ کو ہلانا بے ادبی مانتا ہوں۔

اس فقیر کو ایک حالت پیش ہوئی چنانچہ میں مسجد میں آدھی رات گیا اور دو رکعات کی نیت کی اس رات بادل کی وجہ سے بہت اندھیرا چھایا ہوا تھا اچانک بجلی کی چمک ہوئی تو میں نے دیکھا کہ میری سجدہ کی جگہ ایک سانپ پڑا ہوا ہے اور جب میں نے عین الیقین سے دیکھا تو میں نے اپنے آپ کو نہ دیکھا تو میں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی متابعت کی جب میں نے سجدہ کیا اسے پتہ نہ چلا جب دوبارہ سجدہ کیا اللہ کے حکم سے اس کو میرے متعلق کچھ پتہ بھی نہ چلا جب میں نماز سے فارغ ہوا تو بحکم حدیث اقتلوا المؤذیات قبل الایذاء۔ موذیات کو ایذا دینے سے پہلے مارو۔ پر عمل کیا اگر اس عبادت میں تم اللہ کو نہیں دیکھتے تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

یہاں ایک اور واقعہ درج کیا جاتا ہے کہ سہیل بن عبد اللہ نے چالیس سال نیند نہیں کی کسی نے اسے کہا کہ تم پاؤں کو کیوں نہیں پھیلاتے تو فرماتے کیا تم مجازی بادشاہ کے سامنے پاؤں کو پھیلاؤ گے تو میں اس بادشاہ کے سامنے جو جبار اور قہار ہے کس طرح پاؤں کو پھیلاؤں۔ نیز خواجہ ضیاء الدین نقشبند ہمیشہ نیند نہ کرتے اور پیشانی کو اپنے زانوں پر رکھتے اور یہ کہا کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے زانوں کو پیشانی کے لئے پیدا کیا ہے۔ اسے کہا گیا کہ تم پاؤں کو کیوں نہیں پھیلاتے آپ نے فرمایا کہ جو کچھ میں نے پایا ہے تو زانوں کی وجہ سے پایا ہے اور میں نے بہت سے دفعہ پاؤں کو دراز کیا تھا تو پاؤں نے دوزخ پہنچایا۔

حضرت بشر حافی بغیر جوتوں کے چلتے کسی نے پوچھا کہ تم جوتے کیوں نہیں پہنتے وہ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو بچھونا بنایا تم مجازی بادشاہ کے بچھونے پر جوتوں کے ساتھ چلتے ہو تو میں رب العزت کے بچھونے پر کس طرح پاؤں جوتوں کے ساتھ چلوں۔

جب بشر حافی اس مرتبے تک پہنچے کہ اس کے نیک نامی اور نیک آوازی نے مخلوقات میں اکیلا کیا یہاں تک کہ مویشیوں نے گوبر کرنا چھوڑ دیا تھا ایک دن ایک دوکاندار نے گوبر حصار کے اندر دیکھا تو فریاد کرنا شروع کیا کہ بشر حافی دنیا میں اب زندہ نہیں ہے اس لئے کہ گوبر حصار کے اندر پیدا ہوا جب پوچھا گیا تو واقعی بشر حافی اس دار فانی بدار بقاء رحلت فرما چکے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک بادشاہ اپنے باغ میں گیا اس باغ میں باغبان کی عورت دیکھ لی کہ وہ نہایت صاحب جمال اور خوبصورت تھی جب اس کا حسن دیکھ لیا تو اس کی عقل و حواس چلی گئی اس عورت کا ہاتھ پکڑ لیا کہ میں تمہیں اس طرح نہیں چھوڑتا وہ عورت نیک سیرت تھی اس عورت نے کہا کہ صبر کرو تا کہ میں باغ کا دروازہ کو بند کر دوں جب اس نے دروازہ بند کیا تو اس کے پاس آیا تو وہ کہنے لگی کہ ایک دروازہ ایسا ہے کہ وہ بند نہیں ہو سکتا۔ پوچھا کونسا دروازہ ہے اس عاجزہ عورت نے کہا کہ

اے امیر کہ اب تک تم نے خدا کو نہیں پہچانا کہ صفت بینائی اس طرح ہے کہ کوئی ذرہ کائنات کا بھی اس سے پوشیدہ نہیں ہے اور اس کائنات کے طول و عرض میں اگر حرمل کا دانہ بھی ہو اس سے پوشیدہ نہیں امیر نے جب یہ بات سنی اس نے کہا کہ اے معصومہ تم میری بہن ہو اور میں تمہارا بھائی اور میں نے توبہ کی اور اس ذات کی طرف واپس ہوا جو دانا و بینا ہے۔

نقل ہے کہ عتبہ حضرت ذوالنون مصری کا غلام تھا سات دنوں کے بعد روزہ افطار کرتا اور پورا ہفتہ میں ایک وضو کرتا اسے کہا گیا کہ تم کیوں کوئی چیز نہیں کھاتے اس نے کہا کہ میں شرم کرتا ہوں دانا و بینا سے کہ اس کے سامنے بول اور غائط کرنا بے ادبی ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ وہ بازار گیا ایک دوکاندار نے عتبہ سے کہا کہ اے عتبہ گوشت تازہ اور فربہ ہے یہ تمہارے لائق ہے اس نے کہا کہ یہ گوشت اس کے لئے ہے جس کے پاس پیسے ہوں اور میرے پاس پیسے نہیں ہیں دوکاندار نے کہا کہ میں چند دن آپ سے نسیہ کرونگا اس نے کہا کہ میں اپنے نفس سے کیوں نسیہ نہ کروں کہ جب کبھی پیسے آجائے تو اپنے لئے گوشت خریدونگا دوکاندار نے کہا اس لئے تو تمہارے وجود میں گوشت نہیں ہے اس نے کہا کہ گوشت تو قبر کے کیڑوں کے لئے ہے اگر ہمارا یہ پوست بھی نہ ہوتا تو بہت اچھا ہوتا۔ ہڈیاں ان کے لئے ہم نے رکھی ہوئیں ہیں۔ سردیوں میں اس کا ایک کرتہ تھا کبھی کبھی اس کا رنگ تبدیل ہو جاتا اور تمام بدن پسینہ سے پُر ہوتا۔ اس کے متعلق اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ کم عمری کے زمانہ میں مجھ سے ایک گناہ ہوا تھا اگرچہ میں نے توبہ کی لیکن کبھی کبھی جب وہ یاد آتا ہے تو خدا تعالیٰ کے ڈر سے میرا یہ حال ہوا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اس نے نیا پراہن پہن لیا تھا اس کے ایسا تین دراز کیا تھا تو عیاری کے ساتھ جا رہا تھا ذوالنون مصری کے ساتھ سہیل عبد اللہ کا اس کے ساتھ ملاقات ہوئی سہیل نے پوچھا

اے غلام بچہ کہ کرشمہ سے چلتے ہو اس نے کہا جب مجھے خدا کا غلام کہا جاتا ہے تو کیوں عیاری کے ساتھ نہ چلوں حالی اس کہنے سے اس کا شوق پیدا ہوا اس نے رقص شروع کی اور زمین پر گر گیا جب اس کے قریب پہنچے دیکھا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو اپنی جان سپرد کی ہے دفن کے بعد اس کو خواب میں دیکھا گیا کہ ایک طرف اس کا چہرہ سیاہ ہوا ہے اسے پوچھا کہ یہ کیوں ایسا ہے اس نے کہا کہ سیاہ نہیں ہے ایک دن میں حضرت امام حسن بصری کی مجلس سے اپنا گھر جارہا تھا ایک بے ریش لڑکا میرے سامنے آیا تو میں نے آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا بعد میں تائب ہوا جب میں اولیاء کرام کے ساتھ پل صراط پر اڑ رہا تھا تو دوزخ سے ایک تھپڑ رسید ہوا اور وہ طرف جو اس بے ریش لڑکے کا تھا تو اس کو مارا تھا اس نے کہا کہ اگر پورا دیکھا ہوتا تو کیا حال ہوتا۔ اس پر تمہیں سوچنا چاہیئے۔

اے امی برادر احسان شفقت خدا کے مخلوق پر کرنا چاہیئے۔ کہا گیا ہے کہ ایک دن ایک بادشاہ نے ایک آدمی کے قتل کرنے کا حکم دیا اس شخص نے بادشاہ کو گالیاں شروع کی بادشاہ نے پوچھا کیا کہتا ہے وزیر نے کہا کہ کہتا ہے:

وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ (آل عمران ۱۳۴)

اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔

بادشاہ نے اس کو معاف کیا۔ ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے احسان کرنے والوں کی بات شروع ہوئی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے منہ مبارک سے نکلا کہ محسن وہ شخص ہے کہ مہمان کے سامنے تبسم کرتا ہے اور مہمان کے آنے سے وہ اس کو مرحبا یعنی خوش آمدید کہتا ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ کسی راستہ پر ایک فقیر بیٹھا تھا اس نے کہا کہ مرتضیٰ میں بھوکا ہوں ایک وقت کی روٹی کی ضرورت ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ غلام تھا اس کو فرمایا کہ اس کو روٹی دے دو۔ غلام نے کہا کہ روٹی بار میں ہے آپ نے فرمایا کہ بار بھی اس کو دو اس نے پھر کہا کہ اونٹ

قطار میں ہے الگ نہیں ہو سکتا آپ نے فرمایا کہ پورا قطار اونٹوں کا اس کو دو۔ غلام نے کہا کہ میں ڈر گیا کہ ایسا نہ ہو کہ مجھے بھی اس کو بخش دیں پھر تو آپ کی خدمت سے محروم رہو نگا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے کسی شخص پر قتل کا حکم دیا اور اس وقت قتل کے وقت بادشاہ کو گالیاں شروع کی تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس کا قتل معاف کیا۔ اس سے پوچھا گیا کہ یہ شخص جو لائق قصاص تھا کیوں بخش دیا اس نے فرمایا کہ جب اس نے مجھے گالیاں دی تو مجھے گالیاں پر غصہ آیا اور گالیوں کی وجہ سے میں ڈرتا تھا کہ میں گالیوں کی وجہ سے اس کو قتل کروں یا جنایت کی وجہ سے بخش دیا یہ ان کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ساتھ تعلق ہے۔ جان لو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض ہے ہر شخص خود اپنی ذات پر حاکم ہے اور حاکم سیاست اور حدود اور قصاص وغیرہ ذالک کہ بعض زخم ہو گا اور دُرہ اور بعض لکڑی سے امر بالمعروف کرے گا اور بعض عن المنکر کے لئے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ اگر ختنہ ایک قبیلہ ترک کر دیں یا تراویح یا اذان کو بھی ترک کرے تو حاکم پر لازم ہے کہ اس علاقہ کے ساتھ جنگ کرے اور قاضی و مفتی کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو درہ سے ہے اور علماء کو گفتار سے۔ یہ بھی کتابوں میں نقل ہے کہ بعض علماء کو لگام آتشین منہ میں لگائے ہوئے لائے جائیں گے اور ندا کرنے والا ان کے سر کے قریب ندا دیں گے کہ یہی وہ علماء ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے لوگوں کو منع کرتے تھے اور حدیث نبوی پر عمل نہیں کرتے تھے۔

چنانچہ عین العلم میں لکھا ہے:

قال علیه السلام: من کتم علما الجم بلجام النار الا عن غیر اهله۔

حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا جس نے علم کو چھپایا اس کو آگ کے لگام ڈالے جائیں گے سوا نا اہل کے۔

چنانچہ اذان کہنا ان امر بالمعروف سے ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ کے وقت میں جب غافل لوگ زیادہ نہ تھے تو اذان بھی کم تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اذان سے قبل جمع ہوتے اور تابعین کے وقت اہل یمن نے حی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح کو زیادہ کیا اذان میں لوگوں کے جمع کرنے کے لئے نماز کے واسطے اور تبع تابعین کے وقت میں اہل کوفہ نے الصلوٰۃ خیر من النوم صبح کی نماز کے لئے اذان میں زیادہ کئے یہ بھی غافلوں کی تنبیہ کے لئے متاخرین کے زمانہ میں فتویٰ دے دیا اور موذنان گلی گلی میں گھومتے پھرتے تھے اور کہتے رہتے کہ اے مسلمانان واے امیر ان اور اے غافلان کہ نماز کے لئے جلدی کرو کہ اس میں تمہارے لئے کامیابی ہے اور بغیر نماز کے قیامت کے دن نجات نہیں ہے۔ اس وجہ سے کہ خلق طاعت حق سے روگردانی کرتے ہیں اور غافل وسست وبے پرواہ ہو چکے ہیں لیکن ان کے دل خدا سے ڈرتے ہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ (الأنفال ٢)

کہ جب اللہ یاد کیا جائے ان کے دل ڈر جائیں۔

اور وہ نادر ہیں پس علماء پر فرض ہے کہ ہر حال میں امر معروف اور نہی عن المنکر کو ہاتھ سے نہ چھوڑے۔

چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے اگر کسی نے جابر امیر کے سامنے امر معروف نہ کیا تو ماخوذ نہیں ہے اور اگر کیا اور اس میں وہ مر جائے تو اس کو ستر شہیدوں کا ثواب ملے گا اور اگر مرنے سے اس کو نجات ملی تو اس کے لئے بعد میں کوئی گناہ نہیں لکھا جائے گا۔ اور یہ فقیر چند دن جابر امیر کے ہاتھوں نظر بند تھا اور وہ ظالم ہمیشہ لوگوں کے خون بہانے میں مشغول تھا اور ہر روز سات یا اس سے زیادہ لوگوں کو ناحق مارتے۔

ایک دفعہ میں ان کے دانشمندان میں بیٹھا تھا اور وہ تفسیر حسینی لکھتے تھے بات یہاں تک پہنچی کہ ایک دن حضور انور ﷺ سواری پر بیٹھے تھے اصحاب کرام بھی وہاں جمع تھے ناگاہ اس مرکب نے بول کیا۔ عبد اللہ بن عبید جو کہ منافق تھا حضور ﷺ کے آگے کھڑا تھا جب پیشاب دیکھا تو اپنا ناک پکڑ لیا اور اس نے اپنی سواری کو حضور ﷺ کا سواری سے پیچھے کیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

هذا طيب من مسک۔

یہ پاک ہے مشک سے۔

عبد اللہ بن عباس نے ڈنڈا اخرماء کا اس کے سر پر مارا اس کا سر زخمی ہوا اور جنگ زیادہ اصحاب کرام اور منافقوں کے درمیان ہوا اور بہت سے لوگوں کے سر زخمی ہوئے جب امیر جابر نے یہ بات سنی تو اس کے منہ میں خاک ہو کہا کہ پیغمبر ﷺ نے برا فرمایا ہے اور عبد اللہ نے بھی برا کیا ہے کہ اس کا سر زخمی کر دیا اور اس استاد نے ہیبت اور ڈر سے کچھ نہ کہا اور یہ فقیر چنانچہ طریقہ نظر بندوں کا ہے دور بیٹھا ہوا تھا جب میں نے یہ بات سنی تو دل میں غیرت کی آگ نے شعلے شروع کی کہ میں اپنی جان سے بھی گیا پس میں نے کہا کہ جو کوئی حضور ﷺ کے قول کو برا سمجھے کافر ہے اور اس نے کہا کہ اس وجہ سے میں نے یہ کہا کہ مشک حلال ہے اور بول مردار جب اس نے مشک سے بہتر کہا تو فقیر نے کہا کہ حضور ﷺ نے یہاں تخصیص کیا ہے کہ کافروں کے مقابلہ میں فرمایا کیونکہ اگر یہ زمین پر ہو تو تین دنوں کے بعد وہ زمین پاک ہو جاتی ہے اور کافر ہمیشہ پلید ہیں۔

نظام المؤمنین میں فرمایا گیا ہے کہ کافر کے ہاتھ مصافحہ میں نہیں پکڑنا چاہئے اس لئے یہ لوگ پلید ہیں اور اگر پکڑے تو ان کو چاہئے کہ ان ہاتھوں کو دھو ڈالے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (التوبة ۲۸)

مشرک نِرے ناپاک ہیں تو اس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں اور اگر تمہیں محتاجی کا ڈر ہے تو عنقریب اللہ تمہیں دولت مند کر دے گا اپنے فضل سے اگر چاہے بیشک اللہ علم و حکمت والا ہے۔

پس ہاتھ مؤمن اور کافر کے دونوں خشک ہو اور یہ دونوں جب ایک دوسرے سے مل جائے تو پلید ہو جاتے ہیں اور مؤمن کے لئے ضروری ہے کہ اپنے ہاتھوں کو دھوڈالے اس کے بعد وہ ظالم بہت خوش ہوا اور اس بندے کا قول اس کو پسند آیا۔

اگر یہ شخص خود فاسق وفاجر ہو تو لازم ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرے اور فتوی اس قول پر ہے اس لئے کہ اگر بندہ کا عمل برا ہو لیکن وہ اپنے بھائی کو نصیحت کرے گا اور اس کو بد راستہ سے دور کر دے گا۔ اور یہ اس شخص کے مانند ہے کہ وہ کنویں میں گر گیا ہو پس اس کو چاہئے کہ فریاد کرے اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اس راستہ پر مت آؤ اور اگر وہ فریاد نہ کرے تو دوسرے لوگ بھی اس کنویں میں گر جائیں گے اور بعد میں جتنے لوگ اس کنویں میں گر جائیں گے تو ان کا وبال اس کے سر پر ہو گا۔

کہا گیا ہے کہ تین بھائی تھے اور یہ تینوں شب کور تھے جب رات ہو جاتی تو یہ تینوں ایک جگہ جاتے ان میں سے پہلا جب گیا تو وہ کنویں میں گر گیا اس نے فریاد نہ کی اور اس کے بعد پیچھے دوسرا آیا وہ بھی کنویں میں گرا اس نے بھی فریاد نہ کی تو تیسرا بھی اس کنویں میں گرا تو یہ پہلے دو اس مزاحمت میں شریک ہوئے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں ایک جوان تھا وہ فاسق وفاجر تھا اس نے سنا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کافروں پر فتح حاصل کی اور ان کو قتل کیا اور کئی کافروں کو قیدی بنایا اور ان کو بہت سے غنائم بھی ہاتھ آئے تو اس فاجر وفاسق کا دل خوش ہوا حضور ﷺ کو ندا آئی کہ فلاں فاجر کو مسلمانوں کے ساتھ نیک نیتی پر بخش دیا۔

اے میرے برخوردار جان لو کہ ہر نیکی کے لئے پہلا درجہ وہ ہے کہ اس کے قول کو قبول کر اور گناہوں سے باز رہو پس امر معروف کرنا واجب ہے اور اس کو چھوڑنا نہیں چاہئے اور اگر تم یہ جانتے ہو وہ کہے گا کہ اس کا قول ہمیں نہیں چاہئے وہ ہمیں گالی دیں گے پس اس کا چھوڑنا بہتر ہے اور اگر اس کو مارا امر معروف کی وجہ سے اور اس نے اس پر صبر نہیں کیا اور ان کا یہ کام عداوت تک چلا گیا پس اس کا ترک بہتر ہے۔ اور اگر اس کو مارا اور اس نے اس پر صبر کیا اور کسی کے سامنے شکایت بھی نہ کی تو اس میں کوئی بات نہیں کہ اس منع کرے نہی عن المنکر سے کیونکہ یہ کام انبیاء علیہم السلام کا ہے چنانچہ جرجیس پیغمبر علیہ السلام ہند کی طرف دس بار گئے اور دعوت دیتے تھے اور ہندو لوگ ان کے اس دعوت سے خوش نہ تھے تو انہوں نے سات بار ان کو مارا اور یہ پھر زندہ ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ انہوں نے شیر کے آگے اس کو ڈال دیا اور تلوار سے مارا اور پانی میں غرق کیا وہ پھر زندہ ہوئے اور آخر الامر ان کو انہوں نے آگ سے جلایا انہوں نے شہادت پائی۔ لیکن انہوں نے ایمان نہیں لایا دوبارہ آگ ان پر نازل ہوئی اور تمام ہلاک ہوئے۔ تم تو یہ جانتے ہو کہ اس کا قول انہوں نے قبول نہ کیا اور وہ خدا سے نہیں ڈرتے تھے ان کے لئے اختیار تھا کہ وہ اس کام کو چھوڑتے یا امر بالمعروف کرتے اس کئے افضل تھا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ حضور انور ﷺ سے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم کسی کو گناہ میں دیکھتے ہو تو اس کو ڈنڈے سے منع کر دو اگر ایسا نہیں کر سکتے تو زبان سے منع کرو اور اگر تم یہ بھی نہیں کر سکتے تو پھر دل میں اس کے ساتھ عداوت رکھو اور یہ خاصیت ضعیفان اہل ایمان کی ہے۔

کہا گیا ہے کہ امر بالمعروف امراء کا کام ہے اور زبان سے امر بالمعروف علماء کا کام ہے اور دل سے اس کو برا جاننا یہ عام مؤمنین کا کام ہے۔ کہا گیا ہے کہ اگر کوئی مسجد میں نماز فریضہ کی ادائیگی کے لئے نہ آئے اور یا کافروں کے ساتھ جنگ اور مبتدعان جو لشکر میں ہوں کہ مسلمان شکست اختیار کر لے یا اس نفع کی طرف نہ جائے جس میں مسلمانوں کے لئے فائدہ ہو تو یہ ضروری ہے کہ اس کا مواخذہ مال سے کیا جائے اور روایت کے رو سے اس کا لینا حلال ہے اور اگر تم جانتے ہو کہ جس کو میں امر معروف کرتا ہوں وہ اہل بدعت و گمراہی کا ہے اور وہ امر معروف و نہی عن المنکر کو اور مسئلہ شرعیہ میں وہ طعن کرے گا پس اس کا ترک کرنا بہتر ہے اور اگر قوت ہو۔

پس حضور ﷺ نے فرمایا ہے:

من بدل دینہ فاقتلوہ۔

جس نے اپنا دین بدلا اس کو قتل کرو۔

اور اگر قوت قتل اور تعزیر پر قدرت نہ ہو اور اگر تم جانتے ہو کہ اس کو ملامت کرنے سے وہ اپنے عقیدہ سے واپس ہو گا تو تمہیں چاہئے کہ اس کو ملامت کرو چنانچہ حضور انور ﷺ کو کہا گیا کہ ایک دن ایک کافر جوان اس کے سامنے آیا تو حضور انور ﷺ نے اپنا چادر مبارک اس کے لئے ڈال دیا اور فرمایا کہ بیٹھو جوان نے چادر کو اٹھایا اور اپنے آنکھوں پر رکھ دیا اور کہا کہ میں ایمان لے آتا ہوں اور رویا اور کہا کہ وہ خداء پاک کہ آپ کو مخلوق کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجا اس لئے کہ خدا آپ کا

دوست ہے اور جو خدا کے دشمن ہیں ان کو اتنا ملامت کرتے ہو کہ وہ شرمندہ ہوتا ہے اور اگر کسی وجہ سے وہ باز نہ رہے اور گذارش آخیر میں یہ ہے چنانچہ کہا گیا ہے۔

رباعی:

آن کہ محرم نیست بر در باش کو　　مدعی بے بال وبے پر باش کو
تو بنادان پند دانی مدہ　　تاقیامت ہم چنان خر باش کو

وہ جو محرم نہیں ہے دروازہ پر مت رکھو اگر مدعی بے بال وبے پر ہے وہ فضول ہے تم نادان کو دانائی کی نصیحت مت دو قیامت تک وہ گدھے کی طرح رہے گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا ہے:

لاتطرحوا الدر فی افواہ الکلاب۔

موتیوں کو کتے کے منہ میں مت ڈال دو۔

ایک وقت تھا کہ یہ فقیر قدم بوسی کے لئے حضرت شیخ المشائخ سید السادات محقق قطب زمان کہف امان سید علی ترمذی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو تقدیر نے مجھے ایک تناسخی کا مہمان بنایا جب میں نے اس سے راہ راست مصطفوی کے متعلق پوچھا وہ باہر آگیا اور اپنے مریدین کو بھی بے دین بنایا تھا وہ کہتے تھے کہ تم پر حلال ہے اور اس کا والد بھی تھا اس کا نام امیر تھا کبھی وہ دعوی کرتا کہ میں مرتضی علی ہوں اور کبھی وہ خود کہتا کہ میں خود محمد ہوں اور کبھی کہتا کہ میں خدا ہوں وہ زندیق دوزخ کی طرف گیا تھا اور اپنے بیٹے کو وصیت کیا تھا کہ میں چند سالوں کے بعد دوبارہ بارہ سال کی عمر میں آؤں گا اور دہلی کا بادشاہ ہوں گا اور میں تمہیں پہچانوں گا۔ اور یہ کہانی اس کتے نے فقیر کو بیان کیا اور کہا کہ میں نے دو گھوڑے تیار رکھے ہیں جب میں نے اس کی یہ تقدیر سنی تو اس کو بہت تاکید کی کہ خبردار، خبردار کہ ان باتوں کے ماننے سے باز رہو میں نے کئی بار اس بات کو تکرار کیا لیکن اس نے

نہیں مانا جب میں اس کے گھر سے باہر نکلا فقیر نے کہا کہ آپ فرما دیجئے آپ کے اس بارے میں کیا تاکید ہے اس نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ پتھر کا نقش الماس سے جاتا ہے اور بدعت ورفض اور تناسخ مبتدع اور رافضی اور تناسخ والے کے دل سے نہیں جاتا۔ پس میں نے تاکید اس کے جانے کے متعلق بہت کیا کہ جاؤ لیکن تم اپنے باپ کو نہیں پاؤ گے اس کا چہرہ سیاہ اور شرمندہ اور خجل ہوا۔ وہ گیا اور پھر واپس آیا لیکن اس کا عقیدہ تباہ تر ہوا اور اپنے والد سے بد اعتقاد ہوا۔ اور ہر آدمی کو چاہئے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے وقت خدا تعالیٰ پر توکل کرے۔

کہا گیا ہے کہ ایک دن اولیاء اللہ گلی میں جارہے تھے اس کے سامنے بادشاہ کے لئے شراب سے بھرے ہوئے مشک لے گئے درویش نے جب یہ نامشروع کو دیکھا اس نے ہاتھ کو بڑھایا اور تمام مشکوں کو زمین پر گرادیا اس کو بادشاہ کے پاس لے گیا۔ بادشاہ نے غصہ سے کہا کہ تمہارا کس نے احتساب کیا تھا اس نے کہا کہ بادشاہ اسلام کے لئے یہ نہیں چاہئے کہ خبیث بلکہ ام الخبائث کی وجہ سے درویش کے دل کو تکلیف پہنچائے اور اگر تم حساب کے متعلق کہتے ہو تو فقیر کا احتساب ہوا ہے۔ اس نے پوچھا کہ کس نے اس نے پھر کہا کہ جس نے تجھے بادشاہ بنایا ہے اس نے میرا احتساب کیا ہے۔ بادشاہ نے اس کے جرم سے درگزر کیا۔ اور اس کو معاف کیا۔ اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں اپنے سر و مال کا خوف ہوتا تو یہ حق بات اس کے سامنے نہ کہتا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اولیاء کرام میں سے ایک ولی کافروں پر اس کا گزر ہوا اس نے دیکھا کہ انہوں نے ایک ایک پتھر کو اکٹھا کیا تھا اور پھر اس کو خدا سمجھ کر عبادت شروع کی تھی اور اس کا نام بت اور دیوی رکھا تھا۔ اس نے کہا کہ اے بدبختو! تمہیں یہ کیا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ بے مثل اور بے نظیر کو چھوڑا ہے اور پتھر کو معبود بنایا ہے۔ اگر تم اجازت دو گے تو میں اس کو توڑ دوں گا یہ میرا ہاتھ بھی

نہیں پکڑے گا انھوں نے کہا کہ ہم نے تمہیں اجازت دی ہے کہ اس کو توڑو اور اگر نہ توڑو تو ہم تم کو مار دیں گے درویش نے کلہاڑی کو لے کر اس بت پر وار کے لئے اٹھایا جب کلہاڑی کو اٹھایا تو اس کا ہاتھ شل ہوا وہ سمجھا کہ بت میرا کیا کر سکتا ہے یہ تو تقدیر کی بات تھی پھر اس نے بائیاں ہاتھ میں کلہاڑی اٹھایا وہ بھی خشک ہو گیا اس نے پھر دل میں کہا کہ یہ میری نصیب ہے پھر اس نے دایاں پاؤں اٹھایا وہ بھی خشک پھر بایاں پاؤں اٹھایا وہ بھی خشک ہوا وہ سمجھا کہ خدا کو یہ منظور ہے کہ مجھے دار فناء سے دار بقاء کو رخصت کر دے پھر اس کے دل میں خیال آیا کہ اپنا سر اس بت پر مارو یا میرا سر ٹوٹ جائے گا یا میں مر جاؤں گا یا بت کو توڑ دوں گا درویش نے جب اشارہ کیا تو بت ریزہ ریزہ ہوا زمین پر گرا اور اس ولی کے تمام اعضاء صحیح ہو گئے ہاتف نے آواز دی کہ میں نے تمہارا صدق اور یقین کا امتحان لیا ورنہ پہلے بار پر میں بت کو ریزہ ریزہ کرتا۔

میں نے حضور انور ﷺ کا معراج نامہ پڑھا تھا کہ جب حضور انور ﷺ شب معراج میں کوہ طور پہنچے تو اس طرف سے آپ نے مشک کی بو محسوس کی آپ نے پوچھا کہ اے جبرئیل کہ یہ مشک کی بو کہاں سے آئی فرمایا گیا کہ یہ بو مشک فرعون کے غلاموں سے آئی ہے وہ ایسی بات ہے کہ فرعون کی بیوی کی ایک دایہ تھی وہ مسلمان تھی ایک دن اس کے بالوں میں شانہ لگاتی تھی وہ شانہ اس سے گرا اس نے کہا کہ فرعون پر لعنت ہو اور اس پر جو فرعون کو خدا کہتا ہے۔ فرعون کی عورت نے کہا کہ فرعون کے بغیر خدا کو دو آسمان جانتے تھے کنیز نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جہات سے منزہ و مبرا ہے۔

اما امنت ربنا و ربک و رب فرعون رب السماوات و رب الارض و رب العالمین۔

کیا تم نے ایمان نہیں لایا اس پر جو ہمارا اور آپ کا رب ہے اور فرعون کا رب ہے آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے اور عالمین کا رب ہے۔

اس نے کہا کہ ان باتوں سے باز آجاؤ ورنہ میں فرعون کو بتادوں گی کہ وہ تمہیں عذاب دیں گے جو کسی کو نہیں دیا ہے کنیز نے کہا اعوذ باللہ کہ وہ میرا خدا ہے جس کا عذاب دوسروں کے عذاب کے برابر نہیں اور فرعون چہار علتوں سے معلل ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہر وقت اس کے سر میں درد ہوتا ہے گائے کے سینگ کی طرح دوسری علت یہ ہے کہ اس کے پیچھے ایک دم ہے کتے کی دم کی طرح تیسری علت یہ ہے وجود اس کا نامرد ہے۔ چوتھی علت کہ حیض عورتوں کی طرح اس کا ہمیشہ جاری ہے اور قد اس کا ڈیڑھ گز ہے پس یہ آدمی ان علتوں کے باوجود کس طرح خدا ہو سکتا ہے اور ایسے شخص کے لئے خدائی نہیں چاہیئے۔

فرعون کی بیوی فرعون کے پاس گئی اور اس کو سجدہ کیا اور کہا کہ اے الٰہی تمہاری کنیز بغیر خدا کے کسی اور کو خدا نہیں مانتی ہے فرعون نے کہا کہ آگ لے آؤ اور روغن تلخ دیگ اس میں ڈال دیا اور اس عاجزہ کو اس دیگ میں ڈال دیا اور دیگ کے نیچے آگ جلانا شروع کی جب وہ سخت جوش میں ہوا تو کنیز جنت چلی گئی۔

یہ بھی ذکر ہے کہ فرعون ملعون نے کہا کہ تم میرے علاوہ اللہ کو خدا مانتی ہو اس نے کہا کہ ہاں: ربنا وربک رب السماوات والارض۔ اس لعین نے کہا کہ اس بات سے باز رہو اگر باز نہ آئی تو میں تمہیں ایسا عذاب تمہیں دوں گا جو کسی نے کسی کو نہیں دیا ہوگا کنیز نے کہا کہ تم خود عاجز ہو اور اپنی علتوں کے دور کرنے پر قدرت نہیں رکھتے ہو اور خدا وہ ہے کہ اس جیسا کوئی اور عذاب نہیں دے سکتا۔ فرعون نے اس کا شوہر طلب کیا اور اس کے تمام عیال بھی حاضر کیا فرعون نے پوچھا کہ تمہاری بیوی کیا کہتی ہے اس کے شوہر نے کہا کہ وہ ٹھیک کہتی ہے کہ خدائے پاک اسی کا اور میرا اور تمہارا تمام کا پیدا کرنے والا ہے زمین اور آسمان کو پیدا فرمایا ہے فرعون نے کہا کہ ان باتوں سے منع ہو جاؤ ورنہ

تمہیں ایسا عذاب دوں گا جو کسی نے کسی کو نہیں دیا ہو گا اس نے کہا کہ خدا سے ڈرو کہ اس جیسا کوئی سخت عذاب نہیں دے سکتا جب یہ کہا تو چھوٹا بچہ اس کے گود میں تھا اس بچے کو پاؤں سے پکڑ کر آگ والے دیگ میں ڈال دیا اس بچے نے فصیح زبان سے آواز دی **یا اباہ استعجلوا انتم علی الحق و ان فرعون علی الباطل۔** اور تمام خاندان کو اس سرخ تیل میں ڈال دیا اور وہ دیگ اس جگہ سے غائب ہوا اور اس وقت روضہ از ریاض جنت ٹھہرے اور جنت کے لباس پہن لئے اور جنت کے خوانچے ان کے سامنے رکھ دیئے اور یہ بو ان سے آتی ہے۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا الحمد للہ کہ اقرار کرنے والا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت سے ایسے مراتب حاصل ہوتے ہیں اور شاید امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کہنے میں نیت خاصہ اللہ کے لئے ہونی چاہیئے اور استقامت شریعت مصطفیٰ پر ہو۔

چنانچہ اگر قصہ خوانی لوگوں کو سنائے اور خود غافل ہو اور محتاجی اس کے لوگوں سے ہو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ وَأَنتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (البقرة ۴۴)

کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی ملک میں ایک درخت تھا تمام ملک کے لوگ اس درخت کے معتقد تھے اور اس درخت کی زیارت کرتے تھے اس ملک میں ایک عالم تھا کہ ان کا کہنا نہیں مانتے ایک رات اس نے کلہاڑی کو اٹھایا اور چل پڑا کہ اس درخت کو بیخ سے کاٹ دے راستے میں شیطان ملا اس سے پوچھا کہ کہاں جارہے ہو عالم نے کہا کہ اس درخت کو بیخ سے کاٹنے کے لئے جارہا ہوں شیطان نے اسے منع کیا لیکن وہ منع نہ ہوا آخر کار دونوں میں نوبت لڑائی تک پہنچی اس عالم نے شیطان کو زمین پر

گرادیا پھر شیطان نے ملامتی سے باتیں شروع کی اور کہا کہ ہر صبح تمہارے سجادہ سے تمہیں ایک دینار سرخ ملے گا اور اس درخت کے کاٹنے سے باز رہو وہ اسنے اسکی باتوں میں آکر درخت کو چھوڑ دیا کئی راتوں میں اس کو ایک دینار سرخ ملتا تھا پھر بند ہوا عالم نے دوبارہ کلہاڑی کندھے پر رکھ کر روانہ ہوا راستے میں پھر شیطان سے ملاقات ہوئی شیطان نے پھر اس کو منع کیا لیکن وہ پھر منع نہ ہوا شیطان اور عالم کے درمیان پھر لڑائی شروع ہوگئی شیطان نے عالم کو گرادیا عالم نے کہا کہ کیا پنجہ کاری سے مجھے گرادیا شیطان نے کہا کہ پہلی بار جب تم نے میرے ساتھ کشتی شروع کی تو مجھے گرادیا اس لئے کہ تم اپنے مقصد میں مخلص تھے اور دوبارہ میں نے تمہیں گرادیا اس لئے کہ تم اب اللہ کے لئے نہیں لڑتے بلکہ دینار کے لئے لڑتے ہو اس لئے تم نے مجھ پر فتح حاصل نہ کی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک بوڑھی عورت نے اپنے بچے کو حضرت قاضی امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے آئی اور کہا کہ میرا یہ بچہ گڑ کھاتا ہے دعا کیجئے کہ اس سے یہ منع ہو جائے پس امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سات دن صبر کو اور دوبارہ لے آؤ وہ سات دنوں کے بعد آئی اور بچے کے لئے دعا کی درخواست کی اس نے دعا کی اور بچہ نے گڑ کھانا چھوڑ دیا بوڑھی عورت نے حضرت امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ تم نے کیوں پہلی بار دعا نہ کی اس نے فرمایا اس لئے کہ میں نے خود گڑ کھایا تھا اور اس کا اثر سات دنوں تک رہتا ہے اس لئے میں نے کہا کہ سات دنوں کے بعد آؤ اور جب تم دوبارہ سات دنوں کے بعد آئی تو میں نے دعا کی اور میری دعا قبول ہوئی۔

پس امر و نہی کا بھی یہی حال ہے اگر کسی نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیا اور خود کو اس کا عامل بنایا تھا وہ اثر دکھائے گا اور اگر خود اس کا عامل نہ ہو تو اگر وہ ہزار بار بھی کہے گا کوئی بھی اس پر عمل نہیں کرے گا اور کہیں گے کہ تم خود اس پر عمل نہیں کرتے ہو اور ہمیں اس کی دعوت دیتے

ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خود وہ اس برے فعل یا اعمال پر مبتلا ہو جائے۔ شرح مشارق میں رکھا گیا ہے کہ ایک بات کے سبب سے تم جنت جاؤ گے اور ایک کلمہ کی وجہ سے تم جہنم بھی جا سکتے ہو اور وہ بات دروغ یعنی جھوٹ کی وہ گی۔

پس باتوں میں بھی امر و نہی کو دخل ہے غیبت کرنے والے کو منع کرے اور ہزل یعنی بے ہودہ باتیں کہتی ہے اسے بھی منع کرے اور جو فضول مزاح کرتا ہے اور اس میں وہ کفر بکتا ہے اور لوگ اس پر ہنستے ہوں گے تو وہ تمام کافر ہو جاتے ہیں۔

تعریف اللغات میں لکھا ہے کہ باتوں کی پانچ اقسام ہیں ایک قسم کو اجرا کہا جاتا ہے اور وہ مسئلہ شرعیہ اور ذکر خدا اور امر و نہی ہیں اس پر اس کو اجر و ثواب ملے گا۔ دوسری قسم غیبت و غمزہ اور بے ہودہ بات جو حق اس کو ہزل کہتا ہے دوزخ میں سرنگوں ہوتا ہے اس سے اس کو عذاب ملے گا۔ اور ایک قسم حلال کی ہے وہ وہی باتیں جو زندگی کے معمولات کے لئے بولی جاتی ہے۔ جیسا کہ کھانا، پینا یا اپنی بیوی اور بچوں سے باتیں کرنا اور جو بیوی یا بچوں کے ساتھ نرمی سے باتیں کرنا تو یہ تمام تسبیحات کے مانند ہیں اور یہ لایعنی نہیں ہے۔

قال علیہ الصلوٰۃ و السلام: من لم یرحم صغیرنا و لم یوقر علی کبیرنا فلیس منا۔

حضور ﷺ نے فرمایا جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرتے اور بڑوں کی توقیر نہ کرے وہ ہم سے نہیں۔

ایک دن حضرت نبی کریم ﷺ اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور وہ بڑی محبت سے کھاتے تھے حضرت نبی کریم ﷺ سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ اونٹ بن جائے کہ میں اونٹ پر سوار ہو جاؤں حضور ﷺ نے اپنا دونوں ہاتھ زمین پر رکھ دیا اور پشت کو خم کیا اور یہ دونوں اس پر سوار ہوئے انہوں نے کہا کہ اونٹ کی طرح چلو

حضرت ﷺ نے چلنا شروع کیا انہوں نے کہا کہ شتر کی طرح فریاد کرو حضور ﷺ نے دو بار عفو عفو منہ مبارک سے نکالا اور حجرہ سے باہر والے لوگ کہتے کہ حجرہ میں کوئی اونٹ ہے حضور ﷺ نے شرم کی اور یہ دونوں ان کے پشت سے نیچے اترے اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا حکم لے کر اترے کہ یارسول اللہ ﷺ آپ نے دو بار عفو فرمایا آپ کی امت میں سے دو حصے میں نے بخش دیئے اور اگر تین بار فرماتے تو تمام امت آپ کی میں بخش دیتا۔

یہ بھی کتابوں میں درج ہے کہ جو کوئی اپنی بیوی کے دولبان پر اور بیٹے اور بیٹی کو ماتھے پر اور ماں وباپ کے پاؤں کو بوسہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر بوسہ پر ستر گناہ اس سے محو کرے گا، اور ستر نیکیاں اس کے لئے دیوان اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔ تیسری قسم مباح باتیں ہیں اگر کوئی تم سے سوال پوچھے اور تم چاہو تو اس کا مختصر جواب دو۔ چوتھی قسم فضول باتیں ہیں اور فضول باتیں وہ ہیں کہ کوئی تمہیں کہہ دیں کہ پانی دو تاکہ میں پیوں اور لکڑی دو تاکہ میں جلاؤں تو یہ بیہودہ باتیں ہو گی جس کے نہ پر ہو گا اور نہ دم یہاں اس مختصر بیان میں نہیں سماسکتی۔ بے ہودہ باتیں کرنے والوں کے لئے یہ سزا ہے کہ قیامت کے دن اسے آدھا دن گرم زمین پر کھڑا کر دیا جائے گا اور وہ آدھا دن پانچ سو سال کے برابر ہو گا۔ اسے کہا جائے گا کہ تم نے یہ بے ہودہ باتیں کیوں کی اور یہاں یہ بھی ہے کہ ہر روز وشب زبان حال سے اس شخص کو کہے گا کہ مجھے مہمل مت گزارو اس لئے کہ میں جانے والا ہوں اور کل آنے والا دوسرا روز ہو گا اور میں تمہارا گواہ ہوں قیامت کے دن اعمال صالح اور سیئہ میں۔ اور یہ بات عجوبہ سے ہے کہ دن رات میں چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں اور ہر گھنٹہ میں اس آدمی کے لئے ایک صندوق بنایا جاتا ہے تو دن رات میں چوبیس گھنٹے ہیں تو اس کے لئے اتنے صندوق بنائے جائیں گے اور قیامت کے دن ترازو کو حاضر کیا جائے گا پہاڑوں کی طرح اعمال ہوں گے بعض نوری اور بعض ناری ہوں گے اور

بعض خالی ہوں گے اور ذکر و فکر روزہ و نماز وغیرہ اعمال اس وقت میں نور ہو گا اور جس نے برا عمل کیا ہو وہ نار میں ہو گا اور جس نے ان اوقات سے کچھ نہ کیا ہو وہ خالی ہو گا وہ زیادہ افسوس اور پشیمانی کرے گا کہ کاش یہ بھی میں نے نور سے پُر کیا ہوتا۔

یحییٰ بن حبل رضی اللہ عنہ ایک دن حضور انور ﷺ سے کہا کہ یارسول اللہ مجھے نصیحت دو حضور ﷺ نے فرمایا کہ زبان کو قابو میں رکھو اور اس بات کو بار بار مکرر فرمادیا حضور ﷺ اس کو یہی جواب دیتے پھر حضور ﷺ نے فرمایا تمہاری ماں مر جائے اس نصیحت سے اور زیادہ نصیحت کونسی ہو گی۔ جب ایک آدمی صبح اٹھتا ہے تو تمام اعضاء زبان سے کہتے ہیں کہ سیدھا رہو کیونکہ میری سیدھائی آپ سے ہے اور آپ کی کجی میری کجی ہے۔

شرح مشارق میں لکھا گیا ہے کہ ایک سیدھی بات سے تمہیں نجات مل جائے گی اور ایک بات جھوٹ تمہیں ہلاک کر دے گی کیونکہ ایمان اور کفر ایک کلمہ سے زیادہ نہیں ہے اور زبان سے بات کرنا آسان ہے اور وزن میں سخت ہے۔

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا (المزمل ۵)

بے شک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ثقیل کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ کلمہ طیبہ اور سیدھی بات مؤمنوں کے لئے زبان پر آسان ہے اور ترازوں میں بھاری ہے کہ روز قیامت میں ان کے گناہوں کو لاتے جائیں گے اور وہ پلہ بدی میں رکھے جائیں گے وہ پہاڑوں کے مانند ہوں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ اور کوئی عمل کیا ہے وہ کہیں گے کہ خداوند عالم تم عالم الغیوب ہو کہ مجھے کوئی علم نہیں اس چیز کے متعلق جو مجھے نجات دی گی دو انگلیوں کے برابر کاغذ لایا جائے گا اور

اس میں کلمہ طیبہ لکھا ہو گا وہ نیکی کے پلہ میں رکھا جائے گا وہ تمام گناہوں کے پلہ سے وزن میں بھاری ہو گا۔

اور کلمہ شہادت کے حقانیت کے متعلق لکھا گیا ہے کہ قیامت کے دن ننانوے کتابیں سیاہ بدی کی ہو گی اور اس شخص کے تا حد نظر اس کے بدی کے پلہ میں ڈالے جائیں گے اور ایک کاغذ لایا جائے گا اس میں کلمہ شہادت ہو گا وہ اس کے نیکی کے پلے میں ڈالا جائے گا تو وہ تمام کتابیں ہوا میں اوپر ہو گی اور وہ کلمہ اپنی جگہ سے بھی نہ ہلے گا۔

کلمہ کفر اور بے ہودہ خاص فاسق لوگوں اور فاجر کے لئے زبان پر آسان ہو تا ہے اور ایک کلمہ کفر کا تمام نیکیوں اور ایمان کو خشک لکڑی کے مانند آگ میں جلائیں گے۔

حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ کہ آزاد عورت کو قذف کرنے والے کو اسی درے مارے جائیں گے قذف میں مملوک کا حکم کیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی گالیاں دے اے مادر فلاں اور فلاں کی بہن اور یا سو ہزار یعنی ایک لاکھ کنیزیں اس طرح کہتی ہیں۔ اگر واقعہ برابر ہو تو ٹھیک ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو قیامت کے دن اسی تازیانہ آگ سے اسے مارے جائیں گے اور بعض نے اس کی حکمت میں یہ کہا ہے کہ زبان ایک ہے اور گوش دو ہیں یہ اس لئے ہے کہ دو سنے ایک منہ سے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک جواب دو کانوں سے سنا جاتا ہے اکثر امور میں چنانچہ حد تعزیر و قصاص میں یہ نہیں آیا ہے لیکن اس جہان میں ماخوذ ہو گا۔

لواطت کہ اس کے لئے حد مقرر نہیں اس جہان میں اور حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے جلال سے قسم فرمایا ہے اگر ابراہیم خلیل اللہ اور موسیٰ کلیم اللہ اور عیسی روح اللہ ہو تو ان کو بھی دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (اگرچہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں ان سے گناہ کا تصور بھی

نہیں کیا جاسکتا یہ صرف ڈرانے کے لئے ہے) اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس شخص کو قبرستان میں دفن کرو تو فرشتے اس کو دوزخ میں لے جائیں گے۔

بہیمہ میں نقل ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے:

ناکح الیدو ناکح البھیمۃ ملعون۔

ہاتھ سے پریکٹس کرنے والا اور یا مویشیوں سے مجامعت کرنا لعنتی ہے۔

اور ہمیشہ کے لئے اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت ہے اور اگر ہاتھ میں کوئی مال نہ رکھتا ہو اور اسے ڈر ہو کہ وہ حرام میں پڑ جائے گا تو پھر کوئی بات نہیں۔

یہی مثال ہے اگر باپ نے بیٹے کو قتل کیا یا اس کے غلام کو تو والد کے لئے قصاص نہیں ہے اور اگر اس کو حلال جانے کافر ہو جاتا ہے۔ اور قیامت کے دن وہ خون والوں کے ذمہ دار ہوں گے باپ نے بیٹے کی لونڈی کو پکڑ لیا اور اس کے ساتھ جماع کیا اور اسے کہا گیا کہ کیوں تم نے یہ کیا وہ کہے کہ میں نے اس کو حرام نہ جانا تو حد ساقط ہوتا ہے اور عقر لازم ہوتا ہے اور دخول کے لئے عقر کا مسئلہ الگ ہے۔ اور بیوی کی لونڈی کا بھی یہی حکم ہے اور اگر وہ یہ گمان کرے کہ سقوط حد اس جہان میں عذاب نہیں ہے کافر ہو جاتا ہے۔

اور زنا کرنا اجنبیہ کے ساتھ اس کے بیٹے پر ہمیشہ کے لئے یہ حرام ہوئی اور کوئی فرق نہیں وبال میں اگر لونڈی خود غلام کے ساتھ جماع کرے یا اس کی والدہ یا بہن سے زنا کرے اور وہ ان میں فرق جانے کافر ہو جاتا ہے کیونکہ فرق صرف یہ ہے کہ اجنبیہ نکاح سے حلال ہوتی ہے اور اس کی والدہ اور بہن ہرگز حلال نہیں اس پر۔ اگر کوئی افسوس کرے کہ کاش زنا حلال ہوتا تو کافر ہو جاتا ہے اس لئے کہ کسی زمانہ میں زنا حلال نہیں رہا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول مبارک ہے:

وَلَاتَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا (الإسراء ۳۵)

اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ۔

اور لفظ کان ماضی ہے یعنی ہر زمانہ میں زنا منع تھا اور اگر افسوس کرے کہ کاش نکاح بہن یا شراب یا بچے کا فروخت کرنا یا ایک دوسرے کا مارنا حلال ہوتا کافر نہیں ہوتا لیکن گناہ گار ہوتا ہے کہ دین پیغمبر تمام ادیان میں افضل ہے گویا افسوس کرنا ان منسوخ ادیان پر کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے حضرت نوح علیہ السلام تک بہن کے ساتھ نکاح حلال تھا اس کے بعد منسوخ ہوا اور شراب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ تک حلال تھا اور لوگ شراب کو استعمال کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ مست تھے اور نماز کی امامت فرماتے سورہ الکافرون پڑھتے تھے تو تمام لام کو چھوڑ دیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی حضور ﷺ پر: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى (النساء ۴۳) اے ایمان والو نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ،، اس کے بعد نماز کے وقت انہوں نے پینا چھوڑ دیا اور باقی اوقات میں وہ پیتے تھے تو جب فتنہ انگیزی شراب پینے سے پیدا ہوا تو شراب مطلق حرام ہوا وہ اس طرح ہے کہ تمام صحابہ حضرت بو علی کے گھر جمع تھے اور شراب پیتے تھے امیر المؤمنین جب نشہ ہوئے تو صراحی ایک کے سر پر مارا وہ صراحی ٹوٹ گئی۔

اس کے بعد یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (۹۰) إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ (المائدة ۹۱)

اے ایمان والو شراب اور جُوا اور بُت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیر اور دشمنی ڈلوا وے شراب اور جوئے میں اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم باز آئے۔

یعنی حرام ہے جو عقل کو چھپائے اور تمام جوئے کو اور تیر اندازی کرنا حلال ہے اگر اس میں کوئی جوا نہ ہو یعنی ایک جانب نہ ہو اور اگر ایک جانب ہو تو پھر وہ حلال ہے اور روا ہے اور اگر جانبین سے ہو کہ تیر وغیرہ لے لے تو حرام ہے یہ جوے کے قبیلہ سے ہوا اور حرام ہے بت پرستی اور اللہ کے سوا قسم کھانا جیسا کہ پیغمبر یا کعبہ یا کلام اللہ پر (کلام اللہ چونکہ اللہ کا کلام ہے اور یہ اللہ کی صفت ہے اور اللہ کی صفت قدیم ہے اس لئے یہ اللہ پر قسم ہے) اور امام اعظم کے نزدیک آستانہ یا قبر پیغمبران و اولیاء وغیرہ پر قسم ذالک یہ تمام حرام ہیں اور ان کاموں سے دور رہنے میں دونوں جہانوں کی کامیابی ہے۔ اور زیادہ اوقات میں شیطان لعین عداوت اور بغض و جنگ اور جدل لوگوں کے درمیان ڈال دیتا ہے اور خمر کے سبب اور جوے کے سبب بھی عداوت ڈالتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے دور رکھتا ہے۔ اور جو شراب پیتا ہے اور شراب کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ چند خاصیت اس کی تمام گناہوں سے بدتر ہے اول یہ کہ کوئی گناہ گار کو اللہ تعالیٰ اپنے دروازہ سے نہیں دور کرتا۔

مگر شراب پینے والوں کو حکم ہے:

یَاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُکَارَی (النساء ۴۳)

اے ایمان والو نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس کا لقب ام الخبائث رکھا ہوا ہے (یعنی خبیث چیزوں کی ماں) تیسری بات یہ ہے کہ یہ زیادہ بدتر نجاست سے ہے کہ کتا بھی اس کو نہیں کھاتا۔ چوتھی بات یہ ہے کہ اس کو بت پرستی کے ساتھ یاد کیا گیا ہے۔ پانچویں بات یہ ہے کہ یہ پلیدی شیطان سے یاد کیا گیا ہے۔ چھٹی

بات یہ ہے کہ یہ لوگوں کے درمیان عداوت کا سبب بنتا ہے۔ ساتویں بات یہ ہے کہ یہ سبب زنا کا ہے چنانچہ قصہ ابو شحم جو کہ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بیٹا تھا مشہور ہے۔ آٹھویں بات یہ ہے کہ یہ سبب طلاق کا ہے کیونکہ جب شرابی شراب پیتا ہے تو طلاق کے الفاظ زبان پر لاتا ہے اور ان سے طلاق واقع ہو جاتی ہے اور اس کو پتہ بھی نہیں ہوتا اور اپنی بیوی کے ساتھ مجامعت کر لیتا ہے اور اس کو حلال جانتا ہے اس سے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ نویں بات یہ ہے کہ جملہ اذکار اور تلاوت کلام اللہ سے دور ہوتے ہیں۔ دسویں بات یہ ہے کہ نماز سے دور رکھتا ہے اور یہ دور کرانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے پس خمر اس آیت کریمہ کی وجہ سے حرام ہوا۔ اور اگر روم میں ایک درم پر فروخت ہوتا ہے اور بصرہ میں دس درم پر اور فروخت کرنے کے بعد بھی یہ حرام ہے۔ اور فرزند کے فروخت حضرت یعقوب علیہ السلام کے زمانہ میں فروخت کیا جاتا تھا جو کہ یہ حرام ہے۔ خبر میں ہے کہ جب عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام و حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرف بھیجا جب وہ کنعان پہنچا تو ایک بوڑھی لونڈی کو دیکھا کہ کپڑے دھو رہی تھی کہا کہ اے ماں تم جانتی ہو کہ یعقوب علیہ السلام کا گھر کہاں ہے اس نے پوچھا تمہارا اس کے ساتھ کیا کام ہے اس نے کہا کہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کی خبر لایا ہوں۔ اس بوڑھی عورت نے آہ کھینچی اور فریاد شروع کی کہ یا اللہ میرے ساتھ تم نے جھوٹی وعدہ کیا تھا لڑکے نے پوچھا کہ کس طرح میرا بیٹا یعقوب نے فروخت کیا تھا خداوند میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ پہلا بیٹا تمہارا جب نہیں آئے میں وہاں تمہیں نہیں پہنچاؤ گی اس سے پوچھا کہ تمہارے بیٹے کا کیا نام تھا اس نے کہا کہ عزیز اس نے کہا کہ آٹھوں وہ میں ہوں۔

قتل قوم موسیٰ علیہ السلام جس وقت انہوں نے بچھڑے کی عبادت شروع کی۔

ان کے لئے حکم ہوا:

فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ (البقرة ۵۴)

تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو۔

ایک ہزار ستر نے ایک دوسرے کو قتل کیا اور جو بھی تیغ سے منہ موڑ تا وہ کافر ہو جاتا پھر حکم ہوا کہ ایک کو چھوڑ دو اور دوسرے کا گردن مارو اگر تلوار کی طرف بھی دیکھا تو اس کا ایمان نہیں ہو گا۔ اور اس دین کو اس جہت سے قبول کرتے کہ معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پہاڑ پر ان کی مجلس میں ظاہر ہو جائے جب ان کی قبروں کو مسمار کرنے کی آوازیں انہوں نے سن لیں تو دوسروں نے دین کو قبول کیا پس زنا میں کم یا زیادہ فرق نہیں ہے چنانچہ بعض عوام بلکہ علماء جہال بیوہ عورت کو حلال جانتے ہیں اس سے وہ کافر ہو جاتے ہیں اور کلمہ طیبہ کافروں پر بھاری ہے اس لئے کہ کسی کافر کو کوئی پکڑے اور کہے کہ کلمہ پڑھو یا تم کو مارتا ہوں لیکن وہ کلمہ نہیں کہے گا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر کسی کو توفیق ہو کہ آغاز سخن یا اختتام سخن میں کلمہ طیبہ کہے اگر اس کی دس ہزار سال بھی عمر ہو اور ہر روز اس کی سو گناہ اس لکھی جاتی ہیں پس ان کے دوستوں پر یہ آسان ہے کہ یہ ورد کرے اور منافق اور کافروں پر یہ گران ہیں کہ ان کے دانت کو توڑے اور ناشائستہ باتیں کہتی یں (اس سے صاف معلوم ہوا کہ منافق اور کافر لوگوں کو ورد کلمہ طیبہ اچھا نہیں لگتا اور ہمارے زمانہ کے منافقین کا بھی یہی حال ہے کہ وہ کلمہ طیبہ سے لوگوں کو منع کرتے ہیں)۔ اگر کوئی اجنبی عورت کے ساتھ شہوت کے ساتھ باتیں کرے تو پانچ سو سال دوزخ میں رہے گا۔ اور تاء سے عبارت تولاء ہے اور تا ثانی سے تبرا مراد ہے اور تولا و دوستی خدا کے دوستوں کے ساتھ ہو یہاں تک کہ اگر آگ کا کنواں ہو تو اپنے آپ کو نہ دیکھے یہ دوستی ہے دوست کے ساتھ۔

چنانچہ کہا گیا ہے کہ ایک کافر تھا اور اس کی بیوی نے چھپکے سے حضور انور ﷺ پر ایمان لائی تو ہر روز وہ عورت کھانے پینے سے پہلے حضور انور ﷺ کا چہرہ مبارک دیکھتی اس کے بعد وہ اپنے گھر چلی جاتی ایک دن اس کے شوہر نے پوچھا کہ تم روز کہاں جاتی ہو اس نے کہا کہ میرے دل میں حضور ﷺ کی محبت پیدا ہوئی ہے کافر نے کہا کہ اگر کسی نے راستے میں آپ ﷺ کا چہرہ دیکھا تو مجھ پر تم حرام ہو گی وہاں ایک منافق تھا اس نے یہ بات سنی ایک دن جب وہ عورت پردہ میں وہاں جا رہی تھی تو وہ منافق سامنے آیا عورت بیٹھ گئی تا کہ وہ چلے جائے لیکن وہ منافق کھڑا تھا اور یہ کہا کہ مجھے اپنا چہرہ دکھاؤ عورت نے کوئی آواز نہ دی اور اپنا چہرہ بھی ظاہر نہیں کیا اس منافق نے کہا کہ تمہیں حضور ﷺ کی دوستی پر قسم ہو کہ مجھے اپنا چہرہ دکھاؤ اس بے چارہ نے اپنا چہرہ اس کو دکھایا اس کے بعد وہ حضور ﷺ کی زیارت کے لئے چلی گئی جب وہ واپس آئی تو اس کا چہرہ متغیر ہوا تھا اس کے شوہر نے پوچھا کہ کیوں تمہارا رنگ تبدیل ہوا ہے اس عورت نے تمام واقعہ سنایا کافر نے کہا کہ اچھا ہوا گھر گیا اور ایک کنواں کو کھودنا شروع کیا اور تین دن اس میں آگ جلائی جب آگ گرم ہوئی اس عورت کو اس گھر میں بلایا جہاں یہ آگ روشن ہوئی تھی اس کے پاس اس کا بیٹا بھی گود میں تھا اس کے شوہر نے کہا کہ تمہیں حضور ﷺ کی دوستی پر قسم کہ اپنے آپ کو اس آگ میں ڈال دو تو اس بے چارہ عورت نے حضور ﷺ پر درود پڑھنا شروع کی اور خود اس آگ میں چھلانگ لگا دی اور کافر نے اس پر سر ڈھانپ دیا چنانچہ آتش فراق اور صدق دل نے اس کے دل پر اثر کی اس نے رونا شروع کیا اور بیٹے کو گود میں اٹھا کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ یا رسول اللہ کہ آپ سے دوستی کرنے والی کو میں نے آگ میں جلایا اور یہ واقعہ دوبارہ اسے کہدیا حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک کو دستار پر رکھ دیا پھر ہاتھ کو اٹھایا اور فرمایا کہ محمد ﷺ کے ساتھ دوستی کرنے والی کو مت جلا پھر آپ ﷺ

ہاتھ کو دستار کی طرف نہیں لے گئے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ اپنا سر مبارک برہنہ کرتے تو ساتواں آسمان اور است طبق زمین کو درہم برہم کروں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تمہارے دوست کو دوست بنایا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا (البقرة ۲۵۷)

اللہ دوست ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے ہیں۔

پھر ان کو آگ میں جلاؤ جب حضور ﷺ اس کنویں تک پہنچے اور سرپوش کو اٹھایا تو دیکھا کہ آگ اس پر گلزار ہوئی ہے اور وہ مستورہ بلبل کی طرح اس گلزار میں بیٹھی تھی پھر وہ کافر حضور ﷺ پر ایمان لے آیا اور مسلمان ہوا۔

بنی اسرائیل میں ایک ولی تھا اس نے چار سو سال عبادت خانہ میں عبادت کی فرشتوں نے کہا کہ تمہاری خدمت میں اس کو ہم نے چالاک دیکھا ہم اس کا امتحان لیتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے اس ولی اللہ کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ اے بندہ مشقت بے فائدہ میں لگے ہوئے ہو تمہاری عبادت خدا کو قبول نہیں ہے اس نے کہا کہ تم نے مجھے بندہ کہا اور بندوں کے لئے خدمت کرنا ہے مقبول اور نامقبول کام میرا نہیں ہے اور ملامتی یہ ہے۔

رباعی:

ور بخوانی بندہ مقبول توام
ور دکنی چاکری معزول توام
بردو قبول مرا کارے نیست
بارے بہر دو حال مشغول توام

اگر تم اس کو قبول کرے یا رد کرے تو چاکر معزول بھی آپ کا ہو۔ ان کے ساتھ میرا کوئی کام نہیں کہ قبول کرتے ہو یا نہ بہر حال میں تو اپنے کام میں مشغول ہوں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ملائک سے فرمایا کہ میرا بندہ کس طرح تم نے دیکھا کسی حال میں وہ مجھ سے بے زار نہیں ہے انہوں نے کہا کہ یارب بندہ تو خاص خواص میں سے ہے اور اس نے اپنے دوستوں کو تمہاری دوستی کے خاطر فراموش کیا ہے۔ چنانچہ ابراہیم غواص قدس سرہ نے بارہ سال بیابان میں گزارے تھے اور درختوں کے پتوں پر گزارہ کرتے ایک دن انار کا درخت دیکھا اپنے دل میں کہا کہ میں انار کھاؤں گا لیکن یہ پتہ نہیں کہ یہ کسی دوسرے کی ملکیت نہ ہو وہاں سے واپس لوٹا حضرت خضر علیہ السلام نے اس سے ملاقات کی اور فرمایا کہ آؤ میں تمہیں دوستان حق دکھاؤں اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک غار لے گیا اس غار میں ایک زندہ آدمی کو دیکھا کہ اس کا سر چھپا ہوا تھا اور سانپ اور بچھو اس کے ارد گرد جمع تھے اور اسے کھاتے ابراہیم غواص کو کہا کہ اس کا پاؤں پکڑو جب اس نے اس کا پاؤں پکڑا اس نے کہا کہ اے ابراہیم بن غواص تم کیا چاہتے ہو اس نے پوچھا کہ تمہیں کہاں سے معلوم ہوا ہے کہ میں ابراہیم بن غواص ہوں اس نے کہا کہ جب سے کوئی اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کرتا ہے تو تمام ذرات مخلوقات سے باخبر رہتا ہے نہ یہ کہ انار ڈر کی وجہ سے نہ کھائے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ کسی اور کا ملک ہو اور اگر یہ نہ ہوتا تو پھر نفس کی خاطر کھاتے جب وہاں سے چلے گئے تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا اے ابراہیم کہ بیابان میں بارہ سال کس لئے تم نے گزارے اس نے کہا کہ توکل کے لئے حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ توکل یہ نہیں ہے کہ تمہیں کہے کہ توکل اپنے آپ کو حوالہ کرنا ہے نہ کہ نفس کے خاطر کے لئے طلب آؤ کہ میں تمہیں متوکلان کو دکھادوں۔ جب وہ گئے تو دیکھا کہ کوئی پڑا ہوا ہے اور اپنے سر کو کندے سے چھپایا ہوا ہے۔ اور اس کا تمام بدن زنبور کے ڈھنگ سے سرخ ہوا ہے حضرت خضر علیہ

السلام نے فرمایا کہ یہ متوکلان خدا کے اور مردان کے ہیں ابراہیم کو پیش کیا اور خود پیچھے کھڑا ہوا جب ابراہیم سر کی طرف جاتا تو حضرت خضر علیہ السلام پاؤں کی طرف ہوتا اس نے پوچھا کہ اے خضر اس سے کیا مراد ہے ابراہیم نے اس کی طرف دیکھا کہ میرے ہمراہ خضر ہے اور میں نہیں جانتا کہ وہ اولیاء اس سے غائب ہوئے جب دوبارہ دیکھا تو خضر علیہ السلام بھی غائب تھے۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم بن غواص اپنے مجاہدہ پر نادم ہوئے۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے:

کن عالما او متعلما او سامعا او خادما و لاتکن من الخاسرین فان تکن خامسا فتھلک۔

عالم بن جاؤ یا طالب علم یا سننے والا یا خادم بنو اور خسران والوں سے نہ بنو اگر تم پانچویں بنے تو تم ہلاک ہو جاؤ گے۔

اس لئے کہ دوستی جاہلوں کی ہلاکت ہے اور رسالہ شاہ قاسم بدر الدین کردری میں لکھا گیا ہے کہ خلیفہ مامون سات دن حضرت ابو حفص کبیر کی خدمت میں حاضر ہوا جب ساتویں دن الوداع کیا تو شیخ نے فرمایا کہ خلیفہ کے بیٹھنے سے کیا فائدہ کہ ان دنوں میں اس نے مجھ سے ایک مسئلہ بھی نہ سیکھا۔ کہا کہ وہ کونسا مسئلہ ہے اس نے فرمایا کہ میں نے چار مسائل سیکھے ہیں اس نے کہا کہ جس کو حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں ان مسائل پر عمل کروں تو کہا گیا کہ وہ کونسے مسائل ہیں اس نے کہا کہ اب تم نے کہا کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ عالم کے چہرہ کو دیکھنا دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے اور زیارت کرنے والے کو یہ ضروری نہیں کہ وہ تسبیح اور تہلیل میں مشغول ہو پھر کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ایک ساعت علماء کے ساتھ ہزار غلام کے آزاد کرنے سے اور ہزار گھوڑوں سے کہ فی سبیل اللہ غازی لوگوں کو دے دی جائے اور ہزار بھوکوں کو کھانا کھلانے سے اور پینے سے اور ہزار بے لباس والوں کو لباس دینے سے۔ تیسری حدیث میں فرمایا گیا ہے جو شخص عالموں کے مجلس میں بیٹھ گیا اور

ایک شرعی مسئلہ سیکھا یہ اس کے لئے بہتر ہے ہزار سال کی عبادت سے اور جس مجلس میں جو مسئلے سیکھے تو کہنے والا اور سننے والا دونوں ثواب میں برابر ہیں۔ اور چوتھی حدیث میں فرمایا گیا ہے جو کوئی عالموں کی مجلس میں چلے جائے تو ایک سو فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتے ہیں ان میں بیس فرشتے اس کے سر کے اوپر بادل کی طرح مقرر ہیں اور ہر قدم پر اس کا درجہ بلند کرتا ہے اور بیس فرشتے اس کے آگے مقرر ہیں وہ اس کے ہر قدم میں نیکی دختر اعمال میں لکھتے ہیں اور بیس فرشتے اس کے پیچھے مقرر ہیں اور اس کے ہر قدم بدی کو محو کرتے ہیں اور ان میں سے بیس دائیں ہاتھ کے مقرر ہیں کہ اس کے ہر قدم میں اور دوزخ کے درمیان صندوقوں کو ٹھیک کرتے ہیں اور جب دہلیز پر پہنچ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے زبان ندا آئی گی کہ گواہ رہو اے فرشتو جو زمین وآسمان میں ہو کہ: انی غفرت لہ ولابویہ۔ کہ میں نے اس کو اور اس کے والدین کو بخش دیا۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب مؤمن مؤمن کی زیارت کے لئے روانہ ہو جائے فرشتے کہتے ہیں کہ یا اللہ یہ شخص جس کی زیارت کرتا ہے وہ مرد فقیہ اور پارسا ہے اور یہ شخص گناہوں میں ملوث ہے پس کیا کروں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہو گا کہ اس سے گناہوں کو دور کر دو اور ان گناہوں کو دوزخ میں ڈال دو پھر وہ کہیں گے کہ وہ عالم تعلقات دنیاوی میں درماندہ ہے حکم ہو گا کہ اس کے گناہوں کو بھی دور کر دو اور دوزخ میں ان گناہوں کو ڈال دو کہ یہ دونوں بھائی گناہوں سے پاک ہو جائیں اور زیارت کرنے والا زمین میں جائے گا تو سات زمینیں اس کے اعمال میں رکھے جائیں گے۔

چنانچہ کہا گیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک ظالم تھا کہ اس نے ننانوے آدمیوں کو قتل کیا تھا ایک دن وہ ایک بڑے زاہد کے پاس گیا اسے کہا کہ میں بہت بڑا گناہ گار ہوں کہ میں نے ننانوے آدمیوں کو قتل کیا ہے اگر میں توبہ کروں تو کیا اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول کرے گا یا نہیں قبول کرے گا۔ پس زاہد

نے کہا کہ مجھ سے دور ہو جاؤ کہ آپ کی وجہ سے مجھ پر عذاب نازل نہ ہو جائے اس نے اپنا تیغ نکال کر اسے بھی مار ڈالا اس کے بعد ایک بڑے عالم کے پاس گیا اس کو کہنے لگا کہ میں نے سو آدمیوں کو مارا ہے ان میں ایک فلاں زاہد بھی ہے اگر میں توبہ کروں تو کیا کوئی گنجائش صلاحیت کا ہو سکتا ہے عالم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی توبہ قبول کرے گا تو پھر وہ وہاں سے رخصت ہوا۔

آگے واقعہ یہ ہے کہ جب یہ شخص آگے گیا تو راستے میں وہ مر گیا ادھر ایک کتبہ پر لکھا ہوا تھا کہ اس شخص کے مرنے کے وقت عذاب والے فرشتے اور رحمت والے فرشتوں کے درمیان جھگڑا ہوا عذاب والے نے کہا کہ اس کی روح میں قبض کروں گا اور رحمت والے فرشتے نہ کہا کہ میں قبض کروں گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ زمین کو ناپو اگر وہ زمین جو عالم کی طرف سے زیادہ ہو تو رحمت کے فرشتے اس کی روح کو قبض کریں اور اگر دوسری زمین زیادہ ہو تو پھر عذاب والے فرشتے اس کی روح کو قبض کریں جب زمین کو ناپا گیا تو عالم کی طرف والی زمین زیادہ تھی پس اس شخص کی روح رحمت والا فرشتے نے قبض کیا یہ برکت اس عالم نیک شخص کی وجہ سے تھی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مالک بن دینار کا ایک دہری کے ساتھ جھگڑا ہوا جہال لوگ آئے اور انہوں نے دونوں کے ہاتھوں کو باندھ لیا اور ان کے لئے آگ روشن کی اور دونوں کو اس میں ڈال دیا بعد میں جب دیکھا تو دونوں آگ میں سلامت ہیں مالک بن دینار حیران ہوا اس نے اللہ تعالیٰ کے دربار میں مناجات کی کہ یا اللہ اس میں کیا راز ہے اللہ تعالیٰ کی طرف غیب سے آواز آئی کہ یہ شخص میں نے تیری وجہ سے سلامت رکھا اگر یہ تنہا ہوتا تو پھر یہ جلا ہوتا تو دوستی اور تعلق دوستان حق کے ساتھ کا بدلہ یہ ملتاہے جو تم نے ملاحظہ کیا۔

قطب الاقطاب معین الحق والدین نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ میں ایک دفعہ اپنے پیر ومرشد خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ خدمت سفر میں تھا تو پیر ومرشد خواجہ کے منہ مبارک سے نکلا کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ اگر دو آدمی کسی جگہ سفر کرتے ہیں تو ایک کو بادشاہ بنائیں اور دوسرا اس کا رعایہ بنے لیکن وہ خلاف اہل سنت وجماعت کا نہ ہو۔ تو میں نے لوٹا اور مصلیٰ کو پکڑ لیا اور اس کے سر پر چھتری سایہ کے لئے اوپر اس کے سر پر پکڑی جب رات ہوئی تو اس کو نیند آئی اور وہ سو گیا صبح تک وہ اس حال میں کھڑا تھا پوچھا کیوں کھڑے ہو تو اس نے جواب دیا کہ جب تمہیں بادشاہ بنایا تھا خدمت بادشاہ کی کرنی چاہئے پیر ومرشد نے میری طرف نگاہ کی اور میں منزل مقصود کو پہنچا۔

اے عزیز دوستی کرنا بدوستان حق کے ساتھ ثواب ہے اور دشمنی کرنا بد دشمنان حق درجات کے بلندی کے لئے ہیں۔ اور اگر دشمنی ہاتھ سے نہ ہو تو دل سے ہونی چاہئے۔ مفتاح الجنان میں لکھا ہے کہ ایک فاجر وظاہم وفاسق شخص تھا کہ اس نے اپنی عمر میں نیک کام نہیں کیا تھا بغیر گناہوں کے اور پھر اس کو ایک کتاب میں لکھتا اور جمع کرتا کہ میں نے اتنے خون کئے اور اتنے بار میں نے شراب پیا اور اتنے بار میں نے یہ یہ گناہ کئے۔ ایک دفعہ وہ شراب پینے کے لئے بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی اس کے پاس آیا اس نے اسے کہا کہ آؤ شراب پیو اس نے ساغر کی طرف اس کو ہاتھ میں پکڑا اور کہا یا شاہ تو فاجر کو پتہ چلا کہ یہ شخص رافضی ہے اس شخص کو مارا پھر وہ گیا اور اپنے دفتر میں لکھا کہ میں نے نادانستہ اس کو قتل کیا جب کتاب کھولی تو کیا دیکھا کہ کتاب میں جہاں زنا وشراب اور قتل لکھا تھا وہ لکھا گیا تھا کہ اس نے اتنے غلاموں کو آزاد کئے ہیں اور اتنے بھوکے لوگوں کو کھانے دیئے ہیں تو اس کے جملہ برائیاں اس دشمن حق کے دشمنی کی وجہ سے نیکی میں تبدیل ہوئیں تھیں۔

ایک کتاب میں میں نے پڑھا کہ ایک وقت تھا کہ نہ آسمان تھا اور نہ زمین نہ عرش اور نہ لوح اور نہ قلم تھا کہ دل نے جان سے پوچھا کہ پہلا کام کیا ہے اور آخری کام کونسا ہے اور کام کا پھل کیا ہے۔ اس نے کہا کہ پہلا فنا ہے اور آخر بقاء ہے اور کام کا پھل وفا ہے۔ پوچھا کہ فناء کیا ہے اور بقاء کیا ہے اور وفاء کیا ہے کہا کہ فناء یہ ہے کہ خودی سے نکل جائے اور بقاء سے پیوست ہو جائے اور وفاء دوستوں کی خدمت سے وابستہ کیا گیا ہے۔ اگر سوال کرنے والا کہے کہ جب کچھ نہ تھا تو دل وجان کہاں سے آیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جان مفیض ہے کہ اس کو فیض اقدس ووحدت و حقیقت محمدی اور قبلہ واحد کہا جاتا ہے اور دل اسماء اللہ کہ ہر ایک بحسب استعداد اپنا اثر وجود میں پایا گویا کہ ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ ارادہ حق بایجاد حق خلق مقصود بھی یہی ہے ورنہ خلق وجود میں نہ آتے۔

محاضرہ دوم: جان اسماء اللہ اور دل اعیان ثبتہ ہے کہ علم نور اور شہود سے آئے۔ کہ گویا حقیقت قبلہ ان موجودات کا ہوا اور یہاں یہ بات ثابت ہے کہ ہمارے پیغمبر کو قبلہ واجد اور موجود کہا جاتا ہے کہ روئے ارادت ان کی وجہ سے ہوئے تو قبلہ واجد کا ہوا اور جب موجودات از طفیل خود آئے تو قبلہ موجود ہوا۔

محاضرہ سوم: جب علم اور نور و شہود سے اعیان ثابتہ معدہ ممکن وجود اس سے ہوئے عیان کو جان کہا جاتا ہے اور جب بصورت خانہ وحدت میں ہر اسماء تجلہ فاضلہ ہوا کہ چنین وچنان کرنا اس کو بکنہ ارواح سراجی اور دل کہا جاتا ہے۔

محاضرہ چہارم: جب در محل کن میں یہ کام موجود ہوئے تو ہر اسم اپنے کے پیچھے ہوتا ہے اور استعداد کے مطابق تمام ذرات ظہور میں آئے۔ اور کن کو حقیقت کیانی کہا جاتا ہے اور جان ان کو کہا جاتا ہے اور موجودات ظہوری کہ اس کو ہیولیٰ اور عرش کل اور عقل کل کہا جاتا ہے اور دل تو وہ ہے۔

محاضرہ پنجم: جملہ ممکن اور ظہورات جب قبضہ الوہیت میں قید اور مغلوب اور مقہور ہے پس حقیقت کی روسے اثر قطع نظر کرنا چاہئے پس موثر کو چاہئے پس موثر کو جان اور اثر کو دل جانا چاہئے کہ الالہ الخلق والامر اس کے لئے خلق اور امر ہے۔ خلق جیسے کثیف اشیاء اور امر جیسی روح اور ملکوت تمام اس کے لئے ہے تم درمیان میں نہ رہو۔

اے عزیز پس یہ راستہ بہت باریک ہے اور انابت کا خون بہانا ہے پس اس کی تابع داری کرنا چاہئے اور اس کی خدمت میں اپنے آپ کو اس کے سپرد کرو اور اس نے خود کو حق کے سپرد کیا ہو اور لباس شریعت میں خود اس طرح پوشیدہ کیا ہو کہ کوئی بھی اس کے حال سے خبر نہ ہو اگرچہ منصور مشہور تھا اور وہ پوشیدہ ہو تا کہ مقصود تک پہنچے چنانچہ چیونٹی خود کعبہ تک نہیں پہنچی جب کہ کبوتر کے پر سے پیوست نہ ہوئی۔

رباعی:

تو بدیں رفتن بمنزل کے رسی	تو بدی جستن بحاصل کے رسی
پس گرانی جانی وبس اشتر دلی	باسبک روحان بدین دل کے رسی

تم اس منزل سے کس طرح پہنچو گے تم اس کوشش سے کیا حاصل کرو گے پس جان کی گرانی اور بس دل کے اونٹ اور سست رواں سے اس دل سے کس طرح پہنچو گے۔

جب تم عین الیقین اور حقیقت کو نظر کرئے تو الوہیت واحد زیادہ نہیں ہے اختلاف خاصیت موجودات کے اور ان کے استعداد سے تو تعدد اسماء کے ہوئے اس وجہ سے اللہ کو ذات جملہ اسماء کہا جاتا ہے کہ ذات صفات سے ممتاز نہیں ہے اور جب صفات قدیم ایجاد ممکنات کیا نام کی وجہ سے اور

تعدد اسماء کو اول اور غیر ذات کہا جاتا ہے تو جب وہی ذات ہے جو کہ مراتب کے ساتھ تنزل فرمایا ہے۔اور اطوار سبعہ اور تکثیرات مختلفہ میں ظہور ہو چکا ہے صفات کو عین ذات بھی کہا جاتا ہے۔

جیسا کہ یہ قول شاعر کا ہے:

بروح خود است فتنہ نقاش
کس نیست درمیان تو خوش باش

روح میں خود ہے فتنہ نقاش کوئی نہیں ہے درمیان میں تم خوش رہو۔

جان گیا وہ جو جان گیا پس سوال دل روح سے جو ہر مراتب کا اقتضاء کرتا ہے اور تنزلات خویش اور جان جس کے متعلق سوال کیا گیا ہے فیض اقدس کے کہ ہر مرتبہ میں نزول اور ظہور ہوا پس سائل اور مسئول واحد سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔

چنانچہ اس شخص کا دل تمام ضمیر ہے اور مراتب ارواح سے ہے اس طرح مراتب اسماء کو دل سراجی اور کنہ حقائق کیانی وغیرہ ذالک ثابت ہے کلام صوفیہ سے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ مسائل وحدت سے ہیں کہ اس کو ابوالارواح اور برزخ کبریٰ اور حقیقت محمدی کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الذاریات ٥٦)

اور میں نے جن اور آدمی اتنے اس ہی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔

ای لیعرفون کہ مجھے پہچانے یہ اس مطلب کا راز ہے۔اور تمام متابعت ہدایت ہے اور تمام افتراء خود گمراہی کا منہ ہے اور یہ میں نے اپنے محقق مرشد سے سنے ہیں۔

طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ۔

میں نے سنا ہے کہ دریائے عمان میں ایک کشتی ٹوٹ گئی اور دس آدمی ایک تختہ پر رہ گئے انہوں نے شور مچایا کہ یاخواجہ حضرت خضر علیہ السلام ہم فریاد رس ہیں حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور پانی پر چلنا شروع کیا وہ حضرت خضر علیہ السلام کا نام لیتے اور حضرت خضر علیہ السلام اللہ کا نام لے لیتا پھر انہوں نے سوچا کہ ہم کیوں اللہ تعالیٰ کا نام لینا شروع نہ کرے تو وہ ڈوبنے لگے پھر انہوں نے حضرت خضر علیہ السلام کا نام پھر شروع کیا تو پھر وہ ڈوبنے سے بچ گیا حضرت خضر علیہ السام نے فرمایا کہ تم اب اس درگاہ تک نہ پہنچے ہو تم میرا نام لو اور میں اللہ تعالیٰ کا نام لوں گا۔

حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ اتنے علم و فضل کو کس سبب سے پہنچے آپ نے فرمایا کہ جو میں جانتا تو اس کو عام و خواص کو بتایا میں نے اس میں بخل نہ کیا اور جو میں نہیں جانتا اس کے جاننے میں شرم نہ کی اگرچہ ایک مسئلہ کیوں نہ تھا۔

کیونکہ حضور ﷺ کا فرمان ہے:

لیس من اخلاق المؤمن التملق الا فی طلب العلم۔

مؤمن کا یہ اخلاق نہیں کہ چاپلوسی سے کام لے سوا علم کے مطلب میں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کسی بیابان میں جا رہے تھے ایک چرواہے کو دیکھا آپ نے اسے پوچھا کہ تم علم کا طلب کیوں نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہو جائے چرواہے نے کہا کہ میں نے علم کے پانچ مسائل سیکھے ہیں اور پانچ آپ سکھا دیں تو یہ دس مسائل ہو جائیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اپنے پانچ مسائل پہلے سناؤ چرواہے نے کہا کہ پہلا مسئلہ یہ ہے کہ حلال اچھا ہے اور حرام برا میں حلال کھاتا ہوں اور حرام سے بچتا ہوں دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ سچ اچھا ہے اور جھوٹ برا میں سچ کہتا ہوں اور جھوٹ نہیں بولتا تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ اطاعت اچھا ہے اور معصیت برا میں اطاعت کرتا ہوں اور معصیت سے اجتناب کرتا ہوں چوتھا مسئلہ یہ ہے

جب میں اپنا عیب رکھتا ہوں تو دوسروں کو عیب دار نہیں کہتا پانچواں مسئلہ یہ ہے کہ تعلق خدا سے ضروری ہے اور مخلوق کے ساتھ نہیں پس میں اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہوں اور مخلوق کے ساتھ نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ علم اولین والآخرین یہی ہے کہ تمہارے اور ہمارے اور تمام مخلوق کے لئے پورا ہے کہ ان مسائل پر عمل کرے پس اور مسائل سیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ سیکھنا عمل کے لئے ہے اور عمل سے عزت دنیا اور شرف عقبیٰ حاصل ہوتا ہے کیا خوب فرمایا ہے جس نے یہ فرمایا۔

بیت:

چوں کسب علم کردی در عمل کوش
کہ علم بے عمل زہریست اے نوش

جب تم نے کسب علم کیا تو عمل میں کوشش کر کہ علم بے عمل یہ زہر ہے اس کو مت نوش کرو۔

تیسری فصل
وضو کے بیان میں

جان لو کہ وضو چار اقسام ہیں ایک وضو ظاہر دوسرا وضو باطن اور وضو فرض اور وضو مستحب ہے۔

سمجھنا چاہئے کہ وضو واؤ کے پیش سے مشتق ہے وضاءت سے اور یہ پاکی کو کہا جاتا ہے اور وضو زبر سے یعنی واؤ کا زبر کا معنی ہے پانی اور وضو جس کے واؤ اور ہمزہ دونوں کا زبر لیا جائے تو روشنائی کو کہا جاتا ہے اور اصطلاح وضو میں تین اعضاء کا دھونا اور سر کا مسح کرنا کو کہا جاتا ہے جب ظاہر کے لئے پاک ہونا شرط ہے تو باطن کو بھی منور اور روشن کرنا چاہئے کہ ظاہری وضو اصل میں باطنی وضو ہے۔ چنانچہ حسد و کینہ وحقہ و عجب وریا سے خلاصی پاؤ۔ کیا خوب کہا ہے جس نے یہ کہا۔

بیت:

چوں بیاری طہارت ظاہر　　　باطنت نیز حق کند طاہر

جب تم ظاہری پاکی لاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہارا باطن بھی پاک کرے گا۔

یہ بھی نقل ہے کہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا بیٹھی تھی اس وقت کے بادشاہ نے چراغ لوگوں کو دینا شروع کیا حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے پاس کپڑے کا ٹکرا تھا آپ نے وہ چراغ اس کپڑے میں باندھ لیا تو آپ کی باطنی صفائی قلب مجروح ہوئی اور آپ سے وہ روشنائی سلب ہوئی پھر آپ نے سوچا کہ مجھ سے ایسی کونسی غلطی ہوئی ہے کہ جس کی وجہ سے میرا یہ حال ہوا پھر کافی مدت کے بعد جب آپ کا ضمیر روشن ہوا تو پتہ چلا کہ یہ اس چراغ کی وجہ سے یہ حالت ہوئی تھی تب آپ اٹھی اور اس کپڑے سے وہ تار نکالی جب وہ کپڑا چراغ سے الگ ہوا تب آپ کے سلب شدہ حالت پھر واپس ہوئی کیونکہ وہ چراغ نا جائز تھا۔ یہاں یہ بھی ذکر ہے کہ ستر بزرگوں نے پوچھا کہ بمشعلہ بادشاہان کچھ دیا ہے یا نہ فرمایا تم کیا کہتے ہو کہ ان احوال اولیاء اور متقی لوگوں کی خبر پوچھتے ہو اس نے کہا کہ میں بشر حافی کی بہن ہوں اس نے کہا کہ پھر تم سے پوچھتا ہوں کہ حضور انور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ بی بی فاطمۃ الزہرا کو فرمانے لگے کہ اپنے اچھے خوشبو رکھنا چاہتی ہو فاطمۃ الزہرا نے عرض کیا کہ کس چیز سے آپ نے فرمایا کہ وضو سے کہ اس کی خوشبو عرش تک پہنچتی ہے اور خوشبو مجازی اگر کوئی عورت لگائے اور اس کی بو اپنے شوہر کے علاوہ کسی دوسرے غیر آدمی تک پہنچے تو زنا کا عذاب اس کے اعمال نامہ میں لکھا جاتا ہے۔ رنگ اور ریشم اور سونا یہ عورتوں کے لئے ہے اور خوشبو مردوں کے لئے ہے اور سرمہ دونوں کے لئے سنت ہیں۔

حضرت شیخ نجم الدین کبری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید تھا اس نے وضو کیا اور اپنے عبادت خانہ میں چلا گیا پھر واپس نکلا اور یہ کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا شیخ نے فرمایا کہ تم غلط کہتے ہو اس لئے کہ یہ وضو کا نور تھا جو تم نے مشاہدہ کیا اور وضو سے سلام تک بہتر نور ہیں جو سالکوں کو دکھائے دیتے ہیں۔

پس جب ایک انسان حاجت انسانی کے لئے جائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ بیت الخلاء کے جانے سے پہلے بایاں پاؤں رکھے اور یہ کہے:

اعوذ باللہ من کل رجس و نجس و من شر خبث الخبث و من شر الشیطان الرجیم و من شر کل افۃ وعاھۃ وحیۃ وعقارب۔

میں پناہ مانگتا ہوں ہر پلیدی اور نجس سے اور خبث الخبث کے شر سے اور شیطان رجیم کے شر سے اور ہر آفت کے شر سے اور آفت وبلا اور سانپ اور بچھو کے شر سے۔

جب قضائے حاجت کے لئے بیٹھ جائے تو منہ اس طرف کرو کہ بائیں طرف قبلہ ہو کیونکہ قبلہ کی طرف پشت کرنا مکروہ ہے اور ہندوستان کی طرف بھی مکروہ ہے اس لئے کہ حضرت بابا آدم علیہ السلام ہندوستان میں ہیں اور اپنے آپ کو زیادہ برہنہ نہ کرے اور بائیں پاؤں پر زور دو اور آہستہ پیشاب شروع کرو تاکہ اس کو چھینٹے نہ پہنچے اگر پشت ہو جائے برداشت کے بغیر تو پھر کوئی حرج نہیں ہے تاکہ خلاف ہندوستانی لوگوں کے ہو اور جب کھڑے ہو جائیں تو پہلے دایاں پاؤں کو اٹھادو اور کہو:

الحمدللہ الذی اخرج عنی مایؤذینی و امسکنی بماینفعنی۔

تعریف ہے اس اللہ کی ذات کے لئے کہ جو چیز مجھے تکلیف دیتی تھی وہ مجھ سے نکالی اور چھوڑ دی جو مجھے فائدہ دیتی۔

پھر تین بار کہے:

غفرانک ربنا والیک المصیر۔

اے میرے رب مجھے بخش دو اور تیری طرف لوٹنا ہے۔

بیت الخلاء سے جب قضائے حاجت سے اٹھنے کے وقت پہلے پتھر یا ڈھیلوں سے اپنا اندام مخصوص کو یہاں تک صاف کرے کہ دل مانے اور اگر پانی اور اس کے درمیان کوئی فاصلہ ہو تو پھر تیمم کرے اگرچہ فاصلہ کم کیوں نہ ہو حضور انور ﷺ نے ایک دفعہ پیشاب کیا جب اٹھنے لگا تو تیمم کیا تو یاران نے پوچھا کہ یارسول اللہ پانی تو نزدیک ہے آپ نے فرمایا کہ موت اس سے زیادہ نزدیک ہے۔

استنجاء کے نو اقسام ہیں ان میں سے چار فرض ہیں اور وہ یہ ہے کہ مقعد سے نجاست اگر درم شرعی سے تجاوز کرے۔

دوسری قسم جنابت کے لئے ہے۔

تیسری قسم حیض کے لئے۔

اور چوتھی قسم نفاس کے لئے۔

ان نو میں سے ایک واجب ہے وہ یہ کہ نجاست ایک درم شرعی کے برابر ہو۔

اور چھٹی قسم سنت ہے وہ ایک ہے یعنی نجاست ایک درم شرعی سے کم ہو۔

ساتویں قسم مستحب ہے اور وہ پیشاب ہے۔

اور اس میں احتیاط یہ ہے کہ جب نجاست اونٹ کی مینگی کی طرح خشک نکل جائے اور مقعد کو نجاست نہ پہنچے۔

آٹھویں قسم بدعت کی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس سے باد خارج ہو یا خشک کیڑا نکل جائے۔ تو جو اندام مخصوص ہے اس مقام کو دھونا چاہیئے اور باقی پتھر یا مٹی کا ڈھیلہ یا پرانا کپڑا بھی کافی ہے چنانچہ

بعض عوام کہتے ہیں کہ تین پتھروں یا ڈھیلوں سے استنجاء کرنا سنت ہے یہ غلط ہے اس لئے کہ یہ مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ستر ہزار جنوں کے سردار آئے تھے کہ حضور انور ﷺ سے بیعت کریں تو حضور ﷺ حاجت انسانی کے لئے گئے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پتھر طلب کیا تو اس نے دو پتھر اور ایک سرگین دے دیا حضور ﷺ نے سرگین کو پھینک دیا۔ اس سے حضرت امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر استنجاء میں تین عدد سنت ہوتا تو حضور ﷺ تیسرے پتھر کو طلب کرتے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ سنت نہ ہوتے تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تین نہ دیتے تھے۔ متاخرین اس کے قائل ہیں کہ اس زمانہ میں پانی سے استنجاء کرنا چاہئے اس لئے کہ دیانت مردوں سے کم رہ گیا ہے۔ اور زاہدوں سے بھی تقوی کم ہوا ہے عوام کی مثال تو مویشیوں جیسی ہے۔ پس استنجاء اتنا ضروری ہے کہ اس کا دل گواہی دے کہ پاک ہوا ہے۔ اور بعض عوام میں تو وسوسہ کی بیماری ہوتی ہے اور پانی کو بے دریغ ضائع کرتے ہیں یہ غلط ہے اور بعض معتبر کتابوں میں سات بار سے زیادہ استعمال کی اجازت نہیں۔ اگر ہاتھ کو دیوار یا زمین پر مل دے تا کہ اس کا بو زائل ہو جائے یہ بھی استبراء ہے اور استنجاء ہڈیوں کے ساتھ یا لکڑی اور روئی نیا جامہ اور دایاں ہاتھ سے کرنا مکروہ ہے اور دوسرے کے حق سے بھی استنجاء نہیں کرنا چاہئے چنانچہ کسی کی دیوار ہو وہاں سے تم مٹی کو کریدتے ہو یا ڈھیلہ اس کی دیوار سے مت نکالو اور اگر کسی کی زمین ہو اور تم نے اس سے ڈھیلہ لیا تو استنجاء کے بعد دوبارہ وہاں اس زمین میں واپس ڈال دو۔ یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مذہب کے پھیلانے کی خاطر فرماتے کہ اگر میں امام اعظم کے زمانہ میں ہوتا تو اس

کو اس مسئلہ میں ملزم ٹھہراتا تو خواب میں سراج المؤمنین اس کو آئے اور فرمانے لگے کہ پہلا مسئلہ میرا یہ ہے: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ الزام اس کو دو جب وہ خواب سے بیدار ہوئے اس کے بعد فرمایا کہ علم کے دس حصے ہیں نو حصے حضرت امام اعظم کے حصہ میں تھے اور ایک حصہ ہمارے تمام کے لئے ہے۔ اور وہاں سے یمن اور روم و شام کی طرف سیر کرتے اور زیادہ لوگوں کو اپنے مذہب میں پیرو کار بنایا یہاں تک کہ جب وہ بلخ میں پہنچے سمرقند کے ایک عالم جو اپنے گھر میں موجود نہ تھا امام شافعی خود ایک روز کے راہ سے واپس ہو کر ان کے شاگردوں سے ملا اور مسئلہ سواری کا ان کے شاگردوں سے پوچھا انہوں نے چودہ اقسام سے اس مسئلہ کو حل کیا اور جواب دیا اور ان میں سے سات قسم کو لوگ سمجھتے تھے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ سخت مشکل قسم کا جواب سنا تو وہاں سے واپس لوٹے اور روم کی طرف روانہ ہوئے جب حضرت امام صاحب کے شاگرد گھر کو واپس تشریف لائے اور یہ واقعہ دوبارہ شاگردوں نے سنایا تو اس نے فرمایا کہ کل قیامت میں امام اعظم کا جواب میں کس طرح دوں گا کہ تمام اہل مذہب کو اس نے اپنے مذہب میں لایا اور مجھے ضروری ہے کہ اس کے پیچھے میں چلوں جب امام کے شاگرد روانہ ہوئے منزل بمنزل جاتا رہتا یہاں تک کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ایک منزل اور زیادہ دور گئے تھے تو جب امام صاحب کے شاگرد باہر حصار روم کو پہنچا تو امام شافعی شہر میں داخل ہوا اس رات امام شافعی نے مناجات میں کہا کہ اے الٰہی مجھے دار فناء سے دار بقاء کو رحلت فرمایا اس وقت آپ نے جان دے دی۔ جب صبح امام صاحب کے شاگرد دروازہ میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ تابوت شریف اس کے سامنے لایا تو اس تابوت میں امام شافعی ہیں اس نے نیا وضو بنایا اور دو رکعت نماز پڑھی اور سر سجود میں رکھا اور کہا کہ اس کو بھی رحمت حق سے تسلیم کیا اور یا الٰہی مجھے بھی دار فناء سے بدار بقاء رحلت فرمایا تاکہ میں امام سے مباحثہ کروں اس نے بھی جان دے دی۔ حضرت

امام صاحب کے شاگرد نے اس سفر میں دو اونٹ ڈھیلوں کے زمین سبیل سے بار کتے تھے اور وہ اور ان کے شاگرد اور یہ فقیر بھی جب سیر کو جاتے ڈھیلے اپنے سات لے جاتے اور استنجاء کی جگہ میں وہ باتیں نہ کرے یہ مکروہ ہے کہ اس جگہ میں باتیں کرے۔ اور اپنے آپ کو برہنہ کرنے سے پہلے اس دعا کو پڑھنا چاہیئے:

اللّٰهم احفظ فرجي وبشر من النار و الزنا و الحرام الله العظيم و الحمد لله على دين الاسلام الاسلام حق و الكفر باطل۔

جب استنجاء سے فارغ ہو جائے تو پاک جگہ چلے جائے کہ حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی پاک جگہ میں وضو اور غسل کرے تو وہ جگہ اس آدمی کو قیامت تک طلب کرے گی۔ اور اس کی شفاعت کرے گی۔ قبلہ کی طرف سر برہنہ بیٹھے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ حالت وضو میں سر برہنہ کرنا نزول رحمت کے لئے ہے اور دل کو حاضر رکھو چنانچہ معیت اور مشیت وہ مشتمل تمام حرکت اور سکون سے ہو بلکہ اپنے آپ کو درمیان میں نہ دیکھے اور حضوریت یہ کہے:

بسم الله العظيم و الحمد لله على دين الاسلام نويت ان اتوضأ تقربا للصلوة فرض الله تعالى۔

پس لوٹے کو بائیں ہاتھ سے پکڑے اور تین بار دائیں ہاتھ پر ڈال دو پھر دائیں ہاتھ سے تین بار بائیں ہاتھ پر ڈال دو کہ یہ طریقہ مسنون ہے اور حضوریت سے وضو کرنا چاہیئے چنانچہ حضرت امام زین العابدین علی اصغر رضی اللہ عنہ جب وضو کے لئے اٹھتے تو ان کا رنگ اور بال تبدیل ہوتے ان سے پوچھا گیا یا امیر یہ کیوں ایسا ہوتا ہے آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ کس دربار میں حاضر ہوتا ہوں۔

جب پانی منہ میں ڈالے تو یہ کہے: **اللّٰهم نقّ جسدی و نغمض به ذنوبی و بیض و جهی کما بیضت**

اسنانی۔ یااللہ میرا بدن صاف کردو اور میرے گناہوں کو ڈھانپ دو اور میرا چہرہ سفید کرو جس طرح میرے دانت سفید ہیں۔

مسواک تلخ درخت جیسا کہ توت کا درخت ہے یا کیکر کا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جنت کو بشاخچہ اراک سے خریدا جائے گا اور مراد شاخچہ سے مسواک ہے۔ اور مسواک کا طول ایک بالشت ہونا چاہئے اور اگر ایک بالشت سے زیادہ تو پھر شیطان اس پر سوار ہوتا ہے اور موٹائی بمقدار چھوٹی انگلی کی ہونی چاہئے اور طول موٹائی سے کم نہیں ہونی چاہئے اور مسواک کرتے وقت خنصرہ اور انگوٹھا کی انگلی سے پکڑے اور تین انگلیوں کے برابر ہو اور منہ کا مسواک کرے پہلا دائیں طرف اوپر جبڑہ کے دانتوں پھر نیچے جبڑہ کے دانتوں کا مسواک کرے پھر بائیں جانب جبڑوں کے اوپر اور نیچے دانتوں کا مسواک کرے۔ جب مسواک کرتے ہو تو پہلے اس کو دھوڈالو تا کہ گرد وغبار سے صاف ہو دانت کے عرض سے مسواک کرے اور طول سے نہیں اور اگر منہ زخمی ہو تو اس سے ناسور بھی ہو سکتا ہے احتیاط کرنی چاہئے مسواک کو زمین پر مت رکھو کہ دیو وپری کا ڈر ہو سکتا ہے کہ اس کو رخت نہ پہنچائے اور کانوں کے اوپر بھی نہ رکھے کیونکہ یہ قلم کی جگہ ہے اور اس کا سر اوپر کر دے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک دن اصحابِ رسول ﷺ کافروں کا قلعہ سے گرہ لگایا تھا اور کافروں کے جاسوس جاسوسی کر رہے تھے کہ انہوں نے ندی کے کنارے پر مسلمانوں کو دیکھا وہ مسواک کر کے دانتوں کو صاف کر رہے تھے جاسوسوں نے خیال کیا کہ یہ اپنے دانتوں کو تیز کر رہے ہیں اور پھر اس کے ذریعہ جنگ کرتے ہیں جاسوس گئے اور یہ واقعہ اپنے اکابرین کو سنایا اور وہ تمام وہاں سے بھاگ گئے یہ مسواک کی برکت تھی۔

شعر:

ثلاث لیس فیه اشتراک النساء و المشاط و السواک

تین چیزیں ہیں اس میں ان کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے ایک عورت دوسری چیز شانہ اور تیسری چیز مسواک ہے۔

جب مسواک کرتے ہو تو پہلے منہ میں پانی ڈالو پھر مسواک کرو کیونکہ خشک منہ میں مسواک کرنا بدعت ہے۔ یہ وضو کے لئے چاہئے اور بغیر وضو کے مسواک کا استعمال نہیں چاہئے تو مسواک کرنے سے ایک رکعت کا ثواب پچھتر رکعات کے ثواب حاصل ہوتا ہے جو بغیر مسواک سے ہو۔

مسواک کرنا سنت ہے مرد اور عورت دونوں کے لئے یہ مسئلہ صلوٰت ما چینی میں ذکر ہے اور صلوۃ مسعودی میں ہے کہ عورتوں کے لئے کندر جس کا نام مصطکی ہے سے کرنی چاہئے یہ مسواک کا قائم ومقام ہے اور پانچوں اوقات میں مسواک کرنا چاہئے اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ رمضان شریف میں ظہر اور عصر کے وقت استمال نہیں کرنا چاہئے اس لئے کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے: ریح فم الصائم اطیب من المسک۔ روزہ دار کے منہ کا بو مشک کے بو سے زیادہ خوشبو دار ہے اللہ کے نزدیک۔ جب تمسواک کروگے تو یہ بو منہ سے جائے گا۔ اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک رمضان میں پانچوں وقت استمال چاہئے۔ اس لئے کہ جب روزہ دار کے منہ کا بو اللہ تعالیٰ کو اتنا پیارا ہے تو اگر منہ خوشبو دار ہو تو اس سے زیادہ فضیلت ہوگی۔

سنا گیا ہے کہ مسواک انبیاء علیہم السلام زیتون کے درخت کا تھا اور اگر مسواک نہ ہو تو شہادت والی انگلی مسواک کا قائم مقام ہو سکتی ہے۔ جب دو یا تین بار منہ میں پانی ڈالے تو پھر غرغرہ کرنا چاہئے اور جب پانی ناک میں ڈالے تو یہ دعا پڑھے: اللّٰھم ارحنی من ارواح الجنۃ وارزقنی من نعمتھا۔ یا اللہ مجھے جنت کے خوشبو سنگھاؤ اور مجھے ان کی نعمتیں نصیب فرما۔ اور پانی ناک میں دائیں ہاتھ سے

ڈلے اور بائیں ہاتھ سے صاف کرے اور اس کے عکس کرنا مکروہ ہے۔ اور مبالغہ استنشاق میں اس طرح کرے کہ پانی اوپر ناک نرمہ تک پہنچ سکے اور جب مضمضہ کرتے ہو تو پھر غرغرہ کرو اور مضمضہ کرنا سنت ہے غسل اور وضو دونوں میں یہ غرغرہ وہ کر سکتا ہے جو روزہ دار نہ ہو۔ اس کے بعد چہرہ پر پانی ڈالو اور اس کا حصہ جس کا دھونا فرض ہے وہ پیشانی کے بالوں سے نیچے زانوں تک ہے اور نرمہ گوش سے دوسرے نرمہ گوش تک کا تمام حصہ ہے۔ پیشانی وہ ہے جس میں بال نہیں اگتے اور پرجچاں سر کے بال شروع ہوتے ہیں وہاں سے انکھوں تک یہ تمام حصہ پیشانی کا ہے۔ اور جس کی داڑھی ہو تو اس پر پانی ڈلنے سے اگر داڑھی گھنی نہ ہو تو پوست تک پانی پہنچانا ضروری ہے اور اگر داڑھی گھنی ہو تو پھر اوپر کا حصہ جو بالوں کا ہو اس پر پانی ڈالنا چاہئے اس کے پوست تک پانی پہنچانا دشوار ہوتا ہے اس کا دھونا ساقط ہو جاتا ہے۔ اور سفیدی جو بالوں اور گوشت کے درمیان ہے اس کا دھونا بھی فرض ہے بقول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور بعض بدعتی لوگ جو ذقن سے نیچے بال کٹواتے ہیں تو اگر اس کے نیچے پانی نہ پہنچایا تو جب وہ جگہ خشک رہ گیا پھر اس سے نماز پڑھنا کفر ہے اس لئے کہ جس حصہ کا دھونا فرض تھا اس نے اس پورے حصے کو نہیں دھویا اور اگر کسی سے ایک بال بدن میں غسل کرتے وقت خشک رہ جائے یا وضو میں کیونکہ بغیر وضو یا غسل کے نماز پڑھنا کفر ہے اور سر کا مسح فرض ہے وہ بمقدار ناصیہ ہے جو ہاتھ کے چار انگلیوں کے مقدار میں مسح کیا جائے تو مسح کا فرض ادا ہوا۔ اور جب چہرہ پر پانی ڈالے تو یہ دعا پڑھے:

اللّٰھم تبیض وجھی بنورک یوم تبیض وجوہ اولیائک ولا تسود وجھی یوم سوّد وجوہ اعدائک۔ اللّٰھم بیض وجھی وشرح قلبی وصدری وطھر قلبی۔

یا اللہ میرے چہرے کو سفید بناؤ اپنے نور سے اس دن جو تمہارے دوستوں کے چہرے نورانی ہوں گے۔ اور میرے چہرے کو کالا نہ کر و اس دن جو تمہارے دشمنوں کے چہرے کالے ہوں گے۔ یا اللہ میرے چہرے کو نورانی کر اور میرے دل اور سینہ کو کھول دے اور میرے دل کو پاک کر دے۔

پانی کو چہرہ پر سختی سے ڈلنا نہیں چاہیئے جب کہ آنکھیں کھلی ہوں اور نہ آنکھوں کو سخت بند کر و یہ مکروہ اور ہاتھ کو کہنیوں تک دھونا ضروری ہے اور اس کا تین بار دھونا سنت ہے کہ کف سے پانی ڈالے کہنیوں تک ہاتھ سے مل دے تا کہ پانی سے کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے۔ اور جب دایاں ہاتھ کہنیوں تک دھوتے ہو تو یہ دعا پڑھو: اللّٰھم اعطینی کتابی بیمینی و حاسبنی حسابا یسرا۔ یا اللہ مجھے دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دو اور میرے ساتھ آسانی سے حساب کرو۔

جب بائیں ہاتھ دھوتے ہو تو یہ دعا پڑھو:

و لا تعطینی کتابی بشمالی و لا من وراء ظھری یوم تدعوا ثبورا و یصلی سعیرا۔

اور مجھے میرا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں نہ دو اور نہ مجھے پشت کی طرف دو اس دن جب لوگ ہلاکت کے لئے بلائے جائیں گے اور جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

تین بار سے زیادہ یا کم ڈالنا مکروہ ہے اعضاء پر اور ایک بار ڈالنا فرض ہے اور تین بار سنت ہے اور اتنا پانی ڈالنا چاہیئے کہ وہ بہہ جائے اعضاء پر۔ اور اگر مسح میں صرف معمولی تر ہو یا مسحہ کی جگہ دھویا جائے تو علماء اس کو مکروہ کہتے ہیں اور بعض متکلمان فرماتے ہیں: ان مرتکب المکروہ لا یستحق حرمان الشفاعۃ۔ بے شک مکروہ کا مرتکب مستحق نہیں کہ وہ شفاعت سے محروم رہ جائے۔ چوتھا فرض وضو میں سر کا مسح ہے تمام سر کا مسح کرنا سنت ہے اور اس کے لئے نیا پانی استعمال کرے اور اگر کوئی جگہ دھوئی ہو اور اس سے پانی باقی رہ گیا ہو تو بھی جائز ہے۔ اور سر کا مسح اس طرح کرنا چاہیئے کہ خنصرہ و بنصرہ انگلی اور درمیان والی انگلی دونوں ہاتھوں کو کھول دو اور یہ چھ انگلیاں ایک دوسرے سے

ملا دو اوپر پیشانی سے سر کے اوپر والے حصہ سے گردن کی طرف لے جاؤ اور ہاتھ کے دونوں کف کو الگ رکھو پھر جب گردن کی طرف واپس پیشانی تک ہاتھوں کو واپس لے آؤ۔ اور سبابہ انگلیوں کو کانوں میں رکھو اور دونوں انگلیوں کو گھماؤ اور گردن کا مسح سر کے مسح کے پانی سے کرنا سنت ہے۔ اور مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیئے:

اللّٰھم احفظ شعری و بشری من النار۔

یا اللہ میرے بالوں اور جلد کو آگ سے محفوظ رکھو۔

اور کانوں کے مسح کے وقت یہ دعا پڑھنا چاہیئے:

اللّٰھم لا تسمعنی غلیان اھل النار۔

یا اللہ مجھے دوزخیوں کے جوش کی آواز مت سناؤ۔

اور وہ چھ انگلیاں جدید پانی سے تر کرو اور گردن پر رکھو اور انگلیون کے پشت اور گردن کے بالوں پر مسح نہ کرو کہ یہ بدعت ہے اس لئے کہ روافض کہتے ہیں کہ سر یا کھوپڑی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ گردن کی طرف پس مسح اس طرح نہیں کرنا چاہیئے اور وہ حلقوم کی طرف مسح کرتے ہیں کہ گردن کے بالوں تک پہنچ جائے اور وضو اور مسح کی نیت کرنا دونوں مستحب ہے۔

اور گردن کے مسح کے وقت یہ دعا پڑھے:

اللّٰھم اعتق رقبتی و رقبۃ آبائی و رقبۃ امۃ محمد من النار و السلاسل و الاغلال۔

یا اللہ میری گردن کو آزاد کر اور میرے والدین کی گردن کو اور تمام امت محمد ﷺ کی گردنوں کو آگ سے اور زنجیروں اور طوق سے۔

اور داڑھی کے مسح اور خلال میں یہ دعا پڑھنی چاہئے:

اللّٰھم ھون علینا سکرات الموت۔

یا اللہ مجھ پر موت کے سکرات آسان فرما۔

اور جو عضو تم دھوتے ہو تو تر بتر دھونا چاہئے اور اگر ایک عضو دھو کر کچھ وقفہ کے بعد دوسرا عضو دھونا چاہو تو پہلا عضو خشک ہو گیا ہو اور یہ مکروہ ہے اور زیادہ وقفہ لگانا سنت کے خلاف ہے۔ اور ترتیب سے وضو کرنا چاہئے جس طرح اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ میں ترتیب سے بیان فرمایا ہے اور اس ترتیب کا خلاف کرنا روافض کا کام ہے کیونکہ وہ پہلے پاؤں کو دھوتے ہیں اور اس کے بعد ہاتھ کو اس کے بعد چہرہ کو اس کے بعد استنجاء کرتے ہیں اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ جب ہم استنجاء کریں تو پھر ان ہاتھ سے کس طرح چہرہ دھوئیں۔

فتاوی سراجی میں نقل ہے کہ اگر استنجاء بھول جائے تو وضو کے بعد استنجاء کرو بغیر اعادہ وضو کے اور اس کو قصداً نہیں کرنا چاہئے اور جب دائیں پاؤں دھوتے ہو تو یہ دعا پڑھنی چاہئے:

اللّٰھم ثبت اقدامی علی الصراط یوم تزل فیہ الاقدام۔

یا اللہ میرے قدموں کو پل صراط پر مضبوط کر واس دن جس میں قدم پھسل جاتے ہیں۔

اور جب بائیں پاؤں کو دھوتے ہو تو یہ دعا پڑھو:

اللّٰھم اجعل سعی سعیا مشکورا ووضوئی مقبولا وتجارتی لم تبورا واجعلنی من التوابین واجعلنی من المطھرین الذین لا خوف علیہ ولا ھم یحزنون۔

یا اللہ میری سعی کو مشکور سعی بنادو اور میرا وضو کو قبولیت کا درجہ دو اور وہ تجارت جس میں خسارہ نہ ہو اور مجھے توبہ کرنے والوں سے بنادو اور مجھے پاک لوگوں سے کر دو جن پر نہ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

ترغیب الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ انگلیوں کا خلال اس طرح کرے خنصرہ انگلی سے جو بائیں ہاتھ کا ہو اور دایاں پاؤں کے انگلی سے شروع کرے اور خنصرہ و بنصرہ کے نیچے سے اوپر کی طرف انگلی کو کھینچے۔ اور ہاتھ کا کف پاؤں کے نیچے رکھو اور سبابہ اور انگوٹھا کے بائیں پاؤں سے شروع کرو خنصرہ و بنصرہ پر ختم کرو۔

کہا گیا ہے کہ حضرت امام اعظم پاؤں کے اوپر طرف سے خلال شروع کرتے جب انہوں نے مسئلہ دیکھا کہ نیچے سے شروع کرنا چاہئے تو بیس سالوں کی نمازوں کو دوبارہ ادا کیا اس طرح کہ چار رکعات والی نماز کے ساتھ چار رکعات ادا کئے اور دو رکعات والی نماز کے ساتھ دو رکعات ادا کئے لیکن شام والی نماز تین کے بجائے وہ ادا میں چار پڑھتے تھے جس طرح نفل پڑھتے ہیں تمام نمازوں میں سورہ فاتحہ ساتھ ملاتے تھے۔

جس بیان کیا گیا ہے کہ منصور حلاج سے ایک دفعہ وضو میں انگلیوں کا خلال رہ گیا تھا تو اسی رات حضور انور ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوا لیکن انہوں نے اس سے منہ مبارک موڑا اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا بات ہے آپ نے فرمایا کہ تم نے میری سنت ترک کی ہے۔

حضرت سلطان الہند سید معین الدین سنجری چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک دفعہ ترک کیا تھا اس نے بھی خواب دیکھا تھا۔

اور جو پانی وضو سے بچ گیا ہو تو یہ دعا اس پر پڑھو:

اللّٰھم اشفنی بشفائک و دوانی بدوائک اعصمی من الامراض و الاوجاع برحمتک یا ارحم الراحمین۔

یااللہ مجھے شفاعنایت کر اپنے شفا سے اور میرے لئے یہ پانی دوابنادے اپنی دوائی سے اور مجھے بچا دے بیماریوں اور دردوں سے اپنی رحمت سے اے ارحم الراحمین۔ ہر اندام کے دھونے کے وقت کلمہ شہادت کو مکرر پڑھو۔

شرح اوراد سید علی ہمدانی میں لکھا ہے کہ ہر اندام کے دھونے کے وقت اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک القادر بار بار پڑھنا چاہئے تو تمام ظاہری اور باطنی دشمنوں سے تمہیں نجات ملے گی اور ان پر تمہاری فتح ہو گی۔ چار پانی کو کھڑا ہو اس کا پینا افضل ہے۔ وضو کا باقی ماندہ پانی اور آب زمزم اور علماء و صلحاء سے بچا ہوا پانی اور وہ پانی جو سقاء مشک میں بازاروں میں پھیرتے ہیں اور جب وضو کا بچا ہوا پانی پیتے ہو تو آسمان کی طرف کھڑے ہو کر پیو اور یہ پڑھو:

اشھدان لاالہ الاانت وحدک لاشریک لک واشھدان محمداعبدک ورسولک۔

اور آسمان کی طرف دیکھے اور یہ دعامانگے کہ یااللہ اس کو رحمت کی نظر سے دیکھو اور وضو کرنے کے دوران باتیں اور سلام منع ہے اگر کسی نے دوران وضو میں یادوران نماز میں یا خطبہ امام میں سلام کیا تو اس سلام کا جواب دینا لازم نہیں ہے اگر کسی نے جواب سلام دیا تو وہ گناہ گار ہو گا۔ اور وضو کے وقت دل کو بھی حاضر رکھے۔

ایک دن حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ وضو کر رہے تھے اور جب پاؤں کو دھو رہے تھے تو ان کی نظر اپنے جوتوں پر لگی انہوں نے خیال کیا کہ میں بازار جاؤں گا اور اپنے لئے نئے جوتے خریدوں گا کیونکہ یہ جوتے پرانے ہو چکے ہیں اس درمیان دیکھا کہ ابدال جو دیوانہ حالت بنار کھا تھا اس کے تمام افعال ذمیمہ سے افعال حمیدہ میں تبدیل ہو چکے تھے وہ آیا اور سلام کہا حضرت امام غزالی جب وضو سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ دیوانہ تم نے کیوں سلام کہا تم نہیں جانتے کہ وضو کے درمیان سلام کرنا

بے ادبی ہے اس نے کہا کہ میں نے تو آپ کو وضو میں نہیں دیکھا تھا بلکہ آپ بازار میں جوتے خریدتے ہوئے دیکھا تھا۔

تفسیر کامل میں ہے کہ اگر کسی نے وضو میں باتیں کی یا بیٹھے تھے خواب میں چلے گئے اگر تکیہ نہ ہو تو وضو اپنی جگہ قائم ہے اور اگر اعادہ کرے تو افضل ہے اس لئے کہ نتیجہ وضو یہ ہے کہ اس میں ثواب ہے اور طہارت باطن کے لئے مفید ہے کیونکہ حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہے: اسباغ الوضو یحرق الذنوب کما یحرق النار الحشیش۔ اچھے طریقہ سے وضو گناہوں کو جلاتے ہیں جس طرح آگ لکڑیوں کو جلاتے ہیں۔ وضو کرنے کے بعد تین بار یہ سورہ پڑھو:

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (القدر ۱)

کہ نزع کے وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام کو نہیں دیکھے گا اپنی آنکھوں سے اور اللہ اپنی مہربانی سے اس کی جان کو قبض فرمائے گا۔

شرح ابو اللیث سمرقندی میں ہے کہ حضور انور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی وضو کے بعد تین بار سورہ قدر پڑھے تو اس کو ثواب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور ثواب حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اور ثواب حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام اور ثواب حضرت محمد رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی برکات وفیوضات سے ملے گا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان انبیاء علیہم السلام کے مثل ثواب ملے گا بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان انبیاء علیہم السلام کی برکات اس کے شامل حال ہوں گی۔

دس بار سورہ اخلاص پڑھے تو وضو کے بعد اس کے پڑھنے سے جو بھی حاجت ہو اللہ تعالیٰ وہ حاجت پوری فرمائے گا۔

اس طرح تین بار سورہ کوثر پڑھنا چاہئے اور تین بار یہ درود شریف پڑھنا چاہئے:

اللّٰھم صل علی محمد و عترتہ بعدد کل معلوم لک۔

اور اگر دس بار یہ درود شریف پڑھے تو زیادہ بہتر ہے اور آیۃ الکرسی و أمن الرسول وسورہ اذا زلزلت والم ترکیف ولایلاف۔ ایک ایک بار پڑھنا چاہئے اس کو کبھی بھی درد کمر نہیں ہو گا۔

حدیث شریف میں ہے جو کوئی وضو کے بعد تین بار یہ پڑھے:

اللّٰھم اجعلنی محبوبا فی قلوب المؤمنین وبلغنی عمری الی مائة وعشرین سنة من غیر عاھة وھرم۔

اے اللہ مجھے محبوب بنا مؤمنین کے دلوں میں اور میری عمر ایک سو بیس سال کر دو بغیر بوڑھاپے اور ضعیفی کے۔ اس کی عمر ایک سو بیس سال ہو جائے گی اور پانچ بار یہ پڑھے:

اللّٰھم اجعلنی محبوبا مقبولا فی قلوب المؤمنین وبلغنی وبشرنی عمری الی مائة وستین سنة واجعلنی محبوبا ومقبولا فی قلوب المؤمنین وملائکة المقربین والروحانیین وبلغنی وبشرنی عمری الی مائة وستین سنة واجعلنی محبوبا ومقبولا فی قلوب الانبیاء والمرسلین وبلغنی وبشرنی عمری الی مائة وستین من غیر عاھة وھرم۔

یا اللہ مجھے محبوب اور مقبول مؤمنین کے دلوں میں بنا دے اور میری عمر ایک ساٹھ سال تک پہنچا دے اور مجھے محبوب اور مقبول مؤمنین کے دلوں میں بنا دے اور ملائکہ مقربین اور روحانیین کے دلوں میں اور میری عمر ایک ساٹھ سال تک پہنچا دے اور مجھے محبوب اور مقبول بنا دے انبیاء علیہم السلام اور مرسلین کے دلوں میں اور میری عمر ایک سو ساٹھ سال تک پہنچا دے بغیر کمزوری اور ضعف کے۔ اللہ تعالیٰ پڑھنے والے کی عمر ایک سو ساٹھ تک پہنچا دے گا اور اس کے متصل دو رکعات پڑھے اور اپنے بالوں کو ابرو کے دائیں طرف بنا دے پھر بائیں طرف بنا دے اور یہ دعا پڑھے:

اللّٰھم زینا بزینة الرجال۔

یا اللہ مجھے زینت دو مردوں کی زینت سے۔ دائیں اور بائیں یہ پڑھے:

اللّٰھم زین الرجال باللحیة والنساء بذوابھا۔

یااللہ تم نے زینت دی ہے مردوں کو داڑھی سے اور عورتوں کو بالوں سے شانہ سے۔

اور دائیں طرف اوپر بالوں کنگھی کرے اور یہ بہتر ہے کہ بیٹھے اور یہ پڑھے:

اللّٰھم سرج لحیتی وخرجنی من الھموم والغموم۔

یااللہ میری داڑھی کو زینت دے اور مجھے تکالیف اور غموں سے نجات دے۔

بائیں طرف سے نیچے ذقن تک خط کھینچے اور سورہ الھاکم التکاثر پڑھے اور پھر دونوں طرف جس طرح چاہتے ہو بالوں میں کنگھی کرو اور سورہ والضحیٰ اور سورہ الم نشرح ایک بار اور انا اعطینا تین بار پڑھو اور تین بار یہ پڑھو:

اللّٰھم صل علی محمدو عترتہ بعدد معلوم لک۔

اور پانچ اوقات میں جب بھی وضو کرتے ہو تو شانہ بالوں کو کرنا چاہیئے۔

شرح ابو المکارم میں نقل ہے کہ حضور ﷺ ہڈیوں سے اجتناب فرماتے تھے ایک دفعہ نماز شام کے بعد کھڑے تھے اور بالوں میں کنگھی فرما رہے تھے اور فرمایا کہ یہ چیز بہتر ہے اور عشاء کے بعد اگر وضو نیا بنائے تو اچھا ہے اگر نہ بنائے تو صرف بالوں کو کنگھی کرے اور بالوں کو تر کرے اس کا زیادہ ثواب ہے اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا کہ کنگھی ٹوٹا ہوا نہ ہو کہ فقیری لاتا ہے۔ اور وضو کے بعد لوٹا کو پھر پانی سے بھر کر دوسرے وضو کے لئے کہ مستحب ہے اس کے سر کو ڈھانپ دے۔ اجتناب الفقراء میں ایک حدیث نقل کیا ہے کہ ہر برتن اور ہر مشک کے منہ والا سر سے بند کیا جائے اور اگر کھلا چھوڑ دیں تو شیطان لعین اپنے منہ کا لعاب اس میں ڈال دیتا ہے اور جو شخص اس پانی کو پیئے گا اور کوئی آفت اسے پہنچے تو یہ اثر اس لعین کے لعاب کا ہو گا اور لوٹا شکستہ بھی نہ ہو کہ یہ فقیری لاتا ہے اور لوٹے کو اپنے لئے مقرر کر دینا بدعت ہے۔

اے بھائی جان لو کہ وضو ظاہر سلاح برائے مؤمن ہے کیونکہ یہ حضور ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

الوضو سلاح المؤمن۔

وضو مؤمن کے لئے سلاح ہے۔

اور سالک کے لئے ضروری ہے کہ بغیر سلاح کے نہ ہو وہ یہ ہے کہ اپنے آپ اور شیطان کے ساتھ ہمیشہ جنگ میں رہے۔

ہمارے سلسلہ چشتیہ میں مرید کے لئے سب سے پہلے ہمہ نصائح سے وضو میں رہنے کا حکم ہے۔

اگر خواب سے بیدار ہو جائے تو کسی پاک چیز سے مثلاً پتھر یا پاک ڈھیلہ سے تیمم کرے۔

منبع البرکات ومستجاب الدعوات واشرف الزائرین واکمل الکاملین وقطب المحققین وشمس العارفین وسراج السالکین وامام المجذوبین وسید العارفین وہادی المضلین المستغنی بمصابیح من الطرق الاربعۃ وقطب السالکین وشمس المسلمین وشیخی وامامی وروحی وقلبی فداہ حضرت فرزند زمانہ سید علی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہ اس فقیر کا مرشد ہے کی خاصیت بھی یہی تھی کہ اگر تعلیم تصوف کرتے تو پہلے وضو فرماتے اور فرماتے:الوضو علی الوضو کالنور علی النور۔وضو پر وضو کرنا نور کی طرح نور پر۔ اور وضو کی برکت سے اس کے مشکلات حل ہوتے ہیں۔جو کوئی ہمیشہ سے وضو میں ہو تو باطن میں بھی ہمیشہ حق سے مشغول ہو گا اور حاضر بھی ہو گا۔اور آسمانی لوگوں کی نظر میں روشن ستارہ کے مانند ہو گا۔کیونکہ زمین میں رہنے کے ستاروں کے آرزو رکھتے ہیں۔پس وضو باطنی گویا نتیجہ وضو ظاہری کا ہے۔

جان لو کہ اجتناب الفقراء میں نقل ہے کہ وضو کے بعد چہرے کو آستین یا دامن سے پاک نہ کرے کہ یہ دو جہان کے فقیری کا سبب ہے تو چاہیئے کہ کوئی چھوٹا ٹکڑا ہو اس سے چہرے کو پاک کرے۔

حدیث شریف میں ہے کہ کل اگر کسی کی بدی رہ جائے تو وہ ایک پہاڑ کے مانند ہو گا اور وہ وضو کے صاف کرنے والا ٹکڑا ترازوں کے پلہ میں ڈال دے تو تمام گناہوں سے یہ بھاری ہو گا۔ اور اس ٹکڑا سے دوسری چیز کو پاک نہ کرے کہ ان کی محبت منقطع ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ اگر حلال مجامعت کرے اور ہر ایک الگ اپنے اندام کو صاف کرتے ہیں تو ان دونوں کے درمیان عداوت جنم لے گا۔ جب تم ظاہری وضو کرتے ہو تو تمہیں یہ بھی ضروری ہے کہ باطنی کو بھی کھوٹ اور کدورت دنیاوی حقد و عجب اور کینہ مخلوق اور جو ماسوی اللہ ہے سے پاک رکھے۔

چنانچہ شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایاہے کہ جہاں تمہیں دنیاوی میل پہنچ جائے تو تم نیا وضو بناؤ اور اگر میل عقبیٰ تمہیں پہنچے تو تم پر نیا غسل لازم ہے پس دونوں کو اپنی اپنی جگہ پر لے آؤ اور غسل اس لئے لازم ہے کہ عقبیٰ میں خطرے کی چھ چیزیں ہیں۔

چنانچہ بنی اسرائیل میں پانچ سال باران نہ برستا یہاں تک کہ مویشوں نے درختوں کے پتے اور گھاس کے جڑ تک کھالئے اور ہر روز حضرت موسیٰ علیہ السلام استسقاء کے لئے باہر جاتے ایک دفعہ خود مناجات میں مشغول تھے کہ اے اللہ تم نے مجھے رسوائی دی اس لئے کہ پانچ سال ہوئے کہ میں بارش کی دعا مانگتا ہوں اور وہ قبول نہیں ہوتی بغیر واسطہ کے ایک ندا سنی کہ تم لوگوں میں ہو اور کہ ان کا کھانا اور پینا مشکوک ہے۔ بیابان میں جاؤ ایک سیاہ مرد ہو گا اس کا سر اور پاؤں سے برہنہ ہو گا اس کے سر کے بال نہیں ہو گا اس کا نام برق ہو گا اسے کہدو کہ دعا کرو تو دعا قبول ہو گی جب حضرت موسیٰ علیہ

السلام بیابان کو تشریف لے گئے اور اس موصوف کو وہاں پایا اس کا نام پوچھا اس نے برق بتایا آپ نے باران طلب کے لئے حکم دیا وہ وہاں کھڑا ہوا اور کہا ناز کے انداز سے کہ باد تمہارے حکم سے بیرون ہوا ہے کہ ابر کو نہیں لاتا یا آپ کا خزانہ رحمت سے خالی ہوا ہے یا گناہ گاروں کو اس جہان میں عذاب نہیں دیتے ہو کہ اس جہان میں دیتے ہو جہاں بھی ہو آؤ اور بارش برساؤ تو اس وقت بارش شروع ہو گئی کہ بلندی اور پستی کو ہموار کیا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک دن گھاس پنڈلی تک اُگے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بار خدایا یہ آپ کے خاص بندہ ہے فرمان ہوا کہ یہ خاص نہیں ہے اگرچہ بارہ سال سے بیابان میں لوگوں سے الگ ہوا ہے اور میرے ساتھ پیوست ہوا ہے لیکن باطن میں کدورت اور میل ہے کہ یہ لائق خواصی میرا نہیں ہے کہ ایک دن اس نے گرمیوں میں اپنے خرقہ کو باہر کیا اور باد کو اپنے سینہ سے لگایا اس لئے کہ سینہ میری محبت کا خزانہ ہے تو اس کو ضرر اور نفع کا کوئی خبر نہ ہو گی۔ پس وضو باطن اس کا سبب بن سکتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: **انما الاعمال بالنیات۔** عمل کا دارو مدار نیتوں پر ہے۔ خبر میں ہے کہ ذلت آدم شکل نفس اور شہوت میں ظاہر ہوتی ہے اور لغزش ملعون کبر و حسد سے جب عمل نیت کے دارو مدار پر ہے بغیر نیت کے توبہ کو قبول نہیں کیا تھا:

بقولہ علیہ السلام ان اللہ ینظر الی نیاتکم و لا ینظر الی اعمالکم۔

بے شک اللہ نیتوں کو دیکھتا ہے اور تمہارے اعمال کی طرف نہیں دیکھتا۔

زیادہ اعمال ایسے ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص نہیں ہوتے بلکہ ریا و نمائش کے لئے لوگ کرتے ہیں پس عمل ریا سے مذہب امام اعظم کفر ہے۔ کہ **الریاء من الکفر** ریا کفر سے ہے یا لوگوں کے لئے کام کرتے ہیں اور وہ عند اللہ باطل ہوتا ہے جب نیت غیر اللہ کا ہو تو فاسد کرتا ہے اس کو وضو ہوا۔

اے عزیز جب تم وضو باطنی سے واقف ہوئے ضروری ہے کہ اولیاء کرام کی چند حکایات بھی سنو۔ حدیث میں ہے الاولیاء جنود اللہ کہ اولیاء اللہ کا لشکر ہیں اور یہ **عند تذکرة الاولیاء نزول الرحمة** اولیاء کے تذکرہ کے وقت نزول رحمت ہوتی ہے۔

اس کتاب میں حکایت سے غرض یہ ہے کہ اس فقیر کا فرزند نے التماس کیا کہ احوال واقوال اولیاء اللہ کو ہر عمل کے قریب لایا جائے اس لئے کہ ان کی فضیلت اور قرب اور ان کا رتبہ کی وجہ سے دل میں جگہ لیتی ہے چنانچہ تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ ہر روز دو حکایات ان کے اقوال اور حالات سے ذکر کیا جائے تو بے شک وہ ولایت کے رتبہ تک پہنچ جائے گا اس لئے کہ **من احب شیأ اکثر ذکرہ** جو کسی چیز سے محبت کرتا ہے تو اس کو زیادہ یاد کیا جاتا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے سامنے ایک شخص بیٹھا ہوا تھا کہ دنیا کو زیادہ برا بھلا کہتا تھا حضرت رابعہ نے فرمایا کہ اے شیخ دنیا سے اتنی زیادہ محبت کیوں کرتے ہو کسی نے کہا کہ وہ تو دنیا کا مذمت بیان کرتا ہے پس آپ نے فرمایا کہ بسبب حدیث جو جس شی کے ساتھ زیادہ محبت ہوتی ہو اس کو زیادہ یاد کرتی ہے۔ حدیث شریف یہ ہے۔**من احب شیأ اکثر ذکرہ** جو کسی چیز سے محبت کرتا ہے تو اس کو زیادہ یاد کیا جاتا ہے۔

ایک دن کسی نے اس سے پوچھا کہ خدا کو دوست رکھتی ہو اس نے فرمایا ہاں پھر کہا کہ شیطان سے دشمنی رکھتے ہو اس نے فرمایا کہ میرا دل اتنا اس کی دوستی میں مستغرق ہے کسی دوسرے کی خبر نہیں رکھتا پس یہ اتفاق بہت کم ہوتا ہے کہ کم التفات کسی چیز کے دشمنی کی طرف ہو۔

حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا رابعہ رحمۃ اللہ علیہا کو فرمانے لگے کہ اے رابعہ مجھے دوست رکھتی ہو بی بی نے عرض کیا وہ دل جس میں آپ کی دوستی نہ ہو وہ کچھ نہیں اور اللہ سے میں نے دوستی

کی ہے اس لئے کسی دوسرے سے بے خبر ہوں۔ ایک دن امام حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ اس کے پاس گیا دیکھا کہ ہارون الرشید چار ہزار دینار لے کر کھڑا ہے اور اسے رخصت نہیں دیتی اس نے امام صاحب کی منت سماجت کی کہ رابعہ رحمۃ اللہ علیہا کو کہو کہ وہ یہ قبول کر لے جب امام صاحب عبادت خانہ میں آئے خلیفہ زمان وہ صدقہ لے کر کھڑے ہیں کہ اگر قبول ہو جائے بی بی نے فرمایا کہ مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ضروری یہ ہے کہ اس کو فقراء پر خیرات کیا جائے کہ مجھے ایک دن جنت کے مشاہدہ سے دل خوش ہوا ہے عتاب اپنے سر لے لو یہ پانچ ماہ ہوئے کہ اس ہیبت سے پڑی ہوئی ہوں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ اس ہیبت سے اللہ تعالیٰ کو پیاری ہوئی۔

ایک دفعہ بی بی رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ خداوندا جو چیز میرے نصیب میں ہے اگر دنیا کا ہے تو کافروں کو دو اور اگر جنت کا ہے تو مؤمنوں کو عطا کرو مجھے اس دنیا سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کعبہ شریف جانے لگا اس اثنا میں چودہ سال لگ گئے کعبہ کے راستہ میں ہر قدم پر دو رکعت نماز پڑھتے کہ وہ مکہ شریف پہنچے حضرت بی بی رابعہ رحمۃ اللہ علیہا قافلہ کے آخیر میں تھی جب حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ مکہ پہنچے تو مکہ میں کعبہ وہاں نہیں تھا وہ بہت حیران ہوئے ہاتف نے آواز دی کہ قافلہ کے آخیر میں ایک مستورہ ہے کعبہ اس کی زیارت کے لئے گیا ہے جب کعبہ اس بی بی کے پاس پہنچا اس نے پشت کی کہ مجھے صاحب خانہ چاہئے جب واپس ہوئی اور اپنے گھر پہنچی اس کے دل میں یہ بات آئی کہ حرمت کعبہ مجھ پر فرض تھا وعدہ کیا کہ اس کے پاس جاؤں گی تو وہ کبھی پاؤں پھیلاتی اور کبھی پاؤں کو کھینچ لیتی اور دو رکعت نماز پڑھتی اور اتنی تکلیف اٹھائی کہ بصرہ سے مکہ شریف تک سات سال لگ گئے جب وہ عرفات پہنچی کہا کہ خداوندا کہ میرے عشق کو پورا فرما ہاتف نے آواز دی کہ عشق خشک ہوا ہے کہ

کوئی گھاس اس میں نہیں اُگا۔ جب آسمان کی طرف نگاہ کی تو خون کا دریا دیکھ لیا فرمایا کہ یہ کس چیز کا دریا ہے آواز آئی کہ یہ میرے عاشقوں کا خون ہے کہ انہوں نے خون بہایا ہے عرض کی کہ مجھے اس کے ادنیٰ ترین مقام ان کا دکھائے اس وقت اس کو حیض کی بیماری لگ گئی آواز آئی کہ کمترین منزل راہ عشق میں یہ ہے کہ سات سال کی مدت میں میری زیارت کے لئے گل رخ آتی گی اور اس گل رخ کی زیارت نصیب نہ کروں اور وہ اپنی محنت درمیان میں نہ لاتی کہ جو چیز میں نے کیا ہے وہ رونے لگی پھر واپس ہوئی اور فرمایا کہ وابے نصیبی میرے لئے جب کعبہ میرے پاس آیا میں نے قبول نہ کیا اور جب میں آئی تو اس کے لائق نہ ہوئی۔ اس کی کرامت میں سے ایک یہ ہے کہ عبادت خانہ میں مشائخ کبار جمع ہوئے تھے اور چراغ نہ تھا تو اس نے چھوٹی انگلی سے آگ روشن کی اور چراغ کی جگہ اس نے پکڑی۔

کہا گیا ہے کہ اس سفر میں اس کی سواری نہایت بے طاقتی سے بے طاقت ہوئی تھی اور کوئی بھی اس بات کی حمایت نہ کرتا کہ اس مرکب کے ساتھ بیابان جائے جب قافلہ مکہ پہنچا تو انہوں نے مکہ میں دیکھا اور دنبے کے متعلق بھی کہا اس نے کہا تمہیں کون لایا اس نے کہا جس نے مرکب کو بے طاقت کیا تھا اور ایک دن دس درویش ملاقات کیلئے عبادت خانہ حاضر ہوئے ان کے سامنے دو روٹیاں رکھ دی اچانک ایک سائل دروازہ پر آیا اور یا اللہ کی آواز نکال دی ان کے سامنے سے اٹھا کر سائل کو دے دی وہ حیران ہوئے لیکن کسی نے کچھ نہ کہا اس اثنا میں ایک کنیز آئی اور ایک طبق نعمت سے پُر تھا اس میں روٹیاں اور حلوا تھا تو اس نے جب روٹیوں کو گنا تو وہ اٹھارہ روٹیاں تھیں اس نے واپس اس کنیز کو دے دی جب وہ کنیز گھر گئی تو اس کی مالکن نے پوچھا تو کنیز نے جواب دیا کہ رابعہ کہتی ہے کہ تم غلط ہو گئی ہو پوچھا کتنی روٹیاں ہیں اس نے جواب دیا کہ اٹھارہ کہ دو روٹیاں اور پکا دو اس لئے کہ میں نے

بیس روٹیوں کی نذر مانی تھی وہ کنیز پھر واپس گئی اور معذرت کی کہ دو روٹیاں مجھ سے رہ گئیں تھیں تو ہر درویش کے سامنے دو دو روٹیاں رکھ دی اس اندزہ سے حلوہ رکھ دیا۔ طعام سے جب فارغ ہوئے انہوں نے پوچھا کہ پہلے تم نے کیوں نہ لی اور یہ واپس کر دی اس نے فرمایا کہ نذر کرنے والی نے بیس روٹیوں کی نذر کی تھی اسے پوچھا گیا کہ تمہیں کس طرح پتہ لگا کہ یہ بیس پوری روٹیاں ہماری ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ جب میں نے اللہ تعالیٰ کے نام دو روٹیاں دے دی تو میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ سوال بھی کیا کہ جو تم نے وعدہ کیا ہے کہ ایک کے بدلہ دس گنا اجر ہے میں نے عرض کیا کہ مجھے اب دینا چاہئے کیونکہ مہمان بھوکے ہیں لیکن جب کنیز نے اٹھارہ روٹیاں لے آئی تو میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تو غلط نہیں صرف کنیز کو غلطی ہو گئی ہے۔ اس لئے میں نے واپس دے دی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

مَنۡ جَاءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهُ عَشۡرُ أَمۡثَالِهَا وَمَنۡ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجۡزَى إِلَّا مِثۡلَهَا وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُونَ (الأنعام ۱٦۰)

جو ایک نیکی لائے تو اس کے لئے اس جیسی دس ہیں اور جو برائی لائے تو اسے بدلہ نہ ملے گا مگر اس کے برابر اور ان پر ظلم نہ ہو گا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت امام حسن بصریؒ اور مالک بن دینارؒ اور شفیق بلخیؒ اس کے پاس گئے انہوں نے کہا کہ عشق کے متعلق کچھ فرما دو۔ اس نے جواب میں فرمایا کہ تمہارا یہ کہنا مجھے پسند نہیں آیا تم خود کہو امامؒ نے فرمایا:

من لم یصدق فی دعواہ من لم یصبر علی ضرب مولاہ۔

وہ اپنے دعویٰ میں سچا نہیں ہے جو اپنے مولیٰ کے ضرب پر صبر نہ کرے۔

اس نے فرمایا کہ مجھے اس سے خودی کی بو آ رہی ہے پھر مالک بن دینارؒ نے کہا:

من لم یصدق فی دعواہ من لم یشکر علی ضرب مولاہ۔

وہ اپنے دعویٰ میں سچا نہیں ہے جو شکر نہ کرے اپنے مولیٰ کے ضرب سے۔

اس نے فرمایا کہ تم کسی اور گلی میں چلے گئے پھر شفیق بلخی نے کہا:

من لم یصدق فی دعواہ من لم یتلذذ علی ضرب مولاہ۔

وہ اپنے دعویٰ میں سچا نہیں جو لذت حاصل نہ کرے اپنے مولیٰ کے ضرب پر۔

اس نے فرمایا کہ تم نے وہ طریقہ نہیں پایا۔ انہوں نے کہا کہ یابی بی تم کچھ عنایت فرمادو اس نے فرمایا:

من لم یصدق فی دعواہ من لم ینس الم الضرب فی مشاھدۃ مولاہ۔

وہ اپنے دعویٰ میں سچا نہیں ہے جو نہ بھلائے ضرب کا درد اپنے مولیٰ کے مشاہدہ کرنے میں۔

اور فرمایا کہ میرے اس قول کے تصدیق پر کلام اللہ ناطق ہے اور وہ یہ ہے کہ جب مصر کی عورتیں زلیخا کے پاس گئیں اور اس کو ملامت کرنا شروع کیا تو زلیخا نے ہر ایک عورت کے ہاتھ میں ایک نارنج اور چھری دے دی اور یہ کہا کہ جب میں تمہیں حکم دوں تب تم یہ کھاؤ حضرت یوسف علیہ السلام کو اچھے کپڑے پہنائے اور آراستہ کیا اور ان کے پاس آنے کا حکم دیا تو جب حضرت یوسف علیہ السلام ظاہر ہوئے تو جب انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کا چہرہ دیکھ لیا تو چھری سے اپنے اپنے ہاتھوں کو کاٹ دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا إِنْ هٰذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ (یوسف ۳۱)

جب عورتوں نے یوسف کو دیکھا اس کی بڑائی بولنے لگیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بولیں اللہ کو پاکی ہے یہ تو جنسِ بشر سے نہیں یہ تو نہیں مگر کوئی معزّز فرشتہ۔

پس جب مصر کی عورتوں کو کاٹنے کا درد محسوس نہیں ہوا تو جو خالق پر عاشق ہوا اس کو ضرب کا درد محسوس کیوں ہو۔

کہا گیا ہے کہ مصر کی ان عورتوں کو حیض شروع ہوا اور وہ خون میں غرقاب اور بے ہوش ہوئیں پس جو لوگ اللہ تعالیٰ پر عاشق ہوں تو ان کو کس طرح اپنے آپ کی خبر ہو۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک وقت ایسا تھا کہ مصر میں بارش نہیں برستی لوگ اکٹھے ہو کر حضرت ذوالنون مصریؒ کے پاس دعا کے لئے حاضر ہوئے کہ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر بارش برسائے جب وہ واپس چلے گئے تو حضرت ذوالنون مصریؒ نے بھی وہ علاقہ چھوڑ دیا تقریباً بیس دن وہ باہر تھے جب بارش ہوئی اور علاقہ سبزہ زار ہوا تو حضرت ذوالنون مصریؒ بھی واپس آ گئے لوگ دوبارہ آ گئے کہ ہم تو آپ کے پاس دعا کے لئے حاضر ہوئے تھے اور آپ بھی علاقہ چھوڑ کر چلے گئے تو حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا کہ بارش اس لئے نہیں ہوتی کہ وہاں کے لوگ زیادہ گناہوں میں گرفتار ہوتے ہیں تو میں نے سوچا کہ مجھ سے زیادہ کوئی دوسرا گناہ گار نہیں ہے اس لئے علاقہ چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے تم پر باران رحمت برسا دی۔

اے عزیز بیان تو وضو کا تھا لیکن یہاں اولیاء کرام کا کلام لوگوں کے دلوں کے سکون کے لئے بیچ میں لایا گیا ہے۔

پس وضو باطن کیا ہے دل اور نیت کو پاک وصاف رکھنے کا نام ہے۔ پس دل کو سات چیزوں سے پاک کرنا ضروری ہے کہ اس کو شر نفس بھی کہا جاتا ہے۔ یہی باطنی وضو ہے۔ اول حرص سے کہ قناعت اس کے لئے ضروری ہے۔ دوم ہوا وخوف ورجا اس میں زاید سے پاک کرنا ضروری ہے۔ سوم کینہ علم سے بھی پاک کرنا ضروری ہے۔ چہارم حسد سے کہ لوگوں پر شفقت زیادہ کرنا چاہئے۔ پنجم

تکبر کہ یہ تواضع سے پاک ہوتا ہے۔ ششم ایذاء سے تب پاک ہو گا کہ تم لوگوں کو ازاء نہ پہنچاؤ اور اپنے آپ کو لوگوں سے زیادہ عاجز و کمزور سمجھو۔ ہفتم جھوٹ سے دل تب پک ہو گا جب کہ تم ہمیشہ سچ بولو گے تب آپ کا دل نور سے پُر ہو گا اور ماسوی اللہ کا جو کدورت ہو گا وہ دور ہو گا حق کو حق سے دیکھو۔

وضو فرض ہے پانچوں نمازوں کے لئے اور برائے سجدہ و نماز جنازہ و تلاوت قرآن جب کہ تم قرآن شریف میں دیکھ کر تلاوت کرو گے اور برائے سجدہ تلاوت کے لئے وضو شرط ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: من سجد بغیر الوضو فقد کفر۔ جس نے بغیر وضو کے سجدہ کیا اس نے کفر کیا۔

وضو مستحب وہ ہے جو تلاوت قرآن کے لئے بغیر مصحف کے یا برائے ملاقات مشائخ یا طعام کھانے کے لئے کہ کہا گیا ہے اور جب استراحت سے باہر نکلو گے تو تمہیں چاہئے کہ وضو نہ کرو جب تک وضو نہ ہو اور تیمم سورج یا چاند یا ستاروں کی طرف نہ کرنا چاہئے۔ والدین اور پیر واستاد کے دیکھنے کے لئے بھی وضو مستحب ہے۔ اور وہ چیز جس میں اللہ کا نام لکھا ہو تو بیت الخلاء کے داخل ہونے کے وقت اپنے آپ سے دور کرنا بھی مستحب ہے اور آیت قرآنی کو بغیر غلاف کے ہاتھ نہیں لگانا چاہئے جب تک وضو نہ بنائے یا تیمم نہ کرے اور قرآن کے مس کے لئے بھی وضو شرط ہے۔

مسواک میں مبالغہ کرنا مستحب ہے چنانچہ حبیبۃ الرسول فقیہۂ امت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہر شب حضور ﷺ گیارہ بار مسواک کرتے۔ اور یہاں تک مبالغہ کرتے کہ میں توڑنے لگی میں نے پوچھا کہ مبالغہ کس لئے ہے آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ کہ مسواک میں بیس خصلتیں مجمودہ ہیں ایک ان میں سے یہ ہے کہ دانتوں کا بن محکم ہوتا ہے اور

دانتوں کا میل بھی ختم ہو تا ہے اور دانتوں کا بو بھی ختم ہو تا ہے اور دانت سفید ہوتے ہیں اور آنکھوں کی بینائی زیادہ ہوتی ہے اور بلغم اس کا کم ہو تا ہے اور دنیاوی و دینی دشمنوں پر فتح نصیب ہو گی۔ خواب سے بیدار ہوتے ہی اور ہنسنے کے بعد جو نماز سے باہر ہو یا غیبت کے بعد یا شعر کا سننا جس میں زلف وحال کا ذکر ہو اور تمام لایعنی باتوں کے بعد وضو کرنا مستحب ہے اور جان لو کہ ظاہری وضو کے توڑنے کے لئے اٹھارہ چیزیں ہیں اور اس کا مجموعہ ان حروف کا ہے بغمو مس کنجرزق ممبد خق ہے۔ ب سے مراد بول ہے بس وقت حاجت کہ پیشاب کو آہستہ چھوڑ دو تا کہ اس کے ذرات بدن پر نہ لگے اور پیشاب کو کسی سوراخ میں بھی نہ کرنا چاہیئے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ سوراخ چوہے کا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سانپ یا بچھو اس سے نکلے تو تمہارے لئے وہ زحمت بن سکتا ہے اگر یہ بھی نہ ہو تو دیو و پری اکثر شگاف یا سوراخوں میں رہتے ہیں تو اگر وہ پیشاب سے گیلا ہو جائے تو اس کو ضرر دے سکتا ہے اور جب پیشاب سے فارغ ہو جائے تو ذکر کو پکڑو دائیں اور بائیں جانب کے پاؤں سے زور دے تا کہ اگر الہ تناسل میں قطرہ ہو کہ وہ نکل جائے اور عوام لوگوں کی طرح ازار میں یعنی تہبند میں ہاتھ نہ رکھے کہ لوگوں سے باتوں میں بھی مشغول ہو یہ زیادہ مکروہ کام ہے۔ غ سے مراد غائط یعنی بڑا پیشاب ہے اور م سے مراد منی ہے جو بغیر شہوت کے نکل جائے اور یہ نکلنا مرد کے ضعف کی وجہ سے ہو سکتا ہے یا بیماری کی وجہ سے اور بعض کہتے ہیں کہ منی بغیر شہوت کے نہیں نکلتی یا کوئی بار جو بھاری اٹھاتے وقت یا کوئی کسی کو ڈنڈے سے مارے تو یہ تمام اسباب منی کے نکلنے کے ہیں لیکن صحیح قول یہ ہے کہ یہ بغیر شہوت کے ہو۔ واؤ سے مراد ودی ہے یہ وہی چیز ہے جو بول کے بعد سفید قسم کا قطرہ ہو تا ہے اور اس میں لیس ہو تا ہے یا جس کو سلسل البول ہو اس سے یہ ودی نکل سکتی ہے لہذا یہ معذوری ہے اور معذوری کے لحاظ سے اس ک وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور یہ دوسرے وقت تک اس کا وضو رہتا ہے کیونکہ

معذور آدمی ہر نماز کے لئے وضو تازہ کرے گا۔م سے مراد مذی ہے یہ دوسرا میم ہے یہ سیاہ مائل پانی ہے کہ بیوی کے ساتھ گپ شپ لگانے کے وقت مرد سے نکلتا ہے۔س سے مراد سنگریزہ کہ مرد سے بول کے راستہ پر نکلتا ہے اور اگر عورتوں کو یہ لاحق ہو جائے تو اس کا استحاضہ کہا جاتا ہے۔ک سے مراد کِرم ہے یہ کیڑا ہے اکثر سفید قسم کا کیڑا انسان سے نکلتا ہے لوگ اس کو کدو دانہ کہتے ہیں یا کوئی اور کیڑا ہو جب یہ نکل جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن اگر چھوٹے پیشاب کی جگہ سے نکلے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ب سے مراد باد ہے کہ یہ دبر سے نکلے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔اور اگر چھوٹے پیشاب کی جگہ سے ہوا نکلے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔یا عورت کے دونوں راستے ایک ہو جائیں تو پھر اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔خ سے مراد خواب ہے ہر حالت میں وضو نہیں ٹوٹتا مگر اس وقت ٹوٹتا ہے کہ اس نے تکیہ لگایا ہوا اس میں بھی باد خارج ہونے کا احتمال ہے اگر ایسا نہ ہو تو کھڑے یا نماز میں اگر آنکھ لگ جائے تو وہ خواب سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ر سے مراد ریم ہے کہ طبع اور قوت سے نکلتا ہے اور یہ زخم سے نکلتا ہے جس کو ہم پیپ کہتے ہیں اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔اگر دانہ پک جائے اور اس سے پیپ نکل جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن اگر پیپ دانے میں کم ہو اور وہ باہر سرایت نہ کرے تو پھر وضو نہیں ٹوٹتا۔

ایک دفعہ یہ فقیر اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا تھا تو میرے پیر و مرشد محقق پیر دستگیر شیخ المشائخ والاولیاء معدن الاسرار مفضل الاخیار سیادت پناہ میر سید علی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ایک ندی کے کنارے گیا تھا وہاں اس نے وضو بنایا جب وہ تشریف لائے تو میں نے دیکھا کہ اس کے پاؤں پر دانے نکلے ہیں جب زور دیا تو اس سے پیپ ظاہر ہوا اس نے فقیر سے پوچھا کہ اس کا کیا حکم ہے میں نے جواب دیا کہ وضو اپنی جگہ صحیح ہے اس نے فرمایا کہ اگر میں وضو نیا بناؤں تو میں

نے جواب دیا کہ تمہیں اختیار ہے حضرت شیخؒ پھر نہر کے کنارے گیا پھر واپس ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ خلاف شریعت کام کروں۔ پھر پانی کی طرف گیا چند بار اس نے ایسا کہ پھر جب آئے تو فرمانے لگے چلو تحیۃ الوضو دو رکعت پڑھو پھر وضو کروں گا تا کہ بدعت سے بھی دور رہوں اور یہ مسئلہ ہے کہ اگر کسی نے وضو کیا اس پر اس نے کوئی شرعی کام نہ کیا یعنی تلاوت یا نماز وغیرہ تو دوبارہ بغیر کسی عذر کے وضو کرنا بدعت ہے۔ حضرت شیخؒ نے دو رکعت تحیۃ الوضو ادا کی۔ اس کے بعد فرمایا: الوضوء علی الوضوء کالنور علی النور۔ کہ وضو پر وضو کرنا نور علی نور ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے نوافل یا فرائض کسی وضو پر پڑھے ہیں اور پھر دوسری نماز کے لئے دوبارہ وضو کرتے ہو تو یہ نور علی نور ہے۔ز سے مراد زرد پانی ہے اس کا حکم بھی پیپ کا ہے اگر کسی کی آنکھیں پک جائیں اور اس سے پانی نکلنا شروع ہو جائے تو اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور یہ اکثر واقع ہوتا ہے: والناس عنھا غافلون۔ لوگ اس سے غافل ہیں۔ق سے مراد قے ہے جو بھرے ہوئے منہ سے ہو اگرچہ تلخ پانی یا طعام ہو اگر خون جم گیا ہو نیز اس کا بھی حکم بھرے ہوئے منہ کا ہے۔ اگر خون باریک لعاب پر غالب نہ ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ اور اگر خون غالب ہو تو پھر وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور احتیاط اس میں ہے کہ وضو دوبارہ کیا جائے۔ اگر خون آنکھ میں ظاہر ہو جائے اور باہر نہ نکلے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ اس وجہ سے کہ آنکھوں کا اندرونی حصہ کا دھونا لازمی نہیں ہے۔ اگر تم کسی لکڑی سے خلال کروگے اور دانتوں میں اس سے خون ظاہر ہو جائے اور دوسرا مسواک پیدا نہ ہو جائے تو وضو کو نہیں توڑا جا سکتا۔

کہا گیا ہے کہ چار اولیاء کسی جگہ اکٹھے بیٹھے تھے اور ہارون الرشید کے درباری ان کی تلاش میں تھے کہ ان میں ایک کو قاضی مقرر کروں گا۔ جب انہوں نے سن لیا تو ایک دوسرے کے ساتھ مشورہ کیا کہ ہم الگ الگ حالت پیش کریں گے ایک تو ان میں دیوانہ ہو گیا اور دیوانگی میں بھی آگے نکلا ایک

نے اپنے کو مردہ بنایا اور ایک بھاگ گیا حضرت امام اپنی جگہ پر تھے کہ وہ وہاں آ پہنچے اس مردہ کو اٹھایا تو دیکھا کہ وہ جانے کے قابل نہیں ہے امام اعظم اور اس دیوانہ کو دونوں کو بادشاہ کے سامنے حاضر کیا بادشاہ نے کہا کہ مردہ کو باہر دفن کرو دیوانہ سے پوچھا کہ آؤ اور قضاء کو قبول کرو دیوانہ نے کہا تمہارے وہ اونٹ کہاں گئے ہیں اس قسم کی باتیں شروع کی بادشاہ نے کہا کہ یہ تو دیوانہ ہو گیا ہے کیوں کہ بادشاہ کچھ اور کہتا اور دیوانہ کچھ اور۔ امام اعظم کو کہنے لگا کہ تم قضاء کو قبول کرو امام اعظم نے فرمایا کہ خواتین تو مجھے قبول نہیں کریں گے اس لئے کہ میں غلام زادہ ہوں دل میں تو یہ کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس کو کہا کہ بہر حال یہ عہدہ تمہیں قبول کرنا ہو گا امام اعظم نے فرمایا کہ میں بندہ زادہ نہیں ہوں میں نے جھوٹ بولا تھا بلکہ میں ثابت کا بیٹا ہوں اور جھوٹ بولے اس کے لئے قضاء کا عہدہ نہیں چاہئے۔ بادشاہ نے پانچ درے اس کو مارے اور کہا کہ اس کے بعد کوئی شرعی مسئلہ تم نہ کہو گے۔ امام صاحب کی بیٹی دندانوں کے خلال کر رہی تھی اور لکڑی خون آلودہ ہوئی اس نے یہ پوچھا کہ بابا میرا وضو ٹوٹ گیا ہے یا نہ اس نے جواب دیا کہ مجھے بادشاہ نے منع کیا ہے۔ اپنے بھائی سے پوچھو یہ بات بادشاہ کو پہنچی اس کو یہ بات سخت لگی اور کہا کہ اے امام المسلمین اگر تم شرع بیان نہ کرو گے تو شریعت مصطفی ﷺ خراب ہو جائے گی امامؒ نے فرمایا کہ تمہارا حکم مجھ پر فرض تھا میں نے بجالایا اور جب تم نے امر کیا تو یہ وضو کو نہیں توڑتا اگر اس کے بعد دوبارہ خون پیدا نہ ہو جائے۔ اس سے پوچھا گیا کہ تم نے قضاء کو کیوں قبول نہ کیا آپؒ نے فرمایا کہ میں نے ایک روایت کو پڑھا ہے کہ قیامت کے دن تین جھنڈے لگائے جائیں گے ایک جھنڈا شیطان کا ہو گا دوسرا جھنڈا بادشاہ عادل کا ہو گا اور تیسرا جھنڈا حضور ﷺ کا ہو گا۔ پس قاضی جو رشوت خور ہو اور بغیر علم کے حکم کرنے والا ہو گا ریاسے تو وہ شیطان کے جھنڈے کے نیچے ہو گا اور وہ قاضی جو کتاب و سنت اور کتب فقہ پر حکم کرنے والا ہو تو وہ

بادشاہ عادل کے جھنڈے کے نیچے ہو گا۔ اور وہ عالم کہ با عمل ہو گا اور قضاء نہیں کرے گا تو وہ حضور ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہو گا۔ پس میں نے شیطان کے جھنڈے اور بادشاہ کے جھنڈے سے احتراز کیا۔ اور حضور ﷺ کا جھنڈا اختیار کیا۔ اس سے پوچھا گیا کہ اے امامؒ ہم نے تمہاری وہ حالت دیکھی کہ درے کا زخم تمہیں نہیں پہنچتا تھا کہ کسی نے درے کی طرف خیال نہیں کیا تھا آپ نے فرمایا کہ میرے بدن پر درے کا نشان موجود ہے دل نے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ میری حالت سے خبر دار ہو جائے اور ناشکری کرے اور وہ کفر کا کلمہ نہ بکے اس کے غم میں تھا اور اس درہ سے میں بے خبر رہا اور امام اعظمؒ اس درے کے زخم سے وفات پا گئے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حجاج بن یوسف نے ایک بزرگ کو پکڑ کر شیر کے آگے ڈال دیا اور لوگوں نے شیر کو بہت بھڑکایا لیکن شیر اس بزرگؒ کے پاس جب جاتا تو صرف اس کو سونگھتا شیر نے اس کو نہیں پھاڑا بعد میں اسے پوچھا گیا کہ تم نے شیروں کی طرف بالکل التفات نہ کی اس نے کہا کہ میں اس خیال میں تھا کہ آیا شیر کے لعاب پلید ہے یا نہیں اس لئے کہ شیر کے لعاب میرے بدن سے مس ہوتے تھے مجھے بالکل محسوس نہ ہوا اور نہ مجھے کچھ پتہ چلا۔ اور دوسرے نے جو اپنے آپ کو دیوانہ بنایا تھا ہمیشہ بانس پر سوار ہوتا ایک جوان نے اللہ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر میں اکہتر لوگوں سے نہ پوچھوں تو میں شادی نہیں کروں گا۔ ستر سے تو اس نے شادی کے متعلق پوچھا صرف ایک رہ گیا جو کوئی کل اس دروازہ سے آئے تو اسے پوچھوں گا تو کل جب وہ گیا تو سب سے پہلے شخص جو آیا وہ وہی دیوانہ تھا جو بانس پر سوار تھا اس نے کہا کہ میں اس سے کیا پوچھوں یہ تو دیوانہ ہے لیکن اس نے دل میں کہا کہ میں نے کہا تھا کہ دروازہ پر جو شخص آئے تو یہ آیا بس اس سے میں پوچھتا ہوں اس نے اس سے پوچھا کہ بیوی کیسی ہونی چاہئے اس نے کہا کہ میں اپنا گھوڑا باندھتا ہوں اس کے بعد کہا:

امرأة لک و امرأة لک و لغیرک و امرأة لا لک و لا لغیرک۔

پھر اس پر سوار ہوا اور چلا گیا یہ جوان اس کے پیچھے گیا اس نے کہا کہ میرے نزدیک مت آؤ پھر جوان نے اس کا مطلب پوچھا تو اس نے بتایا کہ پہلے سے باکرہ مراد ہے کہ اس نے کوئی شوہر نہیں دیکھا ہو اور دوسری عورت جو تیرے لئے بھی ہے اور دوسرے کے لئے بھی اس سے مراد بیوہ عورت ہے کہ پہلے شوہر سے فرزند رکھتی ہو اگر تم سے خوش ہو تو فبہا ورنہ وہ پہلا شوہر خیال آئے گا۔ اور جو عورت کہ تیرے لئے ہے اور نہ دوسروں کے لئے وہ وہی عورت ہے جو بیوہ ہو لیکن بے اولاد ہو یعنی عقیمہ ہو۔ جوان سمجھا کہ جواب تو ہوشیار لوگوں والا ہے اور خود دیوانہ ہے۔ یہ کیا بات ہے پھر اس کے پیچھے گیا کہ اپنا حال واضح کیجئے اس نے کہا کہ فلاں آدمی تھا قضاء خدا کے ڈر سے میں نے قبول نہ کیا اور بادشاہ کے ڈر سے خود کو دیوانہ بنایا۔ م سے مراد مباشرت فاحشہ ہے جب مرد اور عورت ایک دوسرے کے اندام کو مساس کریں بغیر اظہار تری اور بغیر دخول کے اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ م سے مراد مستی ہے جب ایک آدمی شراب اور بھنگ پی لے اور مست ہو جائے کہ رفتار میں جنبش پیدا ہو اس زمانہ میں اس پر فتویٰ ہے کہ طلاق بھنگ پینے والے کا واقع ہو سکتا ہے اور ب سے مراد بے ہوشی ہے کہ اپنے آپ سے بے خبر ہو اگر کوئی کسی کا رگ پکڑے اور وہ بے ہوش ہو جائے یا در حالت درویشانہ میں بے ہوش ہو جائے تو اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ د سے دیوانگی مراد ہے اور خ سے دوسرا خون مراد ہے اور اس کا بیان قے میں کیا گیا ہے اور ق سے مراد قہقہہ ہے کہ جو نماز رکوع والی ہو یا سجدہ والی ہو پس اگر نماز جنازہ میں ہنسے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ اگر چھوٹا لڑکا نماز میں ہنسے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ اس لئے کہ ہنسنا گناہ ہے اور نابالغ پر کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا۔

عمدۃ الاخبار میں لکھا ہے کہ چہار قسم ہنسنا وضو کو تباہ نہیں کرتا ایک نابالغ کا ہنسنا ہے دوم نماز جنازہ میں ہنسنا اور سوم کہ نماز خواب میں پڑھتا ہو اور وہ ہنسے چہارم وہ وضو جو غسل کے ساتھ کیا جائے۔ اور

ہنسنے سے نہیں ٹوٹتا اور ہنسنے کی چھ اقسام ہیں اول خندہ استبراق ہے یہ وہ ہنسی ہے جس سے پیشانی چمک جائے اور دانت ظاہر نہ ہو جائے یہ ہنسنا انبیاء علیہم السلام کی ہے۔ دوسری قسم استکشاف ہے وہ ہنسنا وہی ہے جس کے دانت ظاہر ہو جائے اور آواز نہ نکلے یہ ہنسی اولیاء کی ہے ان دو قسم سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ تیسری قسم تبسم ہے جس سے دل ملے اور آواز نہ نکلے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا چوتھی قسم ضحک ہے وہ ضحک وہی ہے کہ خود سنے اور دوسرا نہ سنے پس تبسم مؤمنان پوشیدہ ہے اور ضحک عامہ مؤمنان اور اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور وضو نہیں ٹوٹتا پانچویں قسم قہقہ ہے اور یہ وہی ہے کہ قاف سے دانت ظاہر ہو جائے خود بھی سنے اور دوسرے لوگ بھی سنے اور ہنسی گناہ گاروں کی ہے۔ چھٹی قسم استغفراق ہے اور اس سے تمام بدن لرز جاتا ہے اور یہ ہنسی کافروں کی ہے۔ ان دو قسموں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے اور قہقہ لگانا نماز کے باہر زنا کے قطار میں شمار کیا ہے اس سے بچنا چاہئے کہ گناہ کبیرہ ہے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ان لوگوں پر تعجب کرتا ہوں کہ وہ قہقہ لگاتے ہیں اور ہیبت کا دن آگے ہے اور جو فعل وہ کرتا ہے اس کو یہ احساس نہیں ہوتا کہ یہ کراما کاتبین اس سے غافل ہیں اور اپنے بڑے بڑے محلات بناتے ہیں اور وہ یہ نہیں جانتے کہ ان کا منزل قبر ہے۔

اخبار میں سے ایک خبر یہ بھی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک ولی اللہ تھا کہ اپنے لئے گھر بنا رہا تھا ایک نجومی جو دانیال علیہ السلام کی امت سے تھا اس پر گزر ہوا اس نے نجومی سے کہا کہ میری عمر کتنی ہے اس نے کہا کہ تین سو سال ولی اللہ نے کیچڑ سے ہاتھ اٹھایا اور کہا کہ یہ تین سو سال تو آسمان کے نیچے بھی گزر سکتے ہیں۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام عمر بیابان میں گزارتے تھے اور لوگوں سے نہ ملتے تھے ایک دن وہ بیابان میں سوئے ہوئے تھے کہ شیطان آکر ان کا انگوٹھا پکڑ کر ان کو اس نے جگایا

اس نے پوچھا کہ لعین تم نے مجھے کیوں جگایا اور مجھ سے کیا چاہتے ہو اس نے کہا اس لئے جگایا کہ تم کہتے تھے کہ میں تارک الدنیا ہوں اس نے پوچھا کہ میرے ساتھ دنیا کہاں ہے اس نے جواب دیا کہ جس پتھر پر سر رکھ کر تم سوئے ہوئے ہو کیا یہ دنیا سے تعلق نہیں رکھتا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس پتھر کو باہر پھینک دیا اور اپنا بازو تکیہ کی جگہ پر رکھ دیا۔

حدیث میں ہے کہ مؤمن کے لئے جتنا دنیا زیادہ ہو اس کا باطن کمزور ہوتا ہے۔ تنبیہ ابو اللیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بغیر واسطہ کے فرمایا کہ میرے دوستوں کی تین نشانیاں ہیں بدن سے بیمار ہو اور کاروبار دنیا کمزور ہو اور دل غم ناک رکھتا ہو اور جو دشمن ہیں بدن سے تندرست اور دنیاوی کام زیادہ اور ان کا دل بے غم ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی بھیجی کہ میں دوستوں کو دنیا سے ایسا محفوظ رکھتا ہوں جس طرح بیمار پانی سے۔

یہ بھی حدیث شریف ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

الدنیا شین عند اللہ و زین عند الناس و الفقر زین عند اللہ و شین عند الناس۔

دنیا اللہ کے نزدیک بری اور لوگوں کے لئے زینت ہے اور فقر اللہ کے لئے زینت اور لوگوں کے لئے برا ہے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حدیث قدسی فرمایا کہ:

فقیر آدھا دن ان مالدار جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے ہوتے ہیں جنت میں پہلے جائے گا اور وہ آدھا دن پانچ سو سال کا ہے۔

حضور ﷺ اتنا خوش ہوئے کہ اس کا دستار مبارک آسمان تک پہنچا اور فرمایا کہ میں فقیر ہوں اور میرا بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام مالدار تھے تو میں اس سے پانچ سو سال پہلے جنت جاؤں گا۔

اے عزیز جب نجاست سے پاک ہونا فرض تھا تو خباثت سے پاک ہونا بھی فرض ہے۔

صلوٰۃ ماچینی میں نقل ہے کہ غسل چھ چیزوں سے لازم ہوتا ہے۔ اول انزال منی شہوت کے ساتھ احتلام خواب میں۔ دوم آلہ تناسل کا سر ڈوبنا بغیر انزال کے اور مردہ یا مویشیوں کے ساتھ اگر انزال نہ ہو جائے تو حشفہ کے دخول سے غسل لازم نہیں ہوتا۔ سوم جب حیض بند ہو جائے کہ اس کا کم اندازہ تین دن ورات ہیں اور اکثر دس دن رات ہیں اور اگر تین دن بمقدار تحریمہ نماز کم ادا کرے تو یہ استحاضہ ہے اور اگر عادت سے دو دن بھی زیادہ ہو تو بھی استحاضہ ہے۔

فوز النجاۃ میں نقل ہے کہ:

الطہر المتخلل بین الدمین دم۔

طہر دو خون کے درمیان بھی دم یعنی خون میں شامل ہے۔

اس کا بیان یہ ہے کہ ایک عورت ہے ایک دن اس کا خون جاری ہو اور ایک دن پاکی ہو اور پھر تیسرے دن بھی خون ہو تو یہ حیض ہے اور ایک دن خون دیکھا اور پانچ دن پاکی پھر ایک دن خون دیکھا تو بھی حیض میں شامل ہے اس وعرت کا حیض سات کا ہوا اور ایک دن خون دیکھا آٹھ روز پاکی پھر ایک بار خون دیکھا یہ بھی حیض میں شامل ہے کیونکہ یہ مدت حیض کا ہے تو معنی **الطہر المتخلل بین الدمین** دم کا مطلب یہ ہے۔ اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ مدت حیض اگر تین دن ہو اگر متخلل ہوا تیسرا دن بتامہ خون ہو گا اگر ایسا نہ ہو تو پھر حیض نہ ہو گا مگر یہ کہ آخرین دنوں میں تمامہ خون ہو غروب تک یہ بھی حیض میں داخل ہے۔ اور دوسرے دن تھوڑا خون دیکھا گیا یا زیادہ یہ بھی حیض ہے اور کم مدت طہر جو دو حیضوں کے درمیان ہے وہ پندرہ دن ہیں اور زیادہ کے لئے کوئی حد نہیں ہے مگر وہ دن جو جاری ہو وہ اس طرح ہے کہ دو دن حیض دیکھا اور قطع نہ ہوا تا دس دنوں تک تو یہ دس دن حیض میں شامل ہے اور استحاضہ وہ ہے کہ پانچ دن پاکی دیکھ لی پس یہ پندرہ دن پاکی کے حکم میں ہیں۔ اور اگر

حیض کے بعد بارہ دن پاکی دیکھی اور تین دن خون تو یہ بھی پاکی کے حکم میں ہے اور اگر بارہ دن طہر دیکھا اور پانچ دن خون تو یہ بھی طہر کے حکم میں ہے۔ کیونکہ حیض کی مدت تین دن سے کم نہیں ہے اگر بارہ دن پاکی دیکھی اور چھ دن خون تو پندرہ دن طہر ہو گا اور وہ تین دن حیض استمرار ہے اگر ابتداء میں استمرار ہو تو اس دن ہر ماہ کے حیض میں شامل ہو گا اور بیس دن طہر میں۔ اور اگر عادت والی عورت ہو اور خود حفاظت نہ جانتی ہ کہ یہ دس اول کا ہے یا درمیان کا یا آخر کا۔ اور اگر دنوں کو گم کر دیں کہ کتنے ہیں اور یہ معلوم نہیں کہ وہ کونسا دس دن ہیں تو ہر پانچوں اوقات کے لئے نیا غسل کرے اور فرائض میں تین آیات سے زیادہ نہ پڑھے اور تمام مہینہ روزے رکھے ایک روایت میں ہے اکیس دن کی قضاء ادا کرے اور دوسری روایت میں دس دن قضا ادا کرے اگر ایک دن خون دیکھا اور چھ ماہ نہ دیکھا اور پھر خون ہمیشہ کے لئے جاری ہوا اور اس نے اپنی مشہور عادت کو بھلا دیا پس عدت اس کی اٹھارہ ماہ اور تین گھنٹے ہوئی اور اس کی طہر چھ ماہ ہوئی ایک گھنٹہ کم اور یہ اس وجہ سے ہے کہ مدت حمل چھ ماہ ہے پس طہر بھی چھ ماہ ہوئی اور ایک گھنٹہ کم ہو۔

چوتھی قسم: جب نفاس کا خون منقطع ہو یہ وہ خون ہے کہ بچے کی پیدائش کے بعد جاری ہو۔ اور اگر چالیس دنوں سے زیادہ خون بند نہ ہو وہ استحاضہ ہے۔ فقیر جمال الحقؒ کے والدین سے پوچھا گیا کہ اس کو استحاضہ کہنے میں کیا قید ہے اس نے کہا کہ کوئی فرض اس سے ساقط نہیں ہوتا اور شوہر کے قریب جانا اس کے لئے جائز ہے اور اگر فرزند کا سر ظاہر ہو جائے اس کا سر زمین پر رکھے یا پہلو میں چپکے سے نماز ادا کرے اور نفاس تو امین پہلے سے ہے اور اگر چالیس دن سے ایک دن بھی زیادہ گزرے اور اسی کا خون بند نہ ہو اس عورت کے ساتھ جماع کرنا جائز ہے اور روزہ بھی رکھے اور نفاس

کے کم کے لئے کوئی حد مقرر نہیں ہے اور زیادہ چالیس دن ہیں جب پاک ہو جائے تو اس کے ساتھ ہم بستر ہو اور فرائض بھی ادا کرے۔

فوز النجاۃ میں نقل ہے کہ بچے کی پیدائش سے چالیس دن تک انتظار کرنا چاہئے اور کسی عورت کی عادت معروفہ ہو نفاس میں مثلاً چالیس کے بجائے تیس دن کے بعد منقطع ہو جائے تو اگر ان تیس دن سے ایک دن بھی زیادہ گزر جائے تو اس عورت کے ساتھ جماع کرنا جائز ہے۔ اور تیس سے زائد دنوں کی نماز اور روزہ کا قضاء لائے اس طرح حیض کے لئے بھی حکم ہے اور استحاضہ یا بیماری کی صورت میں عورت ہر نماز کے لئے نیا وضو بنائے۔ اور قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور ستر بار کہے استغفر اللہ تو ستر نمازوں کا ثواب اسے حاصل ہو گا اور ناف کے نیچے والی جگہ کو بوسہ دینا منع نہیں ہے۔ اور اگر وہ تہبند میں اپنے شوہر کے ساتھ لیٹے یا سو جائے اور عورت کو چاہئے کہ حیض و نفاس میں اپنے شوہر سے دور رہے۔

پانچویں قسم غسل ہے اور اکثر لوگ اس سے غافل ہیں و الناس عنها غافلون۔ اگر کسی نے خواب دیکھا لیکن تری نہیں دیکھا تو اس پر غسل واجب نہیں ہے اور اگر خواب دیکھا اور لذت بھی محسوس کیا اور تری بھی دیکھا تو اس پر غسل واجب ہے اگرچہ وہ تری بول کا کیوں نہ ہو۔ اگر خواب دیکھا اور یاد نہ رہا اگر منی پایا تو اس پر غسل واجب ہے اور اگر کوئی اور چیز پائے تو پھر غسل واجب نہیں ہے۔ اور بعض نے کہا ہے اگر خواب میں آلہ تناسل منتشر نہ ہوا ہو غسل واجب ہے اس لئے کہ لذت سے انتشار پیدا ہوتا ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر غسل واجب نہیں ہے۔

مسئلہ: کفایت الاسلام میں لکھا ہے جو کوئی ہر رات مستانہ کھائے اور مستی کی حالت میں وہ سو جائے گا پس جنات کے بچے اس کے ساتھ وہ کام کرے گا جو عورت کے ساتھ کرتا ہے پھر صبح غسل کرے اور نماز کے لئے حاضر ہو جائے اگر ایسا نہ کرے تو جنابت میں رہے گا۔

چھٹی قسم کو نادر کہا جاتا ہے اور وہ دن ہیں جو ان سے گم ہو گئے ہو جیسا کہ گزر چکا۔

بیت:

ہر زنانے را کہ گم شود ایام — غسل باید بہر نماز مدام

جس عورت کو اپنے مقرر دنوں کا پتہ نہ ہو تو وہ مدام ہر نماز کے لئے غسل کرے۔

پس تمام غسل کے تیرہ وجوہات ہیں ان میں سے چھ فرض جو ذکر کے گئے اور چار سنت ہیں باقی رہ گئے تین تو وہ مستحبات میں سے ہیں۔

پہلا برائے نماز جمعہ نہ جمعہ کے دن کے لئے۔ کہا گیا ہے کہ اگر کسی نے جمعہ کے لئے غسل کیا اور اس کے بعد وضو کیا تو اس کے لئے چاہئے کہ دوبارہ غسل کرے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ عرش کے نیچے میں نے زندہ سرے کو دیکھا کہ اس کے ایک لاکھ سر تھے اور ہر سر میں ایک لاکھ چہرے تھے اور ہر چہرے میں ایک لاکھ منہ تھے اور ہر دہن یعنی منہ میں ایک لاکھ زبان تھے اور ہر زبان پر ایک لاکھ زبانوں سے خدا کے تسبیح و تہلیل کہتے یاران نے عرض کی یارسول اللہ اس کا ثواب کتنا ہو گا حضور ﷺ نے فرمایا کہ کوئی جمعہ کے لئے غسل کرے اور مسجد میں حاضر ہو جائے اور یہ کہے:

سبحان اللہ و الحمدللہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر و لا حول و لا قوۃ الا ب اللہ العلی العظیم۔

تو ثواب ان فرشتوں کے سروں کی تسبیح و تہلیل کا اس شخص کے لئے ہو گا۔

دوم غسل عیدین: یا آخر شب میں غسل کرے یعنی صبح صادق یا چاشت کے وقت غسل کے بعد اپنے آپ کو معطر کر کے اچھے کپڑے پہنے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہر وقت مسجد کو عیدین کے دنوں

میں معطر کرے پس قیامت کے دن تمام عرصات میں اس سے خوش بو پھیل جائے گا اور وہ پریشان ہو گا تاکہ ایک کے ناک تک یہ خوشبو پہنچے۔

سوم روز عرفہ خاص حاجیوں کے لئے غسل چاہئے۔ چہارم احرام باندھنے کے وقت غسل چاہئے۔ مردہ کے لئے غسل دیناواجب ہے اگ ایک آدمی مر جائے اور لوگ وہاں نہ ہو تو اس کی بیوی اس کو غسل دے سکتی ہے اس لئے کہ بیوی کی عدت چار ماہ اور دس دن ہیں اس کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اور اگر عورت مر جائے اور کوئی عورتیں نہ ہو تو مرد اس کو غسل نہیں دے سکتا۔ اس لئے کہ اس کے ساتھ اب کوئی تعلق نہ رہا۔ اگر اس حال دوسرے کے ساتھ نکاح کرے تو جائز ہے جب بیوی مر جائے تو قبر میں اتارنے کے لئے ان کے بھائی یا باپ اور جو زیادہ قریب رشتہ دار ہوں وہ اتار سکتے ہیں لیکن شوہر اس کو ہاتھ نہ لگائے اگر شوہر اور بیوی کو ایک قبر میں رکھے تو ضروری ہے کہ مرد کو پہلے رکھے اور منہ قبلہ کی طرف کرے اور ان کے درمیان مٹی کا دیوار بنائے تو دونوں میاں بیوی کو رکھ سکتے ہیں۔ اگر مرد عورتوں کے درمیان ہو اس کی بیوی نہ ہو یا عورتوں میں جو عورت نیک پارسا ہو اور مردوں میں جو نیک پارسا ہو ان کو غسل دے سکتے ہیں ان کا سر اور ہاتھ لے کر تیمم کی جگہ پر رکھ کر تیمم کرے اس لئے کہ مردہ کے لئے غسل ہے اور تیمم نہیں ہے اور پھر اس پر نماز جنازہ بھی جائز ہے اور کافر جب جنابت کی حالت میں ایمان لے آوے اس پر غسل واجب ہے اور مستحب ہے جب جنابت کی حالت میں نہ ہو یا کوئی نابالغ بالغ ہو جائے اگر نابالغ احتلام سے بلوغیت کو پہنچا تو اس کے لئے ضروری ہے کہ جو نماز اس سے قضا ہوا ہو اس کو ادا کرے۔

یہ بھی نقل ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ غسل طریقت کیا ہے۔ اس نے فرمایا کہ پیر کی نصیحت کو بجالانا ہر وہ پیر جو نصیحت استقامت اور مستقیم ہو شریعت پر

اور مرید کو وہ نہ سکھائے تو وہ خود گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے، ہر مرید جو پیر کی نصیحت کو بجانہ لائے اور پیر کی مراد پر نہ چلے اور اپنا مراد طلب کرے گویا کہ وہ طریقت کے جنب ہے۔

انیس العاشقین میں لکھا ہے ہر آدمی کو چاہیئے کہ اپنے مرید کو کہے کہ ایام بیض کے روزے رکھے اور اوابین نماز اور تہجد اور پانچ اوقات نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ نمازوں کو پڑھے جب مرید ان چیزوں پر مستقیم ہو جائے اور اپنے مراد کو پیر کے مراد کو سپرد کرے پھر ان کو خلوت کی ترغیب دلا کر اگر وہ چاہیئے کہ اس کو تجلیات شیطان سے محفوظ رکھے کیونکہ اکثر جاہل لوگ دیو و پری و جن کو دیکھتے ہیں اور پھر ان کی تابعداری کرتے ہیں اور کافر ہو جاتے ہیں۔ اور بعض سبع اطوار کے دعوے کرتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ سبع اطوار کیا چیز ہے اگر ذات کہے کا صفات تو کفر محض ہے۔

سید علی ہمدانی نے اپنے اوراد میں نقل کیا ہے:

یامن تقدست عن الاشیا ذاته وتنزه عن مشابهة الامثال صفاته۔

یاوہ جو اشباہ سے پاک ہے اکی ذات اور اس کی صفات مشابہت امثال سے بھی پاک ہیں۔

اس لئے کہ ہر گز ذات وصفات سے دور نہیں ہے اور خلو کے بعد اگر جانے کہ حرارت ذکر کو تحمل کر سکتا ہے وہ بھی ذکر اللہ کی وجہ سے ہو گا۔

اے عزیز محققین ہر جگہ کہ مراد کو خود آتے ہیں اور مراد حق کو فراموش کرتے ہیں اور اپنے آپ کو ایک طرف جانتا ہے کہ مراد محقق کا یہ ہوتا ہے کہ شرک کا سدباب کیا جائے۔ چنانچہ کیا گیا ہے کہ امام احمد خضرویہ نے حالت نزع میں لکھا اور وہ بایزید بسطامی کو بھیج دیا اور اس میں لکھا تھا کہ اگر آسمان اور زمین تانبے کا ہو جائے اور بارش کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہ گرے اور زمین سے کوئی گیاہ نہ اُگے اور تمام دنیا کے لوگ میرے عیال ہوں تو میرا اللہ تعالیٰ پر توکل ہے اور دل میں کوئی خیال بھی

پیدا نہ ہو اللہ پاک پر میرا یہ توکل ہے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ تو مشرک ہے اس لئے کہ یہ نفس کے بند سے ابھی تک آزاد نہیں ہوا پھر اس نے لکھا اور اسے بھیج دیا کہ تمہارا کیا حال ہے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اور بھیج دیا جب خواجہ احمد خضرویہ نے دیکھا تو اپنی جان اللہ تعالیٰ کے سپرد کی۔

تفسیر ملا یعقوب میں ہے کہ جتنی آسمانی کتب ہیں ان تمام کا جامع قرآن مجید ہے اور جو کچھ قرآن میں ہے وہ سورہ فاتحہ میں ہے اور جو کچھ سورہ فاتحہ میں ہے وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم میں ہے اور جو کچھ باسم اللہ میں ہے وہ با میں ہے حدیث قدسی میں ہے: بی کان ما کان و بی یکون ما یکون۔ تب میں جو کچھ تھا اور اب میں جو کچھ ہو گا تمام درج ہیں اور یہ بھی فرمایا ہے: ظھر الوجود۔ یعنی اللہ تعالیٰ اضافت ماسوا اللہ کو اپنی ہستی میں کیا کہ مقام واحدیت کو حرف با فرمایا اور یہاں سے چنانچہ حق تنزل ہے ارادت وحدت اور مرتبہ مذکور کو مراتب ظہور خلق میں ظاہر کیا گیا گویا کہ یہ زمانہ تمام ممکن در کنار اور جو کچھ آسمانوں میں ہیں ان کی صفات میں سے ہیں پس جو سالک اپنی طرف اضافت کرے اور پھر اپنے آپ کو متوکل کہے حقیقت میں مشرک ہے پھر اپنی بات کی طرف آیا کہ خلوت میں تمام آداب کو بجالانا اپنے آپ کو شیطان کی شرکت دور کرانا ہے تاکہ فرزند بے ادب پیدا نہ ہو کہ پہلی بار اپنی منکوحہ کو تلقین کرو کہ کوئی بات درمیان میں نہ کہوں گا کہ میں ملعون نہ ہو جاؤں اور اللہ پاک کا نام زبان پر لے یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم دخول کے وقت کی تفسیر میں میں نے پڑھا ہے کہ یہ دعا پڑھے:

اللّٰھم جنبنا و جنب الشیطان ممن رزقنا۔

یا اللہ مجھے جو عطا کیا گیا ہے مجھے شیطان کی ملاوٹ سے دور رکھ۔

پہلے دائیں ہاتھ سے بائیں پاؤں کی طرف نعل کے نیچے رکھو اور بائیں ہاتھ سے دائیں پاؤں اس کو گردن سے پکڑو اور اس کے لبوں کو منہ میں پکڑو تو گناہ سے ایسے پاک ہو جاؤ گے گویا کہ ابھی ماں سے پیدا ہوئے ہو اور جب جدا ہو جاؤ تو دونوں اپنے کو پکڑے ہوئے سو جاؤ۔ حدیث شریف میں ہے کہ مجامعت کے بعد اگر پشت کو عورت کی طرف کرو گے بیوی کے خاطر تو آسمان ہل جائے گا اور اللہ تعالیٰ سے حکم کا انتظار کرے گا کہ یااللہ فرمان دو تا بر وافتم۔ نیز سورج کی شعاع اور اند کی روشنی میں اور ستاروں اور چراغ میں مجامعت نہیں کرنی چاہئے اور کسی کو اس کی خبر بھی نہ ہو یہاں تک کہا گیا ہے کہ اگر غسل وہاں کیا جائے کہ اس کو نہ دیکھ لے یا اس کی غرغرہ کی آواز سنے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس شخص کو اپنے ساتھ شریک کیا اور حالت مجامعت میں اللہ تعالیٰ کا اسم یامصور باطن میں کہے تاکہ فرزند صالح اور نیک صورت پیدا ہو جائے۔ اور کہا گیا ہے کہ پانی وضو کا ڈیڑھ من چاہئے (من فارسی میں ۲ سیر بنتا ہے تو یہ تین سیر پانی ہوا) من دو رطل ہے اور ہر رطل بیس بہلولی ہیں اور غسل میں ایک صاع ہے اور صاع چار من ہوت ہے پس وضو میں آدھا من پانی سے استنجاء کرے اور آدھا من پانی سے ہاتھ اور چہرہ کو دھو ڈالے اور آدھا من پانی سے پاؤں کو دھو ڈالو اور اگر مسح موزہ کا ہو ورنہ ایک من پانی کافی ہے اگر مسح نہ ہو اور استنجاء کرے نیز ڈیڑھ من پانی کافی ہے غسل میں آدھا من استنجاء کے لئے اور آدھا من ہاتھ اور چہرے کے لئے اور ڈھائی من تمام بدن کے غسل کے لئے پانی استعمال کرو پہلے دائیں کندھے پر ڈالو پھر بائیں کندھے پر ڈالو اس کے بعد سر پر اور اگر ایسی جگہ ہو جہاں پاؤں کے نیچے پانی جمع ہوتا ہے تو وہاں سے ایک طرف ہو جائے اور بدن بای آدھا من پانی سے پاؤں کو دھو ڈالو اور اگر تختہ یا پتھر پر ہو شاید پہلے پاؤں کو دھو ڈالو اور اگر حالت سردی یا اضطراب کا ہو تو یہ ضروری ہے کہ منہ والا پانی سے ناک میں بھی ڈالو اور بغیر ترتیب کے پانی استعمال کرے۔

شرح اوراد شیخ شیوخ میں لکھاہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایاہے خاص اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کہ غسل میں پانی چار من ہے یعنی آٹھ کلو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اگر کسی کے اعضاء بڑے بڑے ہوں پھر کیا کریں گے حضور ﷺ نے فرمایا اس کے لئے بھی یہ چار من یعنی آٹھ کلو ہے پھر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس میں مبالغہ سے کام لیا کہ اگر اور زیادہ بڑے بڑے اعضاء ہوں اس کے لئے یہ چار من کس طرح پورا ہو گا حضور ﷺ نے ان سے اعراض فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے مجھے یہی حکم ہوا ہے باقی تم جانو۔

حکایت: کہا گیا ہے کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ پانی میں اسراف ہے یا نہ آپ نے فرمایا کہ ہے اگرچہ نہر کے کنارہ پر کیوں نہ ہو۔ اور جو نام حق میں فرمایا گیا ہے۔ بیت

ور تواے خواجہ بر لب جوئی

نیست اسراف ہر چہ میشوئی

اگر تم نہر کے کنارے پر ہو اسراف نہیں ہے جو تم خرچ کر سکتے ہو۔

یعنی اگر تین بار تم ایک اندام کے لئے پانی کو استعمال کرو گے تو اس میں کوئی بات نہیں ہے اگر تین بار سے زیادہ استعمال کرو گے تو پھر اسراف ہے اور اسراف لغت میں کسی چیز کے حد سے زیادہ استعمال کرنے کو کہا جاتا ہے اور عبادت میں اگرچہ اسراف کرو گے تو یہ بھی خدا کی شان کی دوستی کی نہیں ہے۔ چنانچہ بغیر توشہ اور سواری کے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ بیت اللہ شریف کا ارادہ کرے اور یا بغیر جماعت اور لشکر و شوکت کے خود بہ نیت غازی ہونے کے لئے کافروں کے ہاتھوں مار دے گویا کہ اس نے اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالا اور جو خودکشی کرے جنت کی بو نہیں سونگھے گا۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ (البقرۃ ۱۹۵)

اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور بھلائی والے ہو جاؤ بیشک بھلائی والے اللہ کے محبوب ہیں۔

نقل ہے کہ ایک روز حضور انور ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ شہید کا جنازہ گزر گیا حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس جہان میں دوزخی کو دیکھنا چاہتا ہے تو اس شخص کو دیکھے دوست حیران ہوئے کہ اس مرد صالح کو کس طرح دوزخی فرماتے ہیں وہ اس حیرت میں تھے کہ کسی نے اس کی خبر دی اور کہا کہ یہ شخص زخمی ہوا تھا تو درد و تکلیف کو برداشت نہ کیا اور اپنے آپ کو مار ڈالا یعنی خودکشی کر لی اکثر احادیث میں یہ بات آئی ہے کہ خودکشی کرنے والا جنت کی بو نہیں سونگھے گا۔

چنانچہ کہا گیا ہے کہ فروخت کرنے والا اگر کسی کا خاک کھائے یا کوئی ایک مشت عشر سے محفوظ رکھے یا کوئی لواطت کرے اور کچھ تاویل کرتا ہو تو اگر اس کو حلال جانا تو کافر ہوتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو عاصی ہوا اور جنت کی بو نہیں سونگھے گا۔ اور وہ اس طرح ہے کہ جب مدت پچاس ہزار سال عرصات قیامت میں اگر ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر تو ستر ہزار سال جنت اس سے دور رہے گا۔ اور جو کوئی وہاں پہنچے تو خوشبو کی انتہاء سے وہ پچاس ہزار سال وہ شخص جس پر ایک ساعت گزر جائے اس مذکورہ طائفہ کو نہ پہنچے گا۔ اور یہ ضروری ہے کہ وہ اپنا مال حرام اور ناروا کاموں میں صرف نہ کرے کہ اسراف ہے چنانچہ حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے کہ میرے بعض امتی ایسے ہوں گے کہ جنت کو دو درم سے رضا کے لئے حق نے کہا ہو نہ خریدے گا اور دوزخ کو ایک سو بیس ہزار درم پر خریدے گا کہ حق نے کہا ہو وہ اس پر چلے گا یاروں نے کہا کہ یا رسول اللہ کہ وہ کون ہیں فرمایا کہ وہ فسق و فجور اور نام

ونگ کے لئے دیتے ہیں یہاں تک کہ کہا گیا ہے کہ چند آدمی خود اتفاق کریں کہ نوبت بنوبت ہر ایک کا مہمانی کروں گا تو یہ بھی منع اور ناجائز ہے۔

کہا گیا ہے کہ مٹی کھانے والا کو زمرہ شراب پینے والوں میں شمار کیا ہے اور کھانے اور پینے میں بھی اسراف ہے کہ طعام اور پانی پیٹ میں رہے ضروری ہے کہ کھڑے ہو جاؤ گے اور طعام سے ہاتھ اٹھاؤ گے اور پیٹ بھر کر طعام کھایا اور پانی پیا تو حرام خور میں شمار ہوتا ہے بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ ہر روز ایک بار کھانا چاہئے اور دو بار سے زیادہ کھائے تو یہ اسراف ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ (الأعراف ٣١)

اور کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔

نیز حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ پانی ایک سانس میں پینے سے یہ بہتر ہے کہ تے کرو جب تم پانی کو ہونٹوں پر رکھ دو گے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہو اور جب پانی کو ہونٹوں سے ہٹاؤ گے تو الحمد للہ رب العالمین پڑھو۔ پھر بسم اللہ شریف پڑھو یہاں تک کہ تین دفعہ پڑھو اور یہ بھی ضروری ہے کہ وضو اور غسل مرد اور عورت کے لئے لادی ہے تو ان دونوں کے لئے ضروری ہے کہ جاننا اس کا فرض عین ہے اس کو سیکھو۔

فتاوی سراجی میں لکھا ہے اگر عورت نے مسئل جاننے کے لئے گھر سے باہر قدم رکھا تو شوہر کے لئے اس کو منع نہیں کرنا چاہئے اور جاننے میں وہ شرم نہ کرے تاکہ قیامت کے دن وہ شرم سار نہ ہو جائے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک دن حضور انور ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک بوڑھی عورت آئی اور مسجد کے کنارہ پر پہنچی اور ہاتھ کو باہر لبوں پر مارا اور ایک انگلی اس میں داخل کی حضور ﷺ نے

انگلیوں کو باہر لب پر خود مل دیا وہ چلی گئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ کیا تھا آپ نے فرمایا کہ یہ رموز کہہ رہی تھی اس بوڑھی عورت نے مجھ سے پوچھا کہ استنجاء کے وقت اپنی انگلیوں کو فرج میں داخل کرے یا باہر رکھے میں نے جواب دیا کہ باہر مل دے۔

منقول ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ زیادہ قوت رکھتے تھے کہ ایک رات میں چالیس بار غسل کرتے اور اگر صحبت کے وقت آذان سنتے تو کھڑے ہوتے تو بیوی کو تکلیف ہوتی حضرت بی بی زہراء رضی اللہ عنہا حضور انور ﷺ کی خدمت میں گئی اور عرض کیا یا رسول اللہ اگر کسی کا جبہ تیروں سے بھرا ہوا ہو اور تیروں کو نشانہ پر مارتا ہو تو ہر ایک کو الگ الگ لائے یا تمام کو ایک بار لائے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک بار لائے اور یہ رموز صحبت کے متعلق ہے کہ ایک بار غسل کرے۔ پھر عرض کیا کہ اگر کشتی دریا میں چلتی ہو اور ملاح اذان سنے تو کیا وہ کشتی کو چلنے سے روکے یا اپنی حالت پر رہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ کنارہ دریا پر ہو تو کھڑا ہو جائے اور اگر دریا میں داخل ہوا ہو تو چلنا چاہئے اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک بار غسل کرتے اور اذان کے وقت کھڑے نہ ہوتے یعنی جماع بند نہ کرتے۔ یہ بھی ضروری ہے غسل اور وضو میں تاخیر نہ کرے اس لئے کہ تمام سانس انسان کا زندگی میں حساب کیا جاتا ہے اور پتہ نہیں چلتا کہ کب سانس رک جائے اور مر جائے اور مرنے کے وقت غسل اور وضو میں ہو تو یہی شخص اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں سے ہو گا۔

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ (البقرۃ ۲۲۲)

بیشک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔

حدیث شریف میں ہے کہ اگر رات کو وضو کی حالت میں سو جائے تو اس کی روح کو فرشتے عرش کو لے جاتے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کرتے ہیں تو ان پر نزول رحمت ہوتی ہے اور بے داری کے وقت روح واپس آتی ہے اور اگر بغیر وضو کے سو جائے تو اس کی روح کو اوپر نہیں لے جاتے۔

اے عزیز زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں تو چاہیئے کہ تم ہمیشہ کے لئے باوضو اور غسل کے ساتھ ہو یہ دونوں جہانوں کی کامیابی کے لئے ہے۔ حضور انور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پوچھا کہ تم کو زندگی پر کتنا اعتماد ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب میں صبح کی نماز پڑھ کر امید نہیں رکھتا کہ میں ظہر کو ادا کروں گا یا نہیں۔ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ جب میں نماز ظہر ادا کروں تو عصر کی امید نہیں رکھتا حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں اگر عصر کی نماز پڑھ کر مغرب کی نماز تک امید نہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں اگر مغرب کی نماز پڑھوں تو عشاء تک امید نہیں کر سکتا حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے دوستو! میں جن نماز کا سلام ایک طرف پھیروں تو دوسری طرف پھیرنے تک امید نہیں کرتا چنانچہ میرا بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام نے عصا سے سینہ کو تھام رکھا تھا اور وہ چاہتا کہ میں بیٹھ جاؤں تو قیام کی حالت میں جان اللہ تعالیٰ کو سپرد فرمائی تو وہ ہزار سال تک کھڑا تھا بعد اس کے ابلیس لعین خاک کو تخت زرین جو اس کے پاؤں کے نیچے تھا تو اس عصا کو کھانا شروع کیا پھر سرخ چیونٹی اس عصا میں داخل ہوئے تو عصا گر گئی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس کو پکڑ کر اس کو تخت پر لٹا دیا اس زمانہ تک وہ لباس پہنا ہوا تھا اور انگوٹھی ہاتھ میں سویا ہوا ہے اور ہر طرف تخت دیوان اور پریان کھڑے تھے اور یہ گمان کرتے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام خواب فرما رہے ہیں اگر وہ جانتے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں تو وہ بھاگ جاتے اور وہ آدمیوں سے لڑتے اور تمام عالم میں بدی اور خرابی پہنچاتے۔

حضرت مہتر عیسیٰ علیہ السلام حضرت بی بی مریم علیہا السلام کے لئے گر دہ کو بریان کر رہے تھے کہ دونوں روزہ افطار کریں ابھی وہ پختہ نہ ہوتے تھے کہ حضرت بی بی مریم علیہا السلام نے جان کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر دیا کہ ان سات دنوں میں عاصف وزیر کو عنکبوت ڈس لگائے گا وہ اس سے مر جائے گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک کمرے کے مقدار شیشہ بنایا اس میں قضائے حاجت کے لئے جگہ بنا دی اور خوراک وپینے کا بھی اس میں انتظام کیا عاصف کو اس میں داخل کیا اور اس پر سرپوش رکھ دیا کہ اس میں سوئی کے مقدار کوئی سوراخ بھی نہ تھا اس کی بیوی ان دنوں میں چوکیداری کے لئے مقرر تھی ساتواں دن میں عنکبوت آیا اور شیشہ پر بیٹھ گیا تو بیوی نے جب عنکبوت کو دیکھا تو ہیبت زدہ ہوئی تو ڈنڈے سے اس شیشہ کو مارا اور وہ شیشہ ٹوٹ گیا عنکبوت اس میں داخل ہوا اور اس کو ڈنگ لگا کر وہ اس ڈنگ سے مر گیا انہوں نے جب دیکھا تو اس کو مردہ حالت میں دیکھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرعون سے چھٹکارا حاصل کیا تھا وہ چاہتا تھا کہ میں وہ روم جائے اور اس کا شکر وادی تیہ میں تھا جب رومیوں نے سن لیا تو تمام کلان کار اور بڑے بلعم بن باعور کے پاس گئے جو اس وقت کے صوفی تھے اس کو کہا کہ ہم نے ابھی تک تمہاری خدمت نہیں کی لیکن اس کے بعد ہم تمہاری خدمت کریں گے لیکن تم کو ہمارا یہ عرض ہے کہ تم دعا بد مانگو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام روم کو نہ آئے۔ اس نے کہا کہ میں اللہ کے حق پیغمبر کے لئے بددعا نہیں کروں گا۔ جتنا زور انہوں نے لگایا لیکن اس نے انکار کیا پس وہ غمگین ہو گئے اور وہاں سے چلے گئے اور رونا شروع کیا انہوں نے اپنے زنانوں کو آراستہ کیا اور لعل وجواہر سے پلیٹوں کو پُر کر کے قسما

قسم نعمتوں کو لے کر اس کے پاس حاضر ہوئیں اچھے لباس پہن کر اس کے پاس چلے گئے وہ اس کی بیوی کے پاس گئے اور یہ کہا کہ اپنے شوہر کو دعا کے لئے مجبور کرو جب اس کی بیوی نے وہی پوشاک ولباس پہن کر اس کے قریب گئی اور پھر عورتوں کا مکر تو مشہور ہے اور اس کے ساتھ دست اندازی وغیرہ ذالک آغاز کیا جب شیخ پر اشتہا غالب ہوا تو بیوی نے مجامعت سے انکار کیا وہ باہر گیا جب دوبارہ آیا تو اس نے کہا کہ شیخ دعا کرو علیٰ ھٰذا القیاس اس طرح کئی بار باہر گیا اور پھر واپس آیا عورت نے اس کو کہا کہ اگر یہ بد ہو تو دعا کے بعد توبہ کرو شیخ نے مجبور ہو کر اس کی بات کو مان لی اس کے ساتھ مجامعت کیا غسل کے بعد عبادت خانہ میں گیا اور دعا کی اس کی دعا قبول ہوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام ستر بار وادی تیہ سے کوچ کرتا اور جب رات ہوتی تو صبح دیکھتا کہ پھر اسی جگہ پر ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مناجات کی کہ یا اللہ یہ کیا معاملہ ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام آیا اور کہا کہ اس کے حق میں بلعم باعور نے دعا مانگی ہے وہ دعا قبول ہوئی ہے تو تمہیں چاہئے کہ اس وادی تیہ سے باہر نہ نکلو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو اس کا ایمان باندھا گیا پس اس نے ایک قلعہ بنایا جب نوبت حضرت داؤد علیہ السلام تک پہنچی بروز شنبہ وجمعہ کا دن تھا انہوں نے بتایا گیا کہ شنبہ یعنی ہفتہ کے دن مچھلیوں کا شکار نہ کرو اور اس سے ایک دن سے زیادہ ذخیرہ اندوزی نہ کرو چند مچھلی آتے پانی کے اوپر وہ ان کو پکڑتے اور بعض ہفتہ کے دن پکڑتے اور ان مچھلیوں کو پانی میں بند کرتے اور پھر دوسرے دن ان مچھلیوں کو نکالتے اور بازار میں فروخت کرتے اور ذخیرہ کرتے چالیس سال ایسے ہی گزرے اور تمام چھ لاکھ گھر اور بارہ ہزار خاندان مسلمان ہو گئے اور باقی تمام کافر ہوئے اس لئے کہ وہ کہتے کہ اگر وہ پیغمبر ہوتے تو ان لوگوں کے نافرمانی سے ان پر بلا نازل ہوتی تو ان کا انکار کفر تھا تو حضرت داؤد علیہ

السلام نے وہ بارہ ہزار خاندانوں کو قلعہ سے باہر نکالا عورت اور بچوں اور مسلمانوں نے ان کو دیکھ لیا تو کافر ہوئے۔

یہاں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ مسلمان مشرکوں کے ساتھ ایک گاؤں میں نہ رہے تا کہ ان کے بچے اور عورتیں کافر نہ ہو جائیں کچھ مدت حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد وہ تمام مسلمان کافر ہوئے اور بادشاہ نے خدائی کا دعویٰ کیا اور سات سو سال ان میں موت بھی واقع نہ ہوا اور نہ کوئی مرا حانظہ نام پیغمبر ان کے لئے مبعوث ہوا اور ان لوگوں نے دعوت حق کا راستہ قبول نہ کیا اور ایک آدمی اس کا امتی تھا اور وہ ایک پہاڑ پر رہتا تھا اور اس کو تین سال تکالیف دیتے تھے ایک دن جب کہ اس کا ایک امتی تھا اس نے کہا کہ ان لوگوں کے حق دعائے بد مانگو کیا ہوتا ہے حانظہ نے کہا کہ تمہاری وجہ سے تین سو سال ہوئے جب تین سو سال اور گزر جائے تب میں بد دعا مانگوں گا اس رات ستر آمی ان میں جو بڑے تھے اس شہر کے مر گئے جب ان کو صبح کے وقت بیدار کرتے وہ بیدار نہ ہوتے یہ واقعہ بادشاہ کے گوش گزار کر دیا بادشاہ نے حکم دیا کہ ان کو آگ میں جلا دو اور ان کا گوشت آنبور سے کھینچو وہ بیدار نہ ہوئے تین دن کے بعد ان سے بدبو شروع ہوا پھر کہا کہ ان کو پانی میں ڈالو اور اس کے بعد لوگوں کا مرنا شروع ہوا بادشاہ بھی ڈر گیا حکم دیا کہ ایک کمرہ بناؤ کہ اس کے چار دروازے ہوں اور ہر دروازہ میں تین ہزار جوان تیر برسائے اور اس کمرہ محل کے اوپر گنبد بنائے سونے کا اور ایک سال کا نفقہ کے ساتھ خود ان کے ساتھ اس میں داخل ہوا اور خزانہ کو بھی داخل محل کیا اور ایک سوئی کے مقدار بھی راستہ نہ چھوڑا صبح کے وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام ہیبت کے ساتھ ان کو ظہر ہوا انہوں نے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا کہ میں حضرت عزرائیل علیہ السلام ہوں انہوں نے کہا کہ ملاقات کے لئے آئے ہو یا روح قبض کرنے کے لئے اس نے جواب دیا کہ روح

قبض کرنے کے لئے آیا ہوں انہوں نے کہا کہ آج چھوڑ دو اور کل آؤ اس وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام نے قبول کیا اس لئے کہ وہ دن ان کی عمر میں رہ گیا تھا جب وہ غائب ہوا تو اس نے جوانوں کی سرزنش کی کہ کیا تم غافل تھے کہ وہ داخل ہوا اور تم نے اس کو نہیں مارا انہوں نے کہا کہ ہم نے مارنے کے تمام آلات یعنی بندوق اور تیر ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے اور نہ ہم اپنی جگہ سے ہلے تھے اس نے حکم دیا کہ حاضر باش رہو وہ کل اس وقت آئے گا اس کو مارو اور پھر وہ واپس ہوا اور اس پر وہ دن گزر گیا جب دوسرے روز میں وہ اندر تھے اور ان بارہ ہزار لوگوں کی جانیں قبض ہو چکی تھیں اور کسی جگہ انہوں نے موت سے خلاصی نہ پایا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِكْكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُشَيَّدَةٍ (النساء۷۸)

تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آلے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو۔

جہاں تم ہو تو تمہیں موت پائے گی اگرچہ تم مضبوط برج میں کیوں نہ ہو۔ اس کے بعد دریائے عمان ان پر آیا اور وہ جو وادی تیہ میں تھے ان کو غرق کر دیا اور اب تک اس قلعہ کے پتھروں کے نام ونشان غائب ہیں اور جو کشتی وہاں جاتی ہے تو تکلیف اٹھاتی ہے اور جو باقی رہ گئے تھے وہ بھاگ گئے انہوں نے حانظہ پیغمبر پر ایمان لے آئے تو وہ تکالیف ان سے اٹھ گئیں اور جو مقرر ہوئے تھے کہ حضرت داؤد علیہ السلام بارہ ہزار خاندانوں کے ساتھ باہر آئے تھے وہ بھی اس بلاء میں مبتلاء ہوئے اور جب تین دن گزر گئے شہر سے کوئی آواز سنائی نہ دی گئی۔ اور جب وہ وادی تیہ گئے اور انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا لیکن بات نہ کر سکتے تھے اور ایک دوسرے کو پہچانتے تھے تین دن تک انہوں نے کچھ نہ کھایا اور نہ پیا اور تمام کے تمام مر گئے اور ان پر بارش ہوئی اور وہاں ایک دریا میں ڈوب گئے۔

چنانچہ تفسیر کامل میں لکھاہے کہ ان کے حق میں یہ فرمایا گیا تھا:

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ (البقرة ٦٥)

اور بیشک ضرور تمہیں معلوم ہے تم میں کے وہ جنہوں نے ہفتہ میں سرکشی کی تو ہم نے ان سے فرمایا کہ ہو جاؤ بندر دھتکارے ہوئے۔

اور معلوم ہونا چاہئے کہ جو لوگ مسخ ہوئے تھے وہ تین دن سے زیادہ زندہ نہیں تھے اور قیامت کے دن وہ بصورت خوک لائے جائیں گے عذاب کے لئے اور جو مؤمن ہو گا تو ان کے گناہوں کے لئے کفارہ ہو گا پھر اپنی صورت پر لے آئے گا راحت کے لئے اور جو عوام الناس کہتے ہیں کہ یہ صورتیں منسوخہ ہوں گے اور مال زمین میں چلے جائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک دن میرا بھائی ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بیابان میں جارہے تھے ایک درخت کو دیکھا کہ وہ ایک بہت بڑا درخت تھا کہ اس کا تن سونے کا تھا اور پتے چاندی کے ایک زرین تخت پر کھڑا تھا کہ اس کے ہر طرف زر وجواہر سے آراستہ کیا ہوا تھا اور اس کا استر اور بچھونا استبرق ریشم کا تھا حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا کہ کچھ وقت کے لئے اس کے نیچے آرام کروں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں نہیں جانتا مگر یہ ملک غیر کا ہو گا ہم وہاں نہیں جائیں گے حضرت ہارون علیہ السلام بیٹھ گئے اور وہاں سو گئے حضرت عزرائیل علیہ السلام نے اس کی جان کو قبض کیا اور وہ تخت ہوا میں اڑ گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اپنے گھر تشریف لے گئے اس واقعہ کو بیان کیا لیکن کسی نے بھی اس کو قبول نہ کیا اور اس پر تہمت لگایا کہ تم نے میراث کی وجہ سے اس کو قتل کیا ہے دوسرے دن جب وہ اٹھے تو دیکھا کہ وہ تخت موصوفہ شہر کے درمیان رکھا ہوا ہے اور حضرت ہارون علیہ السلام اس پر سویا ہوا ہے تمام شہر نے اسے دیکھا پھر وہ تخت ہوا میں اڑ گیا اور لوگوں کی نظروں سے غائب ہوا۔

اے عزیز زندگی کا کوئی اعتبار نہیں تو دل کو دنیا سے نہیں لگانا چاہیئے کہ دنیا ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں ہے۔ وضو اور غسل کو جاننا چاہیئے کہ دوسروں کو اگر یہ میسر ہو جائے یہ معلوم نہیں۔

شاہ قاسم فرماتے ہیں:

بیت

این دم کہ درر کاب توام جان من ستان
ترسم کہ مرگ امان ندہد تا دمے دگر
ہر بار من کہ مردم مرجان دگر ہر دم
احسان نتوان کردن اعجاز مسیحارا

یہ سانس کہ جس پر میں سوار ہوں میری روح کو مت سنا میں ڈرتا ہوں کہ موت امان نہیں دے گا دوسری سانس تک۔

پس مراد موت سے: موتوا قبل ان تموتوا۔ کہ مرنے سے پہلے مر جاؤ۔ جب کہ تم نے اس طرف سے کہ تصرف کرنا تمہیں نہیں دیا ہے اور لاف تم خود دیکھتے ہو اور تصرف تلاطم کے پچھ وحدت میں کہ وہ آسماء اضافی ہیں تو نہنگ کے منہ میں عاجز ہے اور مغلوب اپنے آپ کو دیکھو گے تو اپنے آپ کو زندہ مت جانو کہ زندگی عارضی ہے اور عجیب ہے۔ النادر کالمعدوم نادر معدوم کی طرح ہے۔ پس ہر مراقبہ میں اپنے آپ کو اس طرح سمجھو تو گویا تم نے سو مراتب اولیاء اپنے ہاتھ قابو کئے۔ نبوت اشتہار ہے اور ولایت پوشیدگی ہے اس وجہ سے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ولایتی افضل من نبوتی۔ میری ولایت نبوت سے افضل ہے یعنی نبوت میری مخلوق کے لئے ہے اور ولایت میرا دوست کے لئے ہے۔

اس وجہ سے حضور ﷺ نے فرمایا ہے:

انا اقل من ربی بسنتین ای بصفتین ای هو القدیم و انا الحادث و هو القادر و انا العاجز۔

کہ میں اپنے رب سے دو صفات میں کم ہوں کہ وہ قدیم ہے اور میں حادث اور وہ قادر ہے اور میں عاجز۔

اور سالکوں کے لئے یہ دو اسماء اضافی سپرد کئے ہیں ایک قابض کہ اسماء جلالیہ میں سے ہے اور دوسرا باسط کہ اس کا اضافت جمال کی طرف ہے۔ پس جو کچھ عالم میں ظاہر ہوتے ہیں تمام مضرات قابض اور تمام منفعات باسط سے پہچانے جاتے ہیں پس اس کو مراتب حاصل ہوتے ہیں اگرچہ نبوت افضل ہے اور اس میں کوئی شک نہیں خواہ مخواہ شوق ولایت دوسری چیز ہے وہ جو جانتے ہیں وہ سمجھ جاتے ہیں۔

کہا گیا ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ چند ساتھیوں کے ساتھ جا رہے تھے شاعر عرب نے کہا کہ میرے محبوب کی خاصیت ہے کہ اگر مردہ کو گود میں لے لے وہ زندہ ہو جاتا ہے حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے فریاد کی کہ وہ محبوب میں ہوں کہ مردہ کو زندہ کرتا ہے اس وقت اس کے دو شاہ رگ کٹ گئے اور وہ زمین پر گر گیا اس سے بہت خون بہہ نکلا ساتھیوں میں سے ایک نے اس کے دونوں رگوں کو پکڑ لیا اور روئی اس میں رکھی اور چلے گئے۔ انبیاء علیہم السلام کا مرتبہ چوالیس اولیاء کے مرتبہ سے افضل ہے اس کے لئے معجزہ ہے اور اس کے لئے کرامت اور جو انوار ہیں از روئے شوق واشہار ہیں کہا کہ احسان نہیں کرنا چاہیئے اعجاز مسیحا کے لئے نہ وجہ افضلیت چنانچہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ریشم کا کپڑا پہنا ہوا جا رہے تھے ایک دوکاندار کے دل میں یہ گزرا کہ خاندان رسول اللہ ﷺ کے لئے اس لباس کی کیا ضرورت ہے امام الاولیاء نے فرمایا کہ اگر کوئی ایک بار مر جائے تو اس کے لئے ریشمی کپڑا مباح ہے اور میں تو ہر روز سو بار مرتا ہوں تو میرے لئے کیوں مباح

نہیں ہے دوکاندار کا ہاتھ پکڑا اور آستین تک لے گیا اندر دیکھا کہ ریشم کے نیچے اس نے ٹاٹ پہنا ہوا تھا اس کا ہاتھ اس سے زخمی ہوا۔ آپ نے اسے فرمایا: ھٰذا للحق وھٰذا للخلق۔ یہ حق کے لئے ہے اور یہ مخلوق کے لئے ہے۔

بیت

می ناب وحدت کسی نوش کرد
کہ دنیا و عقبیٰ فراموش کرد

جس نے وحدت کی شراب پی لی تو اس نے دنیا و آخرت دونوں فراموش کر دیئے۔ اولیاء کرام کا وضو یہ ہے کہ تمام ماسوی اللہ کو فراموش کر دے یہاں تک کہ اس کو اپنے آپ کی بھی خبر نہ ہو۔

کہا گیا ہے کہ گذشتہ زمانہ میں ایک دیوانہ تھا کہ جو چیز کھانے کا ملتا اس کو پکڑتا اور کھاتا اور جو کچھ منہ پر آتا کہہ دیتا اہل شریعت اس کو پسند نہ کرتے تھے کہ یہ شخص ناجائز باتیں بکتا ہے علماء نے کہا کہ تنور کو گرم کر دو اور اس کو اس میں ڈال دو اور اس تنور کے اوپر سر ڈھانپ دو لوگوں نے ایسا کیا چند جوان گئے اور پوچھا تو کیا دیکھا کہ وہ سلامت اس میں بیٹھا ہوا ہے اور اس کی طرف دیکھا کہ وہ یہ کہتا ہے کہ انہوں نے بھی کیا دونوں نے مشورہ کیا اور اس کی خدمت تیس سال تک کی وہ ہمیشہ بے خود رہتا تیس سال کے بعد وہ سکر سے خود میں آیا اس کو کہا کہ تمہارا مطلب کیا ہے کہ اس طرح دیدار وہ پھر بے ہوش ہوا کہ اول سے بھی زیادہ برا حال تھا دس سال کے بعد وہ پھر ہوش میں آیا کہ دیدار تو گم شدہ لوگوں کے لئے ہے وہ جوانان اس کی خدمت سے بیزار ہوئے۔

کہا گیا ہے کہ خواجہ کرک دیوانہ تھا کہ بھنگ فروش کی بیٹی پر عاشق ہوا لیکن وہ اس مجازی عشق میں عشق حقیقی تک پہنچا تھا اپنے آپ سے الگ ہوا تھا اور دوست سے پیوست ہوا تھا اور ماسوی اللہ سے

بے خبر ہوا تھا اور حق سے خبر دار تھا۔ ایک دن اولیاء اللہ اس کے سامنے کھڑے تھے اور وہ بھنگ کو درست کرتے تھے اس نے ایک کاسہ کو بھر کر اس کو پیش کیا کہ جلدی کرو یہ کھاؤ وہ دیوانہ کی طرح ہوئے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور جلدی وہ گھر آئے کپڑے کنیز کو دے دی کہ جلدی کر و اس کو دھو ڈالو۔ کنیز نے تمام کپڑے دھو ڈالے لیکن ایک نقطہ شراب کا باقی تھا کہ وہ زائل نہ ہوا تھا اس نے منہ سے مٹانا چاہا تو اس نقطہ کا اثر اس کنیز کے حلق میں اتر گیا تو ظاہری اور باطنی علوم اس کو مل گئے اور وہ اللہ کے دوستوں میں سے ہوئی۔ جب وہ گھر آئی اس کی حالت دوسری تھی اس کے صاحب نے پوچھا کہ یہ کیا حال ہے اس نے یہ واقعہ دوبارہ دھرایا کہ اس ایک نقطہ کی برکت سے میں نے حاصل کی وہ ولی دوبارہ آیا اس کے سامنے کھڑا ہوا اور کہا کہ اے بھائی ہر ایک کا اپنا اپنا نصیب ہے کسی پر بدگمانی نہیں کرنی چاہئے کہ ہر ناقص کے ہاتھ سے ناتمام منہیات کو قبول کرو کہ یہ گروہ دوسرے لباس میں ہوتا ہے چنانچہ اگر حاذق طبیب کسی کو زہر قاتل دے دے تو اسے کھانا چاہئے۔

یہ بھی حاذق طبیب ہیں کہ ہر کرشمہ اور جلوہ کسی کو حق سے ملاتے ہیں۔

چنانچہ حافظ شیرازی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

بیت

بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید

کہ سالک بے خبر نبود زراہ ورسم منزلہا

اگر پیر مغان کہے تو اپنے سجادہ کو شراب سے رنگین کرو کیونکہ سالک اس راہ ورسم و منزل سے بے خبر نہیں ہوتا۔

ایسا ایک اور واقعہ ہے

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک دن ایک جوان حضرت جنید بغدادی کی خدمت میں آیا اور کہا کہ اے خواجہ میں تو شکایت نہیں کرتا اور اپنے عمل کی نمائش بھی نہیں کرتا لیکن اپنی بد بختی سے اگر کچھ کہو وہ یہ ہے کہ چالیس سال ہوئے کہ میں راتوں کو زندہ کرتا ہوں اور ہمیشہ روزہ سے ہوں اور قاری قرآن ہوں اور چالیس حج میں نے کئے ہیں اور چالیس دلے کئے ہیں لیکن اولیاء کرام کے احوال سے بالکل بے خبر ہوں اور نہ مجھے اس کا معائنہ ہے شیخ نے حکم دیا کہ آج کچھ مت کرو جوان نے فرض ادا کر کے سو گیا جو اس کا مقصود تھا وہ اسے مل گیا صبح سویرے جب وہ دوبارہ خدمت کے لئے حاضر ہوا اس نے پوچھا کہ کچھ دیکھا اس نے کہا کہ ہاں دیکھ لیا جنید نے پوچھا کیا دیکھا اس نے کہا کہ جنید کو کہو کہ راہ زن کو کیوں راہ دکھاتے ہو کہ طالبان استقامت کشف و کرامت کے راستہ سے چلیگئے۔ کیونکہ میرا درگاہ تو شان استقامت ہے نہ کشف و کرامت جنید نے فرمایا کہ آپ کا عمل اس راستہ کے لئے بند باندھا ہوا تھا جب تم اپنے عمل کے پندار سے آزاد ہوئے تو حق کو پہنچے۔

نقل ہے کہ ایک دن شیخ بہاء الدین ذکریا قریشی قدس سرہ اپنا خرقہ خواجہ کرک کو بھیج دیا خواجہ نے اس خرقہ کو آگ میں ڈال دیا دوسرے روز شیخ نے ایک آدمی کو بھیجا کہ خرقہ واپس کرو تو خواجہ نے دیگ کے نیچے سے جو جل چکا تھا تو اس آگ میں تلاش کر رہا تھا کہ اس آگ سے نکالا اور اس سے گرد و غبار بھی پڑا ہوا تھا وہ شخص واپس گیا تا کہ شیخ کو دے دے اور یہ رباعی کو زبان سے تشریح کے لئے لکھ کر بھیج دی۔

رباعی:

کرک نپوشید گہی خرقہ
وز مونترا شید یکی ذرہ

خرقہ چہ پوشی چہ تراشی زسر

ازین دو کان ست ازین در گذر

کرک نے کبھی خرقہ نہیں پہنا ہے اور ایک ذرہ بھی بالوں کو نہیں تراشا خرقہ کیا پہنے گا اور بال کیوں کاٹے گا کہ یہ دوکان ہے اور یہ گذر گاہ ہے۔

دو یوانہ سے اس کی بیوی نے پوچھا کہ نماز کیوں نہیں پڑھتے اس نے کہا کہ میں ہمیشہ سے نماز میں ہوں اور کسی اشتہاء سے میں نے اپنا وضو کو نہیں توڑا ہے اور یہ میری علامات ہمیشہ نماز کی یہ ہیں کہ میرے مرنے کے بعد دفن کرنے کے وقت قبر میں تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ لکھا گیا ہے کہ اس کی وفات کے بعد کہ جب اس کو تابوت میں رکھا خواجہ کرک وہاں پہنچا اس نے کہا اے عورت یہ مقام تم سے رہ گیا اس نے سر کو اٹھایا اور کہا کہ نہیں جاتا کرک نے کہا کہ جاؤ جاؤ دفن کے بعد جب اس کو دائیں طرف قبلہ کی طرف رکھدیا دیکھا تو اس کا سر قبلہ کی طرف ہو گیا ہے اور پاؤں مشرق کی جانب ہو گئے ہیں اور اب یہی حال ہے کہ ہر مہینہ میں مجاوران قبر کو ٹھیک کرتے ہیں اور وہ ویسے ہو تا ہے اور میرے پیر و مرشد پیر دستگیر نے مجھے فرمایا کہ میں نے اس قبر کی زیارت کی ہے اور ہند کی طرف ہے۔

نقل ہے کہ ایک دیوانہ تھا کہ اپنے آپ کو برہنہ کرتا اور مسجد میں بول و غائط کرتا ایک دن وہ بیٹھا تھا کہ ایک عالم نے اسے کہا کہ کپڑے پہنو اس نے کہا کہ خاموش رہو کہ تمہارا بیٹا میں نے مار دیا۔ کوئی دوڑ کر آیا کہ تمہارا بیٹا مر گیا پس اس نے کہا: رضینا بقضائک و صبر نا ببلائک۔ یا اللہ ہم آپ کی قضاء پر راضی ہیں اور آپ کی تکالیف پر صابر ہیں۔ عالم نے پھر کہا کہ خود کپڑے پہنو اس نے کہا کہ تمہارا دوسرا بیٹا میں نے مار دیا پھر کسی نے خبر دیا کہ تمہارا دوسرا بیٹا مر گیا اس عالم کے تین بیٹے تھے اور

وہ تینوں مر گئے عالم نے پھر کہا کہ کپڑوں کو پہنو اس نے کہا کہ مُلّا کہ تینوں بیٹوں کو میں نے زندہ کیا ایک آدمی دوڑ کر آیا کہ تمہارے تینوں بیٹے زندہ ہو گئے ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ولایت ماوراء النہر میں بیس مجذوب پیدا ہوئے وہ جو کچھ دیکھتے کھا لیتے اور حرام و حلال کی تمیز نہ کرتے اور جو کچھ زبان میں آئے کہہ دیتے عالموں نے حکم دیا کہ ان کے کپڑے نکالو جب کپڑے نکالے گئے انہوں نے کچھ نہ کہا اور چند ڈنڈے اور پتھر ان پر برسائے لیکن انہوں نے کچھ التفات نہ کیا کہا کہ ان کے کان کو کاٹ دو لیکن کسی نے کانوں کے کاٹنے پر کچھ نہ کہا مگر ان میں سے ایک ان سے جدا کیا اور دوسروں کو ایسے چھوڑ دیا۔

مسئلہ: کتابوں میں نقل ہے کہ مسواک جتنا بھی چھوٹا ہو استعمال کرے جب کہ شہادت کی انگلی کے برابر ہو جائے تو اس کو کپڑے میں لپیٹ کر دفن کرو کہ روز قیامت میں عرصات کے میدان میں وہ ایک عظیم درخت بنے گا اللہ تعالیٰ کے حکم سے کہ وہ اور اس کے رشتہ دار قیامت کے دن اس درخت کے سایہ کے نیچے ہوں گے۔

وصیت نامہ امام اعظم رضی اللہ عنہ میں نقل ہے کہ جو لوگ مٹی کو طہارت کا اہل نہیں سمجھتے جب کہ پانی نہ ہو تو کافر ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ دونوں کلام اللہ کی آیت میں ثابت ہیں۔

فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا (النساء ۴۳)

اگر تم پانی کو نہ پاؤ تو پاک مٹی پر تیمم کرو۔

حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا:

التيمم طهور المسلم ولو الى عشر حجج۔

تیمم مسلمان کے لئے پاکی ہے اگر دس سال بھی اس حال میں گزرے۔

یہ تیمم وضو اور جنب اور حائضہ اور نفاسہ کے لئے مساوی ہے۔ اس میں فرض دو ضرب ہیں ایک برائے چہرہ اور دوسری بار برائے دونوں ہاتھوں کے لئے تیسرا نیت ہے اور چہارم کہ خاک پاک ہو۔ اور چار چیز سنت ہیں ہاتھ کو زمین پر رکھنا اور آگے پیچھے کرنا پھر ان ہاتھوں کو اٹھا کر ہلانا اگرچہ اس میں گرد نہ ہو اور تمام حصے کو احاطہ کرنا تیمم میں فرض ہے۔

فتاوی سراجی میں نقل ہے:

الاستیعاب شرط فی التیمم هو المختار خلافا لما ذکره القاضی الامام صدر الاسلام ولو ترک تحلیل الاصابع لایجزیه کذااذالم یتحرک الخاتم۔

استیعاب تیمم میں شرط ہے اور یہی قول مختار ہے قاضی امام صدر الاسلام کا اس میں خلاف ہے اور اگر کسی نے انگلیوں کے تحلیل کو چھوڑ دیا تو جائز نہیں جب تک انگوٹھی کو نہ ہلائے۔

پس جو نام حق میں لکھا ہے تو وہ قول بعض کا ہو گا اور تیمم محدث اور جنب میں کوئی فرق نہیں کیا ہے بلکہ ان تمام کے لئے ایک جیسا ہے تاکہ کوئی گمان نہ کرے کہ جنب کے لئے خاک میں الٹ پلٹ ہونا ہے۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ حضور انور ﷺ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ بیابان میں تشریف لے گئے تھے وہاں پانی نہ تھا آپ نے حکم دیا کہ تیمم کریں عمار نامی ایک صحابی تھا اپنے آپ کو خاک میں پھینک دیا آپ نے فرمایا: صرت حمارا امایکفیک الوجه و الذراعان۔ یعنی اے عمار یہ جو تم نے کیا یہ گدھے کا کام ہے لہذا تمہیں صرف چہرے اور ہاتھوں کا مسح کرنا ہے۔ اور یہ تنبیہ ہے نیت وضو اور غسل میں فرض ہے اگر کوئی پانی میں غوطہ لگایا بارش اس پر برسی اور اس کا تمام بدن تر ہو گیا اور اس نے منہ اور ناک میں بھی پانی ڈال دیا تو غسل اس کا ہو گیا۔

اگر تیمم برائے قرآن خوانی کے لئے کرے یا مسجد سے باہر آنے کے لئے یا بزرگوں کی ملاقات کے لئے یا برائے نماز جنازہ اس ایک نیت سے وہ نماز نہیں پڑھ سکتے جب تک اس کے نیت نہ کی جائے۔ اور اگر مٹی پلید جگہ سے ہو لیکن اس پر تین دن گزر جائیں اگرچہ سایہ میں کیوں نہ ہو تیمم ہو سکتا ہے اس لئے کہ کلام اللہ میں مٹی پاک پر تیمم فرمایا ہے۔ تو نماز اس مٹی پر ہو سکتا ہے لیکن تیمم نہیں ہو سکتا۔ ایک تیمم سے فرض اور نوافل جتنی رکعات بھی پڑھی جائیں جائز ہے اور تیمم وقت کے لئے جائز ہے جب کہ ایک میل پانی دور ہو اور میل چار ہزار گز ہوتا ہے گز جریب کے کہ وہ سات مشت ہوتا ہے اور یہ قول صحیح ہے۔ اگر اس سے کم ہو تو پھر روا نہیں اگر نماز قضاء ہو جائے جب پانی تک پہنچو گے قضاء کرو اگر بوجہ ضعف یا بیماری کی ہو اور غسل کرنا اس کو تکلیف دیتا ہو پس اس وقت بھی تیمم کریں اگر خوف دشمن کا ہو یا موسم سرما ہو اور اس کے اعضاء کو نقصان کا ڈر ہو یا کنواں ہو لیکن رسی نہ ہو یا پانی ہو لیکن رقم نہ ہو یا نزدیک ہو تو اس حالت میں تیمم جائز ہے اگر مسافر پانی رکھتا ہو لیکن اس کو ڈر ہو کہ میں پیاس سے ہلاک ہو جاؤں گا وہ بھی تیمم کریں اور نماز جنازہ کے لئے جو غیر ولی ہو اور امام کے لئے ادا کرنا روا ہے و برائے نماز عید کے لئے جائز نہیں ان کے لئے جو خلیفہ رکھتا ہو اور اگر نہ ہو تو پھر جائز ہے اور یہ زیادہ ظاہر ہے اور چند مسائل حوض کے اس مقام میں نہیں لائے اب وہ سنو۔ وہ پانی جو کھڑا ہو اور یہ یقین ہو کہ اس میں کوئی پلیدی نہیں ہے اور نہ کسی نے اس سے وضو یا استنجاء یا غسل نہیں کیا ہے تو اس کو چاہئے کہ کسی کاسہ یا برتن سے اس پانی سے لے کر دوسری جگہ استعمال کر سکتے ہیں تو یہ جائز ہے کہ اس پانی سے مستعمل پانی نہ ملے اور اگر حوض دس گز ہر طرف ہو تو اس کا حکم جاری پانی کی طرح ہے اگرچہ اس میں نجاست بھی پڑ چکا ہو مگر کہ تغیر نہ کیا ہو ایک تین اوصاف میں سے کہ وہ ذائقہ اور بو اور رنگ ہے اور اس سے مراد دس گز ہر طرف ہو جس سے سو گز بنتے ہیں مگر وہ

گِھراہواہویعنی دائرہ کے شکل میں ہو اور اگر مربع ہو تو پھر چار کونے ہوں گے اور اس کا ہر حصہ دس گز ہو گا تو یہ چالیس گز بنتا ہے لیکن اس کی چہرائی بھی دس گز ہونا چاہئے تو پھر سو گز بن جائے گا اگر طول بیس فٹ ہو اور عرض پانچ گز ہو تو اس اعتبار سے بھی سو گز بن جاتا ہے اس پر باقی قیاس کیا جائے۔

جان لو کہ گہرائی کا کوئی بات نہیں مگر وہ جو کہا گیا ہے جب پانی چلو سے لے اور پھر وہی زمین اتنا پانی پھر دے تو یہ کافی ہے اس کو چشمہ سے تعبیر کیا جاتا ہے پانی کا کنواں پاک ہے وضو اور غسل کے واسطے اور پینے کے لئے بھی۔

یہ بھی کتابوں میں ذکر ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی زیادہ عمر کنویں کے ساتھ گزری ہے اس وجہ سے اماموں نے کنویں کے مسئلہ میں فتویٰ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو معتبر مانا ہے اور تحریم شراب و بھنگ میں آپ کے قول پر فتویٰ ہے۔ اور مسائل حیض و نفاس میں حضرت امام ابو حفص کبیر کے قول کو ترجیح دیا ہے۔ اگر کنواں راستے کے کنارہ پر ہو اور بچے ہاتھوں سے پانی لے جاتے ہیں اور پھر پیتے ہیں اس سے وہ پلید نہیں ہوتا اگر ان کے ہاتھوں اور پاؤں پر نجاست غلیظہ موجود نہ ہو۔ اگر جنب کے پاؤں کنویں تک پہنچ جائیں تو بھی کنواں پلید نہیں ہوتا صرف احتراز عوام الناس ضروری ہے اور عوام الناس کہتے ہیں کہ رسی اور ڈول صاف نہ ہو تو یہ کنواں پلید ہوتا ہے۔ لیکن رسی اور ڈول پلید نہیں ہوتا ان کے ہاتھوں کے لگنے سے۔ اور اگر ان کے درمیان جھگڑا پیدا ہو جائے تو جتنے مقدار میں ہو تو ڈول آخرین اور رسی کنویں کا یہ تمام پاک ہوتا ہے اگر کنواں چشمہ دار ہو اور اس سے تمام پانی نکالنا ضروری ہوتا ہے اور اس کا نکالنا ممکن بھی نہیں ہوتا تو ضروری ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ دو سو ڈول نکالا جائے کہ ان سے ڈول کے ذریعہ پانی نکالا اور ڈول ایک صاع کے برابر ہونا چاہئے اور اگر ڈول چھوٹا ہو تو اس کو بھی صاع پر حساب کرنا چاہئے۔

فصل چہارم
دربیانِ ذکرِنماز
ذکرنماز کے بیان میں

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ (البقرة ۱۴۳) ای صلوتکم وانما یسمی بالایمان لانہ علامۃ الایمان۔

اور اللہ کی شان نہیں کہ تمہارا ایمان اکارت کرے بیشک اللہ آدمیوں پر بہت مہربان مہر والا ہے۔

اس کی تفسیر یہ ہے ایمان کا معنی نماز ہے اور صلوٰۃ کو ایمان سے مسمیٰ کیا کیونکہ یہ ایمان کی علامت ہے۔ پس معلوم ہونا چاہئے کہ نماز عین ایمان نہیں ہے بلکہ علامت ایمان ہے اور اہل کتاب کے لئے عین ایمان تھی اس آیت کی شان نزول یہ ہے کہ سات ماہ حضور انور ﷺ بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے اور وہ قبلہ بھی یہود کا تھا پس جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (البقرة ۱۴۴)

ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف۔

آپ نے مکہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھی اور بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنا منسوخ ہوا بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آیت کی نزول کے وقت حاضر نہ تھے غزا کی طرف گئے تھے جب وہ واپس آئے تو جب ان کو پتہ چلا تو وہ غمگین ہوئے کہ وہ نمازیں جو ہم نے نا سمجھی سے بیت المقدس کی طرف پڑھی ہیں ہمیں س کے منسوخیت کا علم نہ تھا تو اس کا کیا حال ہوگا تو یہ آیت کریمہ ان کے حق میں نازل ہوئی اور وجہ تسمیہ نماز کا ایمان یہ تھا کہ یہود نماز کو ایمان کہتے تھے جب بیت

المقدس منسوخ ہوا مجوس لوگ اس پر خوش ہوئے کہ محمد ﷺ ہمارے قبلہ کی طرف آئے اور یہود خفہ ہوئے پس جب ان ہر دو طائفہ کافروں کے درمیان اختلاف پیدا ہوا تو ان کے سرزنش کے لئے یہ آیت نازل ہوئی:

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (البقرة ۱۱۵)

اور پورب پچھم سب اللہ ہی کا ہے تو تم جدھر منہ کرو ادھر وجہ اللہ (خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ ہے) بیشک اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

کہ قبلہ مشرق اور مغرب یہ دونوں اس اللہ تعالیٰ کا ہے پس ہر جگہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے منہ کرتے ہو وہاں اللہ تعالیٰ کی ذات ہے تو اللہ تعالیٰ کے لقاء اور نعمتوں کے مستحق ہو۔

جان لو کہ امر کو وجہ کہا اس لئے کہ امر کرنا کسی کو بغیر مواجہت یعنی منہ پھیرنا نہیں ہوتا یہاں تک کہ کوئی کسی کی طرف منہ کرے اس کے بعد حکم کرتا ہے کہ فلاں کام کرو اور کوئی کہے کہ صفت منہ پھیرنا کسی چیز کی طرف خدا کے علاوہ جائز نہیں کیونکہ منہ پھیرنا کسی چیز کی طرف اس کے دو اقسام ہیں ایک حقیقی ہے اور دوسری حکمی پس حقیقی حیوانات میں ہے اور حکمی اوصاف باری تعالیٰ میں ہے۔ پس معلوم ہونا چاہئے کہ وجہ مر کو کہا گیا ہے نہ کہ چہرہ کو چنانچہ یعنی صوفیان شیطان سیرت و آدم صورت کو کہتے ہیں کہ ہر جانب اور ہر جگہ ہو تو وہاں اللہ کی ذات ہے اور ہر جگہ خدا ہے محض کفر ہے اس لئے کہ جگہ کی طرف نسبت کرنا خدا کو یہ محض کفر ہے۔

جان لو اے عزیز کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے کہ مثال پانچ نمازوں کی مثل پانچ نہروں کی ہیں کہ ہر ایک کے گھر جاتا ہے اور ہر آدمی اس نہر سے دن میں پانچ وقت اس نہر سے غسل کرتا ہے پس کوئی میل اس کے بدن پر نہیں رہتا پس کوئی مصلی پانچ نمازوں کی اگر کما حقہ رکوع اور سجود اور قیام و قرآت وغیرہ ذالک چھوٹے بڑے گناہوں کا کوئی اثر اس کے دفتر میں نہ رہے گا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک صحابی ایام خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر رونے لگا حضرت امیر المؤمنین نے پوچھا کہ یہ رونا کیسا ہے اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین مجھ سے گناہ ہوئے ہیں اس نے پوچھا کہ کس طرح اس نے کہا کہ گھی بازار میں فروخت کر رہا تھا ایک خوبصورت عورت میرے پاس آئی اس نے کہا کہ میں گھی خریدنا چاہتی ہوں میں نے کہا کہ یہ روغن تمہارے لائق نہیں ہے اگر تم میرے دوکان پر آتی تو تمہیں اچھا روغن دوں گا جب وہ دوکان پر آئی میں اس کو دوکان کے اندر لے گیا اور میں نے اس سے بوسہ لیا اس نے کہا کہ خدا سے نہیں ڈرتے ہو میں نے کہا کہ ہاں ڈرتا ہوں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عشاء کے وقت آؤ جب نماز کے بعد آپ نے وعظ فرمانا شروع کیا تو اس شخص نے فریاد شروع کی کہ میری مشکل کو حل کر دو حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تم نے میرے پیچھے عصر اور مغرب اور عشاء کی نمازیں نہیں پڑھی اس نے کہا کہ ہاں میں نے پڑھی ہیں حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّاكِرِينَ (ھود ۱۱۴)

بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو۔

جان لو کہ تم صغیرہ گناہوں سے آزاد ہو گئے۔

حضور انور ﷺ نے فرمایا:

اول ما یحاسب بہ العبد یوم القیامۃ بعد التوحید من الصلاۃ۔

پہلا جس کے متعلق حساب لیا جائے گا قیامت کے دن توحید کے بعد وہ نماز ہو گی۔

پس اگر تم خلاص ہو گئے حساب سے نماز ندا کرے گی کہ جاؤ اے بندہ جب حساب میں نماز درست آئی تو دوسرے حسابوں کو تم پر آسان کروں گا اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر دوسرے حساب بھی تم پر دشوار کروں گا۔ اے عزیز پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے کہ نماز نیاز بندہ ہے تو تمہیں چاہئے کہ حضور

دل سے اس کو ادا کرے اس کی خاصیت کو جان کر ادا کرو تا کہ بندہ کی نماز قبول ہو ورنہ دونوں حساب دور ہو گا۔ اور معنی اس خاصیت کا ان دس حروف میں ہے سنت واجب و فرض۔ س سے مراد سستی اور کاہلی نماز میں نہ کرے کہ یہ کام منافقوں کا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ (۴) الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ (۵) الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ (۶) وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ (الماعون ۷)

تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں وہ جو دکھاوا کرتے ہیں اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے۔

یعنی جس نے نماز کو بھلا دیا یعنی اس نے نماز گزاری لیکن اکیلا اور جلدی سے اور جب لوگوں میں پڑھتے ہیں تو پھر نماز کو جلد نہیں پڑھتے اور یہ بھی وارد ہے کہ: والریاء من الکفر۔ ریا کفر سے ہے۔ اور مراد ن سے سرہائے نفس ہے کہ وہ سات ہیں جیسے ریا و غیرت و کید و حرص وہوا و آرزو اور ضروری ہے کہ ان تمام کو نماز سے باہر نکال دے یعنی دل میں بھی نہ لائے تا کہ یہ قبول ہو جائے اور مراد ت غیر اللہ سے توبہ کرے اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسی کرے کہ گویا تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو ورنہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔ اور مراد واؤ سے ویل ہے یعنی دوزخ میں ایک کنواں ہے کہ چالیس ہزار اس کی گہرائی ہے اور وہ خون اور پیپ گناہ گاروں سے پُر ہو گا اور یہ وعید برائے مسلمانوں کے لئے غافل ہونا مراد ہے پس نمازی کے لئے ضروری ہے کہ نماز میں اس کو ذہن میں رکھے تا کہ وہ نماز میں غافل نہ رہے۔ مراد الف سے اللہ کی پہچان ہے کہ وہ تمام کاموں کا کارساز ہے کہ تمہیں عدم سے وجود میں لے آیا اور قابل شہود بنایا اور مراد ج سے جہد و کوشش تمام ہے کہ وہ نماز اور اللہ تعالیٰ کی عبادات میں کرے اور بندہ مکلف فاعل مختار ہے۔ اور مراد ب سے بدی اور خلاف نفس کام کرنا ہے کہ حدیث

شریف میں ہے کہ ہر دشمنی میں جب تم نیکی کروگے تو اس سے صلاحیت آئے گی سواء نفس کے کہ جتنی نیکی اس کے حق میں کروگے وہ خلاف پیش ہوگی: لقولہ علیہ السلام شر النفس اشد من شر الشیطان۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ نفس کا شر شیطان کے شر سے زیادہ ہے۔ اور مرادف سے دل کو ماسوی اللہ سے فارغ کرنا ہے جب تکبیر تحریمہ سے ہر ظاہری فعل کی حرمت ہے ہم چنان ہر خطرہ ماسوی اللہ حرام جانتا ہے اور مرادر سے راحت لینا ہے یاد خدا سے جیسے نماز یاد خدا ہے پس نماز اس کے لئے راحت ہوگی۔ اور مراد ض سے نماز کو ضائع نہ کرنا ہے یعنی نمازوں کو ضائع مت کرو نماز وقت سے ضائع ہو جاتی ہے کہ نیت سے پیوست تکبیر یا متصل یا منفصل اپنی جگہ ادا نہ کرے کہ فلاں نماز ہے اور مقتدی کہے کہ امام کے پیچھے ہے اور آخر میں حضور میں آجائے کہ میں نے فلاں نماز ادا کی ہے تو اس نے یہ اپنی جگہ نہ لایا بلکہ ضائع کیا نماز کو حضور ﷺ نے فرمایا ہے جو کوئی یہ دس خاصیتیں دل میں نہ لائے وہ منافق ہے اگرچہ نماز بھی پڑھے لیکن دوزخی ہے۔

پس اے عزیز تمہیں ضروری ہے کہ نماز میں زیادہ کوشش کرو اس لئے کہ قیامت کے دن نماز کی وجہ سے درماندگی اور سختی زیادہ ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ (٣٨) إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ (٣٩) فِي جَنَّاتٍ يَتَسَاءَلُونَ (٤٠) عَنِ الْمُجْرِمِينَ (٤١) مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ (٤٢) قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ (المدثر ٤٣)

ہر جان اپنی کرنی میں گروی ہے مگر دہنی طرف والے باغوں میں پوچھتے ہیں مجرموں سے تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے۔

حدیث شریف میں ہے:

من لا صلوٰۃ لہ لا زکوۃ لہ۔

جس کی نماز نہیں اس کی زکوۃ نہیں ہے۔

جب معراج شریف کی رات حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ یا اللہ قرآن میں سات سو جگہ نماز کو زکوٰۃ کے ساتھ یاد کیا ہے اس کی وجہ کیا ہے اگر ایک جگہ بھی ہوتا تو کافی تھا حضور ﷺ نے آواز سنی کہ اے محمد ﷺ اپنے بندوں کے لئے اس سے بہتر کوئی عمل نہیں دیکھا تو اس وجہ سے میں نے اس کو بار بار مکرر کیا اور ایک وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی قصداً نماز کو ترک کرے چھ ہزار پانچ سو سال دوزخ میں بندی ہوگا اگر لوگ جمع ہوں اور ان میں فرق کرنا کہ یہ مسلمان ہے یا کافر تو وہ صرف نماز ہے کہ مسلمان نماز پڑھتا ہے اور کافر نہیں پڑھتا۔

اس لئے کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے:

لا فرق بین المسلم و الکافر الا بالصلوٰۃ۔

مسلمان اور کافر کے درمیان فرق نماز سے ہے۔

نماز چھوڑنے سے تب کافر ہوتا ہے کہ وہ اس ترک کرنے کو حلال جانے چنانچہ اگر جنگ میں لوگ مر گئے ہوں تو مسلمان اور کافر کے درمیان فرق نہیں کیا جا سکتا تو دیکھا جا سکتا ہے کہ اگر سبلت نیچے ہو تو مسلمان ہے اور اگر دراز ہو تو کافر ہے۔ اور زکوٰۃ کے مانعین کے لئے قیامت کے دن ان کا مال وزر اور چاندی سے تختے بنائیں گے اور آگ پر گرم کریں گے اور ان کے پہلو اور پشت کو ان تختوں سے داغ دیں گے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ (۳۴) يَوْمَ يُحْمَى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ (التوبۃ ۳۵)

اے ایمان والو بیشک بہت پادری اور جوگی لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لئے جوڑ کر رکھا تھا اب چکھو مزا اس جوڑنے کا،، مفتاح الجنان میں لکھا ہے کہ اگر ایک درہم زکوۃ سے غنی کے گھر میں رہ گئے ہو تو بیس فرسخ اور بارہ کروہ میں اگر کوئی فقیر بھوک سے مر جائے تو وہ غنی اس کے خون میں شریک ہو گا اور مواشی کے حق میں یہ لکھا ہے کہ اگر زکوۃ مواشی سے نہ لیا جئے تو کل قیامت کے دن جو پچاس سال کا دن ہے غنی لوگ اس گرم زمین پر ہوں گے اور مواشی ان پر سرگین بھی نہیں ڈالے گا جب تک کہ وہ غریب لوگ ان پر نہ گزرے اور پہلے غریب لوگ دوبارہ ان سے ملے اور ان کو سم سے خشخاش کی طرح کچل دیں گے اور ہر مواشی بڑے پہاڑ کے اندازہ کے ہو گا۔

حدیث شریف میں ہے کہ چند اشخاص گمان میں مسلمان ہوں گے ورنہ وہ کافر ہیں۔

اول مانع زکوۃ کہ حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

من لا زکوۃ لہ لا صلوٰۃ لہ۔

جس کا زکوۃ نہیں تو اس کی نماز بھی نہیں۔

(۲)اکل الربوا۔ سود کھانے والا۔

(۳)وہ جو اپنی بیوی سے لواطت کرے۔

(۴)وہ جو امیر سے ناحق کوئی گرفتار کرے۔

(۵)وہ جو دار حرب میں اسلحہ کافروں پر فروخت کرے۔

(۶)وہ جو کسی پر دعویٰ کا حق جانتا ہو اور قاضی کے بجائے رسم جہال کی طرف پیش کرے۔

(۷)وہ جو ہمیشہ شراب خانہ کی حفاظت کرنے والا ہو۔

(۸)باج لینا جو مالک نصاب اور غیر نصاب سے بغیر پوچھے کوئی چیز لینا۔

(۹)اور بادشاہ اسلام سے باغی جو اس سے خوش نہ ہو۔

(۱۰)تارک نماز قصداً اور ایک روزہ کا کھانا نولاکھ سال دوزخ میں قید ہوں گے۔

جان لو کہ روزہ کے لئے تین فرائض ہیں:

پہلا فرض نیت۔

دوسرا فرض وقت اس کا صبح صادق سے غروب آفتاب تک سمجھنا۔

تیسرا فرض اپنے آپ کو جماع اور کھانے اور پینے اور ہر چیز جو کھائی جاتی ہے یا دوا کے طور پر استعمال ہوتی ہے اس سے بچنا۔

جان لو کہ روزہ میں تین خوشیاں ہیں:

اول جس وقت روزہ افطار کرتے ہو اور وہ اجابت دعا بھی ہے۔

دوم دوزخ کی آگ کے لئے ڈھال ہے۔

سوم اس کا بدلہ خود ذات اللہ تعالیٰ ہے۔

جاننا چاہیئے کہ افطار روزہ غروب کے بعد کہ سورج بالکل غائب ہو جائے تب افطار کرے۔

معرفت المذاہب میں لکھا ہے کہ بارہ فریق روافض کے اس پر متفق ہیں کہ افطار اس وقت کرتے ہیں کہ ستارے آسمان سے پُر ہو جائیں تو اس وقت وہ مغرب کی نماز ادا کرتے ہیں تو ان کے ساتھ تشبیہ نہیں دینی چاہیئے۔

قبولیت کے لئے دو چیزیں ہیں اول صدقہ فطرانہ کا دینا جو صاحب مالک نصاب ہو اور نامی مال اس میں شرط نہیں ہے۔(نامی وہ مال ہے جو بڑھتا اور گھٹتا ہے) اگر کسی کے پاس دو تلوار اور دو ترکش اور دو کمان اور دو کتاب اور دو گھر اور دو سرائے ہوں ایک اس کے استعمال کے لئے ہے اور دوسرا بیع کے لئے پس اگر تمام مال دو سو درم کے برابر ہو تو اس پر صدقہ فطر لازم ہے پس صدقہ فطر ادا کرے غلام اور آزاد اور بچوں کے لئے اور ہر آدمی پر آدھا صاع ہے اور وہ دو من چالیس بہلولی ہوتا ہے اور دو من اسی بہلول بنتا ہے اور جو سے چار من دینا چاہیئے (من فارسی میں تقریباً کچھ اور دو سیر کا ہوتا ہے) اور جو آدمی صدقہ فطر کو منع کرتا ہے تو اس کے قبر میں سانپ اور بچھو پیدا ہوں گے۔ دوم بیس رکعات تراویح دس سلام سے ب جماعت ادا کرے یہ سنت ہے اور ختم قرآن بھی اس میں سنت ہے ضروری ہے کہ ہ رکعت میں دس آیات پڑھے جیسا کہ سورہ والضحیٰ ہے تو ختم کا ثواب ان کو ملے گا۔

انیس الواعظین میں ہے اگر کوئی سورہ فیل سے آخر قرآن تک پڑھے سستی پیدا کرنے والا ہو گا اور قیامت کے دن ماخوذ ہو گا۔ اگر تمام لوگ تراویح کو ترک کرنے پر متفق ہو جائیں بادشاہ اسلام کے لئے ضروری ہے کہ اس علاقہ سے جنگ کرے اور تاراج کرے جان لو ای عزیز جب نماز کا وقت ہو جائے تو درست عقیدہ سے ظاہر و باطن کو ماسوی اللہ سے پاک کر دیں اور غیر اللہ کو دل میں جگہ نہ دیں۔

چنانچہ شیخ المشائخ والاولیاء رئیس سالکان غواص زمان کہف امان شیخ عثمان ہارونی قدس سرہ اور پیر قطب الاقطاب حضرت شیخ جامی شریف زندوسی نے روایت کئے ہیں کہ جو امام یہ جانے کہ اس کے دائیں طرف زید ہے اور بائیں طرف عمر ہے تو سالکوں کے نزدیک نماز بے روح کی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا ہے:

الصلوٰۃ معراج المؤمنین من لا صلوٰۃ له لا معراج له۔

نماز مؤمن کے لئے معراج ہے اور جس کی نماز نہیں ہے اس کی معراج بھی نہیں ہے۔

چونکہ نماز موٴن کے لئے باطنی معراج ہے اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے لئے ایک سیڑھی ہے پس اس کو حضور سے ادا کرنا چاہیئے اپنے آپ کو مراتب اور معیت میں نہیں دیکھنا چاہیئے چنانچہ حضور انور ﷺ معراج ظاہری میں نور کے حجابات نور سے گزرے آواز سنی کہ یا محمد (ﷺ) خدا تمہاری نماز میں ہے یعنی سبوح وقدوس میں ہے اور ان کو صفات سلبی کہتے ہیں کہ پروانہ عقل اور وہم اور خیال کا اس کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ حضور انور ﷺ عرش تک اوپر پہنچے تو ایک قطرہ از جزیات الوہیت یعنی شراب وحدت آپ کے حلق میں ڈالے گئے تو آپ کے شعور حجری زیادہ ہوا اول ستر ہزار نور کودی اور آسمانی رنگ اور نامحدود کہ سالک لوگ اس کو پردہ ہائے نفس کہتے ہیں اس سے گزر گئے۔ تن سے دل کی طرف مراتب مذکور دیکھے جب دل خدا تک پہنچا جو کہ محل اخذ معرفت ہے ستر ہزار پردے عقیق رنگ کے کہ ان کو مراتب قلبی کہتے ہیں مشاہدہ کئے اور جب دل سر کی طرف ہوا تو ستر ہزار پردے سرخ رنگ کے جو نہایت صاف تھے دیکھے اور سر یہ مراتب ہے روح خفی کی طرف ستر ہزار پردے سفید دیکھے جب خفا سے خفا تک پہنچے تو ستر ہزار پردے سبز رنگ کے مشاہدہ کئے یہاں وجود کی نفی تھی جب اخفیٰ سے فردانیت سے گزر گئے تو ستر ہزار پردے سیاہ رجنگ کے

مشاہدہ کئے کہ وہاں نشان نبوت اور شعور انانیت واشارات خالقیت مضمحل ہوئے پس سبوح قدوس یہ معنی رکھتے ہیں کہ عبادت اور اشارت میں اس کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے۔

یعنی سرور انبیاء وبرہان اصفیاء وتاج اتقیا محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو جب اشارہ ہوا کہ قربت حق میں کسی کو تصور بہ تشخیص نہ کرے اور قربت جسم بحق کفر محض ہے بلکہ یہ قربت مراتب ہے نہ بجسم اور حضرت کے لئے بمراتب اور پردہائے مذکور معراج میں باطنی طور تھے اور معراج شریف کے بعد ظاہری: ولقد راہ بالافق المبین۔ اور بے شک اس نے افق مبین میں دیکھا تھا۔ یعنی جب افق املاک میں پہنچے بہ تشخیص مبارک اپنے یعنی وہ شخص بالا عرش منع ہوئے سر جسم پس مراتب مذکور کہ نفس ودل وفواد وسر وروح وخفی واخفیٰ ہے سیر مع اللہ ہوگئے اور یہ پردوں کے اطلاق ذات وصفات حق کے لئے نہیں ہیں کہ اس کو عالم نور وحجاب کہا جاتا ہے اگر میاں سالک مسلوک اور نور محمدی وغیرہ ذالک من کلامھم کہا جاتا ہے۔ اور ہر پردہ ان پردوں سے ستر ہزار مقدار اس جہان کے ہیں۔ از روی نمائش افق املاک میں یعنی وہ جگہ جو کثیفات نمائش رکھتے ہیں اور جب ستر ہزار برابر اس دنیا کے دیکھے جاتے ہیں پس اگر کوئی شمول ان کی طرف نظر کرے تو ہر چیز میں امتیاز اور اتحاد نہیں رکھتا پس یہ نامتناہی ہے اس لئے کہ جو اولیاء کرام دیکھتے ہیں وہ عین عالم کثیفات میں ظاہر ہوتے ہیں اور وہ خارج کثیفات سے نہیں ہوتے اور یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ جب ذات وصفات باری کے نامتناہی اور نامحدود ومحیط جملہ ممکنات بغیر اتصال اور انفصال کے تو یہ پردے بھی اسی طرح ہیں اور مراتب اطوار حق تنزل فرما کر ایک دوسرے کے ساتھ آمیزش نہیں رکھتے۔

اے عزیز جب تم قبلہ کی طرف منہ کروگے شاید کہ قبلہ کی طرف منہ کا پانی بھی نہ ڈالے شرح مشارق میں لکھا ہے کہ اس وقت اللہ کے لئے منہ کرکے نماز پڑھنا ہے یعنی اس کے حکم سے گویا بوجہ

حق منہ میں پانی ڈالناہے اگر منہ کا پانی زیادہ ہو تو بائیں کندھے کی طرف ڈالناچاہئے اس لئے کہ شیطان پیچھے سے وسوسہ ڈالتاہے پس گویا کہ شیطان کے منہ پر مارناہے۔

اور یہ آیت کریمہ پڑھے:

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ (الأنعام ۷۹)

میں نے اپنامنہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان وزمین بنائے ایک اسی کا ہو کر اور مَیں مشرکوں میں نہیں۔

گویا تحقیق یہ جان لو کہ باطن کو میں نے ماسوی اللہ سے صاف کیا اور معراج باطنی کو حق کے ساتھ ملایا اور دل کو غیر اللہ سے خالی کر دیا تا کہ دل کا معراج اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو کہ مراتب ان لوگوں کو پہنچو گے کہ انہوں نے اپنا سر غیر اللہ سے خالی کیا ہے اور باطنی طور سے وہ حق سے ملے ہوئے ہیں۔

جب ہاتھ کو اٹھائے تو اللہ اکبر کہو اگر تم ہاتھ دھونے کے وقت کہو گے تو یہ نیت دل کا نقیض ہو گا گویا کہ اللہ کو پس پشت کیا اور جب ہاتھ دھوتے کہو گے گویا ثبوت اللہ کا کیا اور ماسوی اللہ کی نفی کی اور یہ بھی ضروری ہے کہ حضور تام ہو چنانچہ سالک محقق خود کو درمیان کعبہ وحدت کہ مولود ذات محمد ہیں جانے اگر ایسانہ ہو تو عوام الناس خود کو بطرف کعبہ کہ مولود ذات محمد ہے جانتے ہیں۔

خواجہ فرید الدین عراقی اس حدیث کے معنٰی میں تاویل کرکے فرمایاہے:

احدی رکعۃ مع المسواک افضل من سبعین رکعۃ بغیر سواک۔

ایک رکعت جو مسواک کیاہو بہتر ہے ستر رکعات سے جس میں مسواک نہ کیاہو۔

پس اس نے فرمایاہے کہ ایک رکعت اللہ کے لئے کہ تم درمیان میں نہ ہو افضل ہے ستر رکعات سے جو کہ تم نے خودی کے ساتھ پڑھے ہوں۔

جان لو نیت شرعی مقرر ہے اس کے تین اقسام ہیں:

اول متصل کہ تکبیر نیت سے متصل ہو۔

دوم منفصل وہ جو نیت کرنے والا بعد نماز کے منافی کوئی چیز درمیان میں نہ لائے اور تکبیر کہے۔

سوم جو کہ نیت تکبیر تحریمہ کے مطابق ہو جس طرح انگوٹھی انگلی میں اگر نیت محققات کہ مبادی اس کا ہے نہیں جانتا ہو ان الفاظ کا سمجھ جو نماز میں پڑھے جاتے ہیں۔

میں نے بھی چاہا تھا کہ تکبیر سے لے کر سلام تک تمام کلمات کے معانی لکھ دوں لیکن میں نے اپنی کتاب ارشاد المریدین میں وہاں تشریح کی ہے یہاں میں نے سکوت کیا اور یہ ضروری ہے کہ افتتاح کے بعد قرآت شروع کر دے اور خود حساب گاہ کے مقام پر حاضر جانے اور قرآت ایک ایک کلمہ جب پڑھو گے تو یہ حساب اللہ کے ساتھ ہو گا جب تم قرآت کو غلط پڑھو گے گویا تم نے حساب میں غلطی کی۔

رسالہ شیخ المشائخ قطب الاقطاب قطب الدین بختیار اوشی چشتی قدس سرہ نے فرمایاہے کہ اگر غیر المغضوب کو ذال معجمہ سے پڑھو گے تو دنبے کو کہا جاتا ہے اور اگر بظاء سے پڑھو گے اونٹوں کے پالان کو کہا جاتا ہے پس بہر دو تقدیر نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

ترغیب الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی اللھم صل سین کے ساتھ پڑھے اس کی نماز تباہ ہو گی اس لئے کہ اسل تیغ نکالنے کو کہا جاتا ہے۔ تو کفر کا ڈر ہے اور اگر دعائے قنوت میں نثی کو سین سے

پڑھو گے تو نماز تباہ ہو گی کیونکہ ثنا سے ثناء ہے اور سین سے معنٰی فراموش کرنا ہے اور اگر بجائے ثم سم پڑھو گے نماز فاسد ہوتی ہے اس لئے کہ ثم برائے تعقیب کے لئے ہے اور سم زہر قاتل کو کہا جاتا ہے۔

اور جب آہستہ قرآت پڑھتے ہو تو اتنا آہستہ پڑھو کہ تم خود سنو کہ قرآت میں طلاق یا غلام کا آزاد ہونا یا قسم واستثناء ہو اور تم خود نہ سنو گے تو یہ معتبر نہیں ہے اور اس واقعہ کو نہ سنو گے پس قرآت سخت ترین نماز ہے اور قرآن کو مخارج کے طریقہ سے پڑھنا چاہیئے قرآت کلام اللہ بقدر امکان کے متعلق میں فرزند عبدالکریم کے التماس سے بیان کروں گا۔

جان لو کہ خلیل ابن احمد قدس سرہ نے مخارج حروف کا بیان ہمزہ حلق سے جو سینہ کے قریب ہے ہ قریب حلق سے یہ ہمزہ سے اوپر ہے۔ عین گلے سے نیچے اور ح اوپر گلے سے اور غ ان دونوں سے اوپر اور خ یہ تالو کے قریب ان چھ حروف کو حروف حلقی کہا جاتا ہے۔ اور تجوید میں کہا گیا ہے کہ مخصوص سورہ فاتحہ میں اگر کسی نے ب کو تبدیل کیا یا برعکس عمل کیا اس کی نماز فاسد ہو گی اور اذان میں اگر کوئی لا الہ الا اللہ اس طرح پڑھے کہ حلق کو خبر نہ ہو اگر ایسا نہ ہو تو اس کو کفر کہا گیا ہے۔ اور ح کو تمام حلق سے نہ پڑھے۔

تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک دن حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ امامت کر رہا تھا اور اس وقت حضرت امام حسن بصریؒ روم کی طرف تشریف لے گئے تھے اقتداء کیا حبیب عجمیؒ نے الحمد کو الھمد سے پڑھا امام صاحبؒ نے اس سے الگ ہو کر تنہا نماز پڑھی۔ ایک دن اس کو وجد درویشوں کا پیدا ہوا اور فرمایا کہ اے رب کہ تم مجھ سے زیادہ نزدیک ہو ہاتف نے آواز دی کہ میری قربت حاصل کرنا ترک کیا امامؒ نے فرمایا کہ نماز حبیب کے پیچھے کیوں نہ پڑھنا اس کا دل بشریت سے پاک ہوا تھا اور تم خودی میں ڈوبے تھے۔

چنانچہ مناقب میں نقل کیا ہے کہ جس جگہ اللہ کا کلام پڑھا جاتا ہے حبیب کو شوق اور وجد پیدا ہوتا ہے اسے کہا جاتا ہے کہ عجم کو شوق کلام ہے اور اللہ کا پڑھنا نہیں جانتا۔ آپ نے فرمایا لسانی عجمی و قلبی عربی میری زبان عجمی ہے لیکن میرا دل عربی ہے۔ جان لو کہ یہ حکایت مفتی علیہ کے لئے نہیں ہے اگر جائز ہوتا تو امام نماز جماعت کو ترک نہ کرتا اور یہ حال درویشوں کا ہے کہ باطن کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور نادر میں پڑ جاتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ:

النادر کالمعدوم۔

نادرات معدوم کی طرح ہیں۔

اور عام لوگوں کے لئے فتویٰ اسی پر ہے کہ حروف کا ادا کرنا فرض ہے چنانچہ اگر ایاک نعبد و ایاک نستعین میں شد کو چھوڑ دیں اس کی نماز فاسد ہوتی ہے۔

نقل ہے کہ قاضی حمید الدین ناگوری امام ہوا اور شیخ قطب عالم قطب الدین اوشی اور معین الدین سنجری اور بہاء الدین ذکریا قریشی قدس اللہ اسرارہم نے بھی اقتدا کیا اور تمام ایک پاؤں پر کھڑے ہوئے یہاں تک کہ قاضی نے تمام قرآن کو ایک رکعت میں ختم کی اور تمام سجدے اور تلاوت کے سجدے و نماز کو بجالایا پھر اس کے بعد بائیں پاؤں پر کھڑا ہوا اور دوسری بار پھر دو رکعات میں قرآن مجید کو ختم کیا جس طرح پہلے پڑھا تھا فراغت کے بعد مناجات میں مشغول ہوا کہ یا اللہ حق شناخت تمہاری ہے اور عبادت کا مستحق بھی تم ہو میں نے کچھ بجانہ لایا ہاتف نے آواز دی کہ اے محبان کما حقہ عبادت تم نے کی اور تم نے کما حقہ اللہ کو پہچانا اور میں نے تمہیں بخش دیا اور تمہاری تابعداری کرنے والے بھی میں نے بخش دیئے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ قاضی شہاب الدین ناگوری وفات پاگئے اس کو دفن کیا گیا منکر و نکیر اس کے پاس آئے اور سوال کیا کہ من ربک تمہارا رب کون ہے قاضی صاحب نے فرمایا کہ یہ کونسا من

ہے چونکہ فرشتوں کو علم نحو کا علم نہ تھا اور اسی طرح علم حقیقت بھی نہیں ہے وہ حیران رہ گئے اور واپس ہوئے اور مناجات میں مشغول ہو گئے کہ یا اللہ تمہارا بندہ کیا پوچھتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو خطاب بمع عتاب ہوا کہ ایسے ہزار بندوں سے من کے متعلق پوچھتے ہو اور وہ جواب دیتے ہیں اور تم سے میرے ایک بندہ نے پوچھا تو تم نے جواب نہیں دیا انہوں نے ذاری کیا حکم ہوا کہ گزرے ہوا کے پاس پھر نہیں جاتے۔

نقل ہے کہ ایک دن قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگرد شیخ قطب الدین بختیار اوشی چشتی کے ساتھ مباحثہ ہوا کہ آخر کلمہ شہادت میں عبدہ ورسولہ مطلق ہے شیخ قطب الدین نے کہا کہ نہیں اور اس وقت کا بادشاہ مرید قطب الدین کا تھا اور وہ بھی حاضر تھا جب کتب میں دیکھا تو حق بجانب قاضی صاحب تھے اور شیخ نے لوح محفوظ میں دیکھا تو وہاں مطلق نہ تھا قاضی نے قبول نہ کیا اور کہا کہ خدا نے بھی آپ کا ساتھ دیا اور آپ کے لئے طاء کو اپنے حال سے ہٹایا اس لئے کہ کتب میں جھوٹ واقع نہیں ہے بادشاہ نے اعراض کیا کہ عجیب قاضی ہے کہ لوح محفوظ کو بھی قبول نہ کیا قاضی صاحب پر صفات جلالیہ نے اثر دکھایا جیسا کہ شیر غراتا ہے اس کا غصہ اور بھی تیز ہوا جیسا کہ بجلی کی طرح چمکا اور پاؤں پر چلنے لگا تو شیخ نے اس کے جوتے سیدھے کئے اور اس کے پیچھے دیکھا تو قاضی صاحب نے بیابانکا راستہ لے لیا یہاں تک کہ پانی اس کے سامنے ظاہر ہوا اس جوتوں سے پانی میں چلا گیا تو شیخ قطب الدین نے اس کا دامن پکڑا اور اپنے دامن کو پانی سے تر کر دیا اور باقی گرد آلود رہا جب کچھ مسافت وہ گیا قاضی صاحب نے کہا کہ میرے دامن سے اپنا ہاتھ ہٹا دو کہ بادشاہ کا تخت نیچے کروں شیخ نے کہا کہ بادشاہ آپ کے سر پر فدا ہو فقیر پر رحم کرو اس نے کہا کہ تم بھی سات دن تک جانا چاہتا ہو اس نے کہا کہ میری عمر تم پر فدا ہو میری طرف ایمان کی نظر کرو اس کے بعد قاضی نے کہا کہ

ایمان تمہارا امان حق میں ہو گا جب شیخ اپنے گھر آئے تو بادشاہ کو مردہ پایا اور سات دن کے بعد شیخ بھی وفات پاگئے اس حکایت سے مطلب یہ تھا کہ ہر آدمی پر لازم ہے کہ تلاوت کے وقت شد اور مد اور فہم کا خیال رکھے۔ پس مخرج ق اور ک تالو میں ہے اور ان دونوں کو لیتے کہا جاتا ہے اور لیت تالو کو کہا جاتا ہے ج وش وی زبان کے درمیان بولا جاتا ہے اس کو شجری کہا جاتا ہے اور ض معجمہ اور ل کو حافی کہا جاتا ہے اور حافی کنارہ یعنی کنارہ زبان کو جبڑے کے دانتوں سے بائیں جانب کو لے جاؤ اور گیارہ حروف زبان کے سر کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ ذ معجمہ اور ظاء ان حروف کو شفویہ کہا جاتا ہے یعنی نیچے دانتوں کی مدد سے اور ط وت اوپر دانتوں کی مدد سے بولا جاتا ہے اور اس کو تطیعہ کہا جاتا ہے اور اس کو سالیہ کہا جاتا ہے اور سالیہ بھی سر زبان کو کہتا ہے اور دو حروف ان سے سر زبان اور اوپر کے دانتوں سے بولا جاتا ہے وہ زون ہیں۔ اور اس کو لیقہ کہا جاتا ہے اور زلق دوہری زبان کو کہا جاتا ہے اور پانچ حروف بھی اسے نکلتے ہیں وہ ف اور الف اور ب و میم اور واؤ ان حروف کو شفویہ کہا جاتا ہے اور یہ چھ حروف تین مجری سے واپس آتے ہیں حلق سے جاری ہوتے ہیں اور منہ سے اور لبوں سے۔

جان لو کہ اگر مخرج اور معنی ہر دو حروف کا ایک ہو اگر وہ تبدیل ہو جائے تو نماز جائز ہو گی اور اگر مخرج ہر دو کا ایک ہو اور معنی الگ الگ ہو تو نماز فاسد ہوتی ہے چنانچہ اللہ الصمد کو سمد پڑھا جائے یا صراط کو سراط کہے کہ ان دو الفاظ کے معانی بے نیاز ہیں اور راستہ رکھتا ہے پس ان کی نماز جائز ہے اگر: لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ (الغاشية ۲۲) کی جگہ مسیطر پڑھے ان کی نماز فاسد ہوتی ہے اس لئے کہ ان دونوں کا مخرج اور معنیٰ ایک نہیں ہے۔

اور ان دونوں کو بر گماشت شدہ کو کہا جاتا ہے:

قال علیہ السلام من قرأ القرآن علی رأیہ فلیتبو أمقعدہ من النار۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ جس نے قرآن کو اپنی رائے سے پڑھا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تیار کرے۔

پس کلام اللہ کو استاد کے سامنے پڑھے کیونکہ اس نے بھی استاد سے پڑھا ہو اس لئے کہ اگر کوئی سو بار زلۃ القاری پڑھے تو بھی وہ کلام اللہ کو اس ترتیب سے نہیں پڑھ سکتے۔

نقل ہے کہ حضور انور ﷺ ہر سال ایک بار حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سامنے پڑھتے اور جس سال وہ دنیا سے رخصت ہوئے تین بار پڑھا تھا پس قرآن پاک کو الحان اور سرود گروں کی طرح اور خود قرآت کا طرز بنانا کہ غیر مد کو مد پڑھے اور اچھی آواز بنائے تو یہ قرآن سے مذاق ہے اس میں کفر کا ڈر ہے پس ضروری ہے کہ قرآت مزین ہو بزنیت اظہار واخفاء وادغام ومد وشد وتفخیم وترقیق وقلقلہ وغنہ کا خیال رکھ کر پڑھے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا (المزمل ۴) ای زینوا القرآن زینۃ۔

اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو یعنی قرآن کو زینت قرآن سے پڑھنا چاہیئے۔

پس اظہار کے چھ حروف ہیں کہ نون ساکن اور تنوین کا اظہار کرے اور وہ نون ساکن جس کے مابعد ایک حرف حروف حلق سے آئے مجموعہ اس کا اخع حضہ کا اظہار کرنا چاہیئے جیسا کہ:

الا انت ان ھذا من عین و من حیث و من غل انعمت علیھم و من خوف۔

اور نظائر نون تنوین سواء علیھم و عذاب الیم و رغدا حیث شئتما محکمات ھن و اجر عظیم۔ اور حروف ادغام غنہ کے ساتھ اور غنہ باریک آواز کو کہا جاتا ہے ورول ادغام بغیر غنہ کے اس کا مثال نون ساکن ہے بغیر غنہ کے جیسے کہ بعد اس کے دل آئے چنانچہ من ربھم من لدنہ۔ اور غنہ کے ساتھ جب کہ اس کے بعد چار حروف مذکور کے آجائیں جیسے من وراء ومن نعمۃ ومن یقول اور

ادغام غنہ سے مقدار مد پیدا کرنا ہے تاکہ حسن و جمال کلمہ کے بر قرار رہے اور ظہور بھی ہو جیسے ان یشاء اللہ ان اللہ اور مثال تنوین بغیر غنہ کے جیسے ھدی للمتقین ومن ثمرۃ رزقا اور مثال تنوین با غنہ ازواجا یتربصن ورعد وبرق وسرورۃ اس کی مثال جس جگہ اخفاء ہے وہ پندرہ ہیں جب نون ساکن اور تنوین ایک ان سے آجائے تو نون اخفاء پڑھنا چاہئے غنہ کے ساتھ وہ حروف یہ ہیں۔ت ث ج د ذ ر س ش ص ض ط ظ ف ق ک اور مثال نون ساکن کا انفسھم من قبل ان کنتم فمن ثقلت من جاء من دون اللہ من ذاالذی ان زواجہ من شر من سبیل من قبل من ضل ان طلقتم من ظھیر اور مثال تنوین کا جیسے دکادکا صفاصفا قوم یجعلون ورزقا کریم۔

جان لو کہ عم یتساألون وعما وھما میں نون ہے ادغام غنہ کے ساتھ ہوا ہے اور ہر جگہ کہ اس کے بعد نون ساکن اور تنوین حرف باء آجائے تو وہ میم کے ساتھ تبدیل ہو گا غنہ کے ساتھ جیسے من بعد بصیر بما یعملون۔

یہ بھی سمجھ لو کہ ہر جگہ کہ میم کے بعد ساکن ہو جیسے ان ہم وکم ولم سے حروف آئے اس کا اظہار کرنا ضروری ہے اور باقی تمام جگہوں میں اخفیٰ ہے اور جیسے اللہ یستھزؤ ھم ویمدھم وترمیھم بحجارۃ ویمدھم فی طغیانھم۔

یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ دال ساکن کے لئے آٹھ جگہوں میں ادغام کرنا چاہئے اور ت جیسے قد تبیّن اور د جیسے قد دخلوا اور جیم میں جیسے قد جعل اور سین میں جیسے قد سمع اللہ اور شین میں جیسے قد شغفھا حبا اور ص میں جیسے قد صدق اور ظاء میں جیسے قد ظلم اور ذال میں جیسے قد ذھب۔

جان لو کہ ذ اور دال اور ظ میں ادغام ہوے ہے جیسے اذ ظلموا یا اذ ذھب اور ج میں جیسے اذ جعل اور تاء تانیث اور دال اور طاء و ت میں بھی ادغام کرے جیسے اجیبت دعوتکما فامنت طائفۃ وط ساکن کو ت میں ادغام کرے جیسے بسطت وان فرضتم اور لام وبل وھل وقل ولام میں ادغام کرنا

چاہئے جیسے بل رفعه الله و هل لکم و بل لکم و قل ربی اور ہر جگہ دو حروف ایک جنس سے آ جائے اول ساکن ہو اور وم متحرک ہو اول کو دوم میں ادغام کرو جیسے یدرککم الموت و اینما یوجهه و من یکرهن و مالم تسطع علیه ومن ورائهم محیط مگر وہ جگہ کہ حرف اول اس کے ساکن اور حرف علت ہو جیسے الذی یوسوس و الذی یکذب اور کلمہ الم نخلقکم قاف کو کاف میں ادغام ہوا ہے اتفاق قرأ سے فقط اور ث وت میں ادغام کرے اگر ث ساکن ہو جیسے کم لبثت قال لبثت اور راء زبر والے یا پیش والے کو تفخیم سے پڑھنا چاہئے یعنی پُر پڑھنا چاہئے اور نیز اگر ماقبل اس کے مفتوح مرفوع ہو اور واؤ ساکن ہو تو پُر پڑھنا چاہئے جیسے ربنا ربکم خبیر خیر و الم تر و کیف و کنت ترابا اور مثال راء ساکن جیسے ارجلکم و قرآنا عربیا اور اگر مکسور اور یا ساکن اور اس کے ماقبل حرف مکسور ہو تو ترقیق سے پڑھنا چاہئے جیسے عسر ایسرا اور ساکن کو جیسے فرعون وارجعی مگر وہ جو بعد را حرف استعلاء واقع ہو وہ طاء وصاد و قاف ہے جیسے قرطاس و مرصاد و فرقة اور لفظ الله اگر ماقبل اس کے مفتوح یا مضموم ہو تو اس کا پڑھنا چاہئے و الله و کان الله اور ان الله اور اگر اس کے ماقبل مکسور ہو تو ترقیق سے پڑھنا چاہئے جیسے الحمد لله و بسم الله اور ہر جگہ کہ آیت اور وقف منون اور غیر منون کو قاری پہنچے اگر اس کے مابعد الف ساکن نہ ہو اور اگر یا حرکت رفع ہو اشمام کرنا چاہئے اور اگر کسرہ ہو روم کرنا چاہئے چنانچہ نستعین و اجر عظیم اشمام باشارت لب تھوڑا رفع اس کو دے جیسے قل هو الله احد اور روم میں اگر کسرہ ہے یعنی اظہار حرکت کرے اور نرم آواز سے جیسے مالک یوم الدین اور آیت مفتوح کو فتح کو کسی طریقہ سے ظاہر نہ کرے اور آیت جربوا کے ساتھ کوئی وجہ نہیں ہے نہ مد میں اور نہ اشمام میں مگر انقطاع دم آہستگی سے کرے اور اس کے بعد زیادہ نہ پڑھے چنانچہ فحدث و تواباو احدی۔

وقوف منزل کے بیان میں

م یہ وقف لازم ہے اور اس کو چھوڑنا کفر ہے اور یہ قرآن مقدس نوے جگہوں میں آیا ہے۔ ط یہ وقف مطلق ہے اس کا چھوڑنا مطلق جائز نہیں۔ ز اس کا چھوڑنا جائز ہے اور دونوں طرف یہ برابر ہے لیکن اس کا وقف بہتر ہے۔ صو اس کا وقف بر دو جہت سے بھی مساوی ہے اور محبت کی نشانی ہے۔ ص کا وقف علامت رخصت ہے اور اس کا چھوڑنا بہتر ہے۔ ق علامت قیل ہے یعنی اس میں اختلاف قرآء ہیں۔ ہ یہ علامت آیت کی ہے یہ بھی جاننا چاہیئے کہ وقف سانس لینا ہے نہ کہ تم چھپ ہو جاؤ بلکہ جیسے طرفۃ العین سانس لو اور پھر قرآت شروع کرو۔

جان لو کہ حروف قلقلہ پانچ ہیں اور ایک روایت کے مطابق یہ چھ ہیں اور قلقلہ بطریق روم حرکت کے اظہار کو کہا جاتا ہے اما البتہ اس کا اظہار کرنا چاہیئے اول ب جیسے والترائب دوم ج جیسے بہیج سوم د جیسے یوم الوعد چہارم ط جیسے فی لوح محفوظ پنجم ق جیسے من علق اور ض میں اختلاف ہے اور قلقلہ کسرہ میں ہوتا ہے حالت وقفی میں جیسے ب ط ج ط و ط ظ ط ق ط ض ط اس کے بعد یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ تمام مد کے ساتھ وجوہات ہیں اول مد منفصل جیسے اس کے ماقبل ہمزہ ایک حرف حروف مد سے آئے اور اس کا حرکت کہ اس سے ماقبل جو حرکت ہو وہ حرف علت موافق مد کرے چنانچہ جیسے قالوا امنا بما انزل و بما انزل و فی انفسکم۔ دوم مد متصل جیسے یشاء وماسواء وجیء وغیرہ اور متصل اسے کہا جاتا ہے کہ حرف مد اور ہمزہ ایک کلمہ کا ہو جیسا کہ گزر چکا اور مد مشدد اسے ضروری بھی کہا جاتا ہے جیسے ولا الضالین و حاج ابراھیم و لا تحاضون و تحاجوّنی۔ چنانچہ پرندہ ہوا میں ہوتا ہے اور آہستگی سے زمین پر نیچے لایا جاتا ہے چنانچہ نفس اوپر جاتی ہے اور نیچی آتی ہے جیسے و ما من دآبۃ و مدھامتٰن و نضاختٰن و ضار۔

اور شاید کہ یہ مد ضروری بغیر باب افعیلال کے ہیں آیا ہے اور ولا الضالین میں دو مد ہیں ایک ضروری ہے اور دوسرا وقف کے لئے آیت اور دونوں حال میں وقف آیت ہے جب نزدیک طرف اخیر میں حرف علت ساکن واقع ہوا تو ضروری ہوا جیسے نستعین والمؤمنین واولئک هم الکافرون اور مد تہجی میں کہ پہلی صورت منقطعات سے واقع ہے اگر لفظ میں حرف علت ہو جیسے الم و صٓ وقٓ ونٓ اور اگر لفظ میں حرف علت نہ ہو تو مد کی کوئی ضرورت نہیں جیسے ط اور عین کھیعص وحم عسق دو ہوتا ہے اور اس کے ماقبل ساکن نہیں ہوتا جیسے من یشفع عندہ الا باذنه اگر اس کے ماقبل ساکن ہو تو پھر مد نہیں کرنا چاہئے جیسے انا انزلناه وعنه وفیه اور اس کے مابعد ہمزہ آجائے تو پھر مد کی ضرورت نہیں اور مد مبدل اس مد کو کہا جاتا ہے کہ ہمزہ کے بدل دیا تنوین ہو وقف کی حالت میں چنانچہ امنوا وامنّا ونبأ وسواء اور بعض نے کہا ہے کہ جب دو حروف علت آجائیں تو وہ بھی مد آسکتا ہے۔ جیسے ان الذین امنوا وعملوا الصالحات لیکن یہ کم مد دیتا ہے مد منفصل و مد متصل کے چار الف ہوتے ہیں اور مد ساکن کے تین الف ہوتے ہیں اور مد مبدل ایک الف ہوتا ہے اور مد تہجی اتفاق قرآء یہ تین الف ہوتے ہیں اور مد آیت اور وقف قرآء کے اتفاق سے تین الف ہوتے ہیں۔

فوائد المسلمین اور فتاوی غرائب میں لکھا ہے کہ آیت کے آخیر میں وقف ہوتا ہے میں یہ دیکھتا ہوں کہ آخر میں یہ برائے مدح ہے یا برائے ذم اگر برائے مدح وخوشی کے لئے ہو شاید نفس یعنی سانس نہ لے تکبیر رکوع کہے اور اگر سانس لیا تو اس کی نماز فاسد ہوتی ہے کافر ہو جاتا ہے جیسے کفوا احد ومؤمنین وصالحین وفادخلی فی عبادی وادخلی جنتی اگر آخر آیت کی برائے ذم ہو شاید سانس لے اس کے بعد تکبیر رکوع کہے اگر سانس کو نہ توڑا تو اس کی نماز فاسد ہوتی ہے اور وہ کافر ہو جاتا ہے چنانچہ والکافرون هم الظالمون وکافرین وظالمین ومشرکین اس پر قیاس کرنا چاہئے

آیت وعد تعلق مدح سے رکھتا ہے جیسے **فمن کان یرجوا لقاء ربه فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادة ربه احدا وقوله تعالیٰ واخر دعوائهم ان الحمد لله رب العالمین** اور آیت وعید تعلق ذم کے ساتھ رکھتا ہے جیسے **وقودها الناس والحجارة اعدت للکافرین** اور اس طرح بھی ہے **فی عمد ممددة واما بنعمة ربک فحدث وما ادراک ماهیه نار حامیه وفی صحف ابراهیم وموسی** اور اس پر قیاس کرو اور اعراب میں بھی تصحیح کرنا چاہئے اس لئے کہ اعراب اپنی جگہ سے خود تبدیلی لاتا ہے اور اس کا معنی تبدیل ہو جائے وہ کافر ہو گا لقولہ تعالیٰ وقتل داوٗد جالوت کہ داوٗد فاعل ہے اور یہ زبر سے پڑھے اور جالوت مفعول ہے پیش سے پڑھے نماز فاسد ہوتی ہے اور پڑھنے والا کافر ہو جاتا ہے اور **کنت من الظالمین** کنت تا کا فتح پڑھے ظلمت نفسی میں تاء کا فتح پڑھے یا **خشی الرحمن** نون کا پیش سے پڑھے اس کی نماز فاسد ہوتی ہے اور وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اور اگر **بینهما الرحمن** کو کسرہ یا پیش سے پڑھے تو جائز ہے۔

جان لو کہ حروف مشددہ تیرہ ہیں جیسے ایک الف ولام سے اس کے مابعد الف لام درمیان میں رہ جائے اور ذکر نہ ہو جائے جیسے ت، د، ذ، ر، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ل، م، ن جیسے **التائبون ان الذین، فتنفعه الذکری، بسم الله الرحمن الرحیم الزوال** کہ **السلام، الشکور، الصبور، ولا الضالین، الطیبین والیل والناس**۔ اس کے بعد یہ معلوم ہونا چاہئے کہ نماز کے چار رکن ہیں، قیام، قرأت، رکوع، سجود اور قرأت رکن اصلی نہیں ہے کہ امام اور مقتدی کے لئے ہیں اور وہ تین باقی تمام کے لئے ہیں نیز جو تین رکعات والی نماز ہو یا چہار رکعات والی یہ مکرر نہیں ہوتی اور اس رکن کو متصل کہا جاتا ہے اور تکبیر اولیٰ نہ متصل ہے اور نہ منفصل اس لئے کہ اس میں اختلاف ہے داخل نماز یا خارج نماز یعنی اگر عین تکبیر کے وقت ہنسے یا قہقہ کرے اس کی وضو نہیں ٹوٹتی اور آخر قعدہ کو رکن متصل کہا جاتا ہے۔

عمدۃ الاسلام میں ہے کہ تکبیر اول اور قعدہ آخیر فرض ہے لیکن رکن نہیں ہے اور ترتیب کو رکن اتحادی کہا جاتا ہے جیسے رکوع ہر رکعت میں ایک بار ادا کرنا اپنی جگہ پر ضروری ہے لیکن اگر قرأت کو فراموش کیا اور رکوع سے سجود کی طرف آئے عمدا یا خطأ اس کی نماز فاسد ہوتی ہے اور تمام نماز میں ایک بار ہو جاتا ہے اور ترتیب بھی فرض ہے جیسے تکبیر اول کے دوران قیام نہ کیا اور تکبیر کہنے والا رکوع گیا تو اس کی نماز درست نہیں ہے اور قعدہ آخر نیز اس کی ترتیب فرض ہے اگر اس نے خود تبدیلی کی اور زائد رکعت شروع کیا اگر وہ زائد کو اگر اس نے سجدہ نہ کیا ہو تو پھر واپس ہو جائے اور قعدہ کرے اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اس کی نماز فاسد ہوتی ہے اور قرأت کو حق جانے چنانچہ مالک بن دینار نے کہا ہے کہ ایاک نعبد وایاک نستعین کو تا آگے و پیچھے کیا اس سے پوچھا گیا کہ تکرار کس لئے ہے اس نے جواب دیا کہ صیغہ مخاطب ہے تا کہ اس کا دل بحضور مطلق مشغول نہ ہو جائے کس طرح پڑھو۔ کہا گیا ہے کہ ایک بزرگ تھا مالک یوم الدین کو ملک یوم الدین پڑھا اس میں الف کو حذف کیا اس رات حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا حضور ﷺ نے اس سے منہ موڑا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ اعراض کرنا کس وجہ سے ہے فرمایا کہ جو قرآن کا معنی جانتا ہو اور ہر حرف جو پڑھتا ہے اس کے لئے جنت میں ایک محل پیدا ہو جاتا ہے اور اس کے نامہ اعمال میں ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور تم نے ہزار نیکیوں اور محلات اپنے نامہ اعمال میں کم کئے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ کہ قرآن مجید کا ختم دس دنوں میں ہونا چاہئے تا کہ ہر کلمہ سے قاری کو پند و عبرت حاصل ہو اور نماز میں عبرت حاصل کرنا لازم ہے اس لئے کہ اس میں راز حق کے ساتھ ہے۔ کہا گیا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز صبح میں سورہ الحاقہ ما الحاقہ پڑھ رہے تھے جب وہ اس جگہ پہنچے خذوہ فغلوہ ثم الجحیم صلوہ تو بے ہوش ہوئے چالیس دن تک بے ہوش

رہے جب وہ ہوش میں آئے ان سے کہا گیا کہ اے صدیق رضی اللہ عنہ! یہ کیا حال تھا آپ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جب یہ خطاب تھا کہ ان کو پکڑو زنجیروں میں اور دوزخ میں ڈال دو میں نے خیال کیا میرے گردن میں زنجیر ہے اور مجھے دوزخ میں ڈال رہے ہیں۔

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب یا ایھا المزمل پڑھ رہا تھا جب یہاں پہنچا و طعاما ذا غصۃ و عذابا الیما آپ کے منہ کا پانی حلق میں ٹھہر گیا نیچے نہیں جاتا تھا تین دن تک بے ہوش رہے جب ہوش آئے آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے بتایا کہ یہ وعید تھا کہ میوہ دوزخ منہ میں رکھا جائے گا عذاب کے طور پر اور میں نے یہ خیال کیا کہ میرے منہ میں کیا گیا اور وہ اوپر اور نیچے نہیں جاتا جب پیٹ کو پہنچے اور زمین پر ڈالا جائے عذاب کے طور سے تو میں نے خیال کیا کہ یہ میوہ میرے منہ میں ڈالا گیا اور میرے حلق کو پکڑا تو منہ کا پانی بند ہو گیا جب قرأت کو پورا کیا تو ایسا سمجھو کہ حساب قیامت سے فارغ ہوئے اور بڑا بوجھ سر سے نیچے ڈالا گیا تو رکوع کو جائے۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ رکوع اس طرح کرنا چاہئے کہ سرین اور سر دونوں برابر ہو جائے اگر ایک کاسہ اس کے پشت پر رکھا جائے اور اس میں پانی ہو تو ایسا خیال کرے کہ اس سے ایک قطرہ پانی کے نہ گرے۔ اگر ایسا نہ کیا تو پھر ایمان کے زوال کا ڈر ہے۔ اور جب قومہ کو چلے جائیں تو سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور ھاء کو قیام میں ختم کرے اور ھاء کا جزم ہونا چاہئے اور ھو نہ کہے کہ یہ مذہب امام شافعی کا ہے اس لئے کہ الوقف لتفصیل الکلمتین اور ہمارے قول کے مطابق حمدہ کہے چنانچہ بعض عوام قومہ میں بعد از حمدہ سانس کو نہیں توڑتے اور سجدہ میں چلے جاتے ہیں اس میں زیادہ احتیاط ہونی چاہئے اور بعض نے کہا ہے کہ کفر کا ڈر ہے اور یہ ضروری ہے کہ اللہ اکبر کا راء

سجدہ میں پورا کرنا چاہئے اور بعد آرام سے جلسہ پورا کرو اور دوسرے سجدہ سے اس طرح اٹھو کہ پیشانی کا نیچے حصہ انگوٹھا کے برابر ہو اور دوسری رکعت میں اس طریقہ سے کرنا چاہئے۔

کہا گیا ہے کہ جس روز حکم ہوا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو اول سجدہ کرنے والا حضرت اسرافیل علیہ السلام تھا اس کے متابعت میں تمام فرشتوں نے سجدہ کیا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق و اذ قلنا للملائكة اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابليس ابى و استكبر و كان من الكافرين مگر ابلیس نے نہیں کیا اور بعض ملائکہ میں سے ابلیس کی متابعت کی جب حضرت اسرافیل علیہ السلام نے سجدہ سے سر اٹھایا تو تمام کلام اس کے پیشانی پر ثبت ہوا تھا اور جب ابلیس کو دیکھا تو اس کے تمام بال سیاہ ہو چکے تھے اس فرشتوں نے اس کی تابعداری کی تمام بآتش قہاری جل گئے پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام نے سجدہ شکر دوبارہ کیا اس وجہ سے ہم پر دو سجدے فرض ہوئے ہیں۔

یہ معلوم ہونا چاہئے کہ پہلا سجدہ عبادت اور آخر سجدہ عبادت ہے پہلا وہ کہ جب حکم الست بربکم ہوا پھر مؤمنوں نے سجدہ کیا اور کافروں نے نہیں کیا اور اس روز بعض مؤمنوں نے افسوس کیا کہ کاش کہ سجدہ نہ کرتے اس وقت وہ کافر ہوئے اور بعض کافروں نے سجدہ نہ کرنے پر افسوس کیا تو پھر وہ بعد میں مسلمان ہوئے اور روز آخرت میں جب عرصات میں اولین و آخرین سب لوگ اکھٹے ہو جائے دوزخ کو نزدیک کیا جائے گا اور دکھایا جائے گا تمام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا جائے گا تو وہ چھٹکارا پائے گا اور جو نہ کرے ہو جائیں گے۔ کہا گیا ہے کہ وہ وقت لمبا ہو جائے گا وہ قصر نہیں کریں گے اس روز سبلت ان کا لوہے کا ہو گا اور ان کو سجدہ کرنا باقی نہ رہے گا اور ان کی پیشانی زمین تک نہیں پہنچے گی اور ہر ایک نماز میں رکوع اور سجدہ اچھی طرح بجا نہ لائے اس دن سیخ لوہے کے ان کے پشتوں پر لگائے جائیں گے تا کہ زمین کے ساتھ لگ جائے اور ان کو قدرت سجدہ حاصل نہ ہو جائے پس اے

عزیز جان لو کہ سجدہ اللہ تعالیٰ کے اسراروں میں سے ایک سر ہے حضور ﷺ کا ارشاد ہے لا کبر فی سجدة کہ سجدہ میں کوئی تکبر نہیں اور اگر حقیقت اس کو جان لے تو یہ انانیت ہے کہ ساجد و مسجود ایک جانے بلکہ عین مسجود جانتا ہے بغیر مساجد کے جو کوئی بغیر حلول واتحاد کے اسرار معیت اس اطلاع سے آگاہ ہو جائے تو یہ راز هو معکم اینما کنتم سے خبر دار ہو گا۔ ایسا ہی فقیر کا حال ہے کہ مرشد کامل سے مجھے پہنچا ہے کہ جب سجدہ کو بجانہ لائے تو اپنے آپ کو بے نمازیان میں شمار کرلے اور جب قعدہ میں پہنچے یہ خیال کرے کہ میں نے حق کو بجالایا اور مجھے حکم ہوا کہ بیٹھو اس لئے کہ طلوع شموس میں نقل کیا ہے کہ جب بادشاہ کسی کو نوازتا ہے تو اس کو بیٹھنے کا خطاب کرتا ہے اور اس کے بعد اس کی عزت و مدارا کرتا ہے اور خود کو معراج باطنی جاننا چاہیے۔

نقل کیا ہے کہ جب حضور انور ﷺ اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں پہنچے آواز آئی کہ اے احمد بیٹھو اور بیٹھنے کے بعد زبان تحیت کے کھول دو۔

نقل کیا گیا ہے کہ پہلی امتوں میں قعدہ کا حکم ہوا تو ہم پر یہ قعدہ فرض ہوا اس کے بعد معلوم ہونا چاہئے کہ نماز کی چار اقسام ہیں: فرض، واجب، سنت و مستحب فرض ستر رکعات ہیں اور سنت موکدہ بارہ رکعات ہیں اور واجب تین رکعات ہیں اور مستحب کی کوئی تعداد مقرر نہیں۔

معراج نامہ عربیہ میں میں نے دیکھا کہ جب حضور انور ﷺ بیت المقدس پہنچا تو تمام انبیاء علیہم السلام کی ارواح سامنے آئیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یارسول اللہ کہ اللہ تعالیٰ کی یگانگت کے لئے ایک رکعت پڑھو پس حضور انور ﷺ نے تکبیر تحریمہ پڑھا اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے حضور ﷺ کے پیچھے اقتداء کی جب وہ نماز پوری ہوئی تو حضرت میکائیل علیہ السلام ستر زار ملائکہ کے ساتھ نازل ہوا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یا محمد ﷺ ایک رکعت اس تکبیر تحریمہ

سے نے دوبارہ نماز شروکی میلائیل علیہ السلام نے اقتداء کی اس کے بعد حضرت اسرافیل علیہ السلام نے بمع ستر ہزار ملائک کی اقتداء کی پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ تکبیر پھر پڑھو اور دعا قنوت بھی پڑھو حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے سیا کیا اور وہ نماز ہم پر واجب ہوا۔

دعا قنوت یہ ہے: اللّٰھم انا نستعینک و نستغفرک و نؤمن بک و نتو کل علیک و نثنی علیک الخیر و نشکرک ولا نکفرک و نخلع و نترک من یفجرک اللّٰھم ایاک نعبد ولک نصلی و نسجد والیک نسعی و نحفد و نرجوا رحمتک و نخشی عذابک انا عذابک بالکفار ملحق۔

اس کو چودہ واؤ سے پڑھنا افضل ہے اس لئے کہ ہر واؤ کے بعد دعا الگ ہے۔

شرح مختصر میں لکھا ہے جو قنوت پر عالم نہ ہو اس کی نماز درست نہیں ہے اور اس کی گواہی قبول نہیں اور اگر اس کو نہیں جانتا ہو تو تین بار یارب یارب کہے یہ صرف ضرورت کے لئے ہے۔ اور اگر آیت ربنا أتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب النار پڑھے بہتر دوسرا قول ہے اور وہ نہ کرے چنانچہ عوام الناس تین بار سورہ اخلاص پڑھے اس لئے کہ قرأت بے محل لازم ہوتا ہے اور واجب کو ترک کیا جاتا ہے پس واجب کا ترک کرنا حرام ہے اور فعل بھی حرام نماز میں لانے سے نمازی گناہ گار ہوتا ہے اور اس کی نماز ناقص ہوتی ہے اور سجدہ سہو پر نماز صحیح نہ ہو گی کہ سجدہ سہو تو سہو اور خطاء والوں پر واجب ہے نہ کہ عمداً اور فراغ کے بعد وتر کے لئے سجدہ سر رکھ کر پانچ بار یہ کہے سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح۔ پھر سر کو اٹھا کر آیت الکرسی پڑھے اور دوسرا سجدہ کرے پھر پانچ بار پڑھے۔

دستور القضاۃ میں لکھا ہے کہ حضور انور ﷺ نے بی بی فاطمۃ الزھراء کو فرمانے لگے کہ یہ وظیفہ تمہارے لئے بہتر ہے ہزار رکعات نماز سے اور ہزار ختم قرآن سے اور ہزار بھوکوں کو طعام دینے سے اور ہزار بغیر کپڑوں کو کپڑے دینے سے بہتر ہے۔

جان لو نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اگر گاؤں والوں نے ادا نہیں کی تو تمام گناہ گار ہوں گے۔ اور تین دن تک راستے والے لوگ آئیں گے اور ان کے ساتھ جنگ کریں گے چنانچہ کافروں کے ساتھ غزا نزدیک والے نہ آئے تو ان سے جنگ کرنا چاہئے اور فرض کفایہ یہ ہے کہ تمام اہل قریہ اس کو ادا کریں اگر بعض ادا کریں اور بعض ادا نہ کریں تو نہ ادا کرنے والے گناہ گار نہیں ہوں گے اور اس کی نیت یہ ہے۔ میں نے نیت کی چار تکبیر نماز جنازہ فرض کفایہ کی حمد وثنا اللہ کے لئے اور درود ہو حضور ﷺ پر اور ان چار تکبیروں کا ثواب اس مردہ کی منہ کرکے خانہ کعبہ کی طرف جو کہ منوں کا کعبہ ہے اللہ اکبر کہے اور مقتدی کے لئے یہ ضروری ہے کہ یہ کہے اقتدیت کہے اور اس کے بعد یہ پڑھے:

سبحانک اللّٰھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالٰی جدک وجل ثنائک ولا الہ غیرک۔

پھر تکبیر کہے اور تکبیر کے وقت ہاتھوں کو اٹھانا نہیں پھر درود پڑھے:

اللّٰھم صلّ علی محمد وعلی اٰل محمد کما صلیت وسلّمت وبارکت ورحمت وترحمت علی ابراھیم انک حمید مجید۔

پھر تکبیر کہے پھر یہ دعا پڑھے:

اللّٰھم اغفر لحینا ومیتنا وشاھدنا وغائبنا وذکرنا وانثانا وصغیرنا وکبیرنا اللّٰھم من احییتہ منا احیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان۔

اگر بہ نابالغ میں تو یہ دعا پڑھے:

اللّٰھم اجعلہ لنا فرطا واجعلہ لنا اجرا وذخرا واجعلہ لنا شافعا ومشفعا۔

اور اگر بچی نابالغ ہو تو ضمیر تانیث سے اس طرح پڑھے:

اللّٰهم اجعلها لنا فرطا واجعلها لنا اجرو ذخرا واجعلها لنا شافعة ومشفعة۔

تکبیر کے سلام پھیر دیں اور تکبیر کے بعد آیت اُتنا پڑھے اور سلام پھیر دیں۔ مسئلہ اگر کسی کو یہ دعائیں یاد نہ ہوں تو ثناء کے بعد ہر تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھے یہ بھی کافی ہے۔ اس لئے کہ حضور انور ﷺ اکثر اوقات ایسا ہی کرتے۔ اگر سو آدمی ہوں یا کم وزیادہ اور ایک بار جنازہ ان لوگوں پر پڑھا جائے تو بھی کافی ہے اور جائز ہے۔

نقل کیا گیا ہے کہ جنازہ کے ساتھ جتنے قدم چلے تو ایک حج کا ثواب اس کے اعمال نامہ میں درج کیا جائے گا اور اگر سو آدمی کسی کی نماز جنازہ پر حاضر ہو جائیں اگر چہ وہ آدمی مستحق عذاب ہو اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے ان کے گناہوں کو معاف فرمائے گا۔ اور اگر سو آدمی نہ ہوں تو اگر پچاس ہوں تو بھی یہی حکم ان کے لئے بھی ہے۔ مفتاح الجنان میں لکھا ہے کہ ولی کے لئے لازم ہے کہ اگر پچاس آدمی کسی گاؤں میں پیدا نہ ہو جائے تو دوسرے گاؤں سے طلب کرے تا کہ تین صف بن جائیں اگر سات آدمی بمع امام ہوں تو تین آدمی امام کے پیچھے کھڑے ہو جائیں اور اس کے پیچھے دو آدمی کھڑے ہو جائیں پھر ایک آدمی ان کے پیچھے کھڑے ہو جائیں تا کہ ثواب مذکورہ سے بہرور ہو جائے اور گاؤں کے لوگوں کو ضروری ہے کہ تمام جنازہ پر حاضر ہوں اور اگر ایسا نہ ہو تو عہدہ فرضیت سے باہر نہ ہوں گے اس لئے کہ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اور وہ اس طرح ہے کہ گاؤں سے جس نے بھی میت پر نماز جنازہ پڑھی باقی لوگوں سے فرضیت کا حق ہٹ گیا۔ اور نماز جنازہ کا تکرار نہ کرے کہ تکرار ممنوع ہے ہاں ولی کے لئے اختیار ہے۔

نقل ہے کہ تکرار نماز جنازہ کی خصوصیت حضور انور ﷺ کے لئے تھی پہلے بار نماز جنازہ یاران نے پڑھی امام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت آدم صفی اللہ علی نبینا وعلیہ

الصلوۃ والسلام نے جنت سے ریشم کے کپڑے لے آئے اور آپ ﷺ کو ان کپڑوں میں لپیٹا بابا آدم علی نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام امام ہوئے اور باقی تمام ارواحان پیغمبر ان علی نبیناو علیہم الصلوۃ والسلام نے ان کی اقتداء کی اور نماز جنازہ پڑھی تیسری بار حضرت جبرئیل علیہ السلام امام ہوئے اور آسمان اور زمین کے تمام فرشتے بھی حاضر ہو کر ان کے پیچھے نماز جنازہ ادا کی پھر ہر علاقے کے لوگ حاضر ہوتے اور نماز جنازہ ادا کرتے رہے۔

یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ حضور انور ﷺ کے سات کفن تھے ریشم کے۔ نقل ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب میں نے حضور ﷺ کو لحد میں رکھا اور کفن کو آپ کے چہرہ انور سے ہٹایا میں نے دیکھا کہ آپ کے ہونٹ مبارک ہل رہے تھے اور جب میں نے کان لگا کر سنا کہ وہ آہستہ امتی امتی فرما رہے تھے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ نماز جنازہ حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بجالایا اور سر اندیپ میں اس کو سپرد خاک کیا۔ جان لو کہ حدیث میں ہے کہ جب کوئی مؤمن نماز جنازہ بجالائے تمام ارکان اور شرائط کے ساتھ اور اس کو سفید کپڑے میں لپیٹ دیں وہ عرش کے نیچے جائے گا اور سر سجدہ میں رکھے گا اور بے آرامی کرے گا اللہ تعالیٰ کی طرف خطاب آئے گا کہ ساکن ہو جاؤ وہ کہے گا کہ میں ساکن نہیں ہوتا کہ جب تک ان نماز جنازہ پڑھنے والوں کو نہ بخشے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہو گا کہ میں نے ان لوگوں کو بخش دیا پس وہ نماز دعا کرے گی اس نمازی کے لئے اعزک اللہ کما اعزتنی و حفظک اللہ کما حفظتنی اور جب وہ اس طرح نماز ادا نہ کرے اور کالے کپڑے میں لپیٹ دیں تو جب وہ اوپر جائے گا اور کوئی راستہ اس کو نہ ملے گا وہ واپس ہو گا اور اس نمازی کے منہ پر تھوکے گا اس طرح کئی بار جائے گا اور ہر بار وہ اس کے لئے بد دعا کرے گا اور کہے گا

ضیعک اللہ کما ضیعتنی۔ جان لو کہ عرش کے نیچے ایک مرغی ہے سفید رنگ کے پاؤں ہیں بحر الحیوان میں ہے اور بحر الحیوان دریا کا نام ہے اور وہ ساتواں آسمان میں ہے اس کے برابر سات آسمان اور ست زمین کے ہیں۔

نقل کیا گیا ہے کہ بارش کا پانی اس دریا سے آتا ہے ندی کے اندازہ سے فرشتے وہاں سے لے آتے ہیں اور غربال کے سوراخ کے ذریعہ ٹھیک کرتے ہیں اور پھر ان بادلوں کے ذریعہ سے وہ بارش برستی ہیں اور ایک ایک قطرہ جہاں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہاں وہ برساتا ہے اگر قدرت خدا سے یہ نہ ہوتا اور وہ ایسے آتے تو سات زمینوں تک وہ پہنچ جاتے اور ایک فاصلے پر عرش کے نیچے نور کے ایک ستون ہے کہ بیخ اس کے تحت الثریٰ تک ہے اور اس پرندے نے اپنا سینہ اس ستون پر رکھا ہے اور اس پرندے کا ناخن اس پانی تک اب تک نہیں پہنچا اور دن رات میں اس پرندے پر مشک وعنزر کی بارش برستی ہے اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو وہ پرندہ اپنے بالوں کو ہلاتے ہیں اور وہ مشک وعنبر اس کے پروں سے گر جاتے ہیں طوبیٰ درخت پر اور درخت طوبی کے پتے ہاتھی کے کانوں کے برابر ہیں اور ان پتوں کے درمیان آدمی کے سر اور منہ نقش ہوتا ہے اور اس منہ سے اللہ تعالیٰ کی ثناء ادا کرتا ہے اس وقت اس کی ثناء ان پتوں سے اور تمام ملکوت سے آواز نکلتی ہے کہ بندے میں مشغول ہیں کہ بندے کو چاہئے کہ نماز کو اچھے طریقہ سے ادا کرے تاکہ وہ ان کے سامنے شرمندہ نہ ہو جائے۔ اور ضروری ہے کہ نماز باجماعت ادا کرے اور نماز کو مسجد میں ادا کرے۔ حدیث شریف میں ہے من شذّ شذ فی النار۔ یعنی جو کوئی الگ نماز پڑھے اور تنہا دوزخ میں جائے گا۔ شرح مشارق میں نقل کیا ہے اگر کوئی نہ ہو شاید کہ عورت یا بچے اور کنیز کو کہے کہ وضو کرے اور اس سے دور کھڑے ہو جائے تاکہ

اس وعید سے دور ہو جائے۔ ترغیب الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ اگر عبادت تمام اولاد آدم بجالائے اور نماز کو الگ ادا کرے تو اس کی جگہ بھی جہنم ہے۔

کہا گیا ہے جو کوئی نماز اکیلا پڑھے یہ اس طرح ہے کہ چالیس ہزار بار منکر و نکیر سے سوال کرے اس مقدار کے اس کو عذاب دیا جائے گا اور ایک سوال میں کتنی دشواری ہو گی چنانچہ امیر المؤمنین عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے ان کو دیکھا ہے کہ ان کا سر پہاڑ کی طرح ہے اور چہرہ بہت کالا ہے جو رات سے بھی کالا اور آواز رعد کی طرح ہے اور دانت برق کی طرح اور سرخ آنکھیں کہ شرارہ آگ کا ہے آنکھوں اور دانتوں سے بھڑک رہے ہو اور گرز ہاتھ میں پکڑا ہو اگر تمام عالم ایک ہو جائے تو ایک گرز نہیں اٹھا سکتے حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یارسول اللہ احوال مؤمنوں کے کس طرح ہوں گے اس سوال کا جواب حضرت نے فرمایا کہ بغیر عنایت اللہ کے کچھ نہیں ہے اور معلوم ہونا چاہئے کہ اگر نماز فاجر کے پیچھے ادا کی جائے تو وعید جماعت سے خلاصی ہو گی مگر اتنا ثواب نہیں ملے گا کہ متقی کے پیچھے پڑھا ہو اس لئے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی متقی کے پیچھے نماز ادا کرے گویا کہ اس نے پیغمبروں کے پیچھے ادا کئے اگر مقتدی ایک آدمی ہو تو وہ امام کے دائیں طرف کھڑے ہو جائے اور ایک سے زیادہ ہو تو دونوں طرف کھڑے ہونا چاہئے اور کوشش دائیں طرف کرنا چاہئے اگر ایک آدمی جائیں جانب ہو اور باقی دائیں طرف ہو بھی جائز ہے اس لئے کہ پہلی رحمت امام پر برستی ہے پھر ان لوگوں پر جو امام کے دائیں جانب ہوتے ہیں پھر بائیں جانب والوں پر برستی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک دن ایک صحابی حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسول اللہ اگر کوئی چار وقت نماز امام کے پیچھے ادا کرے اور عشاء کی نماز اکیلا ادا کرے تو اس کا حال کیسا ہو گا حضرت نے فرمایا: هو فی النار۔ وہ آگ میں ہو گا جان لو کہ نماز بر وقت پڑھنا سنت موکدہ ہے۔

واعلم ان السوم هو ارسال العلاقة من تحت العمامة مما یلی القفاء من جانب الایسر ومن قوله تعالٰی هذا یمدد کم ربکم بخمسة الاف من الملائکة مسومین وهو من النبی علیه السلام من سنة الهدی و من فضله قال علیه السلام رکعتان معها افضل من سبعین رکعة بدونها وانه علیه السلام ارسلها فی جمیع الاحوال الی عالم السیر وهی ثلثة انواع قبضة وقبضتین وقبضات حتی الصدر الاول لضعف الایمان والثانی لمتوسط الایمان والثالث لکامل الایمان لامر بالمعروف والنهی عن المنکر والفضائل فی حقها کثیرة لکن لو بسطنا فیما سبق الانوار وههنا فنقول من شرح المشکوٰة فنقول من شرح المسمی بالطیبی عن جابر بن جبیر قال سمعت عن استاذی اسامة وهو قال رأیت رسول الله ﷺ لف العمامة علی اربعة اوجه بعلاقة سفل او علو وبعلاقین سفل اوعلو ویعدم العلاقتین ان یرید الصلاة وقرأة القرآن سفل وان یرید القرأة علوا او ان یرید احکام الشرع فبکلیهما وان یرید ایسر والصید هما جامع الغرائب من مصنفات الامام محمد بن حسن الشیبانی قال النبی ﷺ رکعتان بعمامة خیر من سبعین رکعة بغیر عمامة۔

جان لو کہ نشانی وہ علاقہ کو چھوڑنا ہے عمامہ کے نیچے جو گردن کے قریب ہو بائیں جانب اور یہ اللہ تعالٰی کا قول ہے یہ تمہاری مدد کرے گا تمہارا رب پانچ ہزار ملائکہ سے جو نشان والے ہوں گے اور یہ حضور ﷺ کی سنت ہے اور حضور ﷺ کی فضیلت سے ہے حضور ﷺ نے فرمایا دو رکعات اس کے ساتھ ستر رکعات پڑھنے سے افضل ہے اور حضور ﷺ ہر حال میں عمامہ باندھتے تھے یہاں تک کہ جب سفر کو جاتے اور اس کے تین اقسام ہیں ایک مٹھی اور دو مٹھی اور زیادہ یہاں تک کہ پہلے صدر تک یہ ضعف ایمان کی علامت ہے اور دوسری درمیانہ ایمان کی علامت ہے اور تین کامل

ایمان کی نشانی ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عامل ہو اور فضائل اس کے حق میں زیادہ ہیں اگر ہم اس کی وضاحت کریں تو بات لمبی ہو جائے گی اور اب ہم کہتے ہیں۔

شرح مشکوٰۃ جس کا نام طیبی ہے وہ جابر بن جبیر سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد اسامہ سے سنا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھا تھا کہ وہ عمامہ کے چار لفافے کرتے ایک نیچے اور ایک اوپر اور دو اوپر نیچے کے درمیان اور جب نماز پڑھتے ہو یا قرآن کی تلاوت کرنا چاہتے ہو یا احکام شرع پڑھنے کا ارادہ ہو تو ان ہر دو کا اور اگر سفر یا شکار کا ارادہ کرتے ہو اس کے بعد۔ جامع الغرائب جو امام محمد بن حسن الشیبانی کی تالیف ہے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے کہ دو رکعات عمامہ کے ساتھ نماز ستر رکعات نماز بغیر عمامہ سے بہتر ہے۔

کہا گیا ہے کہ دستار باندھنے کے دس سنت ہیں اول کہ سفید خالص عمامہ باندھے اور دو ول سے باندھنا بدعت ہے۔ دوم دستار دراز تو زیادہ عریض بھی نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ ہر گرہ سے اس کو ثواب ملے گا۔ سوم بڑا چاہئے تا کہ کفن میں بھی کام آسکے۔ اگر زندگی میں پہن لے تو گرمی اور سردی کے دفاع کے لئے ہو گا۔ ترغی اللوٰۃ میں ہے حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہفتہ کے درمیان میں دستار باندھتے تھے اور یہ دستار سات گز تھے اور جمعہ اور عیدوں کے لئے باندھتے تھے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے باندھتے تھے اور وضو میں باندھتے تھے اور ہر گرہ میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر درود پڑھنا چاہئے اور کھڑے ہو کر باندھنا چاہئے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ان موجبات الفقر تکویر العمامۃ جالسا۔ سبب فقر عمامہ کو بیٹھ کر باندھنا ہے۔ اور جس وقت چاہئے تو دستار کو کھول دیں اور ایک ایک گرہ کو کھولنا چاہئے جس طرح

باندھا تھا۔ اور آئنہ کے سامنے باندھنا اور یا پانی کو دیکھ کر دستار کو درست کر سکتے ہو۔ طیبی شرح مشکوٰۃ میں مسطور ہے کہ دستار باندھنا سنت مؤکدہ ہے اور اس کے کرنے میں زیادہ وعید ہے۔

هذه المسائل مذكورة فی تحفة الاخيار من مصنفات الامام غزالی قال صلى الله عليه وآله وسلم البسوا من ثيابكم ابيض و كفنوا فيها موتا كم وقال عليه السلام ان الله خلق الجنة بيضاء و ان احب الثياب الى الله تعالٰى ابيض فيلبسوا احياء كم و كفنوا موتا كم۔

یہ مسائل تحفۃ الاخیار میں مذکور ہیں جو کہ امام محمد غزالی کی تالیف ہے حضور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہے کہ سفید کپڑے پہنو اور اپنے مردوں کو بھی سفید کپڑوں میں کفن دو اور حضور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے جنت کو سفید پیدا کیا ہے اور بہترین کپڑوں میں سے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے وہ سفید لباس ہے تو زندوں کو سفید پہناؤ اور مردوں کو سفید کپڑوں میں کفن پہناؤ۔ جب دستار کو وضع اس طرح ہے تو کفن بھی سفید ہونا چاہئے اگرچہ ایک بار سیاہ بھی منقول ہے اور دستار باندھنا سنت ہے اور اس کی فضیلت بہت زیدہ ہیں۔

فضیلت مسجد

جان لو کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے جو کوئی قریبی مسجد میں نماز ادا کرے تو وہ نماز تمہارے لئے ایمان کے ثبوت ہونے کی گواہی دے گی۔

حضور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہے:

المؤمن فی المسجد كالسمک فی البحر و المنافق فی المسجد كالطير فی القفس۔

مؤمن مسجد میں مچھلی کی طرح ہے دریا میں اور منافق کی مثال مسجد میں اس طرح ہے جس طرح پرندہ پنجرے میں۔

چنانچہ مکۃ اللہ ہمیشہ اللہ کے عصمت میں ہے اور اس کے رہنے والے بھی اس طرح اہل مسجد والے بھی ہیں یہاں تک کہ دجال لعین ویاجوج وماجوج آجائیں توجو مکہ میں داخل ہو گا وہ نجات پائے گا اور جو سیاہ مسور گھر میں رکھے گا وہ بھی نجات پائے گا اور اس طرح مسور سیاہ کفن میں ڈالنا ثواب زیادہ رکھتا ہے خاص کر مردہ کے لئے۔

عوارف المعارف میں ہے جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ میں آدم کو پیدا کرتا ہوں وہ میرا دوست ہو گا اور میں اس کا دوست ہوں گا تو حضرت جبرئیل ومکائیل علیہما السلام کو بھیجا کہ زمین سے خاک کو اٹھاؤ اور مکہ میں لے آؤ تو آواز آئی کہ تمہیں خدا پر قسم ہے کہ مجھ سے مٹی مت لو جب واپس ہوئے حکم ہوا کہ کیوں نہیں لے آیا انہوں نے عرض کیا کہ زمین نے خدا پر قسم دیا اور یہ قسم سخت ہم پر لگ گیا تو ہم نے نہیں اٹھایا پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام کو بھیجا وہ بھی اس طرح واپس ہوا پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام کو بھیجا تو زمین نے خدا پر سوگند دیا لیکن اس نے قبول نہ کیا اور کہا کہ خاموش ہو جا کہ میں کچھ نہیں مانتا۔ کہا گیا ہے کہ پوست یعنی چمڑہ اس سے بنایا اور جمع کیا آدم کو اس ادم سے اس سے اس کا نام آدم رکھا کہ ادیم پوست کو کہا جاتا ہے جب حضرت عزرائیل علیہ السلام کو بارگاہ الٰہیہ سے حکم ہوا کہ تم نے کیوں پکڑا اس نے عرض کیا کہ ان کے قسم سے تمہارا حکم کو میں نے محکم پکڑا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ جب تم نے ان کا نہ مانا اس لئے میں نے تمہیں ان کی ارواح ان کے بدنوں سے نکالنے کا کام بھی تمہارے سپرد کیا۔ جب بابا آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اس کا سر مکہ میں تھا اور پاؤں طائف میں یہ تمام فاصلہ تین سو فرسنگ ہے اور عین وہاں کہ اب مکہ ہے اور اس کا خاک کا ڈھیر باقی تھا۔ اس تودہ یعنی ڈھیر کو بکہ نام رکھا تھا پھر باء کو م سے تبدیل کیا گیا مکہ ہوا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو اس کو آواز دیتا اور ملائکہ کو قسم دیتا وہ خاک حضرت رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا تھا اور قسم اس وجہ

سے دیتا تھا کہ اس مٹی سے بندے پیدا ہوں گے اور وہ نافرمانی کریں گے اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دیے گا اس لئے کہ وہ عذاب کے مستحق ہوں گے تو جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے باہر آئے تو انہوں نے اپنا منہ اس ڈھیر خاک کی جانب کیا تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے زمانہ تک لوگ اس طرف منہ کر کے عبادت کرتے تھے اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبۃ اللہ وہاں بنایا بنی اسرائیل تک پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے بیت المقدس بنایا حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان تک اس تودہ خاک سے تمام عالم پریشان ہوا اور مٹی حضرت رسالت پناہ ﷺ وہاں سے مدینہ منورہ لے آیا تو آپ کی قبر مبارک وہاں بنی اور جہاں حضرت آدم علیہ السلام نے محراب بنایا تھا اس محراب کو چوتھے آسمان لے گیا اور اب وہ چوتھے آسمان میں ہے اور وہاں بھی کعبہ بنایا کہ اب وہ ایک دانہ مروارید کا ہے اور اس کا نام بیت المعمور رکھا ہوا ہے اور وہ کعبہ فرشتوں کا ہے کہ ہر روز ستر ہزار صفوف ملائکہ کے اس کا طواف کرتے ہیں اور ہر صف میں ستر ہزار فرشتے ہوتے ہیں اور یہ معمول قیامت تک جاری رہے گا اور کسی فرشتہ کو دوبارہ نوبت نہیں آئے گی۔ اور وہ مٹی جو بچی تھی تمام عالم میں پھیلا دی گئی اور جہاں جہاں وہ لگی ہے وہاں مسجد بن گئی وہ مٹی وہاں ہے۔

نقل ہے کہ قیامت کے دن کعبۃ اللہ رہ جائے گا اور یہ کشتی کی طرح ہو گا اور اس میں تمام عالم اور حاجی لوگ اس میں آئیں گے اور پل صراط سے گزریں گے۔

اجتناب الفقراء میں ہے کہ جب کوئی بیابان میں جاتا ہے تو نماز کے وقت اس کو چاہئے کہ وہاں مسجد بنائے اور اس میں نماز پڑھے اور جب بنائے تو ستر ہزار فرشتے اس میں قیام کریں گے اور اللہ کی عبادت کریں گے روز قیامت تک اور اس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں گے جب

وہ سیدھا کرے گا تو زیادہ پانچ پتھروں کا ہو گا اس لئے کہ پانچ پتھروں سے کم طریقہ بت برستان کا ہے۔

مفتاح الجنان میں لکھا ہے کہ ایک آدمی گناہ گار اور فاجر تھا لیکن اس میں ایک وصف تھی کہ جب وہ اچھی جگہ دیکھ لیتا تو وہاں مسجد بناتا اس کی وفات کے بعد اس کو دوزخ میں لے جانا خواب میں دیکھا گیا تو وہ تمام پتھر جو اس نے مسجدوں کے لئے اکھٹے کئے تھے جمع ہو گئے اور دوزخ کا دروازہ بند کیا وہ وہاں نہ جاسکتے حکم ہوا کہ اس کو جنت لے جاؤ۔

ایسا ایک اور واقعہ نقل ہے کہ جب حضرت رسول کریم ﷺ معراج شریف کی رات چوتھے آسمان پر تشریف لے گئے وہاں ایک فرشتہ دیکھا کہ اس کا ایک پر زمین میں نہیں سما سکتا اور اس کی آنکھیں ستارہ آسمان کے مثل تھیں اور وہ روتی تھیں اور ہر آنکھ سے ایک نہر جاری ہوتی جب حضور ﷺ وہاں پہنچے سلام کہا اس کو کچھ خبر نہ تھی مشغول ہونے کی وجہ سے وہ رونے کی خبر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دی کہ محمد آخر الزمان تم پر سلام کہتے ہیں اس کے بعد سلام کا جواب دیا حضور انور ﷺ نے پوچھا کہ یہ رونا کس سبب سے ہے اس نے جواب دیا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے یا کر رہے ہیں وہ مجھے حوالہ کیا ہے اس کا میں حساب دوں گا۔ مگر چند چیزوں کا حساب نہیں کیا گیا ایک اس کا ثواب کہ اگر کوئی نماز کے بعد دس بار حضور انور ﷺ پر درود پیش کرے دوم اس کا ثواب جو دس مہمان کسی کے گھر آئیں سوم کہ امام کے پیچھے دس لوگ مقتدی کھڑے ہوں اس امام اور مقتدیوں کا ثواب حساب میں نہیں لا سکتا۔ دوسری جگہ نقل ہے کہ خصوصًا نماز عشاء میں چار آدمی ہوں بغیر امام کے بھی یہی حکم رکھتا ہے اور یہ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ کعبۃ اللہ کا ساتویں آسمان تک پرواز ہے اور مسجد کا بھی یہی حکم ہے۔

نقل ہے کہ اگر کوئی مسجد میں داخل ہوا اور مسجد کے اندر منہ کا پانی ڈال دیا اور جب وہ باہر نکلے تو اس کے لئے جائز نہیں اگر چہ باہر پڑ جائے اس لئے کہ اس ہوا کا بھی یہی حکم مسجد کا ہے تو ضروری ہے کہ مسجد کے کنارہ پر کھڑے ہو جائے اور منہ کا پانی گرائے کہ یہ مسجد کے آداب میں داخل ہے۔ اور کعبۃ اللہ کا بھی خیال رکھنا ہے اور منہ کا پانی قبلہ کی طرف یا دائیں طرف یا بجانب آسمان کی طرف ڈالنا گویا اللہ تعالیٰ کی ڈالنے کے مترادف ہے اگر دائیں ہاتھ کی طرف پاؤں کے نیچے یا پست پشت ڈالنا اس طرح ہے کہ تم نے شیطان لعین کے منہ پر مارا ہے رغیب الصلوٰۃ میں نقل ہے کہ مسجد میں بوریا ڈالنا مکروہ ہے ایک بات تو یہ ہے کہ اس میں بے ادبی ہے دوسری بات یہ ہے کہ اس چیز پر سجدہ کرنا چاہئے جو کہ زمین کے متصل ہو وہ بہتر ہے چنانچہ سجدہ کرنا زمین پر افضل ہے تمام دوسرے سجدوں سے۔

حکایت اس کے موافق سنو سنا ہے کہ گزرے ہوئے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا اس کا نام یوسف تھا جب وہ وفات ہوا اس کے پیچھے دو بیٹے رہ گئے ایک کا نام حجاج اور دوسرے کا نام منہاج تھا تمام ارکان دولت نے پسند کیا کہ ان دونوں کے درمیان قرعہ ڈال دیا جائے جس کے نام کا قرعہ نکل آئے وہ بادشاہ ہو گا دونوں کو کہا کہ اپنی اپنی نیتوں کو درست کرو کہ کس کو بادشاہی ملتی ہے تو منہاج نے دل میں کہا کہ اگر میں بادشاہ بن جاؤں تو عدل وانصاف وشفقت ورحم بر مسکینان اور مدرسہ عالمان کے لئے خشوع اور تواضع سے پیش آوں گا اور حجاج نے دل میں کہا کہ اگر میں بادشاہ بن جاؤں تو تمام بڑے اکابر اہل دین کو مار ڈالوں گا اور عالم کو تباہ کروں گا اس کے بعد ارکان دولت نے پتھر پکڑے ایک سیاہ اور دوسرا اسفید لے آئے اور وہ دونوں پتھر پانی میں ڈال دیئے اور ان دونوں کو کہا کہ ہاتھوں کو آگے کر دو جس کو سفید پتھر قسمت میں ملے وہی بادشاہ ہو گا کہا گیا ہے کہ انہوں نے کئی بار قرعہ ڈال

دیئے ہر بار سفید پتھر حجاج کے ہاتھ آتا پس ناچار ہو کر اس کو بادشاہ بنایا اس نے اپنے وقت میں اتنا ظلم کیا کہ اگر کوئی اس کے قریب ہوتے تو ظلم کا اثر اس پر پڑتا اور ننانوے ہزار اولیاء اللہ کو اس نے مارا ان میں اکثریت سیدوں کا تھا۔ ایک دن حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور جلاد کو کہا کہ جب امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اندر آئے تو میں سر کی دستار پکڑوں گا اور تم پیچھے اس کا گردن مارو جب حضرت امام رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو حجاج نے اپنے زرین کرسی پر آپ رضی اللہ عنہ کو بٹھایا اور جلاد کو تلوار مارنے سے منع کیا اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تمہارا حکم مارنے کا تھا اور اس قدر تعظیم میرے لئے کس سبب سے تھی حجاج نے کہا تو میں نے اژدھا کو دیکھا کہ اس نے منہ کھول دیا تھا اور کہا کہ اگر تم نے امام کو مار ڈالا تو تمہیں بھی دنیا سے رخصت کروں گا۔ دوسری بار ایک ہزار بائیس سیدوں کو جمع کیا اور مارنے کا حکم دیا جب ہزار مارے گئے تو آسمان پر ایک غبار پیدا ہوا کہ کسی نے ایسا غبار کبھی نہیں دیکھا تھا وہ بائیس لوگ روم کی طرف چلے گئے چہار دن تک غبار تھا اس کے بعد اس کو خبر دی گئی کہ وہ روم کو چلے گئے ہیں حجاج بدبخت نے رومیوں کو کہا کہ اگر تم ان بندوں کو مجھے واپس کرتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ پھر تمہیں میں خراب کروں گا۔ رومیوں نے سوچا کہ اگر اولاد رسول اللہ ﷺ کو مارنے کے لئے ہم دیں گے تو کل قیامت کے دن حضور ﷺ کو کیا جواب دیں گے روم کے مملکت میں بائیس لوگ چور تھے ان کو کہا کہ تم کہو کہ وہ سید ہم ہیں اور حجاج نے ہمیں طلب کیا ہے تمہاری اولاد کو ہم اتنا دیں گے کہ سات پشتوں تک ان کے لئے کافی ہوں گے اور اگر تم ایسا نہ کرو گے ورنہ تم تو چور ہو ہم تم کو ماریں گے بے چارہ انہوں نے مان لیا پس ان کو چھوڑ دیا جب انہوں نے اپنے اپنے دلوں میں سوچا کہ یا اللہ ہم اپنے آپ کو بعوض اولاد رسول ﷺ قتل کے لئے حوالہ کرتے ہیں کل ہمیں شفاعت رسول ﷺ سے محروم نہ کر اللہ تعالیٰ کے بارگاہ میں ان کی دعا

قبول ہوئی ایک دن درمیان میں باقی تھا کہ خبر آئی کہ حجاج جہنم واصل ہوا اور وہ بطفیل رسول اللہ ﷺ اور ان کی اولاد امجاد کے رہا ہوئے پھر وہ اپنے مملکت میں واپس آئے اور دست بوسی اور تعظیم کرتے کہ یہ سید ہیں نعوذ باللہ یہاں انہوں نے اپنے آپ کو سید کیوں ٹھہرایا اور بدعتوں کو ظاہر کیا اور دنیاوی محصولات کے لئے لوگوں کو فریب دیتے تھے اور رفض کے اقوال ان سے صادر ہوئے۔ نقل کیا گیا ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو سید کہتے ہیں اور اپنے آپ کو رافضی کہتے ہیں اور اصحاب کرام رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے ہیں اور شراب پینا اور زنا کرنا اپنے لئے حلال جانتے ہیں اور سیدھی راہ پر نہیں چلتے تو ہمراہ علم اور علماء دین کہ ثبوت شریعت ہے ان سے دشمنی کرتے ہیں اور اپنے آپ کو شاہ کہتے ہیں اور میر بھی نام رکھتے ہیں تو وہ ان چوروں کی اولاد ہیں اور وہ صحیح النسب نہیں ہیں بلکہ انہوں نے اپنا نسب تبدیل کیا ہے اور حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ جنت کی بو نہیں سونگھیں گے:

لقولہ علیہ السلام: من بدل اباہ بغیر آبائہ فالجنۃ علیہ حرام۔

جس نے اپنے والدین کو تبدیل کیا تو اس پر جنت حرام ہے۔

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو مارنے کے لئے طلب کیا لوگ ان کے پس گئے تو حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ وہاں چلے گئے اور ایک صومعہ یعنی عبادت خنہ میں ٹھہرے جب وہ وہاں پہنچے تو حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ جو اس کا مرید تھا وہ عبادت خانہ کے دروازہ پر کھڑا تھا انہوں نے پوچھا کہ امام کہاں ہیں حبیب عجمیؒ نے کہا کہ وہ عبادت خانہ کے اندر ہیں جب وہ عبادت خانہ میں اندر گئے اور اس کو انہوں نے تلاش کیا لیکن اس کو نہیں پایا وہ واپس ہوئے جب امام باہر آیا حبیب عجمیؒ سے پوچھا کہ دیوانہ کیوں تم نے میرا پتہ انہیں دیا حبیب عجمیؒ نے کہا کہ اے امامؒ کہ یہ برکت ٹھیک تھی کہ خلاص ہوئے اگر ایسا نہ ہوتا تو میں نہیں جانتا کہ کیا ہوتا۔ الغرض کہ حجاج مر گیا تو لوگوں نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ مشک کی طرح پڑا ہوا ہے جس طرح پانی سے بھرا ہوا ہو۔ اس

سے پوچھا گیا کہ خدا نے تم سے کیا کیا اس نے جواب دیا کہ مجھے اللہ نے بخش دیا پوچھا گیا کہ کس طرح اس نے کہا کہ دو خاصیتوں کی وجہ سے ایک وہ جو میں بغیر مٹی کے سجدہ نہیں کرتا تھا یہاں تک کہ کشتی میں اگر بیٹھتا اور نماز کا وقت ہوتا تو اپنے مصلیٰ پر مٹی ڈالتا اور اس پر سجدہ کرتا دوسری خاصیت یہ تھی کہ میں سنت نماز عصر کو فوت نہیں کیا تھا اور وہ سنت چہار رکعات ہیں ایک فاتحہ اور ایک اخلاص کے ساتھ۔

مسئلہ: اگر زمین پلید ہو اور اس پر آپ کپڑا اڈال دیں اور اس کو کند بنایا ہو اس کے اوپر والے حصہ پر اثر نہیں ہو یعنی نمی نہیں پہنچی ہو تو اس پر نماز جائز ہے اور اگر جامہ کا ایک طرف پاک ہو اور ایک طرف پلید ہو اگر پیوست نہ ہو جیسے قبا تو پلید والا حصہ زمین کی طرف کرو اور پاک والا حصہ اوپر کرو۔

یہ بھی سمجھ لو کہ اگر کپڑا زمین پر ڈال دے اور اس پر اس طرح نماز پڑھے کہ گردن مصلیٰ کا یعنی کسی جانور کا پوست ہو تو وہ حصہ پاؤں کے نیچے کر دے اور دم والا حصہ سجدہ کی جگہ پر کر دے یعنی قبلہ کی طرف کر دے۔

مسئلہ: اذا صلی فی جلد الحیوان فشرط ان یجعل رقبۃ تحت قدمیہ وان لم یجعل لا یجوز صلوٰتہ۔

جب تم نماز حیوان کے پوست پر پڑھتے ہو اس میں یہ شرط ہے کہ گردن والا حصہ پاؤں کے نیچے کر دو اور اگر ایسا نہ کیا تو اس پر نماز جائز نہیں یہ مسئلہ مضمرات میں لکھا ہے۔

مسئلہ: پنج بنا مسلمانی کے دو اقسام ہیں بعض بالفعل ہیں اور بعض بالقوت ہیں جیسے حج و زکوٰۃ اور بالفعل جیسے نماز و کلمہ و روزہ پس اگر خواجہ اپنے غلام کو کہے کہ تم پر میرا کام فرض ہے۔ اور حق کا کام چھوڑ دو یا غلام کہے کہ خواجہ کا کام مجھ پر فرض ہے اور اللہ کا کام نہیں کافر ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ

فرض خدا بالقوہ ہے جب تک مستحق نہ ہو وہ فرض نہیں ہوتا اور وہ جو بالفعل ہے لازم ہے پس ہر آدمی آزاد وغلام میں سے خواہ وہ مرد یا عورت تمام پر فرض عین ہے اور فرض عین وہ ہے کہ ہرگز کسی سے ساقط نہیں ہوتا اور کیا خوب کہا جس نے یہ کہا

طاعت اوست فرض عین شدہ

برہمہ خلق ہم چون دَین شدہ

اس کی اطاعت فرض عین ہے تمام مخلوق پر جس طرح کسی پر قرض فرض ہے۔

مسئلہ دربیان پانچ اوقات کے

پہلا وقت فجر کے طلوع فجر دوسرا ہے اور وہ سفیدی ہے آسمان کے کناروں میں مشرق کی طرف۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے:

لا یغرنکم اذان بلال۔

کہ تمہیں بلال کا اذان دھوکہ میں نہ ڈالے۔

اور وہ اس طرح تھا کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں دو اذان تھے ایک رات کے پہلے حصہ میں برائے خبرداری لوگوں کے تاکہ لوگ کھائے اور پیئے رمضان یا تہجد میں تاکہ غفلت ان سے دور ہو جائے باقی تمام ایام میں ابن مکتوم اذان دیتا تھا پس حضور ﷺ نے فرمایا کہ بلال کے اذان پر دھوکہ نہ کھائے کہ اب رات باقی ہے۔ پہلا وقت ظہر کا آفتاب کے زوال سے لے کر آخر وقت کسی چیز کے سایہ دوچند ہو جانے تک ہے سایہ ہر چیز کا اس چیز کے برابر ہوتا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دوبارہ امامتی حضور ﷺ کا کیا ہے پہلی امامت آفتاب کے زوال کے بعد ادا کی اور آخر جب سایہ دو چند ہوا جزا اصلی سے اور عصر کا وقت شروع ہوتا ہے کہ جب ظہر کا وقت ختم ہو جائے اور آخر وقت

غروب آفتاب تک ہے اور توقف درمیان غروب اور مغرب کا اتنا چاہئے کہ کوئی تین رکعات نماز کے پڑھنے کے اندازہ کے برابر ہو یہاں تک کہ اگر نماز کو شروع کیا ہو نماز عصر کا ایک رکعت پڑھ چکا ہو اور تین رکعات باقی ہو تو اس کی نماز فاسد ہوتی ہے اس لئے کہ غروب کے بعد یہ وقت بحساب عصر کا ہے اور آخر وقت مغرب کا شفق کا غائب ہونا ہے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق اور وہ شفق سفیدی ہے آسمان کے کناروں میں اور پہلا وقت عشاء کا شفق کے غائب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور آخر وقت طلوع فجر ثانی کا کہ اس کو صبح صادق کہا جاتا ہے پس جان لو کہ سخت ترین اوقات میں ظہر کی پہچان ہے اس لئے کہ اس کا تعلق مہینوں کے حساب سے رکھتا ہے پس کچھ اس کے متعلق بیان کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس طرح ہیں۔

اسد	بھاووں
سنبلہ	اسو
میزان	کتک
عقرب	مگھر
قوس	پوہ
جدی	ماہ
سرطان	ساون
دلو	پھاگن
حوت	چھیتر
حمل	بیساک

ثور	جیٹھ
جوزا	ہاڑ

تمت

جان لو! اے عزیز کہ اتنا اندازہ جاننا حساب سے فرض عین ہے پس جو جانے گا تو نماز کا وقت بھی پہچانے گا اس لئے کہ وقت کی پہچان ایک فرض عین نماز سے ہے۔ سمجھ لو کہ یہ دائرہ مثال میں کوہ قاف کی طرح ہے اس لئے کہ کوہ قاف گرد بیخ ہے اس زمین اور آفتاب آسمان میں آسمان کے کنارہ پر چلتا ہے اور جلدی چلتا ہے اور جلد گزر جاتا ہے اور گرمیوں میں آسمان کے وسط میں چلتا ہے تو دن پڑھتا ہے اور کنارہ پر کوہ قاف پر جلدی برگشتہ ہوتا ہے تو شب چھوٹا ہوتا ہے اور سردیوں میں کوہ قاف سے دور ہو جاتا ہے تو رات بڑی ہوتی ہے۔ کہا گیا ہے کہ سات طبق زمین کے آسمان دنیا دیکھنے میں حلقہ بیابان کی طرح ہے۔ اور یہ آسمان نظر میں دوسرا حلقہ بیابان کی طرح ہے بڑائی میں اور اس طرح ساتوں آسمان کے اوپر ایک دریا ہے کہ اس کا نام بحر الحیوان ہے وہ سات آسمانوں اور زمینوں کے برابر ہے اور یہ تمام مذکور ہیں کرسی میں وہ بھی حلقہ بیابان کی طرح ہے بڑے ہونے میں اور پھر کرسی نظر عرش حلقہ بیابان کی طرح ہے ذکر عرش و کرسی و بہشت حضور ﷺ کا فرمان ہے: ارض الجنۃ کرسی و سقفھا عرش الرحمان۔ جنت کی زمین کرسی ہے اور اس کا چھت اللہ تعالیٰ کا تخت ہے۔ کرسی سرخ ہے اور اس میں مرغزار ہیں کہ ہر روز مرغزار اس دنیا کے برابر بڑا ہوتا ہے اور اس مرغزار میں براق ہیں کہ اس زمین سے سات چند بڑے ہیں اور یہ زمین ان کے ایک سم کے نیچے اس زمین کے برابر ہوتا ہے اور عرش کے چھ لاکھ پاؤں ہیں ایک پاؤں سے دوسرے پاؤں تک فاصلہ چالیس ہزار سال کے مسافت پر ہے اور ہر پاؤں اس کے ستر ہزار میدان ہیں اور ایک میدان سے دوسرے میدان تک دوسرے ستر ہزار سال کے مسافت کا فاصلہ ہے اور ہر میدان میں ہزار نورانی باغ ہیں اور

ہر باغ میں ہزار شہر ہیں اور ہر شہر میں ستر ہزار سرائے ہیں اور ہر سرائے میں ستر ہزار گھر ہیں اور ہر گھر میں ستر ہزار گوشے ہیں اور ہر گوشہ میں ستر ہزار تخت ہیں اور ہر تخت میں ستر ہزار حوریں ہیں۔

نقل ہے کہ جب عرش عظیم کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اس حساب سے فرشتے بھی پیدا کئے کہ اس فرشتہ کا سر عرش تک اوپر تھا اور پاؤں تحت الثریٰ تک اس فرشتہ نے اللہ تعالیٰ سے التجاء کی کہ اے میرے رب مجھے حکم دو تا کہ میں عرش عظیم کے ارد گرد چکر لگاؤں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ عرش کے ارد گرد چکر لگاؤ اور وہ فرشتہ قیامت تک اس عرش کے ارد گرد چکر لگا تا رہتا ہے۔ اور ہر قدم سے دس ہزار سال کا راستہ ہے کہ وہ کاٹتا ہے۔ کہ وہ ابد الآباد تک عرش کے انتہاء سے خبر دار نہ ہو گا۔ اور جس جگہ سے وہ روانہ ہوا ہے دوبارہ وہاں تک نہیں پہنچا ہے حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے: حول العرش منابر من النور وفیھا خلق من النور۔ عرش کے ارد گرد نور کے منابر ہیں اور اس میں نورانی مخلوق ہیں۔ اس کے تمام چیزیں نورانی ہیں وہ منابر انبیاء اور شہداء کے لئے بھی نہیں ہوں گے بلکہ انبیاء واولیاء اس کے آرزو کریں گے ان منازل کا پس یاران نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کس کے لئے ہیں آپ نے فرمایا وہ اس شخص کے لئے ہے کہ وہ اللہ کی رضا کے لئے عالموں کی خدمت کرے اور ہمیشہ ان کی صحبت میں رہتے ہیں صدق رسول اللہ ﷺ۔

الغرض کہ زمین کے ارد گرد پہاڑ ہیں قاف پانچ بمقدار اس زمانہ کے سر اس پہاڑ کا بہت اونچا ہے بعض کے نزدیک وہ آسمان کے قریب ہے مگر اہل دیدہ نے کہا ہے کہ اس کے اور آسمان کے درمیان ایک کشادہ جگہ ہے اور گرداگرد وہ پہاڑ سانپ کی طرح پیچ بہ پیچ ہیں اور ایک بالشت کے برابر دم منہ میں پکڑا ہے۔ کہا گیا ہے کہ جب تمام عالم اس جہان کی وفات ہو جائیں گے تو چالیس دن تک فرشتے سیاہ کپڑے پہنیں گے اور ماتم کریں گے کہ دین میں خرابی پیدا ہوئی ہے اور تمام حیوانات جو

زمین پر ہیں ان کی وفات سے خبر دار ہو جائیں گے اور وہ غم گین ہو جائیں گے یہاں تک کہ اس کہ وہ سانپ کو بھی خبر ہو گی اور ہیبت سے اپناوہ دم کھالیں گے پھر زور لگائیں گے اور مقدار ایک بالشت دم منہ میں پکڑیں گے یہی وجہ ہے کہ زمین کم ہوتی رہتی ہے اور دور، دور ممالک ایک دوسرے کے نزدیک ہو جائیں گے اور کوہ قاف ایک زمین ہے جو کثیف ہے اس دنیا کے دس گناہ ہے اور جو یاجوج اور ماجوج ہیں یہ یافث کی اولاد ہیں اور وہ اس وقت نہیں مرتے جب ان کی اولاد چار ہزار تک نہ پہنچے اور ان کا کھانا سانپ ہیں جب قحط سالی ہو تو ہر ایک کے لئے ایک سانپ ہو گا اور جب فراخی ہو تو دو سانپ ہر ایک کو ملیں گے اور یہ تمام کافر ہیں وہ جنت کی بو نہیں سونگھیں گے اور ان کا قد اتنا ہے کہ جو بڑا ہے وہ ہر بلندی سے بڑا ہو گا اور بعض تین گز اور بعض ڈیڑھ گز سینہ رکھتا ہو گا اور ایک سو من پتھر کو سو گز کے فاصلے پر پھینک دے گا اور بعض کا قد بقدر ایک بالشت ہو گا اور ان کا پوشاک ان کے کان ہیں ایک کان نیچے ڈالتا ہے اور ایک کان اوپر ڈالتا ہے اور تمام وجود ان کا خوک کے مانند ہیں اور اس ہوا میں اسی ہزار زمین سفید ہیں کہ اس کو ہوا کہتے ہیں وہ لطیف ہے اور فرشتے اس پر مقرر ہیں اگر ایک سوئی آسمان نیچے پھینکے جائے اس سوئی کو راستہ نہیں ملی گی ان کی زیادت کی وجہ سے اور تمام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھیں گے اور ان کے لئے ستر ہزار زمین خام چاندی کی ہے اور ستر ہزار سونے کی زمین اور ستر ہزار مشک سفید اور ستر ہزار مشک سیاہ اور ستر ہزار کبودی رنگ کی ہو گی اور ستر ہزار عقیق رنگ کی اور ستر ہزار زر خالص اور ستر ہزار زرد رنگ کی اور ستر ہزار سفید رنگ کی اور ستر ہزار سبز کی اور ستر ہزار سیاہ کی اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ املاک حق کی انتہا نہیں ہے اگر بیان کروان کا قد جلال اور جمال حق کا مظہر ہے کہ وہ بیان نہیں کیا جا سکتا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا (الکھف ۱۰۹)

فرما دیجئے اگر دریا سیاہی بن جائیں کہ کلمات رب کو لکھے تو یہ دریا ختم ہوں گے اور کلمات رب ختم نہیں ہوں گے اگر ہم ان کی مثل اور سیاہی لے آئیں گے۔

اور یہ آسمان دنیا تمام زمینوں گذشتہ سے ہے اور آفتاب ایک سو ساٹھ گنا برابر اس نیا کے ہے اور اب فی الحال چوتھا آسمان پر ہے اور ہر کونہ پانچ سو لگام رکھتے ہیں اور ہر لگام پر پانچ سو فرشتے مقرر ہیں اور ان کو گردن سے کھینچتے ہیں اور تیزی سے گزرتے ہیں۔ نقل ہے کہ اگر تازی گھوڑا آکر زمین پر پاؤں رکھے تو آفتاب ہزار سال کے مسافت سے دور ہٹے گا چنانچہ حضور انور ﷺ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ظہر کے وقت پوچھا کہ ہے یا نہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا لا و نعم نہیں اور ہاں حضور ﷺ نے فرمایا کہ واقعہ دوبارہ کہو کہ جب میں نے کہا کہ لا نہیں تو ہزار سال کی راہ گزرنے کے وقت کے برابر اس کے بعد نعم کہا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ سردیوں میں اس لئے سردی ہوتی ہے کہ شمال کی طرف بہت دریا ہیں اور اس کے بعد معلوم ہونا چاہئے کہ فجر کو پہلا وقت مؤخر کرنا ثواب اس میں زیادہ ہے یہاں تک کہ یہ بھی نقل ہے کہ اتنی تاخیر سے ادا کرے کہ نماز اور طلوع شمس کے درمیان سو آیات پڑھی جائے اور یہ تو عام طریقہ ہے کہ پچاس آیات تک پڑھے اور اگر نماز فاسد ہو جائے تو پھر دوبارہ وضو کر سکتے ہو اور پھر پچاس آیات کو تلاوت کر سکتے ہو۔

حضور ﷺ نے فرمایا ہے:

اسفروا بالفجر فانه اعظم الاجر۔

سفیدی میں فجر پڑھو کیونکہ اس میں زیادہ اجر ہے۔

اور نماز ظہر اور عصر میں تعجیل افضل ہے تاکہ بغیر خلاف کے ادا کی جائیں اور اماموں اور صاحبان کے اختلاف میں نہ پڑے اور نماز مغرب میں جلدی کرو کہا گیا ہے کہ ایک روز حضرت عمر

فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز مغرب ادا کی اور مسجد میں تشریف لائے ستاروں کو دیکھا ایک غلام کو آزاد کیا اور فرمایا کہ میں نے تاخیر کی۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے:

لا یزال العبد بالخیر مالم یصل المغرب باشتباک النجوم۔

ہمیشہ بندہ خیر سے رہے گا جب تک وہ مغرب کی نماز ستاروں کے جھرمٹ میں نہ پڑھے۔

بارہ فرقے روافض کے اس پر متفق ہیں کہ نماز شام تاخیر سے پڑھے اور افطار کو ستاروں کے طلوع پر کرو پس سنی کے لئے ضروری ہے کہ ان کے خلاف کرے۔

فتاوی نوادر میں ہے کہ جو کوئی نماز کو اپنے وقت سے تبدیل کرے ان کے اعمال نامہ میں عذاب چھتیس زنا کے برابر لکھا جاتا ہے۔ اور نماز عشاء میں تیسرے حصے رات تک تاخیر بہتر ہے حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر دھقانوں پر سخت نہ ہوتا تو میں تیسرے حصہ رات تک نماز عشاء ادا کرنے کا حکم دیتا۔ اور اس سے پہلے پڑھنا جائزنہ ہوتا۔ چاند کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ دنیا سے ننانوے چند بڑا ہے اور چوتھے آصمان پر ہے اور خسوف وکسوف کے وقت اس کو تیزی سے فرشتے لے جاتے ہیں آفتاب ومہتاب کو تیزی سے کھینچ لیتے ہیں اور چوتھے آسمان پر ایک دریا ہے کبھی وہ جب ٹیڑھا ہو جائے تو اس سے پانی نکل آتا ہے اور دنیا میں پانی جتنا ضرورت ہو وہاں پہنچ جاتا ہے اور یہ سورج وچاند تاریک ہو جاتے ہیں اس کا نام خسوف وکسوف ہے۔ اور یہ بات صحیح نہیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ لوگوں کے زیادہ گناہوں کی وجہ سے یا کوئی بزرگ وفات ہو جائے تو خسوف یا کسوف ہوتے ہیں اس لئے کہ یہ جمادات ہیں اور نیک وبد ان کو خبر نہیں ہوتی۔

نقل ہے کہ جب حضرت ابراہیم فرزند رسول مقبول ﷺ وفات پاگئے اس روز سورج گرہن ہوا بعض لوگوں نے گمان کیا کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات کی وجہ سے ہوا حضور ﷺ

نے فرمایا کہ ایسی کوئی بات نہیں کہ سورج اور چاند کسی کی وفات سے یہ پکڑے جاتے ہیں یعنی کسوف و خسوف ہوتے ہیں اور وہ فرشتے کچھ سبب سے کھڑے بھی نہیں ہوتے یہاں تک کہ ان کو کھڑے ہونے کا حکم نہ دیا جائے۔

یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ مہینے بعض قمری ہوتے ہیں اور بعض شمسی۔ قمری بعض تیس دن کے ہوتے ہیں اور بعض انیتس دن کے ہوتے ہیں اور شمسی مہینے بھی بارہ ہوتے ہیں بحساب مہینوں کے یہ گیارہ دن قمری مہینوں سے زیادہ ہوتے ہیں چنانچہ نصاب میں ایسے کہا گیا ہے۔

بیت

لاولالب لاولا شش ماہ است

لل لط وکط لل شہور کوتاہ است

حمل ثور جوزا سرطان اسد سنبلہ

میزان عقرب قوس جذی دلو حوت

جان لو کہ اس زمین کے نیچے باد ہے اور قوم عاد کے لئے سوئی کے برابر اس باد سے آئی تھی اور تمام کو زیروزبر کر دیا اور روز قیامت کے دن وہ باد آئے گی جس وقت بانسری میں پھونکا جائے گا یہ بھی سات ہو گی اور اس عالم کو خراب کرے گی اور وہ زمین پانس سو سال راستہ دراز رکھتا ہے اور پانچ سو سال پوشیدہ۔

قصہ عادیان یہ ہے یہ لوگ کافر تھے اور ہر بلندی سے بلند تھے یہاں تک کہ ان میں سے پہاڑ جاتا تھا اور دوسرا دوسرے پہاڑ کو اور دونوں آپس میں باتیں بھی کرتے تھے ان کے درمیان حضرت ہود علیہ السلام مبعوث ہوئے اس نے اپنی قوم کو دعوت دی انہوں نے اس دعوت کو قبول نہ کیا پیغمبر

علیہ السلام نے فرمایا کہ اے کم بختو تم بت پرستی سے باز رہو ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے انہوں نے کہا کہ ہم کس وجہ سے ہلاک ہوں گے حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہیں باد ہلاک کری گی اور وہ بے عقل کتے پہاڑ کی طرف گئے اور ان پہاڑوں کے سروں پر دیواریں بنائیں انتہائی بڑی بڑی ان کا خیال تھا کہ ان دیواروں سے باد نہیں آئے گی ایک دن وہ جمع ہوئے اور ہود علیہ السلام کے پاس آئے کہ بارش نہیں ہوتی اگر آپ پیغمبر ہیں تو بارش اللہ سے مانگو کہ بادل آ جائیں اور بارش ہو جائے۔ حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ بادل کس طرح پیدا ہو گا انہوں نے کہا کہ بادل سیاہ ہوں گے اس وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے سیاہ بادل ہوئے اور سوئی کے برابر اس باد سے باہر آئی تو تمام بادل کو لے گئے۔

نقل کیا گیا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ہاتھ کو پکڑتے اور کھڑے ہوتے پتھر اور لکڑی اور خاک ان کے اوپر ہو جاتے اور وہ پتھروں کے نیچے ہو جاتے اور زمین کے نیچے دوسری زمین میں لوگ ہیں ان کا قد گوسفندوں کی طرح ہے اور سر ادمیوں کے سروں سے برابر ہے۔ یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ ہر حیوان کی ایک نشانی میں ہے حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ یہ لوگ آدم زاد ہیں آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ لوگ قیامت کے دن فنا ہو جائیں گے فی الحال ان میں ایک گناہ گار نہیں ہوا ان دوزخ کے پتھروں کے خوف سے جو کہ چوتھی زمین میں ہے اور ان پتھروں کا نام اکبرویہ ہے اگر ان گرم پتھروں میں سے ایک پتھر اس جہان میں آ جائے تو تمام پہاڑ اور زمین کو موم بنائیں گے اور پانی بہنے سے کھڑا ہو گا اور اس زمین میں دوزخ کے سانپ ہیں اور چھٹی زمین میں دوزخی بچھو ہیں جس طرح اونٹ ہیں بڑے قد میں اور ساتویں زمین میں تخت شیطان ہے اور شیطانوں کے متعلق کہا گیا ہے کہ ان کا ایک اندام نر کا ہے اور ایک اندام مادہ کا جب اپنا ایک اندام دوسرے اندام پر مارے تو اس سے دس شیاطین پیدا ہوتے ہیں اور اس تخت کا نام سجین ہے اور وہ سجین ایک پتھر ہے کہ وہ اس دنیا کے

برابر ہے اور اس کے اوپر سرپوش کی طرح ایک پتھر رکھا ہوا ہے اور سود خور ارواح وہاں بند ہیں اور یہ سات زمین ایک فرشتہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ فرشتہ زمین اور آسمان کے سات چند کے برابر ہے اور اس کے پاؤں ہوا میں معلق ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک تختہ جنت سے لایا جائے گا وہ یاقوت کی طرح کا سرخ ہو گا کہ وہ پتھر اس فرشتہ سے سات گنا بڑا ہو گا جو زمین و آسمان کے برابر بڑائی میں ہو گا۔ وہ فرشتہ اس پر پاؤں رکھے گا اور وہ تختہ بیل کے پشت پر ہے اللہ تعالیٰ اس کو چار سر اور آٹھ سینگ دیئے ہیں اور یہ تختہ اس پر اس لئے رکھا ہوا ہے کہ اس کو سردی نہ لگے۔

نقل ہے کہ ایک دن شیطان گیا اور اس کو وسوسہ ڈالا کہ یہ کیا بار تم نے اپنی پشت پر رکھا ہے اس کو پھینکو کہ اس غم سے چھٹکارا حاصل ہو جائے جب ارادہ کیا کہ میں اس کو پھینکتا ہوں تو ایک مچھر خدا کے حکم سے آیا اور اس کے دماغ میں گیا اور وہاں اس کو ڈنگ مارا تو وہ ستر سال بے ہوش رہا جب ہوش میں آیا فوراً اس کے دل میں خیال آیا کہ عالم خراب ہو چکا ہو گا تو جب دیکھا کہ ہر چیز اپنی جگہ پر ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب ہوا کہ اتنا املاک میں نے کس چیز پر کھڑا کیا ہے تم نے گمان فاسد کیا کہ اللہ تعالیٰ کی املاک میں نے پکڑی ہیں جب کہ یہ فکر شیطان نے تمہارے دماغ میں ڈال دی اس کا بدلہ یہ ہے کہ کل قیامت کے دن اپنے بندوں کے لئے تجھے ذبح کر دوں۔

کہا گیا ہے کہ اس خطاب کے ڈر سے ہر جگہ چشمے ہمارے ہاں ہیں اور رنگ برنگ نمناک ہے اسے کوثری کہتا ہے یہ سات بڑے بیلوں کے برابر ہے اور وہ دیگ مچھلی کے پشت پر ہے اور وہ مچھلی اس دیگ سے بے خبر ہے۔ نقل ہے کہ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یارب وہ مچھلی مجھ دکھا دو حکم ہوا کہ کوہ قاف کے نزدیک جاؤ وہاں ایک غار ہے تمام جہان کا پانی وہاں جمع ہے اور غار کے اندر ایک پتھر ہے اس دنیا کے مثل دوزخ کی آگ کا جب سوئی کے برابر اس کا تاب پہنچے اور دنیا کے

تمام دریا اس پتھر پر پہنچتے ہیں تو اس پر خشک ہوتے ہیں جس طرح کسی تھال پر ایک قطرہ پانی ڈال دیا جائے بلکہ اس سے بھی جلد وہ خشک ہو جاتا ہے اگر یہ پانی نہ ہوتا تو تمام عالم اس پتھر کا تاب نہ لاتا تمام عالم جل جاتا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہاں پہنچے ایک مچھلی کو دیکھا کہ تیز تیز اس پانی میں تیرتی ہے تین دن گزر گئے جب نگاہ کیا تمام دنوں میں اس نے ایک چشمہ کو عبور نہیں کیا تھا اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے مان لیا وہ مچھلی یہی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی نہیں بلکہ اس جیسا مچھلیاں ستر ہزار اس کا ایک نوالہ ہے وہ مچھلی دریا میں ہے اور وہ دریا اس مچھلی سے خبر نہیں رکھتا اور وہ دریا مچھر کے اوپر ہے اور اس مچھر کے نیچے تاریکی ہے اور اس تاریکی کے نیچے دریا ہے کہ دس ہزار برابر اس دنیا کے ہے کہ عرض وطول اور گہرائی اس کے برابر ہے اس کے نیچے وہ زمین ہے سفید رنگ کے کہ کف سے زیادہ ہموار ہے قیامت کے دن اس زمین کو لایا جائے گا تاکہ یہ مخلوقات اس میں سما سکے اس زمین کے نیچے دریا ہے پھر اس کے نیچے زمین ہے علی ہذا القیاس سات دریا ہیں اور سات زمینیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ ان زمینوں میں مخلوق ہیں کہ اس کی تعداد کے متعلق اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور ایک سوئی کے برابر زمین میں جگہ نہیں۔

حضرت عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ آدمی اس کو پہچانتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ان کو معلومات نہیں۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ شیطان ان سے حرکت کرتا ہے یا نہیں اس نے فرمایا کہ نہیں بلکہ وہ شیطان کی پیدائش سے بھی خبر نہیں۔

الغرض پورا سال ان لوگوں پر بارہ دن کے برابر ہوتا ہے یعنی اس جہان کے تیس دن ان مخلوقات کا ایک دن ہوتا ہے اللہ کی حکمت سے اور ان زمینوں کے نیچے دریا ہے کہ وہ دس ہزار برابر

اس دنیا کا ہے عرض ولمبائی اور گہرائی اس کے برابر ہے اور اس دریا کا نام حمیم ہے کہ وہ خون اور پیپ اور زرد پانی گناہ گاروں کے لئے ہیں اور سخت جوشیدہ ہے اور ارواحان خون کنندہ بن حق وہ دریا ہے۔

کہا گیا ہے کہ روز قیامت نشانہ ہر طائفہ کا جدا جدا ہوتا ہے لیکن چار طائفہ کے نشانیاں برابر ہوگا اول زنا کرنے والے اور آزاد لوگوں کو فروخت کرنے والے اور شراب پینے والے اور وہ طائفہ جو بے گناہ لوگوں سے مزدوری کراتے ہیں اٹھارہ دن ان کے چمڑے خراب ہوں گے اور دونوں کندھوں کے درمیان کشتی کی طرح ایک جگہ ہوگی سانپ اور بچھو کے لئے اور ان کے ہونٹ پہاڑ احد کی طرح بڑے بڑے ہوں گے اور ان کی پیشانی اتنی بڑی ہوگی کہ تین دن تازی گھوڑا دوڑ دوڑے گا۔ اور سود خور لوگوں کے سر بڑے بڑے پہاڑوں کی طرح ہوں گے۔ کہ کھڑے ہونے کی طاقت نہیں رکھتا ہوگا اور ان کے پاؤں اوپر کی طرف کر دیں گے اور مانع زکوٰۃ اور وہ لوگ جو جھوٹ بولنے پر تجارت کیا کرتے ہیں ان کے پیٹ بڑے بڑے پہاڑوں کی طرح ہوں گے جو کہ سانپ اور بچھو سے بھر گے ہوں گے۔

نقل ہے کہ ایک دن صحابہ میں سے ایک صحابی نے ایک اونٹ کو تین سو درم پر فروخت کیا جب یہ خبر ہشام کو جو ان کا ساتھی تھا پہنچی تو اس سوداگر کے پیچھے تلاش شروع کی۔ جب پہنچا تو س سے پوچھا کہ یہ اونٹ ذبح کرنے کے لئے خریدا ہے یا بار اٹھانے کے لئے اس نے جواب دیا کہ بار اٹھانے کے لئے اس نے اس کو کہا کہ یہ بار اٹھانے والا نہیں ہے اس لئے کہ اس کے سم میں سوراخ ہے جب اس مبیعہ کو رد کیا بائع پر سو درم کم کیا اور دو سو درم پر خریدا صاحب اونٹ ہشام کے پاس گیا اور شکایت پیش کی کہ تم نے مجھے سو درم کا کیوں نقصان دیا ہشام نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو اور اس گاؤں والوں کو عذاب الٰہی سے خلاصی دلائی اس لئے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب مبیعہ عیب ناک

ہو اور صاحب مال وہ عیب خریدار کو نہ دکھائے اور اس کو خبر نہ دے وہ گناہ گار ہوتا ہے اور اگر گاؤں والوں کو پتہ ہو اور وہ بھی اس عیب کو نہ بتائے تو وہ بھی سب گناہ گار ہوتے ہیں پس میں نے حضور ﷺ کی تابع داری کی۔

الغرض قیا ئفہ مذکورہ اور بڑے کفار اور تمام گناہ گار کہ بغیر توبہ کے مر جائے اس دریا سے ایک پیالہ ان کو لایا جائے گا سختی اور گرمی کی وجہ سے زرد پانی یعنی پیپ گوشت اور چہرہ اس وقت ریزہ ریزہ ہو جائیں گے پھر ان کا گوشت انہیں دیا جائے گا پھر ان پر ڈالا جائے گا پھر ان سے تمام گوشت و پوست ریزہ ہو جائے گا قیامت کے دن ان کا یہ حال جاری رہے گا اور توبہ کرنے والوں کو اور جو نیک متقی اور پرہیز گار لوگ ہیں ان کے لئے جنت سے ایک پیالہ لایا جائے گا کہ مشک سے زیادہ خوشبو دار ہو گا اور برف سے زیادہ سفید اور مسکہ سے زیادہ نرم تر ہو اور وہ پچاس ہزار سال ان پر ایک وقت کے برابر گزرے گا اور اس دریا کے نیچے زمین ہے برف اور اولوں سے بھری ہو گی اس کے متعلق کہا گیا ہے کہ دس ہزار سال تیز رو کبوتر ایک دم ایک طرف سے دوسری طرف پہنچ جاتے اگر وہ زمین نہ ہوتی تو تمام املاک دوزخ کی گرمی سے جل جاتے اور نیچے اس زمین کا ڈھکنا ہے دوزخ کا کہ اس کی لمبائی اور چوڑائی اور گہرائی کے متعلق خدا کو پتہ ہے اور اس کے نیچے سات دوزخیں ہیں پہلی دوزخ کا نام جحیم ہے دوسری کا نام جہنم اور تیسری کا نام لظی چوتھی کا نام سقر پانچویں کا نام سعیر چھٹی کا نام زہریر اور ساتویں کا نام ہاویہ ہے کہ تمام دوزخی لوگ ان سے گرم ہو جائیں گے اور ہاویہ میں منافق اور برہمن لوگ ہوں گے جو اللہ پر جھوٹ کا قسم کھائے اور رافضی اور وہ لوگ جنہوں نے دین کو تبدیل کیا ہو گا۔ اور اس کے نیچے ستر ہزار پردے کبودی رنگ کے ہونگے اور ہر پردہ اس دنیا کے ستر ہزار چند کے برابر ہے اور پھر اس کے نیچے ستر ہزار پردوں کے نیچے عقیق رنگ ہے علی ہذا المقدار اور پھر اس کے

نیچے ستر ہزار پردے سیاہ رنگ کے ہیں اس کے بعد حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ جلال اور جمال حق ہے کہ وہ شمار میں نہیں آسکتا اور نہ کوئی بیان کر سکتا ہے اور پل صراط کے متعلق کہا گیا ہے کہ اس کے پشت پر ایک سانپ ہے اور وہ سانپ دوزخ ہے اور اس کا نام یملیخا ہے اور تمام سال سے وہ دوبار سانس لیتا ہے جب باد اس کے دائیں ناک کے سوراخ سے جاتی ہے تو گرمی ہوتی ہے اور جب بائیں جانب سوراخ سے تو سردی آجاتی ہے اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ سورج اس دنیا میں حکمت الٰہی سے ایک طرح سے نہیں ہے۔ چنانچہ نقل ہے کہ شمال کی طرف ایک ولایت ہے کہ نماز عشاء ان پر نہیں ہے صرف صبح وظہر وعصر ومغرب ادا کرتے ہیں پھر صبح صادق نکل آتی ہے۔ اور اس ولایت کا نام سبا ہے اور اس ولایت کے لوگ زیادہ ہوشیار ہیں اور یمن کی طرف ایک شہر ہے کہ اس کا نام بلغان ہے کہ تمام سال میں چالیس دن ان پر عشاء کی نماز نہیں ہوتی اس لئے کہ وقت نماز کے لئے ظرف ہے پس جب وقت نہیں تو نماز بھی لازم نہیں اور مشرق کی طرف ایک ولایت ہے کہ وہاں چھ ماہ رات ہوتی ہے اور چھ ماہ دن ہوتا ہے اور تمام ولایت برف سے دھنسی ہے یہاں تک کہ کہا گیا ہے کہ ہر زندہ سر جب وہاں پہنچتا ہے تو وہ برف بنتا ہے اور چھ ماہ گرمیوں میں جب سورج آسمان کے درمیان ہوتا ہے تو اس ولایت میں دن ہوتا ہے اور برف پگھل جاتی ہے اور دریاوں میں پانی زیادہ ہوتا ہے اور جب سردیوں کا موسم آتا ہے اور سورج کنارہ آسمان پر ہوتا تو اس ولایت پر شب ہوتی ہے اور برف برستی ہے۔

جان لو! کہ حکم نماز ساقط ہو جاتا ہے ان کے ذمہ سے خواہ وہ قضاء ہو یا ادا ہو اس لئے کہ اگر وقت ہو تو وقت پر نماز فرض ہے اور وقت کے بعد قضاء ہوتی ہے پس مؤمن متقی کے لئے چاہیئے کہ اوقات کا خیال رکھے اور جو احکامات وقت کے ساتھ معلق نہیں ہے تو ان تمام کو ادا کرنا چاہیئے اس لئے

کہ اگر ایک سانس بھی لے تو گویا تم نے دیوار کا ایک پتھر خراب کیا اور ہر رات جب آتی ہے تو کہتی ہے کہ کل قیامت کے دن میں تم پر گواہ ہوں گی۔ جتنی عبادت کر سکتے ہو تو کر لو اور ہر روز بھی یہی کہتی ہے اور ہر قدم جو اٹھایا جاتا ہے تو وہ قبر کی طرف جاتا ہے چنانچہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ قبر کے اندر دیکھ لو صبح سویرے غسل کرو کہ تم زندہ رہ گئے ہو اور اس میں نیند بھی کرو گے تو وہ کہے گی کہ اے میرے رب آج اس کو مہلت دو کہ توشہ اس جگہ سے لے جاؤ اس لئے کہ اس نے تمام روز اور شب عبادت میں گزارے اور یہ کہتی ہے کہ سستی مت کرو کہ کل تمہیں افسوس نہ رہے کہ میں نے اپنی عمر میں عبادت نہ کی۔

حکایت: حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ میں تحریر کیا ہے کہ ایک بلبل نے ایک باغ میں آشیانہ بنایا تھا اور موسم بہار میں اپنی عمر خوشی اور ذوق وشوق سے گل سے زندگی گزارتا تھا لیکن جب بادِ خزاں نے دستِ ظلم دراز کیا اور تمام باغ بغیر گل اور پتوں کے رہ گیا اور آشیانہ بھی وہاں سے خراب ہوا اس درخت کے نیچے ایک چیونٹی کا گھر تھا کہ اس نے تمام موسم بہار میں توشہ جمع کیا تھا اور سردیوں میں وہ فارغ ہو تو وہ اپنے گھر سے نہ نکلا تو بلبل مجبور ہوا اور اس چیونٹی کے پاس گیا اور سوال کیا کہ تم میرے قریبی دوست ہو ہم دونوں یہاں اکھٹے اس جگہ میں رہتے تھے اب مجھے کچھ خرچہ دے دو تاکہ میں کھالوں اور چیونٹی نے کہا کہ اے بلبل بے عقل کہ پھر دوبارہ بہار پر مغرور مت ہو جاؤ اس لئے کہ بادِ خزان در پیش ہے وہ پھر نہیں گزر سکتی اور موسم بہار تو خوشی سے گزر سکتی ہے تو مؤمن کے لئے یہ سمجھ کافی ہے کہ وہ چیونٹی کی طرح ہو کر اپنی زندگی عبادت میں گزارے اس لئے کہ خزان در پیش ہے یعنی قیامت در پیش ہے۔

حکایت: کہا گیا ہے کہ ایک غلام اپنے آقا کی خدمت میں بہت چست تھا جب خواجہ کو اس پر رحم آیا اور اس کو آزاد کیا اور ایک پارہ زر کا اس کو حوالہ کیا پس غلام نے کعبۃ اللہ کی راہ لی جب کشتی کو آیا تو قدرت الٰہی سے کشتی ٹوٹ گئی وہ ایک تختہ پر رہ گیا اور اس تختہ سے وہ جزیرہ سے نکل آیا جب چند دن وہاں وہ رہ گیا تو اس کو بہت بھوک اور پیاس لگ گئی اور اچانک دیکھ لیا کہ ایک طرف سے سوار پیدا ہوئے ہیں انہوں نے خوب لباس پہنے ہیں اور طعام اور پانی کھاتے پیتے ہیں ان کو بھی کھلایا اور پلایا اور اپنے ساتھ سوار کیا اور ساتھی بنایا پس ایک شہر کو یہ لوگ پہنچے کہ وہ بہت آباد تھا اور زیبائش سے آراستہ تخت نقش سے مزین پر اس کو بٹھایا اور چند ہزار لشکر طاقتور جوان اور غلام ان کے لئے پہرہ دار بنائے غلام بہت حیران ہوا اس نے کہا کہ میں تو مرا ہوا تھا اور اس درجہ تک پہنچا اور کبھی کہتا کہ یہ میں خواب دیکھ رہا ہوں فی الجملہ ان سے پوچھا کہ یہ کیا حال ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے تمہیں اپنا بادشاہ بنایا ہے تم بیدار ہو مرے ہوئے نہ ہو اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ہماری خاصیت یہی ہے کہ جب ایک سال گزر جائے تو ہماری ولایت میں ایک جگہ ہے کہ اس نے ہرگز تری اور پانی نہیں دیکھا ہے اور نہ سایہ اور نہ درخت ہیں اس علاقہ میں ہم اپنے بادشاہ کے ساتھ وہاں جاتے ہیں اور اس کو چھوڑتے ہیں وہ وہاں مر جاتے ہیں تو ہم دریا کے قریب جاتے ہیں وہاں جو بنی آدم خواہ وہ مرد ہو یا عورت اس کو پکڑ کر اپنا بادشاہ بناتے ہیں غلام نے کہا کہ مجھے بھی وہاں چھوڑو گے انہوں نے کہا کہ ہاں غلام نے کہا کہ میرا حکم اب مانو گے یا نہ انہوں نے کہا کہ اگر تم کہو گے کہ ہم تمام مرد کو اگر پانی میں ڈالو گے تو ہم تمہارے حکم کے خلاف نہیں کریں گے غلام نے کہا کہ جاؤ وہ جگہ مجھے دکھا دو وہ چلے گئے وہاں دیکھا کہ وہ سخت ترین قسم کی جگہ ہے غلام ہوشیار دانا شخص تھا اس نے حکم دیا کہ وہاں آبادی بناؤ اور درخت لگاؤ وہاں پورا گاؤں بن گیا یہاں سے وہ غلہ لے جاتا اور وہاں رکھتا اس کی بادشاہی پر وہ غمگین ہوئے اور اس

موسم کا خیال رکھتے جب وہ وقت آیا تو غلام ان کو وہاں لے گیا اور وہ اس سے واپس ہوئے جب وہ آئے تو دیکھا کہ اس ولایت میں کچھ خوشی باقی نہیں رہ گئی ہے بلکہ تمام خراب اور ویران تھا پھر وہ مجبور ہوئے اس غلام کے پاس گئے اور وہاں انہوں نے بادشاہی اس کی قبول کی اور وہاں رہنے لگے بس یہی مثال ہے دنیا وآخرت کے کام کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے الدنیا مزرعة الآخرة۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

پس جان لو اے عزیز کہ تقرب اللہ تعالیٰ کا اور نجات پانا آخرت کا حاصل نہیں ہوتا مگر امر ونواہی پر عمل کرنا اور ذکر اور نفل ادا کرنے سے۔

جیسے کہ حدیث قدسی میں ہے:

لا یزال العبد یتقرب الیّ بالنوافل۔

اور یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ایمان کے بعد افضل ترین عبادت نماز ہے۔

اس لئے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

الصلوٰة معراج المؤمن من لا صلوٰة له لا معراج له۔

نماز مؤمن کے لئے معراج ہے جس کی نماز نہیں اس کے لئے معراج بھی نہیں ہے۔

پس افضل ترین تمام نوافل کاموں میں نوافل نماز ہے اب میں چند باتیں نوافل اور نماز اور روزہ کے متعلق بیان کروں تاکہ ہر مؤمن کو اس سے فائدہ حاصل ہو جائے اور یہ ضروری ہے کہ نماز نفل اور روزہ وہ آدمی بجالاتا ہے۔ نیت اس کو تکمیل الفرائض کرتی ہے اور اگر خیر وصدقہ دے دیں نیت نقصان زکوٰة کرتا ہے مگر اگر فرائض میں اس سے کوتاہی ہوا ہو تو ان نوافل سے وہ درست ہو سکتے ہیں۔ یہ بھی جاننا چاہئے کہ نوافل کو کھڑے ہو کر پڑھنا دوچند ثواب ہے اگر بیٹھ کر پڑھے اور اگر بیٹھ نہیں سکتے اور چار زانو ہو کر پس ان نوافل نماز اور روزہ اور ادعیات کہ اس فقیر کے اوراد میں شامل ہے

اور مضبوط ثقہ کتب سے اخذ کیا ہے جیسے منج الانوار ومفتاح الجنان اور اوراد شیخ الشیوخ وجنت الفردوس وغیرہ ذالک من الاحادیث النبویۃ اس کتاب میں میں نے درج کئے ہیں۔

نقل کیا ہے کہ پہلے صبح صادق جب شروع ہو جائے تو تمہیں چاہئے کہ بغیر وضو کے کوئی کام شروع نہ کرے اور نہ کسی دنیوی کام میں بغیر وضو کے مشغول ہو جائے اور بعد طلوع صبح صادق روز قیامت میں وہی کام کو آتش دوزخ گرم کرے اور اس کے قریب کر دے گا اور اس سے اس کو جلائے گا اور دنیاوی باتوں سے احتراز کرے اور صبح کی سنت اسی جگہ ادا کرے اور یہ دعا پڑھے:

اللّٰھم اجعلنی نورا فی قلبی نورا وفی صدری نورا وفی لسانی نورا وفی رأسی نورا وفی مخّی نورا اللّٰھم اجعلنی نورا یا صاحب النور فاغفرلی ذنوبی واعتقنی من النار برحمتک یا ارحم الراحمین۔

سمجھنا چاہئے کہ اوراد چشتیوں کا یہ ہیں کہ سورہ یا ایہا المزمل پڑھے اور نظر پہاڑ کی طرف کر وہ وہ پہاڑ قیامت کے دن اس کے ترازو میں ڈالے جائیں گے اور گیارہ بار اس دعا کو پڑھے:

یا حبیب الفقراء یا انیس الغرباء ویا معین الضعفاء ویا دلیل المتحرین یا حیّ یا قیوم یا حنان یا منان یا بدیع السماوات والارض یا ذالجلال والاکرام۔

اس کا ثواب بہت زیادہ ہے اور اگر اس دعا کو پارہ خاک پر پڑھ کر اس کو قبر پر ڈالے کوئی عذاب اس قبر والے پر نہ ہو گا اگرچہ مستحق عذاب کیوں نہ ہو اور بیس بار اس کو پڑھنا چاہئے:

یا قیوم فلا یفوت شیءمن علمہ ولا یؤدہ۔

اور خاصیت اس اسم مذکور کی یہ ہے کہ سات پتھروں پر الگ الگ پتھر پڑھے اور وہ پتھر پانی میں ڈال دو فی الحال گم کردہ شخص واپس آجائے گ اور اگر صبح صادق کے بعد پچیس بار پڑھے اس کا بہت زیادہ ثواب ہے اور جب مسجد کی طرف تم جاؤ گے فرض نماز کی ادائیگی کے لئے تو راستے میں آیت الکرسی سو بار پڑھنا چاہئے اور اس طرح سو بار:

استغفر اللہ العظیم الذی لا الٰہ الا ھو الحیّ القیوم و اتو ب الیہ۔ اور: سبحان اللہ و بحمدہ استغفر اللہ۔ پڑھو اور ستر بار یہ پڑھے: و ان تعتدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا ان اللہ غفور رحیم۔ اللہ تعالیٰ اس کے فرزندوں کو کسی دوسرے کا محتاج نہ کرے گا۔ اور سو بار یا بصیر پڑھے اور سو بار یا سمیع پڑھنا چاہیئے اور چالیس بار یا عزیز کو کہ حسب کسی نعمت حق تعالیٰ کا اس پر نہ ہو گا۔ اور پھر سو بار عزیز پڑھے دونوں جہانوں سرخ رو رہے گا اکتالیس بار یہ دعا پڑھے: یا حیّ یا قیوم یا حنّان یا منّان یا بدیع السماوات و الارض ان تحی قلبی بنور معرفتک یا اللہ یا اللہ یا اللہ برحمتک یا ارحم الراحمین۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اپنے گھروں کو نوروں سے بھر دو صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کس طرح چیز سے آپ نے فرمایا دو چیزوں سے ایک سنتوں کو اپنے گھر میں پڑھے اور فرض مسجد میں اور پھر عشاء کے فرض تک تمام فرضوں کو مسجد میں پڑھ کر واپس وتر اپنے گھر میں پڑھنا چاہیئے۔

کتابوں میں نقل ہے کہ جو کوئی وضو کرے اور مسجد کی طرف چلے اس کے لئے ہر قبول حج کا ثواب ملے گا ہر قدم پر اور ثواب مہاجروں کا بھی میسر ہو گا اور بعد ادا فرضوں کے اگر امام ہو مشرق کی طرف منہ کرو اور اگر مقتدی ہو تو قبلہ کی جانب منہ کرو اور بیٹھ جاؤ اس لئے کہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی فجر نماز کے ادائی کے بعد قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے اور اوراد و تسبیح و تہلیل میں مشغول ہو جائے سورج طلوع ہونے تک اللہ تعالیٰ اس پر دس کام آسان فرمائے گا۔ اول دنیا والوں کا محتاج نہ کرے گا دوم لوگوں کے دلوں میں محبوب بنے گا سوم اور نزع کی حالت اس پر آسان ہو گی چہارم سوال منکر و نکیر کو صحیح جواب دے گا پنجم اس کی قبر جنت کا باغ ہو گی ششم قیامت کے دن عرش کے سایہ کے نیچے ہو گ ہفتم اس کو عمل نامہ دئیں ہاتھ میں دیا جائے گا ہشتم پل صراط پر برق کی طرح گزرے گا نہم جنت کی نعمتیں بے حساب ان کو ملیں گی دہم دید الٰہی اس کو نصیب ہو گا۔ فوائد

کبری اور مفتح الجنان اور جنت الفردوس میں لکھا ہے کہ جو کوئی سات بار نماز فجر کے بعد پڑھے: **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔** سات کام اللہ تعالیٰ اس کے پورا کرے گا اول قبر کی تاریکی کو اس پر روشن فرمائے گا اور سانپ و بچھو اس پر اثر نہیں کرے گا اور شرمندگی دوزخ سے امان میں رہے گا اور اس پر قیامت کے دن حساب آسان ہو جائے گا اور اس کو عمل نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور پل صراط پر بجلی کی طرح گزر جائے گا اور اس دنیا میں وہ کسی کا محتاج نہ رہے گا۔ پھر ہاتھوں کو اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے مناجات میں مشغول ہو جائے اے بادشاہ دو جہاں اس گناہ گار کو تمام مسلمانوں کے ہمراہ ایمان نصیب فرما اور مخلوق میں شرمندگی اولین اور آخرین سے محفوظ فرما اور اپنے پناہ میں محفوظ فرما اور جماعت محمدیہ علیہ السلام میں حاضر فرما اور غائب نہ فرما اور اپنے دیدار سے مشرف فرما اور پل صراط پر آسانی سے گزر فرما اور اپنی جنت میں عزت فرما نزع کی حالت کو آسان فرما قبر کی تاریکی سے محفوظ فرما اور منکر و نکیر کے سوال کو آسان فرما یا اللہ جس وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام میری جان کو قبض فرمائے گا اور ابلیس لعین قصد زوال ایمان کرے گا مجھے اور میرے ماں و باپ اور تمام مسلمانوں کو اس کے اس پنجہ سے محفوظ فرما اور مجھے وہ جواب دل میں القاء فرما دے کہ وہ سوال و جواب مجھ پر آسان ہو اور مجھے اپنا دیدار نصیب فرما اور غازیوں کو فتح و نصرت عطاء فرما اور کافروں کو مغلوب و ہلاک فرما اور حاجیوں کو سلامتی سے اپنے گھروں کو واپس پہنچا دے اور عالموں کو علم آخرت عطا فرما اور گناہ گاروں کو مغفرت فرما عورتوں کو شرم و حیاء عطا فرما بیماروں کو تندرستی عطا فرما زندوں کو سنت طریقہ پر چلانا نصیب فرما اور مردوں کو مغفرت نصیب فرما: **ربنا لک الحمد یا اللہ العالمین و یا خیر الناصرین برحمتک یا ارحم الراحمین۔** اس کے بعد اگر کسی کا ورد ہو اپنے

پیر کی اجازت سے وہ پڑھے کیونکہ بغیر اجازت کے کوئی اگر نفل وروزہ نفل ادا کرے تو اس کو کوئی روحانی سرور نصیب نہ ہو گا۔

تفسیر ملا یعقوب میں نقل ہے کہ ایک دن حضرت شیخ نجم الدین کبریٰؒ کے مریدین اپنے پیر کے حضور حاضر ہوئے شیخ نے خادموں سے کہا کہ جاؤ اور ان کے لئے پانی لے آؤ کیونکہ ان کو پیاس لگی ہے ان میں سے ایک مرید تھا کہ اس نے کہا کہ میں روزہ سے ہوں شیخ نے کہا کہ بغیر اجازت مرشد سے جائز نہیں روزہ نفل کو افطار کیا۔ سلسلہ چشتیہ اور سلسلہ شطاریہ کے بعض اوراد اس فقیر کو ملے ہیں وہ میں بیان کرتا ہوں اول تین بار استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحیّ القیوم و اتوب الیہ و اسأله التوبة۔ پڑھو اس کے بعد تینتیس بار سبحان اللہ پڑھو اور تینتیس بار الحمد للہ پڑھو اور تینتیس بار اللہ اکبر اور تینتیس بار لا الہ الا اللہ اس کے بعد حلقہ میں بیٹھ جاؤ اور اسم اللہ زبان سے ورد جاری رکھو سورج طلوع ہونے تک اس کے بعد سورہ یٰسین پڑھو اور اس کے بعد سورہ کافرون واخلاص اور معوذتین ہر ایک تین تین بار پڑھنا چاہیئے اس کے بعد سورہ والفجر ولیال عشر پڑھے اور سلسلہ کبرویہ سید علی ہمدانی سے مرشد محقق خواجہ اسحاق قتلانی اور اس سے سید السادات شیخ المشائخ والاولیاء قطب الاقطاب فرزند زمانہ سید علی ترمذی قدس اللہ العزیز نے اجازت سلسلہ واوراد سید علی ہمدانیؒ کی حاصل کی اور یہ فقیر مصنف اس رسالہ کو بھی یہ اجازت حاصل ہوئی پس اگر کسی کو اس سلسلہ کی اجازت ملی ہو تو وہ بعد فجر ان اوراد میں مشغول ہو جائے اور یہ اوراد ایک ہزار چار سو مرشد نے حاصل کی ہیں اور مجھے ان تمام سے حاصل ہو کر ایک جگہ جمع کیا ہے۔ اور امیر سید علی ہمدانیؒ نے فرمایا کہ جب میں نے یہ جمع کیا طواف مکہ شریف اور زیارت قبر حضرت رسول اللہ ﷺ سے مشرف ہوا۔ جب میں نے

حضور ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کی تو خواب میں حضور ﷺ نے اپنی چادر مبارک سے یہ ورد شریف نکالی اور مجھے عنایت کی جب میں بیدار ہوا وہ اوراد میرے ہاتھ میں تھا۔

دوسری روایت آپ سے اس طرح منقول ہے کہ نہیں بلکہ جب میں اپنے ولایت سے واپس آیا اس سبب سے۔ کہا گیا ہے کہ امیر ہر گز مشرق کی طرف منہ کر کے نہ بیٹھتے تھے بلکہ وہ منہ قبلہ کی طرف کرے ایک دن خلیفہ زمان نے اس کی دعوت کی اس نے دعوت قبول نہ کی خلیفہ خود آیا اور اس کے سامنے بیٹھ گیا امیر نے اپنا منہ قبلہ کی طرف سے پھیر دیا خلیفہ نے کہا کہ تم ہر گز اپنا منہ قبلہ سے مت پھیر و اس نے کہا کہ تمہاری وجہ سے میں نے موڑ دیا خلیفہ نے کہا کہ میرے ولایت سے باہر ہو جاؤ امیر نے کہا کہ ظہر کے وقت چاہتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ ظہر کی نماز تمہاری ولایت میں پڑھ سکوں۔ جب ظہر کا وقت ہوا تو بوقت پیشین امیر نے راہ لیا پس اس دن زیارت قبر بابا آدم علیہ السلام تک پہنچا اور زیارت قبر بابا آدم علیہ السلام کے دروازہ پر آپ کو کہا گیا کہ اب فی الحال اچھائی اور برائی کسی میں پیدا ہوئی ہے اس لئے اس جگہ سوراخ کرتا ہے اور ہاتھ وہاں رکھتا ہے اگر مرد اچھا ہو تو سونا اس کے ہاتھ پہنچتا ہے اور اگر برا ہے تو اس ککے ہاتھ لوہا ملتا ہے جب امیر وہاں پہنچا جو خواب میں دیکھایا گیا تھا جب وہاں پہنچا تو وہ سو گیا حضور ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوا کہ یہ اوراد اپنی چادر مبارک سے نکال کر اس کو عنایت کیا اور فرمایا کہ اے فرزند کہ جو کوئی اس کو پڑھے اولیاء کرام کا ثواب پائے گا اور جو اس ورد کو اخلاص سے اس کو سنائے ثواب انبیاء مل جائے گا اور اگر اس کے ہر لفظ پر نظر کرے عبرت لے گا جب کافی مدت بعد اپنے ساتھویں سمیت وہاں سے چلے گئے اور ولایت پشت پہنچے اس جگہ کچھ مدت کے لئے مقیم ہوئے اور اس ولایت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے وہ دار فنا سے دار بقا رحلت فرما گئے۔ جب یہ خبر ولایت ماوراء النہر پہنچی ان کے مریدین وہاں کے آپ کے پاس آئے وہ

چاہتے تھے کہ آپ کو لے جائیں تو یہاں کے مریدین اور وہاں کے مریدنیوں کے درمیان جھگڑا شروع ہوا ان لشکر نے فتح پالیا اس کے بعد امام صاحب کو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ فرمایا یہاں اندر مجھے دفن کردو اور میرا قالب اس ولایت کو لے جاؤں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا جب انہوں نے دیکھا کہ ان کے بدن پر کوئی زخم نہیں تھا جب ولایت بلخ پہنچے تو مرید ان بلخ نے وہاں جھگڑا شروع کیا پھر ان لشکر نے فتح پالی امام نے خواب میں بتایا کہ مجھے یہاں دفن کرو انہوں نے وہاں دفن کیا جب دن ہوا انہوں نے دیکھا کہ انہوں نے سر پر تابوت رکھا ہوا تھا اور وہاں سے اپنے ولایت کو چلے گئے اور اس کو لے گئے معلوم ہونا چاہئے کہ انگلیوں پر تسبیحات پڑھنا افضل ہے اور وہ ایسا نہیں ہے کہ تمام انگلیوں سے حساب کرے کیونکہ یہ یہودیوں کی رسم ہے ہمارے پیغمبر ﷺ کی تسبیحات اس طرح ہیں کہ تین انگلیوں سے کرتے ہیں اور دو انگلیوں سے حساب نہیں کرتے اور وہ اس طرح ہے کہ خنصرہ اور بنصرہ اور درمیان والی انگلی اور شہادت کی انگلی ابہام سے حساب نہیں کرتے تھے اور وہ اس طرح ہے کہ اول خنصرہ انگلی بائیں ہاتھ پر رکھ کر پھر بنصرہ انگلی رکھ دو پھر درمیانی انگلی رکھ دو پہلے خنصرہ انگلی کو اوپر کر دو تو سات ہوں گے پھر بنصرہ انگلی رکھ دو اور خصرہ کو اوپر کر دو پھر درمیانی انگلی رکھ دو تا کہ دس ہو جائیں اور اس وقت سبابہ انگلی ابہامہ انگلی پر رکھ دو یعنی سر ابہام پر رکھ دو کہ یہ جگہ دس کا ہے اور علی ھٰذا القیاس حساب دس اور زیادہ ہو جائیں گے اور سبابہ انگلی کو ابہام انگلی کے پور پر رکھ دو تا کہ بیس ہو جائیں جب دس زیادہ ہو جائیں سر انگلی ابہام اول بند سبابہ انگلی پر رکھ دو تا کہ تیس ہو جائیں پھر پچاس ہو جائیں پھر راس سبابہ کو راس ابہام پر رکھ دو تا کہ ساٹھ ہو جائیں۔ اس کے بعد سر انگشت ابہام کو سبابہ کے بن پر رکھ دو تا کہ ستر ہو جائیں پھر سر سبابہ در بن ابہام پر رکھ دو کہ پہلے حساب میں بیس تھے اب وہ اسّی ہو جائیں گے اس کے بعد سبابہ انگلی کو ابہام کے پہلے بند پر رکھ دو تا کہ نوے ہو جائیں پھر سر

سبابہ ابہام کے بن پر رکھ دو تا کہ پورے سو ہو جائیں علی ھٰذاالقیاس یہ تین انگلیاں نزدیک رکھنا غیر نہ جاننا اس کو۔ اول اٹھانا خنصر کو اٹھانا چار بار اور بنصرہ کو پانچ بار اٹھائے جاتے ہیں یہ حساب میں ہے اور تمام کرات میں نہیں ہے مگر پھر حساب دس کا شروع کرنا ہے اور ہر بار دس کا حساب کرے تا کہ دس کو دس میں ضرب دے کر پورے سو بن جاتے ہیں۔ اور یہ تسبیحات جو لکڑی کے ذریعہ کیا جاتا ہے حضور ﷺ کے زمانہ میں نہ تھا اور امام شافعی کے نزدیک جائز نہیں اور باقی دوسرے علماء کے نزدیک جائز ہے اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں۔

نقل ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اپنے ہاتھ سے نہیں پھینک دیتا ایک صاحب نے پوچھا کہ ظاہر کو پھینک دینا چاہیئے اور باطن میں مشغول ہونا بہتر ہے اس نے فرمایا کہ میں ظاہر اور باطن کی برکت سے خبردار ہوا ہوں اس وجہ سے دوست رکھتا ہوں پس نماز ادا کرنے کے بعد یارزاق پڑھو اور مشرق و مغرب کی طرف پھونکو۔

کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جہت سے رزق عطا فرمائے گا کہ اس کو اس کا کوئی پتہ نہ ہو دائیں ہاتھ کو سینہ پر رکھ دو اور ستر بار پڑھو: العلیم الذی یعلم السر و الاخفٰی۔ جو بھی سنو گے یاد رہے گی اور سو بار یافتاح دائیں ہاتھ سینہ پر رکھ دو اور پڑھو جتنا بھی کند ذہن ہو گا اس کا سینہ روشن رہے گا۔ اس کے بعد مسبعات عشر پڑھنا چاہیئے انشاء اللہ میں جلد ادعیات میں ذکر کروں گا۔

سو بار: لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین۔ پڑھے پھر سو بار: اللّٰھم صل علی محمد و علی اٰل محمد و بارک وسلم علیہ۔ اس کے بعد سو بار سورہ اخلاص پڑھنا چاہیئے اس کے بعد سو بار عالم الغیب و الشھادۃ پڑھنا چاہیئے تا کہ حساب جملہ نعمتوں کا اس پر آسان ہو گا۔ اور سو بار یارحمٰن اور سو بار یارحیم پڑھنا چاہیئے تو اس کے دل سے شک اور حسد و کینہ نکل جائے گا اور کسی سے عداوت باقی

نہیں رہے اور سو بار یاوارث پڑھنا چاہیئے اور سو بار یاوھاب اور سو بار اسم الباریٔ پڑھنا چاہیئے کہا گیا ہے کہ سات دنوں تک وہ قبر میں نہ رہے گا اور قالب کے ساتھ آسمان چلا جائے گا اور ضروری ہے کہ ہر نماز کے بعد پڑھے اور اس کے بعد سلسلہ سہروردی کہ اس فقیر کو ملی ہے تین ہزار بار اسم اللہ پڑھنا چاہیئے اور ہر نماز کے بعد تین ہزار بار ذاکر اکبر کہے اور جب طلوع آفتاب ہو جائے تو اشراق دو رکعات پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد پانچ بار سورہ اخلاص پڑھنا چاہیئے اور اس کے بعد روزانہ شکر پڑھنا چاہیئے اور وہ اسی طرح ہے کہ نماز شکر اس انداز سے پڑھے ایک بار فاتحہ پڑھ کر پانچ بار سورہ اخلاص پڑھے دو رکعات کے بعد نماز استخارہ پڑھے وہ بھی دو رکعت ہیں۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور اس کے ساتھ سورہ کافرون پڑھے دوسری رکعت میں سورہ فاتح کے بعد تین بار سورہ اخلاص پڑھے اور دعا اوراد و ادعیات بھی انشاءاللہ بیان کروں گا۔ دو کعات نماز استخارہ پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین بار سورہ اخلاص پڑھنا چاہیئے۔

عوارف المعارف میں ہے کہ ایک رکعت کے اس نماز میں سورہ واقعہ پورا کرے اور دوسری رکعت میں سورہ سبح اسم ربک الاعلی الذی پڑھ کر ادا کرے اس کے بعد دو رکعات حقوق والدین پڑھنا چاہیئے۔ نقل ہے کہ جتنا ماں اور باپ کو ستایا ہو وہ خوش ہوں گے اور جتنا بھی گناہ گار ہو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی پڑھے اور تین بار سورہ اخلاص پڑھنا چاہیئے اور دوسری رکعت اس انداز سے پڑھنا چاہیئے اور سات بار یہ دعا پڑھے:

اللّٰهم یا لطیف الطف بی و بو الدیّ بلطفک الخفی کما تحب و ترضی بر حمتک یا ارحم الراحمین۔

نکتہ: سبب نزول اس دعا کے متعلق یہ ہے کہ ایک دن خطاب و عتاب اللہ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہوا کہ اے موسیٰ کہ میرے حضور دلاوری سے باتیں نہیں کرنی چاہیئے

فرمایا کہ میں قہار اور جبار ہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یارب میں آپ کا کلیم ہوں مجھے بھی ڈرنا چاہئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب ہوا کہ اے موسیٰ آپ کی طرح کلیم کو زیادہ ڈرنا چاہئے کہ کوئی تاریکی رات میں جائے اور اسباب جنگ اس کے پاس نہ ہو اور ساتھی بھی نہ ہو اور ستر جگہوں پر شیر آدم خور اس راستہ میں ہوں اور اس کو پکڑے تو اس کا کیا حال ہو گا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوال کیا کہ یارب میری طرح کلیم کو جان نکلنا کس طرح ہو گا خطاب ہوا کہ اے موسیٰ آپ کی طرح کلیم اس طرح تھے کہ کوئی کسی بکری سے پوست نکالے اور پھر اس پر چڑھائے پھر اس سے نکالے اس طرح سات بار یہ عمل کرے حضرت موسیٰ علیہ السلام اس حال کے خوف سے اتنا رویا کہ سینہ مبارک نے ترقیدن پکڑا اور اس خطاب کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ جو کوئی اس دعا مذکورہ کو پڑھے تو جان نکالنا اس پر میں آسان کروں گا جس طرح ایک بچہ اپنی والدہ کے پستان منہ میں پکڑے ہو اور خواب میں وہ چوستا ہو اس کے بعد پانچ سو بار یا ظاہر پڑھے اور سو بار یا باطن پڑھے اس کے بعد چہار رکعات نماز پڑھے کہ اس کا ثواب بے شمار ہے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سات بار سورہ اخلاص پڑھے اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک بار والشمس وضحٰھا پڑھے پہلے قعدہ کرے پھر تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جائیں اس تیسری رکعت اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی پڑھے اور تین بار سورہ اخلاص اس کے بعد نماز ہفتہ پڑھے اگر اتوار کا دن ہو تو چار رکعات ایک سلام سے پڑھے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد اٰمن الرسول سے آخر تک پڑھے اس کے بعد سو بار یہ تسبیح پڑھے: لا الہ الا اللہ العزیز الجلیل بمع یا عزیز یا جلیل۔ پڑھے اور پیر کے دن دو رکعات پڑھنی چاہئے: اللّٰھم صل علی محمد نبیّ الامیّ۔ اور منگل کے دن دو رکعات پڑھو اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد اذا جآء نصر اللہ تین بار پڑھو اور سلام کے بعد سات بار سورہ

فاتحہ پڑھ کر پھر دو رکعات پڑھو اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد تین بار سورہ اخلاص پڑھو پھر سلام کے بعد سو بار: لا الہ الا اللہ خالصًا مُخلصًا۔ پڑھے اور بروز بدھ بارہ رکعات پڑھنا چاہیئے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد اخلاص اور معوذتین تین بار پڑھنا چاہیئے اور سلام کے بعد سو بار: لا الہ الا اللہ خالق کل شیء قدیر۔ پڑھنا چاہیئے اور بروز جمعرات دو رکعات پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد کافرون پانچ بار اور اخلاص دس بار پڑھنا چاہیئے اور سلام کے بعد سو بار یہ تسبیح پڑھے: سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ پڑھنا چاہیئے اور بروز جمعہ نماز اعرابی ادا کریں ایک حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی پانچ جمعہ جامع مسجد حاضر نہ ہو جائے کافر ہوتا ہے ایک اعرابی اس وقت موجود تھا اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں فقیر یہاں سے بہت دور ہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی بعد اشراق جمعہ کے روز دو رکعات نماز پڑھے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ فلق ایک بار دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ والناس ایک بار پڑھے اور سلام کے بعد سات بار سورہ فاتحہ پڑھے اس کے بعد آٹھ رکعات نماز ادا کرے دو سلام میں اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اذا جاء نصر اللہ ایک بار اور سورہ اخلاص پچیس بار پڑھے اور پھر سلام کے بعد ستر بار یہ پڑھے: لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ پس حضور ﷺ نے فرمایا کہ پڑھنے والا اس نماز کے نہیں مرے گا جب تک وہ اپنا مقام جنت میں نہیں دیکھے گا اور ان کو ثواب ملے گا جتنے مقتدی ہوں اور امام ہو کہ نماز جمعہ میں حاضر ہو کر جمعہ پڑھے اور ان کو جتنا ثواب ملتا ہے۔

کہا گیا ہے کہ جب ثواب اس نماز کا بے شمار حضور انور ﷺ نے فرمایا تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بہت خوش ہوئے اور اونٹ اور بھیڑ بکری اور دنیاوی سامان جتنا وہ رکھتے تھے اکثر ان سامان میں سے اس اعرابی کو دے دیئے کہ آپ کے پوچھنے سے ہمیں اتنی بری نعمت ہاتھ آئی اور

ہمیں آگاہی نصیب ہوئی۔ اور اس کے بعد چار رکعات حفظ الایمان ایک سلام سے پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے اور سلام کے بعد سو بار پڑھے: لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ کسی گناہ کی وجہ سے ایمان زائل نہ ہو گا۔ اس کے بعد چار رکعات خوشنودی خصمان کے لئے پڑھے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھے اور دوسری رکعت میں قل یا ایہا الکافرون تین بار اور اخلاص گیارہ بار اور تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد الھاکم التکاثر تین بار اور اخلاص پندرہ بار پڑھے اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی تین بار اور اخلاص پچیس بار پڑھے اور سلام کے بعد یہ پڑھے: لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ اس کے تمام دشمن اللہ تعالیٰ اس سے راضی فرمائے گا پھر دو رکعات پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ کافرون ایک بار اور اخلاص تین بار پڑھے اور سلام کے بعد یہ پڑھے لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین محمد رسول اللہ ۔ پھر ان نمازوں کے بعد نماز چاشت پڑھنا ہے وہ دو رکعات ہیں ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص چار بار پڑھے۔

نقل ہے کہ اگر چہار رکعات میں پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک بار اور اخلا تین بار پڑھے اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد الم نشرح ایک بار اور اخلاص تین بار اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ الم نشرح ایک بار اور اخلاص تین بار پڑھے اس طرح مکمل کرے پھر چار رکعات پڑھے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد و الشمس و ضحٰھا ایک بار اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد و اللیل اذا یغشی ایک بار اور تیسری میں فاتحہ کے بعد و الضحٰی ایک بار اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد الم نشرح ایک بار پڑھے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہرگز اللہ تعالیٰ ان کے اہل وعیال اور فرزند کسی کا محتاج نہ کرے اور معلوم ہونا چاہئے کہ اگر کوئی سفر میں ہو دو رکعات اس

چاشت اس پر لازم ہے کہ ادا کرئے اور ترک نہ کرئے اس لئے کہ نقل ہے کہ جب صاحب اس وظیفہ کو ترک کرئے تو اونٹ کے بچہ کی طرح وہ فریاد کرئے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا خاص موسیٰ اشعری کو اگر پورا نہیں کر سکتے تو صرف چار رکعات نماز پڑھو پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد یا ایھا الکافرون ایک بار اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص ایک اور تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ فلق ایک بار اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ الناس ایک بار پڑھے سلام کے بعد یہ سورتیں مذکورہ پڑھے کہ یہودوں کے خلاف عمل ہو اس لئے کہ وہ چاشت کی نماز ادا نہیں کرتے اور سلام کے بعد سر زمین پر رکھ کر سات باریاوہاب پڑھے اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں مناجات پڑھے اور مانگے جو کچھ مانگ سکتے ہو اس کے بعد سو بار پڑھو: اللّٰھم اغفر لی وارحمنی وعافنی وتب الیّ تب الیّ انک انت التواب الرحیم۔ پھر سو بار پڑھو یا حامد یا فاطر یا علی یا محسن یا احسان جو چیز بھی تم سنو گے فراموش نہیں کرو گے اور قوت حافظہ زیادہ حاصل ہو گا جو کوئی ہر روز اکتالیس بار ارئیت الذی پڑھے دونوں جہان میں سرخرو ہو گا اور ان کے فرزندوں کو اللہ تعالیٰ کسی کے محتاج نہ فرمائے گا اگر حاجت دوجہانی اکتالیس بار: یا حیّ یا قیوم ان یقضی حاجتی و اغننی عن من سواک۔ پڑھے جو کچھ کرو گے اللہ تعالیٰ خیر کو پہنچائے گا۔ اس کے بعد طالب حق کو چاہئے کہ ہمیشہ پاس وانفاس میں مشغول رہے اگر اس کا ایک وقت بھی غفلت میں گزر چکا ہو نامہ وفات اس کا در ملکوت جن وانس پر اگندہ ہو گا کہ فلان طالب حق وفات پا گیا۔

نقل ہے کہ دو جوان ہم دل ایک دن حضرت امام حسن نوری کے ملاقات کا ارادہ کیا ان دونوں میں سے ایک عالم تھا تمام زبان حیوانات کا جب یہ دونوں شہر کے قریب پہنچے دو بلبلاں آپس میں کہتی تھیں کہ آج امام حسن نوری اس عالم میں نہ رہا۔ ان دونوں میں سے جو ان کی زبانوں کو جانتا تھا اپنے

ساتھی کو خبر دی کہ واقعہ ایسا ہے دونوں حیران ہوئے اس کے بعد دونوں نے کہا کہ چلو اس کی قبر کی زیارت کریں گے جب وہ دونوں اس کے گھر کے قریب پہنچے تو وہ اپنے گھر سے زندہ سلامت نکلا وہ دونوں اور بھی حیران ہوئے امام نے پوچھا کہ تم کیوں حیران ہوئے ہو انہوں نے کہا کہ واقعہ ایسا ہے تو امام نے فریاد کی اور کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے: **کل نفس اذ خرج بغیر ذکر اللہ فھو میت۔** ہر سانس جب بغیر ذکر کے لیا جائے تو مردہ کی طرح ہے میں اس وقت غافل تھا تو میرے مرنے کی آواز ملکوت میں پھیل گئی اور صحراء کا رخ کیا جب بیابان پہنچا تو زیادہ پیاس اس کو لگی ایک کنویں کے قریب گیا دل میں کہا کہ اگر رسی اور ڈول ہوتا پانی نکالتا اس وقت چند ہرن آئے اور کنویں تک پہنچے وہ چھپ گیا ہرنوں کی طرف دیکھ رہا تھا تو کیا دیکھا کہ جب ہرن کنویں کے کنارے کھڑے ہو گئے کنویں کا پانی اوپر آ گیا انہوں نے پیٹ بھر کر پیا اور واپس چلے گئے وہ اپنی جگہ سے نکل آیا اور اللہ تعالیٰ سے التجاء کی کہ ہرنوں کو پانی دیتے ہو اور اپنے بندے کو نہیں دیتے ہو غیبی آواز اس نے سنی کہ آپ کا خیال رسی اور ڈول پر تھا اور مجھ پر امید نہ رہی اس خطاب کی گھبراہٹ سے آپ کی تشنگی بھی چلی گئی اور وہ پیاس بھول گیا پھر بیابان کی راہ لی وہاں ایک جوان دیکھا وہ جوان جب آپ کے پاس آیا تو کہنے لگا السلام علیکم یا حسن نوری امام نے جواب دے کر فرمایا تمہیں کیا پتہ ہے کہ میں حسن ہوں اور میرے والد کا نام نوری ہے اس نے جواب دیا کہ جو کوئی اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کرے تو تمام چیزوں کی خبر رکھتے ہیں اور جب تم نے توکل رسی اور ڈول پر کیا اس کے بعد اس جوان نے کہا کہ طریق ملازمت میرا اور آپ کا تم جانتے ہو کہ اس کی غرض کیا ہے اس نے جواب دیا کہ نہیں اس نے کہا کہ کوئی مرد مجھے دفنا دے اور یہ دفن غیبی ہے جوان نے وضو کیا اور سر زمین پر رکھا اور وفات پا گیا جب میں نے اس کو دفن کیا اور اس کے قبر پر بیٹھا اور دعا مانگی اللہ سے جوان ہنسا امام نے کہا کہ کسی زندہ آدمی کو میں نے دفن نہ کیا

ہو کیونکہ مردے آواز نہیں دیتے جوان نے کہا کہ اے امام تم نے نہیں سنا کہ ان اولیاء اللہ لا یموتون لکن ینقلون من دار اللہ کے دوست نہیں مرتے بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوتے ہیں۔ جو کوئی ہر روز سو بار یاقہار پڑھے اس کا دل دنیا کی محبت سے ٹھنڈا ہو جائے گا۔ اور جو کوئی آدھی رات میں یا نصف دن میں یارافع سو بار پڑھے اس کا درجہ بلند ہو گا۔ زوال کے بعد وضو کرنا چاہیئے اور دو رکعات تحیۃ الوضو پڑھنا چاہیئے اور چار رکعات نماز زوال پڑھے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد پچاس بار سورہ اخلاص پڑھنا چاہیئے اگر اتنا نہ ہو سکے تو دس بار پڑھے اگر یہ بھی تم سے نہ ہو سکے تو تین بار سورہ اخلاص پڑھو اور سو بار یامالک پڑھے پھر مسجد میں جاؤ تو تحیۃ المسجد دو رکعات پڑھو جیسا کہ ہم نے فضل الایمان میں اس کو ذکر کیا ہے اس کے بعد چار رکعات سنت ظہر کی پڑھے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ الکافرون پڑھو اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص اور تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ فلق پڑھو اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ الناس پڑھنا چاہیئے اور سلام کے بعد سو بار یہ پڑھو: استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا ھو الحیّ القیوم واتوب الیہ واسألہ التوبۃ۔

کہا گیا ہے کہ اسباب دنیاوی اس کی طرف متوجہ ہوں گے کہ اگر وہ منہ پھیرے گا پھر بھی خلاصی نہ پائے گا۔ اس کو چاہیئے کہ سنت اور فرض ظہر اور صبح کے درمیان باتیں نہ کرے تاکہ سنت کا ثواب کم نہ ہو اور ایک بات اور دو باتوں سے یا ایک لقمہ یا دو لقمہ سے یا ایک گھونٹ یا دو گھونٹ پینے سے کم نہ کر دے اگر تین ہو یا زیادہ تو پھر ثواب ختم ہوتا ہے پھر ظہر کی نماز کے بعد دو رکعات سنت ادا کرو۔

کہا گیا ہے کہ نماز فرض کے بعد تین بار کلمہ طیبہ پڑھو اس کا ثواب بہت زیادہ ہے حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ ونہ سے پوچھا گیا کہ اے امیر کتنا ثواب ہو گا اس نے کہا جو کوئی ایک بار

کہے تو اس پر حالت نزع آسان ہو گی اور اللہ کے دوستوں کی طرح جان دے گا اگر تین بار پڑھے جو ما سواء اللہ فکر ہو اور اس کے دل میں گزر چکا ہو اس کو اللہ معاف فرمائے گا اور حضرت عزرائیل علیہ السلام کو آنکھوں سے نہیں دیکھے گا اور نماز فرض کے بعد بھی آیت الکرسی کا پڑھنے کا یہی حکم ہے۔ پھر ہاتھوں کو اٹھا کر یہ دعا مانگو: رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرۃ ۲۰۱)۔ اور یہ خیال کرو کہ اپنے ہاتھوں کو دعا میں زیادہ اوپر نہ کرو مگر عوام الناس یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اوپر ہے ضروری ہے کہ سینہ کے برابر اٹھاؤ اور زانو پر بھی مت رکھو کہ شیطان اس پر اپنا پاؤں رکھتا ہے اور رحمت حق سے محروم رہ جاتا ہے۔ جان لو کہ سنت اور فرض کے درمیان دعا اور عشاء کے فرض اور سنت کے درمیان دعا مانگنا چاہیئے۔

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ (۷) وَإِلَى رَبِّکَ فَارْغَبْ (المنشرح ۸)

پس جب تم نماز سے فارغ ہوں گے تو دعامیں کوشش کرو۔

(فراغت جب ہو گی کہ سنت پڑھی جائے بعد میں دعا مانگنا چاہیئے) اور جو کہتے ہیں کہ دعا نہیں مانگنی چاہیئے تو ان کا قول صحیح نہیں ہے۔ اور فرض کے بعد دو رکعات میں والناس پڑھنا چاہیئے اور جب فرض کی ادائیگی سے فارغ ہوں گے تو تمہیں چاہیئے کہ پھر تم یکسو ہو کر دو سنت زوائد اور نوافل ادا کرو۔

کہا گیا ہے کہ دو چیز سخت مکروہ میں سے ہیں ایک وہ صبح کی نماز جب امام کھڑا ہو اور صف میں ایک آدمی سنت پڑھتا ہے دوسرا وہ ہے کہ جب امام نماز سے فارغ ہو جائے اور نوافل اسی جگہ پڑھنا شروع کر دیتا ہے۔ جب وہ یکسو ہو جائے اس پر لازم ہے اور نوافل پڑھے جب نوافل سے فارغ ہو جائے تو پہلے دو رکعات نماز حفظ الایمان پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک بار

وسورہ اخلاص تین بار پڑھے اس کے بعد دو رکعات اور بھی پڑھے کہ اسی کو حفظ الایمان نماز کہا جاتا ہے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد یہ پڑھے: إِنَّ رَبَّكُمُ اللهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ سے قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ (الأعراف ٥٦) تک اور دوسری رکعت میں إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سے بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا (الكهف ١١٠) تک پڑھنا چاہئے اور سلام کے بعد دو رکعات مزید پڑھنا چاہئے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد اخلاص دو بار پڑھنا چاہئے اور اس نماز کے بعد پھر دو رکعات نماز خضر پڑھے اور اس نماز کو نماز وصال کہا جاتا ہے اور جو اس کو ادا کرے اس کو وصال حق نصیب ہو گا اور حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھے گا۔ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد جو قرآن جتنا پڑھ سکتے ہو لیکن افضل یہ ہے کہ سورہ فیل سے آخیر قرآن تک پڑھے اور ہر رکعت میں ایک ایک سورت کو پڑھے اور سلام کے بعد ہاتھ کو اٹھاؤ گے اور دعا بدرقہ ایمان پڑھو گے اور وہ دعا یہ ہے: لبیک لبیک اللّٰهم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لک لا شریک لک واستغفرک واتوب الیک بانی نشهدانک لا الٰہ الا انت وحدک لا شریک لک واستغفرک واتوب الیک واشهد انک لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد انک انت غفور رحیم برحمتک یاارحم الراحمین۔ ان تسبیحات کے بعد نماز ظہر پڑھنا شروع کرو۔

کہا گیا ہے کہ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر میں ہاتھ آسیا پر رکھا تھا اور وہ خوردنی غلہ خود پیستی تھی اور زیادہ کام سے ہاتھ میں چھالے پڑے تھے اس لئے کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ کام مناصفہ کرنا تھا اور ان کے درمیان جو گھر میں تعلق تھا حضرت بی بی زہرہ رضی اللہ عنہا نے بجالائی اور باہر کا کام حضرت علی کرم اللہ وجہہ کرتے ایک دن وہ حضور انور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس کا حال پوچھنے لگیں حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسا وِرد بتاؤں کہ دونوں جہانوں کے خزانوں سے بہتر ہو گا حضرت بی بی رضی اللہ عنہا نے طلب کیا آپ نے فرمایا کہ پانچ نمازوں کے بعد

تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ اور تینتیس بار اللہ اکبر اور ایک بار لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک و لہ الحمد یحی و یمیت و ھو علی کل شیء قدیر۔ یہ کہو کہ جو ورد تو پڑھو گی اگر تمہارا گناہ آسمان کے ستاروں کے برابر ہو یا بیابان کے ریت کے برابر یا درختوں کے پتوں کے برابر ہو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا اور دعا کو اخیر میں پڑھنا چاہیئے کہ صبح سویرے اور رات کو دس بار پڑھے اس کے برابر کوئی ثواب نہیں ہے اس کے بعد سو بار درود پڑھے اور سو بار سورہ اخلاص اور سو بار یا عالم الغیب والشہادۃ اور سو بار یار حمن اور سو بار یار حیم اور سو بار یا باریٔ اور اس کو نماز کے بعد پڑھنا چاہیئے اور ایک بار انا فتحنا پڑھنا چاہیئے اور ایک بار سورہ نوح پڑھو اور جو شخص نماز ظہر کے بعد یہ دعا پڑھے الحمد للہ قبل کل احد الحمد للہ بعد کل احد الحمد للہ علی کل حال۔ ثواب میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل و حضرت اسحاق علیہم السلام کی برکات شامل ہوں گے اس کے بعد پاس انفاس کا عمل کرے کہا گیا ہے کہ ہر معنی کے تحت ہر کلمہ نماز میں سے اور تسبیحات لفظ اللہ کا ارادہ رکھتا ہو عشاء تک اور بعد عشاء صبح صادق تک تحت معنی ہر کلمہ آہی آہی ارادہ رکھتی ہو گی یا دس بار تک پڑھا جائے کہ جو کوئی دس ہزار بار آہی آہی پڑھے اس کو کشف حاصل ہو گا اور جب دوسری نماز کا وقت داخل ہو جائے تو ضروری کہ پہلے نماز عصر کے چار رکعات سنت عصر ادا کرے اللہ تعالیٰ اسے زوال ایمان سے بچائے گا اور روز عرصات جو پچاس ہزار سال کے برابر ہے تو عرش کے سایہ کے بغیر دوسرا سایہ نہ ہو گا اس کو سایہ عرش میں مقام ملے گا۔ اگر چار رکعات نہیں پڑھ سکتے تو دو رکعات پڑھے جو چاہیئے سو وہ نماز میں پڑھے پس نماز فرض کے بعد سورہ عم یتسالون پڑھے اگر ایک بار بھی پڑھا تو اس پر منکر و نکیر کا سوال آسان ہو کر جواب دے گا اور اگر پانچ بار پڑھے اللہ کی محبت زیادہ ہو گی اور سورہ والنازعات بھی اگر پڑھے تو اچھا ہے اس کو بھی سایہ عرش نصیب ہو گا۔ اور تسبیحات مذکور اس

کے بعد پڑھ لے اس کے بعد سو بار: استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ و اسألہ التوبۃ۔ پڑھے اور عصر کی نماز پڑھنے کے بعد دنیاوی کلام نہ کرے غروب آفتاب تک اور ذکر و فکر میں مشغول ہو جو بھی حاجت ہو وہ پوری ہو گی۔ اور اس کو صبح عاشقان کہا جاتا ہے۔

خاصیت: عصر کے بعد بروز جمعہ سے لے کر غروب آفتاب تک بیٹھے اور ان اسماء کو تکرار کرے یااللہ یارحمن یارحیم اس کے علاوہ کوئی کلام نہ کرے جو بھی حاجت ہو وہ اللہ تعالیٰ پورا فرمائے گا۔ کہا گیا ہے کہ ایک جماعت صحابہ میں سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئی اور اس سے پوچھا کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جمعہ میں ایک وقت ہے اگر کسی نے اس کو پایا وہ جمعہ کے روز یا شب جمعہ میں پایا جاتا ہے حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت بی بی زہرہ رضی اللہ عنہا نے وہ وقت پایا ہے تو وہ لوگ حضرت بی بی فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا کے پاس گئے حضرت بی بی خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے دو بار پالیا تھا اور میں نے ایک بار میں اس کا پردہ کرتی اور وہ میرا پردہ کرتے اور اب میں وہ پردہ چاک کرتی ہوں کہ وہ وقت عصر و غروب آفتاب کے درمیان ہے۔ (اس وقت آپ جو بھی اللہ تعالیٰ سے مانگے اللہ تعالیٰ تمہاری دعا کو قبول فرمائے گا) حضور انور ﷺ نے فرمایا جو کوئی ہر نماز کے بعد تین بار کہے: استغفر اللہ ربی من کل ذنب۔ تو آخرت میں وہ بخشا جائے گا اور اس کے تمام گناہ معاف ہوں گے اور اس کی نماز کی قبولیت میری نماز کی طرح ہو گی جب مغرب کی نماز پڑھے اور ساتھ ہی سنت بھی ادا کرے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ کافرون اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پڑھے پھر اس کو چاہیئے کہ اس طریقہ سے اقدام کرے اس کے بعد نماز اوابین پڑھے زیادہ وہ بیس رکعات ہیں ایک فاتحہ اور ایک سورہ اخلاص سے اور کم اس کے چھ رکعات ہیں اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد تین بار سورہ اخلاص پڑھے

اور اوابین نام دروازہ بہشت کا ہے جو بھی اس نماز کو ادا کرے اس دروازہ سے جنت میں جائے گا۔ اور وہ دروازہ اس کے لئے کھول دیا جائے گا تا کہ اس نماز کے پڑھنے والے اس میں داخل ہو سکیں اس کے بعد دو رکعات نماز نور پڑھے سورہ فاتحہ کے بعد چھ آیات سورہ انعام سے پڑھے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد پڑھے: الحمد للہ الذی خلق السماوات والارض سے ما کانوا یستھزؤن۔ تک پڑھے اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد یہ آیت پڑھے:

الم یروا کم اھلکنا من قبلھم سے فحاق بالذی سخروا منھم ما کانوا بہ یستھزؤن تک۔

حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے یہ نماز پڑھی وہ میری شفاعت پالے گا اگر چہ وہ قاتل اولاد میرا کیوں نہ ہو۔

نقل ہے کہ یزید بد بخت اس فکر میں تھا کہ میں نے حضور ﷺ کی اولاد کو شہید کیا میں اس نماز کو پڑھوں جب وہ نماز مغرب سے فارغ ہوا اللہ تعالیٰ نے اس کے دماغ میں یہ فکر ڈالی یہاں تک کہ مغرب کی نماز کا وقت ختم ہوا۔ (اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ توفیق نہ دی) اس کے بعد پھر دو رکعات نماز پڑھے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ بروج پڑھے اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ الطارق پڑھے اس کو نماز نور کہا جاتا ہے۔ اور پڑھنے والے کے لئے یہ مذکور ثواب حاصل ہو گا پھر دو رکعات نماز نور پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پندرہ بار پڑھ لے۔

کہا گیا ہے کہ اس نماز کے پڑھنے والا جب روز محشر میں ظاہر ہو گا تو اس کا چہرہ چودھویں رات کے برابر ہو گا۔ پہلے اور بعد والے لوگ اس کا نظارہ کریں گے اور وہ یہ جان لیں گے کہ یہ کوئی ولی اللہ یا شہید یا نبی ہے۔ اور تمام مشکلات سے گزرے گا اور عرش کے سایہ کے نیچے وہ کھڑا ہو گا اور بغیر واسطہ کے اللہ تعالیٰ کا کلام سنے گا کہ یہ میرا دوست ہے اس لئے کہ فلان نماز کا نمازی ہے اس کے بعد

دو رکعات شکر رات کے لئے پڑھے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ کافرون پچاس بار پڑھے اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پچاس بار پڑھے۔ اس کے پڑھنے والا پانچ تاریکیوں سے خلاصی پائے گا۔ اول تاریکی ایمان سے وقت نزع میں یعنی اس کا ایمان سلب نہ ہو گا دوم قبر کی تاریکی دور کرنے کے لئے سوم تاریکی عرصات میں کہ جب وہ اپنا عمل نامہ پڑھے گا۔ چہارم میزان کی تاریکی سے کہ اس کی نیکی کا پلہ ترازو میں بھاری ہو گا۔ پنجم تاریکی پل صراط کے لئے جس وقت وہ پل صراط پر گزرے گا۔ اس کے بعد پھر دو رکعات حفظ الایمان پڑھے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص سات بار اور سورہ الناس ایک بار پڑھے اور سلام کے بعد سجدہ میں سر رکھ کر تین بار یہ پڑھے یا حیّ یا قیوم ثبتنی علی الایمان توکسی گناہ سے اس کے ایمان کا زوال نہ ہو گا۔ اس کے بعد دو رکعات بنیت اوابین پڑھے دونوں جہان کی حاجات پوری ہو گی پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد پانچ بار یہ آیت پڑھے: ربنا لا تزغ قلوبنا۔ آخر تک پڑھنا چاہیے اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد پانچ بار یہ آیت کریمہ پڑھے: رب قد أتیتنی من الملک سے بالصالحین۔ تک پڑھے اور پانچ بار کلمہ تمجید پڑھنا چاہیے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے: اللّٰھم انی اسألک ایمانا دائما ویقینا صادقا وعملا خالصا وولد صالحا ولقائک بلا حجاب وجنتک بلا حساب و اللہ غنی عن العالمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ اور اس کے بعد دو رکعات بنیت اوابین پڑھنا چاہیے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک بار اور یہ آیت کریمہ: الذین یقولون ربنا سے سریع الحساب۔ پڑھنا چاہیے اور بار بار سورہ اخلاص اور معوذتین ایک ایک بار پڑھے اور اس کا ثواب اندازہ سے باہر ہے اور قلم سے نہیں لکھا جاتا اس کے بعد دو رکعات حقوق والدین کے لئے پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص تین بار پڑھنا چاہیے۔ کہا گیا ہے کہ ان کے والدین کو اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے گا جتنے بھی گناہ گار ہوں ان کے حقوق کا حق ادا ہو گا جتنا بھی ان کو تنگ کیا گیا ہو۔ اور اس کے بعد دو رکعات مشائخ کی

خوشنودی کے لئے پڑھنا چاہئے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سات بار سورہ اخلاص پڑھے۔ نقل کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن شفاعت جملہ مشائخ سے بہرور ہو گا اور وہ تمام اس سے خوش ہوں گے۔ اس کے بعد دو رکعات تحفۂ رسول اللہ ﷺ کے لئے پڑھنا چاہئے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سات بار سورہ اخلاص پڑھنا چاہئے۔ کہا گیا ہے کہ عرصات قیامت میں حضرت رسالت پناہ ﷺ اس کو ایسا ڈھونڈیں گے جس طرح کسی سے کوئی گم ہو گیا ہو اور اس کو طلب کرتا ہو۔ اور اس کے بعد دو رکعات نماز ہفتہ شب شنبہ پڑھنا چاہئے اور فاتحہ کے بعد ایک بار سورہ اخلاص پڑھنا چاہئے اور شب اتوار فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص دو بار پڑھنا چاہئے اور شب پیر میں اس طرح دو رکعات پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص تین بار پڑھنا چاہئے اور شب منگل میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص چہار بار پڑھنا چاہئے اور شب بدھ میں دو رکعات پڑھ کر ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پانچ بار پڑھنا چاہئے اور اس طرح شب جمعہ میں دو رکعات پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سات بار سورہ اخلاص پڑھنا چاہئے۔

کہا گیا ہے کہ ان نمازوں کو پڑھنے والا اگر مر جائے یہ نماز اس کے لئے شفاعت کریں گے۔ اور تمام عذاب قبر سے اس کو خلاصی ہو گی اور اس کے بعد دو رکعات ہدیہ منکر و نکیر پڑھنا چاہئے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص تین بار پڑھنا چاہئے تو منکر و نکیر کے سوال کا جواب اس پر آسان ہو گا اور اس کے بعد دو رکعات سراج القبر پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص اور معوذ تین تین بار پڑھنا چاہئے اور دوسری روایت میں ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص چھ بار پڑھنا چاہئے۔

اور تین بار یہ دعا پڑھے:

اللّٰھم اجعل صلواتی سراجافی قبری وفی قبر والدیّ یا اللہ۔

نیز شیخ المشائخ حضرت محی الدین شیخ عبد القادر گیلانی قدس سرہ العزیز نے فرمایا ہے جس نے مغرب اور عشاء کی نمازوں کے درمیان دو رکعات پڑھی پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد: قل یا ایھا الکافرون گیارہ بار اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھے قیامت کے دن میں اس کا شفیع بنوں گا اور اگر نماز مذکورہ کے بعد گیارہ بار درود شریف پڑھے اور گیارہ قدم عراقی کی طرف لے اور پھر وہاں اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر گیارہ بار درود شریف پھر پڑھ لے اور گیارہ بار یا اللہ کہے اور ایک بار الٰہی بحرمت شیخ میران محی الدین عبد القادر جیلانی وبحرمت غوث محی الدین عبدالقادر جیلانی الٰہی بحرمت شاہ محی الدین عبد القادر جیلانی الٰہی بحرمت یہ اسماء معظم ومکرم میری حاجت کو حل فرما خیر گردانی بمنک وکمال کرمک بالنبی الامی وآلہ الامجاد برحمتک یاارحم الراحمین۔ جو مقصد اور حاجب بھی ہو وہ پورا ہو گا اگر اس کا کام نہ ہوا کل قیامت کے دن اس کا ہاتھ ہو گا اور میرا دامن ہو گا اور یہ نماز مذکورہ طریقہ سے وقت کے ساتھ مقید نہیں ہے بلکہ ہر وقت پڑھے تو جائز ہے لیکن میں نے حواشی ابو المکارم کو میں نے دیکھا کہ یہ قدم لینا منع ہے اس کے بعد ایک رکعات میں ایک فاتحہ بعد سلام سر کو زمین پر رکھ کر شتر بار کہے حمدت سعی فرحت حاجت براری کے لئے ازمودہ ہے دیگر چار رکعات قبر کی سختی دور کرنے کے لئے من عند اللہ نازل ہوئی ہے۔

کہا گیا ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ ماجدہ وفات پا گئیں اور ان کا نام بھی فاطمہ تھا اور حضور انور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر ایمان لائی تھیں اور حضور انور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی پرورش اس نے کی تھی جب اسی کو قبر میں رکھا تو حضور انور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنی چادر مبارک اس پر ڈال دی اور ایک ہاتھ سے ایک طرف پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے دوسری طرف پکڑ لیا اور ایک وقت تک اس نے اسی حالت میں پکڑ لیا تھا

جب ہاتھ اوپر کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ نے ہاتھوں کو کیوں پکڑ لیا تھا اور تمہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ جب آدمی کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو ہر طرف سے زمین زور کرتی ہے اور گنے کی طرح اس کو نچوڑتی ہے اس کے بعد دوسرا عذاب اس پر مسلط کیا جاتا ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر میں نے اپنے ہاتھوں کو اس لئے پکڑ لیا کہ اس کو میری خاطر بخش دیں صحابہ اتنے روئے گویا کہ ان کے جگر تر قیدن شروع کیا اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ کے حکم سے آیا اور اس نماز کو لے آیا اور فرمایا یارسول اللہ جو کوئی یہ نماز پڑھے عذاب قبر سے نجات ملے گی۔ جب حضرت سعد بن عبد اللہ وفات پاگئے حضرت نے فرمایا کہ اس کے پاؤں انگلیوں کے سروں کو آہستہ آہستہ سے دھولو تاکہ فرشتوں کے پاؤں سے اپنے پاؤں کو نیچے نہ ہو جائے اس لئے کہ اس قبر کی تنگی زیادہ ہوتی ہے جب اس کو قبر میں رکھا تو حضرت کا رنگ متغیر ہوا اور رویا صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ کیوں روئے فرمایا کہ قبر کے عذاب سے اب اس نے خلاصی پائی یہ نیک بخت تھا صحابہ بھی اتنے روئے کہ اس کا بیان نہیں کیا جاتا پھر یہ نماز نازل ہوئی صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس کا سبب کیا تھا خاص اس کے عذاب کا فرمایا اپنے رشتہ داروں کی بدگوئی اور ان کو برا بھلا کہنے کی وجہ سے یہ عذاب تھا۔

کہا گیا ہے کہ جس نے اپنی کنیز کو گالی دی کہ اتنے لوگوں نے تم سے جماع کئے ہیں اگر صحیح کہا ہو تو ٹھیک ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو اس کو کوڑے مارنا چاہئیں اس حکایت کے موافق یہ بیان ہوا کہ جب معاویہ کی وفات ہوئی چند فرشتے نازل ہوئے کہ ان کی وجہ سے زمین میں گرد و غبار پیدا ہوا اس کی وجہ سے یاران اسلحہ کو ہاتھوں میں پکڑا کہ لشکر کفار آیا اس نے فرمایا کہ لشکر نہیں ہے بلکہ فرشتے اس کے ملاقات کے لئے آتے ہیں تاکہ زیارت معاویہ کریں صحابہ نے عرض کیا کہ اس کا سبب کیا تھا آپ نے

فرمایا کہ سورہ اخلاص زیادہ پڑھتا تھا۔ (اس واقعہ میں معاویہ کا ذکر آیا یہ معاویہ بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نہیں ہے بلکہ یہ معاویہ اور ہے اس لئے کہ معاویہ بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے وصال کے بعد اس کی وفات ہوئی ہے اس وقت حضور ﷺ بشری حیات میں موجود نہ تھے)۔ بہر حال اس نماز کو ترک نہیں کرنا چاہیئے وہ نماز یہ ہے کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد ستر بار سورہ اخلاص پڑھے اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد ساٹھ بار سورہ اخلاص پڑھے اور تیسری رکعت میں چالیس بار پڑھے اور چوتھی میں بیس رکعات پڑھے۔

نقل ہے کہ جس نے شام کی نماز کے بعد سورہ واقعہ پڑھنا شروع کیا ہر گز وہ غریب مسکین نہ ہو گا اور اور ذکر نماز تسبیح کے لئے بھی شام کا وقت بہتر ہے اور ہر پانچ نمازوں کے بعد ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۳ بار سبحان اللہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھے اور ایک بار: لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر۔ یہ کلمات پڑھے اور اس تسبیح کو پنج گنج کہا جاتا ہے کہ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کئی بار حاجات دنیوی حضور انور ﷺ کے سامنے پیش کیں اور ہر بار حضور فرماتے کہ پانچ نمازوں کے بعد یہ پڑھے تمام خزائن دنیا سے بہتر ہیں اور سو بار کلمہ طیبہ پڑھے اور سو بار حضور ﷺ پر درود پڑھو اور سو بار سورہ اخلاص اور سو بار یا رحمن اور سو بار یا رحیم اور یہ نام بعد ہر نماز سو بار پڑھے اس سے کینہ اور بغض دور ہو گا اور ستر بار یہ پڑھے: سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر یا غیاث المستغیثین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اور سو بار پڑھے۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اس قدر تسبیحات ہر نماز کے بعد پڑھنا چاہیے۔

نقل کیا گیا ہے کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت رب العزت سے سوال کیا کہ یا رب میں نے تورات پڑھی کہ آدمیوں میں ایک قوم ہو گی کہ جب آنکھیں بند کریگی وہ جنت میں

داخل ہو گی وہ میری امت میں بنائے خطاب ہوا کہ نہیں بلکہ وہ امت محمد مصطفی علیہ التحیۃ والثناء میں ہوں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یارب وہ کونسی خاصیت رکھتے ہیں فرمایا کہ وہ نماز مغرب کے بعد نوافل پڑھتے ہیں یہاں تک کہ عشاء کا وقت داخل ہوتا ہے اور دوسری خاصیت یہ ہے کہ تاریکی میں جتنی بھی سختی ہو وہ مسجدوں میں جاتے ہیں اے موسیٰ وہ اس طرح آنکھیں بند کر کے لوگوں سے غائب ہوں گے کہ ان کو میں جنت کی حوریں دے دوں گا۔ اس کے بعد یہ نمازیں ہفتہ کے ادا کریں اور اتوار کی رات چار رکعات دو سلاموں سے ادا کرے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص تین بار پڑھے اور سلام کے بعد ستر بار یہ کلمات پڑھے: استغفر اللہ العظیم الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ و اسألہ التوبۃ۔ اس کو سید الاستغفار کہا جاتا ہے اور ضروری ہے کہ ہر لکھنے والا اس کو بڑے خط سے لکھے تا کہ مشہور ہو جائے اور پیر کی رات بھی دو رکعات ادا کرے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ الکافرون و االفلق والناس ہر ایک پندرہ پندرہ بار پڑھے اور سلام کے بعد پندرہ بار آیت الکرسی پڑھے اسے ثواب مذکورہ ملے گا۔

حدیث شریف میں ہے کہ ثواب اس کا اتنا ہے کہ اگر دریا سیاہی بن جائے اور درختوں کی شاخیں قلم بن جائیں اور تمام جن وانس اس کا ثواب لکھنا شروع کر دیں تو بھی پورا نہ ہو گا اور منگل کی رات چھ رکعات نماز تین سلام سے ادا کرے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص اور معوذتین ایک ایک بار پڑھے اور چہار شنبہ کی رات یعنی بدھ کی رات چار رکعات ادا کرے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص چالیس بار پڑھے اور جمعرات کی رات آٹھ رکعات چار سلام سے ادا کرے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص دس بار پڑھے اور سلام کے بعد سو بار یہ کلمات پڑھے: لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین محمد رسول اللہ۔ دو رکعات حقوق والدین پڑھے اور ہر رکعت

میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی وسورہ کافرون وسورہ اخلاص اور معوذتین پانچ بار پڑھے اور سلام کے بعد پندرہ بار درود اور پندرہ بار یہ استغفار پڑھے: **استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ و اسالہ التوبۃ۔** کہا گیا ہے کہ اس نماز کے پڑھنے والا ہر حرف کے مقدار جو ذکر کیا گیا ہے اس نماز کی وجہ سے اس کا ایک ایک گناہ کم ہو گا اور ایک ایک ثواب لکھا جائے گا اور ان کے والدین اگر زندہ ہوں وہ خوش ہوں گے اور دنیا میں ان کو زحمت اٹھانا نہ پڑے گا اگر وہ مر گئے ہوں گے تو بے شمار فرشتے آئیں گے اور ہر ایک ساتھ نور کا ایک طبق ہو گا اور طبق اس کی قبر پر نچھاور کریں گے اور تمام مقبرہ خوش ہو گا اور جمعہ کی رات دو رکعات پڑھے منکر و نکیر کا سوال وجواب آسان ہو گا ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک بار اور اذازلزلت الارض تین بار پڑھے اور دو رکعات اس نیت مذکورہ سے پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سو بار سورہ اخلاص پڑھنا چاہیئے پھر اس کے بعد دو رکعات اپنے والدین کی ارواح کے ایصال ثواب کے لئے یا ان میں سے جو وفات ہو چکا ہو پڑھے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی پانچ بار دوسری رکعت میں آیت الکرسی وکافرون واخلاص اور معوذتین ایک ایک بار پڑھنا چاہیئے۔ سلام کے بعد سر زمین پر رکھ کر تین بار کہو: **و اللہ غالب فوق عبادہ** اور اس کا ثواب ان مردوں کو بخش دے اللہ تعالیٰ ان کے حال سے خوش ہو گا اور دو رکعات مزید کے متعلق کہا گیا ہے کہ اگر مابین مغرب اور عشاء پڑھے جمعہ کی رات اگر اس دنیا سے نہیں گئے یہاں تک کہ وہ اپنی جگہ جنت میں نہ دیکھے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک بار اور سورہ اخلاص پچیس پار اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ کافرون ایک بار اور سورہ اخلاص پچیس بار پڑھے اور سلام کے بعد ستر بار **لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** پڑھے پھر مزید دو رکعات ہیں اور پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد ستر بار سورہ اخلاص پڑھے اور سلام کے بعد ستر بار سید الاستغفار

پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر نمازی اس نماز کو مجھے شفاعت اللہ سے مانگے اللہ تعالیٰ اس کو عنایت فرمائے گا اور دو رکعات مزید پڑھنا چاہئیں ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد ربنا اٰتنا سے آخر تک پڑھے ستر بار یہ پڑھنا چاہئے اور سلام کے بعد یہ پڑھے: **اللّٰھم اجرنی من النار یا مجیر** کہے حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہر حرف جو انہوں نے پڑھا ہے ایک حج کا ثواب اس کے لئے لکھا جائے گا۔ پھر مزید دو رکعات پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی پندرہ بار پڑھے اور سلام کے بعد تین بار پڑھے: **اللّٰھم صل علی محمد نبی الامی** حضور انور ﷺ کو خواب میں دیکھے گا۔ اس طرح اگر بغیر اس نماز کے یہی درود مذکور جمعہ کی رات کو ہزار بار پڑھے گا حضور ﷺ کو خواب میں دیدار ہو گا اگر کوئی اپنی حاجات کے براری کے لئے جمعہ کی رات سو بار پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پوری کرے گا اگر دو رکعت مزید پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص ہزار بار پڑھے اور اگر یہ نماز غسل کے بعد پڑھے حضور انور ﷺ کو خواب میں دیکھے گا۔

مغیرہ ابن شعبہ نے کہا ہے کہ جمعہ کی رات اگر اس دعا کو اکتالیس بار پڑھے جو بھی حاجت ہو دوسرے جمعہ تک پوری ہو گی۔ اگر یہ درست نہ ہو تو مجھ پر لعنت بھیجو۔ **نعوذ باللہ منہا۔**

دعا یہ ہے:

سبحان القدیم الذی لم یزل سبحان العلیم الذی لا یجھل سبحان الجواد الذی لا یبخل سبحان الحکیم الذی لا یعجل برحمتک یا ارحم الراحمین۔

نیز اکثر مشائخ نے فرمایا ہے جو کوئی درویشی کا دم مارتے ہیں اور اس دعا کو نہیں جانتے تو فقر کا لقمہ اس پر حرام ہے۔ اس طرح دو رکعات برائے حاجت دینی و دنیاوی کے لئے مجرب ہے۔

کہا گیا ہے کہ امام یوسف سیستانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں نے یہ نماز علم کی نیت سے پڑھی تو ستر شاگرد میرے درجہ دانشمندی تک پہنچے اور اکثر مشائخ نے آزمایا ہے اور اگر ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص دس بار اور تسبیحات رکوع اور سجود سات بار پڑھے اور سلام کے بعد سر کو زمین پر رکھ کر دس بار یہ پڑھے: **اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم علیہ** اور دس بار **ربنا اٰتنا فی الدنیا الی آخرہ** پڑھے اور اپنی حاجت کو اللہ تعالیٰ سے عرض کر مانگے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پوری فرمائے گا۔ اور دو رکعات وتر سے قبل پڑھنا جملہ قضا حاجات کے لئے حضور انور ﷺ سے منقول ہے کہ اس کا تمام قضاہائے چالیس پشت تک یعنی اس کے والد اور دادا اور اوپر تک چالیس تک تمام کی قضاء حاجات پوری ہوں گے۔ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ الکافرون اٹھارہ بار اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص اٹھارہ بار پڑھے یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ یہ تمام عمل جمعہ کی رات کرنا چاہئے اور ہفتہ کی رات میں چھ رکعات تین سلام سے پڑھنا چاہئے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص کو تین بار پڑھنا ہے۔ نیز چار رکعات ایک سلام میں پڑھے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ الکافرون ایک بار اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص ایک بار اور تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ فلق ایک بار اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ الناس ایک بار پڑھنا ہے جب عشاء داخل ہو پہلے چار رکعات سنت نماز عشاء سے قبل پڑھے کہ اس کا ثواب کا اندازہ بہت زیادہ ہے اور اس ثواب کو قلم سے نہیں لایا جاتا کہ اس مختصر سی جگہ میں ذکر کیا جائے۔ بلکہ قیام اللیل سے بھی یہ افضل قرار دیا گیا ہے۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی پڑھنا چاہئے اور آیت الکرسی کے بعد فورا متصل یہ پڑھے **لا اکراہ فی الدین** سے **ھم فیھا خالدون** تک اور **الم تر** سے لے کر **و اللہ لا یھدی القوم الظالمین** تک پڑھے اور دوسری رکعت میں

فاتحہ کے بعد آمن الرسول سے لے کر آخر تک پڑھے اور تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ حشر پڑھنا چاہیئے اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد هو الله الذی لا اله الا هو سے لے کر هو العزيز الحکیم تک پڑھنا چاہیئے اور جاننا چاہیئے کہ جو کوئی مصور کی شد کو چھوڑ دے کافر ہو جائے گا اور اس کی نماز تباہ ہو گی۔ اور فرض عشاء کی ادا کرنے کے بعد دو رکعات سنت پڑھنی ہے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ فلق ایک بار پڑھنا ہے اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد والنار ایک بار پڑھنا ہے پھر اس کے بعد چہار رکعات سنت کو قیام اللیل کی نیت سے اور نماز حاجات بھی اسی کو کہا جاتا ہے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی تین بار پڑھنا ہے اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص تین بار اور معوذ تین ایک بار پڑھنا ہے اورت تشہد کے بعد تیسری رکعت میں پہلی رکعت کی طرح پڑھنا چاہیئے اور چہارم رکعت دوسری رکعت کی طرح پڑھنا چاہیئے اور اگر ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص چار بار پڑھے بھی جائز ہے اور سلام کے بعد بیس بار یا کریم پڑھنا چاہیئے سر کو سجدہ میں رکھ کر تین بار یہ دعا پڑھو: سبحان القديم الذی لم يزل سبحان العليم الذی لا يجهل سبحان الجواد الذی لا يبخل سبحان الحليم الذی لا يعجل۔ جو حاجت ہو وہ مانگو اور عرض کرو اللہ پوری فرمائے گا نیز چار رکعات بنیت قیام اللیل وحاجت پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ کافرون ایک بار اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص ایک بار اور تیری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ فلق ایک بار اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد والناس ایک بار پڑھے پھر سر سجدہ میں رکھ کر سو بار یا حی یا قیوم بر حمتک استغيث پڑھے اور اپنی حاجت کو عرض کرے مجرب ہے وہ پوری ہو گی۔ اس کے بعد دو رکعات حبیبۃ الرسول فقیہہٗ امت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روح کے ایصال ثواب کے لئے پڑھنا چاہیئے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص تین بار پڑھنا چاہیئے۔

کہا گیا ہے کہ حبیبۃ الرسول فقیہہ اُمت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور انور ﷺ سے سوال کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میں فرزند نہیں رکھتی کس طرح ہو گا فرمایا کہ جس نے یہ نماز ادا کی وہ تمہارے فرزند ہوں گے اور وہ قیامت کے دن تمہیں بخشا جائیں گے۔

دو رکعات برائے نقصان و تقصیر کیلئے پڑھی جاتی ہیں ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورہ اخلاص تین بار پڑھنا چاہیئے اس کے تمام تقصیرات اپنی جگہ پر ہو جائیں گے اور کمال تک پہنچیں گے اور دو رکعات مزید پڑھنا چاہیئے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد أمن الرسول ایک بار اور سورہ اخلاص پندرہ بار اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ کہف اس سے ان الذین أمنوا وعملوا الصالحات سے آخر تک پڑھے اور سورہ اخلاص پندرہ بار پڑھے اور اس نماز کو حفظ لا یمان بھی کہا جاتا ہے۔ اور یہ چہار رکعات نماز سعادت ہے اور چاہے تو ہر رات تم اس کو ادا کر سکتے ہو اگر ایسا نہ ہو تو ہفتہ میں اگر یہ بھی تم سے نہ ہو سکے تو ہر ماہ میں اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر سال میں اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو تمامی عمر میں اس کے لئے کافی ہے۔ اور اگر یہ نماز سات وضو کے بعد ادا کرئے یعنی وضو کر کے تحیۃ الوضو پڑھ کر پھر وضو کر کے تحیۃ الوضو کی دو رکعات پڑھے اس طرح سات بار وضو اور تحیۃ الوضو کی دو رکعات پڑھے جو بھی تمہاری حاجت ہو وہ پوری ہو گی لیکن ایسی جگہ یہ عمل کرنا ہے کہ کوئی بھی تمہیں نہ دیکھ سکے فقیر ہر رات اس کو ترک نہیں کرتا۔ پہلی رکعات میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص دس بار اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد بیس بار سورہ اخلاص اور تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد تیس بار سورہ اخلاص اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد چالیس بار سورہ اخلاص پڑھنا چاہیئے پھر سلام کے بعد پچاس بار سورہ اخلاص پڑھے ایک بار درود شریف پڑھے اور اکیاون بار سید الاستغفار پڑھے جیسا کہ ہم نے اس

فصل میں ذکر کیا ہے اور اکیاون بار لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھے اس کے بعد سر سجدہ میں رکھ کر ستر بار یاوھاب پڑھے اور اگر سر کو برہنہ کرئے تو زیادہ افضل ہے ایک بار یہ کہے:

اللّٰھم اسعدنی بسعادۃ الدنیا و الآخرۃ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

ذکر تسبیح بعد نماز عشاء

نقل ہے کہ عشاء کے بعد سورہ تبارک الذی بیدہ الملک پڑھے جب قبر میں رکھے جائے گا منکر اس سے سوال کرے گا اور نکیر اس کو سوال سے منع کرئے گا اور یہ کہے گا کہ اس شخص نے نماز عشاء کے بعد سورہ الملک پڑھا ہے۔ اس سے سوال مت پوچھو اور شاید کہ ایک بار سورہ فاتحہ پڑھے اور چھ آیات اول از کلام اللہ وھم بمؤمنین تک پڑھنا چاہئے اور آیت الکرسی خالدون تک اور آمن الرسول اور آیت شھد اللہ انہ لا الہ سے سریع الحساب تک پڑھنا چاہئے اور اس کے بعد قل اللّٰھم مالک الملک سے لے کر بغیر حساب تک پڑھنا چاہئے اور یہ سورت آل عمران میں ہے اور شاید کہ یہ مقدار کلام اللہ سے ہر نماز کے بعد پڑھنا چاہئے۔ اس طرح نقل ہے کہ شاید ہر نماز کے بعد ان آیات کو پڑھے کہ اس کا ثواب بے حد و بے شمار ہے نہ قلم لکھ سکتا ہے اور نہ کوئی بیان کر سکتا ہے۔ فسبحان اللہ حین تمسون و حین تصبحون سے رب العالمین تک پڑھے اور عشاء میں شاید کہ بعد از پنج گنج سو بار کلمہ تمجید اور سو بار درود شریف اور سو بار سورہ اخلاص وغیر ھذا من المذکورین پڑھے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور انور ﷺ نے حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کو فرمایا یا علی تم ختم قرآن نہیں کرتے اور طواف خانہ کعبہ نہیں کرتے اور تمام انبیاء علیہم السلام کی مہمان نوازی نہیں کرتے اور تمام کافروں اور شیاطین کے ساتھ غزا نہیں کرتے اور تمام امت تم اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتے ہو اور ہر ہزار رکعات نماز ادا نہیں کرتے ہو تمہیں واجب اور لازم ہے کہ خواب

گاہ میں نہ جاؤ۔ کہا گیا ہے کہ حضرت امیر المؤمنین عاجز ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ کہ فقیر کو اتنی طاقت کہاں ہے حضور صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ میں تمہیں بیان کروں گا پہلے چار بار فاتحہ پڑھو حج کا ثواب پاؤ گے اور جب بارہ بار سورہ اخلاص پڑھو گے ختم قرآن کا ثواب پاؤ گے اور جب دس بار کلمہ تمجید پڑھو گے تمام کافروں اور شیاطین سے غزا کرو گے اور جب دس بار درود پڑھو گے تمام انبیاء علیہم السلام کو مہمانی دو گے اور جب دس بار **سبحان اللہ المقدّر لما یشاء بقدرتہ فعال لما یرید**۔ پڑھو گے ہزار رکعات نمازوں کا ثواب پاؤ گے۔

نقل ہے کہ ایک نیک عورت نے قسم کھائی کہ میں شوہر وہ کروں گی جو ایک ہزار رکعات نماز پڑھے گا ان میں ایک جوان ایسا نکل آیا کہ اس نے دعویٰ کیا کہ میں ہر رات کو ایک ہزار رکعات نماز پڑھتا ہوں جب نکاح ہوا اس نے عشاء کی نماز پڑھ کر سو گیا عورت نے کہا کہ تم نے بد عہدی کی تم نے تو ہزار رکعات نماز نہیں ادا کی اس نے کہا کہ نہیں میں ہر رات ایک ہزار رکعات پڑھتا ہوں میں نے صحیح حدیث میں پڑھا ہے کہ یہ آیت مذکور کوئی ہر رات کو پڑھے اس کو ثواب ہزار رکعات ملے گا۔ اس طرح کہا گیا ہے کہ اگر کوئی سات بار **حسبی اللہ لا الٰہ الا ھو رب العرش العظیم**۔ پڑھے اور دس بار آیت الکرسی پڑھے اور دس بار سورہ اخلاص پڑھے و علی ھذا القیاس شاید کہ صبح کے قریب یہ پڑھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ تمام افاتوں اور بلاؤں اور شر ظالمان سے اور فتنہ آخر زمان سے امن میں رہے گا۔

ایسا ہی صبح اور شام میں سات بار پڑھے **یا مالک یوم الدین بحق ایاک نعبد و ایاک نستعین**۔ ہر حاجت اگر اس کو ہو وہ پوری ہو گی اور اس کو دوزخ نصیب نہ ہو گی۔

برائے کفایت مرادوں دونوں جہانوں کے لئے سات بار پڑھے:

یا اللہ یا رحمان یا رحیم یا غفور یا حنان یا منان یا سلطان یا سبحان یا دیان یا شکور یا ذا الجلال والاکرام برحمتک یاارحم الراحمین۔

دیگر بعد نماز مغرب شاید اس سے قبل کسی سے باتیں نہ کرے اور سات بار کہے:

اللّٰھم اجرنی من النار۔

اگر اس رات وہ مر جائے تو دوزخ کی آگ سے اسے نجات ہو گی۔ اگر دن کو پڑھے اور اس دن وہ مر جائے اس کو دوزخ سے خلاصی نصیب ہو گی اور شاید کہ وہ مغرب اور عشاء کے درمیان نہ سوئے۔

نقل ہے کہ دوزخ میں پانی ہے جو زیادہ سیاہ رنگ کا ہے اور زیادہ بدبو دار ہے اگر اس سے ایک قطرہ دنیامیں آجائے تو تمام دنیا کے دریابدبو دار اور تلخ ہو جائیں گے اگر کسی نے اس دریا سے چکھاتو وہ مر جائے گا اور وہ پانی اس کو نصیب ہو گا کہ مغرب اور عشاء کے درمیان وہ سوئے گا اور فرشتے عشاء کی نماز کے بعد اپنے نیک وبد کے دفتروں کو آسمان لے جایں گے اور عرض کریں گے پس جو کوئی اس وقت میں سوئے گا وہ خدا کی لعنت میں ہو گا اور جنت ودوزخ کے درمیان معلق ہو گا جس طرح اس نے ہمیں معلق کر دیاہے اٹھو اور عشاء کی نماز پڑھو کہ ہمیں اس سے نجات مل جائے۔

حضور انور ﷺ نے فرمایاہے کہ جو کوئی اس حالت میں سائے گا تو دوزخ کی آگ اس کے قریب ایک گز کے کم ہو گی۔ یہ بھی نقل کیاگیاہے کہ دوجوانوں نے اس حدیث سے انکار کیاتو جب وہ سوئے اور پھر بیدار ہوئے کہا گیاہے کہ ایک گز زمین اس سے نیچے کھودی تاکہ وہ اس کو مشاہدہ کر سکے توجب انہوں نے ایک گز زمین کھودی تو آگ کا شعلہ نمودار ہوا اور ان دونوں کو جلا کر راکھ کیا۔ اور دو رکعات نماز بعد قیام اللیل کو بھی نماز حاجات کہا جاتاہے۔ اگر شب قدر میں پڑھے تو ثواب شب قدر کا ملے گا اور اس کو چاہیئے کہ رات کو شب قدر بنائے رکعت اول میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص سات

بار پڑھے اور دوسری رکعت میں پہلی رکعت کی طرح عمل کرے اور جب نیند کرتے ہو تو طہارت کے ساتھ سو جاؤ اگر نہ ہو تو وضو تازہ کرو اور اگر ایسا نہیں کر سکتے تو تیمم کرو البتہ ترک نہیں کرنا چاہئے اور تحیۃ الوضو پڑھنے کے بعد بستر پر جاؤ اور تین بار پڑھو: استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ۔ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے کہ یہ سید الاستغفار اس حال میں پڑھو کہ تمہارے گناہ بخشے جائیں گے اگرچہ دریا کے جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں گے یا ریگ کی طرح ہو یا درختوں کے پتوں کے برابر ہو اور دنیا کے دنوں کے برابر ہو۔ اور عاج نام ولایت کا ہے کہ اس میں ریگ بہت زیادہ ہیں اور جب تم بالین سر کے نیچے رکھ کر سو جاتے ہو تو امن الرسول پڑھو اور جب بستر پر بیٹھو گے تو سورہ اخلاص اور فلق والناس تین تین بار پڑھنا چاہئے اور اپنے ہاتھوں پر پھونک کر اپنے اعضاء پر ملو تو خود حرکت شیطان سے خلاصی ہو گی اور تمہیں چاہئے کہ دائیں پہلو پر سو جاؤ اور منہ قبلہ کی طرف کرو اور اگر عورت ہو پشت قبلہ کی طرف اور بائیں پہلو پر اس کے لئے سونا چاہئے اور جب سر تکیہ پر رکھے گی سورہ کافرون اس کے لئے پڑھنی چاہئے ولکم دینکم ولی دین تک پوری کرنا چاہئے اور جب سر تکیہ پر رکھ کر دائیں ہاتھ سینہ پر رکھ کر سو بار الباعث پڑھے اس کا دل زندہ ہو گا اگر وضو میں سو جائے تو جلد بیدار ہو گا۔

کہا گیا ہے کہ جب مؤمن وضو کی حالت میں سوئے گا تو اس کی روح فرشتے اوپر لے جاتے ہیں اور عرش کے نیچے سجدہ کرتے ہیں اور بیداری کے وقت وہ واپس آتی ہے اور جو بغیر وضو کے سو جائے تو ارواح ان کے لئے راہ نہیں دیتی بلکہ نیچے واپس کرتے ہیں جب وہ تہجد پڑھ کر پھر خواب میں داخل ہوتا ہے حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: الصلوٰۃ بین النومین۔ اگر وہ وقت اس کے لئے میسر نہ ہو تو وہ صبح صادق پڑھنے سے پہلے اٹھ جائے حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے یہی فرمایا ہے اگر کوئی رات کو سوتے ہے تو اس کو

چاہئے کہ دائیں پہلو پر سوئے پھر جب اٹھے تو دیوار یا لوٹا مٹی یا بستر پر تیمم کرے جس میں گرد ہو اور یہ کہے:

الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اتنا و الیہ البعث و الیہ النشور رضینا باللہ تعالیٰ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد ﷺ نبیا و رسولا۔

اور دس بار پڑھے:

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور دس بار کلمہ طیبہ پڑھے۔

کہا گیا ہے کہ ہر آدمی کے تین سو ساٹھ رگ دل میں ہوتے ہیں اور ہر رگ پر دس دس شیاطین مقرر ہیں پس جو کوئی صبح سویرے کلمہ طیبہ وشہادت پڑھے اور تین بار کلمہ تمجید پڑھے: اللّٰھم انی اعوذ بک من ان اشرک شیء و انا اعلم بہ و استغفرک لما لا اعلم بہ تیت عنہ و رجعت عنہ و اقول لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

اور تین بار سید الاستغفار پڑھے اور تین بار یہ دعا پڑھے:

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (الأعراف ٢٣)

اور تین بار: رب انی ظلمت نفسی فاغفر لی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔

مفتاح المنان میں لکھا ہے کہ حضور انور ﷺ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نزدیک اور قریب تر مجھے وہ آدمی نہیں کہ سجدہ میں یہ آیت مذکورہ پڑھے اور یہ سات بار پڑھے:

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (١٩١) رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ (١٩٢) رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ (١٩٣) رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ (آل عمران ١٩٤)

نقل ہے کہ ان آیات مبارکہ کو جس حالت میں پڑھے اللہ تعالیٰ اس شخص کے فرزندوں کو کسی کا محتاج نہ کرئے گا اور آیت کے آخر کو اگر کوئی مختلف اوقات میں تکرار کرئے کل قیامت کے دن کسی گناہ سے ماخوذ نہ ہو گا۔ اور یہ آیات سورہ آل عمران میں سورہ النساء کے قریب ہیں۔

اور ایک بار یہ دعا پڑھے:

رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (البقرة ۲۵۰)، رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ (الحشر ۱۰)

اور تین بار یہ پڑھے:

لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین فاغفر لنا ذنوبنا کلھا صغیرھا و کبیرھا سرّا وعلانیۃ ظاھرا وباطنا۔

اس کے بعد کہے: الٰھی بحرمت توبہ و استغفار محمد رسول اللہ ﷺ وبحرمت توبہ و استغفار حضرت آدم علیہ السلام، تین بار کہے صلوات اللہ علیہ آدم علیہ السلام۔

نقل ہے کہ جو کوئی حضرت آدم علیہ السلام پر تین بار درود پڑھے کوئی گناہ اس کے وجود میں نہ رہے گا اور بحرمت توبہ و استغفار حضرت موسیٰ علیہ السلام وبحرمت توبہ و استغفار حضرت داؤد علیہ السلام وبحرمت توبہ و استغفار حضرت ایوب علیہ السلام وبحرمت توبہ و استغفار تمام انبیاء ورسل و استغفار اس گناہ گار اور حدود سے تجاوز کرنے والے کی توبہ قبول فرما اور تین بار یہ پڑھے: رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (البقرۃ ۱۲۷) یا اللہ جس طرح اپنے انبیاء علیہم السلام کی خاطر آپ نے ان کی امتوں کے گناہوں کو خواہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ

معاف فرمایا ہے اس عاصی و جافی کے گناہوں کو بھی عفو فرما اور تین بار یہ پڑھے: وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (البقرة ٢٨٦) الٰہی بحرمت انبیاء و رسل وہ اشخاص جو لغزش سے نہ پکڑے اس گناہ گار کو بھی ان کے حرمت سے نہ پکڑے صغیرہ و کبیرہ گناہوں کی وجہ سے۔ اور تین بار یہ دعا پڑھے: رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (البقرة ٢٨٦) اور تین بار یہ پڑھے: اللّٰهم اجعلنی محبوبا فی قلوب المؤمنین و بلّغ عمری الی مائة وعشرین سنة من غیر عاهة وهرم۔ اگر دس بار پڑھے تو افضل ہے اور پانچ بار وہی دعا مذکورہ کہ وضو کے بعد والی فصل میں کہا گیا ہے یہاں بھی پڑھے: واعبد ربک وان عیسی عبد الله وابن اعتبة کلمة وان الجنة حق والنار حق برحمتک یا ارحم الراحمین۔ جب اپنی جگہ سے اٹھ جائے تو پہلے اپنے جوتے کو جھاڑ دے تاکہ اس میں سانپ یا بچھو نہ ہو تو پہن لے جب تم چلنے لگو گے تو بائیں پاؤں کو اٹھا کر دائیں پاؤں سے چلنا شروع کرو اور یہ تمام آداب میں نے فصل وضو میں لکھے ہیں اور جب دروازے پر آؤ گے تو یوں کہو: اللّٰهم عصمنی فی دینی و دنیاوی والآخرة۔ اور جب وضو سے فارغ ہو جاؤ گے تو تحیۃ الوضو کی دو رکعات نماز ادا کرئے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص تین بار پڑھے اور دوسری رکعت میں پہلی کی طرح پڑھے۔ اس کے بعد دو رکعات پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پنج بار پڑھے اور جب نماز سے فارغ ہو جاؤ گے تو ایک ہزار بار یہ پڑھے: یا بدیع العجائب اور ایک ہزار بار یارب یارب اور چالیس بار یا کریم پڑھے اور سر کو زمین پر رکھ کر یہ دعا پڑھے: اللهم یا خالق النور مت سو جائے اور نہ اس غم میں مشغول ہو اور کہو کہ اس کو میرے دل سے دور کر دو اور بحرمت اس پیری کے کہ غار کے اندر ہے اور وہ سانپ کے منہ میں ہے اور وہ شب و روز طاعت جبار میں مشغول ہے بحرمت یا الله یا

اللہ یا رحمٰن یا رحمان یا رحمان یا رحیم یا رحیم یا رحیم بحق لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ برحمتک یاارحم الراحمین۔

کہا گیاہے کہ اس نماز کے پڑھنے والا اور اس دعا کو پڑھنے والا جو بھی حاجت اس کی ہو وہ پوری ہو گی اس کے بعد دو رکعات مزید پڑھے اس کا ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو جنت الفردوس دکھائے گا اور اس کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک بار اور سورہ کافرون چار بار اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص دس بار پڑھے۔ کہا گیاہے کہ جب حضور انور ﷺ نے اس کا ثواب بہت زیادہ بتایا انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اگر فوت ہو جائے تو پھر کیا کرنا چاہیئے کہ سنت نماز فجر کو اس طریقہ سے پڑھے تو وہ ثواب اس کو ملے گا اس کے بعد بارہ رکعات نماز تہجد ادا کرے تھوڑا ہلکا پڑھے اور ہر رکعت میں بعد از فاتحہ سورہ اخلاص ایک بار اور پھر دو رکعات کے بعد درود پڑھے اور تھوڑا سا مراقبہ ذکر وفکر کا کرنا چاہیئے۔

جان لو! نماز تہجد میں روایات بہت ہیں بعض کے نزدیک اگر دو رکعات پڑھتے ہیں تو پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک بار اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد آمن الرسول ایک بار پڑھنا چاہیئے اور بعض ہر رکعات میں فاتحہ کے بعد الم نشرح ایک بار پڑھنا لکھاہے اور اگر چہار رکعات ایک سلام سے پڑھنا چاہیئے پس ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص تین بار پڑھے اور اگر چاہے پہلی دو رکعات میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص ایک بار اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص تین بار پڑھے اس طرح بارہ رکعات پڑھ سکتے ہیں اور اگر چاہے تو بار رکعات میں ربنا مذکورہ پڑھے دو رکعات اول بعد از فاتحہ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّکَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (البقرة۱۲۷) اور دوسری رکعت میں رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرة ۲۰۱) اور تیسری میں رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْکَ رَحْمَةً إِنَّکَ

أَنْتَ الْوَهَّابُ (آل عمران ۸) اور چوتھی رکعت میں رَبَّنَا إِنَّکَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ (آل عمران ۹) پڑھے اور جو کوئی اس آیت کریمہ کے وِرد جاری رکھے اور ایک بار روزانہ پڑھے ہمیشہ نیک لوگوں سے اس کی ملاقات ہو گی۔ پنجم رکعت میں ربنا لا تؤاخذنا الخ پڑھے اور ششم رکعت میں رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ (آل عمران ۵۳) پڑھے اور چہار ربنا مذکور کہ سورہ عمران کے آخر میں ہے پڑھنا چاہئے اور مزید دو رکعات میں وہی ربنا مذکور کو پڑھے۔ نماز تہجد کا ثواب بے حد ہے مگر جو کہا گیا ہے کہ اس نماز کے پڑھنے والا کے لحد سے سر اٹھائے تو روز محشر میں یہ بارہ رکعات اس کے آگے کھڑے ہوں گے۔ چہار پیغمبران مرسل اول آدم صفی اللہ دوم حضرت ابراہیم خلیل اللہ سوم حضرت موسیٰ کلیم اللہ چہارم حضرت عیسیٰ روح اللہ پنجم حضرت محمد رسول اللہ علیہم الصلوات والسلام اور چہار فرشتے مقرب اول جبرئیل دوم میکائیل سوم اسرافیل چہارم عزرائیل علیہم السلام۔ اور چار خلفاء راشدین اول حضرت ابو بکر صدیق دوم حضرت عمر فاروق سوم حضرت عثمان چہارم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ان تمام حضرات کی برکات اور شرافت سے تمام تکالیف قیامت سے مامون رہیں گے اور جنت میں آسانی سے داخل ہوں گے۔

نقل ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا کہ کونسی چیز نے تمہیں نفع دیا اس نے فرمایا کہ اس نماز نے جس کو میں رات کو پڑھتا تھا۔

جان لو! کہ نماز تہجد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھا اور امت کے لئے نفل ہے مگر ہر طالب اور سالک جو دعویٰ دار ہو اس کے لئے واجب ہے اور اس کا ترک کرنا ان کے لئے گناہ سے کم نہیں بلکہ کہا گیا ہے کہ کسی نے اپنے اوراد کو کسی عذر کی بنا پر ترک کیا اس وجہ سے اس کی ولایت تمام خراب ہو گی

ورنہ وہ گاؤں بلکہ گھر میں اس کو نقصان پہنچے گا۔ چنانچہ ہمارے پیر ومرشد شیخ الاسلام والمسلمین حضرت سید علی ترمذی قدس سرہ ایک دن صبح کے وقت اٹھا اور مسجد کی طرف چل پڑا آپ کا فرزند میاں مصطفی قدس سرہ بھی اس کے ساتھ تھا اور مصلیٰ کو ہاتھ میں پکڑ لیا تھا جب حضرت پیر ومرشد تنگ راستہ تک پہنچا اللہ کے حکم سے دو مست بیل نے جنگ شروع کی ایک کو زبون کیا اور حضرت پیر صاحب سے وہ ایسا لگ گیا کہ آپ کو اس نے زخمی کیا آپ کا چہرہ اور پیشانی مبارک اور ناک تمام زخمی ہوئے۔ جب حضرت اپنے گھر واپس آئے تو فریاد کی کہ مجھے پتہ ہے یہ بلا مجھے کیوں پہنچی حضرت میاں مصطفی نے پوچھا کہ اس کا سبب کیا تھا آپ نے فرمایا کہ اے جان پدر آج شب میں رات کو بیدار نہ ہوا اور نماز تہجد مجھ سے فوت ہوا تو یہی حال ہوا۔

اس فقیر کی والدہ ماجدہ میں یہ خصوصیت تھی کہ وہ ہمیشہ کہتی تھی کہ اے اللہ میرے فرزندوں کو نیک سیرت بنا اور اگر نیک سیرت نہیں بناتے ہو تو ان کی عمریں کم کردو۔ میں نے کتابوں میں یہی دیکھا ہے کہ والدین جب اپنے بچوں کے لئے ایسی دعائیں کریں پس معلوم ہوا کہ جو برکات دو جہانوں کی اس فقیر کو پہنچی ہے وہ میری والدہ کی دعا کا نتیجہ ہے۔ ایک دن صبح کے وقت میں نے اس کے ریش کو دیکھا تو دیکھا کہ اس کی دائیں آنکھ کبود محض تھی میں نے پوچھا کہ میری مشفق والدہ یہ کیا حال ہے اس نے کہا کہ اے جان مادر جب تمہیں معلوم ہے کہ میرا والد زاہد اور تہجد گزار تھا اور بچپن سے نماز میں اس کے ساتھ میں ادا کرتی تھی اب تک میں نے تہجد بغیر نہیں چھوڑی تھی لیکن آج رات کہ آپ کی بچی روتی تھی اور میں نے اس کو بغل میں لیا تھا اور صبح تک دلاسہ دیتی تھی پھر صبح کے قریب میری آنکھ لگ گئی پھر میں چاہتی تھی کہ اٹھوں تو جب میں اٹھی میں نے انگلی دیکھی اور کسی کو نہیں دیکھی تو وہ انگلی میرے آنکھ پر لگ گئی اور آنکھ کا یہ حال ہوا جو تم دیکھ رہے ہو میری والدہ اس کے چار سال بعد

وفات پاگئی اور وہی آنکھ اسی طرح کبود تھی۔ نماز تہجد کے بعد سر زمین پر رکھ کر ایک سو گیارہ بار یاصمد پڑھے اس کا حشر صدیق لوگوں کے ساتھ ہو گا۔ اور سو بار یہ پڑھے: سبحان اللہ العزیز العلیم وبحمدہ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔ اور سو بار یہ پڑھے: استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ و اسألہ التوبۃ۔ سو بار کلمہ طیبہ پڑھے اس کے بعد دو رکعات نماز صلوٰۃ العاشقین پڑھے پہلی رکعت میں تکبیر کے بعد ثناء اور لا الہ غیرک کہے اور بار سانس میں اللہ اللہ کہے جتنے تعداد میں کہہ سکتے ہو اور تعوذ اور بسم اللہ کے بعد فاتحہ پڑھو اور پھر سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص کو تین بار پڑھے پھر سانس سے اللہ اللہ کہے کہ جب یہ عمل پورا ہو جائے پھر جب رکوع کرو گے رکوع کے تسبیح کے بعد تین سانس سے اللہ اللہ کہو اور سجدہ میں جاؤ پھر سجدہ میں تسبیح کے بعد تین سانس سے اللہ اللہ کہو پھر جب جلسہ میں بیٹھو گے تین سانس سے اللہ اللہ کہو اس طرح دوسرے سجدہ میں وہی عمل کرو جو پہلے سجدہ میں کیا تھا یعنی تین سانس میں اللہ اللہ کہنا ہے۔ اور دوسری رکعت میں فاتحہ سے پہلے پانچ سانس میں اللہ اللہ کہنا ہے اور باقی اس طرح کرنا چاہئے جس طرح پہلی رکعت میں کیا تھا۔ نماز جب ختم ہو جائے تو سلام کے بعد سجدہ میں رکھ کر یہ رباعی کہو۔

عشق تو رفـــیق راز من باد

زخمـــہ تو چنگ نواز من باد

از ســـرمہ عشق تو ســـرمہ دہ مرا

این ســـرمہ مرادہ مرانواز من باد

تمہارا عشق میرے راز کا ساتھی ہے تو اپنے خمہ چنگ نواز مجھے دو۔ تو اپنے عشق کے سرمہ سے مجھے سرمہ دو یہ سرمہ مجھے دے اور مجھ پر یہ عنایت ہمیشہ کے لئے ہو۔

ماسوی اللہ سے الگ کر کے اللہ کی محبت میں مستغرق اور قیدی بنانے کا تصور کر کے اس کے لئے یہ نماز پڑھو اور اس نماز کے بعد چار رکعات صلوٰۃ محبین پڑھو پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سو بار یااللہ پڑھو اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سو بار یارحمان پڑھو اور تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سو بار یارحیم پڑھو اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد سو بار یاودود پڑھو اور سلام کے بعد یہ درود پڑھو:

اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم علیه وصل علی جمیع الانبیاء والمرسلین وعلی ملائکتک المقربین وعلی عباد اللہ الصالحین وعلی اھل طاعتک اجمعین وارحمنا معھم برحمتک یا ارحم الراحمین۔ اللّٰھم صل علی محمد وعترته بعدد کل معلوم لک۔

پھر یہ دعا پڑھے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللّٰھم احینی محبا لک وامتنی محبا لک واحشرنی تحت اقدام احبائک وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد و اله اجمعین۔

جان لو یہ نماز وقت کے ساتھ مقید نہیں ہے اور فقیر کی یہ عادت تھی کہ میں اس حالت میں پڑھتا تھا جو تمہیں بیان کیا اور نماز محبین کے بعد یہ دعا پڑھو:

اللّٰھم ارزقنی حبک وحب من احبک وحب متابعة احبائک۔

اور صبح وشام یہ دعا پڑھو وہ یہ ہے:

اللّٰھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه۔

حضور انور ﷺ یہ دعا مذکورہ زیادہ تکرار فرماتے۔

جان لو! اے عزیز کہ حضور انور ﷺ ہمیشہ حقیقت میں تھے اور باطل کے ساتھ اس کا کوئی سروکار نہ تھا مگر یہ کہ جو ماسوی اللہ ہے وہ باطل ہے پس حضور انور ﷺ ماسوی اللہ سے ہمیشہ اجتناب طلب کرتے یہاں تک کہ **لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیھا ملک مقرب ولا نبی مرسل** میں

ہمیشہ کے لئے مستغرق تھے اور یہاں بھی اس استغراق کے متعلق فرمایا ارنا الاشیاء کما ھی یعنی جس طرح آپ ہیں اور ان کا قیام ثبوت اور جو کچھ ہے آپ کی ہستی ہے مجھے وہ دکھادے اور یہ کہے:
اللّٰھم ارزقنی حلالا طیبا واستعملنی عملا صالحا برحمتک یاارحم الراحمین۔

اس کے بعد شرح مشارق میں ہے کہ عابدین کے لئے تہجد کے لئے بیداری مضبوط ہوتی ہے تو وتر نماز تہجد کے بعد پڑھے اور عارفوں کے لئے حیات پر اعتماد نہیں ہے تو وہ رات کے پہلے وقت میں پڑھتے ہیں۔

کہا گیاہے کہ حضور انور ﷺ وتر کو تین بار پڑھتے اول بعد نماز عشاء مسجد میں پڑھتے اس کے بعد گھر میں پڑھتے تھے اور پھر تہجد کے بعد شب آخر میں پڑھتے تھے جب رات کے پہلے حصہ میں نماز کے بعد وتر سے فارغ ہو جاؤ گے تو دو رکعات بیٹھ کر پڑھے کہ اس کو تکمیل وتر کہا جاتا ہے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد اذا زلزلت الارض ایک بار پڑھے اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد الھاکم التکاثر ایک بار پڑھے پھر مزید دو رکعات پڑھنی چاہیۓ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت الذین سے سریع الحساب تک پڑھے اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ (آل عمران ۵۳) پڑھے۔

نقل ہے کہ جو کوئی رات کے پہلے حصہ میں ہزار بار یا اللہ پڑھے وہ بخشا جائے گا اگر دو ہزار بار پڑھے نیک مرد بنے گا اگر تین ہزار بار پڑھے واصل حق بن جائے گا حضرت شیخ شہاب الدین قدس سرہ نے فرمایاہے جو کوئی تین ہزار بار یااللہ پڑھے جو بھی حاجت ہو وہ پوری ہو گی۔ اگر کوئی ہر نماز کے بعد ہزار بار استغفر اللہ پڑھے جو بھی حاجب ہو وہ پوری ہو گی۔ اور وہ ذکر جو اوراد فقیر کے لئے ہیں وہ وقت کے ساتھ مقید نہیں ہے۔ وہ ہر وقت دن یارات میں پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن افضل یہ ہے کہ رات کو پڑھے پہلے چار رکعات نماز ذاکرین پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی پانچ بار اور

اشھد سے سریع الحساب تک نو بار اور لا الہ الا اللہ تین سو بار رکوع میں تسبیح کے بعد پڑھے اور لا الہ الا اللہ چالیس بار اور تسمیع و تحمید کے بعد قومہ میں چالیس بار اور سجدہ میں تسبیح کے بعد چالیس بار اور جلسہ میں بھی چالیس بار اور دوسرے سجدہ میں تسبیح کے بعد چالیس بار پڑھنا چاہئے اس نماز کی شان نرالی ہے کہ ہاتھ اپنے نفس اور ماسوی اللہ سے دھونا پڑتا ہے اس کے لئے ادا کیا جاتا ہے اور کوئی مقصد ہو یعنی زحمت ہو تو اس سے نجات مل جاتی ہے۔ ذہن میں لا الہ میں ماسوی اللہ کی نفی اور الا اللہ میں اثبات الوہیت اللہ کے لئے رکھے۔ متکلمان نے فرمایا ہے کہ لا معبود الا اللہ اور صوفیان نے فرمایاھے لا موجود الا اللہ۔

دیگر نماز کن فیکون چہار رکعات برائے مہمات دینی و دنیاوی کے لئے پڑھی جاتی ہے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد الا الی اللہ تصیر الامور اور سو بار پڑھنا چاہئے اور تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد نصر من اللہ و فتح قریب سو بار پڑھنا چاہئے اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد انا فتحنا لک فتحا مبینا پڑھے اور سلام کے بعد غفرانک ربنا و الی المصیر سو بار پڑھ کر سر سجدہ میں رکھ کر سو بار استغفر اللہ کہے اور اپنا حاجت اللہ تعالیٰ کو پیش کر دے اللہ تعالیٰ وہ کام پورا کرے گا چہار رکعات نماز حاجت مزید پڑھے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اکتالیس بار پڑھے اور سورہ اخلاص ایک بار بعد سلام سر سجدہ میں زمین پر رکھ کر اکتالیس بار یا حی یا قیوم پڑھے پھر بایاں رخسار زمین پر رکھ کر اکتالیس بار پڑھے وعنت الوجوہ للحی القیوم اور اپنی حاجت پیش کر دے۔ پھر چہار رکعات نماز حاجت دنیاوی کے لئے دن میں ادا کرے اور اگر حاجت دینی ہو تو رات میں ادا کرے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد انا انزلناہ بیس بار آخر تک پڑھے اور تسبیح رکوع سبحان اللہ العظیم و بحمدہ بیس بار اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلی بحمدہ بیس بار اور سلام کے بعد بیس بار یہ پڑھے: استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم غافر الذنوب وساتر العیوب و اتوب الیہ من شرور انفسنا و من سیأت

اعمالنا۔ سر سجدہ میں رکھ کر اپنی حاجت اللہ تعالیٰ کو عرض کر دے پھر مزید چہار رکعات پڑھے نماز استغفار یہ صغیرہ وکبیرہ گناہوں کے لئے کفارہ ہو گا اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد یہ پڑھے: رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (الاعراف ۲۳) سات یا دس بار انه غفور رحیم پڑھے اور تسبیح رکوع کے بعد نیز دس بار انہ غفور رحیم پڑھے اور تحمید تسبیح کے بعد قومہ میں نیز دس بار پڑھے اور ہر دو سجدہ کے بعد تسبیح کے دس بار پڑھنا چاہئے اور جلسہ میں بھی دس بار پڑھنا چاہئے اور سلام کے بعد پڑھے: استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ و اسأله التوبة۔ سو بار پڑھے پھر سر زمین پر رکھ کر سجدہ میں دس بار پڑھو: اللھم انی استغفر اللہ ربی من کل ذنب اذنبته عمدا او خطاء سرا او علانیة و اتوب الیہ من الذنب الذی اعلم و من الذنب الذی لا اعلم انک انت علام الغیوب و غفار الذنوب و لا حول و لا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کہ نماز کے لئے یہ ضروری ہے کہ حضور دل سے پڑھے ورنہ وہ درست نہیں ہے یاران نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کی نمازوں کی طرح ہماری نمازیں کس طرح ہیں حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی ہر نماز کے بعد یہ دعا مذکور پڑھے اس کی نماز میری نماز کی طرح ہو گی قبولیت میں پھر مزید چہار رکعات عبہر پڑھے عبہر باغ کو کہا جاتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ جب اس نماز کے پڑھنے والا مر جائے تو فرشتے نور کے طباق قسماقسم نعمتوں کو ہاتھوں میں پکڑے ہوئے اس کی قبر پر حاضر ہوتے ہیں اور گل ریحان اور جواہر اور مشک جنتی اس کی قبر پر نچھاور کریں گے تو اس سے تمام مقبرہ خوشبودار ہو گا ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد انا انزلناه دس بار اور دس بار کلمہ تمجید پڑھے اور اس کے بعد رکوع اور سجدہ اور قومہ اور جلسہ میں پڑھے جب نماز استغفار دس بار کلمہ تمجید پڑھے اور اس کے بعد جب قعدہ آخیر میں تشہد پورا کرے پھر سر کو زمین پر رکھ کر سجدہ کرے اور اس میں دس بار سورہ فاتحہ اور دس

بار انا انزلناہ آخر تک پڑھے اور تینتیس بار کلمہ تمجید پڑھے اور سر کو اٹھائے اور ایک بار درود پڑھے اور سلام کہے اور پھر مزید چہار رکعات نماز تسبیح پڑھنا چاہیئے پہلی رکعت میں فاتحہ سے قبل جب ثناء شروع کروگے تو لا الہ غیرک تک پڑھو پھر پندرہ بار کلمہ تمجید پڑھو اس کے بعد تعوذ اور بسم اللہ اور فاتحہ پڑھو اور سورہ اخلاص ایک بار اور دوسری روایت میں دس بار پڑھے پھر دس بار کلمہ تمجید پڑھنا شروع کرو اس کے بعد پھر رکوع میں تسبیح رکوع کے بعد دس بار کلمہ تمجید پڑھے پھر قومہ میں سمع اللہ اور تحمید کے بعد دس بار کلمہ تمجید پڑھو پھر سجدہ میں تسبیح کے بعد دس بار کلمہ تمجید پڑھو پھر جلسہ میں دس بار کلمہ تمجید پڑھنا ہے پھر دوسرے سجدہ میں تسبیح کے بعد دس بار کلمہ تمجید پڑھے۔ یہ کل پچھتر بار بنے گا اس طرح دوسری رکعت کی ابتداء میں پندرہ بار اور باقی جس طرح ذکر کیا گیا اس طریقہ سے پڑھنا چاہیئے تو کل چار رکعات میں تین سو بار کلمہ تمجید کی تعداد ہے پھر تشہد پڑھ کر درود پڑھو اور پھر یہ دعا پڑھے: اللّٰھم انی اسالک توفیق اھل الھدی و اعمال اھل الیقین و مناصحۃ اھل التوبۃ وعزم اھل الصبر و وجد اھل الحسنۃ وطلب اھل الرغبۃ وتعبد اھل الورع وعرفان اھل العلم حتی اخافک اللّٰھم اسالک مخافۃ تحجرنی عن معاصتک حتی اعملک بطاعتک عملا استحق رضائک حتی اناصحک فی التوبۃ خوفا منک وحتی اخلص لک النصیحۃ حبا لک وحتی اتوکل علیک فی امور حسن الظن بک سبحان خالق النور۔ اس دعا کے بعد سلام پھیر دیں اور سلام کے بعد ایک بار یہ پڑھے: سبحان ذی الملک و الملکوت سبحان ذی العذۃ و العظمۃ و القدرۃ و الھیبۃ و الجلال و الجمال و الکمال و البقاء و الثناء و الضیاء و آلاء و الکبریاء و الجبروت سبحان الملک الحی الذی لا ینام و لا یموت سبوح قدوس ربنا و رب الملائکۃ و الروح۔

ہر مؤمن پر لازم ہے کہ اس نماز کو ہر رات ادا کرے اگر ایسا نہیں کرسکتے تو پھر ہفتہ میں ایک بار پڑھنا چاہیئے اور اگر ہفتے میں بھی نہیں پڑھ سکتے تو پھر ہر سال میں ادا کرے اور اگر ہر سال نہیں ادا کر

سکتے تو پھر تمام عمر میں پڑھے اللہ تعالیٰ اس نماز کی برکت سے اس کو اس کی اولاد اور والدین کو بخش دے گا۔ اور دوزخ سے نجات دے گا۔ مزید چہار رکعات برائے دیدار مصطفی ﷺ پڑھنی چاہیئے وہ اس طرح ہے کہ ایک دن حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب میں دیدارِ مصطفی ﷺ کی آرزو کرتا ہوں تو یہ نماز پڑھتا ہوں کہ حضور انور ﷺ کو خواب میں دیکھوں حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور انور ﷺ سے پوچھا کہ جب میں آپ کے دیدار سے محروم ہو جاؤں تو میں کیا کروں آپ نے فرمایا کہ جب تم میرے دیدار کی آرزو کروگے تو یہ نماز اس وقت ادا کرو مجھے خواب میں دیکھو گے وہ اس طرح ہے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ **انا انزلناہ** دس بار اور کلمہ تمجید اللہ اکبر تک پندرہ بار پڑھو اس طرح **سبحان اللہ والحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر** رکوع میں جاؤ گے اور رکوع کی تسبیح کے بعد پورا کلمہ تمجید دس بار اور تسمیع اور تحمید کے بعد قومہ میں تین بار اور ہر دو سجدہ میں پانچ پانچ بار تسبیح **سبحان ربی الاعلی** کے بعد کلمہ تمجید پڑھنا چاہیئے اور باقی رکعتیں بھی اس طرح پڑھے پھر سلام کے بعد دس بار سورہ فاتحہ اور دس بار انا انزلناہ پڑھے اور تین بار کلمہ تمجید پڑھے اور تینتیس بار کلمہ تمجید اللہ اکبر تک پڑھے پھر اس کے بعد ایک بار یہ درود پڑھے: **اللّٰھم صل علی محمد النبی الامی خیر اللہ محمد عنّا ما ھو اھلہ برحمتک یا ارحم الراحمین۔** اور مزید چہار رکعات نماز درود معلوم ہو کہ نماز درود بتامہ نماز تسبیح کی جگہ پڑھے اس میں کلمہ تمجید پڑھتے ہیں اور اس میں درود پڑھو گے: **اللّٰھم صل علی محمد عبدک و نبیک و حبیبک و رسولک النبی الامی۔** اور ضروری ہے کہ ہر رات ادا کرئے اگر ایسا نہیں کر سکتے تو پھر جمعہ کی رات ادا کرئے کہ اس کا زیادہ ثواب ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب بندہ مؤمن درود پڑھتا ہے تمام دنوں میں حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ کو پہنچا دیتے ہیں اگر بندہ لائق ہو تو حضور انور ﷺ فرمائیں گے کہ اللہ کی رحمت اس پر ہو جب کسی کے لئے حضور ﷺ کی زبان مبارک کی رحمت فرمادے تو وہ دوزخ کی آگ میں نہیں جلے گا۔ اور جب جمعہ کی رات کہو گے الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ حضور ﷺ خود سنتے ہیں اور اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ اور دیگر نماز حاجت آزمودہ ہے اور ہر رکعت میں فاتحہ چار بار اس کے بعد تین بار سورہ اخلاص اور تین بار درود دوسری روایت کے متعلق پڑھے کہ ایک بار فاتحہ اور نو بار اذا جآء اور ایک بار سورہ اخلاص و تسبیح رکوع اور سجدہ سات بار پڑھے اور یہ فقیر روزانہ حاجات کے لئے کرتا ہے پہلے قول کے مطابق اس کا حال ظاہر ہوا۔ اس کے بعد دعائے نور پڑھے اور اس دعائے بزرگوار کی سند یہ ہے کہ ایک دن حضور انور ﷺ خاص حضرت جبرئیل علیہ السلام کو فرمانے لگے کہ اے میرے بھائی چنانچہ ہیئت اور شکل تمہاری مجھے وہ ظاہر کر دو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ بیابان کی طرف تشریف لے چلیں جب حضور ﷺ بیابان تشریف لے گئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنے دونوں پروں کو کھول دیا وہ مشرق سے مغرب تک پھیل گئے حضور انور ﷺ پر غشی طاری ہوئی جب ہوش میں آئے کہا اے میرے بھائی کہ تم سے کوئی دوسرا بڑا ہے کہ میں حضرت میکائیل علیہ السلام سے کم ہوں اس کے سات سو پر ہیں اور ہر پر پر تمام جبرائیل کی طرح بڑا شکل ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا یہ شکل جو میرا ہے ایک ہزار سال اس کے ناک میں اڑتا رہا ایک طرف سے دوسری طرف مجھے خبر نہ ہوئی پھر حضور انور ﷺ نے فرمایا اے میرے بھائی حضرت میکائیل علیہ السلام سے جسامت میں کوئی بڑا ہے اس نے کہا کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام اس سے بڑا ہے کہ اس کے

سات سو پر ہیں اور ہر پر کے اوپر ایک میکائیل کی جسامت کے برابر ہے اگر حضرت میکائیل علیہ السلام اس کے کان میں داخل ہو جائے تو ایک طرف سے دوسری طرف تک پہنچے پھر بھی اس کو خبر نہ ہو گی پھر حضور انور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام سے جسامت میں کوئی بڑا ہے تو اس نے عرض کیا کہ ہاں اس سے بڑا بدن میں حضرت عزرائیل علیہ السلام ہے وہ اتنا بڑا ہے جتنا کہ دوسروں کے متعلق ذکر ہوا اور اس سے بڑا اللہ تعالیٰ کا عرش ہے کہ اس کے چھ سو پایہ ہیں اور ایک پاؤں سے دوسرے پاؤں تک چالیس ہزار سال کی راہ ہے ایک دن حضرت اسرافیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ یا اللہ مجھے اپنا عرش دکھا دو خطاب ہوا کہ اس کو دیکھو۔ کہا گیا ہے کہ وہ سات ہزار سال اڑا یہاں تک کہ اس کا پر پرانے ہو گئے اور شکستہ ہوئے پھر التجا کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو نئے پر دیئے پھر سات ہزار سال منزل کیا پھر اس کے پر پرانے ہوئے پھر التجا کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو نئے پر دیئے پھر سات ہزار سال وہ اس پر اڑا یہاں تک کہ ایک سو بیس ہزار سال عرصہ گزرا تو اس کو خطاب ہوا کہ دیکھو ابھی تک تم اس کے پایہ تک نہیں پہنچے ہو اور تم ایک پایہ سے دوسرے پایہ تک نہ پہنچ سکے۔ تم ہمیشہ کے لئے بھی نہ پہنچ سکو گے یہ اس کے عرش کی عظمت ہے پھر حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ عرش سے بڑا بھی کوئی چیز ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ ایک دن عرش نے ناز میں سوچا کہ میں بہت بڑا ہوں اس وقت اللہ تعالیٰ نے ایک سانپ کو پیدا کیا سانپ نے منہ کھول دیا کہ عرش اس کے منہ میں اسپند کے دانہ کے برابر تھا اللہ تعالیٰ نے یہ اسماء معظم اس کو ظاہر کئے تو وہ ایک طرف خشک ہوا اور عرش اسپند دانہ کی طرح اس میں ظاہر تھا۔

فضیلت اس دعا کی بہت زیادہ ہیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللّٰھم یا نور تنورت بالنور و النور بنور نورک یا نور اللّٰھم عی عیز تعززت بالعزۃ و العزۃ فی عزۃ عزتک یا عزیز اللّٰھم یا جلیل تجللت بالجلال و الجلال فی

جلال جلالک یا جلیل اللّٰھم یا جمیل تجملت بالجمال و الجمال فی جمال جمالک یا جمیل اللّٰھم یا واحد توحّدت بالوحدانیۃ و الوحدانیۃ فی وحدانیۃ وحدانیتک یا واحد اللہ یا فرد تفردت بالفردانیۃ و الفردانیۃ فی فردانیۃ فردانیتک یا فرد اللّٰھم یا علیم تعلمت بالعلم و العلم فی علم علمک یا علیم اللّٰھم یا رفیع ترفعت بالرفعۃ و الرفعۃ فی رفعۃ رفعتک یا رفیع اللّٰھم یا حفیظ تحفظت بالحفظ و الحفظ فی حفظ حفظک یا حفیظ اللّٰھم یا واصل توصلت بالوصل و الوصل فی وصل وصلک یا واصل اللّٰھم یا فاعل تفعلت بالفعل و الفعل فی فعل فعلک یا فاعل اللّٰھم یا فارض تفرضت بالفرض و الفرض فی فرض فرضک یا فارض اللّٰھم یا حلیم تحلمت بالحلم و الحلم فی حلم حلمک یا حلیم اللّٰھم یا عظیم تعظمت بالعظم و العظم فی عظم عظمک یا عظیم اللّٰھم یا مالک تملکت بالملک و الملک فی ملک ملکک یا مالک اللّٰھم یا قدوس تقدست بالقدس و القدس فی قدس قدسک یا قدوس اللّٰھم یا رحمان ترحمت بالرحمۃ و الرحمۃ فی رحمۃ رھمتک یا رحمان اللّٰھم یا رحیم ترحمت بالرحمۃ و الرحمۃ فی رحمۃ رحمتک یا رحیم اللّٰھم یا حنان تحننت بالحنان و الحنان فی حنان حنانک یا حنان اللّٰھم یا منان تمننت بالمنان و المنان فی منان منانک یا منان یا لا الٰہ الا انت علیک توکلت و الیک انیب و صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و اٰلہ و اصحابہ اجمعین۔

اس دعا کے پڑھنے کے وقت ہاتھوں کو اٹھا کر پڑھے اور جب پورا کرے سر زمین پر رکھ کر اپنی حاجت کو اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ اللہ تعالیٰ پوری فرمائے گا۔ اس کے بعد چہار رکعات نماز حاجت پڑھنا چاہئے فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں اذا جاء نصر اللہ آخر تک تیرہ بار پڑھنا ہے اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد اذا جاء سے آخر تک گیارہ بار پڑھنا ہے اور تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد اذا جاء نو بار پڑھنا ہے اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد اذا جاء سات بار پڑھنا چاہئے۔ اور تشہد میں درود اکتالیس بار پڑھنا ہے: اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم علیہ۔ اور اکتالیس بار حسبنا اللہ و نعم الوکیل نعم المولی و نعم النصیر پڑھے اور دائیں طرف سلام پھیر دے اور سر

زمین پر رکھ کر اکتالیس بار یاذالجلال والاکرام پڑھنا چاہیۓ اور دس بار یاصمد اور دس بار یااحد پڑھنا چاہیۓ پھر سر کو اٹھاؤ اور بائیں طرف سلام پھیر دو اور اپنی حاجت اللہ کو پیش کرو اللہ تعالیٰ حاجت کو پوری فرمائے گا۔ اس کے علاوہ مزید چہار رکعات نماز حاجت پڑھے۔ کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر میں اس نمازی کی حاجت پوری نہ کروں تو پھر میں اس کا پیدا کرنے والا نہ ہوں گا۔ پس وہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی تین بار پڑھے دوسری رکعت میں فاتحہ متصل بالتسمیہ سے تین بار سورہ اخلاص اور معوذ تین ایک ایک بار پڑھنا چاہیۓ اور تیسری رکعت میں پہلی رکعت کی طرح عمل کرنا چاہیۓ اور چوتھی رکعت میں اس طرح عمل کرنا چاہیۓ جس طرح دوسری رکعت میں کیا تھا۔ پھر مزید چہار رکعات پڑھنا چاہیۓ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک بار اور اذا جاء نصر اللہ ایک بار و سورہ اخلاص دس بار پڑھنا چاہیۓ اور سلام کے بعد تین بار درود شریف پڑھنا چاہیۓ سر زمین پر رکھ کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنی حاجت کو عرض کردو اللہ تعالیٰ پوری کرے گا۔

جان لو! اے عزیز کہ یہ نمازیں رات کو پڑھنی بہتر ہیں اس لئے کہ رات برائے غفلت میں اکثر لوگ ہوتے ہیں پس قصد غافلان کہ شاید وہ بیدار ہو جائے اور اپنی نیند پر اعتماد نہ کرے اس لئے کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے النوم اخ الموت نیند موت کا بھائی ہے۔ چنانچہ نقل کیا گیا ہے کہ جب وقت سحر ہو جائے اللہ تعالیٰ آسمان دنیا میں آواز دیتا ہے کہ اس وقت کوئی ہے کہ مجھ سے مانگے تاکہ میں اس کی حاجت پوری کروں کوئی ہے کہ مجھ سے فریاد کرے تاکہ میں اس کی فریاد کو سن لوں۔ کہا گیا ہے کہ جب کوئی صبح صادق کے پہلے بیدار ہو جائے اللہ کی رحمت میں وہ مستغرق ہو گا اور جب وہ صبح کے وقت بیدار نہ ہو جائے اور کہے علیک لعنتی تم پر میری لعنت ہو اور تمہاری آنکھیں ہمیشہ کے لئے خواب آلودہ ہوں اور تمہاری نیند تمہارے آنکھوں سے نہ جائے اب میں اس کا معنی اس

طرح حل کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ خود آسمان دنیا میں نزول فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ مکان اور جہت وجانب اور آنے وجانے سے منزہ ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آواز کنند آواز فرشتوں کی ہے جب کہ حکم اللہ تعالیٰ کا ہے تو اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف اضافت ہوا اور اہل حقیقت اس کا دوسرا جواب میں دیتا ہوں۔

فرد:

ہمچی کرد سوالی کہ بگو حق بکجاست
گفتم آخر ہمچی در ہمہ جا مبینم

اس جہت سے کہ اس کا وجود ہے اور ہمارا قیام اس سے ہے اور جو ماسوی اللہ ہے اگر ان کے نام ممکن ہیں لیکن لا ممکن ہے تحقیقی نظر سے پس میں کوئی جگہ نہیں دیکھتا مگر وہ اس لئے کہ غیر وجاء وسوی سوا ناموں کے کچھ نہیں چنانچہ کہا گیا ہے۔

بیت

کجا غیر کو نقش غیر ۔۔۔۔۔۔۔۔ سوی اللہ واللہ مافی الوجود

جب احاطہ تمام شیونات پر محیط ہے واللہ علی کل شیء محیط اللہ تعالیٰ ہر چیز کو احاطہ کیا ہے پس کہنے والا اور سننے والا اور دیکھنے والا اور ندا کرنے والا اور بولنے والا اور آواز کرنے والا نہیں پہچانا جاتا مگر وہ خود بخود کہتا ہے اور سنتا ہے اور دیکھتا ہے اور آواز بھی کرتا ہے اور یہ کام سر بازان کے لئے ہے ہر ایک کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ مگر وہ جو عارف حق ہو اور درویشان عارفوں نے فرمایا ہے۔

بیت

اگر ز کوہ وافتد آسیا سنگے

نہ عـــارف ــــــ است کہ از راہ سنگ ـــــــ بر خیـــزد

جان لو! کہ یہ پتھر مراد نہیں مگر حق پس جو حق سے آئے گا اس پر راجی ہو جا اگر ایسا نہ ہو تو پھر عارفی کا دعویٰ نہ کرو۔ اب وہ نماز بیان کروں گا جو ہفتہ میں ادا کیا جاتا ہے۔ اول جمعہ کے دن کا پس ظہر کے چار رکعات پڑھنی ہے ہر رکعت میں دس بار فاتحہ پڑھنا ہے پھر سورہ کافرون وفلق والناس بھی دس دس بار پڑھنا چاہئے اور سلام کے بعد ستر مرتبہ استغفار پڑھو اور اس کے بعد ستر بار درود شریف پڑھنا ہے اور پھر ستر بار **لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** پڑھے اس نماز کا ثواب بہت زیادہ ہے اور جو کچھ اس فقیر کی نظر میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ آٹھ ورق حدیث نبوی کے اس کے متعلق وارد ہیں اس مختصر جگہ وہ نہیں بیان کر سکتا اور پیش ہر کے نماز کے بعد نماز قضاء عمری ہے اس کی نیت اس طرح کرنی ہے نیت کیا میں نے چار رکعات نماز قضاء عمری کی جو مجھ سے فوت ہو چکی ہو گی تمام عمر میں اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک بار اور **انا اعطیناک الکوثر** پندرہ بار پڑھنا ہے۔

کہا گیا ہے کہ وفات کے بعد صحابہ کے درمیان اختلاف پیدا ہوا بعض نے کہا کہ ہم نے حضور انور ﷺ سے اس طرح سنا ہے کہ بیس سال قضا نماز کی جگہ ہو گی۔ اور بعض نے کہا کہ چالیس سال قضاء نماز پوری ہو گی امان بی بی فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ سے اس طرح سنا ہے کہ چالیس سال کی قضاء نماز اس کی پوری ہو گی پس میں نے پوچھا یا رسول اللہ اگر اتنی مقدار میں نماز کسی سے فوت نہیں ہوئی ہو اس نے فرمایا کہ اس کے والد اور والدہ سے فوت ہوئی ہو گی اس کی جگہ پر ہو گی تسبیح نماز جمعہ جب پڑھے تو یہ پڑھے: **یا حیّ یا قیوم اسئلک ان تقضی حاجتی واغننی عن من سواک۔** سو بار پڑھے برائے کفایت مہمات ہر دو جہان کے لئے اور سو بار یہ پڑھے:

سبب لنا سببا یا مسبب الاسباب و افتح لنا بابا یا مفتح الابواب۔ اور جمعہ کی رات یہ دعا مذکور پڑھنا چاہیئے۔

ترغیب الصلوٰۃ میں نقل کیا ہے کہ اگر کسی کی زیادہ نمازیں فوت ہو جائیں تو روز جمعہ بعد از نماز ظہر کے بارہ رکعات پڑھے اور یہ تین سلاموں سے پڑھنا ہے فاتحہ کے بعد ہر رکعت میں پندرہ بار سورہ اخلاص پڑھے ان کی تمام نمازوں کے لئے پوری ہو گی۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عبد اللہ انصاری نے حضور انور ﷺ سے پوچھا کہ اگر کسی سے بہت سی نمازیں فوت ہو جائیں وہ کیا کرے گا حضرت ﷺ نے فرمایا اس کے لئے چاہیئے کہ وہ پیر کے دن روزہ رکھے اور چاشت کے وقت بیابان کی طرف جائے غسل کرے اور دو رکعات تحیۃ الوضو ادا کرے اس کے بعد پچاس رکعات نماز پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص ایک بار پڑھے اگر ہو سکے تو تمام نماز کو دو دو رکعات کی نیت سے ہو تو یہ پچیس سلام ہو جائیں گے۔ کہا گیا ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ کہ میں بہت گناہ گار ہوں میں کیا کروں حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ توبہ کرو اس نے عرض کیا کہ یا حضرت گناہ تو میرے بہت زیادہ ہیں حضرت جتنا بار فرماتے کہ توبہ کرو وہ یہی کہتے کہ میں بہت گناہ گار ہوں اس کے بعد حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ بیابان کی طرف جاؤ اور غسل کرو اور دو رکعات تحیۃ الوضو پڑھو اور جتنا تم سے ہو سکے دس سے بیس تک یا اس سے زیادہ کلمہ طیبہ پڑھو اور توبہ کرو اپنے تمام گزشتہ گناہوں سے اور جب تم اپنے گھر آ جاؤ گے کوئی خیرات کرو تمام گناہ اللہ تعالیٰ تمہارے معاف فرمادے گا۔ یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ حضور انور ﷺ سے پہلے انبیاء علیہم السلام اپنی کتابوں میں دیکھتے تھے کہ دنیا کی راتوں میں ایک رات ہے کہ اس میں اولین و آخرین تمام گناہ بخشے جائیں گے

اگر اس رات اللہ کی اطاعت میں ہو گے وہ کہتے تھے کہ وہ رات ہم سے پوشیدہ ہے اور وہ رات ہمارے بعد آئے گی اور اس پیغمبر کا نام محمد علیہ السلام ہو گا اس کو یہ رات دی گئی ہے اس لئے کہ ان کی امت کے گناہ زیادہ ہوں گے تو اس رات کے سبب سے ان کے گناہ بخشے جائیں گے انہوں نے کہا کہ وہ رات ہمیں دکھادو کہ وہ کونسی ہے اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے اور کہا یارسول اللہ اللہ تعالیٰ آپ پر درود کا تحفہ بھیجتا ہے اس کے بعد یہ خوشخبری آپ کو سناؤں کہ اس رات کا نام لیلۃ السرائر ہے اور وہ رات تیس واں ماہ شوال کا ہے اگر تمہاری امت کے لوگ دو سو رکعات نماز گزار دے اور سو سلام ہو اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص ایک بار پڑھے یارسول اللہ اس نماز کے ہر حرف پر اس کے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی اور اس کے برابر بدی ہٹائی جائے گی اور اس کے برابر ان کے لئے جنت میں کوٹھیاں بنائی جائیں گی۔ اور اگر جانور مثلا اونٹ و بیل اور بکری اور مرغ کو ذبح کرئے اور ان کے بدن پر جتنے بال ہیں اتنی نیکیاں لکھی جائیں گی اور اتنی بدیاں دور ہوں گی اور اتنے کوٹھیاں ان کے لئے جنت میں بنائی جائیں گی اگر غلہ جو پختہ نہ کیا ہو صدقہ کے طور دے دیئے تو اس پر قیاس کر کے ثواب مل جاتا ہے۔ اور اگر اس رات سورہ روم و عنکبوت پڑھے یا سنے آگ پر اس کا کوئی سروکار نہ ہو گا اگر یہ سورتیں تیس واں ماہ رمضان کی رات پر پڑھا جائے تو یہی حکم اس رات کا بھی ہے۔

رسالہ شیخ نور قطب عالم میں پڑھا جو کوئی یہ نماز ہفتہ میں پڑھے جو بھی حاجت ہو وہ خواب میں دیکھے گا جس رات اس نے یہ نماز پڑھی ہو پھر خواب کیا ہو چھ رکعات نماز پڑھنی چاہئے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ الشمس سات بار پڑھے اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد واللیل اذا یغشی سات بار پڑھے اور تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ والضحی سات بار پڑھے اور چوتھی

رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ الم نشرح لک پڑھے اور پنجم رکعت میں والتین سات بار پڑھے اور چھٹی رکعت میں فاتحہ کے بعد انا انزلناہ سات بار پڑھے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے:

اللّٰھم یارب ابراھیم وموسیٰ ورب اسحاق ویعقوب وانت یارب منزل الصحف ومنزل التورات والانجیل والزبور والفرقان ارنی فی منامی ھذہ اللیلۃ امرنا انت بہ اعلم۔

ان نمازوں کا ذکر کہ بعض دن اور رات میں ادا کئے جاتے ہیں جو وہ سال میں ادا کئے جاتے ہیں پیدا کرنے اور مرنے اور کل مخلوقات اور ان کے افعال اس رات میں جو مقدر ہوتے ہیں اور آسمان اور زمین کے فرشتے اس رات مکہ معظمہ میں جمع ہوتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے بخشش کی دعائیں مانگتے ہیں کہ اس رات طاعت اور تصدق وغیرہ ذالک من عبادات اللہ میں مشغول ہوں۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمام دنیا کو سونے اور چاندی سے بھر دیا جائے اور وہ اللہ کی راہ میں دیا جائے اس سے بہتر ہے کہ اس رات تین بار انا انزلناہ آخر تک پڑھا جائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لیلۃ القدر خیر من الف شھر کہا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے اس قول سے معلوم ہوا کہ یہ شب ہزار مہینوں سے بہتر ہے تو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ طاعت اور تصدق اس میں بہتر ہے یعنی ہزار مہینوں کی طاعت اور تصدق سے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر کوئی ہر ماہ میں ہزار کپڑے اور ہزار اونٹ اور ہزار بیل اور ہزار بکریوں اور ہزار مرغ اور ہزار روٹیوں وگیرہ ذالک سے جو سامان دنیا سے تعلق رکھتا ہو دیدیں یا ہر ماہ میں ہزار رکعات نماز پڑھے پس ان تمام سے بہتر ہو گا کہ ان چیزوں سے ایک چیز مذکورہ سے دیدیں یا ایک رکعت پڑھے۔

حضور انور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے منقول ہے کہ تین راتیں تین ماہ میں پوشیدہ ہیں اور رات معراج کی رجب میں اور شب برأت شعبان میں اور شب قدر رمضان میں۔ یہ وہی رات ہے کہ اس میں کلام اللہ نازل ہوا ہے۔

حضور انور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایسا فرمایا ہے کہ ہم حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت کرتے تھے اور ماہ رمضان میں آپ کو ہم دیکھتے تھے کہ نو، دس دن گزرنے کے بعد حضور انور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تمام رات بیدار رہتے اور نیند نہیں کرتے تھے انتیسویں رمضان تک اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اس پر اتفاق ہے کہ شب قدر ستائیسویں رمضان کی رات میں ہے اور اس رات بارہ رکعات نماز پڑھنا چاہئے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد **انا انزلناہ** دس بار اور سورہ اخلاص دس بار اور دوسری روایت کے مطابق بیس رکعات اور ایک روایت کے مطابق سو رکعات تمام قرأت مذکورہ سے پڑھے اگر یہ تمام ایک رات میں دشوار ہو تو ان ایام میں یعنی انتیسویں رمضان تک پڑھ سکتے ہیں خواہ دن میں ادا کر سکتے ہوں یا رات میں۔ عید الفطر عید عین کے زیر سے اس چیز کو کہا جاتا ہے کہ کسی کو آفات وبلایات کے اندیشہ سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ ایسا ہی مسلمانوں کے لشکر کو بھی عید کہا جاتا ہے اور فطر اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ روزہ دار تمام ماہ کے اس میں افطار کرتے ہیں۔ اور یہ اس طرح تھا کہ پچھلی امتوں میں پینتیس بار اس زمین میں عید الفطر کے روز ان پر قیامت صغریٰ برپا ہوئی تھی۔ اور ایک روایت میں پچاس بار کہ جب طوفان نوح اور مسخ قوم وغیرہ ذالک ان انبیاء علیہم السلام کے معجزات کے ظہور کی وجہ سے۔ جب حضرت محمد مصطفی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مبعوث ہوئے غم وتکلیف اس کی برکت سے دور ہوئے اس لئے کہ تمام یہود اور ترسیان اس زمانے تک روتے ہیں کہ یہ دن اور یہ رات آجائے گی تمام دن رات روتے ہیں اور عاجزی

کرتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو وہ بلا ہم پر دوبارہ نازل نہ ہو جائے پس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اللہ تعالیٰ درود کا تحفہ بھیج دیتا ہے اس کے بعد یہ خوشخبری دیتا ہے کہ وہ غم وتکلیف آپ کی امت سے بلکہ تمہاری برکت سے تمام امتوں پر سے میں نے اٹھالیا۔ تو ان کے خلاف جو وہ ان دنوں میں کرتے تھے ان دنوں میں خوشی کے اظہار کے خاطر کوئی چیز تصدق کرے کہ ان دنوں کے شر سے تمہیں نجات ملی ہے اور اس کو صدقہ فطر کہا جاتا ہے اور عید کی رات دو رکعات نماز ادا کرے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی سو بار اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص سو بار پڑھے اور پھر مزید دو رکعات ادا کرے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص چالیس بار پڑھنا چاہیئے اور یہ دو نمازوں کو عرفہ کی رات یعنی ماہ ذی الحجہ کے نو تاریخ کو پڑھے اور عید الاضحی کی رات بھی ادا کرے۔ عید الفطر کے روز غسل کرے اور بدن پر خوشبو لگائے اور نئے اور پاکیزہ کپڑے پہنے اگر نئے کپڑے موجود نہ ہوں تو دھوئے ہوئے پہن لے پہلے غسل کرے پھر پہن لے اس سے پہلے صدقہ دے اور پھر عید گاہ کی طرف چلے جائے۔ میں نے شرح مختصر ابو علی رودباری میں لکھا ہے کہ نماز جمعہ برائے دیہاتی اور گاؤں والوں کے لئے واجب نہیں ہے لیکن اگر نماز عید کو گاؤں والے اکٹھے ہو کر جماعت سے پڑھیں تو ان کے لئے جائز ہے اس لئے کہ یہ نماز ان کے لئے افضل ہے لہٰذا اس کے لئے تیمم کرنا بھی جائز ہے کیونکہ وہ خلیفہ نہیں رکھتی اور عید کی نماز سے قبل نوافل ادا نہ کرے وضو اور اشراق کی خاطر اس لئے کہ اس وقت میں نوافل پڑھنا مکروہ ہے اور دونوں عید کے لئے نماز دو، دو رکعات ہیں اور ہر دو رکعات میں تکبیر نہیں چاہیئے صحیح قول کے مطابق امام ابو حنیفہ کے نزدیک صرف ایک تکبیر تحریمہ اور دو تکبیر رکوع کے اور چھ زائد ہیں اور وہ اس طرح ہیں کہ تکبیر اول کے بعد ہاتھوں کو چھوڑنا چاہیئے اور زیر ناف پر نہ باندھے اور

ثناء غیرک تک پڑھنا ہے پھر ہاتھوں کو اٹھائے اور تکبیر کہے اور ہاتھوں کو ایسے چھوڑ دے پھر دوبارہ تکبیر کہے یہاں تک کہ تین بار تکبیر کہے پھر تیسری تکبیر کے بعد ہاتھوں کو زیر ناف باندھے اور اعوذ وبسم اللہ پڑھے پھر سورہ فاتحہ سورت کے ساتھ پڑھے پنجم تکبیر رکوع کے لئے کہے اور دوسری رکعت میں فاتحہ بمع سورت پڑھے جب قرأت پورا کرئے تو ہاتھوں کو چھوڑ دے پھر تین تکبیریں کہدیں نہم تکبیر رکوع کا ہے پس امام اعظم ابو حنیفہ کے مذہب کے مطابق دونوں عیدوں کی تکبیرات برابر ہیں تکبیرات تشریق بڑی عید میں عرفہ کی صبح سے شروع کرئے اور تیسرے دن تک جس میں قربانی کی جاتی ہے اور عید فطر صبح سے شروع کرئے عصر تک اور ہر نماز کے بعد پڑھو اور عید گاہ تک جاتے وقت بھی تکبیرات تشریق پڑھے عید الفطر میں دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد انا اعطینا تین بار اور اگر کسی کو قربانی کی طاقت نہ ہو تو عید کے دن اس کے لئے چاہیئے کہ یہی مذکورہ نماز ادا کرئے تو وہ ثواب قربانی کا پالے گا۔ اور دو عیدوں کے درمیان چار رکعات نماز پڑھے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سبح اسم ربک الاعلی الذی پڑھنا چاہیئے اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد والشمس پڑھنا چاہیئے اور تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد واللیل اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد والضحیٰ پڑھنا چاہیئے اگر ان سورتوں کو یاد نہیں کیا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد پندرہ بار سورہ اخلاص پڑھے اور پھر مزید چہار رکعات خوشنودی خصمان کہ روز جمعہ میں کہا گیا ہے۔ اور اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ دو عیدوں میں اور ماہ ذوالحجہ کے آٹھویں اور ترویہ کے دن اور پھر عرفہ کے دن جو ذوالحجہ کا نواں دن ہوتا ہے اور آخر جمعہ ماہ رمضان کا وقت چاشت کو پڑھے جتنے ان کے دشمن ہوں گے ان سے راضی ہوں گے۔

قصہ عید اضحیٰ: یہ قصہ اس طرح ہے کہ حضرت بابا آدم علیہ السلام جنت میں قسماقسم نعمتوں سے نوازے گئے تھے ایک دن اس کے سامنے ایک حور آئی حضرت آدم علیہ السلام اس کے دیکھنے سے شوق میں مست ہوئے اور جتنا اس کے قریب ہوتے وہ دور چلی جاتی۔ وہ خفہ ہوئے اور نیند میں مشغول ہوئے کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا رضی اللہ عنہا اس کے بائیں پسلی سے پیدا کی جب حضرت آدم علیہ السلام بیدار ہوئے اس کو اپنے پیچھے بیٹھی ہوئی دیکھ لیا۔ اس نے پوچھا کہ تم کون ہو اس نے جواب دیا کہ **انا حواک** میں تمہاری حوا ہوں حضرت آدم علیہ السلام سے اپنا ہاتھ آگے کیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ بغیر نکاح دست درازی جائز نہیں پس اللہ تعالیٰ نے بغیر زبان کے نکاح کیا اور فرمایا: **الکبریاء ردائی و العظمۃ ازاری و الخلق کلھم عبیدی و امائی۔** تکبر میرا چادر ہے اور عظمت میرا ازار ہے اور تمام مخلوق میرے غلام اور کنیزیں ہیں۔ **اشھدوا یا ملائکتی سکان السماوات و الارض انی قد تزوجت آدم بدیع فطرتی و حوا لامتی علی صداق ان لا الہ الا انا و ان محمدا عبدی و رسولی یا آدم و حوا اسلکنا جنتی و کلا من ثمرتی و لا تقربا ھذہ الشجرۃ السلام علیکما و رحمتی۔** گواہ رہو اے ملائک آسمانوں اور زمینوں میں رہنے والو میں نے آدم کو نکاح میں دیا جو میں نے نئی خلقت کی جس کا نام حوا ہے یہ میری کنیز ہے اس مہر پر کہ وہ لا الہ الا انا وان محمد رسول میرا رسول اور بندہ ہیں اے آدم و حوا دونوں میرے جنت میں رہو اور میرے میوے کھاؤ لیکن اس درخت کے قریب نہ جاؤ دونوں پر میری طرف سے سلامتی اور رحمت ہو۔ یہ روایت دستور القضات میں نقل ہے اور ایسا ہی تفسیر الدرر اور عمدۃ الابرار میں درج ہیں۔

جب ان دونوں کا عقد ہوا تمام فرشتے جنت کے جمع ہوئے اور طشتوں کو جنتی پھول اور خوشبو اور دُرر و جواہر سے بھر کر لائے اور ان کے پاس جمع ہوئے اور ان کے درمیان شادی کرا لی پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہوں نے آواز سنی:

یا آدم ھذا عیدک وعیدا ولادک الی یوم القیامة۔

یہ تمہاری عید ہے اور تمہاری اولاد کے لئے عید ہے قیامت کے دن تک۔

کچھ مدت کے بعد ان کے لئے حکم ہوا کہ ان کو جنت سے نکالو اس وقت ابلیس گیا اور کرسی کے نیچے کھڑا ہوا اور اس وقت ابلیس کے لئے اتنی طاقت تھی کہ آسمانوں کو جا سکتا تھا اور حضور ﷺ کی ولادت سے وہ آسمان تک جانا منع ہوا تو جب ابلیس نے وہاں رونا شروع کیا تو طاؤس یعنی مور جنت کے کنگرہ پر کھڑا تھا جب دیکھا کہ یہ رونا کس کا ہے ابلیس نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ خدا کا حکم یہ ہے کہ تم کو اور سانپ اور مجھے اور حوا کو جنت سے نکالیں گے اس نے کہا کہ پھر کیا کرنا چاہیئے ابلیس نے کہا کہ اگر کوئی مجھے جنت لے جائے تو میں یہ کام کروں گا وہ تم نہیں کر سکتے مور غمگین ہوا اور گیا اور یہ کہانی سانپ کو سنایا سانپ نے کہا کہ میں اس کو وہاں پہنچاؤں گا ابلیس کو کہا کہ میرے منہ میں بیٹھ جاؤ اور آنکھوں کو کھلا مت رکھو کہ ڈر جاؤ گے اور تمہیں زحمت ہو گی۔ کہا گیا ہے کہ ابلیس نے اس کی نصیحت قبول نہ کی اور آنکھوں کو کھلا رکھا تو بہت سخت اندھیرا دیکھا تو وہ ڈر گیا جس طرح حیوانات کی عادت ہے تو منی کا پانی شیطان کا اس میں پڑ گیا۔ کہا گیا ہے کہ جب شیطان اور سانپ جنت سے واپس آئے اس وقت اس نے گندگی کیا اور وہ منی کا پانی باہر ڈالدیا تو بھنگ کا درخت اس سے پیدا ہوا اس وجہ سے یہ حرام ہے کہ یہ آب منی شیطان کا ہے جب شیطان جنت میں داخل ہوا اور حضرت حوا کے سامنے ہوا اور کہا کہ اے بی بی کہ خدا کا یہ حکم ہے کہ تم اور بابا آدم اور سانپ اور مور کو جنت سے باہر نکال دیں گے اور وہ درخت گندم کا تھا جب حوا علیہا السلام نے ہاتھ کو درخت تک لے گی تو درخت اوپر ہو

گیا تو حوا اپنی جگہ سے اٹھی اور درخت اوپر جاتا رہا حضرت حوا علیہا السلام نے ہاتھ بڑھایا اور پانچ دانے اس سے توڑے اس توڑنے کے وقت اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں اور سر میں فرق ظاہر ہوا یہی وجہ ہے کہ ان اندا موں کا دھونا وضو میں فرض کیا گیا ہے جب حضرت آدم علیہ السلام آئے تو حضرت حوا کو یہ دیکھا حضرت آدم علیہ السلام نے خیال کیا کہ یہ درخت جو دہلیز پر ہے اور یہ حرام ہے اور یہ نہیں جانتی کہ یہ نفی جنس کے لئے ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اس نے بھول دیا اس وجہ سے انسان کا نام رکھا گیا کہ یہ مشتق نسیان سے ہے اور یہ فراموشی کو کہا جاتا ہے۔ تین دانے حضرت بابا آدم علیہ السلام نے کھائے اور دو دانے حضرت حوا علیہا السلام نے کھائے تھے تو ان کو جنتی کپڑوں میں تھے ان سے وہ کپڑے واپس لئے گئے اور وہ برہنہ ہوئے اور جس درخت اور گھر کی طرف جائیں تو وہ بھی اس سے دور ہوتے اچانک غائط جو انسانی خاصیت ہے ان سے پیدا ہوئے انہوں نے اس سے اپنے شرم گاہوں اور بغل کو اس سے ڈھانپ دیا اس وجہ سے ان جھگوں پر بال پیدا ہوئے۔ اور جب انجیر کے پاس گئے تو انجیر نے پناہ بھی دیا اور اپنے پتے بھی دیئے اور وہ پانچ پتے تھے حضرت حوا علیہ السلام نے اپنے آپ کو ڈھانپ دیا اور حضرت آدم علیہ السلام نے بھی۔ اللہ تعالیٰ نے انجیر کو خطاب کیا کہ ان تمام درختوں نے ان کو پتے نہ دیئے تم نے کیوں دیئے انجیر نے کہا کہ یارب بات تو اس طرح ہے لیکن میں پرانی بات کو یاد رکھتا ہوں کہ آپ نے فرمایا تھا کہ میں زمین میں اپنا دوست بناتا ہوں اور اس کو خلیفہ بناتا ہوں آپ کی دوستی کی وجہ سے میں نے دیئے پس خطاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا کہ **بارکت فیک** میں نے تم میں برکت ڈال دی کہ تمہارے درمیان ہڈی کو میں پیدا نہ کروں گا اور جو مؤمن تمہیں کھائے وہ میرا دوست ہے پہلے جنت میں چار نفر تھے اور نکلنے میں پانچ ہوئے پہلے شیطان نکل آیا اس کے بعد سانپ اس کے بعد مور پھر حضرت حوا پھر حضرت آدم علیہما السلام پس اللہ

تعالیٰ کا حکم ہوا سانپ پر کہ جاؤ تم اولاد آدم کے دشمن ہوں گے اور وہ تمہارے دشمن ہوں گے اور طاؤس کو بھی اس طرح فرمایا گیا۔ پس حضرت حوا اور حضرت آدم علیہما السلام کے درمیان جدائی ہو گئی حضرت آدم علیہ السلام نے نو سو سال سراندیپ میں خاک پر منہ ڈالا ہوا تھا اس مدت میں اس نے منہ مبارک کو نہیں اٹھایا تھا۔ کہا گیا ہے کہ ایک دن دو چڑیا اس پر گزرے ان کے آنکھوں سے آنو بہنا شروع ہوا تھا ان چڑیا نے وہ پانی پی لیا اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ کیسا میٹھا پانی ہے اور کس طرح خوشبودار بو ہے اور لطیف بھی ہے حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے رب آپ نے مجھ سے وہ کام کرایا کہ چڑیا نے بھی اس بندہ کے کام پر ہنسے اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے اے آدم کہ چڑیا نے جھوٹ نہیں بولا بلکہ تم نے جنت کی نعمتوں کو کھایا ہے تو آپ کی آنکھوں کے پانی سے وہی جنتی خوشبو ہے اس وقت اپنے سر کو اٹھایا وہ وقت صبح صادق تھا جب عرش پر نظر پڑ گیا تو وہاں یہ لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے اللہ یہ کیا نام ہے کہ تم نے اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تمہاری اولاد سے ہے اگر وہ نہ ہوتے تو تمہیں بھی پیدا نہ کرتا اور باون پشتوں سے یہ پیدا ہو گا حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یارب کہ اس نام کے وسیلہ سے مجھے بخشش عنایت فرما دے اللہ تعالیٰ سے فرمان ہوا کہ تم نے اس کو شفیع بنایا تمہارا یہ جرم میں نے بخش دیا ہے حضرت آدم علیہ السلام کا وجود مبارک سیاہ تھا آپ نے تین روزے رکھے ایام بیض کے جب ایک روزہ رکھا تو تیسرا حصہ بدن سفید ہوا اور جب دوسرا روزہ رکھا تو دو حصے بدن کے سفید ہوئے اور جب تیسرا روزہ رکھا تمام بدن آپ کا سفید ہو گیا اس وجہ سے ان ایام کو بیض کہا جاتا ہے۔ جب آپ سرانیب سے عرفات تشریف لائے وہاں آپ کو حوا علیہا السلام مل گئیں وہ خوش ہوا اس لئے اس جگہ کو عرفات کہا جاتا ہے فرشتوں نے طشتوں کو پھول اور

خوشبو اور جواہر وموتیوں سے بھر دیئے اور آپ پر نچھاور کئے اور کہا هذا عيدك وعيد اولادك الى يوم الدين۔ یعنی قیامت تک پس عید الاضحیٰ ان کے لئے ہوا اس حکایت میں اباحیتان کے لئے رد ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ دنیا میں رویہ گلزار ہے اور زنانہ گل کی طرح ہیں جو کوئی اس پھول کو سونگھتے ہیں اس لئے کہ ایک بابا آدم تھا اور ایک حوا تھی اور ہم ان سے پیدا ہوئے ہیں نیز اس نے بغیر نکاح کے بیوی نہیں بنائی۔ اگر شہر ہو تو نماز الضحیٰ کے ادا کرنے کے بعد قربانی کرے اور اگر دیہات میں ہو تو جس وقت قربانی کرنا چاہے کر سکتے ہیں اور یہ بھی ضروری ہے کہ قربانی کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کریں۔

حضرت بی بی فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ جب حضور ﷺ قربانی کرتے تو تمام اہل وعیال کو حاضر کرتے اور فرماتے جو کوئی اس خون کو دیکھے وہ بخشا جائے گا۔ منقول ہے کہ حضور انور ﷺ ایک دن قربانی میں سو اونٹ منگوائے تھے چونسٹھ کو خود حضور ﷺ نے ذبح کئے تھے اور باقی کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ذبح کئے۔ حضور انور ﷺ دو جانوروں کو قربانی کرتے ایک اپنے لئے اور ایک امت کے لئے اور فرماتے کہ میرے امتیوں میں سے وہ بہترین امتی ہیں جو جانوروں کو قربانی کرے ایک اپنے لئے اور ایک میرے لئے اور قربانی عید کے تین دنوں مین ہو سکتی ہے اگر خرید ا ہو اور اگر اس جانور کا گوشت فقیروں میں بانٹے یا اس گوشت کی قیمت ان کو دے دے۔ یہ بھی منقول ہے کہ اگر کوئی مالک نصاب ہو اور زکوۃ ومال تمام اس سے تلف ہو جائے تو وہ زکوٰۃ بھی اس کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے اگر مالک نصاب کی قدرت ہو اور صدقہ وقربانی نہ کیا تو اس کا ذمہ اس سے ساقط نہیں ہوتا۔

ذکر عاشورہ محرم کا دسواں

اس تمام رات کو ذکر و فکر سے زندہ رکھے اور غفلت کے خواب سے باز رہے اس رات اس کے لئے چاہیئے کہ سورہ یٰسین تین بار پڑھے پہلی شب میں ایک بار اور درمیانی شب میں ایک بار اور آخر شب میں ایک بار جب دن چڑھے تو چاشت کے وقت غسل کرے اور پھر تحیۃ الوضو چہار رکعات ادا کرے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد بارہ بار سوہ اخلاص پڑھے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی ارواح مقدسہ پر ایصال ثواب کرے۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایاہے کہ میں نے یہ نماز ان کی ارواح کے لئے پڑھ کر ایصال ثواب کیا تو خواب میں دیکھا کہ انہوں نے مجھ سے منہ پھیر لیا میں نے عرض کیا کہ اے شہزادوں میرا کونسا گناہ ہے انہوں نے فرمایا کہ تمہارا ہم پر حق ہے کہ تمہیں جنت لے جائیں اور آپ کی جانب سے ہم شرماتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ دس دن ماہ محرم کے گزرے ہوئے امتیوں پر فرض تھے اور ہم پر نفل عاشورہ کے دن کا روزہ رکھنا اور عاشورہ کے دن کے روزہ کے متعلق حضرت نے فرمایاہے کہ روزہ رکھو کہ ان دنوں میں ہرن اپنے بچوں کو دودھ نہیں دیتی اگر ایک دن روزہ عاشورہ اکیلا ہو تو تمہیں چاہیئے کہ گیارھواں دن بھی اس کے ساتھ روزہ رکھو کہ اس کا بہت زیادہ ثواب ہے اور وہ بات نہیں ہے جو روافض کہتے کہ یہ دس دن روزہ ہیں اس لئے کہ اس میں جنگ وجدل صحابہ کے ساتھ تھا تو ہمیں چاہیئے کہ ان کے ساتھ موافقت اختیار کرے اور ہم بھی بھوکے رہیں اور جان لو کہ رونا اس میں کہ نہ اس میں ہم طعام کھائیں اور نہ روزہ رکھیں یہ عادت ورسم روافض کا ہے۔ عاشورہ کے دن آنکھوں میں سرمہ لگانا سنت ہے تاکہ روافض کے خلاف عمل ہو کہ وہ کہتے ہیں کہ یزید نے اپنی آنکھوں کو امیر حسین رضی اللہ عنہ سے خون سے سرخ کئے تھے یہ محض جھوٹ ہے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ ذی الحجہ کے آخر دن میں روزہ رکھے اور پہلے تاریخ محرم میں بھی روزہ رکھنا چاہیئے۔ یہ بھی نقل ہے کہ یہ آدمی صیام الدھر کا

ثواب پالے گا۔ کہ سال گزشتہ کے آخر میں بھی روزہ رکھے تو اول وآخر سال وہ روزہ دار لکھا جائے گا کہ ان دو دنوں میں دو سال کا تفرقہ حاصل ہوتا ہے اور سال کے اختتام میں چھ دن روزہ رکھے کہ ہر ایک روزے کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے اور ان میں سے ایک بائیسواں محرم بھی ہے کہ پہلے حضور انور ﷺ اس دن امامت بھی فرماتے۔ کہا گیا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ کی امامت کی اور کہا کہ جس طرح میں کرتا ہوں اس طرح تم بھی کرو تو انور ﷺ نے قوم کو فرمایا کہ میرے پیچھے تم اقتدا کرو اور جو میں کرتا ہوں اس طریقہ سے تم بھی کرو اس لئے کہ قوم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو نہیں دیکھا تھا یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام امام نہیں تھے بلکہ استاد تھے ورنہ قوم کی نماز ان کی امامت میں جائز نہ تھی۔

ذکر ماہ صفر

جان لو کہ صفر کو صفر اس لئے کہا جاتا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو اس ماہ میں زحمت پہنچی ہے تو اس کا رنگ زرد ہوا جب ماہ صفر آجائے پہلی رات میں ایک ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں اور دوسری رات میں دو ہزار بلائیں اور تیسری رات میں تین ہزار بلائیں اور چوتھی رات میں چار ہزار بلائیں اور پانچویں رات میں پانچ ہزار بلائیں اور چھٹی رات میں چھ ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں۔ تو چاہیئے کہ تم پہلی رات میں چھ رکعات نوافل ادا کرو دو سلام میں چار رکعات ایک سلام سے اور اس کے بعد دو کو بھی ایک سلام سے ادا کرو اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص تین بار پڑھنا چاہیئے۔ اور منقول ہے کہ ایک دن حضور انور ﷺ کو ایک اس مہینہ میں وجد پیدا ہوا آپ نے آرزو فرمائی کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کی طرف رخصت ہو جاؤں کہ دار الفناء سے دار البقاء جاؤں کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار بغیر بے چون وچرا دیکھ لوں اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہنے لگے کہ یارسول اللہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہارا جانا اس کی طرف ماہ ربیع الاول میں ہے حضور ﷺ خوش ہوئے اور

فرمایا کہ جو کوئی یہ ماہ مجھے دکھائے میں اس کو جنت کی خوشخبری دوں گا اور وہ ثواب اس وقت تک باقی ہے کہ جو کوئی پہلا چاند اس مہینہ کے دیکھ لے یہی ثواب پائے گا اور جو کوئی اس مہینہ کے بارھویں کو چہار رکعات نماز نوافل پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص تین بار اس لئے کہ اس دن حضور انور ﷺ کی وفات یعنی وصال ہوا تھا۔

ذکر ماہ رجب

رجب لغت میں خدا کو کہا جاتا ہے جب پہلے دن کا چاند دیکھے تو یہ دعا پڑھے:

اللّٰھم بارک لنا الرجب و الشعبان و بلغنا شھر رمضان۔

پہلی رات بیس رکعات نماز پڑھو اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص ایک بار پڑھنا ہے جب حضور انور ﷺ نے ثواب اس نماز کا بہت زیادہ بیان فرمایا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا حضرت میں چاہتا ہوں کہ اس نماز کو ہمیشہ کے لئے ادا کروں حضور ﷺ نے فرمایا یہ خصوصیت اس ماہ کا ہے ورنہ تم ہر ماہ کے پہلی رات پڑھ سکتے ہو سلمان رضی اللہ عنہ نے اس طرح کیا حضور ﷺ نے فرمایا:

من ادرک الرجب فاغتسل فی اولہ و اوسطہ و آخرہ خرج من ذنوبہ کیوم ولد۔

اور یہ بھی ذکر ہے کہ ماہ رجب میں تیس رکعات نماز پڑھو دس رکعات پہلے دن میں غسل کے بعد پڑھو اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ کافرون ایک بار اور سورہ اخلاص تین بار پڑھو اس کے بعد یہ تسبیح پڑھو:

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد و ھو علی کل شیء قدیر۔ اللّٰھم لا مانع لما اعطیت و لا معطی لما منعت و لا ینفع ذالجد منک الجد۔

اور دو رکعات پندرہواں دن میں پڑھنا چاہیئے غسل کے بعد مذکورہ قرأت سے اور یہ پڑھو:

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ۔ سے قدیر تک الھاواحدا صمدا لم یتخذ صاحبہ ولا ولد اور آخر دن میں غسل کے بعد دس رکعات پڑھو مذکورہ قرأت سے اس کے بعد پڑھو لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ سے قدیر تک وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد النبی الامی وعلی آلہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم برحمتک یا ارحم الراحمین اور رجب کے پہلے جمعہ کو جس کو لیلۃ الرغائب کہا جاتا ہے ضروری ہے کہ تمام رات کو زندہ گزارے۔ یہ بھی نقل ہے کہ اس رات تمام ملائکہ آسمانوں اور زمینوں کے مکہ معظمہ میں جمع ہوتے ہیں۔ اور ان لوگوں کے لئے بخشش کی دعائیں اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں۔ جو لوگ اس رات بیداری میں گزارتے ہیں اور طاعت وعبادت میں مشغول ہوتے ہیں۔ اور تمام ماہ رجب میں معراج پوشیدہ ہے تو ضروری ہے کہ تمام راتوں کو بیداری میں گزارے۔ اور طاعت اور عبادت میں مشغول ہو لیکن اتفاق اس پر ہے کہ ستائیسواں ماہ رجب میں ہے اور اس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ سورج کے شعاع اس دن نکلنے میں نہیں ہوتے۔ اور نماز لیلۃ الرغائب دو رکعات ادا کرے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد اخلاص چالیس بار پڑھے اور شب معراج میں سو رکعات ادا کرے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پانچ بار پڑھنا ہے۔

جان لو کہ ان تین ماہ میں یعنی رجب وشعبان ورمضان میں اوراد صبح سویرے اور رات کو پڑھے اول تین بار فاتحہ اور تین بار سورہ اخلاص اور تین بار سورہ الفلق اور تین بار سورہ الناس اور تین بار سورہ کافرون اور تین بار آیت الکرسی اور تین بار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور تین بار اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وعلی کل ملک ونبی اور تین بار اللھم اغفر لی ولوالدیّ کما ربیانی اور تین بار اللھم اغفر لی والدیّ

وللمؤمنین والمؤمنات پڑھنا چاہئے اور چار سو بار کلمہ استغفار کا تکرار کرو اس کا ثواب حد اور شمار سے بہت زیادہ ہے اور ہر صبح اور ہر عصر کے وقت اس کو پڑھنا چاہئے۔

ایضاً جو کوئی اس دعا کو ماہ رجب میں ہزار بار پڑھے:

استغفر اللہ ذالجلال والاکرام من جمیع الذنوب والآثام۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی عزت پر قسم کھائی ہے کہ وہ شخص اگر میں نہ بخشوں تو میں اس کا پیدا کنندہ نہ ہوں گا۔ اور سو بار ہر روز پڑھنا چاہئے تو یہ تین ہزار تعداد بنے گا۔ اگر کوئی اس مہینہ رجب میں ستر ہزار بار یہ دعا پڑھے: استغفر اللہ جمال محبوبی۔ سے وہ فرماتا ہے کہ یہ بندہ بخش دیا جائے گا۔

ذکر ماہ شعبان

شعبان لغت میں شاخ بنانے کو کہا جاتا ہے کہ جو کوئی تمام گناہوں کو شاخوں میں اویزاں کرئے اور تمام نیکیوں کو بھی شاخوں میں لٹکائے یعنی پیدا ہو جائے تو پہلی رات شعبان میں بارہ رکعات نوافل پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد پندرہ بار ورہ اخلاص پڑھے۔ کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو بارہ ہزار شہیدوں کا ثواب لکھے گا اور بارہ سال کی عبادت اس کے اعمال نامہ میں لکھی جائے گی۔ اور تمام گناہوں سے وہ باہر نکل آئے گا جس طرح وہ اپنی ماں سے پیدا ہوا ہو اور اسی دنوں تک اس کا کوئی گناہ نہیں لکھے جائیں گے اور شعبان کی پندرھویں رات جس کو شب برأت کہا جاتا ہے اور لغت میں بیزاری کو کہا جاتا ہے جو کوئی اس رات نماز وضو اور صدقہ وغیرہ ذالک من عبادۃ اللہ میں کچھ کرے گا تو دوزخ کی آگ سے اسے نجات ہو گی۔ برأت کا معنی نجات ہے اور جو لوگ اس رات میں چراغوں کو روشن کرتے ہیں عین بدعت ہے۔

انیس الواعظین میں مذکور ہے، کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے:

کل بدعۃ محدث وکل محدث ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار۔

ہر بدعت نئی چیز ہے اور ہر نئی چیز دین میں گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں ہے۔

اور شاید اس رات چاول کھائے دہی کے ساتھ کہ اس میں زیادہ ثواب ہے اور اگر شہد ان دہی کے ساتھ ملائے تو جنت کی لذتوں میں سے ایک لذت کو محسوس کروگے۔ اور اس رات تین بار غسل کرئے ایک رات کے پہلے حصہ میں اور ایک درمیان رات میں اور ایک رات کے آخر حصہ میں گناہوں سے ایسے پاک ہو جاؤگے کہ گویا تم اپنی ماں سے اب پیدا ہوئے ہو اور سورہ یٰسین کو بھی تین بار پڑھنا چاہیئے اس طرح اور سو رکعات نماز نوافل ادا کرئے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص تین بار پڑھے اور بر آتے دن چاشت کے وقت غسل کرئے اور تیس رکعات نماز پندرہ سلاموں سے ادا کرئے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد تین بار سورہ اخلاص پڑھے اور رمضان کے پندرھواں میں بھی اسی طرح عمل کرئے اور شعبان مہینہ کے ہر دن میں سو بار اس دعا کو پڑھنا چاہیئے:

لا الہ الا اللہ و لا نعبد الا ایاہ مخلصین الدین و لو کرہ المشرکون۔

ذکر ماہ رمضان

عرب رمضان اس چیز کو کہتے ہیں جو کھینچتا ہے جس طرح پتھر کو کھینچا یا لوہے کو کہ وہ جلائے اس طرح یہ مہینہ روزہ داروں کے گناہوں کو جلاتے ہیں اور اس ماہ میں جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور مسلمانوں کے مقبرہ سے عذاب اٹھ جاتے ہیں جب شام کا وقت ہو جائے حضرت جبرئیل علیہ السلام پاک شراب اور پانی جنت کا حضور انور ﷺ کے سامنے رکھ لیتا ہے کہ اس کو پیو حضور انور ﷺ فرمائیں گے کہ احسان مجھ پر تشنگی کا ہے کہ میں اس کو پی لوں وہ کہے گا کہ پیو اور جو پانی باقی بچے گا تو آپ کا پس خورد پانی تمام مسلمانوں کے لئے ہو گا جس کی قسمت مین یہ پس خوردہ ہو گا وہ بخشا جائے گا اور گناہوں کی تاریکی سے بچ جائے گا اور اگر ماہ رمضان

مین دو رکعات نماز ادا کرے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد **انا فتحنا** پڑھے تو دوسرے سال تک اللہ تعالیٰ اس کے نگہبان ہو گا اور دس بار پڑھے کے بعد **انا انزلناہ** پڑھے یہ بھی دس بار پڑھنا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر حساب آسان فرمائے گا۔

اور تحفۃ المذکورین میں نقل ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور انور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے فرمایاہے۔ جو کوئی ہر رات دو رکعات نماز پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص تین بار پڑھے کہ مجھے اس اللہ پر قسم ہے جس نے مجھ مخلوق کی طرف بھیجا ہے نبوت سے جس نے یہ نماز پڑھی اللہ تعالیٰ اس کو ہر رکعت کے بدلے سات سو فرشتے اس کی طرف بھیجے گا کہ اس کی نیکیاں لکھو اور بدیاں چھوڑ دو اور اس کے لئے جنت میں درخت اور محلات دیئے جائیں گے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تعجب سے پوچھا کہ اتنا ثواب پائے گا آپ نے فرمایا کہ ہاں اور اس کے علاوہ ہر رکعت کے بدلے ایک حج کا ثواب ملے گا اور اگر اس نماز کو امامت سے پڑھ لیا تراویح کے بعد اور قرآن خوانی میں لکھا ہے کہ امامت جائز نہیں ہے اور دستور القضات میں نقل ہے کہ امامت کرنا چاہیئے اس لئے کہ حضور انور ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود کو فرمایا کہ یہ نماز امام کے پیچھے پڑھو۔ کہا گیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمان ہو گا کہ اے ماہ رمضان تم کیا چاہتے ہو وہ کہے گا کہ یارب کہ روزہ داروں نے بہت محنت اٹھائی ہے اور دوزخ کی طاقت نہیں رکھتے ان کو دوزخ سے نجات دو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہو گا کہ میں نے ان کو نجات دیا اس کے بعد کہے گا کہ وہ تشنہ ہے ان کو شراب طہور پلا دو پھر کہا جائے گا کہ وہ بھوکے ہیں ان کے لئے حکم ہو گا کہ جنت کے طعام ان کو کھلا دو۔ اس کے بعد کہیں گے کہ یہ بغیر کپڑوں کے ہیں ان کو جنت کے کپڑے پہنائے جائیں گے اس کے بعد کہیں گے کہ براقہائے جنتی ان کے سامنے لائے

جائیں گے سوار کرنے والے پھر کہیں گے کہ یارب کہ یہ آپ کے دیدار چاہتے ہیں فرمائے گا کہ خوش رہو مین نے اپنے دیدار کا وعدہ کیا ہے اس کے بعد وہ اس پر راضی ہوں گے سروں کو اٹھائیں گے۔

مسئلہ: دستور القضاۃ میں لکھا ہے کہ اگر نمازی نوافل نماز میں سہو ہو جائے تو سجدہ اس پر لازم ہو جاتا ہے۔

چند نمازوں کے متعلق ذکر

ان نمازوں کے متعلق میں ذکر کروں گا جو میرے ذہن سے نکل گئیں تھیں اب یاد آ گئیں یہاں درج کرتا ہوں عشرہ مبشرہ جس نے عاشورہ کی رات میں یہ نوافل ادا کئے وہ یہ ہے کہ دو رکعات نماز پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص تین بار پڑھے جب فارغ ہو جائے سبحان اللہ سے عظیم تک ستر بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ قیامت تک اس کی قبر نور سے بھر دے گا۔ یہ بھی لکھا ہے کہ جس نے عاشورہ کی رات چہار رکعات نماز پڑھی ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی اور سورہ اخلاص اور معوذتین دس بار پڑھے اور جب فارغ ہو جائے تو سو بار سورہ اخلاص پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں ہزار شہر بنائے گا اور ہر شہر میں ہزار ہزار محلات ہوں گے اور ہر محل میں ہزار ہزار خانے ہوں گے اور ہر خانہ میں ہزار ہزار تخت ہوں گے اور ہر تخت میں ہزار ہزار فرش ہوں گے اور ہر فرش میں حور عین بیٹھی ہوں گی اور مراد ہزار ہزار میں ضرب ہے یعنی ہزار بار اور امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے عاشورہ کی رات بارہ رکعات نماز پڑھی اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص ایک بار اس کا بہت زیادہ ثواب ہے اور اس طرح نماز لیلۃ الرغائب کے متعلق ہے کہ وہ بارہ رکعات چھ سلاموں سے ادا کریں اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد انا انزلناہ تین بار پڑھے اور بارہ بار سورہ اخلاص پڑھے اور فراغت کے بعد سات بار یہ درود پڑھے: اللّٰھم صل علی محمد نبی الامی و علی آلہ۔ پھر سجدہ کرے اور اس کے بعد ستر بار سجدہ

میں پڑھے: سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح۔ پھر سر کو اٹھا کر ستر بار پڑھے: رب اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم فانک انت العلی العظیم۔ پھر دوسرا سجدہ کرے اور ستر بار: سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح۔ پڑھے اس کے بعد یہ دعا سنت نماز صبح میں پڑھے: اللّٰھم اجعل فی قلبی نورا وفی سمعی نورا وفی بصری نورا ونورا فی سری ونورا فی بشری ونورا فی لحمی ونورا فی دمی ونورا فی عظامی ونورا فی بین یدی ونورا خلفی ونورا عن یمینی ونورا عن شمالی ونورا من فوقی ونورا فی تحتی اللّٰھم زدنی نورا واعطنی نورا واجعل لی نورا انک انت صاحب النور برحمتک یا ارحم الراحمین۔ اور اپنی حاجت اللہ سے مانگو بے شک وہ پوری ہو گی اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ ایسا ہی اوراد مذکور میں ہے کہ افطار سے قبل پنج شنبہ یعنی بروز جمعرات دو رکعات نماز پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی اور معوذتین ایک ایک بار پڑھے بہت زیادہ ثواب ہے۔ جب رات شروع ہوتی ہے تحفہ شامی میں مذکور ہے جو کوئی پندرواں رجب کی رات میں بیس رکعات نماز پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص ایک بار پڑھے اتنا زیادہ ثواب ہے کہ شمار سے باہر ہے اور ثواب ہر رکعت کا حضرت بی بی مریم علیہا السلام کے برابر ملے گا اور گناہوں سے پاک ہو جائے گا۔ آدھی رات معراج میں نماز کے متعلق تحفۃ المذکورین میں مذکور ہے کہ جو کوئی ماہ رجب کے ستائیسواں کی رات میں چھ رکعات پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص سات بار پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرمائے گا اور بیس حجوں کا ثواب اسے حاصل ہو گا۔ اور ثواب تینتیس غلام آزاد کرنے کا اسے ملے گا اور گویا پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہو۔ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی گرفت سے امن میں رہے گا۔ تحفہ شامی میں نقل ہے کہ حضور انور ﷺ نے انبیاء علیہم السلام کی امامت شب معراج میں فرمائی تم بھی دو رکعات نماز پڑھو پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد الم تر کیف آخر تک پڑھے اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد لایلاف

قریش آخر تک پڑھے جو کوئی یہ نماز ادا کرے اس کا ثواب انبیاء کرام علیہم السلام کے پائے گا۔ اور وہ تحریر میں نہیں لایا جاسکتا۔

تحفۃ المذکورین میں درج ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی شب عرفہ میں دو رکعات نماز پڑھے اور فاتحہ کے بعد جو بھی سورت پڑھ سکتے ہو پڑھو پھر نماز کے بعد اللہ تعالیٰ سے جو سوال کروگے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا فرمائے گا۔ اور قیامت کے دن اسے نجات مل جائے گی۔

اور اوراد مذکور میں ہے کہ اس رات چار رکعات نماز ادا کرے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص اور معوذتین ایک بار پڑھے اور فراغت کے بعد کلمہ تمجید پڑھے اس کا بھی بہت زیادہ ثواب ہے اور عید اضحی کی رات میں اگر پڑھے تو یہی ثواب ہے۔

ریاحین میں مذکور ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے جو کوئی عید الاضحی کی رات بارہ رکعات پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک بار اور سورہ اخلاص پانچ بار پڑھے تو گناہوں سے ایسا صاف ہو گا جس طرح ایک سانپ سے پوست نکل جائے اس کے لئے ستر سال کی عبادت لکھی جائے گی اور اس کے لئے جنت الفردوس میں ایک ہزار شہر بنائے جائیں گے اور ہر شہر میں ہزار محلات ہوں گے اور اس کے ہزار حاجات پوری ہو گی اور اس نماز کا ثواب میں پہلے نوافل میں ذکر چکا ہوں۔

تحفۃ الاخبار میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدن پر جتنے بال ہیں ان تمام کے بدلے ایک محل مروارید سفید دیا جائے گا اور وہ دنیا سے نہ جائے گا جب تک وہ اپنا مقام جنت میں نہ دیکھے گا۔

ذکر احکام سفر

اگر کوئی سفر کا ارادہ کرے تو چاہیئے کہ چہار رکعات نماز پڑھے تحیۃ الوضو کے بعد اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص چہار بار پڑھے اور سلام کے بعد سو بار درود شریف پڑھنا چاہیئے پھر سر کو

زمین پر رکھ کر دعا طیر پڑھے اور یہ دعا طیر امام اعظم رضی اللہ عنہ ہر رات پڑھتا تھا اور اس دعا کے پڑھنے والے کو ان تمام مرغان کے برابر ثواب ملے گا اور ہم یہ دعا جلد ادعیات میں ذکر کریں گے اور جب سفر پر روانہ ہو جاؤ گے تو اپنے اہل و عیال کو اللہ کے حوالے کر و اس کے آنے تک اس کے اہل و عیال اللہ پاک سلامتی سے رکھے گا۔

حکایت: ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک آدمی نے سفر کا ارادہ کیا جب جانے لگا اس کی بیوی حاملہ تھی اس نے کہا کہ میں نے تمہارا حمل خدا کے سپرد کیا جب سفر سے وہ واپس آیا تو اس کی بیوی مر چکی تھی اس نے کہا کہ اے خدائے پاک آپ کے نبی پاک کو جھوٹ نہیں بولتا اور میں نے خدا کے حوالہ کیا تھا میری بیوی وفات پا گئی یہ کیا معاملہ ہے ہاتف نے آواز دی کہ ارے پیغمبر نے جھوٹ نہیں بولا ہے تم نے حمل کو خدا کے حوالہ کیا نہ کہ بیوی کو اس کی قبر میں شگاف کر و جب اس شخص نے قبر میں شگاف کیا تو بیوی مر چکی تھی اور فرزند زندہ تھا اور دودھ پیتا تھا۔ جب تم سفر پر جانے لگو گے تو جب تم رکاب میں پاؤں رکھو گے سورہ کافرون و سورہ اخلاص اور سورہ فلق اور سورہ والناس پڑھو اور دائیں جانب پھونکو اور پھر جانب شمال کی طرف پھونکو پھر پرھو اور مشرق کی طرف پھونکو پھر پڑھو اور مغرب کی جانب پھونکو۔

حکایت: ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک سوداگر ہر رات یہ چار سورتیں پڑھتا تھا اور چار اطراف کی طرف پھونکتا تھا ایک رات اس نے بھولا دیا اسی رات چوروں نے اس کے گھر کے مال کو غنیمت جان کر چورالیا اور اپنے سالار کو کہنے لگے کہ ایک سالار تمہارے کاروان یعنی کی قدرت کیا تھی کہ ہر رات اور ہر مرحلہ منزل اور قلعہ ٹھیک کرتے رہے یاد میں یہ بات آگئی اس نے شخص نے کہا کہ میری بدبختی یہ تھی کہ آج رات میں نے ان چار سورتوں کو بھلا دیا تھا کہ قلعہ بھی وہاں تھا۔ جب کوئی سفر پر

جائے تو ضروری ہے کہ اکیلا نہ جائے اور دو بھی نہ جائیں کہ ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے اور جب تین آدمی سفر پر نکل جائیں تو چوتھا اللہ تعالیٰ ہوتا ہے اور دو مسافر یا ان سے زیادہ ہوں ایک کو اپنا بادشاہ بناویں اور دوسرے ان کی حکومت قبول کریں۔

حکایت: ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت شیخ سید معین الدین سنجری چشتی اپنے پیر و مرشد خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سفر میں تھے حضرت شیخ عثمان ہارونی نے فرمایا کہ حدیث نبوی اس طرح ہے کہ جب دو آدمی سفر کو نکلیں تو ایک کو بادشاہ بنا دیں تو حضرت شیخ سید معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پھر تم بادشاہ ہو اور میں آپ کا خادم ہوں اس کا جانماز اور لوٹا دونوں کو پکڑا اور چل پڑے جب رات ہوئی تو زیادہ بارش ہوئی حضرت شیخ ہارونی کو نیند آگئی اور حضرت خواجہ معین اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا چادر اس کے اوپر پکڑا تھا اور کھڑا تھا جب حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ صبح نیند سے بیدار ہوا تو اس کا یہ حال دیکھا تو فرمایا کہ تمہیں کیا ہوا تھا کہ تمام رات محنت اٹھایا اس نے فرمایا کہ بادشاہ کے لئے لوگ اس طرح کمربستہ کھڑے ہوتے ہیں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کی تو فی الحال وہ صاحب باطن اور علوم اولین اور آخرین اس کو ملے تو جب کوئی مسافر سفر کے لئے نکلتے ہیں تو اس کے لئے مصلی اور لوٹا اور قینچی اور استرہ اپنے ساتھ رکھنا ہوگا مسافر کے لئے ضروری ہے کہ وہ سفر نیک کے لئے ہو اور نیک خاصیت والا ہو اور حسن ظن بھی رکھے تاکہ وہ اپنی نیک نیتی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے چنانچہ وہ سوداگر کو وہ حسن ظن اس چور کی طرف ہوا اور اس سے چوری بھی ہو جائے تو وہ جنت کی نعمتوں سے مشرف ہوگا۔

حکایت: واقعہ اس طرح ہے کہ زمانہ ماضی میں ایک چور تھا اور چوری میں وہ مشہور تھا اور تمام علاقہ اس کی چوری کی وجہ سے روح تک تنگ ہوئے تھے ایک رات وہ چوری کے لئے نکلا تو اس کا گزر

ایک بیوہ عورت کے محل پر ہوا وہ اللہ کی عبادت میں مشغول تھی اور اس کے بچے بھوک کی وجہ سے روتے تھے اور کہتے تھے کہ آج ہمارا تیسرا دن ہے کہ ہم بھوکے ہیں بیوہ عورت نے کہا کہ اے جان مادر کہ انشاء اللہ میں بازار جاؤں گی تو وہاں اگر مجھے مردار بھی مل جائے تو تمہارے لئے لاؤں گی اور کچھ خیر وخیرات تمہارے لئے مانگوں گی جب چور نے ان کی یہ باتیں سنی کہ دل کی آگ نے اس پر اثر کیا کہ یہ عاجز عورت اپنی اس تنگی میں اللہ تعالیٰ کی بھی عبادت کرتی ہے اور میں اپنے وجود سے گناہ کرتا ہوں جب میں اپنے گھر میں کچھ نہیں رکھتا تو جو میں نے چوری کی ہے وہ لے آؤں گا اور اس بیوہ عورت کو دے دوں گا۔ اس وقت وہ ایک یہودی کے گھر گیا اور اس سے تھوڑا سا اٹھا کر بیوہ کے گھر لے آیا وہ بیوہ کہنے لگی تم کون ہو اس نے کہا کہ فقیر نے نذر مانا تھا آپ کے لئے وہ لے آیا ہوں پس وہ سامان اس کو دے دیا اور اس کے بعد چوری سے توبہ کی کہ اس کے بعد میں کبھی چوری نہیں کروں گا پھر فکر کیا کہ اس یہودی سے کچھ زر لیکر اس کو دے دوں وہ یہودی اس پر خبردار ہوا تھا جب وہ چور آیا تو یہودی نے فی الحال پکڑ لیا اور اس کو مار ڈالا اور پھر دریا میں پھینک دیا اچانک ایک قافلہ کا ادھر سے گزر ہوا اس قافلہ کا سردار درویش آدمی تھا اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کیا جب قافلہ نے کوچ شروع کیا اور کچھ دور گیا سردار قافلہ نے دل میں کہا کہ اس کے ساتھ ہماری ہمیانی اس قبر میں ہم نے دفن کی ہے ایک آدمی کے ساتھ واپس ہوا اور قبر میں سوراخ کیا اس کو نہیں پایا لیکن مغرب کی طرف سے ایک کھڑکی کھلا ہوا تھا اس قبر میں سردار نے کہا کہ میں اس کھڑے سے اندر جاؤں لیکن ساتھی نے منع کیا وہ منع نہ ہوا جب وہ کھڑکی میں داخل ہوا تو وہ ایک ملک میں داخل ہوا اور وہ چور جنت کے تخت جو یاقوت اور سونے سے جڑا ہوا تھا بیٹھا ہوا تھا اور نغمہ گانے والیوں نے اس کے سامنے بیٹھی ہوئی تھیں اور ایک حور اس کے پہلو میں بیٹھی تھی اور ایک کاسہ شراب کا اس کے ہاتھ میں تھا اس وقت سردار کو

بھی دیکھا اور اس کو خوش آمدید کہا اور یہ بھی کہا کہ اپنا امانت لے جاؤ اور وہ ہمیانی اس کے حوالہ کی اور کہا کہ اب جاؤ سردار نے کہا کہ اپنی کہانی سناؤ کہ تم اس درجہ پر کس سبب سے پہنچے چور نے کہا کہ تم پر بہت سے دن گزر گئے ہیں سردار نے کہا کہ تھوڑا سا بتادو اس تھوڑے وقت میں اس نے اپنا حال اول سے آخر تک بیان کیا اور کہا کہ دنیا میں کیوں جاتے ہو دنیا تو بہت رہ گئی ہے سردار نے کہا کہ اب تو میں آیا ہوں کتنا وقت گزر گیا ہو گا چور نے کہا کہ اس کاسہ سے تم نے پیا ہو تا تو تم ہر گز واپس نہیں جاسکتے تھے جب سرادر قبر سے نکل آیا تو دیکھا کہ نہ گھوڑا ہے اور نہ وہ ساتھی اور اس ولایت میں تمام ویرانی اور خرابی پیدا ہوئی تھی سردار وہاں سے گیا جب لوگوں کو دیکھا اور اس قافلہ کے متعلق پوچھا کہ فلاں آدمی کا قافلہ کہاں گیا ہے کسی نے اس کے متعلق کچھ نہ بتایا جب وہ شہر میں پہنچا اور قافلہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ علاقہ تو قافلہ والوں کے لئے نہیں ہے ہم نے سنا تھا کہ فلاں سردار اس قبر میں گیا تھا اور واپس نہیں نکلا اس نے کہا کہ وہ سردار میں ہوں جب لوگوں نے حساب لگایا تو پورے تین سو نو سال گزر گئے تھے جب مسافر سفر سے واپس آتا ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ دن کو اپنے گھر آئے رات کو نہ آئے اور بہتر یہ ہے کہ پہلے وہ مسجد میں جائے اس کے بعد گھر کو چلے جائے جب گھر پہنچ جائے تو اپنے گھر والوں کو سلام کہہ دیں۔ اس طرح نقل ہے کہ جب دلہن کو گھر لے آئے تو اس کو چاہئے کہ دلہن کے پاؤں کو دھو ڈالے اور اس پانی کو گھر کے چار کونوں میں ڈالدے تو اس گھر میں برکت پیدا ہو گی اور اگر وہ نیند کے لئے جائے تو پہلے وضو کر لے اور ایک طرف ایک چادر زمین پر ڈال دے اور اس کے بعد سو جائے اس کے بعد معلوم ہونا چاہئے اے فرزند کہ نماز نفل ادعیہ واوراد جو فقیر اس کا عامل تھا تمہاری درخواست پر میں نے تحریر کیا اور اپنی طرف سے زیادت میں نے نہیں

کی اس لئے کہ کہا گیا ہے کہ جو کام ناصح یا واعظ خود نہیں کرتا وہ وعظ اور نصیحت دوسروں پر اثر انداز نہیں ہوتا۔

جیسا کہ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

امرتک الخیر لکن ما ائمرت بہ　　　　وما استقمت فما قولی لک استقم

جب میں تمہیں بھلائی کا حکم دیتا ہوں اور خود اس پر عمل نہیں کرتا اور اس پر مستقیم نہ ہوں تو پھر میرا کہنا تمہارے لئے کچھ فائدہ ناک نہیں کہ تم یہ کرو۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک عورت اپنے بچے کو حضرت امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے گئی اور کہا کہ یا امام کہ میرا یہ بچہ میٹھا کھاتا ہے اور یہ ہمارے لئے زحمت کا باعث ہے اس کے حق میں دعا کرو کہ یہ اس فعل سے دست بردار ہو جائے حضرت امام یوسف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ایک ہفتہ کے بعد آؤ جب ہفتہ گزر گیا تو اس عورت نے پھر وہی بچہ اس کے پاس لے گئی دوستوں نے عرض کی کہ اے امام تم نے پہلے دن کیوں دعا نہ کی آپ نے فرمایا کہ اس دن میں نے خود میٹھا کھایا تھا میری دعا اس کے لئے کارگر نہ تھی اب چونکہ وہ میرے پیٹ سے نکل گیا ہے تو اس لئے میری دعا اس کے لئے قبول ہو گی۔

جان لو اے عزیز کہ میں نے حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ میں پڑھا ہے کہ رات اور دن ایک دوسرے کے خلیفہ ہیں یہاں تک کہ اگر رات ختم ہو جائے تو دن نکل آتا ہے یعنی اگر تمہارے اوراد تم سے رات والے فوت ہو جائیں تو دن میں پورا کرے اور اگر دن والے اوراد فوت ہو جائیں تو رات میں پورا کرے جب تم خواب سے بیدار ہو جاتے ہو تو صبح کے وقت اور رات کو نیند کے وقت کلمہ طیبہ اور ادعیات پڑھنا چاہئے۔ نقل ہے کہ اگر کوئی خواب سے بیدار ہو جائے اور اپنی زبان سے کلمہ و دعا پڑھے اگر وہ تمام باقی دن غفلت سے بھی رہے پھر عشاء کے وقت کلمہ طیبہ اور اللہ

کا نام زبان سے لے جو درمیان میں وقفہ ہو گا وہ بھی اس کے بخشش کا باعث بنے گا۔ اور اگر اول و آخر خراب باتیں ہوں تو پھر تمام دعائیں قبول نہ ہوں گی اور اختلاف اس میں ہے کہ اوراد میں زیادہ یا کم ہو بقول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو بھی ہو گا وہ قبول ہو گا۔

اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ ضروری ہے جس کے متعلق حکم دیا گیا ہو نہ اس میں کم کرے اور نہ زیادہ اس لئے کہ اوراد کی مثال ایسی ہے کہ اگر کوئی کسی دوسرے کو خزانے کی نشانی بتادے کہ فلان جگہ فلان پتھر کے نیچے خزانہ ہے پس اگر وہ شخص اس پتھر کے بجائے دوسرے پتھر کے نیچے تلاش کرے خزانہ نہیں پائے گا اور اگر اسی پتھر معین کے نیچے سے تلاش کرے تو خزانہ مل جائے گا ورنہ محروم رہے گا اور اگر نماز میں زیادتی ہو جائے یا کمی ہو اس کے لئے سجدہ سہو واجب ہے۔

سجدہ سہو

جان لو کہ سجدہ سہو نماز میں کئی جگہوں میں واقع ہوتا ہے جب نماز میں کوئی چیز زیادہ واقع ہو جائے یا کم ہو جائے لیکن عوام اسے سے بے خبر ہیں قدوری میں لکھا ہے کہ جب نماز میں زیادتی یا کمی واقع ہو جائے تو سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے پس زیادتی پانچ اسم پر مسمی ہے جب کہ کوئی رکن مقدم ہو جائے یا موئخر یا کوئی چیز مکرر ہو جائے یا اپنی جگہ سے موئخر کی جائے یا بغیر محل کے قرآت پڑھی جائے یا قرآت میں کمی واقع ہو جائے یعنی واجب اس سے ترک ہو جائے پس ان وجود کے سبب سے اس پر سجدہ سہو لازم ہو جاتا ہے اگر وہ قصداً عمل کرے تو پھر سجدہ سہو واجب نہیں ہے اور اس کی نماز ہو جائے گی لیکن اگر وہ نقصان سے دوبارہ پڑھے تو جائز ہے۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ جب وہ رکن شروع کرے جیسے وہ تکبیر تحریمہ گویا رکوع میں کہے اور وہ واپس ہو جائے تو اس کے لئے تکبیر تحریمہ باطل ہو گی اس لئے کہ وقت تحریمہ میں وہ حالت قیام

میں ہو گا۔ اگر وہ تحریمہ کو حالت قیام میں یا قرأت میں فراموش کر دے اور رکوع میں چلا جائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ واپس ہو جائے اور قرأت کو پڑھے اور رکوع دوسری بار کرے اور پھر سجدہ سہو کرے اگر رکوع کو ترک کیا سہو سے وہ سجدہ میں چلے جائے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے اس لئے کہ نماز کی ترتیب فرض ہے۔

بیان تاخیر رکن: جب قرأت مکمل ہو جائیاور تین بار تسبیح کہنے کے اندازہ پر تاخیر ہو جائے اس کے بعد رکوع میں چلے جائے تو سجدہ اس پر واجب ہو تا ہے اور علی ھذا المقدار اگر رکوع سے کھڑے ہو جائے اور قومہ میں چلے جائے اور تاخیر کرے تو پھر سجدہ سہو واجب ہے اور اگر پہلے قعدہ میں اللّٰھم صل کہے تو سجدہ سہو لازم نہیں ہے اور اگر کہے اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد کہے تو سجدہ سہو لازم ہو تا ہے اس لئے کہ تاخیر رکن ہو جاتی ہے جب سجدہ اخیر سے واپس ہو جائے اور دوسرا سجدہ کرے اور پھر قیام میں چلے جائے اور اگر سمجھتے ہوئے چلے جائے اور اس میں قرأت بھی کرے یا خاموشی سے قرأت پڑھے سجدہ سہو اس کے لئے واجب ہے اور قصداً کرے تو اس کی نماز میں نقصان واقع ہو سکتا ہے۔

تکرار رکن: اگر رکوع کو دوبار کرے تو سجدہ سہو اس پر لازم ہے یا سجدہ کو مکرر کرے تب بھی سجدہ سہو اس پر واجب ہے۔

بیان تاخیر واجب: جب ثناء اور تعوذ بعد پڑھے اور مقدار تین تسبیح کے تاخیر کر دے اس کے بعد فاتحہ پڑھ لے تو اس پر سجدہ سہو لازم آتا ہے اور اگر فاتحہ اور سورہ کے درمیان وقت لگالے تو بھی سجدہ سہو لازم آتا ہے اور اگر تکرار کرے فاتحہ کو بغیر تفصیل کے اگر دو رکعات پہلے ہیں تو سجدہ سہو لازم ہو تا ہے کہ ایک بار فاتحہ پڑھنا واجب ہے اور اگر دو رکعات آخری میں تکرار کرے تو سجدہ سہو

لازم نہیں ہوتا اس لئے کہ اس کو اختیار ہے کہ وہ پڑھے یا نہ پڑھے اور رہا باتفصیل پڑھے پہلی دو رکعات میں جیسے فاتحہ پڑھنا یا اس کے ساتھ سورت کو ملانا پھر فاتحہ پڑھنا اور سورت کو ملانا سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا گویا اس نے قرأت کو لمبا کر دیا۔ اور سلام کی تاخیر میں جب قعدہ آخری پورا کرے اور جلد سلام پھیر نہ دیں سجدہ سہو لازم آتا ہے اور اگر قعدہ آکیر پورا کرے اور پھر اٹھے اس کا یہ خیال ہو کہ یہ پہلا قعدہ ہے کہ رکعت دوم میں سجدہ مقید نہ کیا ہو بیٹھے اور سلام پھیر دیں اور سجدہ سہو کرے اور سجدہ سے مقید کیا اس کے لئے ضروری ہے کہ ایک اور رکعت بھی پڑھ لے تو ان میں سے دو رکعات نوافل کی ہو جائی گی اور وہ چہار اول فرض اور سجدہ سہو کرے اور اگر آخیری قعدہ میں نہ بیٹھے اور اٹھے اگر اس نے دوسری رکعت نہ کیا ہو تو بیٹھ جائے اور قعدہ کو پورا کرے اور سجدہ سہو کو بجالائے کہ رکن میں تاخیر ہوئی ہے۔ اور اگر کھڑا ہو جائے اور رکعت بھی پوری کی تو اس کے لئے ضروری ہے کہ ایک اور بھی اس کے ساتھ ملا دے تاکہ وہ تمام نوافل ہو جائیں اور دوبارہ فرض پڑھ لینا چاہیئے۔

بیان قرأت بے محل: جب کوئی تشہد کے بجائے فاتحہ پڑھے اور قنوت کی جگہ کوئی سورت یا سورہ اخلاص پڑھے تو اس سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا یا اگر تشہد کو مکرر پڑھے یا قنوت کو مکرر پڑھے تو پھر بھی سجدہ سہو لازم نہیں آتا کیونکہ دعا کہ جگہ پر اس نے دعا کو لمبا کیا اور اگر تشہد کو فاتحہ کی جگہ پر پڑھے اگر رکعت اول میں پڑھے تو سجدہ سہو لازم نہیں آتا کہ یہ محل ثناء ہے یہ بھی ثنا کی جگہ پر پڑھا گیا اگر دوسری رکعت میں ایسا کرے تو پھر سجدہ سہو لازم آتا ہے اس لئے کہ مصلی ان دو رکعات میں مختیار ہے **ان شاء قرأ و ان شاء سکت**۔ اگر چاہئے تو قرأت کرے اور اگر چاہئے تو چپ رہے۔

بیان ترک واجب: جب کہ پہلی دو رکعات میں نہ پڑھے اور آخری دو رکعات میں پڑھے تو سجدہ سہو لازم آتا ہے اس لئے کہ قرأت دوسری میں پہلے والجب تھی۔ جان لو کہ فاتحہ کا پڑھنا بھی

لازم ہے اور واجب بھی ہے فرض اس معنی کے لحاظ سے ہے کہ یہ سورت قرآن کا ہے اور واجب اس لحاظ سے ہے کہ اس کا پڑھنا واجب ہے کہ تمام قرآن سے صرف فاتحہ پڑھا جاتا ہے چنانچہ تکبیر تحریمہ کو فرض اس وجہ سے ہے کہ اس سے نماز شروع ہوتی ہے ایک نام سے اللہ کے ناموں میں سے جیسے اللہ اجل اور اللہ اعظم وغیرہ۔ لیکن واجب اس وجہ سے ہے کہ اللہ اکبر کہے کہ لفظ تکبیر واجب ہے پس اگر ترک کیا جائے فاتحہ کو اور دوسری چیز اس کی جگہ پر پڑھی جائے یا لفظ تکبیر کی بجائے دوسرا اسم پڑھا جائے تو سجدہ سہو لازم ہوتا ہے اگر فاتحہ کو سورت سے پہلے نہ پڑھا جائے نیز سجدہ سہو لازم ہو جاتا ہے اور اگر ضم نہ کرے سورت اس کے ساتھ تو بھی سجدہ سہو لازم ہوتا ہے۔ اگر فاتحہ کو سورت سے پہلے نہ پڑھا یا سورت اس کے ساتھ ضم نہ کرے تو پھر بھی سجدہ سہو لازم ہو جاتا ہے اگر قعدہ اول کو ترک کر دے پھر بھی سجدہ سہو لازم ہو جاتا ہے اور اگر فراموش کر دے اور قعدہ کے نزدیک ہو تو بیٹھ جائے اور سجدہ سہو کر دے اور اگر قیام کے نزدیک ہو تو اس کو چاہیئے کہ نہ بیٹھے اور اگر بیٹھ بھی جائے تو بھی سجدہ سہو لازم آتا ہے۔ اور تعدیل ارکان میں اختلاف ہے جب رکوع اور سجود میں آرام نہ کرے تو حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق لازم ہوتا ہے اور بقول امام یوسف اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما نماز کو دوبارہ پڑھے ان کے نزدیک تعدیل ارکان فرض ہے۔

مسئلہ: دعا قنوت کے ترک کرنے سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا اور اگر قرأت کو بلند پڑھنے کی بجائے بلند نہ پڑھے تین نمازوں میں یعنی صبح، مغرب اور عشاء میں تو امام پر سجدہ سہو لازم آتا ہے اور جو اکیلا نماز پڑھنے والا ہے اس کو اختیار ہے اور اگر امام ترک جہر کے بجائے جہر سے پڑھے تو پھر بھی

سجدہ سہو لازم آتا ہے۔ امام اور مقتدیوں پر سہو دونوں پر واجب ہے اور مقتدی کے سہو سے نہ امام پر سجدہ سہو واجب ہے اور نہ مقتدی پر۔

جان لو کہ تحفۃ الاسلام میں لکھا ہے کہ اگر کسی کو پہلے قعدہ میں شک ہے اور اتنا وقفہ کیا کہ اس میں تین تسبیح پڑھا جائے گا اس پر سجدہ سہو لازم ہو جاتا ہے۔ اور اگر عیدین کے تکبیرات کو ترک کیا رکوع میں تو اس میں اختلاف ہے مگر صحیح وہ ہے کہ سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ اس میں زیادہ لوگ ہوتے ہیں تو امام صاحب کو زیادہ محنت کرنا پڑے گا۔ جان لو کہ اے عزیز کہ اس اٹھائیس صورتوں میں سجدہ سہو لازم ہوتا ہے یا ایک نماز میں صادر ہو جائیں یا تمام میں اس کے لئے دو سجدے کافی ہیں چنانچہ کفارت رمضان کہ اگر ایک روزہ کو افطار کیا ہو عمداً یا تمام کو تمام کے لئے ایک کفارہ لازم ہوتا ہے اور یہ معلوم ہونا چاہئے کہ سجدہ سہو بھی نماز میں سے ہے اگر کوئی ان دو سجدوں میں کسی کی اقتداء کرے تو وہ بھی مقتدی ہو جاتا ہے۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے:

الانسان مرکب من الخطأ و النسیان۔

یعنی انسان خطاء اور نسیان کا مرکب ہے۔

پس اگر کسی سے نماز میں بھول یا سہو واقع ہو جائے تو اس کی نماز ناقص ہو جاتی ہے۔ تو ضروری ہے کہ اس نقصان کو دو سجدوں کی وجہ سے پورا کرے اس وجہ سے اس سجدہ کو سجدہ جبر و نقصان کہا جاتا ہے۔ اور جبر بستنکو کہا جاتا ہے اس لئے کہ جبیرہ شکستہ کو جب باندھا جاتا ہے اسے کہا جاتا ہے اور حق کو نیز جبروت کہا جاتا ہے اور جبروت اسے کہا جاتا ہے کہ لا ممکن کو ممکن بنا دیتا ہے اگر معلومات قدیمہ حق تھا پس مقام احدیت میں تمام صفات عین ذات ہوتی ہیں پس لا ممکن ہے اور وہاں سے جبر کہا

جاتا ہے ممکنت کی طرف منہ کر کے تو جبروت نام ہو جاتا ہے۔ جب نمازی نماز سے فارغ ہو جائے تو ہاتھ اٹھا دیتا ہے اور جو کچھ جانتا ہے حاجات دینی اور ایمانی مانگتا ہے۔

انسان کی کاصیت یہ ہے کہ جب اس سے کوئی چیز مانگے تو وہ سخت کہتا ہے اور حق کی خاصیت یہ ہے کہ اگر اس سے کچھ نہ مانگے تو وہ غصہ ہو جاتا ہے۔ **واللہ الغنی و انتم الفقراء** اور اللہ پاک غنی ہے اور تم فقیر ہو۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے:

دعائان مفروضتان دعاء للایمان و دعاء للسلطان۔

دو دعا فرض ہیں ایک دعا ایمان کی اور دوسری دعا بادشاہ کے لئے۔

اور اس مناجات کو پڑھے کیونکہ بارہ اولیاء کرام نے اس کو عربی سے فارسی میں نقل کئے ہیں جیسے بایزید بسطامی اور ابوالحسن خرقانی اور معروف کرخی **وغیرہ ذالک من ابناء جنسھما** اور اس کا ثواب حد اور شمار سے بہت زیادہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم الٰہی ملکا بادشاہ برضا اور حمت خود مارا نگر خداوندا ظاہر و باطن مارا در زیر ورضا خویش جمع دار الٰہی تفرقہ وپریشانی از راہ ما واز راہ جمیع مسلمانان دور گردان عفو وعافیت قرین وقت ما گردان الٰہ سعادت ورغبت سابق و قائد ما گردان الٰہی مارا بما بگمار مارا از شر ما نگہدار ہر چہ بندہ بخشی دینی و برضا خود ش قرینی بخشی الٰہی ماراازیاد وخود معزول نہ کنی وبقہر خود مقہور مکن وبغیر خود مشغول مکن اگر بہ پرسی حجت ندارم واگر بہ بخشی طاعت ندارم از بندہ خطاء وذلت از تو عطا ورحمت ای قدیم لم یزل ای عزیز بی بدل **اللّٰھم اصلحنا و اصلح فساد اقوالنا و اصلح فساد افعالنا و اصلح فساد اعمالنا و اصلح فساد قلوبنا و اصلح فساد صدورنا و اصلح ولایۃ**

امورنا واصلح فساد بیننا و بینک یا مصلح یا مصلح الصالحین المخلصین و یا خیر الناصرین برحمتک یا ارحم الراحمین قال علیہ السلام الدعاء مخ العبادۃ۔

یعنی دعا کرنا مغز عبادت ہے۔

اس مناجات کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:

یاالٰہی جو تمام کائنات کے بادشاہ ہو اپنی رضا اور رحمت میری طرف کرو الٰہی میرا ظاہر اور باطن اپنے رضا کے تحت جمع رکھو الٰہی تفرقہ اور میری پریشانی کو میرے راستے اور تمام مسلمانوں کے راستہ سے دور فرما عفو اور عافیت میرا وقت کے ستھی بناؤ یاالٰہی مجھے سعادت اور رغبت سابق کے قائد بنادو۔ اور مجھے اس کا عامل بنادو اور شر سے محفوظ فرما اور جو اپنے بندہ پر بخشش کرتے ہو بخشش فرما اپنی رضا سے مجھے ساتھی بنادیں یاالٰہی مجھے اپنی یاد سے معزول نہ فرما اور اپنے قہر سے بھی محفوظ فرما اور اپنی ذات کے علاوہ کسی دوسری چیز پر مشغول نہ فرما اگر مجھ سے پوچھے تو میں کوئی حجت نہیں رکھتا اور اگر مجھے پکڑے تو مجھے چھڑانے کی طاقت نہین اور اگر مجھے بخش دے تو میری طاعت بھی نہیں بندہ سے خطاء ہے اور آپ سے عطاء رحمت ہے اے قدیم لم یزل اے عزیز بے بدل یااللہ میری صلاحیت فرما اور میرے فساد کی صلاحیت فرما میرے اقوال اور افعال اور اعمال اور دل اور سینہ کی صلاحیت فرما اور میرے تمام کاموں کو بھی برابر فرما اور ہمارے اور تمہارے درمیان کے فساد کی بھی اصلاح فرما اے مصلحین مخلصین کے اصلاح کرنے والے اے بہترین مددگار اپنی رحمت سے رحم فرما اے ارحم الراحمین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔

نقل ہے کہ جب مؤمن دو رکعات نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کو نہ مانگے تو اللہ تعالیٰ غصہ ہوتا ہے اور فرمائے گا کہ اس کی نماز کو اس کے منہ پر مارو کہ مجھے غنی اور اپنے آپ کو فقیر نہ جانا۔

لباب الاخبار میں لکھا ہے کہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی کہ اے محمد ہر دو بندہ مؤمن کہ حاجت انسانی کے بعد استنجاء نہ کیا تو اس نے میرے ساتھ جفا کیا اگر استنجاء کیا اور وضو نہ کیا تو میرے ساتھ جفا کیا اور اگر وضو کیا اور دو رکعات نماز نہ پڑھی تو میرے ساتھ جفا کیا۔ اور اگر نماز پڑھے اور دعا نہ مانگے اور اپنی حاجت مجھ سے نہ مانگے تو اس نے میرے ساتھ جفا کیا۔ اور اگر حاجت بھی مانگے اور اس میں اپنے والدین کو یاد نہ کرے تو اس نے میرے ساتھ جفا کیا اگر اس نے تمام باتوں کا لحاظ رکھا اور میں نے اس کو اور اس کے والدین کو نہ بخش دیا اور اس کی حاجت کو پورا نہ کیا تو میں جفا کروں گا۔ اے میرے بچے کہ کلمہ طیبہ ہر نماز کے بعد کہنا سنت رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ہے اور بعض لوگ اس کو منع کرتے ہیں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ویل کل ویل ولمن تبعہم ہلاکت ہے اور زیادہ ہلاکت ہے اس کے لئے اور جو اس کی تابعداری کرئے اور یہی لوگ روافض ہیں۔

وفی شامل البیھقی سئل عن ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ عن الذین یمنعون عن الکلمۃ الطیبۃ بعد ادا المکتوبۃ فقال ھم الروافض لان فی ھذا شرک لان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قد کان یجھر مع الصحابۃ بالکلمۃ الطیبۃ بعد اداء الصلوٰۃ المکتوبۃ متصلا اما بعد ادا الدعاء فھو ضعیف وفی بستان النوازل فی باب الاذکار ایضا کذالک وفی شرح الکرخی من قال لا الٰہ ثم تنفس بغیر عذر ثم قال الا اللہ یصیر کافرا ایضا فی مفید المستفید۔

امام بیہقی کی کتاب شامل میں لکھا ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا ان لوگوں کے حق میں جو فرض نماز کے بعد کلمہ طیبہ سے لوگوں کو منع کرتے ہیں تو اس نے فرمایا کہ وہ روافض ہیں اور وہ ان کے ساتھ اس فعل میں شریک ہیں کیونکہ حضور انور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ جہر سے کلمہ طیبہ پڑھتے نماز فرض کے بعد متصل اور جو روایت دعا کے بعد کی ہے وہ

ضعیف ہے اور بستان النوازل میں باب الاذکار میں ہے اور شرح کرخی میں ہے کہ جس نے لا الہ کہا اور بغیر عذر کے سانس لیا پھر الا اللہ کہا وہ کافر ہو جاتا ہے ایسا ہی مفید المستفید میں بھی درج ہے۔ اور یہی مطلب تحفۃ الفقہ میں اس طرح فرمایا گیا ہے کہ الا اللہ مطلق نہ کہے کافر ہو جاتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر کافر نہیں ہوتا۔

شرح النوازل البرھانی باب الاذکار میں ہے:

سئل عن عمر رضی اللہ عنہ یقول الکلمۃ الطیبۃ بعد اداء المکتوبۃ متصلۃ قال بمرۃ لیغفر اللہ ذنوبہ و بمرۃ ثانیۃ اعطاہ اللہ تعالیٰ ثواب الانبیاء علیھم السلام و بمرۃ ثالثۃ اعطائہ اللہ تعالیٰ ثواب الملائکۃ و فی فتاوی الخانیۃ من قال الکلمۃ الطیبۃ بعد اداء المکتوبۃ فی الروایۃ یکفر وفی الروایۃ لا یکفر ولکن یأثم ھذا اختلاف اللسان وفی فتاوی العبرانی فی ھذہ الروایۃ مکالفۃ الاصول و الفروع و لا یقبلہ احد من المسلمین لان ھذہ الکلمۃ لو قال لھا کافر یصیر مسلما فکیف یصیر مسلم کافرا ھذہ الکلمۃ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا آپ نے فرمایا کہ کلمہ طیبہ فرض نماز کے بعد متصل ایک بار کہنے سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دے گا اور دوبارہ کہنے کے بعد ان انبیاء علیہم السلام کی تعداد کے برابر ثواب ملے گا اور تیسری بار ملائکہ کرام کی تعداد کے برابر ثواب ملے گا۔ فتاوی خانیہ میں ہے کہ جس نے کلمہ طیبہ فرض نماز کے بعد کہا لیکن لا الہ کے بعد سانس لیا اور الا اللہ کہا تو وہ اس فعل سے کافر ہو جاتا ہے ایک روایت کے مطابق اور دوسری روایت میں ہے کہ کافر نہیں ہوتا پس یہ اختلاف زبان کی وجہ سے ہے۔

فتاوی عبرانی میں ہے کہ یہ روایت اصول اور فروع کے خلاف ہے اور کسی نے اس کو قبول نہیں کیا کیونکہ اگر کافر یہ کلمہ کہے تو وہ مسلمان ہوتا ہے تو مسلمان کس طرح اس کے کہنے سے کافر ہو جائے

گا۔ تفسیر محیط میں نقل ہے کہ ایک دن حضور انور ﷺ اپنے یاران کو فرمایا کہ نماز نیاز ہے اگر اس کو حضور دل سے ادا کیا جائے قبول ہو گی اگر ایسا نہ ہو تو مردود ہو گی۔

کیونکہ یہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

لا صلوٰۃ الا بالقرأۃ و لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب و لا صلوٰۃ الا بالجماعۃ و لا صلوٰۃ الا بحضور القلب فسأل ابو بکر و علی رضی اللہ عنہما فکیف حال امتک یا رسول اللہ فقال علیہ السلام و لا یقبل الصلوٰۃ عند اللہ و لا یو صل الی اللہ ابدا احد من امتی الا ان یؤدی بحضور القلب و قال بعد الفریضۃ الکلمۃ الطیبۃ متصلۃ عفی عنہ ما مضی فی قلبہ بغیر الحق قبل اللہ صلوٰتہ کصلواتی اوحی اللہ تعالیٰ الی یا محمد لا اقبل الصلوٰۃ لا حد الا من قال بعد کل فریضۃ کلمۃ التقوی بالتسمیۃ متصلۃ قبل السنۃ ایضا حاکیا عن اللہ تعالیٰ یا محمد لا قولی و لا امری الیک الا بسم اللہ الرحمن الرحیم کالاسلام و الایمان و الصلوٰۃ و الصوم و الذبح و الطاعات و العبادات و التعلیم و التلقین و لو قال بالابتداء لکلو احد منھن ثبت الایمان و الاسلام۔

ترجمہ: نماز قرأت سے ہوتی ہے اور نماز سورہ فاتحہ سے پوری ہوتی ہے اور پھر نماز جماعت سے پوری ہوتی ہے اور پھر نماز حضور دل سے قبول ہوتی ہے پس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا پس آپ کی امت کا کیا حال ہو گا اے خدا کے رسول ﷺ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ قبول نہیں نماز اللہ کے ہاں اور نہ وہ اللہ کو پہنچتی ہے ہمیشہ کے لئے میری امت سے مگر تب قبول ہے کہ وہ حضور دل سے پڑھ لے اور فرمایا کہ نماز فرض کے متصل بعد کلمہ طیبہ کا ورد کرنا تو ان کے پچھلے گناہ معاف ہوں گے جو اس کے دل میں ہوں گے بغیر حق کے اللہ اس کی نماز کو قبول فرمائے گا میری نماز کی طرح اللہ پاک اس کو وحی فرمائی کہ اے محمد کہ میں کسی کی نماز کو قبول نہیں کرتا مگر جو کہے ہر فرض نماز کے بعد کلمہ تقوی بسم اللہ کے ساتھ فرض کے متصل سنت سے پہلے اس طرح اس نے اللہ تعالیٰ سے اس کی حکایت کی کہ اے محمد کہ نہ میرا قول اور نہ امر آپ

کی طرف ہے مگر وہ بسم اللہ کے ساتھ ہے جس طرح اسلام اور ایمان و نماز وروزہ اور ذبح وطاعات وعبادات و تعلیم و تلقین ہے اور جس نے ابتداء کی ہر عبادت میں تو اس کے لئے ایمان اور اسلام ثابت دونوں ثابت ہوئے۔ پس امام اعظم رضی اللہ عنہ آگاہ اور دانا ہے کہ بغیر بسم اللہ کے تمام عبادات وطاعات جائز نہیں اللہ کے نزدیک اور لوگوں کے نزدیک جائز ہے پس ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا کہ اے امام المسلمین کہ بعض طالبان اور علماء کہتے ہیں کہ بعد از نماز کلمہ طیبہ مت کہو اور ان کی دلیل یہ ہے کہ جو نماز تم ادا کرتے ہو اس سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں پھر کلمہ کہنے کی کیا حاجت ہے۔ کلمہ کہنا آغاز اسلام میں فرض ہے ایک بار نہیں بلکہ ہر بار پس ایک عبادت نماز بھی ہے کلمہ کس وجہ سے کہتا ہے مگر کوئی چیز شرکت میں ہو اور نماز میں کیا شراکت ہے کہ کلمہ کہا جاتا ہے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم ثبوت وحدانیت ایمان ہے ہر جگہ جب ثبوت کے بعد نفی کرے تو کافر ہو جاتا ہے یا امام نماز کے بعد کلمہ پڑھے گا یا نہیں اور کلمہ کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھے گا یا نہیں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے قہر یعنی غصہ ہوا بولا اے شخص تم جب کہو گے اور اس پر عمل کرو گے تم بھی کافر ہو گئے اس لئے کہ وہ کافر ہو گئے ہیں اور خدا اور سول کے حکم سے باہر ہو گئے ہیں پس وہ شیطان کی طرح ہو گئے ہیں تم از سر نو مسلمان ہو جاؤ اور توبہ کرو کہ کلمہ کہنا رات دن میں فرض ہے اور یہ غیر معین ہے اور فرض کے بعد تو فرض عین ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے و الزمهم كلمة التقوى اور یہ کلمہ تقوی کو لازم جانے اور بسم اللہ کہنا کلمہ کی ابتداء میں فرض عین ہے اور کلمہ تقویٰ سر ایمان ہے اور بسم اللہ بر سر کلمہ ہر وقت جان ایمان ہے۔

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاذْكُرْ رَبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ (آل عمران ۴۱)

اپنے رب کو یاد کرو اور شام و صبح اللہ کی تسبیح بیان کرو۔

اور تسبیح کا معنیٰ نماز ہے اور اسم بسم اللہ ہر عبادت کہ بسم اللہ کے ساتھ ہے وہ قبول ہو جاتی ہے بے شک اور بغیر بسم اللہ کے شک ہے اور مطلب کلمہ بغیر بسم اللہ کا یہ ہو گا کہ نہیں ہے خدائے موجود مگر معبود بحق و محمد اللہ کے رسول ہیں اور بسم اللہ کے ساتھ مطلب یہ ہو گا کہ میں نے آغاز اسلام اور ایمان کا کیا اللہ کے نام سے کہ انعام اللہ پاک کا عام ہے مؤمنوں اور کافروں بلکہ تمام مخلوقات کے لئے اس جہان میں اور زیادہ بخشنے والا ہے اس جہان میں مؤمنوں کو نہ کہ کافروں کو اور نہیں ہے اور نہیں ہے شایان عبادت کے مگر اللہ تعالیٰ کہ اس کا معبود ہے اور رحمان ورحیم ہے اور قرآن مقدس میں ہزار ہا جگہوں پر پہلا اثبات ہے اور اس کے بعد نفی ہے جیسے اللہ لا الہ الا ھو الذی لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم اور جو کہا گیا ہے کہ نماز عبادت ہے اور کلمہ بھی عبادت ہے تو جب نماز پڑھی جائے تو عبادت پاک ہو جاتی ہے تو کلمہ قبول ہو جاتا ہے۔

اس لئے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے:

ان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب۔

اللہ پاک ہے اور قبول نہیں فرماتا مگر وہ اس کو قبول فرماتا ہے جو پاک ہو۔

مختلف مسائل

جان لو کہ عوارف المعارف میں لکھا ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی کو کوئی حاجت پیش ہو تم میں سے پس دو رکعات نماز پڑھے پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد قل یا ایھا الکافرون ایک بار پڑھے اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص تین بار پڑھے اور جب نماز سے فارغ ہو جائے تو یہ دعا پڑھے بے شک اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول فرمائے گا۔

دعا استخارہ یہ ہے:

اللّٰھم انی استخرک بعلمک و استقدرک بقدرتک و اسألک من فضلک العظیم فانک تقدر و لا اقدر و تعلم و لا اعلم و انت علام الغیوب اللّٰھم انت تعلم ان کان ھذا الامر۔

یہاں وہ حاجت دل میں لائے خیر لی فی دینی و معاشی و عاقبۃ امری فاقدر لی ثم بارک لی الخیر حیث ثم لترضی بہ۔

اور شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی نے روایت کی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور انور ﷺ ہمیں اس دعا کی تعلیم دیتے تھے جس طرح کہ کوئی قرآن مقدس کی سورت کی تعلیم کسی کو دیتا ہو تاکہ اس سے زیر وزبر اور پیش کی غلطی نہ ہو جائے۔

ذکر احوال مردہ

جان لو کہ مردہ لحد میں اس طرح رکھا جائے جس طرح حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: اللحد لنا و الشق لغیرنا۔ کہ لحد ہمارے لئے ہے اور دوسروں کے لئے شق ہے۔ اور لحد وہ ہے کہ قبلہ کی طرف قبر کو کھودو اور شق وہ ہے کہ قبر کو درمیان میں کھود ڈالو۔

پس لحد حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک ہے اور شق حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ہے جب مردہ لحد میں رکھتے ہو تو پہلے اس کا چہرہ کفن سے نکالو تاکہ وہ اپنی قبر کو دیکھ لے اس کے بعد اس کا منہ ڈھانپ دو کہ حضور انور ﷺ کا منہ مبارک حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ظاہر کیا تھا اس نے فرمایا کہ جب میں نے الگ کیا تو اس کا لباس مبارک ہل گیا تو جب میں نے کان لگا کر سنا تو حضور ﷺ کے لب مبارک ہل رہے تھے اور امتی امتی الفاظ فرمارہے تھے۔

اور مردہ کے ہاتھ اس کے سینہ پر نہ رکھے بلکہ کھلے دونوں اڑخ میں رہنے دے۔ اور تمام مردہ کو دائیں جانب رکھ لو اور اگر اللہ کے کلام سے آیت مبارک پڑھ لوگے تو اس پر مٹی دم کرو اور وہ مٹی قبر میں ڈال دو تو اس مٹی کا ہر ذرہ ایک نورانی چراغ بن جائے گا اور اس کی قبر کشادہ ہوگی تو جب اس کو

دفن کیا جائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ قبر کے سر کی طرف بیٹھ جائے اور سورہ یٰسین پڑھے اور پھر پاؤں کی طرف بیٹھ جائے سورہ ملک پڑھے اگرچہ وہ مستحق عذاب ہو گا پھر بھی بخشا جائے گا۔ اور جب اس درود کو ایک بار پڑھے تو مردہ عذاب سے بخشا جائے گا اور اگر دو بار پڑھے تو تمام اہل مقبرہ بخشے جائیں گے اور اگر ماں باپ کے لئے بیس بار پڑھے جتنا بھی وہ خفہ ہوں گے اس سے وہ خوش ہو جائیں گے اور جتنے بھی گناہ گار ہوں گے بخشے جائیں گے اور وہ یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللّٰھم صل علی محمد ما دامت الصلوٰۃ وصل علی محمد ما دامت البرکات وصل علی اسم محمد فی الاسماء وصل علی روح محمد فی الارواح وصل علی نفس محمد فی الانفاس وصل علی قبر محمد فی القبور وصل علی تربت محمد فی التراب وصل علی روضۃ محمد فی الریاض وصل علی نور محمد فی الانوار وصل علی جسد محمد فی الاجساد وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین۔

اور افضل سورہ فاتحہ ہے کہ چہار بار پڑھے اور سورہ اخلاص کو بارہ بار پڑھے اس کا بھی بہت زیادہ ثواب ہے اور دس بار **بسم اللہ الرحمن الرحیم** پڑھے۔

سنا ہے کہ ایک دن حضور انور ﷺ مقبرہ پر تشریف لے گئے اس میں ایک شخص سخت عذاب پر مبتلا تھا حضور انور ﷺ غمگین ہوئے حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ یا حضرت دس بار بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھو جب حضور انور ﷺ نے دس بار بسم اللہ شریف پڑھ لی اس وقت اس سے عذاب ٹل گیا اور اس وقت اس کو دس حوریں دی گئی اس کے پاس بیٹھ گئیں حضور انور ﷺ نے ان حوروں سے پوچھا کہ تم کون ہو انہوں نے عرض کیا کہ ہم تمہارے بسم اللہ پڑھنے سے آئے ہیں کہ قیامت کے دن تک ہم ان کے ساتھ رہیں گے اور ہم اس کے ساتھ عرصات اور پل صراط میں بھی رہیں گے اور اس کو ہم چشمہ رحیق سے نہلائیں گے اور ہم اپنے بالوں کو اس پر

پھیلائیں گے اور جب ان بالوں سے پانی کے قطرے گریں گے تو ہر قطرہ سے ایک حور پیدا ہو گی یہ تمام اس کے لئے ہوں گئیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور انور ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا کہ تمہارے لئے کونسا عمل کروں اس نے جواب میں فرمایا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم زیادہ تعداد میں پڑھو اور دس بار کلمہ طیبہ پڑھنا قبر والے کے لئے بہتر ہے۔

نقل ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اس طرح حکم تھا کہ جب کوئی مر جاتا ہے تو وہ فرماتے کہ اس مردہ کے تمام رشتہ دار جمع ہو جائیں اور اس مردہ کے لئے ایک لاکھ بار کلمہ طیبہ پڑھیں کہ کوئی سختی اس جہان کا اس پر سختی نہ رہے گی بلکہ تمام سختیاں آسان ہو جائیں گی۔

نقل ہے کہ جو کوئی اس دعا کو ایک بار پڑھے تو تمام اہل مقبرہ عذاب سے نجات پائیں گے اور تمام قبور پُر نور ہوں گی اور اس کے ثواب کے متعلق کہا گیا ہے کہ ہر حرف کے برابر اس کے لئے نیکی لکھی جائے گی اور اتنی تعداد میں بدیاں دور ہو جائیں گی اور اتنی تعداد میں جنت میں اس کے لئے کوٹھیاں بنائی جائیں گی اگر کوئی راستہ پر جاتا ہو اور فاتحہ نہ پڑھے اور جلدی سے یہ دعا پڑھے۔

دعا یہ ہے:

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک و لہ الحمد یحیی و یمیت و ھو حی لا یموت ابدا ذو الجلال و الاکرام بیدہ الخیر و ھو علی کل شیء قدیر۔

اور اگر راستہ میں بہت جلدی میں ہو تو پھر یہ پڑھے:

بسم اللہ و باللہ و علی ملۃ رسول اللہ۔

یہ اس کے لئے کافی ہے اور ہر بار جب کسی قبر پر گزر کرے اگر تھوڑی مٹی اس قبر سے لے لے اور اس پر یہ پڑھے:

یا حبیب الفقراء یا انیس الغرباء یا معین الضعفاء یا دلیل المتحیرین یا حیّ یا قیوم یا حنان یا منان یا بدیع السماوات و الارض یا ذالجلال و الاکرام برحمتک یا ارحم الراحمین۔

اور وہ مٹی دوبارہ اس قبر پر ڈالدیں تو اس مقبرہ کو اللہ تعالیٰ بخش دے گا اور تمام قبور نور سے بھر جائیں گی اور اگر انگشت شہادت کو میت کے ناف کی جگہ قبر پر رکھے اور تین بار یہ پڑھے:

اللّٰھم لا تعذب ھذا المیت بحرمۃ النبی علیہ السلام۔

اس طرح اس سے عذاب اٹھایا جائے گا اور اگر سورہ یٰسین حال نزع میں پڑھا جائے تو ہر حرف کے بدلے اس میت کے لئے نیکی لکھی جائے گی اور ہر حرف کے بدلے بدی دور ہو گی جب میت کو دفن کیا جائے اور لوگ اس سے چلے جائیں ان میں سے ایک وہاں کھڑے ہو جائے مردے کو تلقین کر دے۔

جان لو کہ تلقین کرنا مردہ کو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق مستحب ہے:

وفی الابراھیم الشاھی وفی خزانۃ الجلالی وفی اوراد الزاھد الصغار فی کتابہ التخلیص ینبغی ان یلقن المیت علی مذھب الامام الاعظم ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ فمن لم یلقن فھو علی مذھب الاعتزال وبیان ذالک فی التلخیص و کیفیت التلقین بسم اللہ الرحمن الرحیم۔یثبت اللہ الذین أمنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا و الآخرۃ یا عبد اللہ او امۃ اللہ ھذا بیت الوحشۃ وھذا بیت الوحدۃ وھذا بیت الغربۃ وھذا بیت الحیرۃ و النوامۃ ھذا اول منزل من منازل الآخرۃ وآخر منزل من منازل الدنیا فاذا اتاک الملکان الکریمان المخلوقان المأموران لا ینفعانک ولا یضرانک الا باذن اللہ فیسألانک عن ربک وعن نبیک وعن دینک فلا تخف ولا تحزن وقل لھما اللہ ربی ومحمد نبی و الاسلام دینی و القرآن امامی

والكعبة قبلتي والمؤمنون اخواني وانا اشهد ان محمدا عبده ورسوله ونبيه وصفيه ارسله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون۔

ترجمہ: ابراہیم شاہی میں ہے کہ خزانۃ الجلالی میں اور اوراد الزاہد الصغار نے اپنی کتاب التخلیص میں نقل کیا ہے کہ یہ ضروری ہے کہ مردہ کو تلقین کیا جائے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے مطابق اگر کوئی تلقین نہ کرے تو وہ اعتزال کے مذہب پر ہے اور اس کا بیان تلخیص میں اس طرح لکھا ہے کہ طریقہ تلقین کا یہ ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے اللہ تعالیٰ مضبوط کرتا ہے ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں قول مضبوط سے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اے اللہ کے بندے یا اللہ کی کنیز یہ وحشت کا گھر ہے اور اس گھر میں آپ اکیلے ہوں گے اور یہ گھر غربت کا ہے اور یہ گھر حیرت اور ندامت کا ہے اور یہ پہلی منزل ہے منازل آخرت میں سے اور آخری منزل ہے دنیا کی جب تمہیں دو ملائک آجائیں گے جو اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے پیدا کئے ہیں اور ان کو یہ حکم ہے نہ وہ تمہیں کچھ نفع دے سکتے ہیں اور نہ ضرر مگر جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذن ہو یہ دونوں تم سے پوچھیں گے تمہارے رب اور نبی اور دین کے متعلق تو مت ڈر اور نہ خوف کر ان دونوں کو کہہ دو کہ میرا رب اللہ ہے اور محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میرا نبی ہے اور اسلام میرا دین ہے قرآن میرا امام ہے اور کعبہ میرا قبلہ ہے اور مؤمن میرے بھائی ہیں۔ اور میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول اور نبی ہیں۔ اور اس کا وصف اللہ تعالیٰ نے اس طریقہ سے کیا ہے اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کا دین تمام ادیان پر ظاہر ہو جائے اگرچہ اس کو مشرک برا جانتے ہیں۔ یہ روایت انیس الاتقیاء میں نقل ہے اور جب مردہ کو دفن کیا جائے اور گھر کو واپس آجائے تو اسی روز اس کے لئے ضروری ہے کہ کوئی چیز

خیرات کر دے اس کی طرف سے کہ وہ ثواب اس کو پہنچتا ہے اور اس میں صرف معتزلہ مخالف ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ کوئی تصدق ان کی طرف سے قبول نہیں ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

ما لیل اشد علی المیت من اللیل الاول ینبغی لاولیائہ ان یتصدقوا فی ذالک ویصلوا رکعتین بارواحہ او یقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب وأیۃ الکرسی وسورہ الھاکم التکاثر واحدان وعشر مرۃ سورہ اخلاص فاذا فرغ من الصلوٰۃ صلی علیّ سبعین مرۃ ویقرأ ھذہ الدعاء۔ اللّٰھم صلینا ھذہ الصلوٰۃ وانت تعلم ونرید ان ابعث ثوابھا الی روحہ برحمتک یا ارحم الراحمین بعث اللہ تعالیٰ فی ساعۃ الف ملک فی قبرہ وبید کل ملک نور وھدیۃ لاجل ذالک المیت صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

پہلی رات مردے پر بہت سخت ہوتی ہے تو ان کے رشتہ داروں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس دن کچھ صدقہ کریں اور دو رکعات اس کی روح پر پڑھیں اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ اکرسی اور سورہ التکاثر ایک ایک بار پڑھیں اور دس بار سورہ اخلاص پڑھیں جب نماز سے فارغ ہو جائیں تو مجھ پر ستر بار درود شریف پڑھیں اور یہ دعا پڑھیں یا اللہ میں نے یہ نماز پڑھی ہے اور تم جانتے ہو جو میں چاہتا ہوں کہ اس کا ثواب اس کی روح کو پہنچا دو اپنی رحمت سے اے زیادہ رحم کرنے والے اللہ تعالیٰ اس وقت ایک ہزار ملائک اس کی قبر کو بھیجے گا اور ہر ملائکہ کے ہاتھ میں نور اور تحفہ ہو گا اس مردہ کے لئے حضور ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک دن حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کا فرزند بازار میں گیا تا کہ خربوزہ خرید سکے تو اس نے خربوزہ کو خریدا اور اپنے والد کی روح کو بخش دیا تمام بازار کو چھانا لیکن نہیں پایا لیکن خربوزہ کا پوست پڑا ہوا تھا تو اس کو اٹھایا اور وہ پوست گدھے کو کھانے کے لئے ڈالدیا اسی رات کو اپنے والد کو خواب میں دیکھا کہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور جنت کے خربوزہ کھاتے ہیں اس نے پوچھا کہ بابا یہ کہاں سے تم کھاتے ہو اس نے جواب میں کہا کہ جب تم نے

وہ خربوزہ کا چھلکا گدھے کو ڈالدیا اس کا اجر مجھے پہنچا جب میں بیدار ہوا تو معلوم ہوا کہ وہی پوست نے کام دیا۔

نقل ہے کہ دو جوان بلندی کے سایہ میں تھے کہ اسے جریر کہا جاتا ہے اچانک قدرت کی طرف سے وہ جریر ان پر گر پڑا ان کو کوئی تکلیف نہ پہنچی اور وہ دونوں اس جریر میں سلامتی کے ساتھ تھے لیکن کوئی راہ نہیں پایا تھا کہ اس سے نکلتے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ دونوں ایک سال بعد وہاں سے نکل گئے اور لوگوں نے ان دونوں کو مردے تصور کئے تھے جب حکمت الٰہی ہوئی کہ اس جریر میں پانی نے شگاف کیا انہوں نے سورج کی شعاع دیکھی تو وہاں سے نکل آئے جب وہ اپنے گھر پہنچے لوگ ان کے زندہ ہونے سے متحیر ہوئے اور ان سے پوچھا کہ تمہیں کونسی چیز ملتی تھی کہ اس وجہ سے تم زندہ رہ گئے تھے انہوں نے جواب دیا کہ کھانے کی کوئی چیز آتی اور وہ ہم ہر وقت کھاتے تھے جب تفتیش کی کہ ان کی بیوی اس کی روح پر صدقہ دیا کرتی تھی۔

حکایت: کہا گیا ہے کہ ایک بوڑھی عورت حضور انور ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہا کہ دیر ہو گئی ہے کہ میری بیٹی وفات پا چکی ہے اس کو میں خواب میں نہیں دیکھتی حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کی رات چہار رکعات نماز پڑھو پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد والشمس ایک بار اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد واللیل پڑھو اور تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد والضحی اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد الم نشرح پڑھو اور جب نماز پڑھو گی تو سر کو سجدہ میں رکھ کر درود پڑھو اور خواب کو چلی جاؤ اور پھر درود پڑھو۔ کہا گیا ہے کہ وہ عورت صبح سویری روتی ہوئی درگاہ رسول اللہ ﷺ پر پہنچی اور کہا کہ یارسول اللہ ﷺ کہ میں نے اپنی بیٹی کو اس قسم کے عذاب میں مبتلاء دیکھا اور کہا کہ امت کی عورتیں جمع ہوئی تھیں کہہ رہی تھیں آگ میں نگونسار جل جاؤں میں نے کہا کہ کیوں اس

نے جواب دیا کہ سبب نماز کی وجہ سے کہ رکوع اور سجدہ کو اچھی طرح سے ادا نہیں کرتی تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ دوزخ کی آگ اس کے سر پر پڑی ہوئی تھی میں نے پوچھا کہ کیوں اس نے جواب دیا کہ میں اپنے سر کو ہمیشہ برہنہ رکھتی تھی اور نا محرم آدمیوں نے میرے بال دیکھے تھے۔ تیسری بات یہ ہے کہ آگ کی سیخ ایک کان میں ڈبوتے اور دوسرے کان سے نکالتے میں نے پوچھا کہ یہ کیوں کہ میں ایک کی بات کو دوسرے کو پہنچاتی۔

حضور ﷺ نے فرمایا ہے:

الغتاب لا یدخل الجنة۔

چغلی کھانے والا جنت نہیں جائے گا جب تک اس کو عذاب نہ دیا جائے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ ہر دو آنکھوں میں آگ کی سلائی لگاتی تھیں میں نے پوچھا کہ یہ کیوں اس نے جواب دیا کہ میں نامحرم آدمیوں کو دیکھتی تھی۔ پانچویں بات یہ ہے کہ اس کا چہرہ میں نے کالا دیکھا میں نے پوچھا کہ یہ کیوں اس نے جواب دیا کہ میں اپنے آپ کو سنگھارتی اور نا محرم آدمیوں سے پردہ نہیں کرتی تھی۔ چھٹی بات یہ ہے کہ اس کے دو ہونٹوں کو آگ کی آنبور سے داغتے اور زبان کو پیچھے سے کھینچتے میں نے پوچھا کہ یہ کیوں اس نے جواب دیا کہ میں اس سے لوگوں کو ایذا پہنچاتی تھی ساتویں بات یہ ہے کہ آگ کے زنجیروں سے بندھی ہوئی تھی میں نے پوچھا کہ یہ کیوں ہے اس نے جواب دیا کہ میں نے شوہر کا مال بے دستور اور بے جا استعمال کیا تھا آٹھویں بات یہ ہے کہ دو سیاہ سانپ میں نے دیکھے کہ اس کے پستانوں کے ساتھ لٹکے ہوئے تھے میں نے پوچھا کہ یہ کیوں اس نے جواب دیا کہ میں نے شوہر کی اجازت کے بغیر دوسرے بچوں کو دے دی تھی نویں بات یہ ہے اس کا پیٹ طبل کی طرح تھا اس سے آواز آتی تھی میں نے یہ بھی پوچھا کہ یہ کیوں اس نے جواب دیا کہ میں نے حرام کھایا تھا وہ اس طرح تھا کہ میں اپنا حصہ بھی کھاتی اور دوسروں کا حصہ بھی کھاتی تا کہ میں فربہ ہو جاؤں

دسویں بات یہ ہے کہ آگ کے زنجیر اس کے پاؤں سے باندھے گئے تھے وہ اس سے نہیں ہل سکتی میں نے یہ بھی پوچھا کہ یہ کیوں اس نے جواب دیا کہ بغیر شوہر کی اجازت سے باہر جاتی تھی اور مجھے کہا کہ اے ماں خدا کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے عرض کر دو کہ دوسری عورتیں اس سے آگاہ فرما دیں تاکہ دوسری عورتیں ان باتوں کو ترک کر دیں اور میرے شوہر کو کہو کہ مجھے معاف کر دے جب بوڑھی عورت نے یہ باتیں کہیں تو چند آدمی یہ سن کر بے ہوش ہوئے اور حضور انور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اس جوان سے معافی کے متعلق ارشاد فرمایا اس جوان نے معافی نہیں دی کہ اس عورت نے مجھے بہت ستایا ہے رسول اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اگر میری شفاعت کی امید رکھتے ہو کہ اس فقیرہ کو معافی دو جوان نے معافی دے دی دوسری رات اس عورت کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنت کے تختوں پر بیٹھی ہے اور ایک خوبصورت تاج اس کے سر پر رکھا ہوا ہے تو اس نے اپنی والدہ کو گود میں پکڑ لیا اور کہا کہ میرا سلام حضور انور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو پہنچا دو اور کہا کہ جب چشم مبارک پُر آب کیا تو وہ عذاب مجھ پر ہلکا ہوا اور جب شوہر نے مجھے معافی دی تو اس درجہ تک میں پہنچی۔ اجتناب الفقراء میں یہ بات لکھی ہے کہ حضور انور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم صبح کی نماز روشنی میں گزارتے تھے جب نماز کو پورا کرتے تو چراغ کو بجھا دیتے کہا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب دیکھا کہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنے بیٹے کو قربان کر دو فرمایا کہ یہ میرے خواب کا بدلہ ہے اگر میں خواب نہ کرتا تو ایسا نہ دیکھ لیتا۔

ذکر روزہ داران

جان لو کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور انور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے جو کوئی گرمیوں میں ایک روزہ رکھے تو اس کو دوزخ کی گرمی کا کوئی پرواہ نہیں ہے۔

انیس الواعظین میں لکھا ہے کہ جو کوئی پیر اپنے مرید کو نماز فرائض جماعت کے ساتھ ادائیگی اور مناہی سے منع کرنے اور نماز اوابین اور ایام بیض کے روزے رکھنے کی تلقین نہ کرے وہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے اور اگر وہ جانتا ہے کہ میرا یہ مرید ان باتوں کو قبول نہیں کرتا تو اس کو مرید نہ بنائے ورنہ وہ مرید کے ساتھ گناہ میں شریک ہو گا۔

رسالہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ میں لکھا ہے کہ غسل طریقت یہ ہے کہ اپنے پیر کا حکم بجا لائے اور ہر مرید کہ پند پیر بجانہ لائے وہ طریقت میں جنب ہے اور نصیحت کے بعد اگر جانتا ہے کہ مرید لائق ہے اس کو خلوت کی تلقین کرے اور خلوت میں ہر کوئی داخل نہ ہو جائے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے کہ: الخلوۃ ھدایۃ و الخلوۃ ضلالۃ کہ خلوت ہدایت ہے اور خلوت گمراہی بھی ہے۔ اگر خلوت کے بعد وہ یہ جانے کہ مرید حرارت ذکر کو نگہداشت کر سکتا ہے تو اس کے بعد اس کو ذکر دیدے اور یہ درویش اس پر استقامت سے رہے پہلے تو ایام بیض کے روزے رکھے اور ایام بیض کو ایام بیض اس لئے کہا جاتا ہے کہ حضرت بابا آدم علیہ السلام کہ جب ان تین دنوں کی حفاظت کرتے تو اس کا تمام بدن انڈے کی طرح سفید ہوا تو جو کوئی ان دنوں میں روزے رکھ لے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے گا جس طرح انڈا بالوں سے پاک ہے۔

مفتاح الجنان میں لکھا ہے کہ تیرھواں کے روزہ کا ثواب بیس ہزار سال عبادت کے برابر ہے چودھویں دن کا روزے کا ثواب تیس ہزار سالوں کے برابر ہے اور پندرھویں دن کا روزے کا ثواب چالیس ہزار سالوں کے برابر ہے۔ عرصات میں جب پچاس ہزار سال لوگ ایک پاؤں پر کھڑے ہوں گے تو اگر ماہ رجب کے پہلے دن سے سات دنوں تک روزے رکھے اس پر دوزخ حرام ہو گی اور آٹھواں روزہ رکھنے میں اس کو آٹھ جنت اس کے لئے مباح ہوں گی حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے

کہ اس ماہ رجب اور شعبان میں ہر روزے کا ثواب ہزار سال کا لکھا جاتا ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کہ میں دو ماہ کے روزے رکھتا ہوں حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں اس کی طاقت میسر نہیں ہے پس تمہیں چاہیئے کہ اس کی ابتداء میں تین روزے رکھو اور تین روزے درمیان میں رکھو اور تین روزے آخر میں رکھو تو تمہیں تمام روزوں کا ثواب ملے گا اگر ایام بیض میں قوت روزے کا نہ ہو تو تمہیں چاہیئے کہ ان تین دنوں کے روزہ کی بجائے چہار رکعات نماز پڑھو ظہر کے بعد ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک بار وسورہ اخلاص پچیس بار پڑھو اس کے ثواب کے متعلق اتنا کہا گیا ہے کہ اب اپنی جگہ سے اٹھا نہ ہو گا کہ اس کی بخشش ہو جائے گی۔

مفتاح الجنان میں نقل ہے کہ اگر کوئی آیت الکرسی نہ جانتا ہو اور آیت الکرسی کی جگہ پر تین بار سورہ اخلاص پڑھے جو بھی نماز ہو اس کے بعد پڑھنا چاہیئے۔ جان لو کہ تمام سال میں چھے روزے ہیں کہ ان دنوں میں روزہ رکھنے کا ثواب ایک لاکھ سالوں کے برابر ہو گا۔ پہلا ماہ رجب کا ساتواں روزہ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام محمد ﷺ پر ان دنوں میں نازل ہوا تھا۔ اس کا قصہ مندرجہ ذیل ہے۔

حضور انور ﷺ حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ کے ساتھ بیابانوں میں بھیڑ بکریاں چراتے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام و میکائیل علیہ السلام دونوں بصورت دو جوانان پہنچ گئے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ہاتھ میں چھری تھی اور حضرت میکائیل علیہ السلام کے ہاتھ میں ایک طشت تھا اور وہ جنتی پانی سے بھرا ہوا تھا حضور ﷺ کو لٹا دیا اور اس کا سینہ چیر دیا اور دل کو نکالا اور پھر دل کو بھی چیر دیا اور دل کے اندرونی حصہ کو اس پانی سے دھو لیا دل کے اندرون میں ایک قطرہ سیاہ پڑا ہوا تھا وہ کسی قسم سے نہیں دھویا گیا۔ کہا گیا ہے کہ وہ رشک زنان تھا اس لئے کہ زنان کی جانب ہرگز دل کو بے

آرامی تھی چنانچہ ایک دن حضور انور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اپنی جگہ تشریف لے آئے جب دروازہ سرائے کے نزدیک ہوئے غلام سرائے بھی پہنچا غلام سرائے سے باہر نکل آیا حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ تم کہاں تھے اس نے کہا کہ میں نے اونٹوں کو باندھا حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم جلدی سے آئے اور ہر زن کے پاس گئے کہ فلاں غلام کس کام کے لئے آیا تھا انہوں نے کہا کہ ہمیں پتہ نہیں پر دل کو آرام نہیں آیا اس کے بعد غلام باہر گیا اس سے پوچھا کہ اونٹ کو کس خانہ اور کس رسی سے باندھا ہے اس نے جواب دیا کہ فلاں خانہ اور فلاں رسی سے حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم تشریف لے آئے اور نشانی کی تحقیق کی دل میں آرام آیا حضرت بی بی حلیمہ کی لڑکیوں نے جب یہ دیکھا تو وہ اپنی والدہ کی طرف دوڑی حضرت بی بی حلیمہ اس وقت گئی تو اس کو بیٹھا ہوا پایا جب نگاہ کیا تو سینہ مبارک پر سرخ نشان تھا اور اپنا حال اس کو ظاہر کیا اور اس معجزہ کے علاوہ حضرت بی بی حلیمہ نے آپ سے اور معجزات ملاحظہ کئے چنانچہ نقل کیا گیا ہے کہ حضرت بی بی حلیمہ میں دودھ نہیں تھا جب آپ کو گود میں لے لیا تو اتنا دودھ پیدا ہوا تو سات بچوں کے لئے وہ کافی ہوا تھا اور جب اس کو اپنے گھر لے گئیں تو یوسف نجومی راستہ میں بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا کہ حضرت محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم آخر الزمان یہی بچہ ہے حضرت بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا کی ایک بکری تھی جب اس کو اپنے گھر لے آیا اس کی برکت سے سو بکریاں ہو گئیں اور اس طرح ایک اونٹ تھا اس کی برکت سے سو اونٹ ہوئے۔ حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم جب سفر پر جاتے تو اہل بیت میں سے کوئی ایک المؤمنین آپ کے ساتھ ہوتی ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حبیبۃ الرسول فقیہہ امت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار تھی وہ اونٹ قافلہ سے الگ ہوا حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے جب تفتیش کی تو حبیبۃ الرسول فقیہہ امت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیکھا تو وہ واپس ہوئے تو دیکھا کہ ایک آدمی حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے ساتھ تھا اس نے حبیبۃ الرسول فقیہہ امت ام المؤمنین

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی مہار پکڑی تھی منافق بد بخت نے اس سبب سے بکواس شروع کیا اور حبیبۃ الرسول فقیہہ ٔامت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حق میں تہمت لگایا حضور ﷺ اس سبب سے بہت غمگین ہوئے اللہ تعالیٰ نے اس کی پاکی کے لئے بیس آیات مبارکہ نازل کیں کہ کوئی بیوی بھی پیغمبروں کی زناکار نہ تھی حضرت رسالت پناہ کو کبھی کبھی خیال آتا تھا کہ کلام اللہ بے شک حق ہے اور سچا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے ناموں میں ایک نام ستار ہے اگر اس کی پردہ داری کے لئے یہ آیات اتری ہوں تو کہا گیا ہے کہ ایک دن حضور ﷺ اس شخص کے ساتھ خرما کے لئے گئے اور اس شخص کو فرمایا کہ اس درخت پر چڑھو تاکہ خرما کو توڑ ڈالو اور یہ عرب میں رسم تھی کہ ازار کے بجائے لنگ باندھتے تھے اچانک سخت باد آیا خرما باد کے سبب سے نیچے گر گئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ نیچے اترو جب حضور ﷺ نے اوپر دیکھا تو اس کا لنگ اوپر ہوا تھا تو اس کا آلہ تناسل یعنی ذکر نہ تھا حضور انور ﷺ حیران ہوئے حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لے آئے کہ یا محمد ﷺ مجھے علم قدیم سے معلوم تھا کہ یہی لوگ حبیبۃ الرسول فقیہہ ٔامت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائیں گے اس لئے تو اس کا آلہ تناسل میں نے پیدا نہیں کیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ ماہ رجب کے ستائیسواں روزہ رکھنا چاہئے اس دن حضور انور ﷺ کو معراج ہوئی تھی۔ تیسری بات یہ ہے کہ ماہ ذی الحجہ کے اٹھارواں تاریخ کو مکہ کی عمارت اس دن سنگ اول رکھا گیا تھا۔ چوتھی بات یہ ہے کہ ماہ محرم کے بائیسواں اول امامت اس دن ہوا تھا۔ پانچویں بات یہ ہے کہ ماہ ربیع الاول کے بارہ تاریخ کو حضور انور ﷺ اس دن دار الفناء سے دار البقاء کو رحلت فرماگئے تھے اگر بارھویں تاریخ کی رات میں کچھ خیرات یعنی صدقہ دیں تو بہت بہتر ہوگا چھٹی

بات یہ ہے کہ ماہ جمادی الآخر کہ مولود حضرت ﷺ اس دن تھا اور بعض مؤرخین نے سترہ ربیع الاول لکھا ہے اور چھ روزے اول ماہ شوال عید الفطر کے پہلے دن کے بعد رکھنے چاہئیں اور اس کا اتنا ثواب ملے گا کہ اس نے تمام زمانہ روزے رکھے اس لئے ان روزوں کو ایام الدھر کہا جاتا ہے۔ اور جو صائم الدھر ہو گا وہ قبر میں نہ رہے گا بلکہ بصورت ہمراہ اوپر جائے گا اور اگر کوئی ماہ ذی الحجہ کے نواں دن میں روزہ رکھے تو اس کے متعلق حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس کو دوزخ کی آگ سے کوئی سروکار نہ ہو گا۔ اور اگر تمام دنوں کا خیال رکھے پھر ساتواں اور آٹھواں اور نواں دنوں میں روزے رکھے تو بھی اس طرح اجر و ثواب ہو گا جو ذکر کیا گیا۔

ممنوعہ دنوں میں روزوں کا حکم

جان لو کہ تمام سال میں پانچ دنوں میں روزے رکھنا ممنوع ہیں وہ عیدین کے دنوں میں روزے رکھنا ہیں ایک دن عید الفطر کا ہے اور تین دن عید الاضحی کے ہیں کہ ان ایام کو ایام تشریق کہا جاتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر کوئی ایام بیض کے دنوں میں روزے رکھے تو تیرھواں دن عید الاضحی بھی اس کے لئے ایام بیض میں حساب ہو گا اگرچہ اس دن وہ روزہ نہ رکھا ہو۔ اگر کوئی ان ممنوعہ دنوں میں روزے کی نیت کرے تو اس پر لازم ہے کہ اس کو توڑے اور افطار کرے لیکن اس دن کا قضاء رکھنا چاہئے کہ نیت کرنے سے اس پر لازم ہوا تھا اگر کوئی نذر تمام سال کے روزوں کا مانے تو تمام سال کے روزے اس پر لازم ہوئے لیکن ان پانچ دنوں میں وہ افطار کرے گا پھر ان پانچ دنوں کا قضاء ادا کرے گا۔

مسئلہ: اگر کوئی نذر مانے کہ تمام سال شمسی کے روزے رکھے گا اور اس نے قمری حساب سے بارہ مہینوں کے روزے رکھے تو پھر وہ بارہ دن مزید روزے رکھے گا اس لئے کہ شمسی سال میں بارہ دن قمری سے زیادہ ہوتے ہیں۔

تفسیر مدارک میں لکھا ہے کہ روزہ میں خاموش رہنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھا اب وہ منسوخ ہوا ہے پس معلوم ہوا ہے کہ روزہ میں خاموش رہنا نوروز ومہرجان کہ یہ دونوں میں کافروں کا عید ہوتا ہے تو اگر وہ ان لوگوں کی تابعداری کرے تو وہ کافر ہو جائیں گے اور اگر چاند کو دیکھا تو افطار کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ افطار کرنا بوقت شام کرنا چاہئے اور بہت دیر کرنا کراہت بن جاتا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ اگر میں نے وقت شام میں افطار کیا تو میری حاجت پوری نہ ہوگی تو یہ شرک محض ہے اور اگر چاند کو سجدہ کرے تو کافر ہو جاتا ہے اور روزہ رکھنا روزہ شک مکروہ ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ گناہ گار ہوگا۔ اس لئے کہ حضور انور ﷺ کا قول ہے: **من صام یوم الشک فقد عصیٰ**۔ جس نے شک والے دن روزہ رکھا تو اس نے نافرمانی کی۔

اور شک کا روزہ اٹھائیسواں شعبان ہے اگر رات کو چاند دیکھا گیا تو پھر ٹھیک اور اگر نہیں دیکھا گیا تو پھر افطار کرے اس لئے کہ اس دن روزہ رکھنا مکروہ اور بدعت ہے پس ہر عبادت میں اگر بدعت پیدا ہو جائے تو اس کا چھوڑنا بہتر ہے اور دوشنبہ یعنی پیر کا دن اور جمعرات کے دن دفتر نیکی اور بدی بندوں کا اللہ تعالیٰ کے ہاں پیش ہوتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ ان دنوں میں روزے رکھے اگر کوئی جمعہ کے دن روزہ رکھے تو دوزخ کی آگ اس پر حرام ہو جاتی ہے اور اس کا بہت بڑا ثواب ہے اور صرف ایک روزہ رکھنا مکروہ ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ دو روزے رکھے تاکہ اس کے خلاف ہو۔

کہا گیا ہے کہ ایک عورت صائم الدھر تھی ہرگز وہ روزہ کو افطار نہ کرتی جب وہ وفات ہو گئی اور اس کو قبر میں رکھا تو اس وقت نور کی تجلی پیدا ہو گئی اور تمام لوگوں کی آنکھوں نے وہ نور مشاہدہ کیا جب تجلی نے قرار پکڑا تو اس عورت کو قبر میں نہ دیکھا گیا وہ حیران ہوئے اچانک ہاتف نے ان کو آواز

دی کہ اس عورت نے خدا کیساتھ کام پیوست کیا تھا اور جو کام کرتی اللہ تعالیٰ سے منسوب کرتی اس کو قبر میں وہ نہیں چاہتے۔

فصل
ادعیہ کے بیان میں

سلف سے منقول ہے کہ ائمہ سلف رحمہم اللہ کہ اکثر وہ اپنی حاجات دینی اور دنیاوی کی بر آری کے لئے دعوات پڑھتے تھے ان دعوات کی وجہ سے ان کی حاجت پوری ہوتی۔ سب سے پہلے آٹھ بار سورہ فاتحہ اور سو بار درود شریف اور انہتر بار سورہ الم نشرح لک آخر تک پڑھتے اور سورہ اخلاص ایک بار پڑھتے اور پھر آٹھ بار سورہ فاتحہ اور سو بار درود شریف پڑھتے۔ اور یہ فقیر یہ عمل ہر رات پڑھتا ہے اس لئے کہ کہا گیا ہے کہ اگر کوئی ہر رات ایک ہزار بار سورہ اخلاص پڑھے تو اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھے گا تو میں اس امید سے پڑھتا ہوں۔ دیگر جس کو سخت دشمن کا سامنا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس دعا کو اس کے سامنے پڑھے جو دشمن ہو اس وقت وہ خراب ہو گا۔ کہا گیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جب دشمن کا سامنا ہوا تو یہ دعا اس کے سامنے پڑھا تو زمین پھٹ گیا اور اس کو زمین نے دبوچ لیا۔

وہ دعا یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم: اللّٰھم لک الحمد و الیک المشتکا و بک المستعان و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

دیگر حاجت کے لئے جو دینی ہو یا دنیاوی فاتحہ کو ہفتہ میں اس ترتیب سے پڑھے اور اتوار کے دن ستر مرتبہ پڑھے اور پیر کے دن ساٹھ بار اور منگل کے دن پچاس بار اور بدھ کے دن چالیس بار اور

جمعرات کے دن تیس بار اور جمعہ کے دن بیس بار اور ہفتے کے دن دس بار پڑھے بے شک اس کی حاجت پوری ہو گی۔

کہا گیا ہے کہ کل قیامت کے دن حضرت جبرئیل علیہ السلام براق کو ہاتھ میں پکڑے ہوئے آئیں گے اور فریاد کریں گے کہ وہ شخص کدھر ہے کہ اپنی عمر میں دس بار یہ دعا پڑھی ہو:

اللّٰھم ربنا لک الحمد برحمتک یا ارحم الراحمین۔

تا کہ اس کو میں براق پر سوار کروں اور حضور انور ﷺ کے سامنے حاضر ہو جاؤں۔

دیگر جو کوئی اس دعا کو پڑھے اور آسمان کی طرف نگاہ کرے اللہ تعالیٰ نظر رحمت سے اس کی طرف دیکھے گا۔

دعا یہ ہے:

اشھد ان انت لی ربّا و خالقا اللّٰھم اغفر لی۔

دیگر: جس کی آنکھوں میں درد ہو تو اس کے لئے چاہیئے کہ اس افسون کو پڑھے اور خاکستر پر دم کرے اور وہ آنکھوں میں لگائے وہ درد دفع ہو گا افسون یہ ہے تربت نتو۔

دیگر حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اس دعا کو ہر نماز کے بعد دس مرتبہ پڑھے تو تمام علم اولین وآخرین اس پر روشن ہو گا اور میں نے یہ علم اس دعا کی برکت سے حاصل کیا ہے:

اللّٰھم نستعینک بک علی طاعتک۔

دیگر کہا گیا ہے کہ جب سلطان سکندر ذوالقرنین تمام عالم کا بادشاہ بنا تو تمام عالموں کو جمع کیا اور کہا کہ مجھے ایسی چیز بتاؤ کہ مجھے قلعے کا احتیاج نہ ہو تو کہا گیا ہے کہ تمام عالموں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ جو کوئی ان اسماء کو سات بار پڑھے اس کے لئے قلعے کا احتیاج نہ رہے گا اللہ تعالیٰ چالیس ہزار

فرشتوں کو حکم دے گا کہ اس کے لئے دن میں حفاظت کرو اور چالیس ہزار رات کی حفاظت کے لئے ہوں گے اس کے بعد ذی القرنین نے قلعہ تعمیر نہیں کیا۔

وہ اسماء یہ ہیں:

صبر صًا ابر صًا سعر صًا۔

جن لوگوں کی آنکھوں میں تاریکی ہو ہر روز یہ دعا پڑھیں اس کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔

وہ دعا یہ ہے:

یاقریب یامجیب یاسمیع الدعاءیالطیفا لمایشاءاحفظ علیّ بصری۔

دیگر: جو کوئی گیارہ بار یہ دعا صبح کے وقت پڑھے اور آسمان کی طرف نظر کرے اللہ تعالیٰ اس کی طرف رحمت کی نگاہ سے دیکھے گا۔

وہ دعا یہ ہے:

یا اللہ یا اللہ یا اللہ الحی القیوم القائم علی کل نفس بما کسبت۔

دیگر: جو کوئی صبح کے وقت گیارہ بار یہ پڑھے: اللّٰھم انی اعوذ بک من ضیق الدنیا و عذاب الآخرۃ۔ تو دنیا کی نیستی اور تمام آفات دنیاوی سے محفوظ رہے گا اور آخرت کے سرمدی عذاب سے نجات حاصل ہو گی۔

دیگر: جو کوئی صبح سویرے یہ اسماء پڑھے اس کی حاجت پوری ہو گی:

یااله الالھۃ الرفیع جلاله۔

دیگر اگر کسی کو سخت دشمن کا سامنا ہو تو ہزار غلولہ لے آؤ جو دانے کے برابر ہو اور ہر غلولہ پر ایک بار یہ دعا پڑھے یاعلی اور وہ دانے پرندوں کو ڈال دے اس وقت اس کا دشمن ہلاک ہو جائے گا۔

دیگر اگر ہر روز کوئی تین مرتبہ پڑھے:

اللّٰھم بارک لی فی الموت وفیما بعد الموت الھی ھون علینا سکرات الموت۔
تو حضرت عزرائیل علیہ السلام اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھے گا اور جان نکالنے میں وہ سختی نہیں کرے گا جس طرح بچے جو ماں کے پستان منہ میں پکڑ کر سو جاتے ہیں اگر کوئی یہ دعا پچیس بار پڑھے تو شہیدوں کا ثواب پائے گا۔

کہا گیا ہے کہ ایک دن حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم شہیدوں کے مراتب حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بیان کر رہے تھے بی بی نے عرض کی کہ ان کے ثواب کے برابر کس کا ہو گا حضرت نے فرمایا پچیس بار پڑھے تمام اولاد آدم کے برابر اکو ثواب ملے گا۔

وہ دعا یہ ہے:

اللّٰھم اغفرلی ولوالدی کما ربیانی صغیرا وکبیرا ولجمیع المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء والاموات برحمتک یاارحم الراحمین۔

اور نیز ضروری ہے کہ قعدہ کے آخر تشہد کے بعد اور درود کے بعد اس دعا مذکور کو پڑھے۔
دیگر اگر قعدہ آخر میں درود کے بعد یہ دعا پڑھی جائے تو کسی ظالم کا اس پر دسترس نہ ہو گا۔

وہ یہ ہے:

رب انی ظلمت نفسی انک انت الغفور الرحیم فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت ظلما کثیرا۔

دیگر جس کو کوئی حاجت پیش آئے حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں کے مقبرہ میں جائے مشرق کی طرف منہ کر کے مغرب کی طرف پشت کر کے فاتحہ پڑھے اور حاجت مانگے بے شک آپ کی حاجت پوری ہو گی۔ اور جو لوگ کھانے کی چیزیں مردہ کے ساتھ قبر کنندہ کے لئے لے جاتے ہیں تو بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے اس لئے کہ عام بلوی ہے اگر کچھ شرینی لے لے کسی کی ارواح کے

لئے بخشے تو یہ ضروری ہے کہ فقیروں پر خیرات کرے اور مقبرہ کو لے جانا مکروہ ہے بلکہ جائز بھی نہیں ہے وہ گناہ گار ہو گا۔ دیگر جس کو کوئی حاجت پیش ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ یہ اسماء وسیلہ بنائے اس کی حاجت پوری ہو گی اور اس کی دعائیں مستجاب ہوں گی اور جس کو کوئی مہم در پیش ہو اس کی روح کو نذر کرے اس کی حاجت پوری ہو گی۔

کہا گیا ہے کہ جب خاتون جنت حضرت بی بی فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں اس نے حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کو وصیت کی کہ بغیر ماں اور باپ اور حسن و حسین اور آپ کے علاوہ کسی نے مجھے نہیں دیکھا ہے تو ضروری ہے کہ تم خود مجھے غسل دے اور یہ حکم صرف برائے حضرت فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا کے لئے تھا اس لئے کہ شوہر کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی بیوی کو غسل دے اس لئے کہ شوہر بیوی کی وفات کے بعد اجنبی اور بے گانہ ہو جاتا ہے۔ اور اس سبب سے کہ اس حال میں دوسری عورت غسل دیتی ہے اگر کوئی دوسرا نہ ملے تو بیوی کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے شوہر کو غسل دے کہ چار ماہ اور دس دن عدت شوہر کے ساتھ تعلق ہوتا ہے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے غسل دیا اور بہشتی حوروں نے ریشم لایا اس میں کفن دیا اور چہار مقرب فرشتے آئے جنازہ پوشیدہ پڑھ لیا اور درمیان میں حائل کیا حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے امامت کی اور حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما تمام ملائک کے ساتھ اقتداء کی اور فرشتوں نے قبر کھود کر دفن کیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تمام نے گلہ و شکایت کی حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے کہ ہمیں کیوں جنازہ میں شریک نہ کیا تاکہ یادگار رسول اللہ ﷺ میں شریک ہونا نصیب ہو جائے۔ حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اس نے اس طرح وصیت کی تھی کہ میں نے زندگی میں کسی کو دیکھا نہیں ہے تو قبر میں بھی کوئی مجھے نہ دیکھے انہوں نے کہا کہ پھر ہمیں اس کی

قبر دکھاؤ تاکہ ہم اس کی قبر کی زیارت کریں جب وہ گئے تو وہاں کوئی اور قبر موجود تھی انہوں نے نہیں پہچانا حضرت فاطمۃ الزھرا ءرضی اللہ عنہا کی قبر سے آواز آئی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سنی کہ میری قبر کسی کو نہ بتائے حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نے پوچھا کہ یہ چھ قبریں مزید کونسی ہیں حضرت بی بی نے فرمایا کہ یہ چھ عورتوں کی قبریں ہیں جن کو مرتبہ ابدال دیا گیا ہے انہوں نے دعا کی تھی کہ یااللہ ہمیں حضرت فاطمۃ الزھرا ءرضی اللہ عنہا کے پڑوس میں رکھے ان کے نام یہ ہیں: فاطمہ، عائشہ، رقیہ، حلیمہ، غانہ وریحانہ۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ غانہ وریحانہ کو کہا جاتا ہے اور یہ بات انیس الواعظین میں لکھی ہے۔

دیگر جو کوئی ان اسماء کو ہر روز تین بار پڑھے تو تمام دینی اور دنیاوی حاجات پوری ہوں گیں:

یامن ھو دو علیاعلوہ وقریباذاتہ یامن علمہ دان وعلوہ عال وذاتہ قریب۔

دیگر جو کوئی ان اسماء کو تین بار پڑھے اس کا رتبہ بلند ہو گا:

یاقریب المتعال فوق کل شیءعلو ارتفاعہ۔

دیگر جس کو کوئی تکلیف یا بیماری پہنچے تو یہ ستر بار پڑھے اس کو شفا حاصل ہو گی۔

وہ دعا یہ ہے:

الحمدللہ الذی مجد نفسہ تمجیدا۔

دیگر اگر بیمار سو بار کہے یاسلام شفا اس کو حاصل ہو گی دیگر جو کوئی بیمار پر دائیں ہاتھ رکھے اور بیس بار پڑھے صلوٰۃ اللہ علی عیسیٰ علیہ السلام اس کو شفا حاصل ہو گی۔

کہا گیا ہے کہ کسی پیغمبر پر پیغمبروں میں سے تین مرتبہ درود پڑھو گے قیامت کے دن وہ تمہارے شفیع ہوں گے۔

دیگر جو کوئی صبح سویرے ایک بار پڑھے جملہ حاجات پوری ہوں گی:

الحمد للہ الذی رزقنا معرفتہ ولم یترک عمی القلب الحمد للہ الذی جعلنی من امۃ محمد ﷺ ولم یجعلنی من سائر الانبیاء الحمد للہ الذی ستر علی عیوبی ولم یفحضنی علی رؤس الخلائق الحمد للہ الذی جعل الرزق فی یدہ ولا یجعلہ بید غیرہ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

کہا گیا ہے کہ حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ چڑیاں سے یہ بات سنی کہ ان اسماء کو اپنی زبان سے ادا کرو اس کے بعد تیس سال سے اس کو یہ بات فراموش ہوئی تھی تیس سال کے بعد وہ بات یاد آئی پھر اس نے پڑھنا شروع کیا اوقت ہاتف نے اس کو آواز دی کہ دوبارہ مت پڑھو اس لئے کہ اس کا ثواب اس وقت سے اس وقت تک فرشتے لکھتے ہیں اب تک پورا نہیں ہوا وہ لکھنے میں تھک گئے ہیں وہ یہ ہے:

یاھو یاھو یاھو یامن لیس لہ الا ھو۔

دیگر ہر روز اگر ایک بار پڑھے ذکر اللہ کی توفیق تمہیں حاصل ہو گی اور تمہارا دل اللہ کے سوا سے خالی ہو گا:

اللّٰھم طھر قلبی عن الشک والریا وزین لسانی بالذکر والثناء برحمتک یا ارحم الراحمین۔

دیگر جو کوئی ہر روز تین بار یہ دعا پڑھے اس کے تمام کام اللہ تعالیٰ بخوبی سرانجام دے گا:

وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔

دیگر جمعرات کے دن روزہ رکھے اور جمعہ کی رات کو نیا وضو کرے تو حضور انور ﷺ کو خواب میں دیکھے گا۔

یا کریم العفو ذو العدل انت الذی ملاء کل شیء بعدله۔

دیگر اگر کوئی بچہ روتا ہو تو اس کے لئے چاہئے کہ ان اسماء کو لکھے اور گھوارہ میں رکھے اور اگر کوئی اپنے پاس رکھے تو کوئی تیر و شمشیر اس پر نہیں چلے گا اس فقیر نے لکھا اور ایک آدمی کو دیا جب کسی کے ساتھ جنگ ہوئی تو جنگ میں سولہ تیر اس پر لگے تھے لیکن انہوں نے بدن پر کوئی اثر نہیں کیا تھا۔

وہ دعا یہ ہے:

یا مشتخ مشخینا فثلامون۔

دیگر اگر کسی کو پیشاب بند ہوا ہو تو اس کے لئے ایک دھاگہ لیکر اس پر سورہ اخلاص پڑھو اور اس کو گرہ کرو اس طرح سات گرہ کرو اس کے پاؤں یعنی بدن پر باندھو فوراً پیشاب کھل جائے گا۔

دیگر کہا گیا ہے کہ اگر کسی نے سو بار زنا کیا ہو اس دعا کو ایک بار پڑھے اور اپنے چہرے پر ملے وہ بخشا جائے گا اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔

دعا یہ ہے:

بسم اللہ یا ستار بسم اللہ یا جبار بسم اللہ یا قہار بسم اللہ یا عزیز بسم اللہ یا اول بسم اللہ یا آخر بسم اللہ یا ظاھر بسم اللہ یا باطن بسم اللہ یا رب بسم اللہ یا خالق بسم اللہ یا رازق بسم اللہ یا رحمان بسم اللہ یا رحیم یا ذا الجلال و الاکرام ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم برحمتک یا ارحم الراحمین۔

دیگر جو کوئی اپنی عمر میں اس درود کو ایک بار پڑھے بے شک وہ جنت میں جائے گا وہ درود یہ ہے:

اللّٰھم لا تفرق بینی و بین حبیبک محمد ﷺ و علی آل محمد برحمتک یا ارحم الراحمین۔

دیگر جو کوئی ان بزرگوار ناموں کو اپنے پاس رکھے کوئی دشمن اس پر فتح نہیں پائے گا اور کوئی جادو اس پر اثر نہین کرے گا۔ اور کوئی دیو وپری اس کو تکیف نہیں پہنچائے گا اور اس پر زہر بھی اثر نہیں کرے گا۔ اور دنیا سے بے ایمان نہیں جائے گا:

الٰهی بحرمت عیسیٰ روح الله الٰهی بحرمت موسیٰ کلیم الله الٰهی بحرمت ابراهیم خلیل الله الٰهی بحرمت محمد رسول الله برحمتک یاارحم الراحمینز

دیگر برائے بخار وگلوبند اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ دفع ہو گا:

بسم الله الرحمن الرحیم۔ هذا کتاب من الله العزیز الحکیم و من عبده محمد بن عبد الله بن عبد المطلب الهاشمی الی الحمی الّف حرّها من حمیم و بردها من زمهریر فاذا کتابی هذا فاخرجی من جسد فلان بن فلان و لاتأکلی لحمه و لا تشربی دمه حسبی الله حسبی الله۔

دیگر برائے بخار لرزہ اس کو بیر کے پتے کو لکھے اور بخار والے پر کھلا دو مجرب ہے:

یانمخیشا یاشعوثا یاشعلیشا برحمتک یاارحم الراحمین۔

دیگر برائے سستی نماز میں اس کو لکھو اور گلے میں ڈال دو:

اللهم یاغافر الذنب و قابل التوبة شدید العقاب ذی الطول لا اله الا الله مخلصین له الدین ولو کره المشرکون۔

آخر میں لکھو:

بستم کاهلی فلان بن فلان۔

مسئلہ: صحیح حدیث میں وارد ہے کہ اگر کوئی روزہ دار نوافل کا ہو اور اس کو دعوت دے اس کا ساتھی حاجر ہو جائے گا ضیافت ساتھی میں اگر وہ جانتا ہے کہ یہ روزہ نہیں توڑے گا تو اس کا ساتھی خفہ

ہو جائے گا تو اس کے لئے چاہئے کہ افطار کرے یہاں تک کہ دونوں کا حال مہمان کا ہو اور معلوم نہ ہو اور روزہ نوافل والا افطار کرے تو اس کو چھ سو ہزار یعنی چھ لاکھ روزوں کا ثواب ملے گا۔ اور اگر معلوم ہو جائے اور افطار کرے تو چالیس روزوں کا ثواب ملے گا اور پھر جو ان روزوں کا قضاء لائے گا تو ہزار سال کا ثواب ملے گا بلکہ گناہ گار بھی ہو گا کہ اس نے اپنے بھائی کے دل کو دکھ پہنچایا اس کے لئے یہ بہتر ہے کہ افطار کرے اگر اس کو معلوم ہو کہ اس سے وہ خوش نہ ہو گا تو پھر اگر وہ افطار نہ کرے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے۔

اجتناب الفقراء میں لکھا ہے:

اگر کوئی کسی پر مہمانی کے لئے حاضر ہو جائے اور اس کو پتہ چلے کہ گھر والا اس کے کھانے پر راضی نہیں ہے اگر اس نے کہا کہ میں روزہ سے ہوں تو اس جھوٹ بولنے سے وہ گناہ گار نہیں ہو گا۔ کہا گیا ہے کہ ایک دن حضرت رسالت پناہ ﷺ کو ایک صحابی نے دعوت پر بلایا جب حضور انور ﷺ نے قبول کیا تو دوسرے صحابہ بغیر دعوت کے حاضر ہوئے اور وہ گھر والے اتنا روٹی اور مرغ نہیں رکھتا تھا تو خفہ ہوئے تو حضور انور ﷺ یہ حدیث فرمایا کہ جو کوئی بغیر دعوت کے کسی کے پاس جائے تو اس کا پیٹ آگ کے خیال سے وہ بھر دے گا خیال خون اور پیپ گناہ گاروں کو کہا جاتا ہے۔ اس طرح ایک دن حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کو کسی نے دعوت دی وہ حاضر ہوئے ہاتھ مبارک کو دھو لیا اور جب طبق اس کے سامنے رکھ دیا حضرت امیر نے فرمایا بسم اللہ یعنی تمام ہاتھوں کو اس میں رکھ دو جب یہ دعوت خاص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لئے نہ تھا تو خود اٹھ گیا اور کھانے سے منع ہوا آپ نے فرمایا تم کھاؤ میں روزہ سے ہوں۔

مسئلہ: آداب ضیافت میں کہا گیا ہے کہ اگر کوئی مہمان کسی کے گھر حاضر ہو جائے تو مہمان کی خدمت کرنا بہتر ہے نوافل ادا کرنے سے کہا گیا ہے کہ اگر مہمان تین دن کسی کے گھر میں ہو تو تین دن تک اس کی خدمت کرنا چاہیئے اور نوافل کو چھوڑ دیں کہ یہ زمانہاس کا اہل بیت میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ کہا گیا ہے کہ وحی آئی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف کہ اے خلیل کہ اپنے مہمانوں کو اور میرے مہمانوں کی عزت کرو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یارب میرے مہمان کون ہیں اور تمہارے مہمان کون ہیں حکم ہوا کہ تمہارے مہمان وہ ہیں کہ تم کسی کو دعوت دو اور میرے مہمان وہ ہیں جو بغیر دعوت کے حاضر ہو جائیں جب تم خود مہمان کی خدمت کروگے تو جنت کا درجہ پاؤ گے اور جب میرے مہمان کی خدمت کروگے تو میرا دیدار نصیب ہو گا۔

لکھا ہے کہ ایک دن ایک کافر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی مہمانی پر حاضر ہوا اور کہا کہ یا خلیل اللہ میں بھوکا ہوں خلیل اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا کھانا کافر کے لئے نہیں ہے کافر واپس چلا گیا اس وقت خطاب عتاب رب الجلیل خلیل اللہ پر وارد ہوا کہ اے ابراہیم کہ ستر سال میں نے اس کافر کو پالا اور کسی وقت بھی اپنے دربار سے انہیں بے نوانہ چھوڑا اور جب برائے قوت روزینہ تمہارے پاس آیا تو تم نے زجر کیا خلیل اللہ علیہ السلام اس کافر کے پیچھے گئے اس کو پایا اس کی بہت خدمت بجالایا۔ اس نے پوچھا کہ بات کیا ہے کہ میرے اس قدر عزت تم کیوں کرتے ہو پہلے تو تم نے مجھے دھتکارا تھا حضرت ابرہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب میں نے تمہیں دھتکارا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عتاب آئی کافر نے کہا پس مجھ پر افسوس ہے کہ باوجود اتنی دشمنی کے میری ہے اور اس طرح کہ خلیل تم ہو اور تمہیں عتاب ہوتا ہے مجھ پر ایمان پیش کرو اس وقت وہ مسلمان ہوا۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے مہمان نوازی کی کہ ایک جماعت یہودیوں کی حاضر ہوئی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے ان کی بہت خدمت کی انہوں نے کہا کہ اس قدر عزت مہمان نوازی کا سبب کیا ہے آپ نے فرمایا کہ ایک کافر کی وجہ سے مجھ پر عتاب نازل ہوا اس لئے ڈرتا ہوں جب انہوں نے طعام کھایا حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے کہا کہ میرے واسطے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرو جب انہوں نے سجدہ کیا تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے دعا کے لئے ہاتھوں کو اٹھایا کہ یا الہ العالمین کہ ان لوگوں نے میرے کہنے سے تمہارے لئے سجدہ کے لئے سروں کو زمین پر لگایا اب ان کے دل تمہارے قبضہ میں ہیں جب انہوں نے سروں کو اٹھایا تمام مسلمان ہوئے۔

کہا گیا ہے کہ ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ راستے میں جارہے تھے کہ یہودی سفید ریش اس سے گزرے اور جب اس کے پاس پہنچے اس نے کہا کہ یا حضرت میں ایک مسئلہ پوچھتا ہوں لیکن اب وہ بھول گیا ہوں اس نے کہا کہ تم کو خطا راستہ سے تمہارے وجود میں آیا ہو گا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ یہودی سے گزر چکا ہوں حضرت نے فرمایا جاؤ تمہارا مقصد حاصل ہو گا حضرت مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ آیا اور اس کی کرامت ظاہر ہوئی یہودی نے کہا کہ مسلمان کی کرامت یہودی پر کس طرح ہو گی اس نے دوبارہ واقعہ سنایا وہ فی الحال مسلمان ہوا۔

اس طرح نقل ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہر گز بغیر مہمان کے افطار نہ کرتے تین دن سے اس کے گھر میں کوئی مہمان نہیں آیا اس نے تین دن سے افطار نہ کیا تیسرے دن ایک مہمان اس کے گھر آیا اس نے افطار کیا وہ اپنے کام پر تعجب کرتا تھا کہ میرے طرح کسی نے نہیں کیا ہو گا اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آیا کہ یہ خطرہ تم نے اپنے دل میں لایا جاؤ اور خدا کے بندوں کو

دیکھو جب اس نے سر بیابان پر رکھا ایک درویش کے پاس پہنچے کہ وہ ایک غار میں بیٹھے ہوئے ہیں اور اللہ کی عبادت کرتا ہے درویش نے مرحبا کہا کہ اب میرے افطار کا وقت ہے تا کہ تمہارے ساتھ میں افطار کروں آج میرا دسواں روزہ ہے کہ میں روزہ سے ہوں اس وقت دو انار پیدا ہوئے ایک کو خود کھایا اور ایک انار کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو دیا جب وہاں سے چلے گئے تو دوسرے درویش کو ملے کہ وہ بھی اللہ کی عبادت میں مصروف ہے اس نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو مرحبا کہا اور یہ بھی کہا کہ اب میرا وقت افطار ہے تا کہ تمہارے ساتھ میں افطار کروں اور آج میرا ساٹھواں روزہ ہے وہاں گیا تھا ان دونوں نے ان کی خوشبو سونگھی جب اس نے پہلے سے پوچھا کہ تم سے زیادہ زاہد تر دنیا میں موجود ہے تو اس نے اس شخص کے پاس بھیج دیا اس سے بھی پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ آگے جاؤ جب وہ وہاں سے گیا تو ایک اور درویش کو دیکھا اس نے بھی مرحبا کہا اور اس کو کہا کہ آپ کے ساتھ میں افطار کروں گا آج میرا نوواں روزہ ہے وہاں سے ایک رمہ ہرنوں کا گزر ہوا ایک کو آواز دی کہ آؤ وہ ہرن آئی اور کہا کہ لیٹ جاؤ وہ لیٹ گئی اس کو کہا کہ بریان ہو جاؤ وہ بریان ہو گئی اس نے کہا کہ دستر خوان پر ہو جاؤ وہ دستر خوان پر ہو گئی کہا کہ میرے پاس آؤ ان دونوں نے اسے کھا لیا پھر کہا کہ جاؤ وہ ہرن پھر زندہ ہو گئی اور چلی گئی خلیل اللہ نے کہا کہ تم مستجاب الدعوات ہو میرے لئے دعا کرو اس شخص نے کہا کہ چالیس سال گزر گئے کہ میری دعا قبول نہیں ہوتی خلیل اللہ علیہ السلام نے پوچھا کہ پھر یہ کیا کرامت تھی اس نے کہا کہ ایک دعا میری ہے جو چالیس سال اس دعا کی ہوئی کہ وہ ابھی تک قبول نہیں ہوئی اور وہ یہ ہے کہ ایک دن میں بیابان میں جا رہا تھا میں نے پانچ سو ریڈ کو دیکھا اور ہر ریڈ کے ساتھ پانچ سو چرواہے تھے اور ہر چرواہے کے ہاتھ میں ایک زرین چڑی تھی اور ہر چرواہے کے پیچھے پانچ سو کتے تھے اور ہر کتے کے گلے میں ایک زرین پٹہ باندھا ہوا تھا میں نے

پوچھا کہ یہ مال کس کا ہے اس نے جواب دیا کہ یہ مال حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ہے میں نے تعجب کیا کہ یہ کس طرح خلیل اللہ ہو گا اس کو مجھے دکھادو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہاری دعا قبول ہو گی وہ میں ہوں پس ایک ساعت رہو کہ ہم دو رکعات نماز پڑھیں اس نے زمین پر سر رکھ دیا اور وفات پا گیا آلات زمین سے نکلے اور اس کے لئے قبر کو کھود کر اس کو دفن کیا اس وقت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اپنے اعمال پر پشیمان ہوئے۔

اے عزیز اس قصہ سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ عابدان انبیاء علیہم السلام سے افضل ہوتے ہیں اگر کسی نے یہ عقیدہ رکھا تو کافر ہو جاتا ہے اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام اولیاء کرام سے بیالیس مرتبے میں افضل ہوتے ہیں چنانچہ اویس قرنی کی تعریف بہت ہے لیکن کوئی یہ خیال بھی نہیں کرتے کہ وہ خلفاء راشدین سے افضل ہے۔

نقل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ اے موسیٰ میں نے چند چیزوں کو چند چیزوں میں رکھ دیا ہے اگر لوگ ان کے علاوہ طلب کریں تو نہیں پائیں گے اول بزرگی کو عاجزی میں رکھا ہے وہ کبر میں طلب نہیں کر سکتے دوم تونگری کو قناعت میں چھپایا ہے اگر کوئی حرص کرے اس کو نہیں پائے گا سوم علم در طلب میں اور خالی پیٹ میں چھپایا ہے اگر کوئی پیٹ بھر کر طلب کرے نہیں پائے گا چہارم دعاؤں کی قبولیت کو پرہیز گاری میں اور لقمہ حلال میں چھپایا ہے اگر کوئی بغیر اس کے طلب کرے وہ نہیں پائے گا.

نیز یہ دعا صبح نماز کے بعد پڑھے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللھم ارزقنا من خیر الصباح و خیر المساء و خیر القضاء و خیر القدر و خیر ما جری بہ القلم اعوذ باللہ من شر الصباح و من شر المساء و من شر القضاء و من شر القدر و من شر ما جرا بہ القلم اللّٰھم انی اسألک عیشا بلا بلاء و دلیلا بلا ھواء و رزقا

بلا غناء و عملا بلا خطاء و جنة بلا حساب ورؤية بلا حجاب اللّٰهم نجنا من النار سالمين وادخلنا الجنة آمنين وتوفنا مسلمين و الحقنا بالصالحين اللّٰهم ربنا آتنا فی الدنيا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار اللّٰهم اغفرلی ولوالدی كما ربيانی صغيرا واغفر لجميع المؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات الاحياءمنهم والاموات برحمتک ياارحم الراحمين۔

دیگر: اگر کسی کو جزام وبرص کی بیماری ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس دعا کو چالیس دن تک پڑھے اور ہر روز ستر بار پڑھے:

المجيدالذی مجدنفسه تمجيدا۔

اگر چہار دن فرض اور سنت کے درمیان صبح سویرے ہر روز چالیس بار اور ایک بار سورہ فاتحہ پڑھے اور دم کرے دفع ہو گا۔

دیگر: الفاظ مبارک سید السادات شیخ المشائخ فرد زمانہ مرشد محقق شیخ علی بن قنبر علی قدس سرہ اس آیت مبارکہ کی اجازت دی ہے روغن تلخ پر دم کرے اور اس پر سات بار پڑھے اور جو صاحب جزام وبرص ہو گا وہ اس تیل کو بدن پر ملے دفع ہو گا بفرمان رب العزۃ.

آیت مبارکہ یہ ہے:

بسم الله الرحمن الرحيم۔ ففتحنا ابواب السماء بماء منهمر وفجرنا الارض عيونا فالتقی الماء علی امر قد قدر انا ارسلناک عليهم ريحا صرصرا فی يوم نحس مسمر تنزع الناس كانهم اعجاز نخل منقعر ما انزل الله من السماء من ماء فاحياء به الارض بعدموتها وبث فيها من كل دابة وتصريف الرياح والسحاب المسخر بين السماء والارض لآيات لقوم يعقلون برحمتک ياارحم الراحمين۔

دیگر: برائے دفع جملہ اقسام دانہ جو انسان کے بدن پر پیدا ہوتے ہیں اس کے لئے یہ پڑھے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم یا سامع النعم یا دافع النقم علیم جمیع الامم من العرب و العجم ادفع بلاء و أفة و عاھة و لائم من لا یخشیک فسیکفیکھم اللہ و ھو السمیع العلیم یا حی یا قیوم یا حنان یا منان یا دیان یا سبحان بسم اللہ اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر انت لا تکبر قدمات محمد ﷺ فمت دنبل بجمیع الاوجاع و الاسواع و الادوا بحق ھذہ الاسماء صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم علی خیر خلقہ محمد و آلہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

دیگر: ہر روز ایک بار پڑھے تمام آفات اور بلیلات سے خلاصی پاؤ گے وہ یہ ہے:

الھی بحرمت ابو بکر صدیق و خلافت او و بحرمت عدل عمر و صلابت او و بحرمت حیاء عثمان و سخاوت او و بحرمت علم علی و شجاعت اور و بحرمت سکاوت حسن و رتبت او و بحرمت شھادت حسین و غربت او ادفع عنی کل ھم و غم و بلاء۔

دیگر: ضروری ہے کہ دونوں جہانوں کے ضرر کے دفع کرنے کے لئے ایک ہر روز پڑھے:

اللّٰھم یا حافظ النوح فی الماء و ابراھیم فی النار و یوسف فی البیر و یونس فی الیم و محمد فی الغار احفظنی من جمیع البلاء کما حفظتھم بحق ایاک نعبد و ایاک نستعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

دیگر ضروری ہے کہ صبح و شام پڑھے اس کے پڑھنے کا بہت بڑا ثواب ہے اگر فرض و سنت کے درمیان صبح سویرے پانچ بار پڑھے ہر حاجت جو بھی ہو وہ پوری ہو گی:

اللہ اللہ اللہ اللہ العلی العظیم اللہ اللہ اللہ اللہ الاحد الصمد بحق نبی ﷺ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

اور تین بار کہو اپنی حاجت کے لئے:

یا علیم من کل علیم و یا قدیم من کل قدیم خلصنا من النار برحمتک یا ارحم الراحمین۔

دیگر برائے حاجت بارہ ہزار بار پڑھے:

یاقوی یا ولی یاملی یا وفی یاغنی اغننی۔

حکایت: کہا گیا ہے کہ اللہ کے فرشتوں میں ایک فرشتہ ایسا ہے کہ اس کے دس لاکھ سر ہیں اور ہر سر میں دس لاکھ چہرے ہیں اور ہر چہرے میں دس لاکھ منہ ہیں اور ہر منہ میں دس لاکھ زبان ہیں اور ہر زبان میں دوسرے الفاظ سے تسبیح پڑھتے ہیں خاص اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دن اس فرشتہ نے اللہ تعالیٰ سے التجاء کی کہ یارب میری طرح آپ کا دوسرا بندہ بھی ہے کہ مجھ سے زیادہ عبادت وہ کرتا ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ ایک مرد حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہو گا کہ وہ تمہاری طرح یا تم سے زیادہ عبادت کرتا ہے فرشتہ نے اجازت چاہی کہ میں اس کا دیدار کروں حکم ہوا کہ جاؤ جب وہ پہنچے آیا تو ایک دھقان کو دیکھا اس نے کہا کہ اے دھقان میں چاہتا ہوں کہ آج رات تمہارے ساتھ گزاردوں دھقان نے کہا کہ جتنا تم چاہتے ہو رہو جب رات ہوئی طعام اس کے سامنے لایا فرشتہ نے کہا کہ میں نے نذر مانا ہے کہ تین دن میں کچھ نہیں کھاؤں گا۔ پس وہ تین دن وہاں رہے جب اس نے تحقیق کی تو بغیر فرائض کے علاوہ کوئی اور چیز وہ بجا نہیں لاتا تھا لیکن صبح کی نماز کے بعد ایک ساعت وہ بیٹھتا اس کے بعد دھقان سے اس فرشتہ نے پوچھا کہ تم صبح نماز کے بعد کیا پڑھتے تھے اس نے کہا کہ میں یہ دعا دس مرتبہ پڑھتا ہوں۔

وہ دعا یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سبحان اللہ اضعاف ما سبح ویسبح جمیع خلقه کما یحب ربنا ویرضی و کما ینبغی لکرم وجه ربنا وعز جلاله والحمد للہ اضعاف ما حمده ویحمده جمیع خلقه کما یحب ربنا ویرضی و کما ینبغی لکرم رجه ربنا وعز جلاله ولا اله الا اللہ اضعاف ما هلله ویهلله جمیع خلقه کما یحب ربنا ویرضی و کما ینبغی لکرم وجه ربنا عز جلاله واللہ اکبر اضعاف ما کبره ویکبره جمیع خلقه کما یحب ربنا ویرضی و کما ینبغی لکرم وجه ربنا وعز جلاله ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم اضعاف ما مجده ویمجده جمیع

خلقه کما یحب ربنا ویرضی و کما ینبغی لکرم وجه ربنا عز جلاله وصلی اللہ علی خیر خلقه محمدوآله اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین۔

جس نے ان اسماء کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسی سال عبادت کا ثواب لکھ دے گا۔

دیگر: کہا گیا ہے کہ ایک دن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے تھے شیطان کو بھی وہاں دیکھا کہ وہ کھڑا ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے بدبخت یہ جگہ تمہاری نہیں ہے تو پھر کیوں کھڑے ہو شیطان نے کہا اے سرور کائنات میں جنت میں جاؤں گا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بہت حیران ہوئے اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام رب العالمین سے آئے کہا کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ شیطان ٹھیک کہتا ہے چاہیئے کہ وہ دعا اس سے سیکھو تو مرنے سے تیس سے پہلے میں اس سے یہ دعا فراموش کروں گا تاکہ شومیت لعنت کی وجہ سے دوزخ میں جائے۔

وہ دعا معظم ومکرم یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔یا اله البشر ویا عظیم الخطر ویا سریع الظفر ویا معروف الاثر ویا عزیز لمنّ ویا مالک یوم الدین بحق ایاک نعبد وایاک نستعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

دیگر: جو کوئی اس استغفار کو ہر روز تین بار پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو اور اس کے والدین کو بخش دے گا۔

وہ یہ ہے:

استغفر اللہ الذی لا اله الا هو الحی القیوم استعینه واستغفره واتوب الیه انه هو التواب الرحیم۔

دیگر: جو کوئی نماز فرض کے بعد ایک بار یہ آیت پڑھے بیس سالوں کی عبادت کا ثواب پائے گا:

قل رب اغفر و ارحم و انت خیر الراحمین اسناد سبع اسماء اللہ۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور انور ﷺ خاص مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کو فرمایا کہ یا علی اللہ تعالیٰ کے خاص سات نام ہیں گنج عرش میں کہ تسبیح فرشتوں آسمان اور زمین اور حاملان عرش کی ہیں۔ اور جو مؤمن مؤحد بندہ ان ناموں کو پڑھے اس کو پچیس چیزوں کی کرامت حاصل ہو گی۔

پہلی چیز یہ ہے کہ تمام آفات اور بلاء دینی اور دنیوی سے امان میں رہے گا۔

دوسری چیز یہ ہے کہ بزرگوں کی نظر میں عزیز ہو جائے گا۔

تیسری چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تابعدار ہو جائے گا۔

چوتھی چیز یہ ہے کہ بخت اور دولت اس کو نصیب ہو گا۔

پانچویں چیز یہ ہے کہ کافروں کے ساتھ جنگ میں فتح مند ہو گا۔

اور چھٹی چیز یہ ہے کہ مردوں کے صف میں سرخرو ہو گا۔

ساتویں چیز یہ ہے کہ اچانک بلاء اور ناگہانی خوف بادشاہ اور خوف دشمنوں اور تیغ براں اور تیر پراں اور آگ کی جلن اور پانی میں غرق اور حرکت ہمنشیان بد اور ظالموں کے شر سے اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے گا، یہ اسماء یاد کر لو۔

آٹھویں چیز یہ ہے کہ اس کی دعا قبول ہو گی۔

نویں چیز یہ ہے کہ اس کے تمام کام آسان ہوں گے۔

دسویں چیز یہ ہے کہ مرگ مناجات سے نہیں مرے گا۔

گیارہویں چیز یہ ہے کہ اس کی قبر جنت کے باغوں میں ہو گی۔

بارھویں چیز یہ ہے کہ سوال منکر و نکیر اس پر آسان ہو گا۔

تیرھویں چیز یہ ہے کہ نیک لوگوں کے ساتھ قبر سے اٹھے گا۔

چودھویں چیز یہ ہے کہ اس کو اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

پندرھویں چیز یہ ہے کہ عذاب دوزخ اس پر آسان ہو گا۔

سولھویں چیز یہ ہے کہ چار انبیاء رسل علیہم السلام کے برابر ملے گا۔

سترھویں چیز یہ ہے کہ وہ قاب قوسین نازنین کے لقاء سے محروم نہ ہو گا۔

اٹھارھویں چیز یہ ہے کہ قیامت کے دن اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مثل ہو گا۔

انیسویں چیز یہ ہے کہ اس پر شراباطہورا پلایا جائے گا۔

بیسویں چیز یہ ہے کہ چالیس شہیدوں اور چالیس علماء فاضل کا ثواب پائے گا۔

اکیسویں چیز یہ ہے کہ ملائک شرافت کے ساتھ اس سے ملاقات کریں گے۔

بائیسویں چیز یہ ہے کہ ستر فرشتے نور کے طبق سے اور زیورات یا کپڑوں سے کہ ہر کپڑے پر یہ نامہ لکھا ہو گا اس کی قبر پر نازل ہو گا۔

تئیسویں چیز یہ ہے کہ پل صراط پر فرق کی طرح گزرے گا۔

چوبیسویں چیز یہ ہے کہ مقرب فرشتوں کا ثواب اس کو حاصل ہو گا۔

پچیسویں چیز یہ ہے کہ آٹھ جنتوں کے دروازے اس کے لئے کھلے ہوں گے تاکہ جس دروازہ سے یہ آئے گا اجازت ہو گا۔ یا علی اگر بیمار پڑھے یا اپنے پاس رکھے شفا پائے گا اگر پہاڑ کی طرح اس پر پڑ جائے تو وہ بھی دفع ہو گا اگر غازی پڑھے تو اگر ستر دن رات کافروں سے لڑے تو اس کا ایک بال بھی قدرت الٰہی سے ضائع نہ ہو گا۔ اگر اس کی تمام فضیلت نقل کرے تو تمام زاہدان اور عابدان اپنے ہاتھوں کو زہد سے باز رکھیں گے اور اس کے پڑھنے میں مشغول ہوں گے۔

یا علی جو کوئی بھی اپنی عمر میں ایک بار پڑھے گا تمام گناہ صغیرہ وکبیرہ بخش دیئے جائیں گے اور اگر تمام گیاہ جو روئے زمین پر ہیں یہ قلم بن جائیں اور درختوں کے پتے کاغذ بن جائیں اور تمام جن وانس اس کے لکھنے پر مامور ہو جائیں تو اس کا ثواب نہیں لکھیں گے جب حضرت رسالت پناہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس جگہ پہنچے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اے جان من آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر قربان ہو جاؤں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حکم دو کہ اس کو لکھے اور صحابہ کو وصیت کرو تا کہ اس کو پڑھیں اور اس کے لکھنے میں کوتاہی نہ کریں جب وہ اس فانی دنیا سے چلے جائیں تو اس کے ساتھ قبر میں رکھ دیں تا کہ اس کی ہڈیاں برہنہ نہ ہو جائیں اور اس کا بند بند سے الگ نہ ہو جائے اور نور کے مشعل اس کی قبر میں روشن ہوں اس کی وصیت کیا حضور انور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جو کوئی اس میں شک کرے وہ کافر ہو گا۔ اس دعا کے اسناد بہت ہیں یہ مختصر عرض کیا گیا۔ اسم اول ضروری ہے کہ ہر اسم سے پہلے بسم اللہ پڑھے:

اللّٰھم یا جلیل تجللت بالجلال و الجلال فی جلال جلالک یا جلیل یا دائم المقبول و یا منعم المنصور یا من لا الہ الا انت یا احکم الحاکمین۔

دوسرا اسم:

اللّٰھم یا لطیف باوصاف کمالہ باللطائف و اللطائف فی لطافۃ لطافتک یا لطیف انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسی مصدقا لما بین یدیہ یھدی الی الحق و الی طریق مستقیم یا خیر الرازقین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

تیسرا اسم:

اللّٰھم یا سمیع البرھان و لقد صرفنا الیک من الجن یسمعون القرآن تسمعت بالسمع فی سمعک یا سمیع و الذین أمنوا و عملوا الصالحات أمنوا بما نزل علی محمد و ھو الحق الیقین یا احسن الخالقین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

چوتھا اسم:

اللّٰھم یا معز من الذل یا علیم العظیم تعظمت بالعظمة و العظمة فی عظمة عظمتک یا عظیم انه لا اله الا الله و استغفرلی و للمؤمنین و المؤمنات و الله یعلم و انتم لا تعلمون و یا خیر الناصرین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

پانچواں اسم:

اللّٰھم یا رحیم ترحمت بالرحمة و الرحمة فی رحمة رحمتک یا رحیم یا حفیظ تحفظت بالحفظ و الحفظ فی حفظ حفظک یا حفیظ الصادقین یا منعم الحافظین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

چھٹا اسم:

اللّٰھم یا کریم تکرمت بالکرامة و الکرامة فی کرامة کرامتک یا کریم ان الله یعلم غیب السماوات الارض و الله بصیر بما یعملون یا اصدق الصادقین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

ساتواں اسم:

اللّٰھم یا غفور تغفرت بالمغفرة و المغفرة فی مغفرة مغفرتک یا غفور لم یلد و لم یولد و لم یکن له کفوا احد برحمتک یا ارحم الراحمین۔

دیگر: یہ بزرگ دعا ہے جس نیت سے بھی پڑھی جائے اللہ تعالیٰ تمام حاجات و مہمات دینی و دنیاوی پوری فرمائے گا اس کا رزق فراخ ہو گا اور اس کا انجام خیر کے ساتھ ہو گا دشمن اس کے زیر ہوں گے۔

وہ یہ ہے:

بسم الله الرحمن الرحیم۔ یا ذا العرش العظیم و الملک القدیم و الصراط المستقیم یا مرسل الریاح و یا ذا الجود و السماح یا الله یا رحمان یا رحیم یا احد یا صمد یا حیّ یا قیوم یا فرد یا

وتر یا ذا الجلال والاکرام ارحم ذلتی وانفرادی وخضوعی بین یدیک وتضرعی الیک سھل علی کل عسیر وامنع عنی شر کل ظالم من أفة وعاھة ومرض وشدة وبلاء یا سبوح یا قدوس رب الملائکة والروح برحمتک یاارحم الراحمین۔

دیگر: دینی ودنیاوی حاجات کے لئے تیر بہدف عمل امام حماد الدین یونس سجاوندی قدس سرہ نے روایت کیاہے کہ جس کو کوئی مہم پیش آئے تو اس دعا کو لکھے اور جاری پانی یں ڈال دے اگر اس ہفتہ میں اس کا کام حاصل نہ ہوا تو قیامت کے دن میرا دامن پکڑے اور مجھ سے جھگڑے: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔بسم اللہ الملک الحق المبین من العبد الذلیل الی المولی الجلیل مسنی الضر وانت ارحم الراحمین۔

دیگر: جو شخص صبح سویرے سو بار یہ دعا پڑھے اور پڑھنے کے درمیان بات نہ کرے تو اسباب دینی اور دنیاوی اس کا اللہ تعالیٰ پیدا کرے گا۔اور اس کا کام بن جائے گا:

یا مسبب الاسباب یا مفتح الابواب ویا مقلب القلوب والابصار یا دلیل المتحیرین یا غیاث المستغیثین توکلت علیک وفوضت امری الیک لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

دیگر: روایت ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ ہزار بار اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا تھا لیکن وہ یہ کہتے کہ اے میرے رب مجھے نزدیکی کا راستہ دکھادے تو یہ جواب سنا کہ کہو:

سبحان الذی الاذلی الاذل سبحان اللہ الابدی الابد سبحان اللہ الواحد الاحد سبحان اللہ الفرد الصمد سبحان اللہ الذی رافع السماوات بغیر عمد سبحان اللہ الذی لم یتخذ صاحبة ولا ولدا سبحان اللہ الذی لم یلدو لم یولد و لم یکن لہ کفوا احد۔

دیگر: دعاعہد نامہ کے متعلق یہ ذکر ہے کہ اگر اس کو قبر میں اپنے ساتھ رکھے تو منکر ونکیر جب یہ لکھا ہوا دیکھیں گے تو اس سے نہیں پوچھیں گے اور عہد نامہ حضور انور ﷺ اپنے ساتھ رکھتے تھے اس کے اسناد بہت ہیں دوسری جگہ پڑھ سکتے ہو:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یا فاطر السماوات والارض عالم الغیب والشھادۃ ھو الرحمان الرحیم اللّٰھم انی اعھد الیک فی ھذہ الحیاۃ الدنیا بانی اشھد ان لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک وان محمدا عبدک ورسولک فلا تکلنی الی نفسی فانک ان تکلنی الیھا تقربنی من الشر وتباعدنی من الخیر فانی لا اشتق الا برحمتک فاجعل لی عندک عھدا حتی توفیتہ الی یوم القیامۃ فانک لا تخلف المیعاد یا اللہ یا اللہ یا اللہ برحمتک یا ارحم الراحمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین۔

دیگر: دعا حبیبہ کا بھی بہت ثواب ہے اگر ہر دعا کے اسناد کو میں ذکر کروں تو اس مختصر جگہ میں گنجائش نہیں ہے:

بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ اللّٰھم بارک علینا وادفع عنا بلاء نا یا رؤف لبیک وارحم لبیک واشفع لبیک وان اللہ یبعث من فی القبور جمیعا لبیک وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

دیگر: جو کوئی اس دعا کو تین بار پڑھے اگرچہ اس کی تقدیر کا وقت پہنچ چکا ہو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی عمر زیادہ ہوگی۔ اگر بیمار پر چہار بار پڑھ کر دم کیا جائے شفا پائے گا۔

دعا یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ القدیم ازلی یزیل العلل وھو قدیم ازلی بالازلیۃ لم یزل ولا یزال برحمتک یا ارحم الراحمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین۔

دیگر: جو کوئی ایک ہزار بار اس دعا کو پڑھے کسی حاجت کے لئے اس کی تمام حاجات پوری ہوں گی:

سبحان اللہ القادر والقاھر والکافی مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین۔

دیگر: جب نیا ماہ دیکھے تو گیارہ بار یہ دعا پڑھے الباسطُ ہاتھ کی انگلیوں پر پڑھے اور پھر آنکھوں پر ملے تو رزق کی کشائش وہاں سے ملے گی جہاں تمہارا وہم وخیال بھی نہ ہو گا۔ اس طرح ماہ ابتداء میں

جب دیکھے تو اس وقت سورہ فاتحہ چار بار پڑھے اور سورہ قدر چہار بار پڑھے اور دس بار سوہ اخلاص اور دس بار درود شریف پڑھے تو اس کا بہت زیادہ ثواب ہے وہ تمام مہینہ خوشی سے گزرے گا۔

دیگر: برائے حاجت صبح کے وقت بارہ بار الباسطُ اور گیارہ بار یا رحیم پڑھے اور ایک بار یا رحیم برحمتک یاارحم الراحمین پڑھے، تو وہ حاجت پوری ہو گی۔

دیگر: برائے حاجات ان اسماء کو اس ترتیب سے پڑھے تو وہ حاجت پوری ہو گی پہلے آٹھ بار یا متین یا ذاالجلال و الاکرام برحمتک یاارحم الراحمین پڑھے۔

دیگر: برائے مہمات دوجہانی اس دعا کو سات مرتبہ پانی پر پڑھے اور سرخ لوٹا میں ڈال دے اور اس پانی کو اس طرح جوش جو علت بھی ہو وہ دفع ہو گا:

بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ لا الہ الا اللہ العلی العظیم لا الہ الا اللہ الحی القیوم لا الہ الا اللہ الواسع الرحیم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ لا الہ الا اللہ مالک یوم الدین بحق ایاک نعبدو ایاک نستعین اللّٰھم صل علی النبی الامی برحمتک یاارحم الراحمین۔

دیگر: دُر مجالس میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ ملاحوں نے دریائے عمان میں کشتی چلا رہے تھے اچانک دریا سے ایک آواز آئی کہ مجھے سو درم دو تا کہ میں تجھے کوئی چیز سکھا دوں کہ وہ تمہارے لئے دونوں جہانوں میں کافی ہو گی اس طرح چند بار یہ آواز آئی پھر ایک جوان متوکل درمیان میں نمودار ہوا اس کے پاس سو درم ہمیانی تھی اسے پانی میں ڈال دیا پھر وہ آواز صادر ہوئی اور کہا کہ کہو:

بسم اللہ الرحمن الرحیم سیکھو جو میں کہتا ہوں: وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا (۲) وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا (الطلاق ۳) جب اس نے سیکھا تو کشتی والوں نے اس وقت اس کو ملامت کرنا شروع کیا اسی حال میں باد مخالف شروع ہوئی اور کشتی کو توڑا اور وہ جوان ایک تختہ پر رہ گیا اور تختہ جزیرہ کی طرف گیا اس

جزیرہ میں یہ اتر آیا اس نے دیکھا کہ ایک لڑکی بھوکی اور پیاسی اس جزیرہ میں بیٹھی تھی اس لڑکی سے حال پوچھا گیا تو اس لڑکی نے کہا کہ میرا والد سوداگر تجار تھا اور میرے ساتھ وہ بہت محبت کرتا تھا وہ چاہتا تھا کہ مجھے سفر پر لے جائے اور یہ تیسرا دن ہے کہ کشتی ٹوٹی اور مجھے یہاں پہنچایا تو میں اپنے والد سے کوئی خبر نہیں رکھتی جوان نے کہا کہ ان دنوں میں اس علاقہ میں کسی کشتی کا گزر ہوا یا نہ اس نے جواب دیا کہ کشتیوں کا اس طرف گزر ہے چنانچہ چند کشتیاں آئیں جب میں چاہتی کہ فریاد کروں تو کشتی کی اور میرے درمیان ایک پہاڑ نمودار ہوتا تو وہ کشتی دور چلی جاتی پھر میں اس کو نہیں دیکھتی اور میں ان کے درمیان صدف جمع کرتی اور اس میں مشغول رہتی اور اپنے دل کو میں تسلی دیتی تھی اچانک کشتی پیدا ہوئی جب فریاد کی پھر وہی پہاڑ نمودار ہوا جب اس آیت شریف کو پڑھا تو صرف پڑھے سے وہ پہاڑ ناچیز ہوا اور باد کشتی کو جزیرہ کے قریب لے آئی جب فریاد شروع کی تو ملاحوں نے ان دونوں کو سوار کیا اور وہی صدف جو اس لڑکی نے جمع کیا تھا اپنے ساتھ لے گئی جب خشکی پر پہنچے دونوں نے بصرہ کی طرف رجوع کیا کہ اس لڑکی کا وطن وملک وہ تھا جب وہ شہر میں داخل ہوئے تو تمام شہر پُر آشوب و غوغا میں تھا پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے انہوں نے کہا کہ اس شہر کے سردار سوداگر تھا وہ تجارت کرتا تھا اس کی ایک لڑکی تھی اور ہر سفر میں وہ اپنے ساتھ لے جاتے دریائے عمان میں جب وہ پہنچے تو کشتی ٹوٹی اور وہ لڑکی غرق ہوئی اور وہ آدمی ایک تختہ پر بچ گیا اپنے گھر پہنچا اس جوان نے کہا کہ اس لڑکی کو میں لایا ہوں تو یہ بات سوداگر کو پہنچی تو اس کے والد اور والدہ پابرہنہ باہر آئے اور لڑکی کو اپنے گھر لے گئے اور جوان کے لئے بھی ایک جگہ معین کی اور ہر قسم نعمتوں سے نوازا اور اس کا احسان اپنے آپ پر مان لیا جب چند دن گزر گئے تو اس لڑکی کے والدین اس پر متفق ہوئے کہ لڑکی جوان سے کس طرح خلاصی پائے گی انہوں نے نکاح کی بات لڑکی سے کی جب اس کی والدہ نے لڑکی

سے اس جوان کے متعلق پوچھا لڑکی نے قسم کھائی کہ اے ماں! میں نے اس جوان سے کوئی دوسرا پارسا نہیں دیکھا ہے کہ ہر وقت بہن کے علاوہ کوئی اور لفظ سے مجھے یاد نہ کیا جب انہوں نے یہ سنا تو اس کے متعلق ان کا اعتقاد اور زیادہ مضبوط ہوا دونوں کا ایک دوسرے سے نکاح کیا ایک دن میاں بیوی دونوں بیٹھے تھے اس صدف سے کھیلتے تھے انہوں نے کہا کہ ان صدف کو توڑو اور دیکھو کہ ان کے درمیان کیڑا کس طرح ہوتا ہے جب توڑا تو ہر ایک میں گوہر تھا جس طرح چراغ شب میں ہوتا ہے کہ تمام جگہ روشن کرتا ہے اور ہر گوہر تمام عالم کے برابر قیمت رکھتا تھا یہ تمام برکات اس آیت مبارکہ کے سبب سے تھا کہ وہ اس درجہ تک پہنچے اگر کسی کی کوئی حاجت ہو تو تین بار درود و تین بار کلمہ تمجید اور تین بار یہ آیت کریمہ پڑھے اور آسمان کی طرف پھونکے بے شک اس کی حاجت پوری ہو گی۔

دیگر: نقل ہے کہ گوشت اور پوست حافظ قرآن کا ہر گز ریزہ نہیں ہوتا اور اس کی ہڈیاں بھی ریزہ نہیں ہوتیں تو اگر تمام کلام اللہ یاد نہ ہو تو چاہیئے کہ سوررہ یوسف کو یاد کرلے تو بھی یہی حکم رکھتا ہے کہ اس کے گوشت و پوست وہڈیاں ریزہ نہیں ہوں گے۔

دیگر: اگر اس آیت کریمہ کو یاد کرلے اس کو عذاب نہ ہو گا۔ کہا گیا ہے کہ ایک بزرگ کا ایک مرید تھا وہ وفات پا گیا ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ وہ کس حال میں ہو گا شیخ نے کہا کہ فلاں کس نیک بختوں میں سے ہے اس کے لئے ڈر نہیں ہے مریدوں نے پوچھا کہ تمہیں کیا پتہ ہے شیخ نے فرمایا کہ میں نے حدیث شریف میں دیکھا ہے کہ اس آیت کریمہ کے حافظ کو عذاب نہ ہو گا۔

اور یہ آخر سورہ عمران میں ہے:

ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُعَاسًا يَغْشَى طَائِفَةً مِنْكُمْ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ يُخْفُونَ

فِي أَنْفُسِهِمْ مَا لَا يُبْدُونَ لَکَ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَا قُتِلْنَا هَاهُنَا قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَى مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (آل عمران ۱۵۴)

ترجمہ: پھر تم پر غم کے بعد چین کی نیند اُتاری کہ تمہاری ایک جماعت کو گھیرے تھی اور ایک گروہ کو اپنی جان کی پڑی تھی اللہ پر بے جا گمان کرتے تھے جاہلیت کے سے گمان کہتے کیا اس کام میں کچھ ہمارا بھی اختیار ہے؟ تم فرمادو کہ اختیار تو سارا اللہ کا ہے اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں جو تم پر ظاہر نہیں کرتے کہتے ہیں ہمارا کچھ بس ہوتا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے تم فرمادو کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے جب بھی جن کا مارا جانا لکھا جاچکا تھا اپنی قتل گاہوں تک نکل کر آتے اور اس لئے کہ اللہ تمہارے سینوں کی بات آزمائے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے کھول دے اور اللہ دلوں کی بات جانتا ہے۔،، دیگر: جو بھی اس آیت کریمہ کو یاد کرے اس کا بہت زیادہ ثواب ہے۔

وہ یہ ہے:

وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ (آل عمران ۷)

ترجمہ: اور پختہ علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے۔

دیگر: اس آیت کریمہ میں چند مرسل پیغمبروں کا ذکر ہے جو بھی اس آیت کو زیادہ پڑھے تو اس کا حشر ان انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوگا۔

وہ آیت شریف یہ ہے:

وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَى قَوْمِهِ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَنْ نَشَاءُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ (۸۳) وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ

وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَى وَهَارُونَ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ (۸۴) وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَى وَعِيسَى وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِنَ الصَّالِحِينَ (۸۵) وَإِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ (۸۶) وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (الأنعام۸۷)

اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم پر عطا فرمائی ہم جسے چاہیں درجوں بلند کریں بے شک تمہارارب علم وحکمت والا ہے اور ہم نے انہیں اسحٰق اور یعقوب عطا کئے ان سب کو ہم نے راہ دکھائی اور ان سے پہلے نوح کوراہ دکھائی اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکوکاروں کو اور زکریا اور یحیٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو یہ سب ہمارے قرب کے لائق ہیں اور اسمٰعیل اور یسع اور یونس اور لوط کو اور ہم نے ہر ایک کو اس کے وقت میں سب پر فضیلت دی اور کچھ ان کے باپ دادا اور اولاد اور بھائیوں میں سے بعض کو اور ہم نے انہیں چن لیا اور سیدھی راہ دکھائی۔تک ہے۔

دیگر: عید الفطر کے بعد سے عید الاضحیٰ تک سورہ فجر ایک صبح سویرے پڑھے اس کا بہت زیادہ ثواب ہے۔اگر فجر کی نماز میں پڑھے تو زیادہ بہتر ہے تمام اہل بہشت کے لئے ثواب حاصل ہوگا۔

بیان افسون برائے سرخ باد: حدیث شریف میں ہے کہ ایک دن حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ افسون حرام ہے ایک ان میں سے اٹھا اور کہا کہ یارسول اللہ ﷺ کہ میں سانپ گزیدہ کا دم جانتا ہوں میں نے چھوڑ دیا تو حضور انور ﷺ نے فرمایا: ان استطاع احد منکم ان ینفع اخاہ فلیفعل۔ اگر تم میں جتنی طاقت ہو کہ اپنے بھائی کو فائدہ پہنچاؤ تو وہ اپنے بھائی کو فائدہ پہنچائے۔

نتیجۃ الانوار میں لکھا ہے کہ سرخ کے ہزارہا اقسام ہیں اور ہزاروں کے لئے کوئی دوائی نہیں ہے ہزاروں کے لئے یہ دم درکار ہے کہ مشائخ کبار نے فرمایا ہے کہ بے شک وہ دفع ہوگا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔سلام علیٰ موسیٰ وھارون سَلٰمٌ عَلَیکُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوھَا خٰلِدِیْنَ اخرج باذن الرحمان یا سرخ باد اخرج باذن الرحمان یا سیاہ باد اخرج باذن الرحمان یا سفید باد اخرج باذن الرحمان یا زرد باد اخرج باذن الرحمان یا سبز باد اخرج باذن الرحمان یا خام باد اخرج باذن الرحمان یا پلید باد اخرج باذن الرحمان یا ھفت رنگ باد اخرج باذن الرحمان یا ھمه باد بحق وننزل من القرآن ما ھو شفاء ورحمة للمؤمنین ولا یزید الظالمین الا خسارا وبھرمة جلاله وجماله واعز کبریائه اخرج باذن الرحمن وبحرمة تورات موسیٰ وانجیل عیسیٰ وزبور داؤد وفرقان محمد ﷺ وبحرمة طه ویٰسٓ دفع شو بفرمان خدائی تعالیٰ وبحرمت لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ بحق اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر کل ما خلق ومن شر ھامة ومن شر کل عین ولامة بحق اھیّا شر اھیا اذونی اخباؤث یا غافر یا غفور یا غفار دفع شو بفرمان لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

ایضاافسون دیگر: سرخ باد اور اگر سر درد ہو وہ کپڑا جو کسی نے پہنا نہ ہو اور نہ دانتوں سے پکڑا ہو اس پر پڑھے اور وہ پانی میں ڈال دو اور وہ پانی چادر پر ڈالو اس کے ناک میں ڈال دو درد سر دفع ہو جائے گا اور سرخ باد کے لئے پانچ وقت پڑھو وہ یہ ہے:

البر سرخ بیامد آب سرخ ببارید گیاہ سرخ بروئید بُز سرخ بیامد گیاہ سرخ را بجرید قصاب سرخ بیامد کارد سرخ را بیاورد گلو سرخ بزرا برید این سرخ باد آن سرخ باد ہمہ بادہا دفع شوند بحرمت زبور داؤد و تورات موسیٰ وانجیل عیسیٰ وفرقان محمد ﷺ برحمتک یاارحم الراحمین۔

ایضاً افسون برائے سرخ باد: پانچ اوقات پڑھنے سے دفع ہو گا:

بسم اللہ کم بلا بسم اللہ کمتر بلا بسم اللہ شافی بسم اللہ کافی سرخ باد سوختہ باد ہر باد ہفتاد ودو فریق باد بیرون شوی بیرون شوی باز نشوی بحق سلیمان پیغمبر بن داؤد علیہما السلام برحمتک یاارحم الراحمین۔

دیگر: نقل ہے کہ ایک دن حضرت رسول کریم ﷺ پانی کے کنارہ پر پہنچے جب مسح کا وقت پورا ہو چکا تھا تو موزہ کو نکالا اور وہاں نیا وضو خانہ بنایا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اس کے ساتھ تھا اچانک ایک کوا ہوا سے نیچے آیا اور موزہ مبارک کو اپنی چونچ میں پکڑا اور اوپر لے گیا موزہ میں سانپ تھا وہ نیچے گر گیا حضرت عبد اللہ نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ کہ اگر یہ کوا اس موزے کو اوپر نہ لے جاتا تو سانپ آپ کے اندام مبارک کو تکلیف دیتا حضور انور ﷺ نے فرمایا وہ نہیں کر سکتا اس لئے کہ مجھے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اس دعا کو تین بار پڑھے کوئی سانپ و بچھو اور شیر و پلنگ وغیرہ ذالک اس کو کوئی تکلیف نہیں پہنچائے گا۔

وہ دعا یہ ہے:

اللّٰھم انی اعوذ بک من یمشی علی بطنہ و من شر من یمشی علی رجلین و من شر من یمشی علی اربع ان اللہ یخلق مایشاء و اللہ علی کل شیء قدر۔

دیگر: کہا گیا ہے کہ ایک آدمی کے گھر میں آگ لگ گئی تمام کتب خانہ جل گیا بلکہ کلام اللہ بھی جل گیا مگر وہ ایک سطر جس پر وہ آیت کریمہ لکھا ہوا تھا وہ رہ گیا تھا کہ پڑھنے والا اور اپنے پاس رکھنے والا بلکہ اس آیت کو دیکھنے والا تمام آفات اور بلیلات سے محفوظ رہے گا۔

وہ آیت مبارکہ یہ ہے:

نَصْرٌ مِنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِینَ (الصف ۱۳) فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَھُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِینَ (یوسف ۶۴)

دیگر کہا گیا ہے برائے جملہ حاجات دونوں جہانوں کی پوری ہوگی وہ یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الھٰی بحرمة طه ومن تلاھا الھٰی بحرمة یٰسٓ ومن قرأھا الھٰی بحرمة مكة ومن بناھا برحمتک یاارحم الراحمین۔

دیگر کہا گیا ہے کہ دوزخ کے انیس دروازے ہیں جو کہ اخلاص سے پڑھے بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ انیس دروازے ان انیس حروف کی برکت سے اس کے لئے بند ہو جائیں گے۔

اور اگر تسمیہ کے بعد اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے تو شیطان رمہ بھیڑیوں کے ریوڑ کی طرح ظاہر و باطن سے بھاگ جائے گا۔

دیگر یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ تمام حروف بغیر نقطہ کے ہیں پس اس کلمہ کا پڑھنے والا پر کوئی گناہ نہیں بچے گا نقطہ کی مثل یا مانند بھی نہیں بچے گا۔

دیگر دعا حفظ ایمان ہر بندہ پر لازم ہے کہ یاد کرے اور بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر یہ یاد نہ ہو تو کفر کا ڈر ہے۔

وہ دعا یہ ہے:

لا الہ الا اللہ الحی القیوم لا الہ الا اللہ الواسع الرحیم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

دیگر جو کوئی ہر روز پڑھے دنیا سے ایمان کے ساتھ رخصت ہوگا:

اللّٰھم یاولی الاسلام واھلہ سکنا بالایمان حتی تلقاک بہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

دیگر جو کوئی یہ درود ایک بار پڑھے تو ایک لاکھ درودوں کا ثواب پائے گا:

اللّٰھم صل علی محمد بعدد انفاس المخلوقات وصل علی محمد بعدد اشعار الموجودات وصل علی محمد بعدد سواکن الارضین والسماوات وصل علی محمد حروف اللوح والدعوات وصل علی محمد بعدد کل المعدودات والمعلومات من اول ازلہ واوسط حشرہ واخر بقائہ والہ الطیبین الطاھرین برحمتک یاارحم الراحمین۔

دیگر جس کا کوئی کام بندھا ہوا ہو تو اس ک لئے چاہیئے کہ اس اسم کو مکرر پڑھے یا فتّاحُ فی کام فی الھال کشادہ ہو جائے گا۔ دیگر جو کوئی اس درود کو ایک بار پڑھے ہزار درودوں کا ثواب اس کو حاصل ہو گا: اللّٰھم صل علی محمد بعدد ما احاط بہ علمک وما جری بہ قلمک وما نفذت بہ قدرتک ومشیتک۔

دیگر: دانہ کے لئے افسون ہے جو حلق میں پیدا ہوتا ہے کہ اس کو ہندی میں گاہٹی کہتا ہے اور اس شخص کے منہ سے سخت بدبو نکلتا ہے۔ کہ ایک بانس کا نل لے کر اس کا ایک سر تم پکڑو اور دوسرا سر بیمار کے منہ میں رکھ دو اور یہ افسون اس پر پڑھے تو وہ صحت مند ہو جائے گا۔

افسون ہندی یہ ہے:

سکل سراھن تسکا چوک تسکا کوئے تنہ بوجھی لوک سگن ھارا کرسی بھوک جب ارباوی سر پر مہوک دمل گلتی جاوی سوک تسکی اوپر پڑھ پھوک۔

دیگر یہ افسون بلفظ ہندی ہے اور بہت خاصیت رکھتا ہے چنانچہ اگر ژالہ ہو تو غربال میں وہ خاکستر ڈالے اور یہ افسون اس پر پڑھے اور وہ غربال لے کر اولوں پر ڈالے وہ فوراً دفع ہو گا اور یہ تمام دانوں کے لئے کافی ہے کہ اس کا حساب نہیں ہے۔

اور یہ افسون از گفتار شیخ یحیٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اس طریقہ سے پڑھے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ افسون شیخ یحییٰ منیری قدس سرہ تیس گر دیوتا چوراسی سرش جوگنی ہشت کالی ناگ ہرسی سکت پھجن دیودان بھون پلید

راکھن جان بنان کیتا کراوالا کاوادیناواوامونڈ کو دپیت سر ب آگ کر ھکنڈ پاکا قھر
کا دریا کوت پلیدن بیک منتر بیک صاحب کنجای دھائی انکا کار کس آیات
بجرتاب سہ سرا باجل بھوند تھومی بلای جا بجرا ک بجر کوار
بجر موندر س دیوار رکت دحت رکت دحت رکت پت پنجی تا بسبح متریان بکیاوان
رکن پکن پال چام ماس لھوھد کر ھبا کلی منکریت اون کنت جب جب کرنت ت
ت مرنت الت بیداٹھی ویرہ پرنت دوھائی سلیمان بن داود دھائی جن ھس جوراند
جومید جن سجر س جاہ جاہ پاف جن پر س سارات درم ک پا
چاسد سیخز کروک سکت شیخ یحییٰ کی بھگت بھید کس مھی بھت کال
ھنس نرےلیے راھی سمندری ستر بند ساری بھس بری نریس ھووی سریرہ۔

ایضاً اگر کسی پر باد نے اثر کیا ہو اور اس اندام پر درد ہو یا سر درد ہو یا کسی کو سانپ نے ڈس دیا ہو یا
پیٹ میں درد ہو یا کان ودانتوں میں درد ہو یا کسی کا دل کھینچا ہوا ہو اس آدھی پر پڑھا جائے اس کا دل
واپس آئے گا اور تمام علتوں کے لئے پڑھے اس افسون مذکورہ سے تمام علت دفع ہو جائیں گے۔ دیگر
اگر کسی کو سانپ نے ڈس دیا ہو اور وہاں کوئی دم ڈالنے والا نہ ہو پھر زہر اس اپنی جگہ پر آئے گا تو
ضروری ہے کہ اوپر اس جگہ کا اس افسون کو مٹی پر دم کر کے اور اسی جگہ کو باندھے یعنی وہ مٹی اس کے
ارد گرد ملے تو زہر وہاں سے نہیں جائے گا۔

لوہ سنکر مجر مونکرا کر دین کھا وجو سنک جو کرجوبی باسکھراولینوا دھول
دھغیو بندا برھندا سری کل سری پری ترھندی سری انبرت کند
میری ٹھانک ٹھاینی دیس۔

اس قسم کے افسون ہندی میں بہت ہیں اگر کوئی اس کو نہیں پڑھ سکتے تو اس لئے میں نے ترک کیا اور یہ افسون بہت زیادہ مجرب ہیں اس لئے میں نے یہاں ذکر کئے مگر بعض عالموں نے پڑھے اور اکثر مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہنچے۔ دیگر بزرگواروں نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی اس دعا کو صبح سویرے بعد نماز تین بار پڑھے اگر اس کی عمر ایک سو بیس سال نہ ہو جائے تو قیامت کے دن مجھے میرے دامن سے پکڑے وہ دعا یہ ہے:

لا الہ الا اللہ بعزتک وقدرتک لا الہ الا اللہ بحقک ورحمتک لا الہ الا اللہ خرج ھمی وغمی۔

دیگر اگر اس دعا کو ہر نماز کے بعد پڑھے تو مستجاب ہو گا اور ان لوگوں کے ساتھ اس کا حشر ہو گا جو کہاں ذکر ہو گا۔

وہ دعا یہ کھے: اللّٰھم اجعل دیننا دین النبیین و ایماننا ایمان المؤمنین و اسلامنا اسلام المسلمین و الوتنا صلوٰۃ الخاشعین و رکوعنا رکوع المتواضعین و سجودنا سجود الخائفین و تشھدنا تشھد الملائکۃ المقربین و نیاتنا نیات الفائزین و اعمالنا اعمال الصالحین و ذنوبنا ذنوب المستغفرین فاللہ خیر حافظا و ھو ارحم الراحمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

ایجاد اس کے لئے مراتب احدیت اور ایجاد تمام ممکنات:

قال اللہ تعالی یخلق ما یشاء و اللہ علی کل شیء قدیر۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے پیدا کرتا ہے جو چاہے اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

قال علیہ الصلوٰۃ و السلام: کان اللہ و لم یکن معہ شیء و ھو الان کما کان۔

اللہ تعالیٰ موجود تھا اور اس کے ساتھ کوئی نہیں تھا اور وہ اب اسی طرح ہے جس طرح تھا۔

تنبیہ ابو اللیث سمرقندی میں لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور کسی نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ: این کان ربنا قبل ایجاد

السماوات والارض قال علیہ السلام کان فی العماء لاتحتہ ولافوقہ ھواء اختلفوا فی العماء۔
ہمارا رب آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش سے پہلے کہاں تھا حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ عماء میں تھا کہ اس کے نیچے اور اوپر ہوا بھی نہیں تھا عماء میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ عماء کو کوری کہا ہے کہ عقل واہام اس کے کنہہ حقیقت سے بجز کوری نصیب نہیں رکھتا۔ کور فارسی میں اندھے کو کہا جاتا ہے
حضور ﷺ کا قول ہے:

ماتعلم تقل و مالم تعلم تکل۔

جو تم جانتے ہو اس کو کہو اور جو نہیں جانتے اس سے گنگ رہو۔
یہ قول نجات کے قریب ہے تا کہ عام لوگ گمراہی میں نہ پڑ جائیں اور صوفیاء نے فرمایا ہے کہ عماء بادل کو کہا جاتا ہے تو اس سے مراد بادل باریک ہے کہ تھوڑا قرص سورج کو لپیٹ میں رکھا ہو اور ان مراتب کو وحدت یعنی جلال و جمال ہر دو دونوں مصارمت رکھتا ہو جمال احدیت کے طریقہ سے کہ اس کو بخت و سازج و صرف غیب الغیوب وازل الازال نام ہیں۔
اس لحاظ سے کہا جاتا ہے کہ واجب تعالیٰ ازل الازال اور قدیم الاقدام تھا کہ یقین وحدت بھی اس پر تھا تمام محبت و میل وحدت کو نزول کیا کہ احدیت کو ذات صرف سازج کہتا ہے کہ تمام اسماء اگرچہ قدیم ہیں لیکن پوچھنے پر اس کی نشان کوئی نہیں کہہ سکتا
یہ عراقی فرماتے ہیں:

بحق آں کہ تو نامے نداری
بہــــر نامے کہ داری ســـــر برآری

اس نام کے وسیلہ سے کہ تم نام نہیں رکھتے ہر نام کہ تم رکھتے ہو اس نام سے تم اس کے سنتے ہو۔

اور وحدت کی ذات فاقتضاء صفات اور حقائق ایمان نام ہے وہاں دوسرا مصرعہ عمل میں لایا جاتا ہے یعنی ہر نام کہ آپ کا ہے آپ اس پر توجہ کرتا ہے۔

چنانچہ تفسیر جواہر افغانی میں لکھا ہے:

التصادیت الجلال و الجمال تیو لا حقیقۃ الایمان۔

مصادمت جلال وجمال حقیقت الایمان ہے۔

وحدت پہلا تجلی اور مجمل ہے اور وحدت سے تمام اسماء وصفات تنزل مراتب واحدیت کے کیا اس کو تجلی ثانی اور مفصل کہا جاتا ہے۔ ہر اسم اقتضاء اپنا تقاضا کرتا ہے چنانچہ خالق مخلوق ملے وہ چاہتا تھا کہ کائنات کو پیدا کرے اور رب صفت اپنے ربوبیت کا تقاضا کرتا ہے کہ متقی لوگ کا پروردگار کا تقاضا کرتا ہے اور مؤمن ایمان کا اور ہادی ہدایت کا وغیرہ ذالک صفات باری تعالیٰ میں سے کہ وحدت حقیقت ایمان ہے اور اس سے ارادہ ایمان کا مطلب نکلتا ہے اور مؤمن کہ المؤمن مراۃ المؤمن۔ مؤمن، مؤمن کا آئینہ ہے اس قبیلہ سے ہے اور یہاں ایک بات کا ذکر کرتا ہوں کہ حضرت رسالت مآب ﷺ نے فرمایا ہے کہ:اتقوا من فراسۃ المؤمن فانه ینظر بنور اللہ۔ فراستِ مؤمن سے بچو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ مراد یہ نور ہے اور نور اسے کہا جاتا ہے کہ دوسرا دیکھ لے چنانچہ معلومات باطن میں دیکھ سکتے ہیں اور ہماری معلومات اس کا ثبوت ہے اور فتد ہونا اس کا تقاضاء ہے اور یہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت رسالت پناہ خدا کے نور سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ نور نور مخلوق ہے اور یہ قول فقہ والوں کا ہے۔ اور صوفیاء کرام مراتب واحدیت میں تین مراتب بتاتے ہیں۔ ایک علم دوسرا نور تیسرا شہود ہیں یعنی چنانچہ وحدت اسم اللہ کے مراتب ہیں۔ کہ تمام اسماء وصفات کا تعلق اس کے ساتھ ہے جب ان مراتب تک پہنچے تو تمام اسماء متکاثرہ اور متعددہ کا تعلق علم کے ساتھ ہے اور نور و شہود اس کے دو نام ہیں کہ معلومات مراتب احدیت میں معلوم اور معدوم

ہیں ان مراتب میں علم معلوم اور مفہوم ہوا یعنی ممکنات میں چنان اور چنین کیا جاتا ہے چنانچہ عزم باطن قصد کرنے والے کو کہا جاتا ہے اور ان مراتب کو ثابت بھی کہا جاتا ہے یعنی اگرچہ ثبوت قدیمی تھا لیکن ان مراتب میں خود بخود دیکھا جاتا ہے اور مقید کیا کہ ازل سے ابد تک چیونٹی کا پاؤں اس سے کم و بیش نہیں ہوتا جب تمام چیزوں کا اصل ثابت کیا گیا اور جمع کیا گیا اور جمع کیا یعنی باطنی علم کو ظاہری علم کے ساتھ اور جزو کل ایک مراتب میں معین دیکھا گیا اس کو توحید اور صور خانہ وحدت اور حقائق کیانی وغیرہ ذالک کے نام رکھے گئے ہیں اور جب وہ مراتب کن تک پہنچے کہ اس کو علم فکان کہا جاتا ہے اور روح سراجی بھی اور مکتبہ بھی کہا جاتا ہے یعنی گویا کہ کاف نون تک نہ پہنچا ہو کہ جو کچھ تھا نہیں اور جو کچھ نہ تھا وہ ہوا یعنی کن ہو جا تو فیکون وہ فوراً ہو گیا۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ یہ چھ مراتب مذکور احدیت سے روح سراجی میں ایک کا دوسرے میں کوئی فرق نہیں ہے اور صفات ذات سے خارج ہوتے ہیں مگر تعدد سے کہ وہ ذات بلا تعدد ہے اور منقطع الاشارات والعبارات ہے صفات تعدد رکھتے ہیں اختلاف کی جہت سے تاکہ اس کا اثر ہر صفت کا الگ ہو اور کوئی صفت دوسری صفت سے امتیاز نہیں رکھتا پس جب عالم باطن عالم ظہور تک پہنچا تو پردہ پیدا ہو جو انتہائی سیاہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کی ذات حد اور حدود سے منزہ ہے تو ذات اور صفات اللہ تعالیٰ کی اس میں محجوب ہیں۔ اور اس کو سراپردہ وحدت کا نام دیا گیا ہے اور یہ بات نہیں کہ ذات وصفات بھی جہت رکھتے ہیں کہ اس پردہ میں محجوب ہیں بلکہ محجوب بافعال ہیں کہ اس کے افعال تمثیل اور صورت رکھتا ہے اور اللہ کے لئے مثال اور صورت نہیں ہے کہ جہت ذات صفات کی طرف اور جہت صفات افعال کی طرف اس طرح جاری ہیں اور اس پردہ کو نور تجلی محمدی کہا جاتا ہے کہ وہ نور اول ہے اور نور ارادت کہ اس کو نور حقیقت محمدی کہا جاتا ہے۔ اور اس نور اول نے نور مخلوق محمدی کو پیدا کیا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک دن حضرت جبرئیل علیہ

السلام آئے اس وقت حضور ﷺ خواب میں تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کی انگلی مبارک پکڑی تو حضور ﷺ بیدار ہوئے فرمایا کہ اے میرے بھائی کیا لائے ہو حضرت جبرئیل ﷺ نے عرض کیا کہ میں عمر میں آپ سے زیادہ ہوں مجھے بھائی مت کہو حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں کس طرح یاد ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ مجھے اس وقت سے یاد ہے کہ کائنات میں کسی چیز کا نام ونشان نہ تھا مگر میں ایک ستارہ روشن اور تابان عین کالے پردہ میں دیکھتا تھا کہ نوے ہزار سال وہ چمکتا تھا اور نوے ہزار سال وہ غائب رہتا اور میں نے اس ستارہ کو نوے ہزار بار دیکھا ہے حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم وہ ستارہ اب دیکھو گے تو کیا تم پہچان لو گے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں حضور انور ﷺ نے اپنے آپ کو اس صورت پر جلوہ نما کیا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کہ وہ تم تھے پھر جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ حضور آپ کیا کر رہے تھے حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ میرے بھائی میں نوے ہزار سال قیام میں تھا پھر نوے ہزار سال سجدہ میں تھا تو قیام کی حالت میں تم مجھے دیکھتے تھے اور سجدہ کی حالت میں میں آپ کو نظر نہیں آتا تھا اور ان سجدوں میں میں یہ دعا پڑھتا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نام مبارک ہیں: سبحان القدیم الذی لم یزل سبحان العلیم الذی لا یجھل سبحان الجواد الذی لم یبحل سبحان الذی لا یعجل۔ وہ نوے ہزار سال آپ پہلے جو دیکھتے تھے وہ میرا نور پیدا ہوا تھا اور اس پردہ دس ہزار پردوں میں جو سیاہ ہیں پھر اس کے بعد دس ہزار سفید پردے پیدا کئے گئے ہیں وہ بھی لا انتہاء ہیں پھر دس ہزار پردے سرخ ہیں وہ بھی لا انتہاء ہیں پھر دس ہزار پردے عقیق رنگ کے پیدا کئے گئے ہیں اس طرح وہ بھی لا انتہاء ہیں پھر اس کے بعد دس ہزار پردے ہیں وہ کبودی رنگ کے پیدا کئے گئے ہیں وہ بھی لا انتہاء ہیں۔ ایک پردہ اور دوسرے پردہ کے درمیان بارہ لاکھ سال کا وقفہ ہے کہ التانی من

الرحمان و التعجیل من الشیطان آرام سے اللہ کی طرف سے ہے اور تیزی شیطان کی طرف سے ہے یہ اس کا مطلب ہے اور اس کے بعد یہ ہیولیٰ کو پیدا کیا گیا کہ اس کو عقل کل اور ام الکتاب کہا جاتا ہے اور ہر چیز جو نمودار بھی ہے یا تھی یعنی لطیفہ ہے کہ وہ حس اور لمس میں نہیں آ سکتا اور وہاں کلام ثابت ہے اور ہر حرف کلام اللہ کا بمنزلہ کوہ قاف ہے واقع ہوا ہے اور دیکھا جا سکتا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے نہیں بلکہ تمام ممکنات دو دانتوں سین کے ہے اور ایک دانت اس کا خالی ہے اور اس کے بعد عالم کثیفات اسی شہر رہ جاتے ہیں اور وہ اس دنیا کے برابر پیدا ہوئے ہیں اور اس کے بعد ہزار شہر ہیں اور ہر شہر میں ایک آدم پیدا ہوا ہے لیکن وہ نوری ہے اور خاکی نہیں ہے اور آدم سیاہ کو کہا جاتا ہے یعنی ایک کو جب پیدا کیا جاتا ہے تو ہزار سال کے بعد دوسرے شہر دوسرا آدمی پیدا ہوتا ہے یہاں تک کہ اسی ہزار سال ہوئے اور اسی مدت میں کوئی بھی ان میں گناہ گار نہ تھا پس اس درمیان میں ان میں سے ایک گناہ گار ہوا اللہ تعالیٰ کا غضب اس پر نازل ہوا ان شہروں کو ان آدمیوں کے سبب سے فانی اور مضمحل بنائے گئے اے بیٹے! بات تو کتابت کی تیزی سے اور تعجیل اقوال اور احوال حد سے تجاوز کر گئے اور اس حدیث کے حکم سے کہ انسان خطا اور نسیان سے مرکب ہے اس حکایت کو میں نے فراموش کیا اس لئے کہ پہلے اس شہر میں مرغ کو پیدا کئے گئے تھے اور مرغ کی پیدائش سے ہزار سال آدم کو پیدا کیا گیا۔ مرغ کا قصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ان شہروں کو پیدا کیا تو تمام کو سپندانہ سفید سے بھرا ہوا بنایا اور ان کے درمیان مرغی کو پیدا کیا اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ یہ سپندانہ تمہارا رزق ہے اس کے تمام ہونے کے بعد تمہاری موت ہو گی۔ تو کہا جاتا ہے کہ وہ مرغ اس سپندانہ کو بہت آہستہ آہستہ کھاتا تھا اس کے کھانے میں بہت تاخیر کی یہاں تک کہ اس کے ہر دانہ کے کھانا میں یہ دعا مانگتے تھے اور اس کے بعد یہ دانہ اٹھاتے تھے کہا گیا ہے کہ وہ تمام شہر جو اس سپندانہ سے بھرا ہوا تھا اس کو

ختم کیا اور ایک دانہ باقی رہ گیا اور اس دانہ کو ایک ہزار سال اپنے گلے میں محفوظ رکھا جب اس کو بھی ختم کیا تو مناجات شروع کیا کہ یارب اگر مجھے زندگی دوگے تو میں آپ کی ثناء بولوں گا جو شمار میں نہیں آئے گی اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمان ہوا کہ اے مرغ کہ جتنا تم زندہ رہوگے اس پر تم سیر نہ ہو جاؤ گے اور یہ عمر تمہیں حساب اور عدد میں نہیں آئے گی لیکن تم مخلوق ہو اور مخلوق کے لئے بقاء نہیں ہے اور جب اس سے جان لیا تو اس وقت اس نے کہا کہ ہائے افسوس جان نکلنا کتنا سخت ہوتا ہے اور اس کے بعد وہ مذکور آدم ان شہروں میں پیدا کئے گئے کہ ہزار سال دوسرے شہر میں پیدا ہوتا ہے اور پھر وہ غضب پر مضمحل ہوئے دعا طیرنا یہ ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کسی رات بھی ناغہ نہ کرتا اور اس دعا کا ثواب بہت زیادہ ہے۔

مختصر لکھا گیا:

بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ اللّٰھم انا عبد من عبادک وسوال من سوالک ورقیق من ارقائک وتعرف بمعروفک یرغب الخلائق الیک کرما وجودا فانت موضع السائلین ومنتھی الراغبین لا تأخذنا بخطاء نا الکبیرۃ ولا تفضحنا القبیحۃ واستجب دعانا وارحم تضرعنا وفاقتنا وارحم لقلۃ حسابنا وجد بحلمک علی جھلنا وباحسانک علی ما فاتنا وبمعرفتک علی قلوبنا وقد استوجبنا العقوبۃ منک فقد نری مکاننا وتسمع کلامنا ولا یخفی علیک شیأ من امورنا نسالک یا اللہ بالقرآن حرفا حرفا وآیۃ آیۃ وسورۃ سورۃ وبالکتاب المکنون الذی لا یمسہ الا المطھرون ونسألک بالتورات والانجیل والزبور حرفا حرفا وآیۃ آیۃ وسورۃ سورۃ ونسالک بما اوجبت للمؤمنین علی انفسک ان تدرکنا برحمتک وتجعلنا فی جوارک ولا تقتلنا بغضبک ولا تھلکنا بعذابک وتجعل امواتنا مرحومۃ واعمالنا زکیۃ مقبولۃ ان کنا صادقین فاستجب دعاءنا وان لم نکن کذالک فاجعلنا صادقین واجعل کلامنا خالصا لوجہ الکریم وزینا جزینۃ الاسلام واجعلنا ھدایۃ المھتدین اللّٰھم انی اسألک نجاتا من الزلات ومن حر السموم والفوز یوم القضاء والنور یوم السراد

والمغفرۃ یوم الحساب والجنۃ یوم النار والظل یوم لا ظل الا ظل عرشک اللّٰھم اعطنی الامان من شدائد الاھوال اللّٰھم اعطنی الامان یوم یخرجون اھل القبور وینغضون التراب اللّٰھم اعطنی الامان اذا وضعت الاعمال فی کفۃ المیزان ویقول النبی ﷺ امتی قوموا قد رعیتم الی حساب الجبار اللّٰھم اعطنی الامان اذ فرق بین اھل النیران اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت وسلمت ورحمت وترحمت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔

فصل: سات آسمانوں اور زمینوں کے ایجاد کے بارے میں۔ اے فرزند کہ جب وہ مرغ اور وہ شہر منفی ہوا تو مدت بارہ لاکھ اور تیرہ ہزار سال اللہ تعالیٰ اپنی کبریائی میں بے نیاز تھا تو جمالیت کا خیال درکار ہوا اور اس دنیا کی ایجاد کا آغاز فرمایا پہلے اللہ تعالیٰ نے موتی کو پیدا کیا اور وہ موتی سفید تھا اور وہ عین مکۃ اللہ میں پیدا ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے ہیبت کی نگاہ سے اس پر نظر کی تو اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے اس کے پشت پر پہاڑ نمودار ہوئے اور وہ پگھل گئے اور سبز دھواں اس سے نمودار ہوا وہ اوپر گیا اور وہ دھواں ایک جگہ ٹھہر گیا تختہ کی طرح متصل ہوا خدا کی قدرت سے سات تختے ہوئے اور ہر تختہ کے درمیان پانچ سو سال کی راہ تھی اور اس سے سات آسمان بنے اور جو اس میں تھا وہ تختہ کے مانند تھا وہ بھی سات ٹکڑے ہوئے اس سے سات زمینیں پیدا ہوئیں اور ہر زمین کے درمیان پانچ سو سالوں کی مسافت ہے۔ اور سات آسمان کے اوپر دریا ہے کہ اس کا نام بحر الحیوان ہے اور اس کی لمبائی اور چوڑائی سات طبق آسمانوں اور زمینوں کے برابر ہے۔ اور عرش باری تعالیٰ اس پانی کے اوپر ہے اور وہ محض نور سے پیدا ہوا ہے اور تمام ملکوت کو حکم ہوا کہ تمام جمع ہو جاؤ وہ تمام جمع ہو گئے اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے چیونٹی پیدا ہوئی اس کو حکم ہوا کہ تم کھڑی رہو وہ اس پر اویزان ہوا اور کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم عرش کا حال اوپر ہوا اور حاملان عرش چار اطراف سے اپنے کندھوں پر اٹھایا اور حاملان ہر ایک کے دو سر ہیں اور عرش کے نیچے کرسی کہ ارض الجنۃ کرسی وسقفھا عرش

الرحمان اور یہ آٹھ جنت کرسی کے اوپر موجود ہیں۔ لوح اور قلم بھی کرسی کے اوپر ہے اور وہ لوح سرخ یاقوت کے ہے اور قلم نور سے ہے کہ ہزار سال راہ پنہائی رکھتا ہے اور تین ہزار سال مسافت لمبائی کا ہے اور اسرافیل نیز کرسی کے اوپر ہے اور اس نے بنسری کو منہ میں پکڑا ہے اور بنسری کے سات شاخیں ہیں اور اس کی لمبائی اور چوڑائی قلم کے برابر ہے اور نفخ ثانی کے وقت کہ وہ بعث کے لئے ہو گا اور ارواح سات قسم کے ہوں گے اور ایک شاخ بانسری کا ارواح انبیاء کے لئے ہو گا اور باقی مؤمن متقی ارواحوں کے لئے ہوں گے اور باقی گناہ گار ارواحوں کے لئے ہوں گی اور باقی کافر ارواحوں کے لئے ہوں گی اور باقی ارواحوں کے لئے جو دیو اور پری اور دوسرے چوپایوں کی ہوں گی جیسے چرند اور پرند اور بہائم کے اور یہ تمام ان شاخوں میں جمع ہوں گے اور جب وہ پھونکنے لگے تو ہر روح اپنے قالب کی طرف چلی جائے گی جب قلم کو پیدا کیا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اکتب ما ھو کائن کہ لکھو جو کچھ ہونے والا ہے۔ کہا گیا ہے کہ جب قلم تقدیر الٰہی پر چلا اول سے آخر تک کوئی ذرہ نہیں ہے کہ نہیں لکھا ہو اور جب احوال امتنان ماضی کو پہنچا کہ بعض لوگ شومیت گناہ سے پانی میں غرق ہوں گے اور بعض آگ سے جل جائیں گے اور بعض مسخ ہوں گے وغیرہ ذالک من القصص المشھورۃ قلم لکھتا رہا جب امت ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ کو پہنچا دیکھا کہ اس امت کے گناہ دوسروں کی امتوں کے نسبت زیادہ ہیں وہ حیران ہوا کہ یارب کہ اس امت کے بارے میں کیا کرنا چاہئے اور زیادہ ہیبت سے اس کا سر پٹ گیا فرمان اللہ تعالیٰ کا ہوا کہ:

اکتب بانھم عباد مذنبون و انا الملک الغفور۔

لکھو کہ وہ گناہ گار بندے ہیں اور میں بخشنے والا بادشاہ ہوں۔

اور طوبیٰ کا درخت کرسی کے اوپر ہے اور اس کا جڑ حضور انور ﷺ کے حویلی کے صحن وساحت میں ہے کوئی حویلی جنت میں نہیں ہو گی کہ اس کی شاخ طوبی درخت تک نہ پہنچی ہو اور چار

ندیاں ہوں گی کہ وہ دودھ اور شہد اور ایک شراب اور چوتھا خالص شراب کا ہوگا اور یہ طوبیٰ درخت کے جڑ کے شگاف سے جاری ہوں گے ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ میں اس شگاف کو گیا جہاں سے یہ ندیاں بہتی تھیں۔ میں نے دیکھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہوا ہے اور یہ چار ندیاں تین میم سے اور چوتھی ہا اللہ تعالیٰ نے جاری کئے تھیں اور طوبیٰ کے چھ سو بڑے بڑے شاخ ہیں کہ وہ جڑ سے الگ ہیں شاخ اور شاخ میں اور دو سو قسم میں پھر ہیں ہر ایک دوسرے کے رنگ میں ہے اور ذائقہ ہر ایک کا الگ ہے اور سدرۃ المنتہیٰ بھی کرسی کے اوپر ہے اور وہ درخت کنارہ پر ہے اس کا ہر پتہ اس کا بڑا لمبا ہے کہ اگر تازی گھوڑا تین دن دوڑے تو ایک پتہ کے سایہ سے نہیں گزرے گا اور وہ مقام جبرائیل علیہ السلام اور کرسی کے درمیان دریا بحر الحیوان آسمان ہے اور اس کا نام فلک اطلس بھی ہے۔ اور اس دریا اور کرسی کے درمیان بیس ہزار سال کی راہ ہے اور مہتر عزرائیل علیہ السلام چوتھے آسمان پر ہے اور تختہ کو اپنی بغل میں پکڑا ہے اور اس کی لمبائی اور چوڑائی پانچ سو سال کی مسافت ہے حضور انور ﷺ نے معراج شریف کی رات اس سے پوچھا کہ تمہیں کسی کی موت کی خبر کیسے ہوتی ہے حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہاں قریب ایک درخت ہے اس درخت کا نام شجرۃ الیقین ہے۔ جو بھی اس دنیا میں پیدا ہوتا ہے اس کا رزق اس درخت کے پتہ پر لکھا جاتا ہے جب اس شخص کی موت کا وقت آ پہنچتا ہے تو وہ پتہ زرد ہو جاتا ہے فرشتوں کو وہ دیا جاتا ہے تاکہ اس کو دھو ڈالے اور طعام اور پانی میں اس آدمی کو دیا جائے کہ وہ یہ کھالے تو کسی دوائی سے اس کو صحت نہیں ملتی۔ اور ہر شخص کے برابری میں دو روزن ہے اس قریب وقت میں اگر ایک عمل اس سے صادر ہو جائے اور دوسرے رزق کے لئے وہ جائے جب اس کی موت قریب ہو جائے تو دونوں کو باندھا جاتا ہے۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ تم ارواحوں کو دیکھتے ہو اس نے کہا کہ نہیں میرے ہاتھ

میں ثقالت اور گرانی پیدا ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اگر وہ شخص نیک ہے تو عرش کے نیچے کو بھی بلاتا ہوں اور اگر بد بخت ہو تو اسفل السافلین کو بھیج دیتا ہوں تو پھر کس طرح ان کے حال سے خبر دار نہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان سے کیا کرے گا۔ اور اس طرح چوتھے آسمان پر حضور انور ﷺ معراج کو تشریف لے گئے دیکھا کہ اونٹوں کا قطار جارہا ہے اور قطار کا اول اور آخر نہیں دیکھا جا سکتا حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ اے بھائی کہ یہ کیا قطار ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ جب سے آسمان اور زمین پیدا ہوئے ہیں یہ قطار رواں دواں ہے میں بھی اس کے جاننے سے کچھ خبر نہیں رکھتا کہ کہاں سے یہ آتا ہے اور کہاں جاتا ہے اور ہر اونٹ پر دو صندوق باندھے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمان ہوا۔ کہ ان میں سے ایک اونٹ بٹھاؤ اور ایک صندوق کو کھول دو حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت نبی اکرم ﷺ نے ایسا ہی کیا درمیان میں صندوق کو لایا گیا سات عالم اس دنیا کے برابر دیکھا تمام نورانی تھے حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ اے میرے بھائی جنت بہ داوی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ نہیں یہ کل قیامت کے دن تمہارے امتیوں کے لئے ڈالا جائے گا۔ اور اس آسمان دنیا کے اوپر فرشتے ہیں۔ کہ تمام زیادہ رونے سے سجدہ میں پڑے ہوئے ہیں اس وجہ سے کہ ان بندوں کے اعمال کے دیکھنے سے ان کا یہ حال ہوا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ بار خدایا کہ ان بندوں کو کس طرح عذاب دوگے اگر ان کا یہ رونا یہ لوگ سن لیں گے تو تمام بے ہوش ہوں گے اور اس زمین اور آسمان کے درمیان ایک دریا رواں ہے اور اس کے درمیان مرغان ہیں سفید رنگ کے اور انڈے کو اپنے اوپر والے دم سے خود چوزہ نکالتے ہیں اور ان چہار دریاؤں وہ اصل ہیں ایک رو د نیل دوسرا سیحون اور تیسرا جیہون اور چوتھا مامون ہے۔ جان لو اے میرے فرزند اگرچہ از روئے ایجاد پہلے سات آسمان ہیں اس کے بعد عرش ہے لیکن ارادہ عرش سے مقدم تھا یہ سات آسمان اس

کے طفیل ہیں چنانچہ دیوان کے فرشتے مقدم تھے اور انسان ارادہ سے مقدم تھا اور تمہاری چیزیں اس کے طفیل ہیں چنانچہ از طفیل ہیولیٰ عرش و کرسی اور فلک اطلس اور سات آسمان اور اس عالم کا نام عالم علوی ہے اور از روی سات زمین ثریٰ تک اس کا نام سفلی ہے اسفل السافلین تک اور یہ سات ہیں اور یہ تمام سفلی ہیں۔

اس طرح ذکر ہے کہ از روئے مراتب تعلق وحدت کے ساتھ رکھتا ہے اور تعلق اللہ کے اس کے ساتھ رکھتا ہے پس چنانچہ اللہ اسم ذاتی ہے کہ وہ مجمع تمام صفات کا ہے اور خلیفہ اسماء کے صفات ہیں اس طرح انسان ان لوازمات سے ہے اور انسان کے طفیل ملائک ہیں اور ملائک کے طفیل پری دیو اور شیاطین ہیں۔ اور بعد روی انسان مؤمن ایجاد کافر اور ان کے روی کے بعد تمام حیوانات ہیں جیسے چوپائے ہیں اور چرند و پرند اور تمام تصرفات الٰہی میں مستغرق ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ (الاعراف ۵۴)

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا ہے۔

کہا گیا ہے کہ جب زمین تیار ہوئی تو زیادہ پانی کی وجہ سے آرام نہیں پکڑا تو پہاڑوں کو ان کے لئے پیدا کیا تا کہ ان کے لئے میخیں ہو جائیں:

وخلق الارض فی یومین وھما الاحد والاثنین وخلق الجبال یوم الثلٰثاء وخلق یوم الاربعاء الشجر والماء والعمران والخرباء وخلق یوم الخمیس اسماء وخلق یوم الجمعة النجوم والشمس والقمر والملائکة وخلق آدم علیه السلام فی آخر الساعة من ساعات الجمعة۔

زمین کو دو دنوں میں پیدا کیا اور وہ دو دن اتوار اور پیر کا ہے اور پہاڑوں کو منگل کے دن پیدا کیا اور درخت اور پانی آبادی اور بیابان کو بدھ کے دن پیدا کیا اور جمعرات کے دن آسمانوں کو پیدا کیا اور جمعہ کے دن ستارے اور چاند اور ملائکہ کو پیدا کیا اور آدم علیہ السلام کو جمعہ کے آخر وقت میں پیدا کیا۔

جان لو اے فرزند! کہ جو اللہ تعالیٰ نے ثواب اور عذاب کے لئے پیدا کئے ہیں وہ چار طائفے ہیں ایک طائفہ ملائک اور انسان اور دیو و پری کا ہے اور انسان چونکہ پیدائش میں سب سے مقدم ہے اور پیدائش کے ارادہ سے موئخر تھا تو ختم اور انتہاء اور خلیفہ کل ممکن اور ان میں افضل تھا چنانچہ محمد رسول اللہ ﷺ مراتب کے لحاظ سے سب سے آگے تھے اور آپ کی پیدائش آخر میں تھی تاکہ ختم انبیاء اور اکمل اس کی ذات ہو اس کے بعد کہ کسی کو چون وچرا کی گنجائش نہ ہو پس اول آغاز ایجاد ملائکہ سے کیا چنانچہ تمام مخلوق سے حاملان عرش والے ملائک سب سے پہلے پیدا ہوئے تھے اور اس وقت کرسی اور اس کے ملائک پیدا ہوئے تھے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب حضور انور ﷺ معراج شریف تشریف لے گئے ان پر سلام کیا اور انہوں نے اس طرح لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر مشغول تھے کہ انہوں نے حضور انور ﷺ کی آواز نہ سنی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ سلام کا جواب اس شخصیت کا دوبارہ کہو انہوں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ محمد آخر الزمان ہیں کہ تم تمام ان کا کلمہ کہتے ہو اس کے بعد انہوں نے جواب دیا اور جس طرح سات آسمان اور جو کچھ ان میں ہیں فرشتے پیدا کئے گئے اور جب زمین کو مہیا کیا اور جو کچھ وحوش اور پرندے اس میں پیدا ہیں تو تیرہ سال اس طرح تھا اور پھر اس کے بعد یہ حکومت بادشاہی زمین کی فرشتوں کی تحویل میں دیا گیا تاکہ تمام حیوانات میں حاکمی اور عدل کریں ان کا تخت ملتان میں تھا اور ملتان کا نام شاہ پور رکھا ہوا تھا اور ان کی بادشاہی کی

مدت سولہ لاکھ اور چوبیس ہزار سال تھی پھر اس کے بعد زمین کی بادشاہی ان سے سلب کی گئی وہ دیو اور پریوں کو سپرد کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ (الرحمٰن ۱۵)

پیدا کیا جنات کو آگ کے شعلہ سے۔

جب آگ روشن ہوا تو اس آگ میں دو جانور پیدا ہوئے ایک کا نام مارجہ اور دوسرے کا نام مارج ہے۔مارجہ شکل پلنگ کا تھا اور دم بچھو کے دم کی طرح تھا اور مارج شکل گرگ کی طرح تھا اور اس کا دم مارجہ کے دم کے برابر تھا مارج نر تھا دونوں نے مجامعت کیا ان کا فرزند پیدا ہوا اس کا نام ابلیس رکھ دیا اما بقدرت الٰہی ابلیس ان سے باہر نکالا اور جب وہ اوپر آتا ہے ہر طبق زمین میں پہنچتا ہے اور پورا دس ہزار سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا ہر زمین میں جب اس زمین میں پہنچا تو اونٹوں سے اون کو کاٹ دیا اور اس سے نمد بنایا اور پورا دس ہزار سال عبادت اس پر کی اس کا نام ابلیس رکھ دیا اس کے بعد آسمان کی طرف گیا جب وہ ساتویں آسمان پہنچا تو فرشتوں کا استاد بنا اور ان کو درس دینا شروع کیا وہاں اس کا نام عزازیل رکھ دیا گیا تو جب وہ اپنے ماں باپ کی تابعداری میں اس زمین کو پہنچا تھا اس کا والد قید ہوا اور اس کی والدہ کا نام ہوا اور اس سے سات بیٹے اور پیدا ہوئے تاکہ بادشاہی زمین کی ان کے لئے ہو گی تو جب وہ حاکم بدبخت نے نافرمانی کی اور سجدہ نہ کیا اور اس کو آسمان سے نکالا تو اس کا نام شیطان ہوا اور شیطان ڈالنے کو کہا جاتا ہے تو جب ہمارے نبی پاک ﷺ پیدا ہوئے یعنی محمد ﷺ تو اس کو آسمان پر جانے سے منع کیا گیا اس کا نام رجیم رکھا گیا اس لئے کہ پہلے ہمارے پیغمبر نے آسمانوں کی سیر کی دیوان اور پریوں کی بادشاہی کا مدت سولہ لاکھ اور تیرہ ہزار سال تھا۔اور ان کا پایہ تخت ملتان تھا اور ملتان کا نام پہگپور کیا تھا اور جب ان سے یہ سلب ہوا تو زمین کی بادشاہی گھوڑوں کو سپرد ہوئی اور

گھوڑوں کی بادشاہی آغاز ایجاد حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا اس کی مٹی جمع کی گئی اور وہ مٹی طائف اور مکہ کے درمیان درازرکھی گئی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

خمرت طینت آدم اربعین صباحا۔

میں نے آدم (علیہ السلام) کی مٹی کو چالیس صباح تک خمیر کی۔

پس معلوم ہونا چاہئے کہ وجہ شرافت آدم علیہ السلام مسبوقین مذکورین کا یہاں سے معلوم ہوا کہ وہ خالی کن سے پیدا ہوئے ہیں اور آدم علیہ السلام کو چالیس دن آرام سے پیدا کیا گیا تاکہ سلسلہ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ (المائدة ۵۴) اس کی طرف ہو۔

بیان کیا جاتا ہے کہ فرشتوں نے مٹی کو کیچڑ بنایا شیطان بد بخت گھوڑوں پیدا کرے گا اور اس سے نسل ہو گی وہ تمام پر سوری کریں گے اور تمام وحوش اور پرندوں پر والی ہو گا اور وہ تمام ان کے ہاتھوں سے قتل تک بات جائے گی اور تم ان سے بہت تکلیف اٹھاؤ گے تو جاؤ اور اس کیچڑ کو خراب کرو اس وقت فرمایا کہ وحوش اور پرندے جمع ہوئے تھے اور اس خاک کو اپنے پاؤں سے روند ڈالا اور گھوڑوں کے سُم میں وہ کیچڑ لگ گیا تو اس کو فرشتوں نے پھر اکھٹا کیا تو اس طرح ستر بار یہ فعل کیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ (الحجر ٢٦)

اور بے شک ہم نے انسان کو صلصال سے پیدا کیا۔

سیاہ مٹی کی طرح حماء خراب بو کو کہا جاتا ہے۔

اور یہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایاہے:

خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ (الرحمٰن ۱۴)

صلصال اور مٹی کو کہا جاتا ہے کہ دو سم جانوں کے درمیان لیا جائے اور وہ پھر خشک ہو جائے یعنی مٹی اس طرح خمیر بن جائے کہ گندہ بو اس میں پیدا ہو جائے اور وہ اس روندا جائے کہ وہ صلصال بن جائے جب وہ مٹی کے ساتھ ستر مرتبہ اس طرح عمل ہوا تو فرشتے بہت تھک گئے اور اس مٹی سے بنیاد ڈال دیا اور اتنے روئے کہ ان کی آنکھوں سے وہ پانی اس مٹی پر ٹپکا وہ کیچڑ بن گیا تو وہ سخت قسم کے جانوروں کی طاقت نہ رہی کہ اس کو باہر نکالتے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اس سے گوشت اور پوست اور ہڈیاں بنائیں لیکن اس میں اس وقت روح داخل نہیں ہوا تھا۔ سب سے پہلے شیطان آیا کچھ مدت تک اس میں داخل ہوا جب کچھ مدت کے بعد باہر نکلا تو جملہ ملکوت کے وحوش اور پرندوں نے اس سے پوچھا کہ اے ہمارے شیخ اس میں تم نے کونسی چیز دیکھی شیطان نے کہا کہ اس کو میں عالم صغریٰ دیکھتا ہوں تمام تن اس کے زمین کی طرح ہے اور اس کے زمین پر بال ہیں تو زمین پر گیاہ ہیں اور اس کا سر آسمان کی طرح ہے اور اس کی آنکھیں اور کان اور گویائی ستاروں کی طرح ہیں اور اس کا پسینہ ندیوں کی طرح ہے لیکن وہ اندر گنبد رکھتا ہے اور جتنا بھی میں نے دیکھا لیکن کوئی راستہ میں نے آنے کا دریافت نہ کیا پس معلوم ہوا کہ وجہ شرافت اس کا ہم پر ہے اس گنبد مخفی کی وجہ سے ہے۔ اور جب مہیا ہوا تو اللہ تعالیٰ ایک قطرہ رحمت سے اپنی طرف سے اس کی طرف بھیجا اور اس قطرہ کو چار ندیوں میں گیا ایک قطرہ سے اس کا وجود مزین کیا اور دوسرے قطرہ سے آنکھوں کی بینائی اس کو حاصل ہوئی اور تیسرے قطرہ سے اس کو عقل دیا گیا تا کہ اللہ تعالیٰ کو پہچانے اور چوتھا قطرہ اس طرح معلق ہے کہ دعا کے وقت مؤمنوں کے لئے اترتی ہے اور جب ارواح اس کے نزدیک گئی تو وہ جان گئی کہ یہ جگہ خوشی کا ہے اور یہاں میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کروں گی جب روح آئی اور اس

میں قید ہوئی تو کہا کہ کاش کہ میرے بال اور پر شکستہ ہوتے کہ اس جگہ نہ آتی تو حضرت آدم علیہ السلام اپنی جگہ پر ہلا اور بیٹھ گیا اس کو چھینک آئی اور کہا الحمدللہ۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یرحمک ربک فرشتوں نے کہا یا رب اس مدت میں ہم سبوح وقدوس کہتے ہیں اگر ایک بار مجھ پر رحمت نہ بھیجا اور اس پر پہلے دن رحمت بھیج دیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اے ملائکہ کسی نے مجھے پہلے فطرت میں پہچانا اور حمد کیا تو اس پر میں کس طرح رحمت نہ کروں اور حضرت آدم علیہ السلام کے دو کندھوں کے درمیان ابھی تک سوراخ باقی تھے تو تمام ارواح بنی آدم ان سوراخوں سے بطن آدم سے نکالے تاکہ ان سے عہد لے ارواحوں کی ایجاد حضرت آدم علیہ السلام کی صورت سے بیس ہزار سال پہلے تھیں اور ہر شخص کی قسمت اور نصیب خیر وشر کا پچاس ہزار سال پہلے ایجاد ہوا تھا کہ وہ اپنے وقت میں اس کو پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تین عہد ان سے لئے اول عہد استعداد یہ ہے کہ جب وہ وحدت میں تھا کہ مؤمن نے ارادہ مؤمنی کا کیا اور گمراہ نے گمراہی کا اور دوسرا عہد کہ جنت میں ایک گنبد ہے اس کا نام حصائر العدس ہے کہ مؤمن کی ارواح کا مسکن وہاں ہیں کہ اگر اب تک وہ دنیا میں نہیں آیا ہے لیکن وہ وہاں ہے اور تیسرا عہد پشت آدم علیہ السلام میں ان کے فرزندان تھے تاکہ وہ اپنے فرزندوں کو مشاہدہ کرے جب وہ آجائے تو کافر نے مؤمن سے اور مؤمن نے کافر سے خاصیت مجاز لیا تو اب اس کا اثر ہے مؤمنوں پر کہ کبر اوبدی کا اس پر اثر ہے اور کافر میں سخاوت اور صبر اور رحم کا یہ مؤمنوں کا اثر ان پر ہے تو جب وہ وہاں سے نکلے تو خود بینی میں وہ مشغول ہوئے انہوں نے اپنے آپ کو دیکھا اور تعجب کیا گویا کہ انہوں نے حق کو فراموش کیا پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی: الست بربکم قالوا بلی۔ جب یہ آواز آئی تو سب سے پہلے حضور انور ﷺ نے بلی کے الفاظ فرمائے اور آپ کی تعبداری میں تمام ہستی خدا کا اقرار تمام انبیاء

واولیاء اور مؤمنوں نے کیا اور کافروں نے سکوت کیا یعنی کچھ نہ کہا اس وقت عہد نامہ لکھا گیا اور جنت میں سفید رنگ کے موتی تھے اس میں رکھا گیا اور وہ موتی کعبۃ اللہ کے بنانے کے لئے لایا گیا کہ اب اس کا حجر اسود نام رکھا گیا ہے یہ انتہائی سفید رنگ کا تھا تو جب گناہ گاروں کے ہاتھوں نے اس کو چھو لیا تو وہ سیاہ ہوا اس کا طول آٹھ درغہ ہے یہ دیکھو اے فرزند کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی سرزنش کس طرح کیا فرمایا خاص ملائک کو کہ تم اس سے اپنے آپ کو بہتر جانتے ہو کہ جتنی چیزیں میں نے پیدا کی ہیں کہ ان چیزوں کے نام بتاؤ ان کے نام کیا ہیں فرشتوں نے کہا: سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔ پاکی ہے آپ کے لئے ہمیں علم نہیں مگر اتنا ہے جتنا تم نے ہمیں دیا ہے بے شک تم علم والے حکیم ہو۔ پس اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوا کہ اے ملائک اگر تم نہیں جانتے تو اس سے پوچھو تاکہ ہر چیز کا نام تمہیں کہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ فضیلت علم وادب ہے نہ عبادت اگر فضیلت علم کی وجہ سے نہ ہوتی تو حضرت آدم علیہ السلام کو ملائک سے افضل نہ بنایا ہوتا وہ عالم تھا اور وہ عبادت کرنے والے تھے پس اللہ تعالیٰ کا حکم حضرت آدم علیہ السلام کو ہوا کہ اے آدم عرفات پر کھڑا ہوا تو تمام دنیا ایک رائی کے دانہ کے برابر اس کو ظاہر ہوئی تو آپ نے ہر گیاہ اور جانور کے نام ہر زبان میں جدا جدا بنا دیئے اور اس کے بعد اس کو سجدہ کرنے کا حکم ہا فرشتوں کو کہ آدم علم کی وجہ سے تم سے افضل ہوا۔

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ (البقرۃ ۳۴)

اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا۔

اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کو تخت پر بٹھایا گیا اور ملائک نے اس کو اٹھا کر جنت لے گیا چونکہ قصہ جنت سے نکالنے کا اوپر لکھا گیا ہے تو وہ جنت سے باہر آیا تو دنیا میں بلند پہاڑ اور دشوار گزار مقامات ہوتے ہیں شیطان گھوڑوں کے بادشاہ کے پاس گیا اور تمام کیفیت اور احوال اس کو سنایا کہ اس شخص کے فرزند تمہیں اپنے پاؤں کے نیچے کر دیں گے اب چونکہ وہ اکیلا ہے اس کو مارنا چاہیئے گھوڑوں نے شیر و پلنگ اور کتوں کو جمع کیا حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئے تاکہ اس کے ساتھ وہ لڑائی کرئے حضرت آدم علیہ السلام سات ہاتھیوں کی طاقت رکھتے تھے تو جو پتھر اور درخت اور لکڑی ہاتھ میں آتا ان پر مارتے وہ نزدیک نہ ہوئے لیکن اس پر دن رات خواب کرنا حرام ہوا تھا ایک روز ان کے ساتھ اتفاق پڑ گیا انہوں نے کتے کو اپنا پیشوا بنایا کہ اے کتے کہ تم دلیر تر ہو پہلے تم اس کا دامن پکڑو اس کے بعد ہم تمام ہر طرف سے اس پر آئیں گے جب کتے نے حضرت آدم علیہ السلام کا چہرہ دیکھا تو اپنا دم ہلایا اس کے پاؤں پڑ گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنا ہاتھ اس کے پیٹ پر پھیرا اور فرمایا کہ تم میرے فرزندوں کے پاؤں میں ہوں گے وہ تمام لشکر پریشان ہوا اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے نیند کیا اور کتا نگاہ بانی کرتا۔ کہا گیا ہے کہ اماں حضرت حوا پانچ سو بار اور کسی نے کہا ہے کہ چار سو بار جفت جفت بچے جنے تھے تو پہلا قابیل اور اقلیمہ پیدا ہوئے اور یہ دونوں ایک پیٹ سے پیدا ہوئے اور دوسرے پیٹ سے ہابیل اور دمیمہ پیدا ہوئے پس اللہ تعالیٰ کا حکم اس طرح تھا کہ پہلے بیٹی کو دوسرے لڑکے کے ساتھ اور پہلے لڑکے کو دوسری لڑکی کے ساتھ نکاح کیا جاتا تو قابیل نے یہ بات نہ مانی بلکہ وہ کہتا کہ اقلیمہ میرے ساتھ پیدا ہوئی ہے تو وہ میری ہوگی اللہ تعالیٰ کا حکم اس پر نہیں تھا حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تم دونوں قسم کھاؤ اور ان کا قسم یہ تھا کہ ہر ایک مدعی اور مدعا علیہ دو طبق آگ کے لئے رکھ دیتے ایک نے صفا پر رکھ دیا اور دوسرے نے مروہ پر رکھ دیا اور دونوں نے

طبق دنبے کے برابر بنائے تھے تو آگ نازل ہوتی اور اس کو جلا دیتی اور اگر کوئی ناحق ہوتا تو آگ اس کو نہیں جلاتی دونوں نے اپنا اپنا طبق رکھ دیئے تو دنبہ ہابیل کا غائب ہوا اور وہ دنبہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذبح کے وقت اتر آیا اور قابیل کا دنبہ رہ گیا تو قابیل نے یہ بات بھی قبول نہ کی اور ہابیل کو مار دیا تو اس نے اس کا لاش اپنی پیٹ پر لاد کر اپنے ساتھ لے جاتا ایک دن دیکھا کہ دو کوے آسمان سے نیچے آئے ایک کو مار دیا اور اس کو مٹی میں دفن کیا تو انہوں نے فہم دفن کرنا ان سے سیکھا ہابیل کو دفن کیا اور جب حضرت آدم علیہ السلام کو ضعف آیا اور آپ کا کمر کوز پشت ہوا اور آپ کی اولاد چالیس ہزار خاندان بن چکے تھے صبح کی نماز پڑھتے شام تک وہاں ہوتے تو وہ بچوں کو درمیان قبر اور پہلو میں دیکھتے اور آپ کے سامنے بڑے ہو جاتے اور بچوں کو منع کرتا اور کہتے کہ اے ابو البشر اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہاتھ اور پاؤں دیئے ہیں بچے جب ہلتے ہیں اور اپنی جگہ ہٹ جاتے ہیں تو وہ جانتے ہیں کہ زندہ ہیں اس نے کہا کہ میں اپنی جگہ سے ہٹ گیا یہ نہ ہو کہ اسفل السافلین جاؤں اور نور حضرت رسول اللہ ﷺ ایک سفید موتی عرش کے نیچے تھا ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس نور کو وہاں سے کھینچا اور حضرت بابا آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا تو وہ موتی اس کے فراق میں دو ٹکڑے ہوا ایک ٹکڑا بیت المعمور میں گر گیا اور دوسرا ٹکڑا ارنج میں ہوا یہاں پر حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے **الازمنی** یعنی برنج مجھ سے ہے حضرت حوا علیہا السلام نے کہا کہ اے آدم کہ آج تمہاری پیشانی سے نور چمکتا ہے کہ میں نے جوانی کے دنوں میں اس کو کبھی نہیں دیکھا تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام اس وقت اتر آیا اور کہا کہ یہ نور محمد آخر الزمان کا ہے کہ آپ کی اولاد میں وہ پیدا ہو گا وہ تمام نبیوں کا خاتم النبیین ہیں حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اور حضرت حوا علیہا السلام اپنی طاقت سے کمزور ہوئے ہیں اور مجامعت کا کام ہم سے نہیں ہوتا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جنت

سے ایک سیب کو لایا اور دو ٹکڑے کیا اور آدھا آدھا دونوں کو کھلایا تو دونوں میں طاقت پیدا ہوئی اور وہاں سوائی نام کا چشمہ ہے دونوں وہاں غسل کرو پھر وہ نور حضرت حوا کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا تو جب حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ نور حضرت شیث علیہ السلام کی پیشانی میں جلواہ گر ہوا اور کسی نے یہ کہا ہے کہ پشت ت سے جس کے دو نقطے ہیں وہ پیدا ہوئے لیکن وہ جفت نہ تھے یا وہ اپنے دختر کے ہمراہ اس کی نسل کے لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک حور جنت سے لے آیا جس کا نام لباتہ تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا حضرت آدم علیہ السلام کو کہ وہ شیث علیہ السلام سے وعدہ کرئے کہ وہ بھی اپنے فرزندوں سے عہد کرئے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانہ تک کہ جو کوئی بھی خواہ وہ کفر میں ہو یا اسلام میں لیکن جب یہ نور اس کے ساتھ ہو تو وہ نا محرم سے دست اندازی نہ کرئے حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت شیث علیہ السلام سے اسی طرح کیا کہ وہ حضرت محمد آخر الزمان محمد مصطفی ﷺ کے زمانہ تک اس طرح یہ طریقہ رہا پھر حضرت شیث علیہ السلام سے اشمول پیدا ہوا وہ نور اس کی پیشانی میں چلا گیا اور اس سے قینان پیدا ہوا اس کی پیشانی میں وہ نور جلوہ گر ہوا اور اس سے مہدائیل پیدا ہوا وہ نور اس کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا مہدائیل نہایت خوبصورت تھا اور اس کی خوبصورتی حضرت حوا کی طرح تھی حضرت یوسف علیہ السلام کی خوبصورتی بھی حضرت حوا علیہا السلام کی شکل میں ظاہر تھا اور حضرت مہدائیل اولاد آدم کے وقت پانچ سولا کھ خاندان تھے تمام نے اسلام اور ایمان حضرت مہدائیل پر لے آئے اور اس کو سجدہ بھی کرتے اور کسی نے یہ بھی کہا ہے کہ اسم مہدائیل مہائیل تھا اور جب مہدائیل وفات پا گئے تو اس کے فرزند بہت چھوٹے تھے پاس آیا اور اپنے آپ کو پیر فرتوت بنایا تھا اور رونا شروع کر دیا کہ ہائے ہائے کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اپنے دوستوں کو مار دیا اور اس کے چھوٹے چھوٹے فرزند رہ گئے تمام اس پر غصہ ہوئے اور برا بھلا اس کو کہا

کہ اے بد بخت تم شیطانی کرتے ہو کہ قتیان واشمول اور شیث اور آدم تمام چلے گئے مجھے بھی وہاں جانا ہے وہ صورت فقیر اون کے کپڑے پہنے ہوئے آیا اور سرانجام خانہ مہدائیل کے آگے آیا۔ اس نے بچوں کو جمع کیا اور کہا کہ اگر میں تمہارے لئے ایک ایسا کام کروں کہ تمام بچے ان کی طرح ہو جائیں گے انہوں نے کہا کہ یہ تو بہت اچھی بات ہے اس نے پتھر کو تراشا اور بت بنایا اور اسے کپڑے پہنایا تو پہلے اہل بیت سے سجدہ کرایا تو تمام ملک میں یہ خبر پھیلی کہ مہدائیل زندہ ہوا ہے جب بت کے پاس لوگ آتے تو شیطان برقعہ ڈال کر بت کے منہ میں بیٹھ جاتا اور باتیں کرتا اور علم تناسخ بیان کرتا اور کہتا کہ میں مہدائیل تھا لیکن میں سخی نہ تھا تو اس صورت پر آیا اور جنت ودوزخ کچھ نہیں اگر نیک عمل کروگے نیکی سے یاد کیا جاؤگے اور اگر بد عمل کروگے تو برے صورت پر آؤگے اس سے پہلے کافری کا کوئی نام ونشان نہ تھا تو شیطان بد بخت نے ان پانچ لاکھ خاندانوں کو کافر بنایا اس کے بعد ہر ایک نے اپنے لئے ایک ایک بت بنایا اور اپنے گھر میں رکھ لیتا اور اس کو سجدہ کرتا تاکہ ان کی حاجات پوری ہو جائیں تو جب اخنوخ بڑا ہوا تو وہ نور اس کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا اخنوخ مدرسہ پیدا کیا اس وجہ سے اس کا نام دریس ہوا اور اس نے اسلحہ جنگ بھی بنایا اور کافروں سے جہاد بھی کرتا اور سب سے پہلے اس نے کپڑے بنائے تو جب ادریس جنت میں گیا شیطان پھر وہاں ظاہر ہوا اور گوشہ میں بیٹھ گیا اہل محلہ نے اس سے رجوع کیا اس طرح تمام اولاد آدم اس کے پیچھے ہوئے اور یہ بد بخت اور مکار طعام نہیں کھاتا تھا اور شراب بھی نہ پیتا تھا اس سے پوچھا گیا کہ تمہارا کیا حال ہے کہ تم نہ طعام کھاتے ہو اور نہ پانی پیتے ہو شیطان نے کہا کہ یہ درویشوں کی حالت ہے اور میں درویش ہی تھا اور میری ظاہری حالت یہاں تک پہنچی کہ میں طعام اور شراب سے باز رہا ہوں تمہیں بھی چاہئے کہ میرے لئے ایک خانقاہ بناؤ اور مجھے پانچ سو مرد دے دو کہ ان کو اپنے جیسے بناؤں انہوں نے ایسا ہی کیا اور وہ خانقاہ میں آئے تو لعین

نے گمراہی کے اسباب چنگ اور باب وغیرہ پیدا کیا اور اس کے اعمال ان کو سکھائے یہاں تک کہ بعض مکاشفات ان کو ظاہر کئے چنانچہ حور اور قصور اور برق اور طعام لذیذ اور چراغ اور باغات اور اچھے کپڑے اور ہر قسم کے میوے اور بڑے بڑے تختے بلکہ تخت دیو کے لئے بھی نہ ہوتا اور کہتا کہ یہ خدا ہے اس کو سجدہ کرو اور وہ تمام اس طرح کافر ہو گئے اور یہ احوال صوفیوں کے درمیان ابھی تک باقی رہا ہے اس لئے کہ جاہل جب خلوت میں جاتے ہیں تو رقص اور سماع اور سرود کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ہم نے ذات خدا کو مشاہدہ کیا اور بعض کہتے ہیں کہ ہم نے صفات خداوند کریم دیکھے اور بعض کہتے ہیں کہ ہم نے حور اور باغات دیکھے پس جاہل صوفیوں سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ وہ شیطان سے بھی بدتر ہوتے ہیں بلکہ وہ خود شیطان ہوتے ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے خود شیطان کو جن وانس سے یاد فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: من الجِنّة و الناس۔ جن اور انس سے ہو جب کافی مدت کے بعد شیطان اپنی خانقاہ سے باہر آیا تو تمام نے نغمہ اور سرود اور رقص وسماع شروع کیا تو وہ تمام اس کی اولاد کافر ہو گئے اور اس کے تابعدار بنے اور جب وہ جوان ہوئے تو وہ نور آدمی کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا اور اس سے نوح نبی اللہ پیدا ہوئے پھر وہ نور اس کی پیشانی میں جلوہ گر تھا اور کسی نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ نوح بن لام ولام بن ملک وملک بن کمل میں منتقل ہوا اور یہ پیغامبر ان تھے پشت بہ پشت آدم علیہ السلام سے اور جب نوح علیہ السلام مبعوث ہوئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اس کے پاس آئے اور نکاح کی ترغیب دلائی اور بہن حرام ہوئی بھائی پر اور اس سے قبل نکاح جائز تھا اور جب نوح علیہ السلام نے دعوت دی تو تمام کافروں نے انکار کیا اور کہا کہ اس سے قبل جتنے انبیاء علیہم السلام گزر چکے ہیں انہوں نے بہن کے ساتھ نکاح کو حرام نہیں کہا تھا اور تم نے حرام کہا ہے اور ہر روز نوح نبی اللہ کو کافر باندھتے تھے اور مارتے تھے اور جب نوح نبی اللہ آواز دیتے تھے دعوت کے لئے تو اس کی

آواز مشرق سے مغرب تک چلی جاتی تھی تو کافر اپنے کانوں میں پنبہ رکھتے تھے تو اس وقت حضرت نوح علیہ السلام نے مناجات اللہ تعالیٰ کے حضور کیا کہ یارب کہ آپ کے دشمن غایت ہلاکت تک پہنچاتے ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جنت سے ایک دانہ لے آیا اور کہا کہ اس کو زمین میں لگادو تاکہ بڑے ہو جائیں اور اس سے کشتی بناؤ اور تم کشتی میں سوار ہو جاؤ اور کافر پانی میں غرق ہوئے تین سو سالوں کے بعد وہ درخت بڑا ہوا اس کو چیرا ایک لاکھ بیس ہزار اور چار ہزار تختے بر آمد ہوئے تو اس سے کشتی بن گئی اور ہر تختہ پر پیغامبر کا نام لکھا ہوا تھا اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام دریائے عمان سے ایک درخت لے آئے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اس سے چار تختے بر آمد ہوئے اور ہر ایک تختہ پر ان چار یاروں کے نام لکھے ہوئے تھے اور کشتی ان چار تختوں پر سرانجام پائی گی۔

کہا گیا ہے کہ چالیس آدمی ان میں سے ایمان لے آئے اور یہی چالیس آدمی کشتی میں بیٹھ گئے اور حیوانات میں سے ہر نر اور مادہ کو اپنے ساتھ رکھے گئے شیطان آیا اور اس کی پیشانی پر اپنا ہاتھ پھیرا اس کے ناک سے چوہا گر گیا اس نے کشتی میں سوراخ کیا حضرت نوح علیہ السلام نے اپنا ہاتھ مبارک شیر کی پیشانی پر پھیرا اس نے چھینک کیا تو اس سے بلی پیدا ہوئی اور چوہے کی جگہ پر بیٹھ گئی جیسا کہ یہ ایک شاعر کا قول ہے کہ گربہ از عطسہ شیر آوردہ کہ بلی شیر کی چھینک سے پیدا ہوئی اور جب وہ کشتی باہر نکلی تو کشتی میں تمام سوار مرد مر گئے اور تین بیٹے حضرت نوح علیہ السلام کے رہ گئے اور حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی بھی کافرہ ہوگئی اس وجہ سے حضرت نوح علیہ السلام کو آدم ثانی کہا جاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد تمام انسان حضرت نوح علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔

جیسا کہ ایک شاعر کا قول ہے:

ابوالفرس ابوالترک وابوالہند

مسمی وآن سام ویافث وحام اند

یعنی فرانس اور ترک وہند تمام سام اور یافث اور حام کی اولاد سے ہیں۔

اس طرح ذکر ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نیند میں تھے کہ آپ کے پنہان اندام برہنہ ہوئے یافث پہنچا تو ہنسا اور حام جب پہنچا تو اس پر خاک ڈال کر چھپایا اور جب سام پہنچا تو ان دونوں کو برا بھلا کہا اس کا اندام کو چھپایا اور اپنے والد کو بیدار کیا حضرت نوح علیہ السلام نے یافث کے حق میں بد دعا کی یافث کے آٹھ بیٹے تھے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے چھ بیٹوں کو کوہ قاف میں ڈال دیئے اور وہ دو بیٹے دنیا میں رہ گئے اب وہ تمام کافر اور ترکان ہیں ان میں سے کوئی غیر ترک نہیں تھا یہاں سے لوگ کہتے ہیں کہ ترکوں میں اب تک کوئی پیغمبر مبعوث نہیں ہوا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ حضور ثمود علیہ السلام ترک کا پیغمبر تھا اور حضرت مہتر نوح علیہ السلام نے حام کے لئے فرمایا کہ اس کا دیکھنا سیاہ تھا اور کالا ہوا اب ان کی اولاد سیاہ ہندوستان میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور سام کے حق میں دعا خیر فرمائی کہ تمام عالم میں ان کی اولاد صاحب قدر وعزت کے مالک ہوئے حضرت نوح علیہ السلام کی عمر سترہ سو پچاس سال تھی اور اس سے وہ نور چلا گیا سام کی پیشانی کو اور اس سے خجیل پیدا ہوا وہ نور حضرت خجیل کی پیشانی میں چمکا اور اس سے ثالج پیدا ہوا وہ نور اس کی پیشانی سے نمودار ہوا اس سے عابد پیدا ہوا وہ نور عابد کی پیشانی کو منتقل ہوا اس سے قالع پیدا ہوا اور وہ نور اس قالع کی پیشانی سے نمودار ہوا اس سے غومی پیدا ہوا وہ نور غومی کی پیشانی کو منتقل ہوا اور اس سے اسرع پیدا ہوا وہ نور اس کی پیشای کو منتقل ہوا اور اس سے ناخور پیدا ہوا وہ نور اس کی پیشانی کو منتقل ہوا اس سے تارخ پیدا ہوا وہ نور اس کی پیشانی کو منتقل ہوا اس سے آذر پیدا ہوا اور آذر سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔

(مترجم کہتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ تھا آذر نہیں تھا اس پر تحقیق حضرت

شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے الحاوی للفتاوی میں کی جس کا عنوان ہے **مسالک الحنفاء فی الدین المصطفی** اگر کسی کو شوق ہو تو وہاں دیکھ لے)۔ پس وہ نور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جبین مبارک میں چمکا اور پھر اس سے وہ نور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو منتقل ہوا اور اس کی پیشانی میں چمکا۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے ایک حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے اور دوم حضرت اسحاق علیہ السلام تھے اور حضرت اسحاق علیہ السلام کے بھی دو بیٹے تھے حضرت یعقوب علیہ السلام اور دوسرا عیص اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے حضرت یوسف علیہ السلام اور بنیامین ایک ماں سے تھے اور باقی دس بیٹے دوسری بیوی سے تھے۔ تاجک حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور تاجک میں ستر ہزار اولیاء اور ستر ہزار انبیاء پیدا ہوئے ہیں۔ اور باقی دس بیٹوں سے تمام عجم والے ہیں اور نسل اسماعیل علیہ السلام سے ایک محمد رسول اللہ ﷺ پیغمبر مبعوث ہوئے اور یہ بنابر عظمت قدر رسول کی وجہ سے تھا کہ وہ ایک اکیلا ان کے تمام کے برابر بلکہ ان تمام سے افضل تھا۔ اور قیصار سے قیدار پیدا ہوئے اور وہ نور قیدار کی پیشانی سے جلوہ افروز ہوا اور اس سے سلیمان پیدا ہوئے اور وہ نور سلیمان میں جلوہ نما ہوا اس سے نیب پیدا ہوا وہ نور نیب کی پیشانی میں جلوہ افروز ہوا اس سے مسیع پیدا ہوا وہ نور اس کی پیشانی کو منتقل ہوا اس سے یسع پیدا ہوا وہ نور اس کی پیشانی کو منتقل ہوا اس سے اود پیدا ہوا وہ نور اس کی پیشانی کو منتقل ہوا اس سے عدنان پیدا ہوا وہ نور اس کی پیشانی کو منتقل ہوا اس سے معد پیدا ہوا وہ نور اس کی طرف منتقل ہوا اس سے نذار پیدا ہوا وہ نور اس کی طرف منتقل ہوا اور وہ نور اس کی پیشانی میں چمکا اس سے الیاس پیدا ہوا وہ نور اس کی پیشانی میں منتقل ہوا اس سے مدرکت پیدا ہوا وہ اس کی طرف منتقل ہوا اس سے حریمہ پیدا ہوا وہ نور

اس کی پیشانی میں نمودار ہوا اس سے کنانہ پیدا ہوا وہ نور کنانہ کی پیشانی میں منتقل ہوا کہا جاتا ہے کہ حضور انور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کبھی کبھی اپنے دادا کنانہ پر فخر فرماتے کہ میں کنانہ کے فرزندوں میں سے ہوں وہ بہت سخی اور مالدار تھے ان سے نضر پیدا ہوا اور وہ نور اس کی پیشانی میں منتقل ہوا اور اس قصی پیدا ہو وہ نور اس کی طرف منتقل ہوا اس سے مناف پیدا ہوا وہ نور اس کی پیشانی سے نمودار ہوا اس سے ہاشم پیدا ہوا وہ نور اس کی پیشانی سے چمکا اس سے حضرت عبد المطلب پیدا ہوئے وہ نور ان کی پیشانی کو منتقل ہوا ان سے حضرت عبد اللہ پیدا ہوئے وہ نور ان کی پیشانی میں ظہور پذیر ہوا۔

حکایت: کہا جاتا ہے کہ حضرت عبد المطلب نے نذر مانی کہ اگر میرے دس بیٹے ہوئے تو آخری بیٹا میں کعبۃ اللہ کی آبادی میں قربان کروں گا اس کو ان تمام بیٹوں کی ایک ماں تھی اور حضرت عبد اللہ دوسری بیوی سے تھے وہ تمام بھائیوں سے چھوٹے تھے تمام بیٹے چاہتے تھے کہ اس کو قربان کیا جائے چونکہ جب وہ اس کا فرزند تھا وہ اس وقت کے علماء کے پاس گیا اور ان کو یہ حال سنایا انہوں نے کہا کہ ہماری کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ دس اونٹوں کو اس کے مقابلہ میں نذر کرو اور ان دونوں پر قرعہ ڈالو جس پر وہ نکل آئے اس کو ذبح کرو حضرت عبد المطلب نے بھی ایسا کیا تو قرعہ حضرت عبد اللہ پر نکل آیا وہ اس طرح دس دس بڑھاتے یہاں تک کہ یہ تعداد پانچ سو تک پہنچ گی تو قرعہ اونٹوں پر نکل آیا اس نے پھر اونٹوں پر نکل آتا تھا اس کے بعد پانچ سو اونٹوں کو ذبح کیا یہاں پر حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ انا ابن الذبیحین میں دو ذبح کرنے والوں کا بیٹا ہوں یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت عبد اللہ کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے وقت دنبہ جنت سے لایا گیا اس کو ذبح کیا اور حضرت عبد اللہ کے بدلے پانچ سو اونٹ ذبح کئے گئے۔

اس کے بعد جب حضرت رسالت مآب شفیع روز جزا احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ رحم مادر سے زمین میں جلوہ افروز ہوئے وہ نور جو امانت تھا وہ تمام دنیا کو منور کیا اور کافر نے اس کا نور پا کر ایمان کی دولت سے مشرف ہوئے۔ کہا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے حضرت عبد اللہ کے زمانہ تک کوئی بھی نہ تھا کہ وہ عصمت الٰہی سے مشرف نہ تھا اور تمام نسل حضور ﷺ کی نجات یافتہ تھے اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ نور انبیاء علیہم السلام میں امانت کے طور پر تھا جو ان کی پیشانی سے چمکتا تھا۔

قصہ حضور انور ﷺ کی ولادت کا

حدیث شریف میں ہے کہ عورتیں جمع ہوئیں کہ حضور انور ﷺ کی ولادت پر گواہی دینے لگیں کہ جب آپ کی پیدائش کا وقت ہوا تو ایک ایسا نور پیدا ہوا کہ شام کے محلات ہم نے دیکھے حضرت عبد المطلب نے فرمایا کہ جب میں اس کے گھر صبح سویرے گیا میں نے دیکھا کہ وہاں سے ایک نور چمکتا ہے میں نے پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ حضرت عبد اللہ کا بیٹا پیدا ہوا ہے اس گھر میں یہ نور اس وجہ سے ہے حضور انور ﷺ کی ولادت کے وقت روم میں نوشیروان بادشاہ تھا اور اکثر اوقات حضور ﷺ اس پر فخر کرتے کہ میں ایک عادل بادشاہ کے زمانہ میں پیدا ہوا ہوں حضرت نوشیروان کا ایک قلعہ تھا سیسے کا کہ دس رسن کے برابر لمبا تھا اور ہر رسن دس قدم مرد کا تھا اور اس ولادت کی رات اس قلعہ سے چودھ برج گر گئے اور دس میل تک اس کے گرنے کی آواز سنائی گئی تو بہادر سپاہی اس سے خوف ذدہ ہوئے کہ کوئی اپنی اولاد سے اور اولاد اپنے والدین سے بے خبر ہوئے اور وہ چاہتے تھے کہ آگ کو جلائیں لیکن آگ پانی کی طرح ہوا سردی کی وجہ سے کہ ان کے ہاتھ نہ جلتے اور وہ آگ لکڑیوں پر کچھ اثر نہ کرتا وساہ نام ایک دریا تھا کہ وہ اس قلعہ کے اندر داخل ہوتا تھا تمام پانی اس دریا کا

خشک ہوا اور پتھروں میں کچھ پانی رہ گئے تھے اور جب کافروان پانی میں ہاتھ ڈالتا وہ اتنا گرم ہوتا کہ ان کے ہاتھوں کو جلاتا۔

جیساکہ ایک شاعر کا قول ہے:

کانّ بالنار مابالماءمن بلل　　　　حزناو بالماءمابالنار من ضرم

ضرم جلنے کو کہا جاتا ہے معنی اس شعر کا یہ ہوا کہ گویا کہ آگ پانی کی طرح ہوا نم کی وجہ سے اس میں کوئی جلنے کا اثر نہ تھا۔ وہ کاہنوں کے پاس گئے کہ اس کے متعلق حال دریافت کریں کاہنوں نے کہا کہ ہمارا استاد ابھی تک نہیں اترا ہے کہ یہ کیا واقعہ ہے ان کا استاد شیطان تھا اس لئے کہ اس زمانہ میں شیطان امور غیبیہ آسمان سے کان لگا کر لوگوں کو بیان کرتا اور کافر لوگ کاہنوں اور نبیوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کر سکتے تھے کہ جب انسان پیدا ہوا تو یہ شیطان جنت میں گیا اور حضرت بابا آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالا اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ چوتھے آسمان تک جاسکتا تھا اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ صرف آسمان دنیا تک جاسکتا تھا اور شیطان غیب کی باتیں ان کو بتاتے چنانچہ اس زمانہ میں نیک اور بد دونوں ظاہر ہو گئے تو سب سے پہلے وہ حاملان عرش کے پاس جاتے تھے اس کے بعد تمام ملکوت میں یہ پھیل جاتے تھے اور شیاطین فرشتوں کی باتیں سنتے اور کاہنوں کو بتاتے لیکن اس وقت میں وہ صرف آسمان دنیا تک جاسکتے تھے اور اس زمانہ میں آسمان کے نزدیک جاتے ہیں اور فرشتوں کی باتیں سنتے ہیں تو کچھ باتیں امور غیب کی وہ سنتے ہیں اور ایک لاکھ جھوٹ اس کے ساتھ ملاتے ہیں اور پھر وہ کاہنوں کو بتاتے ہیں اور جب حضور انور ﷺ کا لباس بشری میں ظہور ہوا تو کاہنوں نے اس کی طرف کان لگائے تھے کہ شیاطین آئیں گے اور ہمیں خبر دیں گے اچانک جب انہوں نے آسمان کی طرف دیکھا تو تمام آسمان میں آگ کا شعلہ نمودار ہوا تھا تو شیطان کو اپنے لشکر کے ساتھ آسمان کی طرف جب جاتے تو سات زمینوں تک وہ چلے جاتے تو انہوں

نے کاہنوں کو کچھ نہ بتایا یہاں تک کہ وہ حیران ہوئے اور یہ شعلہ ستاروں کا تھا (اس کو شہاب ثاقب کہا جاتا ہے) جب دیو اور پریاں اپنے گناہوں کی وجہ سے اوپر جاتے ہیں اور آسمان کے قریب ہو جاتے ہیں تو شعلہ ستارہ ان پر پھینکا جاتا ہے اگر وہ پہنچ جاتے ہیں تو پھر جل جاتے ہیں اور وہ زمین میں پھینکے جاتے ہیں اور اگر وہ بچ جائے تو ایک لاکھ جھوٹ حاصل کر کے بتاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ (الملک ۵)

اور بے شک ہم نے نیچے کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا اور انہیں شیطانوں کے لئے مار کیا اور ان کے لئے بھڑکتی آگ کا عذاب تیار فرمایا۔

اور جب دن نکل آیا تو دیکھا گیا کہ پرندے ہوا میں اڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے بد بختو تمہارا دین خراب ہوا محمد آخر الزمان ﷺ لباس بشری میں ظہور پذیر ہوئے یہ ایک شاعر کا قول ہے:

من بعدما اخبر الاقوام کاھنھم	بان دینھم المعوج لم یقم
و الجن تھتف و الانوار ساطعة	و الحق یظھر من معنی و من کلم

اس کے بعد کاہنوں نے اپنی اقوام کو خبر دی کہ ان کا ٹیرھا دین کبھی بھی قائم نہ ہو گا جنات بھاگ جاتے ہیں اور روشنی پھیلتی ہے اور حق ظاہر ہوتا معنی اور کلام سے جب وہ بتوں کے پاس گئے تو بت پاش پاش ہوئے اور جب ہیبت تمام کافروں پر گزر گئی اس کے بعد ایک نور چمکتا تھا کہ لوگوں نے شام کے اونٹ بصرہ میں دیکھے گئے تو نوشیروان عادل نے دوبار اونٹ کے حضرت عبد المطلب کے گھر بھیج دیا کہ یہ آپ کے بچے جو پیغمبر مہتر عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے تو نوشیرون عادل اور حضور انور ﷺ کے والدین کریمین اور حضرت ابو طالب کو اور حاتم طائی اور ابراہیم خلیل اللہ کے والدین کو

دعا سے زندہ کر دیں گے اور وہ تمام حضور انور ﷺ پر بھی ایمان سے مشرف ہوں گے اور پھر مر جائیں گے۔

بوستان ابو اللیث میں لکھا ہے کہ جب حضور انور ﷺ کی والدہ مبارکہ حاملہ ہوئی تو آپ کا والد ماجد رحلت فرما گئے اور آپ کے دادا حضرت عبد المطلب اس وقت وفات پا گئے جب کہ آپ اس وقت آٹھ سال کے تھے آپ کی پرورش حضرت ابو طالب جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا والد ماجد تھا کر رہے تھے:

واسم امه اٰمنة بنت وهب فتوفت امه وهو ابن ستة سنة والظئر التی ارضعته حلیمة فاوحی الله تعالیٰ الیه وهو ابن اربعین سنة فاقام بعد الوحی بمکة ثلٰثة عشر سنة ثم هاجر الی المدینة فاقام بها عشر سنین فتوفی وهو ابن ثلٰث وستین سنة۔

آپ کی والدہ کا نام حضرت آمنہ جو وہب کی بیٹی تھیں آپ کی والدہ اس وقت وفات پا گئی جب کہ آپ کی عمر چھ سال تھی تو حضرت حلیمہ سعدیہ نے آپ کو دودھ پلایا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس وقت وحی سے نوازا جب کہ آپ چالیس سال کے تھے جب آپ وفات ہوئے تو آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔ آپ کی بیویاں نو تھیں پانچ بیویوں نے آپ سے درخواست کر کے نکاح کیا:

وجمیع ما تزوج من النساء اربع عشر نسوة اول امرة تزوجها خدیجة بنت خولید وهی سیدة النساء وکانت اسبق النساء اسلاما۔

وہ تمام بیویاں حضور انور ﷺ کی چودہ تھیں اور سب سے پہلی بیوی حضرت خدیجہ بنت خویلد تھیں اور عورتوں کی سردار ہیں اور یہ اسلام لانے میں سب سے پہلے تھیں۔

دوسری بیوی حضرت سودہ بنت زمعہ تھی۔

تیسری بیوی حضرت عائشہ بنت ابو بکر تھی ان تینوں کے ساتھ مکہ معظمہ میں شادی کی اور مدینہ پاک میں حضرت حفصہ بنت عمر اور ام سلمہ بنت امیہ اور ام حبیبہ بنت ابی سفیان یہ چھ قریش خاندان سے تعلق رکھتی تھیں اور جویرہ بنت العلطف وصفیہ بنت حیّ بن حطب اور زینب بنت جحش یہ بیوی پہلے زید بن حارث کی تھی اور اس کو ام المساکین کہتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ بہت سخی تھی اور یہ پہلی بیوی تھیں کہ حضور انور ﷺ کے وصال سے پہلے وفات پا گئی اور میمونہ بنت الحارث یہ حضرت ابن عباس کی خالہ تھیں اور زینب بنت خزیمہ اور ایک عورت بنی بلال کے قبیلہ سے اور ایک عورت ابن بنی کندہ سے اور یہ وہی عورت تھی کہ حضور انور ﷺ نے طلاق دیا تھا۔ اور ایک عورت بنی کلیب تھی۔

حضور انور ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں اور تین صاحبزادے تھے سب سے پہلی اولاد میں سے حضرت قاسم تھے پھر زینب تھی پھر آپ کا صاحبزادہ طاہر تھا وہ وحی کے نزول کے بعد پیدا ہوا اس کا نام طاہر رکھا گیا۔

ثم ابنته ام کلثوم ثم ابنته فاطمة ثم ابنته رقیه فهؤلاء کلهم ولدوا من خدیجة ثم ولد بالمدینة ابنه ابراهیم ثم ابنة سریة یقال لها ماریة القبطیة وزوج فاطمة من علی بن ابی طالب وزوج رقیة من عثمان بن عفان فاتت بعدما زوج رسول الله ﷺ الی غزوة بدر فلما رجع من بدر زوجة ام کلثوم ولهذا یسمی عثمان ذی النورین زینب من ابی العاص ابی الربیع ومات اولاد رسول الله ﷺ کلهم قبله الا فاطمة فانها عاشت بعده ستة اشهر۔

پھر آپ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم تھیں پھر حضرت فاطمہ تھیں پھر آپ کی صاحبزادی حضرت رقیہ رھیں یہ تمام حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اولاد تھیں پھر مدینہ میں آپکا صاحبزادہ حضرت ابراہیم تھا پھر آپ کی صاحبزادی سریہ جس کو ماریہ قبطیہ کہا جاتا ہے نکاح کیا حضرت فاطمہ کا

حضرت علی بن ابی طالب کے ساتھ پھر حضرت رقیہ کا نکاح حضرت عثمان بن عفان کے ساتھ وہ فوت ہوئی غزوہ بدر سے پہلے جب بدر سے وہ واپس ہوئے تو حضرت ام کلثوم آپ کے نکاح میں دی اس لئے اس کو عثمان ذی النورین کہا جاتا ہے اور زینب کا نکاح ابی العاص ابی الربیع کے ساتھ کیا۔ حضور انور ﷺ کی اولاد وفات پا گئی تمام حضرت فاطمہ سے پہلے اور وہ آپ کے وصال کے چھ مہینے بعد وصال فرما گئیں۔

جان لو کہ اگر آپ کے صاحبزادے آپ کے وصال سے قبل فوت نہ ہو جاتے تو لوگوں کے درمیان قیل و قال پیدا ہو جاتے کہ یہ صاحبزادہ پیغمبر کے کیوں پیغمبر نہ ہوئے حالانکہ یہ پیغمبری درست نہ تھی اس لئے کہ حضور انور ﷺ خاتم الانبیاء تھے اس وجہ سے وہ وفات ہو گئے۔ کہا گیا ہے کہ ابو جہل بدبخت اور ولید کہتے تھے کہ محمد ﷺ کے بیٹے نہیں ہیں جب وہ وفات پا جائیں گے تو ان کا دین خراب ہو گا اور عرب لوگ جس کا بیٹا نہیں ہوتا اس کو ابتر کہتے تھے تو محمد ﷺ کو اس کی نسبت کرتے ان کے سرزنش کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ (۱) فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (۲) إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ (الکوثر ۳) بے شک اے محبوب ہم نے تمہیں کوثر عطا کی پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو بے شک تمہارا دشمن ابتر ہے۔(یعنی بے نام ونشان ہے)

اور دوسری روایت میں ہے کہ ابو جہل کی اولاد نہ تھی اور دوسری روایت میں یہ بھی ہے اگرچہ اولاد تھی لیکن اس کا کوئی نام ونشان دنیا میں نہیں ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ کو معلوم ہے کہ ہزار ہزار سید دنیا میں پھیل جائیں گے:

و کانت نسأہ کلھن ثیبات الا عائشة فانها بكرة فتزوجها وهى بنت ستة سنين وبنى بها وهى سنة تسع سنين وكانت عنده تسعا وكان فتح خيبر بعد الهجرة وهو بست سنين وفتح المكة بعد الهجرة بثمان ثنين وكانت وفاته يوم الاثنين فى شهر ربيع الاول والتاريخ الذى

تورخ بالکتب الی یومنا ھذا ھو تاریخ الھجرۃ امر بھا عمر بن الخطاب بان یجعل التاریخ من وقت الھجرۃ بمشاورۃ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

آپ کی تمام بیویاں بیوہ تھیں بغیر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کیونکہ یہ کنواری تھی تو اس کے ساتھ نکاح کیا اور یہ چھ سال کی تھی اور جب اس سے خلوت فرمائی تو وہ نو سال کی تھی آپ کی نو بیویاں تھیں اور فتح خیبر ہجرت کے بعد سات سال میں ہوا اور مکہ جب فتح ہوا تو ہجرت کے آٹھ سال تھے اور آپ کا وصال مبارک ربیع الاول کے مہینے میں ہوا اور جو تواریخ کی کتب میں آج دن تک یہی تاریخ مقرر ہے اور یہ تاریخ ہجری ہے اس پر حکم دیا تھا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہ اس نے ہجرت کی تاریخ مقرر کی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس بابت مشورہ کیا۔

جان لو! کہ انسان کے چند بھی اقسام ہیں ان کا تعلق عذاب اور ثواب کے ساتھ ہے ملائک اور جنات اور دیو وانس ہر ایک کو دس حصہ دیا گیا ہے اور اس کے نو حصے ملائک ہیں اور وہ ایک حصہ یہ تین طائفے ہیں کہ جو ذکر ہوئے ہیں پھر یہ تین طائفے کو دس حصوں میں تقسیم ہیں پھر ان میں نو حصے دیو جنات کے ہیں اور ایک حصہ انسان ہیں اور انسان کے ایک سو پچیس اقسام ہیں سو اقسام تمام ہندوستان کی طرف ہیں اور وہ تمام مختلف رنگوں کے لوگ ہیں بعض کو ناقو کہا جاتا ہے کہ سینہ میں آنکھیں ہیں اور بعض کو مالوح کہتے ہیں کہ ان کے کان ہاتھی کے کانوں کی طرح ہیں اور بعض کو سگسار کہا جاتا ہے کہ ان کے سر کتوں کے سروں کے مشابہ ہیں اور بعض دوال پائے کہا جاتا ہے کہ ان کے پاؤں ہر طرف پھیل جاتے ہیں ہلنا اور اختیار دل ان میں نہیں ہے۔ اور بعض ان میں مشابہ ہیں کہ ان کے سر چیونٹیوں کے سر کے مشابہ ہوتے ہیں لیکن وہ کھانا اور پینا نہیں کرتے اور تمام اوقات وہ جماع میں لگے ہوتے ہیں۔ اور یہ تمام رنگ کے اقسام والے دوزخی ہیں اور بارہ اقسام شمال کی طرف ہیں چنانچہ عروس اور مجوس اور دینکی اور تنگ چشمان ویہود اور ترسا وشمال کہ وہ قبلہ کی طرف منہ کرکے اور

مشرق کی طرف پشت کر کے بیٹھتے ہیں اور شین کے زبر سے دائیں ہاتھ کو کہا جاتا ہے اور شین کے کسرہ سے بائیں ہاتھ کو کہا جاتا ہے اور یہاں شین کا زبر مراد ہے اور چھ اقسام شمال کی طرف ہیں اور یہاں شین کا کسرہ مراد ہے کہ ان کو زنگبار اور برکات کہا جاتا ہے۔ اور بعض جزیرہ عمان میں اور بعض دریائے عمان میں ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ بادشاہ برکات بارہ سال سفر میں تھا اور اپنے بادشاہی میں چلتا کہ میرے بغیر بھی کوئی ملک ہے تا کہ میں ان سے جنگ کروں۔ بارہ سال کے بعد امراء اور خوانین کو اس سے یہ بات پیش کی کہ آپ کے بغیر کسی دوسرے شخص کی بادشاہی نہیں ہے۔ اس کے چھ اقسام کوہ قاف میں ہیں کہ ان کو یاجوج اور ماجوج کہا جاتا ہے۔ اس کو ترک خورد اور ترک حرز وغیرہ کہا جاتا ہے یہ تمام دوزخ جائیں گے اور وہ جنت کی بو بھی نہیں سونگھیں گے اور باقی ایک قسم **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کہتے ہیں اور یہ طائفہ بھی تہتر فرقوں میں تقسیم ہیں اور امت مہتر موسیٰ علیہ السلام اکہتر فرقوں میں تقسیم تھے اور امت حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہتر فرقوں میں تقسیم تھے اور ان میں سے ایک فرقہ حق پر تھا اور امت محمد رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے تہتر فرقے ہیں ان میں سے ایک فرقہ نجات والا ہے وہ فرقہ اہل سنت وجماعت کا ہے اور تمام ہلاک ہو جائیں گے اور کافروں کے ساتھ دوزخ میں ہوں گے اور یہ شیخی اور درویشی پیری اور پیشوائی کے سبب گمراہ ہوئے ہیں حدیث میں ہے کہ حضور صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی آخر زمانہ میں سنت وجماعت میں رہ جائے اور وہ ہر کام کے لئے کوئی قدم بھی اٹھائے تو ہر قدم پر اس کے لئے ایک قبول شدہ حج کا ثواب ملے گا۔ اور اگر یہ دعا پڑھے تو اجابت اور ثواب بہت زیادہ ہے:

یا اجود الاجودین یا اکرم الاکرمین ویا ارحم الراحمین ویا غیاث المستغیثین أَمْ مَنْ خَلَقْنَا إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ طِينٍ لَازِبٍ (11 يَامَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ (۳۳) فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (۳۴) يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِنْ نَارٍ وَنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ (الرحمٰن ۳۵)

اے جن و انسان کے گروہ اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے تم پر چھوڑی جائے گی بے دھویں کی آگ کی لپٹ اور بے لپٹ کا کالا دھواں تو پھر بدلا نہ لے سکو گے۔

باندھے ہوئے کام کو کھولنے کے لئے یہ پڑھے:

یا من لا یعلم الغیب الا ھو یا من لا یدربر الامر الا ھو یا من لا یکشف الضر الا ھو ھو الاول والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شیء علیم۔ اس دعا کے پڑھنے کا بہت زیادہ ثواب ملتا ھے: یا کاشف کل کربة ویا مجیب کل دعوة ویا جابر کل کسیر ویا مبشر کل عسیر ویا صاحب کل غریب ویا مونس کل وجدیا لا الہ الا انت امنع عنی کل بلاء برحمتک یا ارحم الراحمین۔

بیان سبعات عشر

جاننا چاہیئے کہ اس کو دو اوقات میں کرنا چاہیئے جب سورج نکلنا قریب ہو جائے دوسرا عصر سے غروب آفتاب تک اس کو حضرت خضر علیہ السلام نے ابراہیم تمیمی کو تعلیم کیا ہے۔ اور خضر علیہ السلام نے حضور انور صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ سے سیکھا ہے اور ابراہیم کو فرمایا کہ جب تم حضور انور صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ کو خواب میں دیکھو گے اس سے اس کا ثواب پوچھو اور جو کوئی اس پر مداوت کرے گا کہ ہر پریشانی کہ ذکر و دعا میں پاؤ گے وہ تمام دفع ہو گی وہ یہ دعا ہے: سب سے پہلے سات دفعہ سورہ فاتحہ اور معوذتین پڑھے پھر سات دفعہ قل ھو اللہ احد پڑھے اور سات دفعہ قل یا ایھا الکافرون پڑھے پھر سات دفعہ آیت الکرسی اور سات دفعہ کلمہ تمجید اور ایک بار عدد ما علم اللہ وزنة ما علم اللہ وملاء ما علم اللہ اور سات دفعہ پڑھے اللّٰھم صل علی محمد عبدک ونبیک ورسولک النبی الامی وعلی الہ وبارک

وسلم علیه اور سات بار یہ پڑھے اللّٰهم اغفرلی والوالدیّ ولمن تولد وارحمهما کما ربیانی صغیرا واغفر لجمیع المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منهم والاموات برحمتک یا ارحم الراحمین اور سات بار یہ پڑھے: اللّٰهم افعل بی وبهم عاجلا واجلافی الدنیا والآخرة ماانت له اهل ولا تفعل بنا مانحن له اهل انک انت غفور حلیم جواد کریم ملک برّ رؤف رحیم پیغمبر نے قسم کھائی ہے کہ وہ خدا جس نے مجھے بھیجا ہے اس میں شک نہیں کہ خداوند کریم ان کے گناہ کبیرہ کو بخش دے جو ان کے وجود سے ظاہر ہوئے ہوں۔

ویدفع الله عنه غضبه ویامر صاحب الشمال ان لا یکتب علیه شیأ من السیئات الی السنة والی بعثنی مایعمل بهذا الا من خلقه الله سعیدا۔

اس کو نہیں چھوڑنا چاہیئے مگر وہ چھوڑتا ہے جو ازلی بدبخت ہو۔ من عوارف المعارف اور اس میں احیاء العلوم سے نقل کیا گیا ہے روایت ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ابراہیم کو فرمایا کہ اے ابراہیم تمہیں چاہیئے کہ دو رکعات نماز ادا کرو پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قل یا ایها الکافرون سات بار پڑھو اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص ایک بار اور تسبیحات رکوع اور تسبیحات سجود سات بار پڑھو اس کے بعد سلام پھیر دو اور سجدہ میں سر رکھ کر سات بار کلمہ تمجید اور سات بار درود پڑھو اور جب سجدہ سے سر کو اٹھادوگے تو ایک بار پڑھو:

فسبحان الله حین تمسون وحین تسبحون وله الحمدفی السماوات والارض وعشیا۔

آخر تک پڑھنا چاہیئے اس کے بعد نیند کے لئے جاؤ اور دنیاوی باتوں میں مشغول نہ ہو اور قبلہ کی طرف منہ کرکے سو جاؤ اور درود پڑھو تاکہ خواب میں حضور انور ﷺ کا دیدار سے مشرف ہو جاؤ گے حضرت ابراہیم تیمی نے ایسا ہی کیا حضور انور ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ چوتھے آسمان میں تمام انبیاء اور اولیاء جمع ہوئے ہیں اور وہ بھی ان کے درمیان میں بیٹھا ہوا ہے اور ان کے ساتھ جنتی کھانا

کھایاان کھانے والوں میں سے ایک نے سوال کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ثواب مسبعات عشر کتنا ہے حضرت نے فرمایا کہ میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ اس کے ثواب پر عالم ہے یہ حد سے زیادہ ہے جب تک تم جنتی کھانا نہ کھائے دنیا سے تم رخصت نہ ہوں گے۔ جب ابراہیم بیدار ہوا تو اس میوہ کا چھلکا اپنے منہ میں پایا اور اس کی لذت اس کے منہ میں تھی اس کے بعد چار ماہ تک اس نے طعام اور شراب دنیاوی نہ کھایا اور نہ پیا۔ روایت کیا گیا ہے کہ ایک جوان بیابان میں جارہا تھا اچانک چند چور کمینہ گاہ سے اٹھے اور ان کو مارا وہ اس میں تھے کہ دس قلندر پیدا ہوئے اور چوروں کو شکست دے دی۔ اور اس کو نزدیک گھر کو پہنچایا اور جب وہ واپس ہونے لگا تو جوان نے پوچھا کہ تم کون ہو انہوں نے کہا کہ ہم وہ دس دعاہیں کہ تم نے پڑھی ہے جوان نے پوچھا کہ تمہارا سر کیوں برہنہ ہے انہوں نے جواب دیا کہ تم نے ابتداء میں **بسم اللہ الرحمن الرحیم** نہیں پڑھا تھا۔

دعا استخارہ یہ ہے:

اللّٰھم انی استخیرک بعلمک و استقدرک بقدرتک و اسألک من فضلک العظیم فانک تقدر و لا اقدر و تعلم و لا اعلم و انت علام الغیوب اللّٰھم انت تعلم ان کان ھذا الامر خیرالی فی دینی و معاشی و معادی و عاقبۃ امری فاقدرہ لی ویسرہ لی ثم بارک لی الخیر بہ۔

اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ حاجت کہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ خاص موت کے نناوے جزب ہوتے ہیں اور ہر جزبہ نوے بار زندہ بکرے کی پوست نکالنے کے برابر ہوتا ہے اور جس نے یہ دعا پانچ نمازوں کے بعد پڑھا اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس سے وہ امن میں رہے گا۔

اور وہ یہ ہے:

اعدت لکل ھول فی الدنیا و الآخرۃ لا الہ الا اللہ و لکل ھم و غم ما شاء اللہ و لکل حرب لازم لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و لکل ذنب استغفر اللہ و لکل ضیق حسبی اللہ و لکل مصیبۃ انا للہ و لکل نعمۃ الحمد للہ ما اصاب من نعمۃ من اللہ و لکل رجاء اشکر للہ و لکل اعجوبہ سبحان اللہ و لکل قضاء قدر توکلت علی اللہ و لکل طاعۃ و معصیۃ لا حول و لا قوۃ الا باللہ و اقول لکل رغبۃ و رھبۃ اللّٰھم صل علی محمد و علی اولادہ۔

دیگر منقول ہے کہ جو کوئی مندرجہ ذیل رباعی کو الفاظ ترکی میں ہر حاجت کے لئے پڑھے وہ حاجت پوری ہو گی۔

رباعی: پلدان لجبین شمع سبتان ائیکن بل لحظ دی عالم نی گلستان ایتکن پس متکلما یشم ترسان ایتکن ای برجنی مشکل نی آسان ایتکن۔

دیگر: وہ طریقہ جس سے زہر کشتہ کیا جاتا ہے کہ اس کے وزن کے برابر ان ادویہ کو لے لو اور تمام ادویہ کو کھوٹ کر سفوف کرو اس سے زہر کشتہ ہو گا۔ عاقر قرحا، پیلا مول و مرچ اور فلفل دراز اور زنجبیل اور سوہاگہ ان تمام ادویہ کو کھوٹ دو اور جس مرض کے لئے دیا جائے فائدہ دے گا دو انگلیوں میں یعنی سبابہ اور ابہام میں پکڑ کر خوراک کے بعد کھاؤ ان ادویہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ شفا دے گا۔

دوسرا باب

اس میں چہار فصل ہیں پہلا فصل توبہ کے متعلق ہے۔

توبہ

اعلم بان التوبۃ علی اربعۃ اوجہ توبۃ العام و توبۃ الخاص و توبۃ الخاص الخاص و توبۃ خاص الاخص و توبۃ عام قال اللہ تعالٰی: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا (التحریم۸)

جان لو کہ بے شک توبہ کے چار اقسام ہیں پہلی قسم عوام کی توبہ ہے اور دوسری توبہ خواص کی ہے اور تیسری توبہ خاص الخاص لوگوں کی ہے اور چوتھی قسم خاص الاخص کی ہے توبہ عام کے متعلق ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے ایمان والو اللہ کو توبہ کرلو توبہ نصوحا سے یعنی خالص توبہ کرلو۔

جان لو کہ بعض قصص گویان کہتے ہیں کہ نصوحا ایک آدمی کا نام تھا جو کفن کش تھا اور بیت المقدس اس کا گھر تھا اور یہ زمانہ حضرت داؤد علیہ السلام کا تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس کے پاس آئے کہ اس آدمی کے لئے اس کے گھر میں قبلہ گاہ درست کرلو حضرت مہتر داؤد علیہ السلام نے اس کا گھر خریدنا چاہا لیکن نصوحا نے منع کیا کہ اے پیغمبر خدا میرا توبہ اس وقت تک قبول نہ ہو گا کہ میں اپنا گھر آپ پر فروخت نہ کروں تو اس کا توبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوا اور یہ آیت اس کی شان میں نازل ہوئی۔ رساہ شاہ قاسم بدر الدین کروری میں یہ نقل کیا ہے کہ وہ آدمی کافر ہوا یہ بات محض غلط ہے اس لئے کہ اس کی شان میں اگر ہوتا تو مضاف اور مجاف الیہ ہوتا یعنی توبہ نصوح کا ہوتا حال یہ ہے کہ نصوحا ہے اور یہ حال ہے پس معنی اس طرح ہوا کہ جو ایمان لائے اور پھر دوبارہ خدا کی طرف ناشائستہ کام اور محرمات سے باز رہے اور یہ توبہ اخلاص کا ہو۔

تفسیر کامل میں نقل ہے کہ یا ایھا الذین یہ ندا عام ہے تین طائفوں کے لئے کافر اور منافق اور مؤمن کے لئے پس تقدیر ایسا ہو یا ایھا الذین کفروا آمنوا کہ اے کافرو تمہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آؤ یا ایھا الذین المنافقون اخلصوا اے منافقو تمہیں چاہئے کہ عبادت اور ایمان میں مخلصی پیدا کرو اور یا ایھا الذین آمنوا توبوا اے ایمان والو تم گناہوں سے توبہ کرو اور توبہ کی علامت بعض کے نزدیک پشیمانی ہے کہ ہمیشہ اپنے گزرے ہوئے گناہوں کی معافی کے خواست گار رہو اور اگر تم ہر وقت گناہ کرو گے اور پھر ہر وقت توبہ کرو گے تو توبہ بغیر

اخلاص کے وہ قابل قبول نہیں بلکہ یہ ایک استہزا ہے اور گناہوں کو اگر بندہ ہر روز سو بار گناہ کرے اور سو بار اخلاص سے توبہ کرے چنانچہ وہ اس طرح ہو گا کہ اس نے گناہ نہیں کیا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تمہارا توبہ قبول کیا اس بندہ کے لئے میرے علاوہ کوئی فریاد رس کوئی نہیں ہے یہاں حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ: **التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ ای من کان مخلصا فی التوبۃ فلا یبقی علیہ اثر الذنب۔** توبہ کرنے والا گناہ سے ایسا ہے کہ اس نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے یعنی جو کوئی توبہ کرنے میں مخلص ہو تو اس پر گناہ کا کوئی اثر نہیں رہ جاتا۔

کہا جاتا ہے کہ پہلے زمانہ ایک ولی تھا ایک دن اس سے گناہ صادر ہوا جب وہ چاہتا کہ توبہ کرے تو شیطان اس کے دل میں وسوس ڈالتے کہ اے نفس نہیں کرتے کہ اس خدا پاک کہ حاضر و ناظر ہے اور اس کے حضور میں تم نے گناہ کیا ہے پھر تم اس کے سامنے دوبارہ گناہ کا اقرار کرتے ہو جب شیخ اس اندیشہ میں ہوا تو ہاتف نے آواز دی کہ **یا عبدی انت لی و انا لک۔** یعنی اے بندہ تم میرے ہو اور میں تمہارے لئے ہوں۔ اور جب تم اللہ کی طرف لوٹے تو میں نے تمہاری توبہ قبول کیا اور یہ شیطان ہے کہ تمہارے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے: **قال اللہ تعالیٰ: یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم۔** اے میرے بندو جب تم اپنی جانوں پر زیادتی کرو گے تو اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ بے شک وہ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یحییٰ معاذ نے فرمایا ہے کہ کاش میں ان بندوں میں سے ہوتا کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اضافت فرمایا ہے کہ یاعبادی ان کے حق میں فرمایا ہے حضرت امام بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس سے زیادہ اور بہتر کونسی بات ہو گی کہ ہمیں اللہ تعالیٰ ان گناہوں کے ملوث ہونے سے عبادی

فرمائے اور فضیلت لاتقنطوا اب اپنی جگہ پر ہو گی۔ کہا جاتا ہے کہ مغرب کی طرف ایک دروازہ ہے کہ اس کو توبہ کہا جاتا ہے اور اس کا طول پانچ سو سال کے راستہ ہے اور وہ دروازہ ہمیشہ کے لئے گناہ گاروں کے لئے کھلا رہتا ہے۔ اور علامت توبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک رونا ہے اگر اپنے ماضی گناہوں سے نہ ڈرے اور نہ روئے وہ توبہ کرنے والوں میں شمار نہیں ہے۔ توبہ کی تین شرائط ہیں۔ ماضی کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ کے ہاں یاد کروگے اور اپنی کوتاہی کے عذر پیش کروگے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اگر گناہ کبیرہ ہوں اور ہمیشہ ان گناہوں کو یاد کروگے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ گناہ صغیرہ بن جائیں گے نہ لوگوں کے نزدیک اور اگر صغیرہ گناہ کئے ہوں اور ان کو تم فراموش کروگے شاید کہ وہ کبیرہ بن جائیں گے اور جو حال میں گناہ ہوں گے ان تمام کو چھوڑ دوگے اور استقبال کے لئے ان کے چھوڑنے کی توفیق اللہ تعالیٰ سے مانگوگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ التائبون العابدون کہ توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے ہیں۔

جان لو اے فرزند کہ توبہ پہلے ہے عبادت سے اس لئے کہ کوئی عبادت توبہ سے قبل قبول نہیں لیکن بعض مفسرین نے اس کو خاص برائے نوافل کے ساتھ خاص کئے ہیں کہ نوافل بغیر توبہ کے قبول نہیں اس لئے کہ نوافل ایسی چیز ہے کہ کسی پر لازم نہیں اور تب لازم ہوتی ہے اس وقت جب اس پر شروع ہو جائے پس اگر اس کو اچھے طریقہ سے ادا کیا جائے تو قبول ہے ورنہ مردود ہے۔ اور نفس بمنزلہ زمین ہے کہ جب اچھی طریقہ سے کاشت نہ کیا جائے وہ اچھی طریقہ سے اُگ سکتی ہے اور جو فرض ہے وہ بمنزلہ دین ہے یعنی قرض اور قرض دوست و دشمن سے بہر تقدیر قبول کیا جاتا ہے اور توبہ کی قبولیت اس وقت ہو گی کہ وہ اپنے اندام خمسہ سے اللہ تعالیٰ کے خلاف کاموں سے روکے ان میں سے پہلا عضو زبان ہے۔ زبان کو شعر گوئی سے جس میں ذکر زلف وخال ہو اور جھوٹ اور فحش پر مبنی

ہو اور محرمان سے باتیں کرنے اور لایعنی باتیں یعنی بے ہودہ باتوں سے اپنی زبان کو بند رکھو۔ جان لو کہ غیبت کے چند اقسام ہیں چنانچہ اگر کسی میں افعال مذمومہ ہوں یا وہ عبادت میں کوتاہی کرتا ہو چنانچہ لوگوں کی نظروں میں وہ بہتر طریقہ سے ادا کرتا ہو اور جب اکیلا خدا کے ساتھ ہو تو کبھی اچھی طریقہ سے ادا کرتا ہو اور کبھی اچھی طریقہ سے نہیں ادا کرتا اور یہ آدمی اپنے گناہوں کو چھپے رکھتے ہیں اور غیبت کرنے والا لوگوں کو اس کا اظہار کرتا ہے۔ دوسری قسم وہ ہے کہ کسی میں عیب ہو یا یہ آدمی شکل یا مال سے یا طاقت سے یا جوانی سے یا بھائیوں کی وجہ سے اس سے بہتر ہو اور وہ لوگوں کے سامنے ان کا ناقص چیزوں کا ذکر کرتا ہو تا کہ لوگ ان سے استہزاء کریں چنانچہ اس صورت میں غیبت کرتا ہو۔ منقول ہے کہ ایک دن حبیبۃ الرسول فقیہہ ٔامت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور انور ﷺ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں اس نے کہا کہ یارسول اللہ کہ فلاں عورت کے بال چھوٹے ہیں حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں یہ نہیں کہنا چاہئے کیونکہ یہ غیبت ہے اور ایک دفعہ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ منہ کا پانی دیکھتی ہو یہ منہ سے پھینکو جب اس نے منہ سے پھینک دیا تو کچا گوشت اور خون اس کے منہ سے گر گیا حبیبۃ الرسول فقیہہ ٔامت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ جو کوئی کسی کی غیبت کرتا ہے اس کا گوشت کھاتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ دو عورتیں حضور انور ﷺ کے زمانہ میں صائم الدھر تھیں ایک دن ان کے مروت کے متعلق باتیں ہو گئیں حضرت نے فرمایا کہ کوئی فائدہ نہیں ان کے لئے کہ وہ کچا گوشت اور خون کھاتی ہیں ایک دن وہ بیٹھے ہوئے تھے اور زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا یاران نے تعجب کیا حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ ایک دن ایک کاسہ پانی سے بھرا ہوا ان کے سامنے رکھو تا کہ دونوں اس میں منہ کا پانی ڈال دیں جب انہوں نے منہ کا پانی اس میں ڈال دیا تو کچا گوشت اور

خون ان کے منہ سے گر گیا یاران نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ کیا ماجرا ہے حضرت نے فرمایا کہ وہ غیبت کرتی ہیں اور جو کوئی غیبت کرتے ہیں ان کا گوشت کھاتے ہیں۔ علی ھذا القیاس منہ کو تمام ماکولات اور مشروبات نامرضی سے محفوظ رکھو اور بہتان اور چغلی سے بھی اپنے آپ کو محفوظ رکھے بہتان اس کو کہا جاتا ہے کہ کسی میں وہ وصف موجود نہ ہو اور یہ آدمی اس پر ناحق جھوٹ بول رہا ہو۔

اور آیت کریمہ میں ہے:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ (النساء ۴۸)

بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا جو شرک کرے اس کے ساتھ اور بخشتا ہے جو اس کے علاوہ ہو اس کے لئے جیسے وہ چاہئے۔

چار چیزوں کی غیبت کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے اول اس امیر کی جو ظالم ہو اور بادشاہ و امیر و حاکم جابر کی جو کوئی ان کی غیبت کرئے وہ غیبت میں شمار نہیں ہے۔ دوسری قسم اہتمام چنانچہ دو صاحب درمیان میں خود غم و اندوہ کرئے اس پر کہ فلاں مصاحب اس طرح بدکاری کرتے ہیں اگر نہ کرئے تو یہ ان کے لئے بہتر ہو گا یہ بھی غیبت میں شامل نہیں بلکہ یہ غم خواری میں شامل ہے۔ تیسری قسم یہ ہے کہ اگر کوئی گناہ گار اور بدکار ہو کہ اس سے بدی کا اظہار ہو تا کہ ان کے وجود میں یہ منتقل نہ ہو یہ بھی غیبت میں شامل نہیں مثلا سود اور مردار خور و حرام خور اور شراب کے پینے والا وغیرہ ذالک یہ بھی غیبت میں شمار نہیں ہے۔ چوتھی قسم کہ جو کوئی بدعتی اور اہل ضلالت ہو اور وہ بدعت کو چھپا رکھتا ہو اور اس کا اظہار نہ کرتا ہو اگر کوئی اس بدعت کا ذکر دوسروں کے سامنے کرئے تو یہ بھی غیبت میں شمار نہیں بلکہ یہ ثواب ہے۔

کیونکہ حضور ﷺ کا فرمان ہے:

لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام: من اھان لاھل البدعۃ امنہ اللہ من الفزع الاکبر۔

جس نے اہل بدعت والوں کی توہین کی تو اللہ تعالیٰ اس کو بڑے دہشت سے امن میں رکھے گا۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی غیبت سے پشیمان ہو اور یہ پڑھے وہ بخشا جائے گا:

اللّٰھم اغفر لنا و لمن اغتبناہ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

دوسری بات یہ ہے کہ وہ اپنے اعضاء کو نظر جملہ نادیدہ سے بار رکھے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ (النور ۳۰)

مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے بہت ستھرا ہے بیشک اللّٰہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔

قال علیہ الصلوۃ و السلام: زنا العیون نظر و ایضا قال علیہ السلام النظر سھم مسمومۃ من سھام الشیطان۔

فرما دیجئے مؤمنوں کو کہ وہ اپنی آنکھوں کو نیچے رکھیں اور مؤمن عورتوں کو کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچے رکھیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے اور اس طرح حضور ﷺ نے فرمایاہے کہ نظر تیر ہے زہریلہ اور یہ تیر شیطان کا ہے۔

جوارح سوم کہ تمام کانوں کو حرام آوازوں کے سننے سے باز رکھے اور اس طرح غیر محرم عورتوں کی آواز سننے سے بھی باز رہے اس لئے کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے: الملاھی حرام والجلوس علیھا فسق والتلذذ بھا کفر۔ جوارح چہارم ہاتھوں کو حرام چیزوں کے پکڑنے سے باز رکھے جیسا کہ بے گناہ عورتوں کو مس کرنا یا آلات ملاہی جو ذکر ہے جو ان آلات کو ہاتھ لگائے یہ اس طرح ہے کہ کتے کا آلہ تناسل کو ہاتھ میں پکڑنے کے برابر ہے پس بہتر وہ ہے کہ اپنے ہاتھوں کو دھو ڈالے اور ان

ہاتھوں کو لوگوں کو تکلیف دینے سے بھی باز رکھے۔ جوارح پنجم یہ ہے کہ اپنے پاؤں خلاف شرع سے باز رکھے اس طرح رباب وچنگ اور سرود جس میں گمراہی ہو باز رکھے کیونکہ اس میں قدم رکھنا بدی کے پلہ کو بھاری کرنا ہے اور شریعت کے بھی پنج بناہیں پس جو شخص ان چیزوں سے باز رہے اور شرع کے ہمراہ ہو جائے تو یہ تمام دس چیزیں ہوں گی اور اس کو کمال شریعت کہا جاتا ہے اور اس طرح اگر کوئی کسی طریقہ یا حقیقت کو معرفت کہے تو یہ جائز اور رواہے اس لئے کہ طریقت عین شریعت ہے اور معرفت عین طریقت ہے اور حقیقت عین معرفت۔

جیسا کہ شاعر کا قول ہے:

شریعت مقدم دارا کنون

طریقت از شریعت نیست بیرون

جان لو! کہ نفس کے بھی چار اقسام ہیں اول نفس امارہ دوم نفس لوامہ سوم نفس ملہمہ اور چوتھا نفس مطمئنہ ہے اے فرزند بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ انسان کے وجود میں ایک خاصیت ہے کہ کسی انسان کی طبیعت اس طرف ہو پس نفس امارہ اسی کو کہا جاتا ہے کہ جس چیز میں بندہ کے لئے نقصان دہ ہو وہ اس طرف مائل ہو جاتا ہے جس طرح حسد اور حقد اور بغض وریا اور فحش وحرام وزنا وغیرہ ذالک من الکبائر اور ہمیشہ یہ چیزیں انسان کو سست کرتی ہیں۔

جیسا کہ یہ شاعر کا قول ہے:

لا تطع منهما خصما و لا حکما فانت تعرف کید الخصم و الحکم

ان دونوں کو مت مان اور نہ ان کو حاکم بنا کیونکہ تم اس کے مکر اور حکم کو جانتے ہو یعنی واقف ہو یعنی فرمانبرداری خصم کو کہ بدی ان دونوں سے ظاہر ہے نفس آرزو کرتا ہے کہ طعام اور شراب اس کے لئے چاہئے شیطان کہے گا کہ دوا اگر کوئی اس پر عمل کرے گا تو نفس کی تکلیف اور بیماری شروع ہو

گی تو شیطان کہے گا کہ تمہاری زبان کچھ اور کہتی ہے اور دل ایک وقت کے بجائے فراغت حاصل ہو تو اس کے بعد اللہ کی عبادت میں مشغول ہو جا اس طرح اگر حلال نہ ہو گا تو نفس طلب حرام کرے گا شیطان اس پر حکم کرے گا اس لئے کہ روح کی قوت تم ہو اب توبہ کا دروازہ کھلا ہے توبہ کرو گے۔ کہا گیا ہے کہ اکثر درویش لوگ نفس کو کتے کے بچے کی صورت میں دیکھتے ہیں اور بعض گیدڑ کے بچے کی صورت پر دیکھتے ہیں جب اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تم کیسے ہو وہ کہتا ہے کہ میں تو تمہارا نفس ہوں تو فقیر پتھر اور لکڑی سے اس کو مارتا ہے جتنا اس کو مارا جائے وہ بڑا ہو جاتا ہے وہ نہیں مرتا پس درویش زیادہ رنج و تکلیف کے بعد پوچھتا ہے کہ تم کس طرح مرو گے وہ کہے گا کہ میں اس پر نہیں مرتا بلکہ اگر میرا کہنا تم قبول نہ کرو گے تو میں نہیں مرتا اور اس طرح مذکور ہے کہ شیخ احمد خضرویہ خلوت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ غازیوں کا نقارہ بج گیا کہ جو کوئی غزا کے لئے جاتا ہے وہ اپنے لئے سامان مہیا کرے نفس نے اپنے شیخ سے کہا کہ تمہیں بھی ضروری ہے کہ کافروں کے ساتھ غزا میں توبہ کرو شیخ نے کہا کہ اے نفس تم تو یہ جانتے ہو کہ میں نے تمہیں خلوت میں طعام اور پینا نہیں دیا تو میں وہاں بھی تمہیں یہ نہیں دوں گا نفس نے کہا کہ میں نے قبول کیا لیکن تمہیں جانا چاہیئے اس نے کہا کہ اے نفس میں خلوت میں تم سے الگ ہوں تو وہاں بھی الگ رہوں گا اس نے کہا کہ میں نے قبول کیا علی ھذا القیاس جتنا وہ کہتا نفس قبول کرتا شیخ عاجز ہوا اور نفس کے ہاتھوں سے فریاد شروع کی اور خلوت سے باہر نکلا اور مناجات میں مشغول ہوا کہ اے رب کہ نفس مجھ سے کیا چاہتا ہے ہاتف نے آواز دی کہ اندر خلوت میں بیٹھ جا اور اس سے پوچھو کہ تمہیں وہ سچ کہہ دے نفس نے کہا کہ میں تم سے دو درخواست کرتا ہوں اگر تم تلوار لے کر لڑو گے تو لوگ تمہاری تعریفیں کریں گے اور اس سے میں موٹا ہو جاؤں گا یا وہ تمہیں مار دیں گے تو میں آپ سے رہا ہو جاؤں گا۔ اس لئے کہ میں ہر روز سو مکر پیدا کرتا ہوں

اور وہ تمام تم کاٹتے ہو اگر ایک سر تمہارا کاٹا جائے تو اچھا ہو گا پس جو کوئی امید مغفرت کرے گا تو متابعت نفس کو ترک کر دے گا۔

اس لئے کہ حضور انور ﷺ کا فرمان ہے:

الاحمق الذی اتبع نفسه وھواھا وطمع المغفرۃ۔

احمق اپنے نفس کی تابعداری اور خواہشات کی پیروی کرے گا اور مغفرت کا بھی طمع دار ہو گا

پس نفس اور شیطان دونوں چور ہیں ایک چور کو مضبوط باندھو تو دوسرا تم سے ڈرے گا۔

جان لو اے فرزند! اس طرح نفس نہیں مر جاتا مگر توبہ سے مر جاتا ہے پہلے سال میں اس نفس کے لئے ضروری ہے کہ اگر اس پر وہ سیدھا نہ ہو جائے تو وہ جنت کا مستحق نہ ہو گا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا (التحریم ۸)

اے ایمان والو اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے۔

یعنی بار بار توبہ کرنا چاہیئے یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ ہر روز حضور انور ﷺ ستر بار استغفار شریف پڑھتے تھے یعنی تمام دنیاوی لذتوں اور نعمتوں سے۔ اس طرح آپ کے متعلق ایک روایت ہے کہ آپ کا جوتا مبارک پھٹ گیا آپ نے اس کو سی دیا پھر وہ پھٹ گرایا کہ ایسا نہ ہو کہ دل میرا دنیا کی نعمتوں کی طرف مائل نہ ہو جائے اور اس پر خوش ہو جاؤں گا۔ ایک دن حضور انور ﷺ نے سیاہ کپڑے پہنے تھے حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کی ذات کو یہ کپڑے زیب اچھی لگتی ہے آپ نے اس کو نکال دیا اس لئے کہ دنیا کی لذت اس میں ہے۔ ایک دن حضور انور ﷺ پہنچا دیکھا کہ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا جیب والا کپڑا نمد کا سیتی ہے فرمایا یہ کیا ہے اس نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ کہ آپ کو سی شدہ کپڑا اچھا لگتا ہے اس لئے

سیتی ہوں حضور ﷺ نے تبسم فرمایا کہ آپ کے جبڑے والے دانت ظاہر ہوئے۔ اور فرمایا کہ اے حمیرا کہ اگر اب محمد ﷺ کی روح قبض ہو جائے اور لذت دنیاوی سے میں الگ ہوں۔ جان لو! کہ عوام کا توبہ حرام سے ہے اور توبہ خاص حلال سے ہے اور اس کو انابہ کہا جاتا ہے اس لئے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: من سرر شربہ۔ یعنی اگر کسی نے کم کھایا اپنے حصہ سے وسر دنوہ اور دفع کیا اپنی نیند کو فاذ جربہ یعنی اپنے آپ کو مار دیا اپنے گروہ کو یعنی اپنے ساتھیوں کو اس کی طرف رجوع کرتے ہو ساد قومہ یعنی بہترین قوم اور اپنی قوم کے سردار ہوں گے یہاں توبہ لوامہ سے کیا جاتا ہے اور لوامہ اسے کہا جاتا ہے کہ ملامت کرئے اپنے نفس امارہ کو اور اپنے نفس پر بوجھ اٹھانے والوں میں سے ہو جائے یہاں نفس بمنزلہ چار پایوں کی طرح تابعدار ہو جات ہے پس نفس امارہ ان عاصیان کا ہے اور لوامہ مؤمنان کا ہے جو تابعدار ہے۔ دوسری قسم توبہ خاص الخاص کا ہے یہاں توبہ پندار عبادات سے ہے: یا ایھا الذین أمنوا یعنی اے منافقان ایمان ربانی اخلاص کو دل میں پیدا کرو تا کہ تمہیں نفع ہو اور اے مؤمنو اعمال ریا سے واپس ہو جاؤ اور مخلص ہو جاؤ اور شیطانی حصہ کو توڑ ڈالو اور اے مخلصان اعمال اپنے آپ کو عجب اور پندار سے محفوظ رکھو اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ عاصی عذر سے قریب ہے یہ ان کے لئے رحمت ہے اور مطیع ہے اور مطیع بو عجب سے اور رحمت سے بعید ہے اور عاصی ہے۔ اور طالب کے لئے ضروری ہے کہ وہ احوال آدم علیہ السلام اور شیطان سے باخبر ہو اس لئے کہ گناہ شہوت کی وجہ سے ہوتا ہے: وہ بخشا جاتا ہے اور ابلیس کا گناہ تکبر اور عجب سے تھا کہ:

قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَ خَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ (الأعراف ۱۲)

بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔

تو وہ ابدی لعنت اور عذاب سرمدی میں گرفتار ہوا۔

اور یہ خطاب اس کو ہوا:

وَإِنَّ عَلَيۡكَ لَعۡنَتِيٓ إِلَىٰ يَوۡمِ ٱلدِّينِ (ص ۷۸)

اور بیشک تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک۔

جب اس سے نیچے آجائے تو اس وقت اس نفس کو نفس ملہمہ کہا جاتا ہے کہ ہر طرح کے نفس عجب پندار عبادت پیدا کرتا ہے تو اس سے وہ توبہ واستغفار کرتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَأَلۡهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقۡوَىٰهَا (الشمس ۸)

پھر اس کی بدکاری اور اس کی پرہیز گاری دل میں ڈالی۔

یعنی طالب کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ غم اور اندوہ گناہ میں ہو اور جب نفس میں عجب پیدا ہو جائے تو اس کو تقوی سے مار دو بلکہ کشف وکرامت یہ بھی نفس کا حصہ ہے اس سے نکلو۔

عوارف المعارف میں لکھا ہے کہ جو کوئی کشف وکرامت کے لئے خلوت میں داخل ہو جاتا ہے اس نیت سے گمراہی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور شیطان اس کی مدد کرتا ہے اور یہ نفس ان اولیاء اللہ کا ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ استقبال کے غم خواری میں ہو۔

کہا گیا ہے کہ مالک دینا حضرت امام واسع کے مریدوں میں سے تھا اور مناقب امام محمد واسع میں کہا گیا ہے کہ ایک دن وہ آگ میں گر گیا اور تمام جل گیا امام نے اپنے جوتے پہن لئے اور بغیر تکلیف کے وہ پہاڑ کے سر تک پہنچ گیا۔ اور لوگ اس نظارہ میں مشغول ہوئے کہ گران باران ہلاک ہوئے اور ہلکے بار والے نجات پا گئے تو اس طرح ہمارے اور تمہارے کام دنیا وآخرت کا ہے پس اس کو ایک صاحب دل نے خواب میں دیکھا کہ امام محمد واسع مالک دینار کے پیچھے جا رہا ہے حضرت مالک دینار سے

اس کے متعلق پوچھا گیا کہ واقعہ کیا ہے کہ تمہارا مرشد تمہارے پیچھے جارہا ہے اس نے کہا کہ میں ہمیشہ ایک لباس پہنتا تھا اور وہ ایک موسم میں دو قمیص پہنتے تھے یعنی ایک دوسرے کے اوپر پہنتے تھے۔

تیسری قسم توبہ خاص الاخص کا ہے:

قال قائل وجودک ذنب لا یقاس بھا ذنب آخر و قال الشبلی کل اناس یتوبون من الذنب و انا اتوب من لا الہ الا اللہ۔

کہنے والے نے کہا ہے کہ تمہارا وجود گناہ کا مجسمہ ہے اس پر دوسرا گناہ قیاس نہیں کیا جاتا اور حضرت شبلی نے فرمایا ہے کہ تمام لوگ گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور میں توبہ کرتا ہوں ان اشیاء سے جو کلمہ شریف میں نفی کیا ہے۔ اس لئے کہ لا برائے نفی کا ہے اور نفی شک کے لئے ہے اس لئے کہ نیت کرنا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نیت عیب کی نشانی ہے اس نیت سے کہنا اثبات کا خیال کرنا چاہئے اور وہ نیت وحدت اور اثبات کے لئے نہیں ہے اور کلمہ لا برائے استثناء کے لئے ہے اور استثناء مستثنیٰ منہ میں کیا جاتا ہے اور یہی بھی عیب ہے پس شایان یہ ہے کہ نے نفی کہتا ہے اور نے اثبات بلکہ اللہ تعالیٰ کو زبان میں بولا جاتا ہے اور جب الوہیت اللہ کے لئے ہے اور تمام احوال انبیاء میں غیر حق کے علاوہ حق کو دیکھا جاتا ہے اور جو ظاہر میں کہا جاتا ہے تو یہ عوام الناس کے لئے ہے اور اس کے لئے کیا جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام جہت آداب ربانی کے خاطر کہا ہے:

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا (الأعراف ۲۳)

اور حضرت رسالت پناہ ﷺ چند بار استغفار فرماتے اور اس وجہ سے تمام مخلوق اس کی تابعداری کرتے ہیں اور اس کو نفس مطمئنہ کہتے ہیں ار یہ نفس انبیاء علیہم السلام کا ہے کہ تمام حالات

میں ان کا نفس حق کی طرف مطمئن ہیں کہ فراغت اور مشقت اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں دیکھتے تو حضرت ذکریا علیہ السلام کو کافروں نے شہید کرایا تو وہ درخت کی طرف متوجہ ہو کر کہ مجھے امان کی ضرورت ہے اور وہ دو ٹکڑے ہو گئے حضرت ذکریا علیہ السلام اس کے درمیان بیٹھ گئے کافروں نے اس درخت کو آرہ کیا اور وہ دو ٹکڑے ہوا اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب ہوا کہ آپ نے میرے سوا مخلوق کی طرف توجہ امان کی تو یہ آپ کا حال ہوا اور اگر آواز نکالتے تو مدعی کذاب کے ہوتے اس ہیبت سے کاٹنے کی خبر اس کو محسوس نہیں ہوئی اس لئے کہ اولیاء اپنے مراتب کی وجہ سے اور انبیاء اپنے مراتب کی وجہ سے ہر وقت مشاہدہ محبوب میں اپنے آپ سے بھی باخبر ہوتے ہیں اس خبر کو حجاب اکبر کہا جاتا ہے محب اور محبوب کے درمیان کہ العلم حجاب اکبر اس قبیلہ سے ہے اور وجودک ذنب لا یقاس بھا ذنب عبارت بھی اس قبیلہ سے ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

دوسری فصل

علامات پیر کامل اور اس کی مناسبت سے بیان

اے فرزند جان لو! کہ اللہ تعالیٰ کو چاہنے کے لئے متابعت رسول اللہ ﷺ ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (آل عمران ۱ ۳)

اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

پس بغیر اطاعت رسول کے شیخ ذاگی کی وجہ سے یا سید ذاگی کی وجہ سے اپنے آپ کو پیر و پیشوا جانتے ہیں تو وہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

حضرت جنید نے حضرت شبلی کے لئے فرمایا:

یا شبلی اذا رأیت صوفیا ولم یکن بین یدیه تفسیر وعلی یمینه احادیث وعلی شماله کتب الفقه انه شیطان وماصدر منه مکر واستدراج۔

اے شبلی اگر تم کسی صوفی کو دیکھو گے اور اس کے سامنے تفسیر نہ ہو اور نہ دائیں طرف احادیث ہوں اور بائیں طرف فقہ کی کتب نہ ہوں تو وہ شیطان ہے اور جو اس سے صادر ہو گا وہ مکر اور استدراج ہو گا۔یعنی جس وقت اس کے افعال اور احوال اور اقوال کے خلاف ہو جو ذکر ہوا اسی صوفی کو شیطان سے تعبیر کیا ہے اور اس سے پوری طور دور رہنا چاہئے اس لئے اس کے لئے پیری اور پیشوائی نہیں چاہئے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ (الاعراف ۱۹۹)

اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔

اور کیا خوب کہا جس نے یہ کہا:

فرد:

سگے کہ تر شود از بول را کستر باشد
از ان کسی کہ کند اختلاط باعامی

جب ایک کتا بول سے آلودہ ہو تو یہ کم ہے کہ جو کوئی عامی سے اختلاط کرے۔

تفسیر منیر میں اس آیت کے تحت لکھا ہے:

الْخَنَّاسِ (۴) الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ (۵) مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ (الناس ۶)

خناس وہ ہے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں جنات اور انسانوں میں سے۔

شیطان کے دو اقسام ہیں شیطان جن مشہور ہے اور شیطان انس اور شیخ جاہل کہ بدی اس کی پوشیدہ ہوتی ہے اور ایک بدی ظاہر ہوتی ہے پس پیر کامل پہلے اعمال اور اقوال کو طریق مذکور سے سیدھا کرتے ہیں اس کے بعد اس کو لازم ہے کہ وہ چار علوم سے آگاہ ہو اور اس کے بعد اپنی جگہ لانا یہ امور پیری کا چہار شروط کے ساتھ مقید ہے اگر یہ شروط اس میں موجود ہوں اس کے لئے پیری کی اجازت ہے اگر ایسا نہ ہو تو کسی کو اپنا ہاتھ نہ دے تاکہ وہ ضال اور مضل نہ بن جائے سب سے پہلا علم تفسیر ہے اور احادیث کا علم ہے یہ تمام علوم کو جانتا ہو یعنی آیت ناسخ اور منسوخ اور معمول بہ کو ایک دوسرے سے فرق کرنا جانتا ہو اس لئے کہ کلام اللہ پر ایمان لانا فرض ہے اور تمام کلام اللہ پر عمل فرض نہیں ہے چنانچہ بعض بدبخت لوگ قرآن کو سو حیلوں سے اور توجیہ اپنے رواج کے لئے دلیل میں پیش کرتے ہیں پس اس کو جاننا چاہیئے کہ یہ آیت فلان واقعہ میں نازل ہوئی ہے اور اس کا شان نزول یہ ہے اور یہ معمول بہ ہے تاکہ مریدین اپنے آپ کو شک میں مبتلا نہ کریں اور علم احادیث بھی اس کے لئے جاننا ضروری ہے کہ یہ حدیث، حدیث کی کتب میں صحیح نہیں پایا جاتا تو معلوم ہوا کہ ہر حدیث متابعت اس کے لئے ضروری نہیں حضرت امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو دس ہزار حدیث افترا یاد تھیں اور اگر کوئی ان خود ساختہ احادیث میں کہ فلان حدیث افتراء کا ہے اور فلان حدیث صحیح ہے وعلی ہذا قاضی شمس الدین اپنے مرشد حضرت شیخ شرف الدین ابو علی پانی پتی سے سوال کیا کہ چشتی کیوں مجھے اپنا مرید بتاتے ہیں کہ کہو لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ **(نعوذ باللہ)** شیخ شرف الدین نے کہا کہ یہ محض جھوٹ ہے اس لئے کہ چشتی مرد مدقق اور عالم تھے اس سے یہ بات کس طرح سرزد ہو سکتی ہے۔ یہ کسی نے اس پر افتراء کیا ہے اور اپنے لئے گریز کی جگہ بنایا ہے اور یہ دور نہیں ہے اس لئے کہ وہ خدا اور اس کے رسول کے متعلق فرماتا ہے: **قال اللہ تعالیٰ: وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ**

كَذِبًا﴿الانعام ٩٣﴾ وقال عليه السلام: من حدث بحديث ما احدثت فهو احد الكاذبين۔ اور اس سے زیادہ کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ سے افتریٰ کرے اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کوئی حدیث بیان کی جو میں نے نہیں کہا ہو تو وہ ایک جھوٹ والوں میں سے ہے۔

نظم:

سرورِ انبیاء چنین فرمود　　معنی قول او شنو بیغش
ہر کہ عمداً دروغ بست بمن　　جائے خود گو بگیر در آتش

حضور ﷺ نے اس طرح فرمایا ہے اس قول کا معنی بغیر چون وچرا کے سن لو کہ جو قصداً مجھ پر جھوٹ بولے تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ اکثر لوگ آیت کلام اللہ کو بغیر محل حجت ٹھہراتے ہیں اور وہ کفر محض ہے اگر اعتقاد اس پر کیا جائے چنانچہ قصہ نصوح نقل ہو چکا ہے اور بعض لوگ تعویز اور فال گوئی میں آیت کو دلیل میں لاتے ہیں یہ بھی کفر ہے یا بعض صوفی جاہل اس آیت کو اپنی حجت ٹھہراتے ہیں:

فَبَشِّرْ عِبَادِ (١٧) الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ (الزمر ١٨)

توخوشی سناؤ میرے ان بندوں کو جو کان لگا کر بات سنیں پھر اس کے بہتر پر چلیں۔

اور اس کو باب سماع اور ملاہی میں پیش کرتے ہیں اگر اعتقاد اس پر رکھتا ہو تو کافر ہو جاتے ہیں اس لئے کہ شان نزول آیت کریمہ کا دوسرا ہے پس پیر عاقل اور عالم ہو گا اس قصہ میں تا کہ ان کے مریدین نہ پھسلے۔ دوسرا علم فقہ کو جاننے والا ہو یہاں تک کہ اگر فقہ کے ایک مسئلہ سے ناواقف ہو تو شاید اس کے خلاف عمل کرے تو جو کوئی شریعت کے خلاف تھوڑا یا زیادہ اس سے عمل صادر ہو جائے تو اس کو مشائخ کبار کو مشائخ کے زمرہ میں شمار نہیں کرتے چنانچہ گزرے ہوئے زمانہ میں ایک درویش تھا اور تو اگر کوئی لنگڑا یا اندھا اس کے سامنے حاضر ہوتا وہ صحت یاب ہو جاتا حضرت بایزید بسطامی

رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں سمیت اس کی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے جب وہ اس کے کمرے میں داخل ہوئے تو شیخ اپنے گھر سے نکلا اور قبلہ کی طرف تھوک دیا حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ دیکھا تو وہاں سے واپس ہوئے دوستوں نے پوچھا یہ کیوں کیا آپ نے جواب میں فرمایا کہ وہ شریعت کے آداب سے ناواقف تھا یہ تمام کرامات اس کے استدراج ہیں تو پیر جب دانا نہ ہو اور اپنے آپ کو نجات نہ دے وہ کس طرح دوسروں کو نجات دے گا۔ حضور انور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا ارشاد مبارک ہے: لکل شیء عماد و عماد الدین فقہ۔ ہر چیز کا ستون ہوتا ہے اور دین کا ستون فقہ ہے۔ پس پیر عالم ہوگا اس لئے کہ اگر وہ خود آیت کلام اللہ اور حدیث نبوی کا مخالف ہو اور اگر وہ حدیث پر عمل کرتا ہو اور اس کا ادراک حقیقت قرآن تک رسائی نہ ہو۔

جیسا کہ ایک شاعر کا قول ہے:

جیع العلم فی القرآن لٰکن — تقاصر عنہ افہام الرجال

تمام علم قرآن میں ہے لیکن لوگوں کے فہم اس کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ حضور انور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا اپنا بیان ہے اگر احادیث نبویہ اور روایت فقہ میں اختلاف نظر آئے تو عمل فقہ کی روایت پر کرنا چاہئے اس لئے کہ احادیث میں اشکال ہیں اور ہماری عقول اس کے ادراک معنیٰ سے قاصر ہیں اور اماماں ماضی جن کا زمانہ حضور انور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا قریب تھا تو وہ رحمت کا زمانہ تھا تو انہوں نے جس طرح دین پر عمل کیا ہے انہوں نے دین کو سمجھ کر اس پر عمل پیرا رہے۔ تیسرا علم مناظرہ کا ہے اس سے بھی پیر صاحب واقف ہو تا کہ اپنا عقیدہ اور اپنے مریدین کا عقیدہ میں فساد نہ ہو اور وہ سوچھے جو کوئی بد مذہب ہو اس کے ساتھ وہ بحث و مناظرہ کرئے علم مناظرہ سے اس کو رد کر دے یا اگر اس کا مرید کسی قول یا عمل یا اعتقاد میں لغزش کھائے اس سے اس کو روکے اس لئے کہ اکثر مریدین بدبخت اس زمانہ کے چنانچہ بقول پیر کے اعتقاد رکھتے ہیں اگر ان کو کفر کا کلمہ تلقین کرئے وہ اس پر بھی یقین کریں گے پس پیر کے

لئے ضروری ہے کہ پہلے اس سے خود آگاہ ہو کہ اگر میں گمراہ ہو جاؤں تو مجھے بھی تم روکو اور اس میں میری تابعداری نہ کرو چنانچہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو خود فرماتے کہ اگر میں مخالف شرع کوئی بات کہوں تو مجھے مار ڈالو اور مرید پیر کے الہاموں پر فریفتہ نہ ہو جائے کہ الہام کے حال کے لئے کوئی رواج نہیں اور الہام یہ انبیاء علیہم السلام کا خاصہ تھا۔

عمدۃ العقائد میں لکھا ہے کہ:

الالهام ليس سببا للمعرفة و كذا تقليد الشيخ الجاهل۔

الہام معرفت کا سبب نہیں ہے اور اس طرح شیخ جاہل کی تقلید بھی معرفت کا سبب نہیں ہے۔

اگر علم نحو و صرف کو نہیں جانتا ہو تو اس کے تمام علوم ناقص ہوں گے اس لئے کہ ہر دعا اس وقت قبولیت کے درجہ میں نہیں ہے یہ اس لئے ہے کہ اس دعا کے اعراب وہ غلط پڑھتے ہیں یا اگر کلام اللہ کو پڑھتا ہو تو اختلاف اعراب وہ غلط پڑھے تو کفر لازم آتا ہے۔ چوتھا علم تعاط کو جانتا ہو وہ سر نفس وروح کو کہا جاتا ہے تو اس سے بھی باخبر ہو گا۔ اس لئے کہ اکثر اوقات جب کشف رواج ہو تو مرید ان کی صفات یا ذات جانتے ہیں کافر ہو جاتے ہیں اور جب وہ ذات روح کو مشاہدہ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ میں نے ذات حق کو دیکھا تو کافر ہو جاتا ہے تو پیر ان مراتب کا علم رکھنے والا ہو گا تاکہ اس کا مرید لغزش نہ کھائے کہ: وصول بین الحق والعبد۔ یہ وصول آنکھوں سے نہیں ہے بلکہ وصول مراتب کا ہے اور اللہ تعالیٰ جسم وجوہر سے منزہ ہے جسم کا ضد جوہر ہے کہ وصل اور فصل نہیں رکھتا اور یہاں ہے کہ وصول جسمیں دونوں کا ممکن کس طرح ہو گا کہ الضدان لایجتمعان دو ضد جمع نہیں ہو سکتے وہ ذات اور صفات کے جاننے والا ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی جسم نہیں ہے کہ وصول اس کا جسم سے یہ فہم کے لئے ہے بلکہ اس کے وصول اس کی صفات سے ہے اور آپ کی صفات ذات سے کوئی امتیاز نہیں رکھتا پس اس کو وصول بے وصل اور بے فصل ہوتا ہے اگر اس کو امکان وصول کہو گے

تو کفر محض ہے اور اگر اس کی طرف جہت کا اشارہ کرئے اگر اس کا وصول قید سے تعبیر کرو گے تو مکان کہو گے یہ بدعت ہے اس لئے کہ مکان حادث ہے اور وہ قدیم ہے اور قدیم کو حادث میں لانا اور اس کو مقید کرنا کفر محض ہے اور جب دو جسم ہوتے ہیں تو اس کے وصول دو جسمین میں ہو گا اس لئے کہ آپ کی ذات اور صفات میں کوئی تمیز نہیں ہے اور وجہ عدم تسمیہ صفات عین وغیر اس کی ہے کہ وہ تعدد رکھتے ہیں اور ذات کے کوئی تعدد نہیں ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر خبر ایک سے زیادہ نہ ہو گا۔ اے فرزند کہ جب تم ایک پیر کو پاؤ گے کہ ان اوصاف مذکورہ سے موصوف ہو گا پس اس سے چہار شروط جو مشائخ میں متعارف ہیں پوچھ لو اگر وہ اس کا علم رکھتا ہے تو وہ کامل اور مکمل ہے اگر ان چہار شروط میں کوئی یا ایک نہ رکھتا ہو تو وہ پیری کے لائق نہیں ہے۔ پہلا شرط یہ ہے کہ علم کے بعد ریاضت بجالانا کہ: العلم للعمل کالنہر للماء۔ علم عمل کے لئے ایسا ہے جیسا کہ نہر پانی کے لئے ہے۔ اس کو بوتہ آگ میں مجاہدات نفس سے پگھل دو اور چراغ حق سے دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کے تمام کو جلایا۔

دوسری شرط یہ ہے کہ ریاضت کے بعد وہ اپنے پیر و مرشد کے پاس جائے اور وہ دیکھ لے کہ یہ اس کی طرح ہے یا نہیں اور تربیت اس کی اس کے حق میں ہر قسم کی خدمات سے ہو گا تاکہ وہ پختگی پیدا کرئے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ عنایت کہ جب یہ آدمی زیادہ ریاضت کی وجہ سے اور زیادہ خدمت کی وجہ سے اس حد تک پہنچے کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت اس پر نازل ہو جائے اور وہ مرشد اس کے احوال سے آگاہ ہو کہ یہ آدمی عنایتی ہوا کہ لغزش کے بعد نہ پھسلے گا اور اگر اس کو اجازت مل جائے تو مرید کو اپنے مراتب تک پہنچا سکے۔

چوتھی شرط اذن پیر کامل کا ہے اور وہ یہ ہے کہ پیر کا اذن بھی کسی جگہ سے حاصل کیا ہو گا اور ہاتھوں ہاتھ حاصل ہوتا ہے اور یہ سلسلہ حضور انور ﷺ کے زمانہ تک پہنچ جائے۔ اور یہ بات بھی

صحیح نہیں کہ سید زادہ یا پیر زادہ یا ملا زادہ کامل اور مکمل ہو گا بلکہ کامل وہ ہے کہ خدمت سے اس کو اجازت حاصل ہو جائے۔ اور تمہیں معلوم ہو اے فرزند کہ ان چار شروط کے بغیر کسی کو پیر نہیں بننا چاہئے اور وہ نقل جو اکثر جگہ میں نقل ہے: من لا شیخ لہ فشیخہ الشیطان۔ یہ اس شخص کے حق میں ہے کہ خود پیری اور پیشوائی کرتا ہو اور کسی بھی اس نے اجازت حاصل نہیں کی ہو پس ایسے شخص کو شیطان گمراہ کرتا ہے اور اگر مشائخ کبار جیسے اویس قرنی وغیرہ کی طرح تمام اوصاف اس میں جمع ہو علوم دریاضت سے لیکن جب شیخ کی اجازت نہ ہو تو اس سے سلسلہ نہیں چل سکتا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ (الانبیاء ۱۰۱)

جب بانسری میں پھونکا جائے تو ان کے درمیان کوئی نسب نہ ہو گا۔

یعنی اسی دن یہ نہیں کہا جائے گا کہ فلان سید زادہ یا فلان شیخ زادہ یا فلان عارف زادہ آ جائے بلکہ کہا جائے گا کہ جس نے جو کچھ عمل کیا ہو گا اس کا حساب کیا جائے گا۔

حضور صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہے:

من ابطأ بہ عملہ لم یسرح بہ نسبہ۔

جس کا عمل اس کے ہاتھ سے ضائع ہوا تو نسب اس کی مدد نہیں کر سکتا۔

خصوصا اس زمانہ فساد میں کہ اکثر لوگ انسان کی شکل میں شیطان سیتر اپنے باپ دادا کے مصلیٰ پر بیٹھے ہوئے ہیں اور جاہل لوگوں کے پیر اور پیشوا بنتے ہیں اور مال جمع کرنے کی وجہ سے دنیاوی ناموس کو لے کر دین کے ناموس کو برباد کیا ہوتا ہے اور بعض مریدوں کی رغبت دلانے کے لئے کہتے ہیں کہ ہم دریا ہیں اور تم کپڑے ہو تو جو کوئی اپنا لباس دریا لے جاتا ہے وہاں وہ صاف ہو جاتا ہے تو تم

نے جتنے گناہ کیئے ہوں جب تم ہمارے پاس آتے ہو ہمارے دیکھنے سے تمہارے گناہ صاف ہو جاتے ہیں پس جو کوئی مرید یہ عقیدہ رکھے گا وہ کافر ہو جائے گا علی ھذاالقیاس۔

اکثر مشائخ جہال چہار رکن شریعت کو خراب کرتے ہیں اور بعض بادشاہوں کی طرح تخت پر بیٹھتے ہیں اور مریدین گروہ در گروہ اس کے پیش ہوتے ہیں اور جب ان میں سے جہال تمام پیران زمانہ سے دشمنی کرتے ہیں اور کبھی پیری سے دست کھینچ لیتے ہیں پھر دوسرے مریدین کو جہال میں پھنساتے ہیں اور اس کو ان کا کچھ خبر نہیں ہوتی حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ستر پیران کی خدمت کی اپس آخیر میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اس کو اجازت پیر کرنے کی دی تو معلوم ہوا کہ فوج در جوج کو اکٹھا کرنا بدعت میں داخل ہے کوئی زمانہ ایسانہ تھا کہ انہوں نے اتنے زیادہ تعداد پیری و مریدی کا پیشہ بنایا ہو ان اولیاء سلف میں سے بعض نے بارہ اور بعض نے بیس لوگوں کو مریدین بنالئے ہیں یہاں مشائخ سلف نے فرمایا ہے کہ ہر پیر کے خلفاء جتنے زیادہ ہوں نشانی اس کی اعتزال کی ہے۔پس اے فرزند اگر تم توبہ کرنا چاہتے ہو تو دو مسلمانوں کو اپنے پاس بیٹھاؤ تا کہ وہ تم پر گواہ رہے تا کہ تمہارا توبہ قبول ہو جائے پیر کی طرف جانے کی کوئی حاجت نہیں ہے: کما قال انتم شھداء اللہ فی الارض۔ تم زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔ اگر تم یہ ارادہ نہیں رکھتے کہ میں بھی پیر بن جاؤں تو سب سے پہلے ان چار علوم کو حاصل کرو اس کے بعد پیر کامل کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ چنانچہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ تم کس چیز پر بزرگ ترین عارفوں میں سے ہوئے کہ تمہارا نام سلطان العارفین ٹھہرا۔ آپ نے جواب دیا کہ جتنے علوم ہیں ان تمام کو میں نے حاصل کیا پھر اس کے بعد پیر کی تلاش میں نکلا اس کے بعد میں مقام عارفی میں پہنچ گیا۔ اے فرزند اگر تم پیر کے سامنے توبہ زبان سے نکالوے اور جب تم واپس آؤ گے تمام اقسام گناہوں میں ملوث ہو

جاؤ گے تو تمہیں بغیر گمراہی کے کچھ میسر نہ ہوا اور بعج خانقاہ کو آراستہ کرتے ہیں اور مریدوں کو خلوت میں لے آتے ہیں جو محض عامی اور جاہل ہوتے ہیں ایک ان جاہلوں میں سے کہتا ہے کہ میں نے حور اور محلات جنت اور درختوں قسما قسم کو مشاہدہ کیا اس کے بعد کہتے ہیں کہ پیغمبر اور چہار یاروں اور تمام انبیاء علیہم السلام اور پیران کو یکھا اور بعض کہتے ہیں کہ صفات حق کو مشاہدہ کیا اور بعض کہتے ہیں کہ ذات حق کو میں نے دیکھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی آگے گزر گیا اس نے صفات ملاحظہ کئے تھے اور میں نے ذات کو دیکھا بلکہ بعض کتے کا خصلت رکھنے والے گوہ بھی کھاتے ہیں اور جاہل لوگ جو کافروں سے بھی کفر میں آگے ہوتے ہیں ان باتوں پر باور کرتے ہیں کہ ہم مقام مصطفی تک پہنچے ہوئے ہیں اور یہ خبر نہیں رکھتا کہ ہر نبی چالیس چالیس مرتبہ اولیاء سے فاضل تر ہیں وہ مقام جو اولیاء کی انتہاء کا ہوتا ہے وہ انبیاء کی ابتداء ہوتا ہے اور وہ مقام کہ ابتداء محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے وہ انتہاء تمام اولیاء کا ہے۔

اے فرزند خبردار اور ہزار بار خبردار کہ اس زمانہ کے مرشدوں سے دور تر رہو تا کہ تمہارا ایمان ہلاکت میں نہ پڑے اور گمراہ نہ ہو جاؤ گے اور ان ناقص لوگوں کی عادت یہ ہے کہ گفتار اور کردار شرع کے مخالف ہوتا ہے اور کہتے ہیں کہ ہمارا کمینہ مرید شیخ منصور حلاج سے بھی آگے گزرا ہے ان کو منصور کا بھی پتہ نہیں ہوتا کہ ان کو پتھروں اور ڈنڈوں سے مارا تبسم اور ہنسنے کے علاوہ کچھ نہیں کہا اگر ان کو کسی چیز کے متعلق کہا جائے کہ تمہارا افعال ناموافق ہے سوا قہر غصہ کاری کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا اور تلوار کو مضبوط کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ اگر عالم لوگ مر جائیں تو دین حق کا اظہار ہو گا پس یہاں کافر ہو جاتے ہیں۔ حضرت منصور حلاج کا قصہ سنو۔ اس کا نام منصور حلاج تھا اور والد کا نام منصور تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ دوستی کی تو اس کا نام منصور کیا۔ کہا گیا ہے کہ اس کی

ابتدائی استعداد یہ تھی اور ستر سال وہ طلب میں رہا ایک دن اس کا گزر مستورہ پر پڑ گیا کہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول تھی جب رات ہوئی تو دیکھا کہ ایک جام غیب سے پیدا ہوا ہے اس مستورہ نے اس سے پینا شروع کیا منصور نے پیچھے سے فریاد شروع کی کہ فقیر کو بھی بے نوا نہ کر ایک قطرہ اس کے حلق میں گر گیا تو وہ حالت استغراق تک پہنچا اور توحید میں مستغرق ہوا اور اللہ کے سوا کسی اور کو مشاہدہ نہیں کیا اور اس حال میں انا الحق کہنا شروع کیا اور اس کے بعد پچاس سال اس حال میں گزر گئے اور ان پچاس سالوں میں پچاس ممالک میں روندا گیا یعنی ایک ملک کے علماء اس کو روندتا تو وہ دوسرے ملک چلا جاتا چنانچہ اس کو توحید کا جھلک دکھایا گیا تھا اور وہ اس کے خون میں سرایت کر گیا تھا کہ ایک دن وہ بازار میں جا رہا تھا تو اس کی نظر پنبہ پر پڑ گیا اس کے دیکھنے سے وہ الگ ہوا اور خشک لکڑی خرما کے دیکھنے سے وہ سبز ہوئے اور فرما پختہ ہو کر نیچے گر گئے اور مریدوں نے اس کو کھایا اور کبھی مریدوں کو بھوک لگتی تو اس خرما کا دامن ہلاتے تو خرما اس وقت بار دیتے بعض مریدوں کو بھی کھلاتے اور بعض اپنے کپڑوں میں باندھتے ایک دن اسی مرید ان کے ساتھ تھے ان میں سے ایک نے درمیان میں کہا کہ میرا آرزو ہے کہ اگر دنبوں کے سر بریان ہوتے تو اس وقت غیب سے ہر آدمی کے لئے دو روٹی اور ایک سر بریان دیا گیا اس نے کہا کہ میں تمہارا ہمراہ ہوں اور تم بھوکے ہو اور کبھی اپنے ہاتھوں کو بچھو سے بھرتے اور اس کو پکڑتے اور اپنے بالوں کو شانہ کرتے اور دو سال تک اس نے مکہ مکرمہ کے مجاوری کی اور کبھی گرمی سے اس کا پوست اور گوشت جل جاتا اور اس سے پیپ روان ہوتا۔

کہا گیا ہے کہ وہ کسی مذہب میں نہ تھا بلکہ جو ان چار مذاہب میں جائز ہوتا اس پر عمل کرتا۔ نقل ہے کہ ایک دن قاضی نے اس کو تین سو درے مارے اور ہر درے سے آواز آتی کہ لا تخف قاضی بھی اس طرح مارتا خواجہ عثمان جو کہ آپ کا مرشد تھا اور آپ کے منکوحہ کا باپ بھی تھا وہ فرماتے ہیں

کہ میں منصور کا غایت درجہ کا معتقد ہوں کہ ہر درے سے میں لا تحف آواز سنتا اور اس کرامات کی طرف وہ التفات نہیں کرتا اور شرع کی وجہ سے اس کو مارتا ایک دن حضرت جنید بغدادی نے فرمایا کہ اے منصور کہ ان باتوں سے بیزار رہو اور تم ہمارے بھائی ہو اس نے کہا کہ اس وقت میں دار پر سولی ہو جاؤں گا اور تم مفتی چاہو گے۔

نقل ہے کہ ایک لاکھ اولیاء کرام جمع ہوئے تھے اور تمام نے اس کے قتل پر فتویٰ دیا تھا اس وقت بادشاہ ہارون الرشید تھا اور قاضی امام یوسف تھے اس کو پکڑا قید میں بند کیا اور اس کے پاؤں زنجیر سے مضبوط باندھ لئے جب آئے تو اس وقت چار سو قیدی زندان میں بند تھے اس نے کہا کہ یہ گھر آئے گا میں نے اس کے ہاتھ اور پاؤں زنجیروں سے مضبوط باندھ لئے ہیں۔ وہ ہل نہیں سکتا جب اس نے غصہ سے اس وقت نظر کیا تمام آلات لوہے کے پگھل گئے انہوں نے کہا کہ کوئی راستہ نہیں ہے تو چار سو جگہوں میں سوراخ ہو گئے انہوں نے کہا کہ پھر جب پہنچانا جائے تو اس کو لے آؤ تو تمام کے رنگ مختلف ہوئے آدمی کی شناخت نہ ہو سکی یہاں تک کہ وہ گھر آئے ایک لاکھ علامت اور نشان سے گھر والوں نے قبول کیا۔ انہوں نے کہا کہ اے مصور کہ ہمیں تو چھوڑ دیا اور تم خود نہیں جاتے اس نے جواب میں کہا کہ تم نفس کے شومیت سے گرفتار ہوئے ہو اور میں محبت کی وجہ سے محبت سے کس طرح بھاگ جاؤں وہ تین ماہ تک اس بندی خانہ میں قید تھے جو بھی بندی خانہ میں بند کرتا تمام اوقات طبق رنگا رنگ نعمتوں سے پُر ہوتا اور وہ قیدی اس کو کھاتے اگر حکم چھوڑنے کا ہو جاتا تو فراغت کی وجہ سے باہر نہ جاتا ایک دن جیل کے داروغہ جیل پہنچے کہ لوہے کی زنجیریں منصور کی جگہ تھیں اس واقعہ کو بادشاہ کے سامنے سنایا انہوں نے کہا کہ وہ کذاب تھے بھاگ گئے پھر چند دنوں کے بعد جیل کی طرف گئے دیکھا کہ وہ بندی خانہ پائمال ہوا ہے نہ دیوار کی نشانی ہے اور نہ گھروں کی یہ واقعہ بادشاہ کے کان

گزر کیا جتنا بھی پوچھا گیا تو بندی خانہ کو اپنی جگہ نہیں پایا چند دنوں کے بعد جیل کے داروغہ جب جیل چلے گئے تو دیکھا کہ منصور کو زنجیریں لگی ہوئی ہیں اور وہ ان زنجیروں میں بیٹھا ہوا ہے اور عمارت کہاں تھی اس نے کہا کہ پہلے روز میں خدا کے حضور گیا تھا اور دوسرے روز خدا خود آئے تھے تو تجلیات کی وجہ اور غلبہ سے عمارت بندی خانہ غائب ہوا تھا اس رات جب منصور حلاج خواب میں سوئے اس نے دیکھا کہ ایک خیمہ ہے اور اس خیمہ کا سر آسمان کے قریب ہے اور اس خیمہ کے دامن نے تمام دنیا کو گھیرے میں لیا تھا اور حضور ﷺ اس خیمہ میں تشریف فرما ہیں اس نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا خیمہ ہے فرمایا کہ یہ خیمہ شریعت کا ہے پوچھا کہ اس خیمہ کے سر میں سوراخ ہے فرمایا کہ یا رسول اللہ یہ سوراخ کس چیز سے چھپا ہو گا فرمایا گیا کہ اس سوراخ میں اپنا سر رکھ دیں تو یہ چھپ جائے گا منصور نے کہا کہ میرا سر اس کے لئے خدا ہے جب دن چڑھ آیا تو حضرت بایزید بسطامی اس کے پاس آئے اور اس کے حال کی وجہ سے اس کے سامنے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا منصور نے کہا: **من سجد لغیر اللہ فقد کفر۔** جس نے غیر اللہ کو سجدہ کیا وہ کافر ہوا تم نے میرے سامنے کیوں سجدہ کیا بایزید نے کہا کہ میں نے تمہارے سامنے سجدہ نہیں کیا ہے بلکہ تم حق کے آئینہ میں تھے اور آپ کو میں نے حق دیکھا منصور نے کہا کہ تم میرے قتل پر فتویٰ کیوں نہیں دیتے اس نے فرمایا کہ ایک فتویٰ میرا کیا ہو گا کہ ایک کم ایک لاکھ فتوے جمع ہوئے ہیں اس سے کاغذ پکڑا اور اپنے ہاتھ سے فتویٰ لکھ دیا کہ: **من بدل دینہ فاقتلوہ۔** جس نے اپنا دین بدل ڈالا پس اس کو قتل کرو۔ بایزید اماموں کے پیشوا ہوئے اس نے کہا کہ خود فتویٰ لکھوا ایک لاکھ اولیاء کرام یک دم روانہ ہوئے اور روانہ ہوتے وقت تمام نے انا الحق شروع کیا جب جیل خانہ پہنچے تو منصور نے لوہے کی زنجیریں توڑ ڈالیں اور باہر نکل آیا اس نے کہا کہ میں پرندہ نہیں ہوں کہ مجھے اڑنے سے بند کیا ہوا ہے اس کو پچاس رسیوں سے باندھا اور ہر رسی کے دو سر تھے

کہ سو آدمی اسے پکڑ لیں اور جب وہ دار کے قریب پہنچا تو تمام کو پھسلایا اور دار کے سر پر بیٹھ گیا اس کا بیٹا پہنچا کہ میں کیا کروں اس نے کہا کہ وہ: **ذرّۃ من علم الباطن یوازی عمل الثقلین و ھی علم فی الحقیقۃ۔** کہ ایک ذرہ علم باطن سے انسان اور پریوں کے علم کے برابر ہے اور یہ حقیقت والا علم ہے۔ مریدوں نے پوچھا کہ ہم کیا کریں اس نے جواب دیا کہ اپنے نفسوں پر زور آور رہو اگر ایسا نہ ہو تو پھر نفس تم پر زور آور ہو گا۔ دوسرے لوگوں نے پوچھا کہ عشق کیا ہے اس نے کہا کہ کل آؤ جب وہ دوسرے روز آکر دیکھ لو یعنی میں دار پر ہوں گا اور کل میں ریزہ ریزہ ہوں گا اور کل وہ پانی میں میرا راکھ ڈال دیں گے اور جو کوئی دعویٰ عشق یا عاشقی کا کرے جب تک وہ اس حال پر راضی نہ ہو جائے جیسا کہ قول شاعر کا ہے۔

مصرع:

اسرار خدائے چون بسر داری گویند

اللہ کے اسرار دار کے سر پر بھی کہے گا

جب وہ دار پر سولی ہوا تو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا کہ ہر رات پانچ سو رکعات نماز ادا کی اور اس رات ایک ہزار رکعات پڑھی جب کہ تم اپنے آپ کو خدائی تصور کرتے ہو اس نے جواب دیا کہ ہمارے اور اس کے درمیان ایک راز ہے کہ تمہیں بھی اس کی خبر نہیں ہے۔ یعنی اس کے لئے میں ادا کرتا ہوں سب سے پہلے اس کے ہاتھ کاٹے گئے وہ ہنسے اس سے پوچھا گیا کہ تم کیوں ہنسے اس نے جواب دیا کہ مناجات کا وقت تھا مناجات کا حق ساقط ہوا اور جب اس کی زبان کاٹی گئی تو وہ پھر ہنسے اس سے پوچھا گیا تو اس نے جوابا زبان حال سے کہا کہ اس زبان پر اللہ کا ثناء ادا کرتا وہ بھی ساقط ہوا جب اس کو سنگ سار کیا گیا تو ہر پتھر انا الحق کا نعرہ مارتا اور وہ دار بھی انا الحق کہتا اور جو

قطرہ اس سے خون ٹپکتا تو صورت انا الحق لکھا جاتا۔ اور دیکھنے والے اور پتھر بھی انا الحق کہتے اپنے ہاتھوں کو چہرے پر ملتے اور کہتے کہ مردہ کا چہرہ زرد ہوتا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میرا چہرہ زرد نہ ہو اور ہاتھوں کو ایک دوسرے پر ملتے جس طرح وضو میں کرتے ہیں اور فرماتے: رکعتان فی العشق لا یصحّ وضوءہ الا بدم نفسہ۔ دو رکعات عشق میں صحیح نہیں ہو جب تک اپنے خون سے وضو نہ کرے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے اللہ اکبر کہا اور اپنی جان اللہ تعالیٰ کے حضور میں دے دی۔

دوسرے روز اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے آگ میں ڈال دیا آگ نے بھی انا الحق کہنا شروع کیا۔ اور اس کو نہیں جلایا تیسرے دن اس کو پانی میں ڈال دیا تو دریا طغیانی میں آیا کہ مردوں کو ہلاک کر دے لیکن اس سے پہلے اس کا ایک مرید تھا جو اس راز سے آگاہ تھا کہ اس نے کہا تھا کہ میرے ساتھ یہ ماجرہ ہو گا تو جب دریا طغیانی میں آئے تو میرا خرقہ کو دریا کی طرف لے جاؤ اور اس کو دکھا دو تاکہ وہ لوگوں کو نقصان نہ پہنچا دے تو اس مرید نے اس کا خرقہ لے کر دریا کی طرف لے گیا دریا واپس ہوا اور اس کا گوشت باقی رہ گیا اس کے بعد اس کی نماز جنازہ پڑھایا گیا اور اس کو دفن کیا بعض بزرگوں نے اس کو خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اس سے پوچھا گیا کہ سب سے پہلے کون حاضر ہوا تھا اس نے جواب دیا کہ سب سے پہلے شیطان آیا اور کہا کہ میں نے بھی دعویٰ بہتری کا کیا اور تم نے خدائی کا دعویٰ کیا تو میں مردود ہوا اور تم مقبول ہوئے اس نے جواب دیا کہ اے ملعون کہ تم دوی کی وجہ سے تھے اور اپنے آپ کو دیکھتے تھے اور اس کو بھی لیکن میں اپنے آپ کو نہیں دیکھتا تھا صرف اللہ تعالیٰ کو دیکھتا تھا اس سے پوچھا گیا کہ جو لوگ تمہیں مارتے ہیں ان کا کیا حال ہے اور جو تمہیں نہیں مارتے ان کا کیا حال ہے اس نے کہا کہ جس نے مجھے مارا ہے انہوں نے دو چیزوں کا خیال رکھا ایک شریعت کا اور دوسرا حقیقت

کا کہ شریعت کی طرف سے مجھے یہ سزا تجویز ہوئی ہے اور دوسرا حقیقت کا کہ تمام انا الحق کا نعرہ مارتے اور جو نہیں مارتے انہوں نے ایک چیز حقیقت کا خیال رکھا اور شریعت کے ثواب سے محروم رہے۔

پس جان لو! اے فرزند کہ جب یہ بد بخت لوگ منصور حلاج کے ساتھ نسبت ملاتے ہیں تو منصور حلاج نے دار سے بھی منہ نہ موڑا اور جن لوگوں نے اس کو تکلیف دی تو ان کا بھی برا نہیں مانا تا کہ وہ دریا میں غرق نہ ہو کر ہلاک نہ ہو جائیں ان بد بختوں کو اگر کوئی ایک ڈنڈا بھی مارے تو اس کے مقابلہ نہیں کر سکتا اور دو سو فرسنگ وہاں سے دور بھاگتے ہیں اور اگر منصور کو مارتے ہیں تو خود وہ باہر نہیں نکلتے اور بعض بد بخت سرود اور ملاہی کو حلال جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم عاشق لوگ ہیں تو یہ محض کفر ہے: لقولہ علیہ السلام الملاہی حرام والجلوس علیھا فسق والتلذذ بھا کفر۔ ملاہی حرام ہے اور اس میں بیٹھنا فسق ہے اور اس سے لذت حاصل کرنا کفر ہے۔ اور یہ لوگ ملاہی کا سننا جائز جانتے ہیں بلکہ رقص کرتے ہیں اور وہ ایک حالت پیدا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں یہ حال حاصل ہوا ہے اور اس درمیان میں ایک چیز غیب سے مکاشفہ ہوتے ہیں چنانچہ جنت اور دوزخ کرسی اور عرش تمام طریقے شیطانی ہیں اور شرح مشارق میں نقل ہے کہ رقص حرام اتفاقی ہے۔ اور قالع البدعۃ میں نقل ہے کہ شیطان ان کے دبر میں انگلی رکھتا ہے تو وہ مست ہو جاتا ہے اور شیطانی مستی سے وہ رونا شروع کر دیتے ہیں اور نعرے مارتے ہیں اور زمین پر لاتے مارتے ہیں اور عام لوگ ان کو عاشق جانتے ہیں۔ حرام اتفاقی کو حلال جانتے ہیں اور اس سے وہ کافر ہو جاتے ہیں اور بعض طائفہ ان میں سے آلات ملاہی نہیں لاتے بلکہ بے ریش جوان درمیان میں لاتے ہیں یا بغیر بے ریش والوں سے غزل اور خوش آوازی سنتے ہیں یہ بھی حرام اتفاقی ہے اس لئے کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ آوازوں کو اٹھانا تلاوت قرآن سے کافروں کے ساتھ جنگ میں منع کرتا تو پھر ان بد بخت جاہلوں کے لئے جائز ہو گا اور اس کی

حرمت کی وجہ اکثر فقہ کی کتب میں نقل ہے اس کو دیکھنا چاہیئے چنانچہ مختار الفتاویٰ اور تفسیر کشاف اور تمام تفاسیر اور تحفۃ الفقہ اور بوستان ابو اللیث سمرقندی وغیرہ مشہور کتب میں وضاحت موجود ہے۔

قالع البدعت میں نقل ہے کہ جو بعض جاہل صوفیان سے یہ بات نقل ہے کہ سالوں میں حضور انور ﷺ کے سامنے دف بجایا جاتا اور حضرت اس پر خوش ہوتے یہ لفظ محض کفر ہے اور افتراء وبہتان ہے اس لئے کہ اگر حضرت اپنا چادر مبارک اپنے منہ مبارک سے ہٹا دیتے تو ساتوں آسمان جل جاتے چنانچہ قصہ چالیس آدمیوں کے متعلق بیان ہوا ہے انشاء اللہ اور اگر رقص حضور کرتے تو پھر ہم پر وہ واجب یا سنت ہو جاتے اس لئے کہ جو حضور انور ﷺ نے کیا ہے لمس اور قبل وغیرہ ذالک تو وہ ہم پر سنت یا مستحب ہے پس رقص بھی سنت ہوتا۔ حالانکہ یہ فقہ کی کتب میں حرام اتفاقی نقل ہے اور جو بعض رسالہ میں کشف المحجوب سے نقل کئے ہیں کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے سماع کو حلال ٹھہرایا ہے تو شیخ الاسلام نوری قدس سرہ فرماتے ہیں کہ تمام کشف المحجوب میں نے حرف بحرف پڑھا ہے بلکہ کلمہ کلمہ میں نے اس میں یہ بات نہیں دیکھی ہے اور اگر اس میں ہو بھی تو جھوٹ ہوگا اس لئے کہ ایک لاکھ کتابوں میں حرام نوشتہ ہے اگر اس میں حلال لکھا ہو تو غلط لکھا ہوگا اور فقہاء کے خلاف مسئلہ درج کیا ہوگا اور یہ اس پر کذب محض ہے۔

چالیس لوگوں کی کہانی

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے لوگ تھے بلکہ اس سے زیادہ ان کی امت نہ تھی کہا گیا ہے کہ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تمام نے ایمان لایا اور جب دوسرے دریا کے کنارے چلے گئے تو دس مزید دھوبیوں نے ایمان لایا یہ تمام انتالیس لوگ ہوئے اور چالیسواں ان میں سے وہ تھا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کے ساتھ پنگھوڑا میں باتیں کیں تھیں۔ عورت نے اپنے بیٹے کو بغل میں پکڑی تھی اور کھڑی تھی فرمایا عجب مکر ہے کہ بچہ باتیں کرتا ہے اور اس کی والدہ

خاموش کھڑی ہے فرزند نے اس حال میں کہا لا الہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ سحر کیا ہے ماں نے کہا کہ کیا اچھی بات ہے اس وقت وہ مسلمان ہوئی اور اس بچے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس چھوڑ دیا تو اس کے ساتھ چالیس بندے ہوئے یہ گنبد دواری میں تھے جب حضور انور ﷺ معراج شریف تشریف لے گئے وہاں پہنچے تو اس گنبد کو توڑنا شروع کیا پوچھا کون ہو آپ نے فرمایا کہ محمد (ﷺ) ہوں کہ ہمارے درمیان کسی چیز کی گنجائش نہیں ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ کہو میں فقراء کا خادم ہوں جب اس نے ایسا ہی کہا تو دروازہ کو کھول دیا حضور ﷺ اندر تشریف لے گئے انہوں نے کہا کہ جب تم خادم الفقراء ہو تو دانہ کنجد ہمیں بخش دو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تعلیم دی تو پارہ پانی ہوا اور وہ پانی اس میں دیکھے گئے اور وہ پانی ہر زرہ زرہ میں ظاہر ہوئے انہوں نے کہا کہ امنّا خادم الفقراء تھا ان میں سے ایک نے طاس کو اس کے سامنے رکھا رگ اور ہاتھ پر کھول دیا اس وقت ان میں سے چالیسوں کے رگ کھول گئے اور خون ان طاس میں بہنے لگا حضرت رسالت پناہ کو ان کے ہر ایک کے ساتھ انتہائی شوق پیدا ہوا سر مبارک کو ہلایا یہاں تک کہ دستار مبارک گردن کی طرف ہوا اور آدھا سر آپ کا برہنہ ہوا۔ اس کی وجہ سے گنبد جل گیا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس دستار کو مضبوط پکڑا اور وہ نیچے نہیں گرا اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر تمام سر برہنہ ہو جاتے تو سات آسمان وعرش وکرسی تمام جل جاتے اور تنبیہ ہے ہر گز سر حضرت شوق کی وجہ سے یا محبت کی وجہ سے برہنہ نہیں ہوا تھا اور نہ کپڑے زمین پر گر گئے تھے اس لئے کہ رقص کرنا اور سر برہنہ کرنا کپڑوں کو پھاڑنا خلاف شرع ہے اور خلاف شرع ہر گز حضرت کے وجود ظاہر نہیں ہوا ہے اور یہ لوگ یہ دلیل بھی لاتے ہیں کہ خلاف بزرگ رقص اور سماع کو رائج کیا تھا اور وہ اقرار ان مشائخ کا بھی کرتے ہیں پس وہ ان بزرگوں کو حجت مشائخ کا لاتے ہیں مگر بات یہ ہے کہ ان بزرگوں نے حق کو مشاہدہ کرتا

چنانچہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ پر چھری بھی اثر نہ کرتا اور اولیاء اللہ سے منقول ہے کہ سماع کی چند شروط ہیں اگر تمام شرائط موجود ہوں تو ان کی تابعداری اگر کرے تو ان کے لئے ٹھیک ہے ورنہ وہ گمراہ اور گمراہ کرنے والے ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ تمام اہل مجالس اہل علم ہوں گے یہاں تک کہ لکھا ہوا ہے کہ جو کوئی حافظ قرآن نہ ہو اس کو بھی مرید نہیں کرنا چاہیئے۔ عوارف المعارف میں ہے مرید تب مرید ہوتا ہے کہ جب تک بیس سال گناہ اس کے اعمال نامہ میں نہ لکھا جائے یعنی کوئی گناہ اس کے وجود سے سرد نہ ہو جائے دوسرا شرط یہ ہے کہ یہ تمام اہل مجالس خود سے فانی اور حق سے باقی ہوں گے اور فناء ان کا تب معلوم ہو گا کہ کوئی تیغ اس پر اثر نہ کرئے گا اور اس کے دل میں کوئی کینہ اور بغض نہ ہو گا۔

جیسا کہ ایک شاعر کا قول ہے:

فرو رفت ز مسعود بیک جملہ صفات بشر

چونکہ ہمہ ذات بود ہمان ذات شد

کہ یک دم اس سے صفات بشری ختم ہو جائے چونکہ تمام ذات ہوتا ہے اور وہ بھی ذات بن جائے۔

یعنی چانچہ اکل و شرب اور تیغ کا اثر بھی نہ رہے پس یہ ہنگام اہل گرد ہیں یا شیخ کامل اس میں ہو اور وہ ان اوصاف مذکورہ سے موصوف ہو پس اس کی متابعت ضروری ہے مذہب درویشوں کے اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اقوال اور نغمہ کہنے والے بھی ان کی طرح ہو کہ وہ کچھ طمع دنیاوی نہ رکھتا ہو اور نفسانی حصہ سے خبر نہیں رکھتا ہو۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ یہ تمام وضو کے ساتھ ہو کہ: الوضو سلاح المؤمن۔ وضو مؤمن کا سلاح ہے اور بغیر اسلحہ کے شیطان ان کے ساتھ کھیلتے ہیں۔ پانچویں شرط ان کے درمیان جو انان مرد نہ ہو چھٹی شرط یہ ہے کہ ان کے درمیان کوئی

عورت موجود نہ ہو اور نہ عورتوں کی جگہ کو دیکھے۔ ساتویں شرط یہ ہے کہ ایسی جگہ پر ہو کہ کوئی باہر ان کی آواز نہ سنے اور یہ چھپی ہوئی جگہ ہو یہ بد بخت لوگ مرد اور عورتیں دونوں جمع ہوتے ہیں چھوٹے اور بڑے سب اکٹھے ہوتے ہیں بلکہ عورتیں مرد اور چھوٹے تمام رقص کرتے ہیں یہ کس طرح ریا سے خالی ہوں گے اور کس طرح گمراہی سے نجات حاصل کریں گے۔ آٹھویں شرط بردبار اور صابر ہو گا یعنی اگر کوئی اس کو برا کہے تو وہ کسی سے نہ لڑے بلکہ کہے ناجائز ہے اور ہم خود جانتے ہیں کہ شرع کے خلاف ہے اور ہمیں اس پر کوئی اختیار نہیں ہے اس لئے کہ اہل شرع پر دعویٰ حلال ہونے کا کرئے تو یہ کفر ہے اور معلوم نہیں کہ وہ حجت قوی لے آئے مگر در رسالہ اور بر رسالہ عمل نہیں آیا ہے اس لئے کہ آیت اللہ اور حدیث رسول اللہ ﷺ پر عمل نہیں ہوا ہے اور کتب فقہ میں بھی اختلاف ہے تو پھر رسالہ پر عمل کس طرح ہو گا اور کتب فقہ پر عمل نہ ہو اور جو کوئی کتب فقہ نہ مانے اور رسالہ پر عمل کرئے تو گویا وہ فقہ سے منکر ہوا اور منکر فقہ کافر ہو جاتا ہے اور اگر منکر رسالہ ہو تو یہ مسلم ہے۔ عوارف المعارف میں سری سقطی سے نقل کیا ہے کہ اگر رقص کرئے تو اگر تلوار اس پر مارے تو اسے خبر نہ ہو گا پس اس قسم حالت والا سماع کرئے۔ نویں شرط یہ ہے کہ اگر مریدین یا دوسرے لوگ ان کے اس حالت سے انکار کرئے تو شیخ میں اتنا طاقت ہوتا ہے کہ وہ ان کے حالات سے واقف ہو۔

چنانچہ حماد الدین ناگوری نے فرمایا ہے کہ روم میں اس کے گھر پر مرید آیا اس نے کہا کہ اے مرید کہ جو لائق حال میرا ہے وہ اپنے آپ میں پیدا کرے پس اس نے کہا وہ کس طرح ہو گا اس نے کہا کہ آلات ملاہی اساس ملک کے علماء اس کو منع کرتے ہیں میں جانتا ہوں ان کے لئے حجت پیدا کیا اور اس شرط مذکور پر وہ گوشہ میں داخل ہوا تو جب فتنہ پوشیدہ نہ رہا یہ باتیں علماء کو سنائے انہوں نے

بادشاہ زمانہ کو بتائے اس نے حکم دیا کہ اس کو لے آؤ جب قاصد اس کے پاس گئے تو وہ اٹھا اور سات قدم تک گیا پھر واپس ہوا اور بیٹھ گیا اس نے کہا کہ بادشاہ کا حکم فرض تھا وہ میں نے بجالایا اور بادشاہ کے پاس جانا فرض نہیں ہے جب وہ قاصد گیا تو بادشاہ تمام علماء کے پاس گئے تمام لوگ ڈرتے تھے علماء نے کہا کہ تمہیں یہ زیبا نہیں ہے کہ خلاف شرع پیدا کرے اس نے کہا کہ اگرچہ خلاف شرع ہے لیکن میں بیماری میں مبتلاء ہوں وہ بغیر اس کے صحت یاب نہیں ہوتا اور یہ فقہ کی کتب میں مشہور ہے کہ دوائی کے لئے حرام بھی حلال ہو جاتا ہے اگر طبیب حاذق کہے انہوں نے کہا کہ ہم آپ کی بیماری سے آگاہ نہیں ہے پس اس نے شیخ کو قوالوں سے الگ کیا اور آلات ملاہی کو ایک جگہ جمع کئے اور اس کے اوپر چادر ڈال دیا تو چادر کے نیچے سے نغمات قسم قسم پیدا ہوئے کہ بادشاہ اور علماء ایک دم رقص کرنے لگے اور بے ہوش ہو گئے۔ وہ حالت جس میں شیخ تھے وصول مکاشفہ سے خبر دار ہوئے اور جب ہوش میں آئے کہا کہ یہ تمہارا خاصہ ہے دوسرا کوئی نہ کرے۔ اور تمام نے غسل کیا کہ شریعت میں جنب ہوا کیونکہ یہ خلاف شریعت ہے۔ دسویں شرط یہ ہے کہ سات مراتب سے خبر دار ہو گا اس وجہ سے وہ سات قسم کے کپڑے پہنتے ہیں ترکی پارہ اس کپڑوں کو کہا جاتا ہے اور وہ اس طرح ہے کہ سفید کپڑے پہنتے ہیں اور اس پر چھ مزید چڑھکتے ہیں۔ پہلا کبود رنگ والا اور کبود مراتب نفس ہے کہ مراقبہ اور غیر مراقبہ میں تکلیف کیا ہو کل ماسواء اللہ کو سیر قدرت رکھتا ہے۔ دوم قسم عقیقی رنگ کا کیونکہ یہ مراتب دل کے ہیں کہ وہ اکثر اوقات دل برداشتہ رکھتا ہو گا اور وحدت کی طرف نظر کرے اور چار وناچار پاس انفاس کرے۔

جیسا کہ قول شاعر ہے:

ہر خیال غیر حق راد زدان

این ریاضت سالکان رافرض دان

ہر خیال غیر حق کو چور سمجھو اور یہ ریاضت سالکان کا فرض جان لو۔ تیسرا پارچہ سرخ خالص کا سینا یہ مراتب فواد کا ہے اور ان مراتب میں سالک ناچار ہلکا ہوتا ہے اس لئے کہ صوفی صاحب الوقت ہوتا ہے یعنی جس وقت وہ دیکھے وہی معلومات قدیم جانے شور انگیزی سے عشق نام غیریت سے لیا ہے۔ چوتھا کپڑا ازرد ہو گا اور یہ مراتب سر کے ہیں کہ یہ روح سراجی اور روح انسانیت کے درمیان ہوتا ہے۔ اس دل میں روح ہوتا ہے اور وہ سفید کپڑا کہ تمام وجود کو گھیرا ہوا ہوتا ہے مراتب روح میں ہوتا ہے جب کہ سالک ان مراتب اور روح سراجی میں مستغرق ہوتا ہے تو علم لدن اس پر کھول جاتا ہے۔ ہر وقت میں جب مشکل مسئلہ پیش ہوتا ہے تو ان مسائل کا حل فی الحال حل ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علم اللہ کی اعطاء ہے کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا پس تمہیں چاہیئے کہ اپنے اندازہ علم کے مطابق فتویٰ دیں۔ اور علم لدنی اسے کہا جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے تو اگر ایک مشکل مسئلہ فی الحال حل کرتا ہے۔ پانچواں پارچہ سبز ہوتا ہے اور یہ مراتب خفی کے قبیلہ سے ہے کہ کم ہوتا ہے اور ختم انبیاء اس میں ہے۔ پارچہ ششم کالا ہوتا ہے اور مراتب اخفیٰ کی طرح ہے کہ حضور انور ﷺ کی ذات وصفات میں گم ہو جائے کہ کہے: سبحانک لا احصی ثناء علیک کما اثنیت علی نفسک۔ آپ پاک ہیں اور آپ کی ثناء کا کوئی حساب نہیں جس طرح تم اپنی ثناء سے واقف ہو یہ اسی قبیلہ سے ہے۔ گیارھویں شرط یہ ہے کہ وہ ان اسماء سے باخبر ہو گا اور طریقہ عروج اور نزول وہ جانتا ہو گا کہ جو درویش ان مراتب کا عالم ہو تو تمام ماسوی اللہ کو اپنے آپ میں دیکھے گا ان اسماء کے طفیل اس لئے کہ جو ہے ان اسماء سے خارج نہیں ہے چنانچہ ازل الازل مراتب احدیت سے کہ اس کو اخفیٰ کہا جاتا ہے کہ یہ تھا اور نہ تھا خود خوش

خفتہ تھا خفی کو پہنچا اس کو مراتب وحدت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور وہ واحدیت کہ اس کو ذات وصفات کہا جاتا ہے اور اس کا علم نور و شہود کہ اس کو کثرت اسماء اور اعیان ثابتہ اور ظہور علم کہا جاتا ہے اور وہ بمحل کن اور اس کو مکتبہ و سراجی وغیرہ ذالک سے تعبیر کیا جاتا ہے اور وہ بضمیر کہ اس کو سر بندہ کہا جاتا ہے اور وہ بقلب کہ اس صفت مومنی اور کافری کہا جاتا ہے اور اس کی ابتداء میں کہ وہاں صفت اسلام ہوتا ہے اور اس سے تبارک اور اس سے بد دماغ اور اس سے اثر جوارح میں پیدا ہوتا ہے تاکہ عمل آئے اور دماغ بحواس خمس سے استعمال کر سکے پس جو سمع ہے الحال بمعیت اس کے سمعت رکھتا ہے اور بصر بہ معیت بصارت وہ بصیرت رکھتا ہے اور کلام بہ معیت صفتی تکلمی رکھتا ہے پس جب سر واخفاء علم میں مبرہن ہے علم کی جگہ پر ہے بصر تح اور جہاں بصر ہے وہاں سمع ہے اور زندگی کے تمام اشیاء میں زندگی اس کی ہے اور ہر چیز کا قیام قیومی سے ہے اور دوام ہر شی کا بقیام دمومیت اس کے ہے پس جو بی سمع اور بی بصر اور بی یعلم اور بی یمشی اور بی یبطش جان لے گا۔

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ (الرحمٰن ۲۹) ہر دن میں اس کی ایک شان ہے اور جب پندرہ مراتب مذکور سے سمعیت اور بصیرت کا نزول ہو جائے تو اس طریقہ سے ظہور ظاہر ہو گا خود بہت نہیں رکھتا اور خود قیام بھی نہیں رکھتا اور سالکان حق اس سے سنتے ہیں اور اس سے دیکھتے ہیں اور خود کو بدر کرتا ہے اور غیر کو باطل کرتا ہے اگر اس وجہ سے سماع کرے تو جائز ہے اور ان اشکال کی طرف دیکھے تاکہ اسماء کو جان لے اور یہ شکل مرغ بمنزلہ قلہ یہاں تک کہ ان کا قلب اسماء کا گوشہ بگوہ چنانچہ لکھا جائے گا اس کو دیکھے گا اور تمام اشیاء ان سے دیکھنے لگے اور خود کو درمیان میں دیکھے گا اور دل کے گوشہ میں اس ترتیب سے وہ مشاہدہ کرے گا من اعتصم باللہ فقد نجا جس نے اللہ کی رسی کو پکڑا تو وہ نجات پایا۔ اور شیطان کے قیدی نہبنے اور حالت استغراق میں اسے ہاتھ نہ دے وہ خود چلا جائے گا۔ شرط

بارھویں یہ ہے کہ ایسے آدمی کے لئے لازم ہے کہ ذرہ فروض اور وجوب و سنت کو اسے ترک نہ کرے اگر کوئی ذرہ شریعت کو بجائے نہ لائے تو وہ ان حالات میں ہوں گے کہ وہ تمام مکر زبانی اور استدراج شیطانی ہو گا چنانچہ منصور اور بایزید بسطامی وغیرہ ذالک اگر باتیں شرع کے خلاف ان سے سرزد ہوتے لیکن حال اور غیر حال میں آداب شریعت کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ رسالہ ابو علی رودباری میں نقل ہے کہ اگر سالک کو اس حالت میں استغراق میں ہاتھ دے گا فرض کو ترک کرو یا نہ اس نے کہا کہ آداب شریعت کا ایک ذرہ بھی ہاتھ سے نہ جانے دے اس لئے کہ ظاہر کی برکت سے وہ باطن تک پہنچے اور دوسری بات یہ ہے کہ متابعت رسول اللہ ﷺ ہے اگر کوئی متابعت سے منہ موڑے تو حضور انور ﷺ اس سے منہ موڑیں گے تو وہ متابعت کس طرح چھوڑ دے گا ہمیں اگر باطن کو سنوارنا ہے وہ بھی حضور انور ﷺ کی متابعت سے سنوار سکتا ہے۔ پس جان لو اے فرزند! کہ درویشان خام اور صوفیان جاہل سے دور رہو تا کہ تم شیطان کا دوست نہ بنو تا کہ تم علماء متقی اور پرہیز گاروں کے زمرہ میں ہو جاؤ تا کہ تم شیطان کا دشمن اور رحمان کا دوست ہو جاؤ گے چنانچہ صحیح حدیث میں نقل ہے ایک دن شیطان پراگندہ حال میں حضور انور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ اے ملعون کہ تم نے یہ بال کیوں پراگندہ کئے اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کہ اللہ تعالیٰ میرے حق میں خطاب فرمایا کہ حضور ﷺ کے پاس حاضر ہو جاؤ جو آپ نے پوچھا کہ سچ کہو اور سچ کہنا میرے لئے دشوار تھا تو بالوں کو میں نے پراگندہ کیا حضور ﷺ نے فرمایا کہ کہو پہلا یہ بتاؤ کہ تم دشمن کس کا ہو شیطان نے کہا کہ میرے دشمن آپ ہو اور آپ کے بعد علماء امت ہیں حضور ﷺ اس بات سے اتنے خوش ہوئے کہ آپ کا کلاہ مبارک آسمان تک پہنچا فرمایا کہ آپ کے دشمن تو اللہ کے دوست ہوں گے اور میرے بھی دوست ہوں گے تو نجومی اور غیب گویان اور برہمن لوگ جو کفر

کے استاد ہیں شیطان نے کہا کہ ہاں کہ تمہاری امت میں شیخ اور جاہل صوفیان جو تصوف کی حالت سے ناواقف ہوں ان پر میں مکاشفہ سے چند شعبدہ دکھاتا ہوں اور ان کا عقیدہ تباہ کرتا ہوں حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ تم نے ٹھیک کہا میری امتیوں کے ساتھ تم کیا کرنا چاہتے ہو اس نے جواب دیا کہ متقی لوگوں سے وقت نزع میں ایمان سلب کرتا ہوں اور اکثر گناہ گاروں کا۔ آپ نے فرمایا کہ اے بدبخت متقیوں کو کس طرح فریب دیتے ہو اس نے کہا کہ جاہل وقت نزع میں اس کو دیو و پری بصورت حور وبراق اور قصور بہشت دکھاتا ہوں اور کبھی بصورت پیر و مرشد اور اس کے عزیزوں کی شکل آتا ہوں ایمان چونکہ خوف اور رجاء کے درمیان ہے ان سے کم ہو جاتا ہے اور کافر بن جاتے ہیں: لقولہ تعالیٰ: ولا یأمن مکر اللہ الا القوم الخاسرون۔ اور ایمان گناہگاروں سے اس طرح سلب کرتا ہوں کہ وہ اپنے گناہوں سے غایت درجہ ہیبت میں ہوتے ہیں تو میں دو و پری کو بصورت سانپ اور بچھو اور دوزخ کا ایک شرارہ دکھاتا ہوں اور ان کی امید رحمت خداوند تعالیٰ سے منقطع ہو جاتے ہیں تو وہ خدا سے ناامید ہو جاتے ہیں اور اس پر وہ کافر ہو جاتے ہیں:

وَلَا تَيْأَسُوا مِنْ رَوْحِ اللهِ إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِنْ رَوْحِ اللهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ (یوسف ۸۷)

اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ۔

جان لو اے فرزند! کہ شیخ زادہ کو شیخی زیبا نہیں اور سید زادہ کو پیری کرنا زیبا نہیں جب تک جو اس کے اہل نہ ہوں وہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسرے لوگوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ ایسا ہی شرح مشارق میں نقل ہے لہٰذا ہر پیر کے خلیفہ جتنے زیادہ ہوں تو یہ نشانی گمراہی کا ہے تو مشائخ عظام ان سے احتراز کرتے ہیں حضرت شاہ ناصر قسرو کے ہزار خلیفہ تھے اس وجہ سے اس کو مشائخ نے قبول نہیں کیا تھا۔ اور ان کے خلفاء میں سے ایک شیخ نصر الدین تھا کہ تمام ولایت ماء النہر کو ہلاکت تک پہنچایا تھا اور علماء کا قتل بھی ہوتا تھا پس اس کو پیر بنانا چاہیئے کہ اس کا ہاتھ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے اپنے پیر تک بیعت

کا سلسلہ پہنچا ہو چنانچہ یہ فقیر خاکپائے صغیر و کبیر کو از تین سلاسل کی اجازت ملی ہیں مناجات اور تحریر میرے پاس موجود ہے تو جو اس سلسلہ کے طالب ہو تو شاید اسماء شریف ان کو یاد ہوں تا تنگ وقتی میں احوال اللہ کے نزدیک شفیع لایا جائے تو اللہ تعالیٰ ان کی حاجات کو قبول کر دے گا اور ان کی حاجات بر آئیں گے۔

جیسا کہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام: من احب شیئا یکثر ذکرہ۔

جو کسی چیز سے محبت کرتا ہے اس کا زیادہ ذکر کرتے ہیں۔

کہا گیا ہے کہ جو کوئی ہر روز دو حکایات اولیاء کرام جو گزرے ہوئے ان کے حالات سنے بے شک ان کے دل میں اثر پیدا ہو گا۔ پہلا شجرہ چشتیہ اہل بہشت کا کہ اس فقیر حقیر مسمی بملا درویزہ ننگہاری نے حضرت شیخ المشائخ والاولیاء پیشوا زمانہ شیخ یگانہ فرد الزمان بمنزلت عین الانسان حضرت شیخ علی ترمذی بن قنبر علی قدس سرہ سے حاصل کیا ہے۔ ہمارے حضرت شیخ کے صرف بیس آدمی دانشمندان مرید تھے وہ بغیر علم کے کسی شخص کو مرید نہ کرتے اور ذکر کی تلقین نہیں دیتے تھے اگرچہ عامی محض اس کی خدمت چند دن بھی رہ جاتے شیخ کی برکت اتنا اثر کرتی کہ اس زمانہ فساد میں وہ شریعت مصطفوی سے ایک ذرہ بھی تجاوز نہ کرتے اور نہ کریں گے انشاء اللہ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین شیخ قنبر علی قدس سرہ کہ تم نے اس پر جو احسان رکھا ہے الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین شیخ سالار مد عطاء اللہ رومی قدس سرہ پر جو تم نے احسانات سے نوازا ہے مناقب ان کے یہ ہے کہ انہوں نے عوارف المعارف کی اس طرح شرح لکھی ہے کہ جتنے لوگ ہیں ان کو عالمان زمانہ اور علم فقہ میں امام اعظم ثانی سے تعبیر کرتے ہیں علم نحو ان کو شہاب ناگوری پڑھاتے اور یہ بھی نقل ہے کہ ایک دن دانشمندان ماوراء النہر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے ان کے درمیان کسی

مسئلہ میں مباحثہ پڑ گیا شیخ نے خزانچی کو حکم دیا کہ فلاں کتاب لے آؤ تو دو آدمیوں نے لے آیا شیخ اس وقت کھول دیا اور اس سطر پر انگلی رکھی ان دانشمندان نے عذر اور تقصیرات کو بجا لایا اور آپ کی مریدی اختیار کی۔ ایسا دوسرا واقعہ بھی ہے کہ جب ہمایون بادشاہ نے ہندوستان کو قبضہ کیا کچھ مدت کے بعد افغانوں کا لشکر اس کے مقابلہ کے لئے تیار ہوا بادشاہ برائے استعانت دعا شیخ کے لئے اجمیر کی طرف متوجہ ہوا تو وہ وقت ضحی کا تھا کہ وہاں پہنچا جب شیخ نے اپنا سر مراقبہ سے اٹھایا تو اہل مجلس کو ارشاد فرمایا کہ بادشاہ وقت یہاں قیام فرماتا ہے اس نے فرمایا کہ کیا چاہتے ہو اس نے کہا کہ ملک چاہتا ہوں شیخ مراقبہ میں گیا اس طرح تین بار سر اٹھایا تیسری بار سر اٹھانے کے بعد ہاتھ اٹھایا اس دعا کے سبب سے ہمایون نے دشمن سے نجات پایا نجات کے بعد لاہور سے دو گھوڑوں کو تحفۃً شیخ کی خدمت میں بھیجا اور اس طرح نقل ہے کہ ایک دن آپ کے فرزند شیخ حسین کے دل میں ہوا پیدا ہوا سیر کے لئے باہر گیا تو چور ہر طرف سے اس کو گھیرے میں لیا اور تلواروں کے وار بھی اس پر کئے لیکن اس پر کچھ اثر نہ ہوا جب وہ گھر آیا تو شیخ نے اس پر غصہ کیا اور فرمایا کہ فقیروں کے لئے سیر اور سواری کی کیا ضرورت ہے اس نے کہا کہ اے والد جو اثر نہ کرئے وہ تیغ کیا ہے تو شیخ نے اپنا ہاتھ مبارک نکالا تمام زخمی ہوا تھا پھر جب کہ اس نے اپنی کرامت کو ظاہر کیا اس لئے شرمندہ ہوا اور سجدہ میں سر رکھا دار فناء سے دار بقاء کو رحلت فرما گئے تھے۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین بہاؤالدین صامت قدس سرہ کہ جو احسان اس پر اللہ تعالیٰ کا ہے اور وہ صامت کے نام سے مشہور ہے کہ کبھی بھی لابدی کے علاوہ کسی سے باتیں نہیں کرتے تھے ایک دن اپنے چھوٹے فرزند اس کے نزدیک کی وجہ سے چھوڑا گیا فرزند نے اس کے ساتھ تکلم کرئے اسے بہت زیادہ مزاحمت پہنچایا چنانچہ ریش اور تسبیح اس کا پکڑتا اور اس سے کھیلتا شیخ اپنے ہاتھ سے زمین کی طرف اشارہ کیا اپنے سر کو اس کے ران پر رکھ دیا

کچھ مدت کے بعد جب دیکھا تو بچہ کی جان اللہ کے سپرد ہوئی تھی کہا گیا ہے کہ ایک دن مریدوں سے اس سے انکار ظاہر کیا اور بحث کیا کہ اب کرامت موجود نہیں ہے شیخ نے فرمایا: کرامات الولی فی دار دنیا لھا کون فھم۔ اہل ولی کی کرامت دنیا میں ثابت ہے اور یہ جاننا چاہیئے کہ یہ لوگ اہل عنایت ہیں۔

یعنی کرامات اولیاء حق ہیں مرید نے کہا اگر کسی کے پاس ہے تو ظاہر کر دے اور اس پر زیادہ مبالغہ دیا شیخ نے دو رکعات نماز تجدید وضو کے بعد پڑھی اور فرمایا کہ جان سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے اور زمین پر سر رکھ دیا اور وصال فرما گئے۔ الٰہ بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین سید حامد الدین قدس سرہ پر اللہ کی جو عنایت تھی الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین شیخ حسام الدین قدس سرہ پر جو عنایت الٰہی تھی بیعت کے بعد ان کو خدمت کرنے سے منع کیا اور جو مریدین میں سادات سے تعلق رکھتے تھے ان کی سیادت کا ادب کا خیال رکھتے تھے اور حضرت سید حامد الدین خدمت نہ کرنے کی وجہ سے غمگین رہتے تھے اور پیر بھی خدمت کرانا عدم سعادت پر قیاس کرتے تھے اور وجد بلا غایت اور جُہد بلا نہایت اس میں ظاہر تھا ایک وقت ایسا آیا کہ وہ ایک قسم کی خدمت سے مشرف ہوا کہ ایک دفعہ حضرت شیخ حسام الدین قدس سرہ بالا خانہ پر چڑھا تھا وہ چاہتا تھا کہ نیچے آئے تو حضرت سید حامد الدین قدس سرہ نے خود اپنے آپ سے پنہان زینہ بنایا تھا جب آپ نے نیچے پاؤں رکھا تو محسوس کیا کہ کسی آدمی کے بدن پر پاؤں رکھا اور سمجھا کہ کوئی آدمی ہے فرمایا کون ہو اس نے جواب دیا کہ میں ہوں اس نے فرمایا کہ تمہارا غرض کیا ہے اس نے جواب دیا کہ مجھے خدمت کا موقع نہیں ملتا تھا میں نے سمجھا کہ یہ بھی خدمت کا حصہ ہے تو حضرت شیخ حسام الدین قدس سرہ نے چاہا کہ اس کو اذن اور ارشاد فرمائے لیکن خود اس نے سوچا کہ اگر میں اس کو تبرک کے طور پر قمیص دوں تو

پہننے کے وقت اس کا دامن اس کے سر پر آئے گا اور اگر دستار دوں تو فرق میں وہ قرار پائے گا اور میں اس کو بے ادبی جانتا ہوں کہ میر الباس فرق سادات قرار پائے لیکن بہتر یہ ہے کہ اس کو میں شلوار دوں اس لئے کہ پہننے کے وقت اس کے پاؤں کے نیچے آجائے گا جب حضرت شیخ حسام الدین نے اس کو اپنا شلوار دیا حضرت سید حامد الدین وہاں سے یعنی اپنے مرشد سے بصد آداب رخصت ہوا تو اس نے وہی شلوار پہننے کے بجائے سر پر باندھا جب حضرت شیخ حسام الدین کو اس کا پتہ چل گیا کہ اخلاص میں یہ بلند ہمت ہے اور خدمت میں مضبوط ہے تو اس کے لئے بہت شفقت پیدا کر کے اس کا اظہار کیا اور اس کے لئے مراتب کی بلندی کے لئے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی اس کو اذن اور ارشاد دیا پس لائق حال طالب یہ ہے کہ اگرچہ سید زادہ یا شاہ زادہ و خان زادہ ہو خدمت کو اپنے ہاتھ سے نہ رہنے دیں۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ الاسلام والمسلمین شیخ نور قطب عالم قدس سرہ پر جو احسانات آپ نے فرمائے ہیں آپ کے مناقب میں ہے بادشاہ زمانہ ناگوار نے حاضر ہونے کا حکم دیا شیخ کے قریب ایک بیوہ عورت تھی کہ اپنے آپ کو حفظ اور محفوظ جانتی تھی۔ سپاہیوں نے مزاحمت کر کے وہاں پہنچے اور اس کے بہت سامال کھایا اس بیوہ عورت نے حضرت شیخ کی خدمت میں استعانت کے لئے گئی کہ ظالموں نے میرے ساتھ یہ ظلم کیا اور ظالموں نے ہنسنا شروع کیا کہ قطب اپنی جگہ سے بھی نہیں ہلے گا تمہارے لئے وہ کیا دفاع کرے گا شیخ نے کہا کہ میں گھر سے ہلا بھی نہیں ہوں اور وہاں ایک آدمی بھی بھیجا تو دیکھا کہ وہاں گھر میں موجود ہے اور یہاں بھی حاضر ہے وہ ظالم ڈر گئے اور وہاں سے چلے گئے اور یہی بات بادشاہ کو بتائی بادشاہ کے پانچ سو مرد خوانین تھے حکم دیا کہ پانچ سو مسجد اور پانچ سو مہمانی کرو بادشاہ نے بھی مسجد اور مہمانی تیار کر لیا اور یہ ایک ہزار دو آدمیوں کے ساتھ ایک دفعہ اس کو دعوت دیا اور ایک وقت میں ایک ہزار کے دو جائے پیدا ہوئے تھے اور خود تخت پر بیٹھے

ہوئے تھے اور بعض جگہ کھانا بھی کھایا اور بعض جگہوں میں نماز اور امامت بھی کیا پس جو کوئی دعویٰ قطبی کرے اس کو اس طرح طلب کرو۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین شیخ علاؤ الدین اسعد لہانوری قدس سرہ پر جو آپ کے احسانات تھے۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیاخ الاسلام والمسلمین شیخ سراج الدین قدس سرہ پر جو احسانات تھے الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین شیخ نظام الدین اولیاء واحمد و محمد بدوانی قدس سرہ پر جو احسانات آپ کے تھے آپ کے مناقب میں لکھاے کہ ایک دن تنگ گلی میں جارہے تھے کتوں کے بچے وہاں لڑتے تھے دیکھا بے طاقت ہوئے تھے اور فریاد کرتے تھے کہ ان کی ماں کہاگئی تھی کہ اس رات بھیڑیا نہ کھایا ہے اس نے کہا کہ فریاد کرو ماں کے لئے جب فریاد کیا تو اس وقت پہاڑ سے وہ ماں آگئی اور اپنے بچوں کے ہاں کھڑی ہوگئی۔ ایسا دوسرا واقعہ ہے کہ شیخ کے پانچ سو قوال تھے کہ ہر دن رقص اور سماع کے لئے جاتے ایک دن اس زمانہ کے علماء جمع ہو گئے انہوں نے شیخ رکن الدین قریشی کو آگے کیا۔ تا کہ ان کے ساتھ بحث کرے جب شیخ پہنچا ان دونوں نے مرحبا کہا اور شیخ رقص میں ہوا قوالوں کو کہا کہ چشتی کو قرار نہیں آئے گا قوالوں نے نیا سرود شروع کیا اور شیخ رکن کی طرف پہنچے دامن سے پکڑا اس کو بٹھایا دوبارہ رقص شروع کیا یہاں تک کہ چھ بار ایسا کیا اس کو منع کرتا جب ساتویں مرتبہ رقص شروع کیا شیخ رکن الدین روانہ ہوا اور تمام علماء نے ان کی تابعداری کی کچھ دیر بعد پوچھا کہ یا شیخ کس طرح چھوڑ دیا اس نے کہا کہ میں نے اس کے ساتھ چند باتیں باطن میں کی کہ تمہیں اس پر اطلاع نہیں ہے لیکن ان چھ بار میں میں نے پکڑا اور ہر کرت آسمان کو لے جات اور ساتویں بار اپنی جگہ پہنچا مجھے اس میں کوئی طاقت نہ تھی۔ کہا گیا ہے کہ جب مفتاح الجنان کو تصنیف کیا تو اس میں ایک مسئلہ مصنف پر سخت پیش ہوا اپنے مرید کو کہا کہ فلان وظیفہ دریا کے کنارے پڑھو تو حضرت خضر علیہ السلام آپ دیکھیں گے اور وہ مشکل مسئلہ وہ حل کر

دیں گے مرید نے اس طرح کیا تو حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا عرض کیا اے نبی اللہ دوسرے باری کہاں ہوں گے اس نے جواب دیا کہ مجلس شیخ نظام الدین میں مجھے پاؤ گے۔

کہا گیا ہے کہ ایک بار پھر مسئلہ مشکل آیا وہی مرید شیخ نظام الدین کی مجلس کی طرف رجوع کیا جب پوچھا تو دیکھا کہ شیخ رقص میں ہے اور اسی جگہ حضرت خضر علیہ السلام نے اس کا دامن پکڑا ہے اور پاک کرتا ہے مرید کو شک ہوا کہ شیطان ہو گا یا حضرت خضر علیہ السلام پھر کہا کہ شیطان بصورت پیغمبران نہیں ہو سکتا اس فکر میں تھے کہ حضرت خضر علیہ السلام اس کے سامنے آئے اور اس مشکل مسئلہ کو بیان کیا مرید نے کہا کہ اے خدا کے پیغمبر یہ کیا حال ہے اس نے کہا کہ اگرچہ ناموافق شرع کرتا ہے لیکن طالب مخلص ہے کہ طلب میں اخلاص رکھتا ہے مرید نے جب یہ سنا تو حضرت شیخ نظام الدین کے آگے کھڑا ہوا اس کے بعد جب فارغ ہوا تو شیخ نے اس کو طلب کیا اور شجرہ طلب کیا شیخ نے کہا کہ آپ کا استاد متشرع ہے میرا شجرہ قبول نہیں کرے گا جب اس شخص نے زیادہ زور لگایا تو کلاہ اور شجرہ اس کو دے دیا جب وہ استاد کے سامنے حاضر ہوا اور یہ واقعہ بھی سنایا استاد نے اس پر قہر و غضب پورا کیا اور فرمایا کہ شجرہ اس کو واپس دو مرید نے انکار کیا کہ مجھے شرم آتی ہے اس کے بعد دونوں چلے گئے جب پہنچے تو دیکھا کہ شیخ پھر بھی رقص میں مشغول ہے یہ مجلس میں کھڑے تھے جب شیخ ان کی طرف آیا تو یہ دونوں استاد و شاگرد دونوں نے مصادمت کیا اور رنگ مرید کے چہرے کا تبدیل ہو چکا تھا شیخ نے کہا کہ اگر کوئی چیز باطن میں ہے تو ٹھیک ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر تمہارا ظاہر نہیں ہے حضرت شیخ نے فرمایا ہے کہ جب تیز نگاہ سے کسی کو دیکھے تو اس کا یہ حال ہوتا ہے کہ سر سے تن جدا ہوتا ہے جب فارغ ہوئے مریدوں نے پوچھا کہ یا شیخ کہ ہم نے اتنا تیروں کی باطنی بارش کر دی کہ ان پر کچھ اثر کیوں نہیں ہوا شیخ نے کہا کہ میں نے اتنے تیر طریقت ان پر برسائے اما جبّہ اس کا اس طرح

پہنا تھا کہ تیر طریقت جبہ شریعت پر کچھ اثر نہیں کیا شجرہ ان کا اس کو دے دو شیخ نے کہا کہ میں نے کیا کہا تھا لیکن تمہارے شیخ نے بے طاقت کر دیا اس حال میں مجھے کچھ اختیار نہیں ہے اگر مجھے چاہتے ہو تو مارو صرف یہ کہنا تھا کہ دوبارہ رقص پر شروع ہوا پس تمام مجلس نے ایک دم چھریوں پر اس پر وار کیا لیکن اس پر کچھ اثر نہ ہوا اس کے بعد معذرت ظاہر کی انہوں نے کہا کہ کام صرف آپ کا ہے اور دوسروں کے لئے یہ کام زیبا نہیں۔ ایک اور مناقب میں کہا گیا ہے کہ بادشاہ زمانہ کو ہر وقت پانچ سو طبق صدقہ لے آتا تھا شیخ کے لئے بھی پانچ سو طبق لے آیا۔ بادشاہ کو غیرت آئی کہ تصدق میں وہ اور میں دونوں برابر ہوں کہ جو اموال اور املاک شیخ کو دیئے ہیں ان کو منع کروں تو شیخ کے لئے اس کے بعد دو چند طبق لے جاتا بادشاہ نے جب دیکھا کہ یہ ٹھیک نہیں ہو سکتا تو ان کے مریدین بیگار کے کام میں لگایا اور زور زیادتی سے ان پر قلعہ دہلی کو ٹھیک کرتا تھا ایک دن مریدوں نے یہ واقعہ شیخ سے کہا تو شیخ نے کہا کہ یہ قلعہ بادشاہ کے لئے حرام ہے یہ مر جائے گا اور قلعہ میں گدھے چریں گے جب قلعہ تیار ہوا بادشاہ قلعہ کی طرف سوار ہوا مریدوں نے کہا کہ اے شیخ تم نے کیا کہا تھا شیخ نے کہا کہ دہلی دور ہے تو جب بادشاہ دروازہ تک پہنچا مریدوں نے جلدی کی کہ یا شیخ وہ تو آیا اس نے کہا کہ اب بھی وہ دور ہے کہا گیا ہے کہ جب بادشاہ دروازہ پر پہنچا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے پتھر دیوار سے جدا ہوئے یہاں تک کہ پتھر بادشاہ کے سر پر لگا اس کا مغز نکل آیا تو اس وقت سے اب تک جس سے گدھے گم ہو جاتے ہیں وہ وہاں تلاش کرتے ہیں۔ الٰہی بحرمت راز و نیاش شیخ الاسلام والمسلمین شیخ فرید شکر گنج مسعود سلیمان چشتی قدس سرہ پر جو آپ کے احسانات ہیں اس کے مناقب میں نقل ہے۔ شیخ فرید و بہاء الدین ذکریا ہر دونوں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے پاس حاضر ہوئے اور حضرت سید جلال بخاری اور شہباز قلندر یہ دونوں بھی ان کے ہمراہ تھے تو شیخ فرید کے دل میں خطرہ پیدا ہوا کہ شیخ کا سینہ

بہت بڑا ہے عورتوں کی طرح کچھ واقعہ نہ ہو جائے حضرت شیخ شہاب الدین نے پوچھا ان چار کو مرغ دی دیئے اور کہا کہ اس کو ذبح کرو ایسی جگہ جہاں کوئی نہ دیکھے ان میں سے تینوں نے مرغ کو ذبح کیا لیکن شیخ فرید واپس ہوا اور کہا کہ کیوں کہا اس لئے ایسی کوئی جگہ نہیں جہاں وہ نہیں دیکھتا ہو پس اس کو حضرت شیخ شہاب الدین نے فرمایا کہ جاؤ اللہ کے بندوں کو تلاش کرو آپ کا میرے ساتھ کوئی کام نہیں کہ آپ سے عہدہ بھی نہیں چاہتا حضرت شیخ فرید نے کہا کہ کسی کا پتہ مجھے دے دو اس نے فرمایا کہ تم قطب عالم سے ملو گے اس کو طلب کرو جب وہ قطب عالم کے شہر میں پہنچا تو دیکھا کہ وہ لڑکوں سے کھیل رہا ہے جب وہ گھر آئے تو دیکھا کہ وہ تخت پر بیٹھا ہوا ہے تو وہ سمجھا کہ ان لڑکوں کے درمیان میں ایک آدمی تھا جو یہ شخص تھا اس لئے کہ یہ مراتب قطبان کا رکھتے ہیں کہ ایک وقت ہزار کرشمے دکھا سکتا ہے تو حضرت قطب عالم نے اس کو وضو کے لوٹے کے لئے مختص کیا لوٹے کو گرم کرنے کے لئے آگ کی ضرورت تھی تو آپ نے بلند جگہ میں ایک شمع دیکھا کہ وہ جل رہا ہے تو آپ وہاں چلے گئے تو دیکھا کہ ایک صاحب وجمال لڑکی ہے اور سرغنہ قوم کو کلام اللہ پڑھاتی ہے تو آپ نے آگ طلب کی انہوں نے ممانعت کی کہا اگر تم اپنی آنکھوں کو نکال دو گے تب تمہیں آگ دوں تو شیخ فرید نے چھری لے کر آنکھ کو نکال کر اس کے حوالہ کی اور آگ لے کر وہاں سے سیدھے اپنی جگہ آئے تو جب آپ نے لوٹے کا پانی گرم کیا تو قطب عالم باہر آیا اور طہارت کیا تو فرمایا کہ فرید تمہاری آنکھ کو کیا ہوا اس کا کیا حال ہے آپ نے عرض کیا کہ میرا آنکھ دکھ رہا ہے آپ کو فرمایا کہ اس کو کھول دو تو وہ آنکھ اپنی جگہ پر موجود تھی۔ اس کا اثر باقی تھا تا کہ مردان کم نہ ہو جائے صبح سویرے وہی لڑکی اور تمام مال وزر کے ساتھ لے کر قطب عالم کے سامنے پیش کیا شیخ نے اس تمام مال کو فقراء پر تقسیم کیا اور لڑکی شیخ فرید کے حوالہ کی اور فرید کے ساتھ اس کا نکاح پڑھایا۔ اور اس کو پٹنہ کی طرف بھیجا تو

ولایت پٹنہ کو ایک راجپال جوگی نے گمراہ کیا تھا اس کی کہانی یہ ہے کہ ایک دن پٹنہ کا بادشاہ شکار کو گیا اس نے بیابان میں ایک درخت کا پھول دیکھا جو نہایت مصفی تھا اس نے حکم دیا کہ اس کو بیخ سے اکھاڑ دو توجب لوگوں نے زمین اکھاڑنا شروع کیا تو درخت سر کے بل گرا جب وہ جگہ خراب کیا تو اس میں ایک جوگی بیٹھا ہوا ہے اور اس درخت کے بیخ اس کا کاسہ بن گیا ہے بادشاہ اس کا معتقد ہوا جوگی جب وہاں سے نکل آیا تو علم تناسخ کو بیان کیا اور تمام ولایت کو اس نے گمراہ کیا تھا تو جب شیخ فرید اس کے گردونواح کو پہنچا اور گوشہ میں قرار پکڑا تو تمام لوگوں کی نظر جوگی کی طرف تھیں بیان کیا جاتا ہے کہ اس محلہ میں ایک گائے دودھ نہ دیتی تھی وہ شیخ کی خدمت میں گیا کہ اے گوشہ نشین دعا کرتا کہ میری گائے دودھ دے شیخ نے دعا کی تو اس طرح ہوا تو اہل محلہ نے اس کی طرف رجوع کی جب شہرت زیادہ ہوئی تو یہ بات بادشاہ تک پہنچی بادشاہ نے شیخ کو دعوت دی حضرت فرید رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے فرمایا کہ اتنے کو تبدیل کرایا بادشاہ نے کہا کہ جوگی یہ کرامات رکھتی ہیں اگر تم ان کے ساتھ برابری کروگے تو میں اس سے پھر جاؤں گا شیخ نے فرمایا خدا نے آسان کیا جب وہ پہنچا تو اس نے شیخ سے کہا کہ تم ہو شیخ نے فرمایا کہ یہ میرا ولایت ہے تو جوگی نے کہا کہ مجھے تجھ سے کوئی کام نہیں بلکہ کام کرامت کی ہے جوگی اپنے مصلی پر بیٹھ گیا اور ہوا میں اڑ گیا شیخ نے اپنے دونوں جوتوں کو اس کے پیچھے چھوڑا جوگی اتنا اوپر گیا تھا کہ نہیں دیکھا جاتا اس جوتوں نے اس کے سر کو مارنا شروع کیا اس کے بعد شیخ فرید اوپر اڑ گیا جوگی شیخ کے قدموں میں گر پڑا۔ توبہ کیا اور مسلمان ہوا کہا کہ میرے عمل کی وجہ سے میں آسمان تک گیا اور اوپر مجھے راہ نہیں ملتی تھی اور یہ اس کے عمل کی برکت سے مجھ سے اوپر چلا گیا اور جنت کے مناروں تک پہنچا تو اس واقعہ سے وہاں کے تمام لوگ مسلمان ہوئے شیخ اس حال میں آسودہ ہوئے اور اسے اس جگہ کی وجہ گنج شکر کہا جاتا ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کے

سامنے بہت سے شکر گزرے آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے ان میں سے کسی نے کہا کہ یہ تو مٹی ہے آپ نے فرمایا کہ ہو گا۔ بعد میں جب دیکھا گیا تو وہ تمام مٹی تھی پھر اس کے سامنے گزرے اس نے پوچھا کہ یہ کیا ہے اس نے جواب دیا کہ یہ شکر ہے آپ نے فرمایا کہ شکر ہو گا وہ تمام شکر بنا۔ یہ بھی منقول ہے کہ ایک دن مقبرہ میں بیٹھے ہوئے تھے اپنے مرید کو دفن کر رہے تھے جب دفن کیا تو درویش کا رنگ تبدیل ہو گیا پھر اپنی جگہ پر آ گیا آپ سے پوچھا گیا کہ یہ کیا حالت تھی اس نے فرمایا کہ گناہ تھا اس کو عذاب ہو رہا تھا میں نے شفاعت کی میں نے ابھی بات ختم نہ کی تھی کہ قطب عالم پہنچا اور ابھی کلام میں مشغول تھا کہ حضرت شیخ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ پہنچا ابھی کلام جاری تھا کہ حضرت شیخ عثمان ہارونی کے جوتوں کی آواز پیدا ہوئی ہاتف نے ملائکہ پر آواز دی کہ بنظر دیوانہ جلنا چاہتا ہے تو اس سے واپس ہوا یاروں نے کہا کہ یا شیخ اگر اس کو نہیں بخشتا تو حضور انور ﷺ تک تمام حاضر ہو جاتے۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین شیخ قطب الاقطاب قطب الدین بختیار اوشی چشتی قدس سرہ کہ جو احسانات آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئے ہیں اس کے مناقب میں منقول ہے کہ ایک دن شیخ فرید شکر گنج صبح سویرے بعد سنت فجر خواب کے لئے چلے گئے اس وقت آپ کا احتلام ہوا شیخ فرید حیران ہوا قطب عالم نے آستین اس پر ڈالا شیخ فرید درمیان میں آئے ایک ولایت دیکھا کہ بہت لطیف جگہ ہے اور قسما قسم حوض ہیں شیخ فرید نے اس میں غسل کیا پھر دوبارہ آستین برآمد ہوا اور اپنے فرض صبح کی ادا کی اور اس طرح اس کے مناقب ہیں کہ تحریر میں نہیں لایا جا سکتا لیکن ان میں سے بعض جو مجھے یاد ہیں وہ میں کہہ دوں گا۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والملسین شیخ معین الدین حسن سنجری چشتی قدس سرہ پر جو احسانات الٰہی عنایت کی ہیں۔ آپ کے مناقب میں یوں نقل ہے کہ ایک دن ہندو نے ایک ہندو کو جلا رہا تھا وہ تمام جل گیا لیکن ایک ہاتھ اس

کا نہ جل سکا لوگ حیران ہو گئے کہ کیا ماجرا ہے شیخ کی قبر سے آواز آئی کہ یہ ہاتھ میرے قبر کے نزدیک دفن کرو اس لئے کہ ایک دن میں وجد میں تھا ہاتھ کو میں نے اٹھایا وہ برائے موافقت طعنہ کے ہاتھ کو اوپر کیا تھا اس وجہ سے نہیں جلتا۔ اگر مناقب تمام قلم بند کر دوں تو یہاں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین شیخ عثمان ہارونی قدس سرہ پر رحمت الٰہی ہیں الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین شیخ حاجی شریف زندنی قدس سرہ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس سرہ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین شیخ ناصر الدین ابو یوسف چشتی قدس سرہ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ قدوۃ الدین ابو محمد چشتی قدس سرہ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی قدس سرہ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین ناصر الدین چشتی قدس سرہ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ ممشاد علو دینوری چشتی قدس سرہ جان لو کہ سلسلہ چشتیہ خواجہ ممشاد سے اوپر جا چکا ہے۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز خواجہ ابو ہبیرہ بصری قدس سرہ الٰہی بحرمت راز و نیاز خواجہ ابو حفیظ مرعشی قدس سرہ الٰہی بحرمت راز و نیاز خواجہ ابراہیم بن ادھم قدس سرہ۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز خواجہ عبد الواحد بن زید قدس سرہ الٰہی بحرمت راز و نیاز خواجہ امام حسن بصری رضی اللہ عنہ جان لو کہ حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ پسر معتقہ کا مہمانی میں تھا یک دن مہمانی کے گود میں تھا پیاس ہو گیا حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ پانی کہا گیا عرض کیا کہ اس بچے نے پی لیا ہے حضور انور ﷺ نے فرمایا یعنی بہت اچھا ہوا جتنا پانی پیا ہے اتنی برکت دونوں جہانوں کی حاصل کی ہے جب حضرت حسن بصری بڑا ہوا تو تجارت شروع کیا اس کا نام ابو سعید تھا جب حضور انور ﷺ نے حسن فرمایا تو اس کا نام حسن ہو گیا آپ مروارید فروخت کرتے تھے تو اس وجہ سے احسن لولو لوی بھی کہتا تھا

وہ سال میں دریا کے کنارے کئی بار مرواریدحاصل کرتے تھے اور وہاں روم لے جاتے تھے وہاں کے ایک بڑے آدمی سے واقفیت حاصل کی کئی بار اس کے گھر میں وہ مقیم ہوئے تھے۔ایک دن اس نے کہا کہ ہمارا بادشاہ اس دن سیر کے لئے بیابان جاتا ہے اگر تمہاری مرضی ہو تو میں تمہیں بھی اپنے ساتھ لے جاؤں امام بھی ان کے ساتھ گیا بیابان میں ایک خیمہ دیکھا کہ بہت بڑا تھا پہلے چار ہزار کنیز گان صاحب جمال وہاں کھڑی تھیں ہر ایک کے ساتھ طبق مرواریدہاتھوں میں پکڑے ہوئے تھے پھر ان سے آگے چلے گئے اس کے بعد چار ہزار سفید ریش والے کھڑے تھے ان سے بھی آگے چلے گئے اس کے بعد دو ہزار طبیبان اور دبیران اس خیمہ میں موجود تھے پھر وہ آگے گئے اس کے بعد دو ہزار لشکر اس خیمہ میں تھے پھر ان سے روان ہوئے اس کے بعد بارہ آدمی خوانین اس میں آئے اور وہ خان جس کے ساتھ میری آشنائی تھی وہ بھی داخل ہوئے بادشاہ نے کہا کہ اے فرزند اگر کنیزان اور زر اور خزائن سے نجات حاصل کرتا تو میں دیتا چنانچہ تم نے دیکھ لیا اور اگر سفید ریشوں والوں سے نجات ہو جاتی تو وہ بھی میں لایا ہوں اور اگر طبیبوں سے نجات مل جاتی تو وہ بھی میں لایا ہوں اور اگر جنگ سے نجات مل جاتی تو وہ بھی میں کر چکا ہوں اور اگر خوانین کے زاری سے نجات ہو جاتی تو وہ بھی میسر ہے لیکن کام خدا کے ہاتھ میں ہے کہ وہ یہ چیزیں قبول نہیں کرتا جب وہ واپس ہوئے تو امام نے اس شخص سے سوال کیا کہ یہ کیا تھا اس نے کہا کہ بادشاہ کا بیٹا وفات پا گیا تھا تو یہ ہر سال ایسا ہی کرتا ہے امام صاحب وہاں سے چلے گئے اور کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی رضا کی تصدیق ہو گئی کہ ایسا خالق خدائے قادر کہ یہ چیزیں قبول نہیں کرتا تو پھر میں کیوں طلب کروں بلکہ اس کو چھوڑنا چاہئے اور طلب دنیا سے فانی ہو جاؤں وہاں سے اس نے مکہ کو رجوع کیا طواف کے بعد وہ علم کی طلب میں چلا گیا یہاں تک کہ وہ اپنے زمانے کا امام ہوا۔ صحابہ ہر روز دنیا سے رخصت ہوتے ان کی تعداد کم ہوتی مگر حضرت مرتضٰی

علی کرم اللہ وجہہ باقیتھا حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ اتفاق صحابہ سے حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے حاضر ہوا اور آپ سے بیعت کی درخواست کی اور کہا کہ حضور انور ﷺ نے فرمایاہے اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی اقتداء کروگے ہدایت پاؤگے۔جو آپ نے حضور انور ﷺ سے سیکھاہے اس فقیر کو تعلیم دو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ایک دن میں حضور انور ﷺ کی خدمت میں بیٹھاہوا تھا حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ میری آنکھوں کو دیکھو کہ میں کس طرح چھپاتاہوں تو آنکھوں کو بند کیااور فرمایا لا الہ الا اللہ پھر فرمایا کہ آنکھوں کو بند کر دو اور کہو میں نے کہا کہ حضورانور ﷺ نے فرمایا سمجھ گئے حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ اس طریقہ سے ذکر وفکر تھا تمام تعلیم دے دیا اور آج تک صوفیا کا وہی طریقہ سے چلا آرہاہے اور اس کے تین سو مریدین تھے وہ تمام اس کے مثل سالکان ہوئے پھر ان میں سے ایک کو اجازت ملی وہ عبد الواحد بن زید تھے اور دوسرا حبیب عجمی تھے تو نو خانوادے حضرت حبیب عجمی سے ایجاد ہوئے۔اور پانچ خانوادے حضرت عبد الواحد بن زید سے اور ان کا ایک مرید بھی زلت میں واقع نہیں ہوا تھا اصل نام بن حارث کا قصہ میں نے فصل ایمان میں ذکر کیاہے دوبارہ اس کا ذکر کیاگیا کہ ایک دن ایک عورت برہنہ سر جارہی تھی امام نے فرمایا اے عورت سر کو چھپادو وہ عورت خبر ہوئی سر کو چھپادیا اس عورت نے کہا کہ اے امام کہ میں تو ایک آدمی کی محبت میں اتنی مستور عقل ہوئی ہوں کہ سر چھپانا بھول چکی ہوں اور تم محبت خدائی کے کرتے ہو تو پھر مجھے کس طرح برہنہ سر دیکھ لیا امام نے واقعہ دوبارہ پوچھا اس نے کہا کہ میرا شوہر ہے کہ چند سال اس کی محنت میں نے کی ہے اور اتنی اس کی محبت میں آشفتہ ہوئی ہوں کہ اس کی محنت سے مجھے کچھ خبر نہیں ہوئی لیکن ان دنوں میں وہ چاہتاہے کہ دوسری عورت پکڑے تو جتنی صبر کرتی ہوں تو یہ محبت صبر کے لئے

نہیں چھوڑتی امام نے فریاد شروع کی اور یہ قصہ میرے محبوب کا ہے اس نے کلام مجید میں فرمایا ہے:
ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء۔ بے شک اللہ تعالیٰ شرک کرنے والے کو نہیں بخشتا اور اس سے کم کرنے والے گناہ کو بخشتا ہے۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ الٰہی بحرمت راز و نیاز سرور کائنات خلاصہ موجودات شفیع روز جزا محمد مصطفی ﷺ الٰہی بحرمت ذات مقدس ومطہر کہ مرادات اور مشروعات اس بے چارہ کو قبول فرما: بمنّک و کمال کرمک من خویدم فقراء ک فلان۔

دوسرا شجرہ سلسلہ سہروردیہ کہ جو تعلق ابو النجیب سہروردی کے ساتھ ہے کہ ہمارے پیر ومرشد کو اس سے اذن واجازت حاصل ہے اور اس سے اس فقیر ملا درویزہ ننگہاری کو پہنچ چکا ہے۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین شیخ علی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ۔ جان لو اے فرزند کہ ارواح ایک جسم رکھتی ہیں وہ لطیف ہے جو بدن انسانی کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اس کا تعلق تصرف اور تدبیر وارواح غیر نفس ہے اور نفس غیر ارواح اس لئے کہ بحالت خواب باہر چلتی ہیں اور نفس اپنی جگہ پر رہتا ہے: لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام: النوم اخ الموت۔ کہ خواب موت کا بھائی ہے۔

دوسری حدیث مشارق الانوار میں نقل ہے وہ یہ ہے:

ان اللہ یقبض ارواحکم حیث یشآء ویردّ علیکم حیث یشآء۔

بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری ارواح کو قبض کرتا ہے جس طرح وہ چاہئے اور تم پر واپس کرتا ہے جس طرح وہ چاہئے۔

یعنی خواب میں قبض کرتا ہے اور بیداری میں چھوڑتا ہے۔ چنانچہ اس فقیر نے اپنے پیر ومرشد سے پوچھا کہ بدبخت کیا کہتے ہیں کہ ارواح صورت نہیں رکھتے حضرت شیخ نے فرمایا کہ وہ محض غلط کہتے ہیں اور یہ اکثر جگہوں میں لکھا ہے۔ جب میں ماں کے رحم میں میرا منزل ہوا وہ مجھے یاد ہے کہ ہماری

ارواح چیونٹیوں کی طرح پر والی تھیں اور اس رسالہ کے مصنف نیز اس بات کی بھی نشاندہی کی ہے اپنی ماں سے خود اس کی تصدیق نہیں کی نہیں بلکہ ان دنوں میں لڑکی تھی پس فقیر اس مقام سے بھی خبر رکھتاہے اور فقیر کے بھائی نے ان احوال کی بھی خبر دی کہ کہاجب میں رحم سے نکل آیا مجھے فلاں چیز میں رکھا گیا تھا۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین شیخ قطب الدین مہاجری قدس سرہ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین شیخ نظام الدین مہاجری قدس سرہ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین شیخ سید جلال الحسنی والحسینی البخاری قدس سرہ اور اس کا صاحبزادہ سید جلال بخاری اول ہے کہ اس کو جہانیاں کہتاہے۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین شیخ رکن الدین قدس سرہ نقل ہے کہ شیخ پندرہ ماہ ماں کے رحم میں تھا اس کے بعد ولادت ہوئی یہ جد حضرت شیخ بہاء الدین ذکریا کا ہے اس سے اس مقدار رحم مادر کے متعلق پوچھا گیا اس نے کہا کہ میں ہر ماہ دو سپارے کلام اللہ کے یاد کرتا تھا تو پندرہ مہینے میں پورا قرآن حفظ کر رہا تھا اس وجہ سے دیر سے ہوئی ولادت۔ اس کے والد سے یہ اجازت تھا۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین شیخ صدر الدین عارف قدس سرہ اسے اس کے والد نے اجازت عطا کیا تھا۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین شیخ بہاؤ الدین ذکریا قریشی قدس سرہ ذکریا اس کے والد کا نام تھا۔ منقول ہے کہ شیخ کو شیخ شہاب الدین نے دعا کی کہ جو کوئی تمہیں دیکھے اور جنازہ کے بعد تمہیں دیکھے اور جو کوئی تمہارا منارہ یعنی گنبد دیکھے اس کو دوزخ پر کچھ کام نہ ہو گا جب یہ بات حضرت شیخ فرید گنج شکر کو پہنچی دل میں یہ خطرہ پیدا ہوا کہ مجھے تو شیخ قطب عالم نے کوئی دعا نہیں کی ہے۔ قطب عالم سے جب پوچھا تو اس نے اس کے لئے دعا کی کہ جو کوئی تمہارا مرید ہو جائے اور مرید کا مرید قیامت کے دن تک جو اس سلسلہ میں ہو گا وہ دوزخ کی آگ سے خلاصی پائے گا اور شیخ رکن الدین نے فرمایا ہے کہ جب میں نے رات کو اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا تو

مجھے اس نے ایسا ہی دکھایا اور فرمایا کہ جو اس طرح تین بار تکرار کرے وہ بھی آپ کی برکت سے میں نے بخش دیا ان اسماء کی برکات سے یعنی شیخ رکن الدین شیخ صدر الدین اور شیخ بہاء الدین تو ضروری ہے کہ یہ تین بار پڑھے الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ نقل ہے کہ معراج حضرت اٹھارہ سال تھا جب وہ واپس ہوا تو خواب کی جگہ اس طرح گرم تھا اس کو طلسمات الٰہی کہا جاتا ہے کہ بعض کو ایک ساعت ہوتا ہے اور بعض کو چند سال حضرت شیخ شہاب الدین کا ایک مرید تھا مؤذن ہر روز یہ درخواست کرتا تھا کہ میں یہ طلسمات الٰہی دیکھ لوں ایک دن جمعہ کے روز دمشق کی مسجد میں اس کو معاویہ نے بنایا تھا اس مسجد میں پہنچا اس مسجد کے نیچے پانی کا نالہ بہہ رہا تھا اس وقت اس نے کپڑے نکالے اور پانی میں داخل ہوا جب اس نے پانی سے سر نکالا تو دوسرے ملک میں تھا ایک درویش نیک محضر کا وہاں گزر ہوا اس نے پوچھا کون ہو اور پھر اپنے گھر لے آیا کچھ مدت کے بعد اس کو اپنی بیٹی کے ساتھ اس کا نکاح کیا اس سے چند بیٹے پیدا ہوئے اس کے بعد ایک بار پھر غسل کے لئے اسی جگہ کپڑے نکال کر پانی میں داخل ہوا جب پانی سے سر باہر نکالا اور باہر نکل آیا تو دیکھا کہ وہ دوبارہ اس مسجد کے باہر ہے اور اس کے کپڑے وہاں موجود ہیں اور لوگ مسجد میں ابھی تک حاضر بھی نہیں ہوئے تھے مؤذن نے کپڑے پہنے اور مسجد میں حیران بیٹھ گیا اس کے بعد شیخ نے جب مسجد میں نماز ادا کی شیخ نے اس کو دیکھ کر تبسم کیا کہ حیران مت ہو جاؤ تم تو چاہتے تھے کہ میں طلسمات الٰہی کو مشاہدہ کروں توشہ لے کر چلا تین مہینے بعد اسی جگہ پہنچے بیوی اور اپنے بیٹوں کو وہاں سے لے آیا۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین ضیاء الدین ابو النجیب عبد القاہر سہروردی قدس سرہ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین شیخ احمد اسود وعلو دینوری قدس سرہ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین شیخ ممشاد علو دینوری قدس سرہ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ

الاسلام والمسلمین شیخ جنید بغدادی قدس سرہ قالع البدعت شیخ الاسلام لہانوری میں ہے کہ جو بات بعض صوفی کہتے ہیں کہ شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ رقص کرتا تھا اور سماع کرتا تھا صحیح ہے لیکن آخر عمر میں وہ تائب ہوا تھا یعنی توبہ کیا تھا اور یہ بھی نقل ہے کہ شیخ کا خواہر زادہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ تھا اور پانچ سالوں کی نماز وہ پڑھ رہا تھا سر سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رکھا سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اے بیٹے کہ سر تیرا دور رکھنا تھا اس نے کوئی اس طرح ہے۔ لیکن سر میرا مکۃ اللہ سے آگے گیا ہے اور اس سے میں نزدیک رکھتا ہوں ایک دن سری سقطی کے ساتھ کعبۃ اللہ کا طواف کر رہا تھا تو مسجد حرام میں چار سو اولیاء کرام کو دیکھے کہ وہ تمام دربیان شکر میں تھے جب سر سقطی رحمۃ اللہ علیہکو دیکھا تو خوش ہوئے کہ ہم اس سے اچھا جواب سنیں گے سر سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے جنید رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے پوچھو حضرت شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شکر یہ زبانی گفتار نہیں ہے بلکہ شکر وہ ہے کہ جب نعمت منعم نے صرف کیا تو اس قوت کو عبادت میں صرف کرو یا دوسری نعمت کو طلب کرو تا کہ تم اس کا شکر بجالاؤ گے تمام نے اس بات کو پسند کیا ایک دن بازار میں جا رہے تھے کہ بچوں نے اس کو پتھر اور ڈھیلوں سے مار رہے تھے اس نے کہا پتھروں سے نہ مارو اس لئے کہ اس سے پاؤں ٹوٹ جائیں گے اور ٹوٹے ہوئے پاؤں سے میں ڈرتا ہوں اس لئے کہ عبادت سے محروم رہ جاؤں گا۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین سری سقطی قدس سرہ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ۔

نقل ہے کہ ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ مراقبہ میں بیٹھے ہوئے تھے سر کو اٹھایا اور تبسم کیا پھر مراقبہ میں چلے گئے پھر دوبارہ سر اٹھایا اور رونے لگے مریدوں نے پوچھا کہ یہ کیا حال تھا اس نے کہا کہ ہر زمانہ میں چار ہزار مردان غیب ہوتے ہیں اور غیب ان کو کہا جاتا ہے کہ ایک ذرہ بھی شریعت افعال

میں اور اقوال سے تجاوز نہ کرے لیکن وہ اپنے مراتب سے بھی خبر نہیں رکھتے ہو اور نہ دوسرے مردوں سے خبر رکھتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صاحب مراتب ہوں گے اور ہر زمانہ میں چار سو ابدال ہوتے ہیں اور حضرت امام شافعی بھی ابدال میں سے تھے اور اپنے ملک میں مظفر کسی نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پوچھا کہ وہ کون سے طبقے میں ہے فرمایا ابدال تھے اور حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا حال تھا اس کے بعد رہ گیا کہ وہ کسی کا وہ مقام نہیں اور ابدال اسے کہا جاتا ہے کہ صاحب مراتب اور صاحب علم ہوتے ہیں اور ہر قسم کی لغزش پر خبر دار ہو اور زمین کا قیام ان کی وجہ سے ہے اور کہا گیا ہے: لو لا الابدال لخسفت الارض و مافیھا۔ اگر ابدال نہ ہوتے تو زمین خسف ہوتی اور جو اس زمین میں ہے۔ اور ہر زمانہ میں چالیس ابدال ہوتے ہیں ان کے مراتب بہت بلند ہیں ہر چیز کے مراتب سے خبر دار ہوتے ہیں اور ہر زمانہ میں چانقباء ہوتے ہیں اور دنیا کے چار کونے ان کی وجہ سے آباد ہوتے ہیں اور ان کی نقیبان حق بھی کہتے ہیں۔ ان کی خاصیت وہی ہے کہ پڑھا گیا کہ اگر سورج کو آدھی رات میں لے آتے ہیں تو وہ واپس لا سکتے ہیں اس لئے کہ ان کا وجود فانی ہوتے ہیں اور حق سے باقی ہوتے ہیں اگر لوہے کو آگ میں کریں تا کہ وہ سرخ ہو جائے اس کے بعد جو کچھ آگ میں جل جاتے ہیں تو اس گرم سرخ لوہے سے بھی جل جاتے ہیں خشکی میں ہر زمانہ میں دو آدمی نجیب ہوتے ہیں کہ ان کو نجباء کہتے ہیں اور معنی نجیب کا صراح میں بیان ہوا ہے کہ نجیب پوست پیراستہ اور پیوستہ کو کہا جاتا ہے جیسے میوہ میں چار مغز پس گویا پہلے پوست شریعت ہے اور دوسرا پوست طریقت ہے اور مغز بمنزلہ حقیقت پس معلوم ہونا چاہئے کہ جو کوئی شریعت پر آراستہ نہ ہو حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا اس لئے کہ ابتداء اور انتہاء شریعت ہے اور اس میں متابعت مصطفی ﷺ میں پناہ ہے چنانچہ پوست اول پیدا ہوتا ہے بعد میں مغز۔

ایساہی نجیب عزت مند آدمی کو کہا جاتا ہے اور نجبا جماعہ اور انتخاب بر گزیدن کو کہا جاتا ہے اور معنی نقیب بھی بیان فرمایا ہے نقیب اسے کہا جاتا ہے جس کی تعریف کی جائے نیکی اور افعال واقوال میں اور سمجھنے والا اور قوم کا سردار اور نقباء جماعۃ یا گروہ کو کہا جاتا ہے اور ایسا نقیب نفسی کو کہا جاتا ہے جن کی صفات اچھی ہوں چنانچہ کتا جس کے دروازے پر سویا ہوا ہو اور لوگوں کو آوازوں سے آزار نہ پہنچائے اس کو نقیب کہا جاتا ہے اور ہر دردی بند کو بھی کہا جاتا ہے لوگ نیک دانا کو بھی کہا جاتا ہے اور تنقیب شہر کے گشت والوں کو بھی کہا جاتا ہے۔ اوتاد میخ کو کہا جاتا ہے۔ نقل ہے کہ کوئی اپنے ذکر کو ہمیشہ کے لئے اپنے ہاتھوں سے نہ چھوڑ دے اور ابدال بدل والے کو کہا جاتا ہے: قولہ تعالیٰ: من الخوف امنا۔ یعنی خوف سے امن کی طرف آنا اور ایسا بھی منقول ہے: الابدال قوم من الصالحین لا یخلو الدنیا منھم اذا مات واحد بدل اللہ تعالی مکانہ بآخر۔ ابدال صالحین سے ایک قوم ہے دنیا ان سے خالی نہیں ہے جب مر جائے ان میں سے ایک تو دوسرا اللہ تعالیٰ اس کی جگہ پر مقرر فرماتا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی ایک مر جائے تو اس کی جگہ دوسرا معین ہوگا۔ اور ہر زمانہ میں ایک قطب ہوتا ہے اور قطب اسے کہا جاتا ہے کہ تمام ذرات دنیاوی ایک کے ہاتھ کف میں رائی کے دانہ کے برابر ہوگا اور ہر زمانہ میں ایک غوث ہوتا ہے کہ وہ ان سے باخبر ہوتا ہے یہ تمام اس کے مراتب پاتے ہیں تو غوث اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتا ہے اور بعض محققین کے نزدیک یہ ہے کہ پیری قطب کے لئے چاہئے کہ پیری کرنے کے قابل ہے پس شیخ نے فرمایا کہ ان میں سے اگر کوئی مر جائے تو اس کی بجائے دوسرا مقرر ہوتا ہے۔ پس اگر غوث مر جائے تو اس کی جگہ پر قطب سے ایک مقرر ہوتا ہے اور اگر قطب مر جائے تو اس کی جگہ پر نجیب میں سے مقرر ہوتا ہے اور اگر نجیب مر جائے تو اس کی جگہ پر نقیب میں سے ایک مقرر ہوتا ہے اور اگر نقیب مر جائے تو اس کی جگہ پر اوتاد میں سے ایک مقرر ہوتا ہے اور اگر اوتاد

میں سے مر جائے تو اس کی جگہ پر ابدال میں سے ایک مقرر ہو تا ہے۔ اور جب ابدال میں سے کوئی مر جائے تو اس کی جگہ مردان غیب سے مقرر ہو تا ہے ولی ہذا القیاس مراتب اس طرح ایک کے بعد دوسرے تک پہنچ جاتے ہیں۔ جب غوث مر جائے تو اس کی جگہ قطب سے مقرر ہو تا ہے اور جب قطب کی جگہ خالی ہو جائے تو نجباء میں سے وہ پُر کرتا ہے پس نجباء تین ہوتے ہیں ایک اوتاد کو نقیب کی جگہ لیتا ہے یعنی اس مقام پر فائز ہو تا ہے پس اوتاد کی جگہ چالیس ابدال میں سے ایک مقرر ہو تا ہے اگر ابدال میں سے ایک کم ہو جائے تو چار ہزار مردان غیب سے وہ خالی جگہ پُر ہوتی ہے اور اگر چار ہزار میں سے ایک کم ہو جائے تو عوام میں سے ایک وہ خالی جگہ پر کرتا ہے۔ میرے دل میں یہ بات آئی کہ مجھے وہاں ہونا چاہیئے لیکن ہندو جب اپنے گلی سے زنار توڑ کر وہ وہاں پہنچتا ہے اور مجھے ڈر محسوس ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ زنار میری گردن میں ڈالا جائے تو وہ میں نے رونا شروع کیا۔ جان لو اے فرزند کہ شیخ نجیبان سے تھا اور یہ درویشوں کی عادت ہے کہ اپنے آپ کو تمام سے کم جانتے ہے اور وہ خوف میں ہو تا ہے جب یہ فرمایا تو اس درمیان میں ایک مرید نے سوال کیا کہ قطب کونسی جگہ وفات ہو تا ہے کہ یہ اولیاء مذکورین وہاں تک مراتب میں پہنچ جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ قطب روم میں ہو تا ہے۔ اور ہندو گجرات میں ہو تا ہے اور میں دکن میں ہوں فرمایا کہ روم اور گجرات میں کتنا فاصلہ ہے آپ نے فرمایا کہ تین مہینے مرید نے سوال کیا کہ یا شیخ اطراف عالم کس خبر رکھتا ہے ان تین مسائل کا جواب عنایت کیجئے کہ مرد تام اور نیم مرد اور ناقص سے مراد کیا ہے۔ اس نے فرمایا کہ کل آؤ جب وہ آیا تو شیخ صاحب رحلت فرما چکے تھے وہ حیران ہوا پھر اس کی قبر پر گیا اور فریاد کیا کہ اے خواجہ آواز دو پھر کہا اے بچہ خواجگی ان لوگوں کی شان ہے کہ وہ زوال نہیں رکھتا اس نے کہا کہ میں جواب چاہتا ہوں اس نے کہا اس روز میں نے نہیں کہا کہ اب میں حیران ہوں اور آج میں نے حیرت سے خلاصی

پائی اور پورا آدمی میں اس لئے ہوں کہ پورے ایمان سے آیا ہوں اور آدھا مرد تم ہو کہ تمہارا ایمان خطرہ میں ہے اور ناقص مرد وہ ہے کہ کسی بلاء قیامت سے نہیں گزرا ہو اور لاف بھی مارتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں حیران ہوں ان آدمیوں پر جو قیامت کی سختی نہ گزرا ہو اور ہنستا بھی ہو اور قہقہ بھی کرتا ہو یعنی مرد ناقص وہ ہے کہ ان سختیوں سے نہ گزرا ہو اور وہ مشاہدہ اور درویشی و شیخی کے لاف مارتا ہو۔ اور بعض نے کہا ہے۔ کہ پورا مرد وہ ہے کہ وہ اظہار نہیں کرتا کسی کام کہ میں فلان کام کروں لیکن اپنا مروت اس کو موجود کرتا ہے اور آدھا مرد وہ ہے کہ وہ اظہار کرتا ہے کہ میں کروں گا لیکن اس کے وجود سے وہ ہو جاتا ہے۔ اور ناقص وہ ہے کہ وہ اظہار کرتا ہے کہ میں کروں گا لیکن اس کے وجود سے نہیں ہو سکتا پس وہ شرمندہ ہو جاتا ہے کہ المنافق اذا وعد خلف منافق جب وعدہ کرتا ہے تو اس کے خلاف کرتا ہے۔ اس ترکیب میں مکرر ہے۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین شیخ داؤد طائی قدس سرہ۔ نقل ہے کہ ایک دن اس کو پیاس لگی صحن میں ایک آدمی آیا تو اس نے پانی مانگا کنیز نے پانی پیش کیا اس نے نہیں پیا پوچھا کہ کیوں فرمایا کہ ایک دن اس کو میں نے کتاب کی تعلیم دی ایسا نہ ہو کہ یہ بھی تعلیم کی اجرت میں شامل ہو جائے اور میں اس کے ثواب سے محروم رہ جاؤں گا۔ ایک دن وہ سخت پسینہ سے گرمیوں کے موسم میں عراق میں بیٹھا ہوا تھا اں پہنچی کہا سایہ میں کیوں نہیں بیٹھتے فرمایا کہ عراق میں ناشائستہ کو میں نے دیکھ لیا میں نے دعا کی کہ خداوندا پاؤں میرے کو باندھو تا کہ میں جمعہ و جماعت سے روک جاؤں تا کہ میں ناشائستہ کو دیکھ سکوں اب مجھ میں طاقت نہیں کہ ہل سکوں اور بعض نے کہا ہے کہ جب وہ مسجد میں تشریف لاتے تو لوگ اس کے استقبال کی طرف متوجہ ہو جاتے یہاں تک کہ بعض بعض پاؤں سے روندتے۔ شیخ نے دعا کی کہ الٰہی یہ لوگوں کی کثرت دنیاوی اقسام سے ہیں مجھے زمن کرو تا کہ میں ان پر نہ جاؤں

تو میں زمن ہوا۔ نقل ہے کہ جس گھر میں آپ ہوتے وہ گھر خراب نہ ہوتا تو دوسرے گھر میں نہ جاتا اور دوسرے سرائے کو نہ جاتا یہاں تک کہ وہ اس کو آباد کرتا آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے خدا سے وعدہ کیا ہے کہ مجھے آبادی دنیا میں نہ رکھ کر جب آپ وفات پا گئے تو آپ کا گھر بھی خراب ہو گیا تھا۔

نقل ہے کہ ایک دن ہارون الرشید و امام یوسف ہر دونوں خلوت میں آپ کے پاس داخل ہونے کی اجازت چاہی آپ نے داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ماں نے سفارش کی اور کہا کہ جو دودھ میں نے تم کو دی ہے اس کی وجہ سے ان کو اجازت دو آپ نے فرمایا کہ اے رب تمہاری رضا ماں کی رضا میں ہے ورنہ میں اجازت نہ دیتا داخل ہونے کے بعد جب انہوں نے نصیحت سنی تو نکلتے وقت آپ کی خدمت زر پیش کی آپ نے قبول نہ کی آپ نے فرمایا کہ میں نے میراث والد کا گھر فروخت کیا ہے اور دعا کی ہے کہ ہر جگہ مجھے حلال نفقہ عطا فرما کہ میں وہ خرچ کروں۔ اور یہ صرف ہو جائے تو میری روح کو قبض فرما۔ہارون الرشید نے اس کی ماں سے پوچھا کہ شیخ کہاں ہوتا ہے اس نے کہا کہ فلان سبزی کی دوکان پر ہارون الرشید نے اس دوکاندار سے پوچھا کہ شیخ کا نفقہ کتنا رہ گیا ہے اس نے جواب دیا کہ دس یا بارہ درم اور یہ ہر روز آدھا دانگ کھاتا ہے خلیفہ نے اس کا حساب لگایا کہ اتنی عمر آپ کی باقی ہے جب آخیر دن ہوا تو سلام کے بعد صبح سویرے قبلہ کی طرف پشت کر کے فرمایا کہ اے دوستو داؤد طائی نہ رہا اور میں جانتا ہوں کہ اس کی دعا قبول ہو گئی ہے جب کسی کو بھیجا اس کی ماں نے کہا کہ تمام رات وہ نماز پڑھتا تھا اور صبح کے وقت وتر کے بعد سر زمین پر رکھ کر جب میں صبح بیدار ہوئی تو اس کی روح چلی گئی تھی وہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے تھے۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین شیخ حبیب عجمی قدس سرہ نقل ہے کہ وہ پہلے سود خور تھا وہ حبیب سود خور مشہور تھا

قرضداروں کو مال دیتا تھا اور ہر چیز کہ ان کے ساتھ پاتا خواہ لکڑی ہوتی یا طعام وشراب اور گوشت سود کی وجہ سے ان سے لے لیتا۔ ایک دن قرضدار سے گائے کا سر لایا اور دوسرے قرضدار سے لکڑی لایا اور سر کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے دیگ میں ڈال دیا اچانک ایک فقیر اس کے در پر آیا اور یا اللہ کہا اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس کو گوشت دے دو بیوی نے جب سرپوش کو اٹھایا تو دیکھا کہ گائے کا سر تمام مہیا ہوا ہے اس پر چمڑا چڑھا ہوا ہے بیوی دوڑی حبیب آیا اس نے دیکھا کہ اس طرح ہے سر نے فریاد کیا کہ خدا سے شرم نہیں کرتے ہو چند گرفتار نفس کے ہوں گے حبیب اس حال سے بے طاقت ہوا حضرت حسن بصری کی طرف گیا جب وہ راستے میں جارہا تھا بچے اس سے بھاگ گئے کہ اس کا بخل ہم جلائیں گے جب اس نے توبہ کیا تو اس وقت تمام عالم پراگندہ ہوا کہ حبیب تائبان اور واصلان سے ہے جب وہ اس طرف واپس ہوا تو بچے اس کے نزدیک آئے تاکہ ان پر اس کا سایہ پڑ جائے اور اس کی برکت سے ان کی بھی بخشش ہو جائے اس نے وہ تمام مال قرضداروں کو بخش دیا اور گھر میں کوئی چیز بھی چھوڑ دی ایک دن اس کی بیوی نے اس کو بھیجا کہ مزدوری کر کے کھانے کی چیزیں لے آؤ شیخ گیا ایک جگہ دیکھا کہ وہاں بہت سبزہ ہے وہ اس جگہ پر بہت خوش ہوا اور وہاں اللہ کی عبادت شروع کی شام کے وقت گھر واپس آیا بیوی نے پوچھا کہ تم نے کیا کیا اس نے کہا کہ وعدہ کیا ہے کہ کل اکٹھا دے گا اس طرح تین دن گیا اور خالی ہاتھ واپس ہوا چوتھے روز بیوی نے سرزنش کیا کہ تمہارے فرزندان بھوکے ہیں اور یہ بھوک سے مر جائیں گے تو آج تم خالی واپس نہیں آؤ گے یہ پھر گیا اور اسی جگہ عبادت شروع کی تو شام کے وقت اس نے ایک برتن میں سنگریزے ڈال دی اور اس کو بھر دیا اس لئے کہ بیوی کا دل خفہ نہ ہو جائے جب وہ گھر پہنچا تو اس کے ناک میں طعام کی خوشبو محسوس ہوئی اور روئی ورنگ گھر کا دوسرا لباس میں دیکھا اس نے پوچھا کہ کیا حال ہے بیوی نے کہا کہ تم جس کی

مزدوری کرتے ہو وہ بڑا مروت والا آدمی ہے وہ بہت بڑا نیکوکار اور نیک محضر اور سخی ہے آج دن اس نے ایک اونٹ طعام اور لباس کا بار اور زر بھی بار کیا تھا اور یہ بھی کہا کہ حبیب کو کہو کہ جو تم کرتے ہو اس کو مت چھوڑو میں تمہیں اس طرح مزدوری دیا کروں گا حبیب نے ان سنگ ریزوں کو جب فرش پر ڈال دیا وہ تمام کے در اور مرواریدتھے۔

نقل ہے کہ ایک چور نے اس کے سر پر تلوار اٹھائی تھی اور دیکھا کہ وہ اس کے پاؤں کو بوسہ دینا شروع کیا اس سے کہا گیا یہ کیا معاملہ ہے اس نے کہا کہ میں اپنی طلب میں گیا تھا میں اپنی طلب میں جاؤں یا نہ۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین شیخ حسن بصری رضی اللہ عنہ نقل ہے کہ ایک دن ایک جوان بدکار تھا کہ اس سے کوئی نیکی بھی سرزد نہیں ہوئی تھی حالت نزع اس کی شروع ہوئی اور بات کرنے سے اس کی زبان بند ہوگئی تھی اور امام بھی اس جگہ حاضر تھا اچانک امام صاحب نے تبسم کیا آپ سے پوچھا گیا کہ کیا یہ جگہ تبسم کی تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس جوان کے دل میں خیال آیا کہ اے پروردگار انس و جان کا کہ میرے اقوال وافعال بدہیں لیکن پھر بھی میں یہ خیال کرتا ہوں کہ میری جگہ تو دوزخ ہے اس لئے کہ میں نے دیدہ دانستہ بد اعمال کئے ہیں کہ اگر صفت رحیمی تمہاری میرے کام آجائے کہ لوگوں کا گمان دوسری جگہ ہو گا اور مجھے دوسری جگہ مل جائے گی یااللہ تمہاری رحمت سے کچھ کم نہ ہوگی اللہ تعالیٰ نے جب اس جوان کے دل میں صرف یہ خطرہ پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا تو اس وجہ سے میں نے تبسم کیا اس رات چالیس لوگوں میں جو اولیاء کرام تھے اس نے خواب میں دیکھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بخش دیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ اس کے قرب میں ایک مجوسی شیخ آتش پرست تھا ایک دن وہ حالت نزع میں تھا کہ امام صاحب اس کے پاس حاضر ہوئے فرمایا کہ اے شمنون جب نہ کہتے اور تم جانتے تھے اس نے کہا کہ یہ صرف اس کی رضا تھی اس

نے کہا کہ جب اس کی رضا تھی اس نے جواب دیا کہ سزا میرا ہے کہ آپ اس بات سے بوی آشنائی آتی ہے تمہیں کیوں بے گانہ چھوڑا اس نے کہا کہ تمہارے مسلمانوں نے مجھے بے گانہ چھوڑ دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ دوزخ ہے اور گناہ بھی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جنت بھی ہے اور خیرات بھی نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ دیدار حق ہے اور اس کے دوستی کے بغیر کریں گے امام نے کہا گناہ کے اندازہ کے مطابق ہمارا عذاب ہو گا اور ایمان کی بدولت اس سے گزر جائیں گے شمنون نے کہا کہ میں نے بھی ستر سال عبادت آگ کی کیا ہے مجھے نہیں جلائیں گے امام صاحب نے آگ طلب کی اور اس کا ہاتھ اس پر رکھا تو وہ نہیں جلا اس نے کہا کہ تم نے انداز کو قبول نہ کیا تو جواب میں کہا کہ میں نے اللہ کی عبادت کی ہے آگ سے نہیں ڈرتے اور تم نے آگ کی عبادت کی ہے اور اس سے ڈرتے ہو شمنون نے کہا کہ میں ایمان لاتا ہوں تین شرائط کے ساتھ کہ اگر تم ضامن ہو جاؤ کہ مجھے عذاب قبر نہ ہو گا اور دوزخ سے نجات ہو گی دوسری شرط یہ ہے کہ میں جنت جاؤں گا تیسری شرط یہ ہے کہ مجھے بھی دیدار الٰہی نصیب ہو گا۔ امام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے قبول کیا اس نے کہا کہ مجھے لکھ کر دے دو تا کہ میں اپنے ساتھ قبر لے جاؤں گا اس نے اسی طرح کیا شمنون مسلمان ہوا جب وہ مر گیا اس کے بعد اسے دفن کیا امام بہت پریشان ہوا اور وجد سے باہر نکل آیا کہ میں نے بہت برا کیا کہ اللہ تعالیٰ کے درگاہ میں ضمانت نامہ لکھ لیا اور دے دیا بہت زیادہ غم و پریشانی سے اس کو نیند آئی دیکھا کہ شمنون کپڑے پہنا ہے اور جنت میں ہے امام حیران ہوا اور کہا کہ اے شمنون کیسے ہوا اس نے جواب دیا کہ جو تم دیکھ رہے ہو پھر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا اس نے جواب دیا کہ ایمان کی برکت سے اور تمہاری ضمانت عذاب کی وجہ سے مجھے عذاب نہ دیا گیا اور دوزخ سے میں آزاد ہوا اور جنت میں پہنچا اور وعدہ دیدار کیا اور اب تم ضمانت سے خلاص ہوئے اپنا لکھا ہوا

واپس لو امام جب بیدار ہوا تو اس کا لکھا ہوا اپنے ہاتھ میں پالیا۔ اور دوسری طرف لکھا تھا طریق مذکور سے: نجاک اللہ کما نجیتنی من الھم و الغم۔ اللہ تمہیں نجات دے جس طرح تم نے مجھے ہم و غم سے نجات دلایا۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز شیخ الاسلام والمسلمین امیر المؤمنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ اور اس شجرہ میں صوفیان تمام شیخ لکھتے ہیں۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز خواجہ کائنات و خلاصہ موجودات زبدہ ممکنات شفیع روز جزا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ الٰہی بحرمت ذات مقدس و مطہر کہ مرادات اور مشروعات کو اس بے چارہ نے پیش کیا خیر و عافیت سے آپ کے احسان اور کمال کرم سے۔

تیسرا شجرہ سلسلہ کبرویہ کا آغاز اور بعث اور بیان رسول اللہ ﷺ کروں آخر تک حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے:

کنت نبیا و أدم بین الماء و الطین۔

میں اس وقت نبی تھا کہ جب آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔

جان لو اے فرزند! کہ وہ ولادت سے پہلے اور ولادت کے بعد ہمیشہ پیغمبر تھے چنانچہ ہر پتھر اور درخت نے اس کو سلام کیا ایام طفولیت سے واپس آیا ہے کہ پہلا سلام آپ کو بینگن کے درخت نے کیا اس بینگن کا کھانا ثواب ہے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام لباس بشری میں چالیس سال کی عمر میں آپ پر نازل ہوا چالیس سال سے پہلے آپ غار حرا میں تشریف رکھتے تھے اور یا ایھا المدثر آپ کی شان کے متعلق ہے ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام انسان کی شکل میں اس غار میں آئے اور کہا:

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (١) خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (العلق ٢)

پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا۔

پس اس آیت کریمہ کے کہنے سے لوح قلب اس کا لوح محفوظ کی طرح ہوا یہ معمولی ذرہ فضائل آپ کے تھے تمام کلام اللہ اول سے آخر تک آپ کو یاد ہوا اور پھر ہر حادثہ کے لئے موقعہ کے مناسبت سے آیت اترتی اور جب ایک دفعہ حضور انور ﷺ حضرت جبرئیل علیہا لسلام سے ایک بار سنتے ہر گز اس سے فراموش نہ ہوتے۔

اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنْسَى (الاعلی ٦)

اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے۔

آپ کی شان میں نازل ہوا ہے اور جو کتابوں میں لکھا ہے کہ قرآن مقدس لیلۃ القدر میں نازل ہوا ہے وہ لوح محفوظ سے آسمان دنیا کو نازل ہوا ہے اور فرشتوں نے اس کو درختوں کے پتوں پر یاقوت سے لکھا ہے اور یہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے کی بات ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ سے غائب ہوئے حضور انور ﷺ کا قول مبارک ہے اگر میری یاد میں پہلے سے ہوتا تو یہ شائبہ ہوتا کہ لوگ مجھے شاعر کہتے اور اس وجہ سے میں چاہتا کہ پہاڑ سے کود جاؤں سلطان نے آواز دی کہ اے محمد (ﷺ) میں نہیں چاہتا کہ تمہیں شاعر بنا دوں جب حضور انور ﷺ نے پہاڑ سے کودنے کا قصد کیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا کہ ہوا میں ہیں اور شکل ایسا ہے کہ دائیں پاؤں کو بائیں پاؤں پر رکھا ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ: یا محمد رسول اللہ انت رسول اللہ و انا جبرائیل و ھذا عدوک الذی اخرج اباک من الجنۃ۔ اے محمد رسول اللہ (ﷺ) آپ خدا کے رسول ہیں اور میں جبرائیل ہوں اور یہ تمہارا دشمن ہے جو نکالا آپ کے والد کو جنت سے۔ اور یہ فریاد کرنے والا تمہارا دشمن ہے اس کی آواز پر وہ فریفتہ نہ ہو اس کے بعد حضرت رسالت پناہ ﷺ اپنے گھر کو تشریف لائے حضرت بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا منتظر وحی تھیں آپ پر جب یہ خوشخبری آپ

سے سنے فرمایا کہ آپ نے سچ فرمایا تمہارے پیغمبری میں کوئی شک نہیں ہے مجھے اس سے پہلے پتہ تھا بی بی نے فرمایا جاتی ہو کہ نوفل سے پوچھو وہ حضرت خدیجۃ الکبری کا چچا تھا اور اپنے زمانے کا عالم تھا اور پہلے تینوں کتابیں اس کو یاد تھیں۔ حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا نے یہ حال اس سے کہی تو نوفل نے کہا کہ تم نے سچ کہا اس کے پیغمبری میں کوئی شک نہیں اور جب اس نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آیا ہے اس حال میں تم اپنے سر کو برہنہ کرو کہ اگر جبرائیل علیہ السلام ہو تو شرم کرے گا باہر جائے گا اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر وہ شیطان ہو گا وہ باہر نہ جائے گا بی بی جب اپنے گھر پہنچی حضرت جبرائیل علیہ السلام وہ گھر آیا حضرت بی بی نے اپنا سر کو برہنہ کیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام جلد وہاں سے باہر نکل گیا فرمایا کیا ہوا اس نے جواب دیا کہ وہ باہر چلا گیا جب سر کو ڈھانپا وہ دوبارہ واپس آیا حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ امنّا کہ آپ سچے پیغمبر ہیں مجھے نوفل نے اس طرح کہا تھا تو اس کے بعد حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا آپ ﷺ پر ایمان لے آئیں تو اس رات ستر ہزار سرداران قوم جن آئے اور وہ ایمان لے آئے اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہ وہ چھوٹے تھے اور اکثر اوقات حضور انور ﷺ کے گھر میں رہتے ایک دن جب وہ گھر آئے تو ضحی کا وقت تھا کہ حضور انور ﷺ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ضحی کی نماز پڑھ رہے تھے سلام کے بعد حضرت مرتضی رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ یہ کیا امر ہے حضور انور ﷺ نے فرمایا یا علی رضی اللہ عنہ مجھے پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ مجھے چند سال پہلے پتہ تھا کہ میں تمہاری آنکھوں میں نبوت دیکھ رہا تھا یہ سچ ہے آپ ﷺ نے ایمان کے متعلق فرمایا کہ میں اپنی والدہ اور والد سے پوچھوں گا جب چند قدم آگے لئے تو سوچا کہ حضور انور ﷺ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا ہے واپس ہوا اور ایمان لے آیا یہی وجہ ہے کہ اس کو چھوتے جگہ پر ذکر کیا

جاتا ہے اور آپ کے مراتب تین فرتبے دوسروں سے کم ہو گئے۔ تیسرے دن جب ابو طالب نے اس کی ماں سے پوچھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ کا نام بھی فاطمہ تھا وہ حضرت مرتضی کرم اللہ وجہہ کے کہنے پر ایمان کی دولت سے مشرف ہوئیں لیکن حضرت ابی طالب خاموش رہا اور سوچتا رہا کہ حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ اب کہاں ہو گا پھر سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ وہ حضور انور ﷺ کے گھر ہو جب وہ وہاں پہنچا تو ضحی کا وقت تھا پھر حضور انور ﷺ نماز میں مشغول تھے سلام کے بعد پوچھا کہ اے جگر گوشہ یہ کیا حکم ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے چچا میں رسول بھیجا گیا ہوں آپ نے فرمایا کہ سچ ہے چند سال ہوئے کہ میں اس انتظار میں تھا کہ آپ ﷺ پر وحی کب نازل ہو گی لیکن میں اپنے ایمان کا اظہار نہیں کر سکتا کیونکہ فتنہ اور قریش کے شور سے مجھے ڈر ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری موت کے سوا تو کچھ نہ ہو گا فرمایا کہ ایمان کا اظہار کر اس نے جواب دیا کہ اخذت النار علی العار یعنی ننگ کافری سے یہ میں نے اختیار کیا کہ عار کو نہ لیا اور آگ کو لیا لیکن آپ کی طرف سے میں تلوار بھی چلواؤں گا پھر مرتضی کرم اللہ وجہہ کو کہا کہ کیا کرو گے اس نے جواب دیا کہ میں پاسبانی کروں گا تاکہ کافر نہ آئے پھر کہا کہ تم قریش سے ڈرتے ہو پیغمبر پر ایمان لے آؤ اس نے کہا کہ میں نے ایمان لایا ہے تم بھی لے آؤ اس نے وہی جملہ دوبارہ دھرایا اس کے بعد عرب کا رسم ہے کہ خوشی کے وقت آوازوں کو اونچی کرتے ہیں۔ ابو طالب نے آواز دی لوگوں نے کہا کہ قبیلہ عبد المطلب میں کچھ خوشی کی خبر ہے یہ خبر دیا گیا کہ محمد ﷺ پیغمبر بن کر مبعوث ہوا ہے تو ابو جہل اور اس کا والد و تمام قبیلہ نے لشکر کشی کیا۔ اما حضور انور ﷺ وہاں نہ پائے ہر ایک شیروں کی طرح کھڑے ہوئے۔ کہا گیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایام جاہلیت میں آپ کی عادت یہ تھی کہ اس کی زبان میں جھوٹ بولنے کی عادت بالکل نہیں تھی اور تمام عرب اس کو باتوں میں سچا

جانتے تھے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس وقت کافروں کو نصیحت کی کہ اے بد بختو اس سے پہلے تو ایک حمزہ تھا کہ کفر کو بیخ سے اکھاڑ سکتا تھا اب فی الحال نہ شیر غرائیں گے قریش کی بیخ کندی کریں گے بلکہ بات یہ ہے کہ میں اس کے پاس جاؤں گا اگر وہ پیغمبر ہو تو میں پہچان لوں گا قریش اس کی باتوں کو جانتے تھے وہ حضور انور ﷺ کے پاس آئے وہ اکیلے حضور ﷺ سے ملے حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں آپ رضی اللہ عنہ نے کہا صدقت صدقت تین بار دھرایا اور ایمان کی دولت سے مشرف ہوا تمام لشکر کافروں کا مارنے کے لئے تیار ہوا ان میں سے بعض مسلمان ہوئے اور بعض دشمنی میں رہ گئے۔ اس کے بعد لشکر امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان وزہیر بن عبد اللہ ہر دو بچے نابالغ سفر میں تجارت کے لئے گئے تھے جب وہ سفر سے واپس آئے تو دنیاوی اموال جیسے گھوڑے اور اونٹ وغیرہ ذالک دنیا کی نعمتوں کا حصول کافی مقدار میں ہوا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے استقبال کے لئے گئے اور فرمایا کہ تمہیں خوشخبری ہو کہ حضرت محمد ﷺ پیغمبر مبعوث ہوئے یہ دونوں اونٹوں پر سوار ہوئے تھے اونٹوں سے اتر گئے اور خوشی کے نعرے مارے اور حضرت امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تمام مال ہم فقراء پر تقسیم کرتے ہیں اور اس وقت انہوں نے وہ مال غنیمت کیا اور حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے انہوں نے زمین میں ایک تہہ خانہ بنایا تھا وہاں نماز پڑھتے تھے اس لئے کہ کافر لوگ ان پر اپنا داؤنہ چلائیں اور وہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو اپنے آپ سے بے خبر رہتے اس وقت کافر لوگ اکثر ان پر دخل کرتے حکماء نے فرمایا ہے کہ تین چیزیں تین آدمیوں سے کبھی بھی نہیں جدا ہوتے پہلا مکر کافروں سے دوم ظلم سپاہی سے تیسرا جہل افغانوں سے حضور انور ﷺ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور کعبۃ اللہ میں کافروں نے بت رکھے تھے ایک دن ابو جہل حضرت امیر المؤمنین عمر

فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور کہا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ میرے دل میں (حضرت) محمد (ﷺ) کا غم ہے اتنا بوجھ ہے کہ میں اس کا اظہار نہیں کر سکتا بغیر آپ کے پہلوان اور معتقد اس زمین میں نہیں دیکھتا اگر محمد (ﷺ) کا گلہ (خاک در دہن) لے آئے تو میں آپ کو سرخ رنگ کے اونٹ اور ایک لڑکی تمہیں دے دوں گا۔ اس کی لڑکی نہایت خوبصورت تھی امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات قبول کی ابو جہل نے ان کو شراب پلائی اس کو مست کیا اور بتوں کا سوگند دیا کہ اس کا خلاف نہ کروگے۔ جب وہ بتوں کے سامنے گئے تو تمام بتوں نے **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کہا۔ ابو جہل حضرت امیر المؤمنین کے پاؤں پر گر پڑا کہ یہ بات کسی کے سامنے مت کہو دوسرے روز بھی شراب پلایا تو بتوں نے پھر دوبارہ کلمہ طیبہ پڑھا کہ اگر تمام دنیا کے لوگ اس کو نقصان دینا چاہیں تو بال کے برابر بھی نقصان نہیں دے سکتے۔ اس طرح تیسرے دن بھی یہی عمل کیا شراب پلا کر خوب مست بنایا۔ اور لات، عزیٰ کی قسم دے کر وہاں سے تلوار اٹھا کر جھنڈا بلند کیا اور روانہ ہوا کہ اس دفعہ میں ضرور اس کا گلہ کاٹ دوں گا۔ راستے میں جب وہ چلنے لگا تو دو فرشتے بچھڑوں کی شکل میں ہوئے تھے اور دو فرشتے آدمیوں کی شکل میں ہوئے تھے انہوں نے ان دونوں بچھڑوں کو پکڑ لیا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہنچے انہوں نے کہا کہ اے امیر اگر بچھڑے کو تم پکڑو گے تو آپ کی عزت افزائی ہو گی امیر نے ان کے پیچھے ان کو پکڑنے کے لئے چلنے لگے یہاں تک کہ بہت تھک گئے اور ہاتھوں سے طاقت چلی گئی۔ ان بچھڑنے والوں میں سے ایک نے کہا یا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم ہمیں نہیں پکڑ سکتے اور اس معصوم کو جو حق پرست ہے کس طرح ضرر دوگے اس بات سے اس کا دل ٹوٹ گیا لیکن وہ وعدہ جو ابو جہل کے ساتھ کیا تھا دل میں کھٹک رہا تھا ان دو جوانوں کے سامنے حاضر ہوا اور ان کا مقصد پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے واقعہ دوبارہ بتایا کہ یہ ارادہ اس کے گرد کہ وہ معصوم اللہ کی وجہ

سے ہے اور اس کا دین تمام دنیا میں پھیل گیا ہے۔ اور آپ کی والدہ اور بہن مسلمان ہو چکی ہے امیر نے کہا کہ وہ مسلمان نہیں ہوں گے اس سے پوچھا گیا کہ تم اپنے ہاتھ سے خود مرغ کو ذبح کرو وہ اس میں کوئی دخل نہیں دیں گے تو وہ مسلمان ہو گئے ہوں گے اگر ایسانہ ہو تو پھر کافر ہوں گے جب وہ گھر پہنچا تو مرغ تلوار سے مارا اور بہن کو دے دیا کہ یہ کھانے کے لئے تیار کر و اس نے ہاتھ نہیں لگایا اور فرمایا کہ یہ مردار ہے محمد ﷺ کے دین میں تلوار سے سر کاٹنا مردار ہوتا ہے وہ اس غم سے کومہ میں چلے گئے کہا گیا ہے کہ اس زمانہ میں کہ حضور انور ﷺ کلام اللہ کو ورق ورق میں لکھا ہوا تھا اور مسلمانوں کو بھیجتا تھا ماں نے کہا اے بیٹی اس ورق کو لے آؤ تا کہ ہم وہ پڑھیں تا کہ حضور انور ﷺ کا دین چھپ نہ جائے جب کلام کو پڑھنا شروع کیا وہ بیدار ہوا اور وہ ہیبت زدہ ہو کر کانپنے لگا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن سے پوچھا کہ اے بہن میرے دل سے کفر کا تالا دور ہو گیا میرے گلے میں رسی ڈال کر حضور انور ﷺ کے پاس لے جاؤ کہ میں نے اس کے حق میں بہت بے ادبی کی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن نے کہا کہ اس کا دل پاک ہے اس میں کینہ نہیں ہے اس کا ہاتھ پکڑ کر وہاں لے گئی اور یہ بھی معلوم ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب غصہ ہوتے تو زمین بھی کانپ جاتی۔

جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے:

ابو بکر صدیق شیخ صحاب
کز و بود اسلام را فتح باب
دوم دان تو فاروق را فرق دین
زقہرش بترقید روئے زمین

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے شیخ کی وجہ سے اسلام کی فتح کا دروازہ کھل گیا دوسرا فاروق رضی اللہ عنہ جانو کہ جب کوئی دین میں فرق ڈالتا تو اس کے غصہ سے زمین ہلتی تھی۔

حضور انور ﷺ ہمیشہ فرماتے کہ اگر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہو جائے تو دین حق ظاہر ہو گا اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوا اور فرمایا کہ تمہیں خوشخبری ہو اے محمد (ﷺ) وہ جو آپ فرماتے وہ دعا قبول ہوئی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہونے کے لئے حاضر ہو تا ہے تو حضور ﷺ زیادہ خوشی سے اس کا استقبال کیا اور اس سے معانقہ کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بٹھایا اور اسلام پیش کیا اسلام پیش ہونے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا محمد (ﷺ) اس سے قبل میں آپ کو اپنا دشمن جانتا تھا اور اب میں آپ سے زیادہ کوئی دوست نہیں جانتا اور ابو جہل آپ کے گلہ کاٹنے کا منتظر ہے آؤ کہ آپ کو اس کے پاس حاضر کر دوں وہ چلے گئے ستر لوگ کافروں سے مار دیئے اور کافروں نے شکست کھائی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تلوار نکال کر بیت اللہ شریف آئے اور بتوں کو مخاطب کر کے نازیبا الفاظ کہہ دیئے اور ان کو توڑ کر ریزہ ریزہ کیا باد پیدا ہوا اور خاک کی طرح باہر اڑ گیا وہ بیت اللہ شریف بتوں سے خالی ہوا اس کے بعد انہوں نے مسجد میں نماز پڑھنا شروع کیا اور بلند آواز سے آذان دینا شروع ہوا۔ القصہ ابو جہل نے ایک آدمی شاہ یمن کو بھیجا کہ اگر تم توجہ کرتے ہو تو ٹھیک ہے اگر ایسا نہ کیا تو آپ کے باپ دادا کا دین خراب ہو جائے گا بادشاہ ستر ہزار سواروں کے ساتھ کفار مکۃ اللہ آیا۔ حضور انور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وہاں جب ان کو یکھا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دل میں خوف پیدا ہوا اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام سات ہزار فرشتوں کے ساتھ آئے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے

کندھے نیزہ تھا کہ اس کا ایک کنارہ مشرق میں تھا اور دوسرا شاخ مغرب میں تھا اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد (ﷺ) کہ ابو جہل اگر تمام روئے زمین کے لشکر کو جمع کر دیتے ہیں تو میں نے آپ کی مدد کے لئے لشکر آسمان سے بھیجا ہے اگر تم کہتے ہو کہ تمہارا دشمن ہلاک ہو جائے تو اس نیزہ سے بعض کو مشرق اور بعض کو مغرب میں پھینک دونگا میں جانتا ہوں کہ وہ تمام مسلمان ہونا چاہیں گے اور آپ سے معجزہ چاند کو دو ٹکڑے کا ہونا طلب کر دیں گے میں نے چاند نہیں پیدا کیا تھا کہ اس میں آپ کا یہ معجزہ رکھا تھا حضور انور ﷺ بہت خوش ہوئے بادشاہ نے ضحی کے وقت حضور انور ﷺ کو بلایا حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے ساتھ ہوئے اور حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا بھی اپنے دروازہ پر کھڑی تھیں اور روتی تھیں اور کہتی تھیں کہ یا الہ العالمین محمد ﷺ کو آپ کے سپرد کیا ہے ان کے پیٹ سے آواز آئی کہ محمد ﷺ خدا کا معصوم ہے اگر تمام دشمنی پر آ جائیں تو ایک بال بھی اس کا نہیں توڑ سکتے۔ اس کے بعد حضور انور ﷺ حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کے گھر آئے اس نے پوچھا کہ یہ کیا آواز تھی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کی بیٹی ہے اس کا نام فاطمہ ہے کہ قیامت کے دن مردوں کی شفاعت آپ ﷺ فرمائیں گے اور عورتوں کی شفاعت وہ کریں گی۔

نقل ہے کہ دنیا میں تین روشنیاں ایسی ہیں کہ سورج کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے پہلی روشنی کے متعلق یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام روم کی طرف جا رہے تھے اور کافروں نے اس کے ساتھ دخل اندازی کی حضرت بی بی سائرہ رضی اللہ عنہا کو صندوق میں بند کیا تو اس طرح نور چمکتا تھا کہ سورج کی روشنی اس سے کم تھی۔ دوسری روشنی کے متعلق یہ ذکر ہے کہ جب کافروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے معجزہ طلب کیا اور آپ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کو آستین سے نکالا۔

تیسری روشنی کے متعلق یہ ذکر ہے کہ جب حضور انور ﷺ اس بادشاہ کی طرف چلے گئے تو آپ ﷺ کی پیشانی سے یہ روشنی چمکتی تھی کہ سورج کو بھی ناچیز کر دیا اور یہ معجزہ حضور انور ﷺ سے کئی بار صادر ہوا ہے۔ نقل ہے کہ ابو جہل نے بادشاہ کو اس طرح کہا تھا کہ جب وہ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہو جائے تو اس کے ساتھ نرم بات نہ کرو اس لئے کہ وہ ساحر ہے (اس کے منہ خاک ہو) تا کہ تم پر وہ سحر نہ کرے نعوذ باللہ منہا جب اس نے حضور انور ﷺ کا چہرہ مبارک دیکھا اس نے دل میں کہا کہ یہ چہرہ خالی رحمت اور برکت سے نہیں تو وہ جب کھڑا ہوا تو اس نے زرین کرسی آپ ﷺ کے لئے پیش کی اور خود دوسری کرسی پر بیٹھ گئے تو ابو جہل کا دل موم کی طرح پگھل گیا غم سے کہا کہ تم محمد آخر الزمان ﷺ ہو آپ ﷺ سے پہلے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ جب آپ علیہ السلام پر آگ گلزار ہوئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کہ آپ کا عصا تمام چیزوں کو نگل گیا۔ پہلے تو اس نے معجزے تمام انبیاء علیہم السلام کے بیان کئے اس کے بعد کہا کہ تمہیں بھی معجزہ ظاہر کرنا چاہیئے تا کہ میں ایمان لے آؤں آپ نے فرمایا کہ ہر مشکل اللہ کے لئے آسان ہے۔ پہلے تو یہ بتاؤ کہ میرے دل میں کیا ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ اس کی بیٹی ہے بلا موزون کہ لوگ اس سے ڈرتے ہیں یہ چاہتا ہے کہ آپ اس کے حق میں دعا کریں حضور انور ﷺ نے اسی طرح تقریر کی اور دعا فرمائی۔

منقول ہے کہ وہ اس طرح صاحب جمال ہوگئی کہ تمام گھر والے اس پر بہت خوش ہوئے بادشاہ نے کہا کہ دوسرا معجزہ ظاہر کر دو کہ آج مہینے کی انتسویں تاریخ ہے اور چاند غائب ہے تو ہم چاہتے ہیں کہ وہ چاند ظاہر ہو جائے اور دو ٹکڑے بھی ہو جائے حضور انور ﷺ نے یہ مان لیا فرمایا کہ تم اپنے گھر جاؤ جب حضور انور ﷺ روانہ ہوئے تو ابو جہل نے کہا اے محمد ﷺ کہ زمین میں تو آپ ﷺ

کا سحر چلتا ہے اب دیکھتا ہوں کہ آسمان میں آپ کا سحر کس طرح چلے گا حضور انور ﷺ نے توقف کیا کہ اس کو کچھ کہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ غصہ ہوئے کہ اس کتے کو بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے چنانچہ جب شام کا وقت ہو گیا بادشاہ نے کہا کہ ایسی تاریکی پیدا کرو کہ کسی نے نہیں دیکھا ہو اس کے بعد روشنائی پیدا کرو۔ تو دوزخ کی تاریکی سے ایک سوراخ سوئی کے برابر ظاہر ہوا تو اتنی تاریکی پھیلی کہ تمام کافروں نے فریاد شروع کی کہ ہمارے جگر تڑپنے لگے ہیں یا رسول اللہ (ﷺ) اس کو دفع کرو اس کے بعد سوئی کے برابر ایک سوراخ بہشت سے ظاہر ہوا تو روشنی پھیلی کہ مشرق سے مغرب تک روشنی پیدا ہوئی اس کے بعد کہا کہ چاند کو حاضر کرو کہ ہم آپ کا یہ معجزہ بھی دیکھ لیں کہ مشرق سے نکل آئے اور آدھے آسمان تک جائے اور اس کے بعد پھر واپس ہو جائے اور سات بار وہ کعبہ شریف سے طواف کرے اور آپ ﷺ پر درود پڑھے اس کے بعد چاند دو ٹکڑے ہو جائے آدھا آپ ﷺ کے گریبان سے آجائے اور آستین سے نکل جائے اور آدھا تمہارے دامن کی طرف سے آئے اور آپ کے گریبان سے نکل جائے اور پھر وہ دو ٹکڑے پھر سے جڑ جائے اور مغرب کی طرف غروب ہو جائے اور پھر اس جگہ سے طلوع ہو جائے اور جب وہ آدھے آسمان تک پہنچ جائے پھر بڑا ہونا شروع کر دے یعنی درمیان سے پھر پٹ جائے کہ تمام کنارہ آسمان کو گرے یعنی حلقہ گرداگرد بنائے اور آسمان خالی ہو پھر دوبارہ جڑ جائے اور مزرق کی طرف چلا جائے ابو جہل لعین بہت خوش ہوا کہ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے لیکن آپ نے سرزنش کی وجہ سے ابو جہل واپس ہوا کافروں کی طرف تو اللہ تعالیٰ نے اس وقت معجزہ کا اظہار فرمایا تو تمام کافر شرمندہ اور حیران ہوئے پھر بادشاہ نے کہا کہ اے بد بختو کہ تم کتنے سخت دل ہو کہ ایسے شخص کو تم پیغمبر قبول نہیں کرتے تو تمام ستر ہزار لشکر مسلمان ہوا۔ ابو جہل نے کہا کہ اے محمد (ﷺ) میں تو سمجھتا تھا کہ تمہارا سحر زمین

میں چل سکتا ہے لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ تمہارا سحر آسمان پر بھی چل سکے گا۔ اس کے بعد مسلمانی دن بدن ترقی کرتی رہی۔ اور کافروں نے بھی ہر طرف سے ہجوم کیا یہاں تک مکہ مکرمہ کے شہر میں ایک دوسرے سے جنگ آزما ہوئے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ یا محمد (ﷺ) تمہیں چاہئے کہ مدینہ کی طرف ہجرت کرو۔ یثرب مدینہ کا پرانا نام تھا اس کا معنی قبیح اور برا ہے یعنی تمام گناہ گار یہاں پیدا ہوں گے۔ جب مکۃ اللہ سے باہر ہوئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہاں قریب مکۃ اللہ میں تین دن تک یہاں ٹھہر و اور اپنے تخت پر مرتضی علی کو بٹھاؤ اور آپ ان دنوں میں پہاڑ کی طرف جاؤ اور کہیں چھپ جاؤ اس لئے کہ کافر اپنا مکر کرنا چاہتے ہیں تو حضور انور ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دونوں روانہ ہوئے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے چرواہے کو کہا کہ تم ہر روز دودھ لایا کرو جب حضور انور ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دونوں غار میں بیٹھ گئے کافر ان کے پیچھے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے عنکبوت نے غار کے اوپر اپنا جالا بنایا اور کبوتر نے اس میں انڈے ڈال دیئے اور اپنا سینہ اس پر ملتی رہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کافروں کے پاؤں ہمارے سروں تک پہنچ گئے یا رسول اللہ ﷺ اگر وہ ہمیں دیکھ لیں گے اور ہم تو صرف دو ہیں حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ ہم دو نہیں ہیں بلکہ تیسرا ہمارے ساتھ خدا ہے۔

نقل ہے کہ اس غار میں ستر سوراخ تھے حضور انور ﷺ وہاں سو گئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا چادر کو پارہ پارہ کیا اور ایک ایک ٹکڑا ایک ایک سوراخ میں رکھ کر منہ بند کیا اس ڈر سے کہ کہیں کسی سوراخ میں سانپ نہ ہو تاکہ حضور انور ﷺ کو کوئی چیز تکلیف نہ دے باقی تمام سوراخوں کو بند کیا صرف ایک سوراخ رہ گیا تو وہاں کوئی چیز ایسی نہ تھی کہ اس میں رکھ دیتے تو اپنا پاؤں کا انگوٹھا اس میں رکھ دیا تاکہ یہ سوارخ بھی بند ہو جائے۔ تو اس میں سانپ تھا اس نے اس کی

انگلی پر ڈنگ مارا جب حضور انور ﷺ بیدار ہوئے اس کو اس حال میں دیکھا کہ اس نے منہ میں انگلی کو پکڑا ہے اور اس سے زہر نکالتا ہے۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ اے بے ادب یار غار تم نے میرے دوست کو کیوں ڈنگ دیا اس نے حضور انور ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ کہ تین سو سال تک میں نے اس غار میں پورے کئے ہیں اس لئے کہ پہلے زمانہ میں میں مکتب خانہ میں تھا ایک طالب علم آپ کی اوصاف بیان کرتے تھے تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے حضور انور ﷺ کے دیدار سے مشرف کر دو مجھے حکم ہوا کہ تم اس غار میں رہو گے تو یہ تمام سوراخ میں نے بنائے تھے کہ اگر کچھ سوراخ بند بھی ہو جائیں تو دوسرے سوراخوں سے میں دیدار سے مشرف ہو جاؤں گا تو اس نے ایک سوراخ کے علاوہ تمام بند کئے اور جو سوراخ رہ گیا تھا میں اس میں دیدار کے لئے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس نے وہ بھی بند کیا میں عاجز ہو گیا اور اس کے انگوٹھے پر ڈس لگایا تا کہ آپ کا دیدار کروں تیسرے دن حضور انور ﷺ اس غار سے نکلے اور مدینہ کی طرف روانہ ہوئے فتح مدینہ کے بعد اس یثرب کا نام مدینہ رکھا۔ ابو جہل نے تمام لشکر کفار کو جمع کیا اور حضور انور ﷺ سے جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے پچیس جنگ کئے۔ اس کے بعد سات آدمی افغانوں کے سردار حضور انور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ آؤ اس جگہ کہ تم ملک ہوئے اور اب بھی افغانی لوگ اپنے سرداروں کو ملک کہتے ہیں انہوں نے اسلام لایا اور تمام لشکر کو انہوں نے مسلمان بنایا۔ نقل ہے کہ کافروں کے جنگ میں افغانوں کی عورتیں بھی جاتی اور تیروں کو جمع کرتیں اور اپنے لشکر کو دیتی تھیں حضور ان کو منع نہیں کرتے تھے اور چھبیس ویں جنگ میں جب ابو جہل حاضر ہوا تو اس دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسمان لشکر نازل ہوا اور افغانوں کا لشکر جمع تھا کہا گیا ہے کہ کافروں کے سر تن سے جدا ہوتے تھے اور تیغ کو نظر نہیں آتا تھا کافروں نے شکست کھایا ابو جہل بھاگ گیا اور اس

بد بخت کی طاقت اور قوت سات پہلوانوں کا رکھتا تھا کوئی بھی اسے نہیں پکڑ سکتا تھا۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام نے اپنا پنجہ اس کے ہاتھ پر مارا وہ بے طاقت ہوا جب حضرت انس بن مالک پہنچا تو اس کو گرا ہوا پایا چند تلواروں کو مارا لیکن کسی نے بھی اس پر اثر نہ کیا کہا کہ اے انس کہ تمہاری تلوار سے میں نہیں مر سکتا بلکہ میرا تلوار پکڑ و انس نے جب اس کا تلوار پکڑا تو نیام سے نہیں نکال سکتا تھا اس نے کہا کہ اس کا دستہ مجھے دو اور اوپر والا حصہ خود کھینچو تا کہ یہ تلوار نیام سے نکل جائے انس نے کہا کہ تم میرے ساتھ مکر کرتے ہو تو اس کا قبضہ خود ہاتھ میں پکڑا اور نیام والا حصہ اس کے ہاتھ میں دیا۔ جب تلوار کو کھینچا تو پاؤں سے نیام کو پکڑا تو انس کا پاؤں ٹوٹ گیا انس چاہتا تھا کہ اس کو مار ڈالے اس نے کہا کہ تین باتیں مجھ سے سنو اس کے بعد مجھے مار ڈالو پہلی بات یہ ہے کہ میرا گلہ کو کندھے کے قریب کاٹ دو اور رسول اللہ کے سامنے زمین پر سختی سے پھینک دو وہ ڈر جائے گا اور اسے کہہ دو کہ میرا دشمن اس حال سے اس حال میں اب زیادہ ہے جب انس نے وہ گلہ لے آیا حضور انور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ کس کا سر ہے فرمایا کہ اس کتے کا سر ہے پیغمبر نے فرمایا خدا کا شکر ہے کہ اس بلا سے خلاصی ملی اور یہ بھی نقل ہے کہ جب حضور انور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مدینہ کی طرف جا رہے تھے تو ایک بوڑھا بیمار کو دیکھا اس نے کہا کہ مجھے چادر میں لپیٹ دو اور حضور انور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مجھے ہجرت کے ثواب سے بے نصیب نہ کر دے تا کہ میں بھی مہاجرین سے ہو جاؤں جب اس کو باہر نکالا تو وہ وفات پا گئے۔

ان کی شان میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا (النساء ۱۰۰)

ترجمہ: اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتا پھر اسے موت نے آلیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ پر ہو گیا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

قتل ابو جہل سے حضور انور ﷺ کو بارہ ہزار اصحاب پیدا ہوئے پھر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ فتح مکہ کے لئے باہر تشریف لے جاؤ کعبہ شریف میں پھر کافروں نے بت رکھے تھے اور کعبہ کے بام پر بھی بیت رکھے گئے تھے اور یہ تمام تین سو بت تھے جب حضور انور ﷺ مکہ شریف تشریف لے آئے اس کے گرداگرد وہ مقیم ہوا تاکہ سرانجام کیا ہوا کافروں پر ڈالے مکہ شریف کا بادشاہ سفیان تھا وہ خود جاسوسی کے لئے خود اکیلا آیا وہ ایک گھوڑا رکھتا تھا وہ دوڑنے میں باد کے برابر تھا جب وہ گھر سے نکلا تو گھوڑے نے سرکشی کی اس کو طاقت سے منع کرنے پر قادر نہیں تھا حضور انور ﷺ کی طرف روانہ ہوا جب صحابہ نے دیکھا تو تیر و کمان کو اٹھایا تاکہ اس کو قتل کر دیں حضور انور ﷺ نے منع فرمایا جب سفیان حضور انور ﷺ کے پاس آیا اس نے دل میں کہا کہ آپ کو تلوار سے مار دیں گے تو جب گھوڑے نے حضور انور ﷺ کا چہرہ مبارک دیکھا تو وہ اپنی جگہ پر کھڑا ہوا کہ پاؤں کو نہ پکڑ سکے سفیان گھوڑے سے نیچے اتر آیا اور حضور انور ﷺ سے مصافحہ کیا حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ ایمان لے آؤ اس نے کہا کہ میں لے آؤں گا مگر میری چند شرائط ہیں پہلی شرط یہ ہے کہ میرے آنے کا سبب بتائیں کہ یہ کونسا قصہ ہے کہ میں یہاں آیا اس کا حال بتائے گھوڑے نے سرکشی کی اس وقت پھر اس نے تلوار کا قصد کیا لیکن گھوڑے نے یاری نہ کی اس نے تمام قصہ بیان کیا اس نے کہا کہ صدقتنا دوسری شرط یہ ہے کہ میں نے گھر میں کیا کام کیا تھا آپ نے فرمایا کہ تم نے زر سے دیگچہ بھر دیا تم نے اور تمہاری والدہ دفن کیا بادشاہی ہاتھ سے جائے تو اس زر سے ہم اپنی طاقت پوری کریں گے اس نے کہا کہ صدقتنا دوسری بات یہ ہے کہ اگر میں اب ایمان لے آؤں تو ننگ اور عار ہو گا مگر شرط یہ ہے کہ کل میں جنگ کروں اگر ہم نے فتح پایا پھر بھی ایمان لے آؤں گا اور اگر آپ نے فتح پائی تو پھر بھی ایمان لے آؤں گا۔ لیکن بات یہ ہے کہ جو کوئی میرے گھر آ جائے یا کعبۃ اللہ میں چلا جائے

ان کو امن دو حضور انور صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ مجھے قبول ہے تو صبح سویرے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چہار ہزار سواروں کو شہر روانہ کیا اور دو ہزار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اور ایک ہزار سوار ذی النورین رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اور دو ہزار سوار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس تھے یہ آٹھ ہزار سوار دشمن کی طرف روانہ ہوئے اور حضور انور صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دو ہزار سواروں کے ساتھ میدان میں کھڑے تھے تینوں اصحاب تو جنگ کرتے اور کافروں کی طاقت زیادہ تھی ان کو ان تھوڑے لوگوں نے شکست دی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس طرح ایک دم کافروں پر حملہ کر کے ان کو شکست دی۔ کہا گیا ہے۔ یہ بھی نقل ہے کہ لوگوں نے گھوڑوں کو اکھٹا کیا اور عورتیں ایک گھر میں جمع ہو گئیں اور وہ حضور انور صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی مدح وثنا کرتی رہیں اور بعض کہتیں کہ ہماری بہن کا لڑکا ہے یا میرے چچا کا صاحبزادہ ہے یا میری خالہ کا بیٹا ہے وغیرہ ذالک من الانساب ہمارا ہے۔ معلوم ہونا چاہئے کہ مکہ مکرمہ کے نواح میں تیغ نکالنا حرام ہے مگر اس دن حلال ہوا تھا یہ ضرورت سلیمان فارسی کی وجہ سے تھی کہ کعبہ کے بام پر آئے اور بتوں کو نیچے گرایا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو شکست دیا اور فتح کے بعد جنگ حنین کی طرف روانہ ہوئے اس وقت پندرہ ہزار اصحاب کرام تھے اور حنین مکہ سے تین میل دور ہے۔

جیسا کہ شاعر کا قول ہے:

فسل حنینا وسل بدرا وسل احدا　　　فصول حتف لھم ادمی من الوخم

ان دنوں کے بعد روز بروز وماہ بماہ وسال بسال دین حضرت رسالت پناہ پھیلتا رہا اور چالیس غزوات میں حضور انور صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خود تھے اور باقی غزوات میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھیجے گئے تھے اور حج وداع میں حضور انور صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عرفات تشریف لائے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام اترے۔

اور اس آیت کریمہ کو لے آیا:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (المائدة ۳)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا تو جو بھوک پیاس کی شدت میں ناچار ہو یوں کہ گناہ کی طرف نہ جھکے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حضور انور ﷺ جانتے تھے کہ نعمت الٰہی کلام اللہ تھا جب کلام اللہ پورا ہوا تو میری عمر دنیا میں نہ ہو گی کیونکہ میں کلام اللہ کے بغیر کوئی بات نہیں کہتا تو جب کلام نہ ہو تو وہاں میری بات بھی نہ ہو گی اور نہ ہونا باتوں کی میری عمر کے ساتھ تعلق رکھتی ہے ستر اونٹ مجاوران مکہ کو دے دیئے اور یہ امت ضعیف اور گناہ گار دنیا اور آخرت میں فریاد اور ان کے غم سے بے غم نہ تھے اب میری رحلت کا وقت ہے تو تمام اصحاب بلکہ پتھر اور لکڑیوں نے بیت اللہ شریف کے فریاد اور رونا شروع کی اس کے بعد آپ نے مدینہ پاک کا رخ کیا اور راستے میں آپ کو بخار ہو گیا تین سو اصحاب کرام اسی جگہ ذکر اور فکر تلقین میں مشغول تھے آپ نے فرمایا: اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم۔ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کے بھی تم اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (الفتح ۱۸) جب تم بیعت کرتے تھے درخت کے نیچے۔ حضور انور ﷺ کے معجزات اتنے ہیں کہ وہ شمار میں نہیں آسکتے۔ جان لو اے فرزند کہ افضل ترین انبیاء اور رسولوں کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں چنانچہ حضور اونر ﷺ کا فرمان ہے آپ کی شان کے متعلق کہ سورج طلوع سے غروب تک انبیاء کے بعد افضل بشر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ نہیں اس لئے کہ مرتضی نے اپنے ماں اور باپ سے پوچھنے کے بعد اظہار ایمان کیا تھا جو تھی بات

یہ ہے کہ قدم اٹھانا اس سے چھوٹے مرتبہ پر ذکر کیا جاتا ہے اور اس کے بعد ایمان اور دین نبوی پوشیدہ تھا اور حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خالص دیدار سے ایمان نہیں لایا تھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دین کا مظہر تھا حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد اس لئے کہ خالی جب حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں رسول ہوں اس نے تصدیق کی اور اس کے ایمان کے سبب سے اکثر لوگوں نے ایمان لایا۔

منقول ہے کہ ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں بیٹھے تھے اس اثناء میں تینوں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آئے وہ اپنی جگہ پر برقرار بیٹھے تھے لیکن جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پورا قیام کیا حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پوچھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے قیام کرنا کیا بات ہے اس نے جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً (البقرة ۳۰)

اور فرشتوں نے کہا کہ:

أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ (البقرة ۳۰)

کہ تم اس میں اس کو خلیفہ اور بنانا چاہتے ہو کہ وہ اس میں فساد کرے گا اور خون بہائے گا۔

میں بھی چاہتا تھا کہ کہوں لیکن روح صدیق اکبر مجھے ظاہر ہوئی اور مجھے منع کیا کہ اگر تم نے کہا تو دیدار الٰہی سے محروم رہ جاؤ گے اور تم دیدار کرنا چاہتے ہو۔ اس بات سے وہ میرا استاد ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ قیامت کے دن وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گا اور کہے گا کہ یارب کہ امت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مجھے بخش دو اور ان کے لئے مجھے دوزخ بھیج دو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب ہو گا کہ ای صدیق کہ تم نے اپنا تمام جان ومال رسول کے لئے دیا تھا اور اب جان بھی امت کے لئے بازی لگاتے ہو جو محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دوست ہیں اور تمہارے بھی دوست ہیں تمہاری وجہ سے ان کو بخش دیا۔

کہا گیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے اور وہ محروم نہ تھے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے فرشتہ پیدا کیا تھا تاکہ وہ اپنی عبادت اچھی طریقہ سے ادا کریں۔ ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یارسول اللہ ﷺ کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھو کہ چار چیزیں ایام جاہلیت میں اس کے وجود میں نہیں تھیں اور نہ اس نے کسی سے اس کا اظہار کیا ہے حضور انور ﷺ نے اس سے سوال کیا اس نے کہا کہ اگر سوال کرنے والا حضور انور ﷺ نہ ہوتا تو دوسرے کو میں نہیں بتاتا تھا پہلی بات یہ ہے کہ میں نے کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا ہے اس لئے آدمی کی شخصیت جھوٹ بولنے سے ایسی رہ جاتی ہے کہ لوگ اس پر انگلیاں اٹھاتے ہیں اور میں نے زندگی میں چغلی بھی نہیں کھائی اس لئے کہ اس سبب سے بھی اس کی شہرت ہوتی ہے کہ فلان چغلی کھانے والا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ میں نے شراب بھی نہیں پی ہے اس لئے کہ آدمی کی شرافت عقل سے ہوتی ہے اور اس کے استعمال سے عقل زائل ہو جاتی ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ میں نے زندگی میں زنا نہیں کیا ہے اس لئے کہ میں سوچتا تھا کہ اگر کوئی میری بہن یا بیٹی کے ساتھ زنا کرے تو اس کو میں کس طرح عذاب دوں گا تو دوسروں کی بہنیں اور بیٹیاں بھی اس نظر سے دیکھتا تھا اور یہ تمام چیزیں کفر میں حرام نہ تھیں بلکہ میں اپنی عقل سے اس سے باز رہتا تھا۔

شرح مشارق میں لکھا ہے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتا ہے تو مجھے بھی دوست رکھے گا۔

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (آل عمران ۳۱)

اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اور جو کوئی مجھ سے دوستی کرنا ہے اس پر لازم ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی دوستی رکھے کہ وہ میرا خلیفہ ہے اور میرا دوست ہے۔ اگرچہ تمام اصحاب میرے دوست ہیں لیکن ابو بکر زیادہ میرا دوست ہے چنانچہ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے وقت خود فرماتے تھے کہ تمام اصحاب کو کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کہا جاتا اس لئے کہ وہ خود رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ تھے مجھے خلیفہ خلیفہ کہتے ہو مجھے کسی دوسرے لقب سے یاد کیا کرو اس وقت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ موجود تھے۔

انہوں نے کہا:

هل انت امرنا قال نعم قال هل نحن مؤمنون قال نعم قال فانت امير المؤمنين فقتل قوله عمر وسائر اصحابه۔

کیا تم ہمارے امیر ہو اس نے کہا کہ ہاں اس نے کہا کہ کیا ہم مؤمن ہیں اس نے کہا کہ ہاں اس نے کہا کہ کیا تم امیر المؤمنین ہو تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کا کہنا مان لیا اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے۔

اور جو بعض روافض کہتے ہیں کہ حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ تلوار چلانے والے تھے اور حضرت رسول اکرم ﷺ نے اس کے حق میں فرمایا ہے کہ تیغ صدیق کی زبان ہے کہ تمام مہاجر اور انصار نے اس کے صدق کی وجہ سے ایمان لے آئے۔

اور جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سب سے پہلے ایمان لے آیا تھا بعض دانشمندان نے کہا ہے کہ ایمان اس کا مظہر دین نہیں تھا اور صدیق اکبر سے مستکمل دین ہوا زمین اور آسمان میں۔

اور کہا گیا ہے کہ:

اول من امن من الرجال ابو بکر واول من امن الصبیان علیؓ واول من آمن من النساء خدیجة واول من أمن من المتقین زید بن ثابت واول من أمن من العبید بلال۔

سب سے پہلا ایمان لانے والا مردوں میں سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور سب چھوٹوں میں سے پہلے ایمان لانے والے حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے اور سب عورتوں میں سے سب سے پہلے ایمان لانے والیں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں اور سب متقیوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے اور سب غلاموں میں سے سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے۔

جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دنیا سے رحلت فرما گئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلافت پر بیٹھ گئے اور اس کو دو چند علم تھا اس لئے کہ ایک حصہ علم حضور انور ﷺ سے حاصل کیا تھا اور ایک حصہ علم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے۔ مراتب کے لحاظ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام بشر پر ان کا مرتبہ ہے اور اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہے اگرچہ ایمان لانے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس سے پہلے تھے لیکن ایمان لانے کے بعد وہ نماز غار میں پڑھتے تھے اور جب حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے ایمان لایا تو بتوں کو بیت اللہ شریف سے دور کیا اور بلند آواز سے آذان شروع ہوا اور آپ کے عدل کے متعلق صرف اتنا کافی ہے کہ ابو شحمہ جو آپ کا فرزند تھا آپ نے اس پر حد لگایا اور اس میں کسی قسم کی نرمی نہ کی اس کی کہانی مشہور ہے اور اس کو اس جگہ سے فاروق کہا جاتا ہے کہ ایک دن دو آدمی جھگڑ رہے تھے اور دعویٰ کو حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے ان میں سے ایک نے کہا کہ اس آدمی کو حضور انور ﷺ نے ملزم ٹھہرایا ہے اور یہ اپنے

دعویٰ سے باز نہیں رہتا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم کیوں تسلیم نہیں کرتے اس نے کہا کہ اگرچہ حضور انور ﷺ نے فیصلہ دیا ہے لیکن تم ہمارے درمیان فیصلہ کرو آپ نے فرمایا کہ بہت اچھا میرے قریب آؤ جب وہ قریب ہوا تو آپ نے تلوار سے اس کا سر مارا وہ فوراً زمین پر گر پڑا اور فرمایا کہ جو حضور انور ﷺ کا فیصلہ تسلیم نہیں کرتا تو پھر میرا فیصلہ یہی ہے اس دن سے اس کا لقب فاروق ہو گیا۔ کہ یہ حق اور باطل کے درمیان فرق کرنیوالا تھا۔ اور اس شخص کا قتل جائز تھا اس لئے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے: من بدل دینه فاقتلوه۔ جس نے اپنے دین کو بدل دیا تو اس کو قتل کرو۔

جو کوئی اس زمانہ میں قاضی اور عالم کی بات کو قبول نہ کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اور اس کا قتل شریعت کی رو سے جائز ہے پس اس کا کیا حال ہو گا جو صاحب شرع کا قول قبول نہ کرے اور جب برخلاف نشست شخص کو نامزد کیا ہوا اہتمام کے ساتھ کوفہ کو بھیجا اور جب وہ شخص کوفہ پہنچا اس کے بعد چند دنوں کے بعد لشکر ماندہ و تنہا اپنے گھر واپس ہوا یہ خبر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو پہنچی کہ فلان آدمی بغیر لشکر کے آیا اس کو طلب کیا اس نے پوچھا کہ کیوں تم واپس ہوئے تو اس نے جواب دیا کہ میں آپ کی بادشاہی کو قبول نہیں کرتا اس وجہ سے کہ دو کام خلاف سنت مصطفی ﷺ کیا ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت کو میں نے دیکھا تھا کہ جب میں اس کے پاس جاتا تو دیکھتا کہ اس کے پہلو پر بوری کے نشانات باقی ظاہر ہوتے اور آپ بوریوں کے اوپر نرم چیز ڈالتے ہو اس نے کہا کہ واللہ و باللہ ثم باللہ کہ جب سے میں نے حضور انور ﷺ پر ایمان لے آیا ہے اس کے بعد میں ہرگز اس چیز پر نہیں بیٹھا ہوں اس نے کہا دوسری بات یہ ہے کہ اس نے دو چیزوں کو اکٹھا نہیں کیا تھا اور تم دہی اور گھی اور چاول کو اکٹھا کر کے کھاتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ آپ کا پہلا قول بالکل جھوٹ ہے اور دوسرا قول آپ کا گمان ہے اس لئے کہ مجھے بروز پنج شنبہ باد کا اثر ہوا تھا اور میں نے دل میں کہا کہ میں

جمعہ کے دن خطبہ کس طرح دوں گا تو طبیب نے مجھے حکم دیا کہ تم مرغی کا انڈا کو توڑ دو اس سے زرد نکال دو اور الگ کر دو اور دونوں سے نمک کے ساتھ پکاؤ اور پھر دونوں کو اکٹھا کر کے کھاؤ باد کا اثر دفع ہو جائے گا۔اسی کو تم نے دہی اور گھی کو خیال کیا۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت امیر المؤمنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے سامنے یہ لاف ماری کہ اس وقت مجھ سے زیادہ پاؤں کے لحاظ سے طاقتور نہیں ہے حضرت بی بی کے دل میں یہ بات گزری کہ اس نے حضور انور ﷺ کا استثناء کیوں نہ کیا یہاں تک کہ یہ بات حضور انور ﷺ تک پہنچی کہ حضرت مرتضی نے آپ کا استثناء نہیں کیا ہے حضرت نے توقف کیا ایک دن حضرت مرتضی سے آیا ایک پانی کے ندی کے کنارے پہنچا ایک آدمی کو بہت مہیب شکل میں دیکھا کہ وہ کھڑا ہے آپنے کہا کہ تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو اس نے کہا کہ میں مرتضی علی کو چاہتا ہوں اس نے جواب دیا کہ وہ مرتضی تو میں ہوں اس نے کہا کہ اس ندی سے مجھے پار کر دو لیکن وہ میرے جوتے پکڑ لو اور لے آؤ جب وہ جوتوں کے لئے گیا تو ان جوتوں کو نہ اٹھا سکا پھر دونوں ہاتھوں کو اٹھایا تو گھٹنوں تک زمین میں چلا گیا لیکن جوتوں کو زمین سے نہ ہلائے اور گھر کو روانہ ہوئے مسجد میں حضور انور ﷺ تشریف فرماتھے تو ہیبت سے آپکے سامنے ہوئے اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے ایسا واقعہ دیکھا ہے اگر وہ آدمی کافر ہو تو ہمارے حق دین کو باطل تصور کرے گا حضور انور ﷺ نے فرمایا کہا اے علی یہ وہ شخص ہے کہ قوام دین کو مرتضی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ جانا ہے کہ حضرت تھا وہ خفہ ہوا اور بیٹھ گیا۔حضرت نے فرمایا یا علی حق تعالیٰ تمام قوت زمین کو میرے جوتوں میں رکھ دیا ہے اور تم نے جوتوں کو نہیں ہلایا مرتضی اس وقت سے فخر ہوا اور یہ فخر بھی کرتا تھا کہ تمام صحابہ پر حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتیکہ قوت اور زور

مردوں کے قبر میں معلوم ہو گا جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وفات پا گئے فرمایا تھا کہ میرا گرز میرے ساتھ قبر میں رکھ دو اور دفن کرو۔ دفن کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم واپس ہوئے اور حضرت مرتضیٰ تلقین کے لئے وہاں فرش پر کھڑے تھے تو دیکھا کہ قبر کی زمین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر ہر طرف سے زور لگایا کہ زمین ہر طرف سے اس کو دونوں پہلو میں لیا اور پاؤں کی جانب سے پہلو میں پکڑ الیا تو حضرت امیر المؤمنین نے ایسا زور لگایا کہ وہ اپنی جگہ زمین رہی پھر منکر نکیر آئے اس سے دور کھڑے ہوئے اور کہا کہ من ربک حضرت فاروق نے فرمایا میں نہیں سنتا قریب آؤ تو وہ گرز ہاتھ میں پکڑ کر لرزتا ہوا قریب ہوا امیر نے گرز کو ہاتھ میں پکڑا اور بیٹھ گیا تا کہ اس کو مارے قبر اتنا کشادہ ہوا کہ نظر نہیں آسکتا وہ چلے گئے فرمایا کہ تم تمام عمر زمین کو دیکھا تو خدا کو پہچان گئے اور میں ایک گز کے مقدار زمین میں بھول جاؤں گا حضرت مرتضیٰ نے جب یہ معائنہ کیا تو ان شہزادوں کو کہا کہ اس کو دفن نہ کرنا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایام خلافت میں کسی کے سامنے کھڑے نہ ہوئے خواہ وہ آزاد ہوتے یا غلام اور کہتے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اہل دوزخ والوں کو دیکھنا چاہتا ہے پس اس کو کہو کہ دیکھو اس شخص کو جو دنیاوی سردار ہو اور ایک آدمی اور دنیاوی اس کے سامنے کھڑا ہو گا اور وہ بیٹھا ہو گا اور جب تیر اندازی کرتا تو پابرہنہ خود اس کے پیچھے جاتا اور اس کو لے آتا جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ سے جاملا تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلافت پر مقرر ہوئے اور زیادہ حیا کی وجہ سے وہ اپنے اعضاء کو بھی نہ دیکھ لیتے چنانچہ حضور انور ﷺ ایک دفعہ اصحاب ثلاثہ کے ساتھ ایک چادر میں بیٹھے ہوئے تھے یہ خبر پہنچی کہ حضرت عثمان آیا اس وقت انہوں نے کپڑا طلب کیا اور اس میں چھپ گئے حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ اصحاب

ثلاثہ کے ساتھ تو اس طرح تھے اور اس کے آنے کی وجہ سے کپڑے میں کیوں اپنے آپ کو لپیٹ دیا آپ نے فرمایا کہ ثلاثہ تو بیٹھے تھے اور وہ زیادہ حیاء کی وجہ سے نہ بیٹھتے تو اس لئے میں نے اپنے اوپر کپڑا ڈال دیا۔

اس طرح وجہ شرافت بر مرتضی یہ بھی ہے کہ جب صرف آپ کی نبوت کی خبر آپ کو پہنچی تو آپ اونٹ سے نیچے اتر کر تمام اموال خوشی سے صدقہ میں پیش کیا اور حضرت مرتضی کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ بعد ایمان والد کے پاس آیا خواہ امتحاناً تھا یا اعتقاداً اس سے پوچھا کہ میں ایمان لے آؤں حضور انور ﷺ پر یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے جس طرح ان کے مراتب ہیں ان کا مرتبہ ایک دوسرے پر ہے اگر کئی ان کا مرتبہ اعلیٰ اور اسفل سے نا آشنا ہو یہ ان کے لئے ناشکری کی بات ہے اور اس کو ذوالنورین کہا جاتا ہے کہ حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کو ایک بیٹی نکاح میں دیا تھا اور دو بیٹیاں حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دی تھیں جب ایک صاحبزادی کا وصال ہوا تو حضور انور ﷺ نے دوسری بیٹی عطا فرمادی اور فرمایا کہ اگر یہ بھی وصال کرے تو میری اور بیٹی ہوتی وہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دیتا۔

کہا جاتا ہے کہ ایک دن حضور انور ﷺ کے ساتھ تین ہزار تیس اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی تھے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دعوت دی حضور انور ﷺ نے دعوت قبول کی غلاموں کو حکم دیا کہ حضور انور ﷺ کے قدم مبارک کو اس راستے میں گن لو تمام ستر قدم ہوئے اور ہر ایک قدم کے برابر ایک ایک غلام آزاد کیا اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ہر قسم کے طعاموں سے خوش کیا اس سے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ غمگین ہوئے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یا علی تم کیوں غمگین ہوئے فرمایا کہ ایک داماد حضور انور ﷺ کا

میں ہوں اور ایک داماد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں اس نے ایسی مہمانی دی کہ میں شرمندہ ہوا حضرت بی بی رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور انور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دعوت دو اس نے فرمایا کہ گھر میں تو کچھ موجود نہیں آپ رضی اللہ عنہا نے جواب میں فرمایا کہ اس سے تمہیں کوئی سروکار نہیں جب حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ حضور انور ﷺ کی طرف تشریف لے گئے حضرت بی بی رضی اللہ عنہا نے اپنا سر برہنہ کیا اور سجدہ میں گئیں اور عرض کیا کہ اے الٰہی کہ مجھے مرتضی رضی اللہ عنہ سے اور مرتضی کرم اللہ وجہ الکریم کو حضور ﷺ سے شرمندہ نہ فرما ان کے برابر طعام بھیج دو اس وقت خوان نعمت حاضر ہوئے جب مرتضی کرم اللہ وجہہ حضور انور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں گھر میں کچھ نہیں رکھتا لیکن آپ کی صاحبزادی اس طرح کہتی ہے حضور انور ﷺ بمع تمام صحابہ کے ساتھ دعوت قبول کی اور وہ دستر خوان اتنا وسیع تھا کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے کافی ہوا حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے کہ اے محمد ﷺ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دنیا کی نعمت کھلائی اور ہم نے جنتی طعام کھلایا اور آپ ﷺ کے قدم مبارک ستر ہوئے اور آپ ﷺ کے ہر قدم کے برابر میں نے ستر ہزار گناہ گاروں کو آزاد کیا۔ جان لو اے فرزند! کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی اور تیس سال اعلان نبوت کا کام سرانجام دیا پس اس تیس سال کی عمر میں ایک بات بھی نزول جبرائیل سے اور بغیر آیت سماویہ کے نہ فرمایا اور اکثر آیات اس وقت کے ساتھ مخصوص تھیں کہ ان پر عمل اس زمانہ کے لئے نہ تھا جب حضرت جبرائیل آیت لے آتے تو حضور انور ﷺ سولہ کاتب کو حکم دیتے کہ سولہ جگہوں میں یہ لکھ دو حضور انور ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سولہ کو ایک جگہ پر جمع کیا اور

جو اس وقت کے ساتھ خاص تھیں ان تمام کو آگ پر جلایا اور کاغذ کو ہرنوں کے کھالوں کا استعمال کرتے تھے اور اس کلام کو ان کھالوں پر لکھ دیا اور ایک مصحف حضور انور ﷺ کے زمانہ میں جلایا تھا اور ان کاتبوں میں ایک کاتب وحی عبد الرحمن رضی اللہ عنہ تھا جب حضور انور ﷺ سے آیت سنتے تو لکھ دیتے اور کچھ ان کے درمیان اپنی طرف سے لائے جب تحقیق ہوئی کہ اس نے زیادت لکھ دیا ہے حضرت چاہتے تھے کہ اس کو مار ڈالیں لیکن وہ بھاگ گیا وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور آپ نے سفارش کر کے حضور انور ﷺ کے سامنے حاضر کیا حضور انور ﷺ نے فرمایا **من بدل دینه فاقتلوه** جس نے اپنا دین بدل دیا اس کو قتل کرو عبد الرحمن نے کہا کہ میں نے توبہ کی اس کو بخش دیا اور اس کا لکھا ہوا مصحف کو حضور انور ﷺ نے جلا ڈال دیا۔ جب یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فرزندوں کو یہ بات پہنچی تو ان میں بڑے صاحبزادے محمد وہاں سے آئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو داڑھی سے پکڑ لیا آپ نے فرمایا کہ اگر صدیق اکبر زندہ ہوتے تو مجھے داڑھی سے نہ پکڑتے محمد بن ابی بکر بے ہوش ہوئے اور اس کے بعد کہا کہ تم سے تین غلطیاں واقع ہوئی ہیں اس لئے میں نے پکڑ لیا پس مرتضی علی کرم اللہ وجہہ درمیان میں لے آؤ تاکہ تمہارے اور ہمارے درمیان صفت عدل قائم ہو جائے جب مرتضی علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے تو محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہا ایک بات تو یہ ہے فلان مرحلہ میں آپ مسافر تھے اور آپ نے نماز مقیم کی پڑھی یہ کیوں اس نے جواب دیا کہ میں صاحب لشکر تھا میں نے حکم دیا تھا کہ اس جگہ ہم پندرہ دن مقیم رہیں گے جب نماز ادا کی تو دوسرا واقعہ درمیان میں پیش ہوا اور ہم وہاں سے روانہ ہوئے حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کی یہ بات مان لی۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضور انور ﷺ کے منبر کی ایک سیڑھی تھی اور حضرت پیغمبر ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری جگہ پر کوئی نہ بیٹھے اور آپ منبر رسول

ﷺ کے اوپر بیٹھ گئے تو آپ نے جواب دیا کہ اس کے دو دلائل ہیں پہلی دلیل یہ ہے کہ پہلی سیڑھی حضور ﷺ کے لئے تھی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دو سیڑھیاں بنائیں وہ دوسری سیڑھی پر کھڑے ہوتے اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تین بنائیں تو میں اگر بناتا تو چہار سیڑھیاں بناتے حضرت مرتضیٰ علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی یہ بات بھی تسلیم کی کہ ہر خلیفہ اور بادشاہ الگ الگ سیڑھیاں بناتے تو پھر وہ کنواں بنا کر خطبہ دیتے تو منبر مشرق سے مغرب تک لمبا ہوتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں بھی اپنے آپ کو اس کا لائق نہیں سمجھتا تھا کہ میرا بھی ہو جائے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ جو حضور انور ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری جگہ پر کوئی نہ بیٹھے اس سے مراد تزویج منکوحہ ہے اس لئے کہ حضور انور ﷺ کی بیویاں تمام لوگوں پر حرام ہیں حضرت مرتضیٰ نے بھی یہ بات قبول کی۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو مصحف جلایا تھا تو اس سے بدتر کیا ہو گا اس نے کہا کہ آپ نے خود رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا ہم بھی ان کے اصحاب ہیں ہم جانتے ہیں کہ فلاں آیت ناسخ ہے اور فلاں آیت منسوخ ہے خاص کر اس زمانہ میں اگر ہمارے بعد یہ مصاحف موجود ہوں تو لوگوں میں خلل اور فتور پیدا ہو گا کیونکہ کوئی کہے کہ میں نے فلاں مصحف میں یہ دیکھا ہے اور دوسرا کہتا کہ میں نے تو اس طرح دیکھا ہے اور یہ تمام اس زمانہ کے لئے تھا جس کے فوائد تھے ہم نے حاصل کئے اور جو خاص اور زوائد تھے میں نے اس کو جلا ڈالا حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے اس کو اچھے طریقہ سے مان لیا۔ حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما اس پر پشیمان ہوا اور عذر پیش کیا اور واپس ہوا اور جو حلال و حرام ہیں وہ پانچ سو آیات ہیں اور باقی تمام وعد اور وعید ہیں۔

جیسا کہ شاعر نے کہا ہے:

مثنویات:

یا الٰہی رہنمائی دستگیر
شرح این آمدنہ تفسیر منیر
این برادر بشنو از قرآن بیان
تا بگوئم شرح ہر یک را عیان
جملہ قرآن ششہزار آیت کلام
ششصد و شصت و شش آیت دان تمام
یک ہزارش امر آمد گو شدار
یک ہزار ش نہی شد از کردگار
یک ہزار ش وعدہ دان بر مؤمنان
یک ہزار ش وعدہ شد بر کافران
مؤمنان را سر بسر باشد ثواب
کافران را سر بسر باشد عذاب
یک ہزار ش قصہ پیغمبران
یک ہزار ش عبرتے بر کافران
پانصد آیت از حلال و از حرام
جمع کردہ کردگار اندر کلام

آیتی صد بہر تسبیح و دعا
تابدانند این چنین گفتہ خدا
شصت و شش آیت شد منسوخ و دور
ہم ز توریت و ز انجیل و ز فرقان و ز زبور
این چنین فرمود شاہ اولیاء
مخزن اسرار ہائے کبریا

ترجمہ: یااللہ میری راہ نمائی اور امداد فرمااس کی تشریح نقل کی ہے تفسیر منیر نے،اے بھائی قرآن کا بیان سن لو تاکہ میں کہوں شرح ہر ایک کو عیان کرو، تمام قرآن میں چھ ہزار چھ سو اور چھیاسٹھ آیات ہیں جو کہ پروردگار نے نازل فرمایاہے، ان میں سے ایک ہزار امر ہیں سن لو اور ایک ہزار نہی ہے جو کہ پروردگار نے بتایاہے، ایک ہزار وعدے مؤمنوں کے لئے ہیں اور ایک ہزار وعدے کافروں کے لئے ہیں، مؤمنوں کے لئے تمام کے تمام ثواب ہو گا اور کافروں کے لئے تمام کے تمام عذاب ہو گا، ایک ہزار واقعات پیغمبروں کے ہیں اور ایک ہزار عبرت کے واقعات کافروں کے ہیں، پانچ سو آیات میں حلال و حرام کا ذکر ہے اور اللہ پاک نے اپنے کلام میں جمع کیاہے۔ ایک سو آیات میں تسبیح اور دعا ہیں تاکہ تم اس کو سمجھو یہ خدانے فرمایاہے، چھیاسٹھ آیات منسوخ ہو چکی ہیں جس طرح تورات وانجیل وزبور کے احکام منسوخ ہو چکے ہیں، یہ فرمایاہے اولیاء کے بادشاہ نے جو اسراروں کے مخزن ہیں کبریاء کے۔

کہا گیاہے کہ مروان ایک حاکم شخص تھا اور وہ ذوالنورین کا وزیر تھا اور اس کو مہر دیا گیا تھا امیر کے ساتھ تعلق اور محبت رکھتا تھا لیکن وہ ہمیشہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان فتنہ انگیزی

کا کام کرتا تھا ایک دن اس نے خط لکھا کافروں کی طرف کہ تمام اکٹھے ہو کر آؤ کہ ہم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فرزندوں کے ساتھ مقابلہ کریں اور ان کو مار ڈالیں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مہر لگا کر کسی کو دے دیا کہ مسجد میں جاؤ اور مکاری کرو تا کہ لوگ اس کو جاسوس تصور کریں جب تم کو وہ پکڑیں تو یہ خط اس کو دے دو کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایلی ہوں لیکن تمہارے ساتھ بدی نہیں چاہتا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بہت زیادہ فرزند تھے پھر محمد نے وہاں سے لشکر تیار کیا جب وہ ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو سات سو غلام اسلحہ دار تھے تمام جنگ میں شریک ہوئے حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے منع فرمایا اور تمام کو آزاد کیا اور کہا کہ مجھے اپنے مرنے پر کوئی پرواہ نہیں جب محمد بن ابی بکر پہنچے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کلام اللہ کی تلاوت فرماتے تھے محمد بن ابی بکر نے تلوار نکالی اور اس کے گردن پر مار دیا امیر اس آیت کی تلاوت کر رہے تھے صبغۃ اللہ جب سر زمین پر پڑا تو کٹے ہوئے سر نے آیت کو پوری کی و من احسن من اللہ صبغۃ اللہ تعالیٰ نے اس کو تین حصہ علم سے نوازا تھا۔ ایک حصہ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے حاصل کیا تھا اور دو حصے شیخین رضی اللہ عنہما سے اس وجہ سے یہ جامع کلام ہوا۔ جب حضرت ذوالنورین اللہ تعالیٰ سے جا ملا تو حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ خلافت پر تخت نشین ہوئے اس کے چہار حصہ علم تھا ایک حصہ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے حاصل کیا تھا اور تین حصہ اصحاب ثلاثہ اس لئے اس کا نام حیدر نام ہوا جب وہ پیدا ہوئے تو اس کی والدہ نے اس کو گود میں لیا اور اس کو دیکھتی تھی اکثر اوقات دن میں وہ ہاتھ دراز کرتا تا کہ اس کو پکڑے امیر اپنا ہاتھ دور کرتے وہ ہاتھ ناخن سے آگے کرتا والدہ ماجدہ نے کہا کہ ہذا حیدر یہ تو حیدر ہے اور حیدر شیر بچہ کو کہا جاتا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد اور اصحابہ ثلاثہ کے بعد وہ افضل ترین بشر امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تھے۔

نقل ہے کہ جب وہ خلافت پر بیٹھ گئے تو سلمان فارس رضی اللہ عنہ کو لشکر کے جمع کرنے کے لئے حکومت مکہ کو بھیجا کسی نے خبر دیا کہ سلمان تین پشتارہ نی کو بیت المال کے لئے خریدا ہے اور اس سے گھر بنا رہا ہے جب تحقیق کیا تو اس کو سرداری سے نکال دیا اور فرمایا کہ کافروں کے گھر کیا کم تھے کہ تم نے بیت المال کو تلف کیا پھر آپ نے دوسرا شخص وہاں حکومت مکہ کو بھیجا پھر کسی نے اس کو خبر کیا کہ وہ لوگوں کی دعوتوں میں حاضر ہوتا ہے اور مالداروں کے کھانے کھاتا ہے اور فقیر لوگ کھڑے رہتے ہیں آپ نے اس کو بھی نکال دیا۔ ایک دن امیر حسن اس کے مہمان ہوئے شام کی نماز کے بعد جب لوگ نماز سے منتشر ہوئے وہ آدمی آخیر میں برآمد ہوئے دیکھا کہ ایک فقیر مسجد میں گدڑی پہنے ہوئے بیٹھا ہوا ہے اور ایک مشت جو اس کے ہاتھ میں ہے وہ کھاتا ہے جب یہ شخص باہر نکلا ایک حصہ اس کو دے دیا اس نے پکڑا اور اپنے گھر لے آیا اور قسما قسم نعمتوں کو اس کے آگے پیش کیا جب وہ دوسرے دن مسجد گیا تو پھر وہ دوبارہ اس کو پایا کہ مسجد کے کونہ میں وہ بیٹھا ہوا ہے اور بغیر چھان کے جو کھاتا ہے اور روزہ کی افطاری اس سے کرتا ہے امیر حسن نے تبسم کیا کہ وہ زمانے کا خلیفہ ہے کہ باوجود یہ تمام تعلق وہ رکھتا ہے اور رضائے الٰہی کے لئے ان تمام چیزوں کو اس نے ترک کیا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیت المال کا مال اپنے لئے اس کا استعمال حرام جانتے تھے ایک دن فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے چراغ کے روغن سے ہاتھ کو آلودہ کیا تھا اور اس کو اپنے بیٹے کے بالوں کو کاٹ دیا ایسا نہ ہو کہ یہ بھی نفع میں داخل ہو۔ حضرت امیر المؤمنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو اس وجہ سے باب العلم کہا جاتا ہے کہ وہ امضائے ثلاثہ کے بعد بہت زیادہ علم والے تھے اور کوئی آپ کے فہم وادراک تک نہیں پہنچ سکتے تھے چنانچہ وہ فرماتے کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ چند علوم کو اپنے ساتھ لے گئے اس لئے کہ کوئی بھی ان علوم کے سمجھنے سے قاصر رہتا اور

میں نے کئی ہزار مسائل حضور انور ﷺ سے سنے تھے اور وہ میں نے کسی سے نہیں کہے اس لئے کہ کوئی اس کو نہیں سمجھ سکتا۔ حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہ نے ملاروم سے سوال کیا کہ منصور نے ایک زرہ جام محبت سے پیا تھا اور وہ کہتے کہ انا الحق اور حضور انور ﷺ مزید فرماتے کہ ھل من مزید یہ کوئی تعجب معلوم ہوتا ہے اور منصور تو سب سے کم درجہ محبت میں تھے اور حضور انور ﷺ محبت کے آخیر واعلیٰ مقام پر فائز تھے بلکہ خود بڑے دریا تھے اور ہر روز وشب چند ہزار دریا دریا عمان سے ملتے ہیں اور وہ نہ اس سے بڑھتا ہے اور نہ گھٹتا۔ اس کے بعد سمجھنا چاہئے کہ دس آدمی اصحاب میں سے ان کو جنت کی خوشخبری ملی تھی ان میں سے حضرت ابو بکر صدیق دوسرا حضرت عمر فاروق تیسرا حضرت عثمان ذوالنورین چوتھا مرتضی علی پانچواں حضرت طلحہ چھٹا حضرت زبیر ساتواں حضرت ابو عبیدہ آٹھواں حضرت سعد نواں حضرت سعید اور دسواں حضرت عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تھے۔

ذکر کیا گیا ہے کہ جس نے حضور انور ﷺ کو خواب میں دیکھا اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے پس کیا شک ہے جو آپ کا اصل صورت کا دیدار کرئے اور وہ بھی ایمان کی حالت میں ہو تو کیا وہ مطلق جنتی نہ ہو گا۔ اور جب نص سے ثابت ہوا پھر بھی اس پر سکوت کرتے ہو۔ کہا گیا ہے کہ جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے والدین کو کہا کہ میں صدیق اکبر ہوں اللہ کے نزدیک تو پھر میرے ماں و باپ کس طرح دوزخ جائیں گے مسلمان ہو جاؤ تو اس کی والدہ سب سے پہلے مسلمان ہوئی اور والد اس سے بھاگ گیا دوسرے گھر چلا گیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مناجات میں مشغول ہوئے اور رسول خدا ﷺ بھی دعا کرتے اس کے بعد جب وہ گھر پہنچے تو آپ کا والد قحافہ گھر سے باہر

ہوا اور بغیر تکلف کے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوا اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ماں اور بہن مسلمان تھیں اور مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کی ماں بھی مسلمان تھی۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ جو کوئی پیغمبر ﷺ کا نام ذکر کرے تو اس پر درود شریف بھیج دیا کرے اور جب صحابہ کا ذکر ہو جائے تو رضی اللہ عنہ کہنا چاہیئے اور جب اولیاء کرام کا نام ذکر ہو جائے تو رحمۃ اللہ علیہ کہا جائے۔ پس اگر کوئی کسی آل رسول یا اولیاء پر درود بھیجے تو یہ منع ہے مثلاً اگر کوئی کہے کہ زین العابدین اور سننے والا کہے **اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم** تو بھی علامت رفض ہے اس لئے کہ درود کے وقت پیغمبر ﷺ کا ذکر ہونا چاہیئے اور یہاں پیغمبر کا ذکر نہیں ہوا۔

اس لئے کہا گیا ہے کہ اگر کوئی کپڑا فروش اپنی تجارت کے لئے لوگوں کو اس طرف رغبت دلا کر سودا کو فروغ دینے کے لئے یا رواج برائے فقہ ورغبت لوگوں کے واسطے بلند آواز سید رود شریف پڑھے تو یہ مکروہ ہے اس لئے کہ پیغمبر ﷺ پر درود پڑھنا اپنے کسی خاص کام کے استعمال کے لئے نہیں پڑھا جاتا فقہاء ان کو کہا جاتا ہے کہ خوشبو کو آگ پر جلائے یا کسی پر ڈالے اور کسی پر مل دے۔

یہ بھی جاننا چاہیئے کہ چہار اصحاب کبار کو حضور انور ﷺ کے ساتھ خاص نسبت ہے۔ اور گونہ نسبت یزید لعین کا بھی ہے چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق بن قحافہ بن عامر بن روح بن عبد المناف صدیق بن قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں سلسلے روح کے ساتھ مل جاتے ہیں۔ اور حضرت عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد المناف وحضرت علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشمبن عبد المناف اوریزید بن معاویہ بن ابوسفیان بن حرب بن عبد المناف ویزید بعثمان در عبد الشمس پر دونوں سلسلے مل جاتے ہیں۔ اور یہ تمام حضور

ﷺ کے ساتھ دو مسلمان تھے ایک نام حمزہ کہ اول آغاز میں مسلمان تھے اور عباس آخر عمر میں مسلمان ہوئے تھے۔

منقول ہے کہ جب حمزہ کو کافروں نے شہید کیا اور اس کو ستر ٹکڑے کیا اور عبد اللہ نامی منافق نے آپ کا دل نکال دیا کہ اس دل نے کتنے بلاؤں کو دیکھ چکا ہو گا کہا گیا ہے کہ حضور ﷺ ہمیشہ انگلی دانتوں میں پکڑتے کہ اگر ستر کافروں کو الگ الگ جدا کر دوں تو میرا دل کو اس سے قرار نہیں آئے گا حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے کہ اللہ تعالیٰ نے زندوں کو منع کیا ہے اگر تمہارے دل کو قرار نہ آئے تو مردے کو ستر ٹکڑے کرو۔

چنانچہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عورتوں میں افضل ترین عورت تھیں اور حضور انور ﷺ حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کے علاوہ اور بعض خاصیت حضرت بی بی فاطمۃ الزھراء بھی فضیلت رکھتی تھیں عورتوں میں آپ کی فضیلت اس لئے تھی کہ پہلی بات یہ ہے کہ وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں اور اس کو صدیقہ کا لقب بھی ملا ہے۔ یہ لقب باپ کی وجہ سے ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ حضور انور ﷺ کی باقی تمام بیویاں بیوہ تھیں اور یہ کنواری تھیں تیسری بات یہ ہے کہ اس کی نکاح حضرت جبرائیل علیہ السلام نے شب معراج میں چوتھے آسمان پر کیا تھا۔

کہا گیا ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے کہ یا علی کہ ذکر جلی اس طرح کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ سمجھیں۔

شجر کبرویہ: سنو اے فرزند کہ حضور انور ﷺ نے خاص کر اصحاب اربعہ کو تلقین ذکر و فکر عطا کیا تھا جب حضور انور ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہ جب کہ وہ

خلیفہ رسول تھے آپ نے یہ ذکر وفکر کی تلقین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو عنایت کی اور حضرت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ذکر وفکر کی تلقین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حاصل کی اور اس طرح حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کو حضور انور ﷺ سے ذکر وفکر کی تلقین حاصل کی تھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کو ذکر وفکر کی اجازت عنایت کیا اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند حضرت علی اصغر جن کا لقب زین العابدین تھا خلافت سے نوازا اس نے اپنے فرزند امام محمد باقر کو اور اس نے اپنے فرزند امام جعفر صادق کو اجازت سے نوازا اور اس سے دو سلسلے پیدا ہوئے ایک سلسلہ حضرت بابا یزید بسطامی کا ہے اور دوسرا سلسلہ اس کے فرزند حضرت موسیٰ کاظم قدس سرہ سے ہے۔ اس نے اپنے بھائی کے صاحبزادہ ابو علی بن موسیٰ رضا کو خلافت سے نوازا اس نے حضرت شیخ معروف کرخی کو اجازت سے نوازا اور اس نے سر سقطی رحمۃ اللہ علیہ کو اجازت عنایت فرمایا اور اس نے ابو علی کاتب کو اجازت دیا اور اس نے عثمان مغربی کو اجازت سے نوازا اور اس نے ابو القاسم کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کو اجازت عنایت کی اور اس نے ابو بکر انساج قدس سرہ کو اجازت عنایت کی اور اس نے امام احمد غزالی قدس سرہ کو اجات سے نوازا اور اس سے دو سلسلے پیدا ہوئے۔ ایک سلسلہ حضرت خواجہ فرید الدین عراقی سے ہے اور دوسرا سلسلہ حضرت ابو النجیب سہروردی سے ہے اور اس نے شیخ عماد الدین یاد بوسی کو اجازت عنایت کی اور اس نے حضرت شیخ نجم الدین کبری قدس سرہ کو اجازت عنایت کی اور اس نے سید علی بن لالہ قدس سرہ کو اجازت دیا اس نے علاء الدولۃ قدس سرہ کو اجازت سے نوازا اور اس نے شیخ محمد خرقانی قدس سرہ کو اجازت دیا۔ اور اس نے شیخ الاسلام والمسلمین علی الثانی سید علی ہمدانی قدس سرہ کو اجازت سے نوازا اور اس نے حضرت ابو اسحاق ختلانی کو اجازت دیا اس نے دو سید

زادوں کو اجازت سے نوازا ان میں سے ایک سید احمد نور بخش ہے اور اپنے فرزند یوسف نور داد قدس سرہ کو اجازت عنایت کی اس نے اپنے فرزند حضرت شیخ علی بن قنبر علی قدس سرہ کو اجازت سے نوازا اور اس نے اس خادم الفقراء والمساکین بندہ ناچیز درویزہ ننگہاری کو اجازت سے نوازا۔ ایک دن شیخ کی خدمت میں میں نے میوہ پیش کیا یہ قند کی طرح تھا حضرت شیخ اس سے دانہ کھاتے اور درمیان انگلی سے اپنے پیٹ میں وہ نیچے کر رہے تھے میں نے پوچھا کہ اے میرے پیر و مرشد اس پر تو کوئی سیر نہیں ہوتا لیکن اشتہا نفس میوہ کی طرف میلان زیادہ تھا پس ہوائے نفس کو اپنی جگہ پر لے آیا حضرت نے فرمایا کہ پیر کی مثال باغ میں پھولوں کی ہے اگر ایک پھول توڑا جائے تو فورا دوسرے ہاتھ میں آویزاں کرتا رہے گا یعنی وہ کاملا لعلم تھے کہ مرید اسے پھسلا دے بلکہ مرید اگر بے راہ ہو جائے تو اس کو بے راہ روی سے الگ کر دیں گے اگر مرید صاحب علم ہو تو دلیل اس کو نقض دے گا فورا دوسری دلیل پیش کرے گا تا کہ اس کیلئے حجت دلیل نہ بن جائے تا کہ کوئی شخص آلائش دنیاوی سے آلودہ نہ ہو جائے تو وہ معرفت اللہ بیان نہیں کرے گا اس لئے کہ اگر وہ انتہاء پہنچے تو گمراہی میں نہ گر جائے گا۔

حضرت مولانا جامی قدس سرہ بہتر نصیحت فرماتے ہیں، وہ پیش خدمت ہے:

نکست از کسب و دانش بہرور شو

زجہل آباد نادانی بدر شو

بود معلوم ہر آزاد و بندہ

کہ نادان مردہ و داناست زندہ

نیابد ہیچ کس عمرے دوبارہ

بعمرے رد کزانت نیست چارہ

چون کسب عمل کردی در عمل کوش
که علمی بے عمل زہریست بی نوش
چہ حاصل زانکہ دانی کیمیارا
مس خود رانکردی زر سارا
عمل کز معنی اخلاص عاریست
بنزد پختہ کاران خامکاریست
ز کار خام کس سودے ندارد
چون حلوہ خام باشد علت آرد
بکن زین کارخانہ باکتب روی
خیال خویش رادہ باکتب خوی
ز دانایان بود این نکتہ مشہور
کہ دانش در کتب داناست در گور
بود بی مزد و منت اوستادے
ز دانش بخشدت ہر دم کشادے
گہی اسرار قرآن باز گوید
گہی از قول پیغمبر راز گوید
درون تیرہ از میل زخارف
زبان بکشائی از جنس معارف

معارف گرچو مو باریک باشد

چہ حاصل چونکہ دل تاریک باشد

مکن باصوفیان خام یاری

کہ باشد کار خامان خامکاری

طریق پختہ کاری راندانند

بخامی میوہ باغت فشانند

زاصل خویش آن میوہ رسیدہ

بماند تاقیامت نارسیدہ

منہ دست تہی از سیم واززر

بجز در دست پیرے پیر پرور

چون درد ستش نہی دست ارادت

بدست آید ترا گنج سعادت

ترجمہ اشعار: سب سے پہلے کسب و دانش بہرور ہو جاؤ اور جہل کے آبادی کے نادانی سے دور ہو جاؤ، ہر آزاد بندہ کو معلوم ہو کہ نادان مردہ ہے اور دانا زندہ ہے، نہیں آتا کوئی بھی عمر میں دوبارہ تو عمر میں اس طرح چلو کہ اس سے چارہ نہ ہو، جب تم نے کسب کو عمل کیا تو پھر عمل میں کوشش کرو کہ علم بغیر عمل کے زہر ہے اس کو مت نوش کرو، اس کیمیا سے تمہیں کیا حاصل ہو گا کہ اپنے تانبے کو سونا نہیں بنایا، عمل کرنا کہ اخلاص کے معنی سے خالی ہو تو یہ پختہ کار لوگوں سے خام کاری ہے، خام کام سے کوئی فائدہ مند نہیں ہے جب حلوہ ناپختہ ہو تو بیماری لاتا ہے، اس کارخانہ قدرت کی کتب کو دیکھو اور اپنے

خیال کا ارادہ ان کتب کی طرف کرو، دانایان سے یہ نکتہ مشہور ہے کہ دانشی کتابوں میں ہے اور دانش ور قبروں میں ہیں، بغیر اجرت اور منت کے استاد ہوتا ہے اور ہر وقت تمہیں دانش بخشتا ہے، کبھی قرآن مقدس کے اسرارات پھر کہتے ہیں اور کبھی پیغمبر کے قول کے راز کہتا ہے، اندر سے میل زخارف کے تیرہ سے معارف کے جنس سے زبان کھول دیتا ہے، معارف اگرچہ بال سے زیادہ باریک ہوتے ہیں اس کو کیا حاصل ہو گا جس کا دل تاریک ہوتا ہے، خام صوفیوں کے ساتھ دوستی نہ کر کیونکہ خاموں کے کام خام کاری ہوتا ہے، وہ پختہ کاری کا طریقہ نہیں جانتا خامی کے ساتھ باغ کے میوے توڑتے ہیں، اپنے اصل سے وہ میوہ پہنچتا ہے جس کو نہیں پہنچتا قیامت تک وہ رہ جاتا ہے، خالی ہاتھ مت رکھ سیم وزر سے سوا پیر کے ہاتھ سے جو پیرور ہوتا ہے، اگر کوئی اس شجرہ کو مناجات کے انداز سے پڑھے تو ضروری ہے کہ شیخ معروف کرخی تک شیخ الاسلام کہا جائے اور اوپر دس کے ساتھ امام مرتضی تک امیر اور خواجہ پڑھنا چاہیئے۔

تیسری فصل
چہار علوم اور اس کے ملائم کے بارے میں

جان لو اے فرزند! کہ چہار علوم مختصر طور پر بیان ہوا مگر وہ بات جو ابھی تک باقی ہے وہ یہ ہے کہ اس کا جاننا لازمی ہے وہ میں اختصار سے بیان کروں۔ کہ یہ مختصر کتاب کہیں طویل نہ ہو جائے۔ پہلا علم توحید ہے پس اہل تصوف کے نزدیک اس کے پانچ اقسام ہیں۔ پہلا توحید ایمان ہے، دوسرا توحید علم ہے، تیسرا توحید تکلیفی ہے، چوتھا توحید یقین ہے، پانچواں توحید عزیزی ہے۔

جان لو کہ عمدہ میں لکھا گیا ہے کہ ایمان و توحید بعض کے نزدیک ایک ہے۔ اور وہ بعض معتزلہ ہیں۔ اور صریح وجہ ناگفتن ان کا مشہوری کے لئے اس لئے کہ اگر توحید اور شناخت اللہ تعالیٰ کا ایمان

ہوتا تو اہل کتاب مسلمانوں سے زیادہ ایماندار سمجھے جاتے۔ اس لئے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کو جانتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔

ان کے بارے میں کلام اللہ ناطق ہے:

يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ (البقرۃ ۱۴۶)

وہ اس کو اس طرح جانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو جانتے ہیں۔

اور یہ قول شیخ کا صحیح ہے کہ تین سو رسالے اس انداز سے لکھے گئے ہیں۔ بلکہ ایمان لانا ضروری ہے چنانچہ عمدہ میں تحریر ہے۔ پہلی چیز بلوغ کے بعد بندہ پر جو واجب ہے تو سب سے پہلے فرائض میں خدا کی پہچان ہے اور اللہ پاک پر ایمان لانا ہے اگر کسی نے ایمان نہ لایا صرف پہچان پر مسلمان نہیں ہو سکتا دوسرا توحید علمی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ (فاطر ۲۸)

اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں بیشک اللہ بخشنے والا، عزت والا ہے۔

جان لو کہ اے فرزند اس کو عالم نہیں کہا جاتا کہ اس کو ایک لاکھ مسائل شرعیہ یاد ہوں بلکہ عالم وہ ہے کہ وہ نیکی کی طرف بہت کوشش کرتا ہو گا وعد موعود کی جانب سے اور پھر وعید کی جانب سے وہ گناہوں سے دور رہے گا کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا کلام اس پر ناطق ہے جیسا کہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:

السعی الی الخیرات دلیل المعرفۃ والنھی عن السیئات دلیل المعرفۃ۔

نیکی کی طرف کوشش کرنا معرفت کی دلیل ہے اور برائی سے منع کرنا بھی معرفت کی دلیل ہے۔

حضور انور ﷺ کا ایک اور ارشاد ہے:

حرکة الطاعة دلیل المعرفة کحرکة الجسم دلیل الحیات۔

طاعت کی طرف حرکت کرنا معرفت کی دلیل ہے اور جسم کی طرف حرکت کرنا زندگی کی دلیل ہے۔

یعنی ہر آدمی اپنے باور کے انداز پر اور اعتقاد پر خود عمل کرے گا اگر یقین صحیح رکھتا ہو تو اس کا عمل ساعت بساعت زیادہ ہوتا ہے۔ اگر اس کا یقین ناقص ہو تو اس کا عمل روز بروز کم ہوتا ہو گا۔

حضرت رابعہ بصری عدویہ نے فرمایا کہ اگر آخرت خاک سے ہوتا اور اس کے لئے بقاء کا ہوتا اور دنیا سونے کا ہوتا اس کا حکم فنا کا ہوتا پس عاقل لوگوں کے لئے یہ ضروری تھا کہ باقی کو پکڑتے اور فانی کو ترک کرتے کہ فانی کے ساتھ دل نہیں لگانا چاہئے اور میں تعجب کرتی ہوں ان مردوں کے لئے کہ آخرت اگر سونے کا ہوتا اور دنیا خاک سے ہوتا تو فانی کو اس کے سبب سے ترک نہیں کرتا۔

ابو وسیط نام کا ایک شخص تھا ایک غلام کو خریدا اور کہا کہ اے غلام کیا کھاتے ہو اس نے جواب دیا کہ جو کھانے کی چیز ہو پھر کہا کہ کیا پہنتے ہو اس نے کہا کہ جو پہننے کی چیز ہو پھر کہا کہ کیا کام کروگے کہا کہ جو تم کہوگے اس نے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو اس نے کہا کہ غلامی اور یہ اپنے آپ کو دوسرے کے حوالہ کرنا ہے اور غلام کا کوئی اختیار نہیں ہوتا ابو وسیط نے فریاد کیا کہ میں نے حق کو اتنا بھی نہیں پہچانا وہ زمین پر گر گیا اور اپنی جان کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا۔

تفسیر منیر میں إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (الفاتحہ ۴) کے تحت لکھا ہے کہ مؤمن کے لئے دو حال ہے۔ ان میں سے ایک بندگی کرنا ہے اور دوسرا بندہ ہونا ہے۔ بندگی اسے کہا جاتا ہے کہ

عبادت خدا کے لئے ثواب اور ڈرنے کی وجہ سے بجالاتے ہیں۔ اور بندہ ہونا یہ ہے کہ وہ راضی ہوتا ہے کہ جو کچھ اس کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ خواہ اس کے لئے اچھا ہو یا برا وہ برا اور اچھا کچھ نہیں جانتے:

قال علیہ الصلوۃ والسلام: الناس کلھم اموات الا العالمون والعالمون کلھم اموات الا العاملون والعاملون کلھم اموات الا المخلصون والمخلصون کلھم اموات الا المقربون والمقربون فی خطر عظیم۔

تمام لوگ مردے ہیں سوا عالم لوگوں کے اور تمام عالم لوگ مردے ہیں سوا عاملین لوگوں کے اور تمام عاملین مردے ہیں سوا مخلصین کے اور تمام مخلصین مردے ہیں سوا مقربین کے اور مقربین بڑے خطرے میں ہیں۔

اگر مقرب قربت کے صحن سے ایک ذرہ بھی ہٹ جائے تو اس خطرہ سے زیادہ ہلاک ترین کیا ہو گا۔

تیسرا توحید تکلیفی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ (العنکبوت ٦٩)

اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے اور بیشک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۔

پس اولیاء اللہ اس خوشخبری سے اس اجتہاد کو اللہ کی عبادت اپنے آپ پر لازم کرتا ہے۔ اور ہر رات پورے تکلیف دکھاتا ہے چنانچہ پہلے پہل اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کے مرضی کے خلاف سے منع کریں گے اور ہر خطرہ جو کہ ماسوی اللہ ہوتا ہے اور ہر لذت دنیاوی اور تمام حظوظ نفسانی کو تکلیف سے دفع کرتے ہیں بلکہ نفی اپنے وجود کا کرتے ہیں تا کہ وہ الوہیت کی شان سے باخبر ہو جائے۔ تا کہ جو

تکالیف ہو وہ دور فرمادے اور وہ ساعت نظر ظاہری میں طرفۃ العین رہ جائے اور سالکوں پر ہزار میں ہزار گزر جاتے ہیں۔

چوتھا توحید یقین کا ہے، اور یہ ضروری کو کہا جاتا ہے اور یہ خاصہ پیغمبروں کا ہے کہ خلقت ارواح سے ان کے اشباح پیغمبری کا اس یقین سے معزول نہیں ہوتے کہ ایام طفولیت سے بلکہ ولادت کے وقت سے وہ کفر سے اعراض کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضاء سے راضی رہتے ہیں۔

نقل ہے کہ جب حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لباس بشری میں تشریف لائے تو ہاتھوں کو آنکھوں پر رکھا تا کہ ماں کو نہ دیکھیں برہنہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ سے بجہت کمال یقین سے بھی نہیں ہٹے تھے اور حضرت زکریا علیہ السلام کو جب لوگوں نے آرہ سے سر کو تن سے الگ کیا تو اس کا بھی وہی حال تھا جس طرح انبیاء علیہم السلام کا حال ہوتا ہے۔

پانچواں توحید عزیزی یہ توحید شیطان اور تمام کافر حدود سے تجاوز کرنے والوں کا ہے۔ اگرچہ شیطان اللہ تعالیٰ کی معرفت کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور فرعون نے بھی اکثر یہی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق ہے اور یہ یقین بھی کرتا تھا کہ ہم خدا کے جاننے والے ہیں اور ننگ کی وجہ سے کافر لوگ واپس نہیں ہوتے وہ توحید ان کے لئے عزیز تھا یعنی دشوار تھا اگر وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کو جانتے ہوتے تو ہرگز سرکشی کا اظہار نہ کرتے۔

ایک دن میں نے حضرت شیخ سے پوچھا کہ شیطان کا حقیقت میں کونسا گناہ تھا آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ حقیقت میں گناہگار تھا اس لئے کہ جب کاتب کتابت کا ارادہ کرتا ہے پس الف کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ مجھے لمبا کھینچا جائے بغیر کسرہ کے اور دال بھی اس کا تقاضا بھی یہی ہوتا ہے اور اس کے حق میں ظلم ہوگا اگر الف کو کسرہ دے تو الفیت کا نام اس سے دور ہوگا اور اس کے ساتھ ظلمہو گا اور یہ بدبخت

لوگ وہ جو عزیز تر ہیں وہ رسولوں کی تصدیق ہیں۔ ابو جہل کے متعلق کہا گیا ہے کہ دوزخ میں شور اور واویلا کرئے گا اور کہے گا کہ اللہ تعالیٰ کے تمام کام حق ہیں لیکن محمد رسول اللہ ﷺ نہ ہوتے نعوذ باللہ منہ اور نمرود لعنۃ اللہ علیہ کہے گا کہ تمام حق ہیں لیکن ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نہ ہوتے۔

دوسرا علم نماز ہے

جان لو کہ جو نماز میں فرض ہیں اس کا جاننا بھی فرض ہیں اور سنت کا جاننا بھی سنت ہے۔ اور واجب کا جاننا بھی واجب ہے اور مستحب کا جاننا بھی مستحب ہے۔ اور مباح کا جاننا مباح ہے۔ اور مکروہ کا نہ جاننا بھی مکروہ ہے اور حرام کا نہ جاننا بھی حرام ہے۔

جاننا چاہئے کہ مکروہ اور حرام کو جاننا ضروری ہے اس لئے کہ اگر معلوم نہ ہو تو اس میں ملوث ہونے کا امکان ہے۔ اس طرح مفسد کا جاننا بھی فرض ہے اس لئے کہ اکثر اوقات جاہلوں کی نماز فاسد ہوتی ہے اور ان کو اس کی خبر نہیں ہوتی۔

اے میرے بیٹے جان لو! جو کہ بعض نسخوں میں کہا جاتا ہے کہ جو احکام اور ارکان نماز نہ جانے وہ کافر ہے یہ انکار کی وجہ سے ہے یعنی اگر کوئی منکر ہو جائے وہ کافر ہو جاتا ہے اب اگر کوئی ہرگز نماز کو ادا نہ کرئے اور روزہ کو نہ رکھے لیکن اقرار اور تصدیق کرئے تو وہ مسلمان ہے اس لئے کہ عمل ایمان نہیں ہے۔ اور ایمان عمل کے علاوہ ہے۔ اور وہ جو کہا جاتا ہے کہ جو احکام اور ایمان نہیں جانتا ہو وہ کافر ہے تو یہ صحیح ہے اس لئے کہ حکم ایمان خوف اور رجاء کے درمیان میں ہے اور یہ خاص کر ہر مؤمن کے لئے ہے اور ایمان کے ارکان دو ہیں۔ زبان سے اقرار کرنا اور دل سے اس کی تصدیق کرنا اور یہ دونوں ارکان مؤمن میں موجود رہتے ہیں۔

اب سنو کہ احکام نماز کہا گیا ہے اور جو مابقیہ ہیں تمام کتب فقہ سے سیکھو اور جو آزان ہے تو اس کے متعلق اتنا عرض ہے کہ آذان کا سیکھنا ضروری ہے اس لئے کہ چند جگہوں میں آذان کفر لازم آتا ہے اور موٴذن جاہل اس سے بے خبر رہتا ہے۔

منقول ہے کہ ابو وسیط نے خواب دیکھا کہ حضور انور ﷺ نے اس کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور دوزخ کے کنارے تک لے گیا دیکھا کہ دوزخ لوگوں سے بھرا ہوا ہے اس نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ کون لوگ ہیں حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ امت کے موٴذن ہیں کہ انہوں نے آذان کو نہیں سیکھا تھا اور غلط کہتا یا رسول اللہ تم اس سے راضی ہو جاوٴ اور ان لوگوں کی شفاعت کرو آپ نے فرمایا کہ نہیں اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جائے حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔

اس طرح بھی کتابوں میں نقل ہے کہ اگر کوئی مسجد میں غلط آذان کہتا ہے اور لوگ اس کو منع نہیں کرتے تو تمام اہل مسجد شفاعت سے محروم رہتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔

آذان کے الفاظ یہ ہیں:

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان محمدا رسول اللہ اشھد ان محمدا رسول اللہ حیّ علی الصلٰوۃ حیّ علی الصلوۃ حیّ علی الفلاح حیّ علی الفلاح اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ۔

جان لو کہ آذان میں چند جگہیں ایسی ہیں کہ اگر وہ غلط ادا ہوا تو کفر لازم آتا ہے اور اکثر موٴذنان اس کے سبب دوزخ جائیں گے اور اس کے سمجھنے سے شرم کرتے ہیں اگر کوئی کہے کہ تم آذان اچھے طریقہ سے نہیں سمجھتے تو اس سے وہ جھگڑنے لگتا ہے اگر وہ اس کے ثواب اور عذاب صحیح اور غلط سے خبر ہوتے تو تمام سال اس کے طلب اور سمجھنے میں وہ مصروف ہوتے۔ موٴذن مصحح یعنی صحیح کہنے والے

کو کہا جاتا ہے۔ کہ ہر چیز حیوانات اور جمادات جب موؤذن کی آواز سنتے ہیں تو کل قیامت کے دن اس کے ایمان پر گواہی دیں گے اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ قیامت کے دن وہ عرش کے سایہ کے نیچے ہو گا کہ یوم لا ظل الا ظلہ اس دن عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہو گا۔

یہ بھی منقول ہے کہ جمعہ کے دن تمام ملکوت بیت المعمور میں جمع ہو جاتے ہیں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام آذان کہتے ہیں اور حضرت اسرافیل علیہ السلام امامت کرتے ہیں اور تمام ملکوت اس کے اقتداء کرتے ہیں۔ فراغت کے بعد حضرت اسرافیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں نے امامت کا ثواب امت محمد ﷺ کو دیا حضرت جبرئیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں آذان کا ثواب امت محمد ﷺ کی امت کے موؤذنان کو دیا۔ اور مقتدی کہتے ہیں کہ ہم نے اپنا ثواب امت مصطفی ﷺ کو دیا اور شاید کہ موؤذن مرد صالح اور متشرع ہوتا ہے اس لئے کہ آذان امر معروف ہے اور امر معروف بغیر مرد صالح کے اثر انداز نہیں ہوتا اور شاید کہ اس زمانہ میں فساد کوچہ بکوچہ پھیلتا ہے مردوں کے لئے دعوت اثر انداز نہیں ہوتا اور مقتدی لوگ پورا صبر سے کام لیتے ہیں کہا گیا ہے کہ اگر امام رکوع میں ہو اور آواز جوتوں کی کسی کا سن لے اور اسی شخص کو نہ جانتا ہو کہ کون ہے اور نماز میں اس کے لئے مہلت دے تاکہ وہ نماز میں شریک ہو سکے اگر جانتا ہو کہ یہ فلان شخص ہے اور مہلت نہ دے کیونکہ یہ ریا سے خالی نہ ہو گا اور یہ رواتی تہذیب میں لکھا گیا ہے اور شاید کہ موؤذن وقت کو بھی جانتا ہو یہاں تک کہ اگر وہ وقت سے قبل آذان دے تو اس آذان کا اعادہ لازم ہے اور شاید کہ موؤذن ایک ہو اور امام دوسرا ہو لیکن اگر موؤذن اور امام ایک شخص ہو تو ضروری ہے کہ اقامت کہتے وقت میں امامت سے دور رہے گا اور اقامت کے بعد اپنی امامت کی جگہ پر آ جائے۔ اور یہ سنت ہے کہ حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح میں دائیں اور بائیں طرف منہ پھیر دیں اور دونوں انگلیوں کو دونوں

گوشوں سخت کرئے یعنی سبابتین انگلیوں سے اگر مسجد میں اجرت سے موؤذن کو رکھا ہو تو اسے اجرت سے الگ کر دے اور ضروری ہے کہ بغیر ترجیع کے آذان دے اگر بغیر تبدیل کلمہ الحان کرئے تو جائز ہے۔

اس لئے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے:

زینوا الحانکم۔

یعنی اپنی آوازوں کو خوش بناؤ۔

منقول ہے کہ اہل ذمہ میں سے ایک لڑکی ہمیشہ اس آرزو میں تھی کہ اگر ماں وباپ سے مجھے خلاصی ملے تو میں مسلمان ہو جاؤں گی بلکہ ان سے فرار ہو کر مسلمان ہو جاؤں گی ایک دن ایک موؤذن بد آواز میں آذان دے رہا تھا لڑکی نے پوچھا کہ یہ کیا ہے تو کافروں نے کہا کہ مسلمان کے بہترین کاموں میں یہ کام ہے لڑکی کی خواہش اس سے ماند ہوئی اور مسلمانی تک نہ پہنچی۔

یہ بھی منقول ہے کہ آغاز اسلام میں مسلمانوں کو نماز کے لئے طلب کرنے میں اصحاب کا اختلاف تھا کہ کس طریقہ سے مسلمانوں کو آگاہ کیا جائے اور طلب کیا جائے کسی نے کہا کہ نماز کے وقت میں ہم ایک جھنڈا کھڑا کر دیں گے پھر کہتے تھے کہ یہ رسم تو یہودوں کا ہے۔ اس کو نہیں کرنا چاہیئے۔ بعض نے کہا کہ شاخ میں سوراخ کر دیں گے اور اس پر پھونکیں گے تو اس آواز سے ہم نماز کے لئے حاضر ہوں گے بعض نے کہا کہ یہ طریقہ ملحدوں کا ہے اسی رات حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چالیس صحابہ کے ساتھ آذان کو خواب میں دیکھا جس طرح اب کہا جاتا ہے۔ انہوں نے یہ قصہ حضور انور ﷺ کے سامنے بیان کیا۔ حضور نے فرمایا کہ شب معراج میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اسی طرح تعلیم دیا تھا۔

اس وقت آذان کے الفاظ کم تھے جب لوگوں کے درمیان غفلت اور غافلی پھیل گئی تو کوفہ کے علماء نے حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کے الفاظ زیادہ کئے اور جب یہ شائع ہو گئے تو الصلوٰۃ خیر من النوم کا اضافہ کیا گیا۔ اور جو آذان میں مؤذن کافر ہو جاتا ہے وہ یہ ہے کہ آغاز میں الف کو مد کھینچے یا الف استفہام کا پہلے لائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اکبر کا را بڑا کھینچے کہ وہ اکبار کہے اور اکبار نام شیطان کا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اشہد کو مد کے ساتھ کھینچے یعنی اشہاد کہے یا الف کو حذف کر دے یعنی شہد کہے اس لئے کہ یہ ماضی کا صیغہ ہے اور اشہاد گواہ کرنے والوں کو کہا جاتا ہے تو اس کا معنی یہ ہوا کہ کسی نے گواہی دی ہے یا تم گواہ رہو یعنی خود اس قول سے دور ہو جاتا ہے۔ اور اشدھ صیغہ متکلم کا ہے یادر اشھد دو چشم کو بجائے حلقی میں تبدیل کرے یعنی اشحد کہے اور یہ معنی سے ظاہر ہوتا ہے یعنی اس نے لغوبات کہی یا یہ دو کلمے ہو جاتے ہیں چنانچہ اش کو اپنے آپ کو کہا جاتا ہے اور حد باز رہنے کو کہا جاتا ہے اور مخالفت کو بھی کہا جاتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ (المجادلة ۲۰)

بیشک وہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں۔

یعنی یخالفون تو اس طرح ان لوگوں نے کہا کہ خوش مخالفت کر رہے ہیں توحید باری تعالیٰ کی۔

چوتھی بات یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ بغیر شد کے کہے اس لئے کہ الا برائے اثبات کے لئے ہے مابعد کا اور ماقبل کی نفی ہے۔ اور بغیر شد کے بمنزلہ الیغایت کے لئے ہے کہ سرت من البصرۃ الی الکوفۃ کی طرح واقع ہوتا ہے تو معنی اس طرح ہوا کہ نہیں ہے باطل الہ یہاں تک کہ الہ حق بھی نہیں ہے اور یہ صریح کفر ہے۔

پانچویں بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تعریف کرنے والا کہتا ہے اس لئے کہ حضور ﷺ کا نام محمد ہے اور محمد اس کے لئے کہا جاتا ہے کہ خصائل پسندیدہ اس کے زیادہ ہو اور حمد تعریف کو کہا جاتا ہے اور محمد فتح سے اس طرح ہے اور محمد ثانی میم کے کسرہ سے خلاف مذمہ تو آپ کے نام مبارک میں تغیر واقع ہو جاتا ہے دوسرے نام سے اور محمد تعریف کہنے والے کو کہا جاتا ہے اور محامد تعریف کرنے والے کو کہا جاتا ہے تو اس میں بھی معنی کی تبدیلی ہے۔ یا کوئی محمد کو مہمد کہے اس لئے کہ مہمد آگ بجھانے کو کہا جاتا ہے۔

ایسا ہی پرانے لباس کو بھی کہا جاتا ہے۔ اور اگر کوئی راستے میں تیزی سے چلے اور خشک چیز کو بھی کہا جاتا ہے تو معنی میں بہت زیادہ فرق آجاتا ہے۔

چھٹی بات یہ ہے کہ حی کو اگر مد کے ساتھ کہا جائے تو حیا کو کہا جاتا ہے یعنی شرم کے ہے اور اگر ی کو بغیر شد کہا جائے تو معنی زندگی ہے اور معنی حیّ بغیر شد کے کسی چیز کے پاؤں پر کوئی چیز رکھنا ہے۔ تمام آذان میں تین مدہیں اور وہ تینوں لا الہ الا اللہ میں ہیں اور بعض مؤذنان الا اللہ کو الا الاح کہتا ہے تو اس میں بھی کفر ہے اس لئے دو چشم حق کو کہا جاتا ہے اور حلقیہ روشنی کو کہا جاتا ہے۔ اور بھاگے ہوئے اونٹنی کو بھی کہا جاتا ہے اور اس معنی میں زیادہ تبدیلی ہے۔

سامع کے احوال کا بیان مقرر ہے۔ اور جو کوئی آذان کے وقت باتیں کرتے ہیں تو قیامت کے دن اپنے اعمال نامہ پڑھنے میں تھک جائے گا اور جو کوئی وقت اقامت میں باتیں کرے گا تو نزع کے وقت میں اس کا زبان بند ہو جائے گا کہ کہنا بھی اس کو نصیب نہ ہو گا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد آذان دینے والا ہے نہ کہ سننے والا اور اگر کسی کو استبعاد نہ ہو کہ آذان کے وقت کس قسم کی باتیں چاہئے اس فقیر نے اپنی آنکھوں سے خود دیکھا ہے کہ ایک افغانی آذان دے رہا تھا اس وقت ایک

دیہاتی اس کے قریب سے گزر رہا تھا تو وہ آذان کے درمیان گھوما اور اس سے پوچھا کہ تم کہاں جارہے ہو اور اس کے بعد باقی آذان کو پورا کیا۔

ترغیب الصلوٰۃ میں مذکور ہے کہ سننے والے کو چاہئے کہ وہ کھڑے ہو جائے تو اس طرح اس کے ایک حال سے دوسرے حال کے تبدیلی میں جو گناہ اس سے سرزد ہو چکے ہوں وہ تمام گناہ اس کو معاف ہوں گے اور وہ اس طرح ہو گا جس طرح وہ اپنی والدہ سے پیدا ہوا ہے۔ اور آذان اور اقامت کے وقت اس کے لئے چاہئے کہ سننے والا ہر کلمہ سے اس کی موافقت کرے اور جب آذان ختم ہو جائے تو اپنے لئے دعا مانگے بے شک وہ دعا قبول ہو گی۔ چند جگہوں میں دعا مقبول ہوتی ہے افطار روزہ کے وقت اور بوقت سحر اور تیسری جگہ بارش کے وقت اور چوتھی جگہ حالت اضطرار اور درماندگی ہے کہ اس کا دل خفا ہو ان تمام جگہوں میں دعا قبول ہوتی ہے۔ اور جب مؤذن کہے اللہ اکبر سننے والا کہے گا:

مرحبا مرحبا بالقائلین عدلا و بالصلوۃ اھلا کبرت کبیرا و عظمت عظیما سبحان اللہ بکرۃ و اصیلا۔

اور جب اشھد ان لا الہ الا اللہ کہے سننے والا کہے رضینا باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا و بالقرآن اماما و بالکعبۃ قبلۃ و بالصلوۃ فریضۃ و بالمؤمنین اخوانا و بالصدیق و الفاروق و ذی النورین و المرتضی رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین اور اشھد ان لا الہ الا اللہ شاید کہ ادغام بغیر غنہ کے کہے یعنی نون کا اثر پیدا نہ کرے بلکہ الف کو لا کے ساتھ شد ہے اور جب اشھد ان محمد رسول اللہ کہے سننے والے کو چاہئے کہ دونوں انگوٹھوں کو دونوں آنکھوں پر رکھے اور ناخنوں کو دیکھے اور ان ناخنوں پر نظر رکھے اللہ تعالیٰ اس کے چار ہزار گناہ کبیرہ اس کے معاف کرئے گا۔

قرآن خوانی میں لکھاہے کہ یہ انگوٹھوں کو چومنا سنت ہے اس کو ترک نہیں کرناچاہیئے جو کوئی اس کام کو سرانجام دے گا تو قیامت کے دن اس کو حضور انور ﷺ اس طرح طلب فرمائیں گے جس طرح کسی سے کوئی گم ہو گیا ہو۔ اور یہ کہے کہ قرۃ عینی بک سیدی و مولائی یا یہ کہے کہ صدق رسول اللہ ﷺ اور بعض نے کہاہے کہ یہ آدم علیہ السلام کی سنت ہے کہ ایک دن اس نے آرزو کی اگر حضور ﷺ کے دیدار سے مشرف ہو جاؤں تو کیا اچھا ہو گا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اپنے دونوں ناخنوں کی طرف دیکھو جب اس نے دیکھا تو حضور ﷺ کے جمال کو اس میں مشاہدہ کیا تو اس نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو آنکھوں پر رکھا اور کہا صدق رسول اللہ ﷺ قرۃ عینی بک سیدی و مولائی اور جب حی علی الصلوٰۃ کہے تو سننے والا کہے لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور اگر حیّ کی جگہ ھیّ کہے بجائے دوچشمہ کو کہا جاتا ہے اور اس کے لئے کفر کا ڈر ہے۔ اس لئے کہ حی مقرر ہے اور اس کا معنی اونٹ بطرت گھاس کہا جاتا ہے اور جب حی علی الفلاح کہے سننے والا کہے ما شاء اللہ کان و مالم یشاء لم یکن اور جب الصلوٰۃ خیر من النوم کہے سننے والا کہے صدقت و بررت اللّٰھم نھینا عن نوم الغافلین و لا توفیق الا باللہ العلی العظیم اور اگر سننے والے یہ دعائیں نہیں جانتے ہوں تو یہ دعا پڑھے حقا یقینا صادقا خالصا لا الہ اللہ الواحد القھار رب السماوات و الارض و ما بینھما العزیز الغفار رب ھذہ الدعوۃ التامۃ و الصلوۃ القائمۃ أت محمد الوسیلۃ و الفضیلۃ و الدرجۃ الرفیعۃ و ابعثہ مقاما محمودا الذی وعدتہ و رزقنا شفاعتہ یوم القیامۃ انک لا تخلف المیعاد۔

مشارق کی شرح میں لکھاہے کہ بعدات کو تمام منصوب پڑھا جاتا ہے جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہے سننے والا کہے اقامہ اللہ ما دامت السماوات و الارض اللّٰھم انی اعوذ بک من شر الشیطان الذی یوسوس فی الصلوٰۃ۔

تیسرا علم روزہ ہے اور یہ میں اختصار سے بیان کرتا ہوں اگر زیادہ علم درکار ہو تو کتب فقہ سے معلوم کرے اور وہ جو کفارت کے متعلق کہا ہے کہ: کفارۃ الصوم ککفارۃ الظھار۔ روزے کا کفارہ ظہار کے کفارہ کی طرح ہے۔ بعض عوام لوگ تشبیہ تام کہتے ہیں یعنی ظہار میں کوئی اپنی بیوی سے جماع نہیں کرتا اور کفارت صوم میں یہ نہیں کرتا یہ محض غلط بات ہے اس لئے کہ ظہار کے کفارہ میں جماع منع نہیں ہے مگر وہ عورت جس کہ اس کی وجہ سے ظہار کیا گیا ہو پس اگر کسی کے دو بیویاں ہوں پس اس کے ساتھ جس سے ظہار کیا جماع نہ کرے اور دوسری بیوی کے ساتھ جماع حلال ہے۔ اور یہ تشبیہ اس وجہ سے ہے کہ کفارات بہت زیادہ ہیں جیسا کہ کفارہ قتل اور یمین کا کفارہ و ظہار اور روزہ پس یمین کے کفارہ کے لئے اختیار ہے کہ ایک غلام کو آزاد کرے یا دس فقیروں پر کھلائے یا ان کو کپڑے دیدیں جس سے ان کا بدن چھپ جائے اور طعام درمیانہ کھلانا چاہئے جس کو دہی اور چاول ہو۔ اور اگر ان تین چیزوں کی طاقت نہیں رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ تین دن روزے رکھے۔ اور جب کفارت صوم کفارت ظہار کے ساتھ اضافت کیا یہ اس سے ہے کہ کفارہ قتل غلام مؤمن کو آزاد ضروری ہے اور ظہار میں غلام آزاد کرنا ہے خواہ وہ غلام مؤمن ہو یا کافر خواہ اس سے تھوڑے عیوب بھی ہوں تو اس کے لئے جائز ہے پس کفارت روزہ کفارت کے حق میں کفارت ظہار کی طرح ہے۔

چوتھا فصل
علم حیض اور نفاس کے بیان میں

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اکثر مسلمان بھائیوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ فقہ کی کتب کا مطالعہ کریں لیکن صاحب دل لوگ اس علم کے جواب میں کیا اچھا جواب دیتے ہیں۔

جیسا کہ ایک شاعر کا قول ہے:

ای ترا دل دلیل نفس نفیس غم و نیت ہمیشہ بود انیس

گرندانی کم وزیادہ نفاس　　اکثر چہل شبانہ روز شناس
تابدین علم آشنائی نہ شوی　　ای پسر بہ کہ کدخدا نشوی
از سر جاہلی و نادانی　　پادرین رہ منہ کہ درمانی

اے کہ تمہیں دل دلیل ہے نفس نفیس غم اور نیت ہمیشہ ساتھی ہوتا ہے اگر تم نہیں جانتے ہو کہ نفاس کم مدت کتنا ہے اور زیادہ کتنا ہے تو اس کا اکثر چالیس دن ہوتے ہیں جب تک تم اس علم سے آشنا نہ ہو تو اے بیٹے یہ بہتر ہے کہ کہیں تم خدانہ بن بیٹھو۔

جاہلی اور نادانی سے اس راستے میں پاؤں نہ رکھو کہیں تم درمان نہ ہو جاؤ۔ اور یہ علم انتہائی مشکل علم ہے پس ہر آدمی کے لئے ضروری ہے کہ اپنی طاقت کے مناسبت سے جان سکے۔

اس کے بعد جان لو! اے فرزند کہ ہر چہار مذاہب حق ہیں اور اس کا جاننا فرض ہے اور ان کے درمیان اختلاف رحمت ہے نہ اختلاف عداوت سے کیونکہ اس اختلاف کو رحمت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اور حنفی مذہب والے کو یہ بات زیبا نہیں کہ وہ کہے کہ مجھے شافعی سے کیا کام ہے اس لئے کہ ضرورت کے وقت ایک مذہب والا دوسرے مذہب کے مسائل پر عمل کر سکتے ہیں۔

چنانچہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مسلک کے مطابق پیدل حج جائز نہیں تو عالم لوگ پیدل چلنے والا حاجی کو مذہب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر عمل کرتے ہیں اس کے مسلک میں زکوٰۃ شرط نہیں ہے اور جب وہ عرفات میں حاضر ہوتے ہیں تو پھر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مسلک پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

جب کسی تین طلاق شدہ عورت کے لئے کوئی حیلہ کرتا ہے تو اس کے لئے چاہئے کہ اس سے ایمان کے احکام اور ارکان کے متعلق پوچھے اگر اس کو جانتی ہو تو اس سے نماز کے احکام اور ارکان

پوچھے تا کہ بغیر حلالہ کے اس کا نکاح جدید کرے اگر اس ارکان واحکام کو بھی جانتی ہو تو اس کو مذہب امام احمد کے مطابق عمل کرے کہ اس کے مسلک میں حق تعالیٰ کو ذات وصفات سے جاننا فرض ہے اگر اس کو نہیں جانتی ہو تو نکاح جدید کرے اگر وہ بھی جانتی ہو تو پھر اس کے لئے حلالہ کرنا ضروری ہے۔ اگر کوئی کسی جنس کو غیر جنس غلہ میں سے فروخت کرتا ہے اگر ہاتھوں ہاتھ ہو تو جائز ہے اگر چہ زیادہ لے لے اور نسیاہ جائز نہیں ہے اگر گندم گھر کے اندر ہو اور جو گھر کے باہر ہو تو نسیہ میں داخل ہے اور اگر جنس جنس سے فروخت کرے اور ہاتھوں ہاتھ ہو تو جائز ہے اور اس سے زیادہ لینا جائز نہیں ہے اگر نیم سوختی ہو اگر کوئی کسی مثقال کو مثقال سے فروخت کرئے اگر چہ ایک مثقال میں زر زیادہ ہو یا ایک مثقال کے اندر کھوٹ ہو تو ضروری ہے کہ برابر لیا جائے اور زیادہ لینا جائز نہیں ہے اور اگر یہ نسیہ دیدیں تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کے نزدیک مطلق جائز نہیں لیکن متاخرین نے فتویٰ دیا ہے جواز پر اور اس مسئلہ میں مذہب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک پسندیدہ ہے۔

چنانچہ گھوڑے بقول امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ جائز نہیں ہے لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق جائز ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب نے ضرورت کی بناء پر فتوی حلال ہونے کا دیا ہے۔

اور شامل بیہقی میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ تین روز مرنے سے پہلے اپنے قول سے رجوع کیا تھا اور گھوڑے کے گوشت کو حلال کہا تھا۔ اس طرح ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف بوجہ مجبوری عمل کر سکتا ہے۔

اے فرزند جان لو! کہ دوستی چار مسالک کے ساتھ ضروری ہے چار یار کی دوستی کی طرح اپنے ہاتھ سے نہ جانے دے۔ اس لئے کہ شجرہ شریفہ شریعت کے باغوں کے باغبان ہیں اس وجہ سے انہوں کو کمال حاصل ہے۔

جیسا کہ کسی شاعر کا قول ہے:

اے کہ سرو سر فرازی دین حق راست شد
چار تن ہم از راہ تحقیق ہر یک باغبان

سرو سر فرازی حق دین کے لئے ہے اور یہ چار ہستیاں ہر ایک اس باغ شریعت کے باغبان ہیں۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا نام نعمان تھا۔

جیسا کہ شاعر کا قول ہے:

اعد ذکر نعمان لنا ان ذکرہ
ھو المسک ما کررتہ یتضوع

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ذکر دوبارہ کر کیونکہ اس کا ذکر مشک کی طرح ہے جتنا مکرر کیا جائے اتنی زیادہ خوشبو ہو گی۔ آپ کے والد کا نام ثابت تھا اور شرح مختصر امام محمد کوہستانی میں نقل کیا ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے کہ میرے بعد ایک شخص پیدا ہو گا اس کا نام نعمان بن ثابت ہو گا۔ اگر میں پیغمبری میں مبعوث نہ ہوتا تو وہ پیغمبر ہوتا پس اگر کوئی جس مذہب میں ہو تو وہ اپنے مذہب میں ہونا چاہئے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت کریمہ اس کی شان میں نازل ہوئی ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ (ابراھیم ۲۴)

کیا تم نے نہ دیکھا اللہ نے کیسی مثال بیان فرمائی پاکیزہ بات کی جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں۔

اس لئے کہ اس کی جڑ ثابت ہے اور فرع آسمان میں ہے کہ وہ اس کے ساتھ شکل میں آسمان پہنچ جاتا ہے اور ثابت بن زوطی بن مرزبان شجرہ میں ہے جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عمر آخیر یں پہنچ گئی تو ثابت نعمان کو گود میں اٹھایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے لے گیا اس نے آپ کے حق میں دعا کی اس نے سات آدمیوں سے علم حاصل کیا ہے ایک ان میں سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ عبد اللہ بن حسن زیرک اور عبد اللہ بن جزع زبیدی اور عبد اللہ بن ابی اوفی اور عبد اللہ بن ابی اوف اور ثالث الاقصع اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ اور بعض صحابہ عورتوں سے بھی علم حاصل کیا ہے جیسی عائشہ بنت عجوز اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے زیادہ علم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حاصل کیا ہے لیکن وہ اپنی فقہ کی نسبت حماد کی طرف کرتے ہیں اور آپ کے شاگردوں میں ابراہیم بن یزید تھا وہ شاگرد علقمہ کا تھا اور وہ اسود اور وہ قاضی شریح سے علم حاصل کیا تھا اور ان ہر دونے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے لیا تھا اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور انور ﷺ سے حاصل کیا تھا اور جب امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ دنیا سے رحلت فرما گئے تو وہ ستر سال کے تھے اور تاریخ ۱۵۰ھ تھی۔

مناقب ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ: روایت کیا گیا ہے کہ جب حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ حج ادا کر رہے تھے کعبہ تشریف لائے دو رکعات نماز پڑھی دو ستوں کے درمیان پہلی رکعت میں

دائیں پاؤں پر کھڑا ہوا کہ آدھا قرآن شریف اس میں ختم فرمایا جب رکوع اور سجدہ کیا دوسری رکعت میں بائیں پاؤں پر کھڑا ہوا کہ پورا قرآن شریف ختم کیا جب سلام پھیرا تو رونے لگا اور مناجات میں مشغول ہوا فرمایا:

الٰهی ما عبدناک حق عبادتک ولکن عرفناک حق معرفتک فهب نقصان عملی بکمال معرفتی فهتف هاتف من جانب البیت یا ابا حنیفة قد عرفت واخلصت المعرفة وخدمت واحسنت الخدمة فقد غفرناک ولمن تبعک وکان علی مذهبک الی قیام الساعة۔

اس کا معنی یہ ہے یعنی اے ذوالجلال ہم نے تیری عبادت نہیں کی جس طرح تمہاری عبادت کا حق ہے لیکن ہم نے تمہیں پہچانا جس طرح پہچان کا حق ہے تو میرے عمل کی کوتاہی مجھے معاف کرو اپنے کامل معرفت سے تو گھر کے ایک کونے سے ایک غیبی آواز آئی کہ اے ابا حنیفہ کہ تم نے پہچانا اور معرفت میں تم خالص ہو اور تم نے اچھی طرح خدمت سرانجام دی ہے بے شک ہم نے تمہیں بخش دیا اور جو تمہاری تابعدار ہو اور تمہارے مسلک پر ہو قیامت تک۔

نقل ہے کہ ایک دن حضور انور ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے ایک اعرابی آیا اور خرما کا ایک کاسہ آگے رکھ دیا اور عرض کیا کہ میں اس کو دور سے لایا ہوں جب حضور انور ﷺ نے آدھا خرما کھایا تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاؤں پر پڑے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ آپ اس کی تعبیر فرمایئے عرض کیا کہ میں نے دیکھا کہ ایک ستارہ آسمان سے زمین کی طرف آیا ہے اور اس کی روشنی سے تمام عالم منور ہوا ہے حضور ﷺ متفکر ہوئے حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ کا فرمان لے کر خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اولین اور آخرین کے اور اے دین اور دنیا کے سردار کہ حضرت ابن

مسعود رضی اللہ عنہ کے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ آپ ﷺ کے وصال کے اسی سال اور آٹھ دن بعد ایک آدمی کوفہ میں پیدا ہو گا اس کی کنیت ابو حنیفہ ہو گی وہ تمام دنیا کو علم کی روشنی سے منور کرے گا اور آپ ﷺ کی سنت کو کمال تک پہنچائے گا حضور انور ﷺ خوش ہوئے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلوایا اور اپنے منہ مبارک کا لعاب اس کے تالو میں ڈال دیا اور فرمایا کہ تمہاری عمر دراز ہو گی اور تم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لو گے میرا اسلام اس کو پہنچانا اور کہو کہ حضرت محمد ﷺ کا تحفہ تمہیں مبارک ہو اور آدھا خرما جو ہاتھ میں رہ گیا تھا اس کو ریشم میں لپیٹ دیا اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم دست بدست یہ خرما امانت دو یہاں تک کہ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ تک یہ پہنچ جائے جب حضور انور ﷺ دنیا سے وصال فرما گئے تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس امانت کو محفوظ رکھ دیا اور آخیر عمر میں اپنے شاگرد حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ کیا اور یہ قصہ بیان کیا جب حضرت علقمہ کے وصال کا وقت قریب ہوا اس نے اپنے شاگرد ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کو حوالہ کیا اور جب حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت قریب ہوا اس نے اپنے شاگرد حماد رحمۃ اللہ علیہ کو یہ امانت حوالہ کی حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت سات سال تھی وہ حضرت حماد رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہوئے اور اس کی عمر اسی سال ہو گئی تھی اس نے ایک سال اس سے سیکھا اور حماد رضی اللہ عنہ ہر روز یہ آدھا خرما صندوق سے نکالتے اور اس کے ہاتھ میں رکھ دیتا اور کہتے کہ اس خرما کے عطا دہندہ کے طفیل یہ خرما مجھے دکھادو۔

ایک دن حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اس کے قریب آئے اور فرمایا کہ وہ امانت میرے سپرد کرو اور اس کو کوئی دوسرا نہیں کھا سکتا حضرت حماد رضی اللہ عنہ نے وہ خرما آپ رضی اللہ عنہ کے حوالہ کیا اس وقت آپ رضی اللہ عنہ نے کھا لیا اور حضرت حماد رضی اللہ عنہ نے اس کا سر اپنی گود

میں رکھ دیا اور فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ آدھا خرما آپ رضی اللہ عنہ کی امانت تھی وہ میں نے تمہارے حوالہ کی تمہیں یہ مبارک ہو اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے خواب کا واقعہ بھی اس کو بیان کیا جب حضرت حماد رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے حج کا ارادہ کیا اور حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ حج کیلئے لے گئے مکہ میں ایک خیمہ دیکھا کہ اس کے گرد اگرد لوگوں کا ہجوم ہے ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب میں وہاں گیا تو اس میں ایک بوڑھے نورانی آدمی کو دیکھا میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں انہوں نے کہا کہ یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں میں آپ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور سلام کہا جب آپ رضی اللہ عنہ نے میری آواز سنی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آواز مجھے آشنا لگتی ہے اس نے مجھ سے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو میں نے جواب دیا کہ کوفہ سے فرمایا تمہاری کنیت کیا ہے میں نے کہا کہ ابو حنیفہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری آنکھوں کے پردوں کو اٹھاؤ تاکہ میں اس کو دیکھ سکوں یہ صاحب مذہب بزرگ ہیں اس وقت مجھے فرمایا کہ میرے قریب آؤ تاکہ تیری امانت میرے پاس ہے وہ میں تمہیں حوالہ کر دوں جب میں آپ رضی اللہ عنہ کے قریب گیا تو اس نے منہ کا پانی میرے منہ میں ڈال دیا اور فرمایا کہ یہ لعاب دہن حضرت محمد مصطفی ﷺ کا ہے جب میں نے وہ حلق سے اتارا تو بہت زیادہ حلاوت محسوس کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تم نے آب دہن کھایا تو تم کیا محسوس کرتے ہو اس کے متعلق مجھے بتاؤ حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے منہ کھول کر زبان کو آگے کیا اور عرض کیا کہ اے انس رضی اللہ عنہ اس وقت میں اس طرح اپنے آپ کو محسوس کرتا ہوں کہ اگر تمام دنیا کے حکمت اور علو مجمع ہو جائیں اور ہر ایک مجھ سے ہزار مسائل دینی پوچھے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ان کو صحیح جواب دوں گا اور نہ

میں کسی سے ڈرتا ہوں اور نہ کچھ اندیشہ ہے میں تمام لوگوں سے علم میں زیادہ ہوں اور میرا مسلک تمام دنیا میں پہنچ گیا۔

آپ کے مناقب کے متعلق میں نے پڑھا ہے کہ ایک جماعت یہودیوں کا بغداد آئی آپ رضی اللہ عنہ سے سوالات پوچھے اور ان تمام سوالات میں سے ایک سوال یہ تھا کہ دنیا میں ایک شہر ہے اور اس شہر میں ساٹھ محلے ہیں ان میں تیس محلے دن کی طرح روشن ہیں اور تیس محلے رات کی طرح اندھیرے میں ہیں اور ان میں سے ایک محلہ ہزار سے بہتر ہیں وہ شہر کونسا ہے اور وہ محلہ کونسا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ وہ شہر ماہ رمضان ہے کہ اس کے تیس دن روشن ہیں اور تیس راتیں تاریک ہیں اور وہ ایک محلہ تاریک ہزار مہینوں سے بہتر ہے وہ شب قدر ہے کہ لیلۃ القدر خیر من الف شہر کہ لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے جب آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بیان کیا تو وہ یہود مسلمان ہوئے۔

فوائد ظہریہ میں مسطور ہے کہ ایک دن ایک آدمی مسجد میں آکر سوال کیا کہ ایک آدمی کہتا ہے کہ میں جنت کا امین نہیں رکھتا اور دوزخ کی آگ سے نہیں ڈرتا ہوں اور مردہ اور خون کھاتا ہوں اور میں نے نہیں دیکھا ہے اس پر گواہی دیتا ہوں اور خدا سے نہیں ڈرتا اور عورت کا نکاح نہیں کرتا اور اس کی ساتھ صحبت حلال جانتا ہوں اور نماز رکوع اور سجدہ کے ساتھ نہیں پڑھتا اور فتنہ کو دوست رکھتا ہوں اور حق کو دشمن جانتا ہوں اور رحمت خدا سے بھاگتا ہوں یہود و نصاری کو سچ سمجھتا ہوں اور جنابت سے غسل نہیں کرتا۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے دوست مسئلہ امتحان میں تم کیا دیکھتے ہو انہوں نے کہا کہ یہ شخص کافر ہے۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دوستو کہ یہ شخص مسلمان ہے اور تبسم کیا اور فرمایا کہ جو کچھ اس نے کہا ہے صحیح ہے جو اس نے کہا ہے کہ جنت کا

امید نہیں رکھتا اور آگ دوزخ سے نہیں ڈرتا وہ خدا سے امید رکھتا ہے اور اس سے ڈرتا ہے اور جو کہا ہے کہ مردہ اور خون کھاتا ہوں وہ مچھلی کا گوشت ہے اور اس کا جگر بھی کھاتا ہے اور جو کہا ہے کہ جو میں نے نہیں دیکھا ہے اس کی گواہی دیتا ہوں وہ کلمہ شہادت ہے کہ کہتا ہے اور نہ اس نے خدا اور اس کے رسول کو نہیں دیکھا ہے اور جو کہا ہے کہ خدا سے نہیں ڈرتا یعنی میں ظلم نہیں کرتا اور جو کہا ہے کہ عورت سے نکاح نہیں کرتا اور اس کے ساتھ صحبت حلال جانتا ہوں یعنی اس کی لونڈی ہے اور لونڈی کے ساتھ صحبت بغیر نکاح کے جائز ہے اور یہ جو کہا ہے کہ میں فتنہ کو دوست رکھتا ہوں یعنی فرزند اور مال کو دوست رکھتا ہوں اور جو کہا ہے کہ حق کو دشمن جانتا ہوں تو وہ موت ہے اور جو کہا ہے کہ رحمت خدا سے بھاگتا ہوں تو یہ بارش ہے اور جو کہا ہے کہ یہود و نصاری کو صحیح جانتا ہوں تو اس قول کی طرف اشارہ ہے:

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَى عَلَى شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ (البقرة ۱۱۳)

اور یہودی بولے نصرانی کچھ نہیں اور نصرانی بولے یہودی کچھ نہیں۔

اور جو کہا ہے کہ جنابت سے غسل نہیں کرتا یعنی وہ تیمم کرتا ہے اس وقت جب پانی موجود نہ ہو۔ اور ایسے دوسری جگہوں میں نقل ہے کہ ایک دن ایک یہودی اس کے ساتھ ہوا اس نے یہودی کو کہا کہ تم دین محمد کو کیوں قبول نہیں کرتے اس نے کہا اے امام المسلمین کہ میں بھوکا ہوں اور اگر دین محمد سچ ہو تو دعا کرو کہ ایک خوانچہ آسمان سے اتر آئے اور ہم دونوں اس طعام کو کھائیں گے اس وقت میں دین محمد ﷺ کو قبول کروں گا ان کلمات کے ساتھ اس نے وعدہ کیا حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے دو رکعات نماز پڑھی اور زمین پر اپنا منہ رکھا اور عرض کیا یا اللہ مجھے اس بیگانہ کے سامنے شرمندہ نہ کر تو خوانچہ آیا یہودی نے کہا کہ سر اٹھاؤ ہم اس طعام کو کھائیں دونوں نے

پیٹ بھر کر کھایا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ تم اپنا وعدہ پورا کرو ایمان لے آؤ اس نے کہا کہ اے امام صبر کرو کہ میں بھی دعا کروں اگر تمہارے مثل خوانچہ نہیں آیا تو میں مسلمان ہو جاؤں گا یہودی ہوشیار تھا اس نے اپنے دونوں قدموں کو امام اعظم کے قدموں پر رکھ دیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اس کے ہاتھوں پر رکھ دیا اور کہا کہ اے اللہ اس امام صاحب کے وسیلہ سے اس طرح خوانچہ نازل فرما تو دوسرا خوانچہ آیا امام صاحب حیران ہوا یہودی نے کہا کہ اے امام صاحب تمہارے دو کرامات کو میں نے دیکھا ایک وہ جو تم نے ظاہر کیا اور دوسرا جو میں نے ظاہر کیا میں نے تمہیں شفیع بنا کر پیش کیا تو میرا کام پورا ہوا اس وقت وہ فوراً مسلمان ہوا۔

دوسری بات یہ ہے کہ چالیس سال وہ رات کو نہ سوئے بلکہ عشاء کے وضو سے وہ صبح کی نماز ادا کرتے۔ اس نے ایک ہزار تین سو اسی مسائل کے جوابات دیئے ہیں۔ اور چار ہزار مسائل میں توقف اختیار کیا ہے پہلا مسئلہ دہر کا ہے دوسرا مسئلہ خنثی مشکل کا ہے تیسرا مسئلہ کافروں کے بچوں کے مقام کا ہے کہ وہ جنت میں ہوں گے یا دوزخ میں۔ اس لئے کہ انہوں نے نیک عمل نہیں کئے ہیں کہ اگر میں کہوں کہ جنت میں ہیں اگر کہوں کہ دوزخ میں ہیں تو انہوں نے برا عمل نہیں کئے ہیں تو اس سے توقف کرنا بہتر ہے۔ چوتھا مسئلہ ختنہ کا وقت ہے اگر میں کہوں کہ چھوٹی عمر میں چاہیئے تو اس کو درد کا سبب بنے گا اور اگر کہوں کہ بڑی عمر میں چاہیئے تو عورت کو اس کا دیکھنا جائز نہیں کہ نظر کرنے والا اور جس کو وہ نظر کرتا ہے دونوں لعنتی ہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ چھوٹی عمر میں ختنہ کرنا اچھا ہے اور لبوں کے بالوں کو کاٹنا مسلمان میں زیادہ ثواب ہے ختنہ کرنے سے یہ مسلمان کی علامت ہے اور دوسرا افضل وبزرگی کا ہے۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ وہ ہستی ہیں جنہوں نے چار ہزار شاگردوں کو درجہ فتویٰ تک پہنچایا۔

نقل ہے کہ اس زمانہ کے بد بختوں میں ایک نے امام صاحب سے مباحثہ کیا تا کہ امام غصہ ہو جائے اس کے دوستوں نے کہا کہ وہ غصہ نہیں ہوتا اس بد بخت نے کہا کہ میں اس سے امتحان کی غرض سے وہاں جاتا ہوں تو امام صاحب کے دروازہ تک گیا اور دروازہ کھٹکایا امام صاحب نکلے تو اس نے کہا کہ میرا تیرے ساتھ کوئی کام نہیں ہے پھر وہ دوبارہ کھٹکایا دوبارہ وہ نکلے اس نے دوبارہ یہ بات کہی پھر تیسری بار پھر دروازہ کھٹکایا جب نکلے تو اس نے کہا کہ میں اس لئے تیرے پاس حاضر ہوا ہوں کہ تم سے مسئلہ دریافت کروں آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ پوچھو اس نے کہا کہ آدم کی منی کس طرح ہوتی ہے اس نے جواب دیا کہ جب پیٹ میں ہوتی ہے وہ ترش ہوتی ہے اور جب باہر نکل جائے تو تلخ ہوتی ہے پھر اس نے کہا کہ تم نے پھر اس کو چکھا ہے **نعوذ باللہ من ھذا القول الشدید** امام صاحب نے فرمایا کہ نہیں بلکہ روایت میں میں نے ایسا دیکھا ہے۔ اس کے بعد کہا کہ سنا ہے کہ تمہاری ماں بھی ہے اس نے کہا ہاں اس نے کہا کہ وہ بہت حسین ہے کہ اس کا چہرہ اس طرح خوبصورت ہے اور پاؤں بھی اور اس کی زلفیں اور دانت اور ہونٹ اور منہ اس طرح خوبصورت ہے یہاں تک کہ اس بد بخت نے اندام نہانی کا بھی ذکر کیا تو امام صاحب نے جواب میں فرمایا کہ جو کچھ ہے خدا نے اس طرح پیدا کیا ہے اس نے کہا کہ میرا مطلب اس سے یہ ہے کہ میں اس سے نکاح کروں آپ نے جواب دیا کہ وہ خود اپنے نفس کی مالک ہے اس سے پوچھوں گا جب وہ واپس ہوا تو اس بد بخت کا سر تن سے جدا ہوا اور زمین پر گر گیا تمام لوگ حیران ہوئے انہوں نے پوچھا کہ یہ کیا تھا امام صاحب نے فرمایا کہ یہ میرے صبر کا تیغ تھا کہ اس کو مارا۔

نقل ہے کہ آپ کے قریب ایک یہودی رہتا تھا وہ ہر روز صحن میں جاڑو لگا کر امام صاحب کے صحن میں ڈالتا تھا حضرت امام صاحب اس گند کو اٹھا کر باہر پھینک دیتے ایک دن حضرت امام محمد رحمۃ

اللہ علیہ وہ بادشاہ زادہ تھا وہ مدرسہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس یہودی نے وہ گند امام صاحب کے صحن میں ڈال دیا حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے برا بھلا اس کو کہا اور اس پر سخت غصہ ہوا اور چاہتا تھا کہ اس کو تعزیر دے جب حضرت امام صاحب کو اس بات کی خبر ہوئی آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے فرزند ستر سال سے ہمیشہ یہ حرکت کر رہا ہے اور اس کو برداشت کرتا ہوں اس لئے کہ ہمسایہ کا حق ہوتا ہے اور تم ایک مرتبہ اس کی اس حرکت سے رنجیدہ دل ہوئے جب وہ یہودی اس بات سے خبردار ہوا تو فوراً مسلمان ہوا۔

اور یہ بھی نقل ہے کہ آپ کے قریب میں اس کی بیٹی رہتی تھی کہ بغیر رات کے وہ دن میں نہیں نکلتی تھی اور جب رات کو نکلتی تھی تو سیڑھی سے وہ ایک ستون کو کھڑی ہو کر دیکھتی تھی اس کو پتہ نہیں تھا کہ یہ کوئی آدمی ہے آپ کے وصال کے بعد جب وہ باہر گئی اسی ستون کو نہیں دیکھا تو اپنے باپ سے پوچھا کہ امام صاحب کی زندگی میں یہاں ستون تھا لیکن وہ آج نہیں ہے باپ نے جواب دیا کہ اپنے باپ کی روح وہ ستون امام اعظم تھا جو نماز میں کھڑا ہو کر ستون تمہیں دکھائی دیتا تھا۔

آپ کے مناقبوں میں سے ایک مناقب یہ ہے کہ ماہ رمضان ایکسٹھ ختم قرآن شریف کے کرتے تھے ایک ختم دن کو کرتے اور ایک ختم رات کو کرتے اور ایک ختم تراویح میں کرتے۔

آپ کے مناقبوں میں سے ایک مناقب یہ ہے کہ وہ کبھی آسمان اور سورج کو نہیں دیکھتے تھے فرماتے کہ افسوس گزشتہ عمر پر ہے کہ سورج اور آسمان کے ساتھ میں نہیں رویا۔

اس لئے کہ میں نے کوئی ایسی روایت نہیں دیکھی تھی جس میں حضور انور ﷺ سورج اور آسمان کے ساتھ رویا ہو۔ اس لئے کہ یہ دونوں مؤنث معنوی ہیں اور آسمان ستاروں کی زینت سے مزین ہے۔ آپ کے باقی مناقب یہ ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایاہے کہ جس شخص نے اپنا شلوار نا محرم کے لئے نہیں کھولا ہو اگر کسی عورت کو دردزہ ہو جائے اور وہ اپنے گھر کے روشندان سے اسی شخص کو دیکھے تو دردزہ سے فوراخلاصی پائے گی پس اللہ تعالیٰ نے امام صاحب کو پاک پیدا کیا تھا کہ اس نے کبھی کسی نا محرم پر نہیں ڈالا تھا اور جب کسی عورت کو دردزہ پیدا ہو تا تو اس کو روشندان سے دیکھ کر دردزہ سے چھٹکارہ پاتی۔

نقل ہے کہ ایک دن وہ کسی راستہ پر جارہے تھے کہ ایک بچہ اس کے ساتھ ہمراہی بن کر جارہا تھا امام صاحب نے فرمایا کہ اے بچہ پاؤں کو احتیاط سے رکھو تا کہ تم پھسل نہ جاؤ بچے نے کہا کہ اگر میں گر گیا تو پھر اٹھوں گا لیکن اگر تم پھسل گئے تو تمام عالم پھسلاؤ گے اور وہ تمام لوگ ہلاک ہو جائیں گے امام صاحب سمجھ گئے کہ بچہ ہوشیار ہے اس لئے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایاہے کہ: ذلّ عالم ضلّ عالَم۔ عالم کا پھسلنا عالم کا گمراہ ہوناہے۔ پس امام صاحب روئے اور غمگین حالت میں اپنے دوستوں سے ملے تو آپ رضی اللہ عنہ سے کیفیت احوال پوچھا پھر ظاہر کیا اور امام صاحب نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک اپنے علم کے اندازہ پر فتویٰ دیا کرے اس لئے کہ شریعت کا راستہ بہت سخت ہے اور دور دراز ہے اس کو بعد اختلاف پیدا ہوا۔

دوم مناقب امام شافعی رحمۃ اللّٰہ علیہ

آپ کا شجرہ یہ ہے عبد اللہ بن محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافعی بن شاہب بن عبید بن یزید بن ہاشم بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن عبد المناف۔

آپ کی ولادت ایک سو چھپن ہجری میں ہوئی آپ کی عمر چوّن برس تھی جمعہ کے دن وصال فرما گئے اور مصر میں دفن ہوئے رحمۃ اللہ علیہ آپ نے علم مالک بن انس اور محمد بن الحسن اور بشر بن عباس اور اس کے ساتھیوں سے حاصل کیا جو موصوف ہیں مسلم بن خالد بن مسلم الزنجی اس نے

خلف بن ایوب سے حاصل کیا اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے بعد آپ کے صحابہ میں دیا تھا پھر ان کے بعد تابعین میں اس کے بعد ابو حنیفہ میں اور آپ کے ساتھیوں میں پس جو چاہے تو خوش ہو اور جو چاہے تو خفا ہو۔

نقل ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اتنا ذاکر تھے کہ کسی وقت بھی اپنا سر ذکر کے ہلانے سے قرار نہ کرتا۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک حجام کے پاس گئے کہ مونچھوں کو ٹھیک کر دے تو حجام نے کہا کہ اے امام اپنے ہونٹوں کو مت ہلاؤ ورنہ تمہارے ہونٹ کٹ جائیں گے پس آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہونٹوں کو کٹ ہونا بہتر ہے نہ کہ اپنے ہونٹوں کو ذکر کرنے سے روک دو۔ کتابوں میں یہ بھی ذکر ہے کہ آپ تین سال تک اپنی والدہ کے پیٹ میں تھے جب آپ کی ولادت کا وقت قریب ہوا تو والدہ پر نزع کے آثار ظاہر ہوئے اس لئے کہ بچے کے دانت تین سالوں میں بڑے ہوئے تھے اور اس وقت امام اعظم رضی اللہ عنہ وصال فرما گئے تھے تو ان کا جنازہ اس کے گھر کے قریب جا رہا تھا تو آپ کی والدہ نے روشن دان سے جب اس کا جنازہ دیکھ لیا فوراً امام شافعی پیدا ہوئے اس لئے اس کا نام شافعی ہے کہ امام ابو حنیفہ کی شفاعت سے پیدا ہوئے۔

آپ کے مناقب میں لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل کو تین لاکھ احادیث یاد تھیں مگر وہ اکثر اوقات امام شافعی کی خدمت میں حاضر ہوتے اور مسئلہ کے متعلق سوال کرتے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہبوڑھا تھے اور اس وقت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت جوان تھے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی ننگ وعار سمجھ جاتے اور عرض کرتے کہ اے امام تمہیں تو تین لاکھ احادیث یاد ہیں تو اس بچہ کے پاس جانا کیوں کرتے ہو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اے میرے ساتھیو میں جانتا ہوں کہ میں مسئلے کا پوست جانتا ہوں اور مغزوہ جانتے ہیں۔

نقل ہے کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کے ساتھ فوراامام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بیان کرتے ہیں اور امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما کیوں نہیں لاتے ان کے اقوال کبھی کبھی لاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کی والدہ بہت زیادہ خوبصورت تھیں اور وہ جوانی میں بیوہ ہو چکی تھیں وہ چاہتے تھے کہ حضرت امام یوسف کے ساتھ اس نکاح ہو جائے اور اس میں کوئی عار بھی نہیں تھی۔ ایک دن حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے خود حضرت امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے بات کی کہ میری ماں یہ چاہتی ہے اگر امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ خود اس کو دیکھیں تو بہتر ہو گا ایک دن گھر کے روشن دان سے اس کو دکھایا گیا حضرت امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے قبول کیا جب اس کے ساتھ نکاح ہوا وہ اس کے حوالہ ہو گئی اس رات امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کی کہ یارب اس رات کو بڑا کر دے کہا گیا ہے کہ وہ رات بارہ سال کی ہو گئی اور باقی لوگوں پر وہ ایک رات تھی۔ امام شافعی امام اعظم رضی اللہ عنہ کے کتب خانہ میں آئے اور وہ کتابیں حضرت امام یوسف کے سامنے تھیں ان کتب کا مطالعہ کیا اور جہاں مخالفت ہو جاتی وہاں مخالفت ظاہر کی اس وجہ سے وہ دنیا میں زیادہ مشہور ہوئے۔ اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بعد آپ ہی تھے کہ اطراف عالم کو اپنے مسلک میں داخل کیا۔

مناقب حضرت امام مالک

آپ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما تھا۔ بچپن کے دنوں میں آپ آٹھ سال عیال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور وہاں یہ مفتی اصحاب بنے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں خرما درخت کے نیچے خرما کو اٹھاتا اور اس سے کھاتا تھا کہ حضور انور ﷺ تشریف لائے میں نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ ان خرما سے کھاؤں حضور انور ﷺ

نے تبسم فرمایا اور اپنا ہاتھ مبارک میرے پیٹ پر رکھا اور فرمایا اشبع بطنک اپنا پیٹ بھر دو اس پر تمہارا ماخذہ نہیں ہو گا۔ تو درخت سے خرما کو اتنا جمع کیا کہ امان اور کھایا۔

ایسا دوسرا واقعہ ہے کہ حضور انور ﷺ سوار ہو کر تشریف لائے اور حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسا کہ بچوں کی عادت ہوتی ہے دونوں نے آپ ﷺ کا استقبال کیا حضور انور ﷺ نے مجھے پیچھے سوار کیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آگے اپنی گود میں بٹھایا۔

مناقب حضرت امام احمد بن حنبل

کہا گیا ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ مرہ میں گوشہ نشین تھے کہ ضرورت کے علاوہ باہر نہیں جاتے اے فرزند چہار مسالک کو حق جانو اور ان کی حقیقت میں شک مت لاؤ۔ یہاں تک کہا گیا ہے کہ اگر کوئی ان چار مسالک سے منکر ہوا کافر ہوتا ہے۔ اس لئے کہ شرع کے چار ارکان ہیں اور یہی چار مذاہب ہیں اور جو کوئی ان چار سے خارج ہے وہ خوارج میں شمار ہے۔

پس جان لو کہ ایمان حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق مجمل سند کے ساتھ اس طرح ہے کہ کہے کہ میں نے دین مسلمانی کو قبول کیا اور وہ جو ذکر ہے کہ میں بیزار ہوں کفر اور کافری سے۔ اور یہ بھی مروی ہے: الایمان اقرار باللسان و تصدیق بالقلب والاعتقاد بالجنان۔ جنان دل کے درمیان کو کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ اس میں اپنی جگہ سے تغیر کو قبول نہیں کرتا۔ اور وہ جو کہا گیا ہے کہ اصل میں تصدیق ہے اور وہ تصدیق دل سے وابستہ ہے چنانچہ اگر دل میں ناشائستہ باتیں گزر جائیں اور دل اس کا مطمئن ہوتا کافر نہیں ہوتا۔ اور قلب بدلنے والی چیز کو کہا جاتا ہے کہ اکثر اوقات دل میں ناموافق اندیشہ گزر جاتا ہے لیکن جنان اس کو دخل نہیں دیتا اور کافروں کے جنان نہیں ہیں کیونکہ اگر ان کے دلوں میں مسلمانی کا اندیشہ گزر جائے لیکن جب اصل نیت ان کا غلط ہے ایمان حضرت امام شافعی کے نزدیک اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب اور اعتقاد بالجنان اور عمل بالارکان

ہے۔اس کے قول کے نزدیک نماز جنازہ بے نماز پر جائز نہیں مگر متاخرین علماء اور ان کے اصحاب نے فتویٰ نماز جنازہ کے جواز پر دیا ہے تا کہ اہل سنت و جماعت کے خلاف نہ ہو جاء۔ واللہ اعلم۔

چوتھی فصل
ذکر کے بیان میں

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ (النساء ۱۰۳)

تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے۔

اگر چہ یہ آیت کریمہ نماز کی شان میں نازل ہوئی ہے حالت جنگ میں لیکن کلام اللہ ہر چیز کا اصل ہے ہر طرف علماء اس سے دلیل لاتے ہیں مگر یہ خیال کرنا چاہیئے کہ معنی غلط نہ ہو جائے کیونکہ یہ خیال کرنا بھی کفر ہے۔

جیسا کہ شاعر کا قول ہے:

جمیع العلم فی القرآن لکن ۔۔۔ تقاصر عنہ افہام الرجال

تمام علوم قرآن میں ہیں لیکن لوگوں کے افہام اس سے قاصر ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الْخَنَّاسِ (۴) الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ (۵) مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ (الناس ٦)

شیطان لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں۔

تفسیر منیر میں اس آیت کریمہ کے متعلق تحریر کیا ہے کہ خناس شیطان کا نام کہ آدمی کے دل پر اپنا منہ رکھا ہوا ہے۔ اور اس میں اپنا لعاب پلید ڈالتا ہے تو مؤمن کے دل میں ہر قسم گناہوں کا وسوسہ ڈالتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو خناس اس سے بھاگ جاتا ہے اس شیطان سے نجات

کا سبب ذکر اللہ ہے۔ تو ہر بندے پر لازم ہے کہ اللہ پاک کا نام فراموش نہ کرے۔ اور جو کوئی شیخ اور سالک ہونے کا دم مارتا ہے اس پر فرض ہے کہ ہر سانس میں اللہ کا ذکر کرے اور اللہ کے ذکر کو فراموش نہ کرے۔ کل نفس اذ خرج بغیر ذکر اللہ فھو میت۔ ہر سانس اگر اللہ کے ذکر کے بغیر لیا جائے تو وہ مردہ ہے۔ اس لئے اگر کہ اگر اللہ کا نام فراموش ہو جائے تو شیطان ہر قسم کے گناہ اور حرص اور کینہ اور خواہشات اس کے دل میں ڈالتا ہے تو مراتب مشائخ سے نکل جاتا ہے گناہوں کے سبب سے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

من اعرض عن ذکری ای عن القرآن فان لہ معیشۃ ضنکا ای ضیقا وعن ابی جبیر ای نسلبہ القناعۃ حتی لا یشبع فمع الدین التسلیم و القناعۃ و التوکل فیکون حیواتہ طیبۃ ومع الاعراض الحرص و الشح فعیشہ ضنک و حالہ مظلمۃ کما قال بعض المتصوفۃ لا یعرض احدعن ذکر ربہ الا اظلم علیہ وقتہ وتشوش علیہ رزقہ۔

جس نے میرے ذکر سے اعراض کیا یعنی قرآن سے تو اس کی زندگی تنگ ہو گی یعنی تنگ اور حضرت ابی جبیر سے روایت ہے کہ ہم ان سے قناعت کو سلب کریں گے یہاں تک کہ وہ نہیں سیر ہوں گے پس جو دین سے وابستہ ہو اور قناعت اور توکل سے تو ان کی زندگی اچھی زندگی ہو گی اور اگر اعراض اور حرص و بخل سے ہو تو اس کی زندگی تنگ ہو گی اور اس کا حال تاریک ہو گا جیسا کہ بعض تصوف والوں نے کہا ہے کہ اللہ کے ذکر سے کوئی اعراض نہیں کرتا مگر وہ کرتا ہے کہ اس پر وقت کی تاریکی ہو اور رزق کا تشوش ہو۔

تفسیر مدارک میں ہے:

من عینہ التشویش۔

پس مشوش ہونا یہاں سے معلوم ہوا کہ اگر صاحب ذکر ذکر کو چھوڑ دیں تو رزق سے محروم ہو گا اور مشائخ کے احول سے منع ہو گا پس سالک کے لئے ذکر کے علاوہ کوئی کام نہیں چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

وَاذْکُرْ رَبَّکَ إِذَا نَسِيتَ (الکھف ۲۴)

اور اپنے رب کی یاد کر جب تو بھول جائے۔

یعنی جب آنکھ جھپک کے برابر ذکر بھی سالک اور طالب سے فراموش ہو جائے تو اس وقت پر افسوس کرے اور اللہ کو پھر یاد کرے۔ اور اس کے بعد اللہ کا ذکر کرنا ہے۔ جان لو! کہ ذکر کے چار اقسام ہیں۔ ذکر عام اور ذکر خاص اور ذکر خاص الخاص اور چوتھا ذکر خاص الاخص۔ ان میں سے پہلا ذکر عام ہے اور وہ موافقت شرع کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِكُمْ (النساء ۱۰۳) کے تحت تفسیر حسینی میں اس آیت کریمہ کا یہ معنی کیا ہے۔ کہ ہر قیام اور قاعدہ اور ہر حرکت اور نظر اور قدم اگر شرع کے موافق جاری ہو تو یہ تمام ذکر خدا میں داخل ہے اس لئے کہ اگر وہ خدا کو بھول گئے ہوں گے تو خلاف شرع حرکت اس کے وجود سے ظاہر ہوتے ہیں جب وہ شرع کے خلاف ہیں پس گویا انہوں نے کسی حال میں اللہ کو فراموش نہیں کیا ہے پس اگر مؤمن تلاوت قرآن کرے یا روزہ رکھے اور یا نماز پڑھے یا نہی پر عمل کرے گویا وہ ہمیشہ کے لئے ذکر میں ہے اس لئے کہ وہ حق شناس ہے کہ خلاف امر کام نہیں کرتا۔

حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے:

حرکۃ الطاعۃ دلیل المعرفۃ کحرکۃ الجسم دلیل الحیات۔

طاعت کی حرکت معرفت کی دلیل ہے جس طرح جسم کی حرکت زندہ ہونے کی دلیل ہے۔

دوم ذکر خاص: جان لو کہ ایک طائفہ اللہ کی یاد اور مراتب کے طلب میں ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ (العنکبوت ٦٩) اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے اور بیشک اللّٰہ نیکوں کے ساتھ ہے۔ پس وہ پہلے شریعت پر مستقیم ہوتے ہیں اس کے بعد ہر لذت دنیاوی جیسے کہ مال اور فرزند اس کے سامنے پیش ہو جائے تو تکلیف سے وہ اس سے گزر جاتے ہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا (الکھف ۴٦)

مال اور بیٹے یہ جیتی دنیا کا سنگھار ہے اور باقی رہنے والی اچھی باتیں ان کا ثواب تمہارے رب کے یہاں بہتر اور وہ امید میں سب سے بھلی۔

اس لئے کہ انہوں نے ہر نفسانی خواہشات دنیاوی کو اللہ تعالیٰ کے لئے فراموش کئے ہیں اگر اس مردار کی طرف التفات کرتے تو ان کے لئے حضوری نصیب نہ ہوتی جو ذکر بغیر حضور کے ہو وہ فائدہ اور نتیجہ نہیں دیتا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ (الکھف ۲۴)

اور اپنے رب کی یاد کر جب تو بھول جائے۔

تمام ماسوی اللہ کو اگر ایسا نہیں تو تمہیں ذاکر نہیں کہا جائے گا۔ اور ذاکر اسے کہا جاتا ہے کہ اس کا ظاہر اور باطن ذکر میں اس کے ساتھ برابر ہوتے ہیں۔

چنانچہ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت شیخ علی ترمذی قدس سرہ نے فرمایا:

ذکر اللسان بغیر ذکر القلب لقلقۃ و ذکر القلب بغیر حضور الرب وسوسۃ۔

زبان کا ذکر بغیر ذکر قلب کے بے سیاد گوئی ہے اور دل کا ذکر بغیر حضور رب کے وسوسہ ہے۔

اگرچہ لسانی ذکر کا ثواب بہت زیادہ ہیں۔ چنانچہ منقول ہے کہ مردے کہتے ہیں کہ یا اللہ ہمیں دوبارہ زندگی دے تاکہ ہم تمام عمر میں ایک بار کلمۃ اللہ کہیں۔ صاحبان کا قول ہے جب کہ دل سے ذکر نہ ہو تو اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ ہزار بار ذکر جو دل سے نہ ہو صرف زبان سے ہو اور ایک بار ذکر دل سے یہ اس سے بہتر ہے۔ اور جو ہمیشہ حضور سے ہو تو وہ ذکر بغیر حضور کے کس طرح ادا ہو گا۔ چنانچہ نتیجہ موصود ہوتا ہے اور وہ اس کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ پس جو ذکر والے ہوتے ہیں تو وہ ذکر لسانی کو ترجیح نہیں دیتے اور جو حاضران ذکر ہوتے ہیں وہ ذکر قلب کو ترجیح نہیں دیتے۔

حضرت شیخ نے فرمایا کہ جوانی کے وقت میں ملک ہندوستان میں طالب علم تھا تو مانکپور کے گرد ونواح میں ایک محقق اور مدرس شیخ سیکونہ میں نے پالیا تاکہ اس سے کافیہ اور ہدایہ اور وقایہ اس کے سامنے پڑھوں اس کے بعد میں نے شیخ کو ذاکر پایا میں نے چاہا کہ اس سے تلقین ذکر کروں حضرت شیخ نے التفات نہ کیا اور کہا کہ مجھے دست انابت دینا زیادہ بعید نظر آتا ہے اس لئے کہ اس راہ میں بہت خطرات ہیں میں بھی پیر رکھتا ہوں آؤ کہ میں تمہیں اس کے پاس لے جاؤں۔ شیخ نے فرمایا کہ اس نے مجھے شیخ سالار کے سپرد کیا یہاں تک کہ میں اس درجہ تک پہنچا اور حضرت شیخ سیلونہ کے متعلق فرماتے تھے کہ وہ ذاکر تھے ایک دن وہ بالا خانہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اس پر ذکر کا غلبہ ہوا کہ وہ بام سے نیچے گر گیا اس کے وجود کو کوئی تکلیف نہ پہنچی۔ فرمایا کہ جب وہ درس بھی دیتے یا نیند کرتے اس کے تین انگلیاں تسبیح کرتے ہل جاتے تھے وہ بیان مسائل میں مصروف تھے اور لوگوں کو امر بالمعروف کرتے

ان لوگوں میں سے ایک کے دل میں یہ خطرہ لاحق ہوا کہ شیخ غافل ہو گا اس وقت اس نے کہا کہ میں غافل نہیں ہوں مرید شرمندہ ہوا۔ ایک دن وہ خواب میں تھا کہ مرید کے دل میں یہی خطرہ لاحق ہوا پھر شیخ نے کہا کہ غافل نہیں ہوں۔

تیسری قسم ذکر خاص الخاص کا ہے

جان لو کہ بدن میں آدمی کے لئے تین چیزوں کے لئے تین قسم رزق مقرر ہے۔ چنانچہ نفس کے لئے کھانا اور پینا رزق ہے سر کے لئے مشاہدہ رزق ہے اور دل کے لئے ذکر رزق مقرر ہے۔ جب طالب کمال درجہ سے استغراق پہنچے تو نفس کھانے پینے سے اور سر مشاہدہ اور دل ذکر سے منع ہو جائے کہ وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ (الکھف ۲۴) اور اپنے رب کی یاد کر جب تو بھول جائے۔ ان کے مذہب میں ای نسیت الاکل والشرب والمشاھدۃ والذکر جب تم کھانا پینا اور مشاہدہ اور ذکر کو بھول جاؤ۔ پس یہ حقیقت مذکور سے پہنچ جائے اور اگر ایسا نہ ہو تو مہجوری ذاکر کے حضور میں یہ زیبا نہیں ہے جب ان مراتب سے واپس ہو جائے تو تکلیف ہوتی ہیں ان لوگوں کے لئے پھر وہ تلاش کرتے ہیں۔ فقیر کا ایک بھائی تھا تو وہ سردی کے موسم میں پسینہ پسینہ ہو جاتا اس سے میں نے یہ کیفیت پوچھا تو یہ حالت ہر وقت کس طرح ہو سکتی ہے۔ اے بھائی کہ صوفی صاحب وقت ہوتا ہے یہ مراتب میرے تکلیف کی وجہ سے ہیں اگر میں تمام عمر بھی درد سے رہوں۔

چوتھی قسم ذکر خاص الاخص

اس ذکر کے لئے کوئی حد اور نہایت نہیں ہے اور وہ اپنے آپ سے گم ہوتا ہے۔

بیت:

تو در و گم شو کہ توحید آن بود
گم شدن لمکن کہ تفرید آن بود

تم اس میں گم ہو جاؤ کہ وہ توحید ہے اور گمشدگی گم کرو تو یہ تفرید ہے۔

وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ (الکھف ۲۴) ان کے مذہب میں یہ تا خطاب کے لئے ہے یعنی تم اپنے نفس کو فراموش کروگے تو یہاں ذاکر اور مذکور نہیں ہوتا مگر اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

اذاانکسرت السفینۃ لرکبہ البحر۔

جب کشتی ٹوٹ جائے تو دریا اس میں سوار ہوتا ہے۔ کہ اس کو پھر دریا کو اٹھانا ہے۔

نقل ہے کہ مجنوں لیلیٰ کے عشق میں انتہاء کو پہنچا ایک دن لیلیٰ کا اس پر گزر ہوا تو وہ پڑا ہوا تھا وہ کبھی اس کا سر گود میں رکھ لیتی اور کبھی اس کے پاؤں کو چاپی کرتی اور کبھی ہاتھوں کو آگے کرتی اس طرح یہ عمل وہ کرتی مجنوں نے پوچھا کہ تم کون ہو اس نے جواب دیا کہ میں لیلیٰ ہوں اس نے کہا کہ لیلیٰ کون ہے اس نے کہا کہ مجنوں کی معشوقہ مجنوں نے کہا کہ مجنوں کون ہے جواب دیا کہ تو ہے اس نے جواب دیا کہ میں خود لیلیٰ بن چکا ہوں۔ مجنوں اور لیلیٰ کو نہیں جانتا۔ پس یہاں یہ کہا جاتا ہے کہ العلم حجاب اکبر یعنی علم حجاب اکبر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم جاننا انانیت کو کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد جان لو اے میرے فرزند! کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ جو ہمارے پیغمبر ﷺ پر نازل ہوئے ہیں وہ ننانوے ہیں اور حضور انور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فکر اور ذکر کے طریقہ سے تلقین کیا ہے۔ ان کے بعد مشائخ کبار نے ہر اسم سے جو نتیجہ اخذ کیا ہے وہ پیش کرتے ہیں اور اس طریقہ سے یہ چل رہا ہے۔ اور اس سے چودہ طریقے رائج ہوئے ہیں تمام اسماء میں کہ تمام کو ذکر کہتے ہیں تاکہ ان کے دلوں کو صفائی حاصل ہو جائے۔ خصوصا لا الہ الا اللہ تمام سلاسل میں مشترک ہے کہ آغاز حال میں مرید کو اس کی تلقین کرتے ہیں زیادہ برکت کی وجہ سے۔

جان لو اے فرزند کہ پہلے مرید کو تمام گناہوں سے الگ رکھے اور نیکیاں شروع کرے اس کے بعد اگر مرید کو تجلیات شیطان سے الگ رکھنا ہو تو اس کی نگرانی ضروری ہے مرید کے لئے بھی جائز

ہے کہ اس کو خلوت میں لے آئے پھر جب حوالات خلوت سے نجات حاصل ہو جائے پھر جب قوت حرارت ذکر رکھتا ہو اس کو ذکر کی تلقین کرے۔ معلوم ہونا چاہیئے اے فرزند کہ ذکر امانت ہے اور موتی ہے اور موتی کوئی کتے کے منہ میں نہیں دیتا: ولا تطرحوا الدر فی افواہ الکلاب۔ خبر دار خبر دار کہ ذکر خاص ہے اور عام نہیں ہے ہر آدمی کو نہیں دینا چاہیئے کہ وہ طاقت ذکر کی نہیں رکھتا ہو۔ اور آیات سماویہ اس جملہ میں ناطق ہے: أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا (النساء۵۸) کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو۔

اور ذکر کے لئے ایسی جگہ مخصوص کرنا چاہیئے کہ وہ جگہ تاریکی میں ہو اور وہاں کوئی بھی نہ ہو تو اس کو دینا چاہیئے اور تصوف کی باتیں اپنی جگہ کہو کہ کوئی مخلوق میں سے نہ سنے۔

منقول ہے کہ عبد اللہ شطاری اپنے مریدوں کو ذکر کی تلقین کرتا تھا تو وہاں ایک گھوڑا کھڑا تھا وہ تلقین سے منع رہا فرمایا کہ یہ بھی حیوان ہے اس لئے کہ اگر ذکر کے سننے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس نے فریاد شروع کی۔

ایک دن یہ فقیر اپنے پیر و مرشد کی قدم بوسی کے لئے منبع البرکات و مستجاب الدعوات واشرف الزائرین واکمل الکاملین وقطب المحققین و شمس العارفین وسراج السالکین وامام المجذوبین وسید العارفین وہادی المضلین المستفی بمصابیح من الطرق الاربعۃ وقطب السالکین و شمس المسلمین و شیخی وامامی وروحی و قلبی فداہ حضرت فرزند زمانہ سید علی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف گیا باتیں تصوف کی شروع ہوئیں شیخ بیان فرمایا اگرچہ ہمارے درمیان کوئی بھی موجود نہ تھا۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم کا ادب کو ملحوظ رکھا اور فقیر کے مرشد نے جن لوگوں کو ذکر دیا تھا وہ پانچ یا چھ آدمی تھے جو داشمندوں میں سے تھے اور ان میں سے ایک یہ کمینہ فقیر بھی ہے۔ اور

مریدوں کے تلقین کے لئے اس فقیر کو اجازت دیا میں نے ہر چند منع کیا لیکن آپ نے قبول نہ کیا بلکہ فرمایا کہ مرشد کا حکم بجالانا واجب ہے۔ وصال کے بعد مصلیٰ اور سجادہ بغیر فقیر کے کسی کا حوالہ نہ کیا اور اپنے فرزندوں کو بھی اذن نہیں دیا کہ اس کی قوت نہیں رکھ سکتے تھے۔ اس کے بر عکس ہمارے زمانہ فساد میں کہ جب باپ مر جائے تو اس کا بیٹا جہان کی پیشوائی کرنے لگتا ہے پس بادشاہی والد سے بیٹے کو چھوڑنا یہ محض گمراہی ہے اور خلاف قانون بیٹا تلقین ذکر شروع کرتا ہے۔ تو ناقص اور جاہل بیٹا میراث پر بیٹھتا ہے تو وہ مرید کو ذکر تلقین بھی کرتا ہے۔ اور جو مشائخ کے آداب بجالانا بھی اپنے لئے پسند کرتا ہے اور وہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور اس کو اس کی خبر نہیں ہوتی۔

عوارف المعارف میں ہے کہ مرید اس کو کہا جاتا ہے کہ کراما کاتبین بیس سال اس کے گناہ نہیں لکھتے اگر ایسا نہ ہو تو اس کے لئے مرید نہیں کرنا چاہیئے۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اگر کسی کو ذکر کی تلقین کرنا ہو اول نیت اور ارادہ ہر کلمہ کا اس کو سیکھنا چاہیئے اور اس کو دریا بھی بتادے کہ فلان فلان خطرے بھی ہیں اور فلان صفا ہے اور فلان مقام تجلی رحمان ہے اور فلان مقام شیطان ہے۔ چونکہ فقیر سلسلہ چشتیہ سے منسلک ہے تو وہ باتیں جو حضرت شیخ سے مجھے پہنچی ہیں وہ میں بیان کر دیتا ہوں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ بغیر تلقین کامل کوئی اس میں غوطہ زن نہ ہو۔ ورنہ وہ گمراہ ہو گا اور اس شرط پر کہ یہ کلمات کسی شخص اور شیخ کو نہ پہنچے کہ وہ اس سے ناسمجھ ہو۔ حضرت خواجہ کا یہ بیت مناسب مقام ہے۔

بیت:

بیا در مئی صافت زراز ہر بنمایم
بشرط آن کہ ننمائی بکشرت طبعان دل کوش

اس لئے کہ یہ لوگ ان مراتب میں دودھ پیتے بچوں کی مانند ہیں پہلے مرید کو حکم دیں کہ تین دن تک روزے رکھے اور ان دنوں میں ایک لاکھ کلمہ استغفار پڑھے اس کے بعد غسل کرئے اور یا نیا وضو بنائے پھر اس کے پاس بیعت کے لئے حاضر ہو جائے اور غسل کرنا شرط نہیں ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ قبلہ کی طرف مرید کو بٹھائے یا دوزانو پالتہ باندھ کر لیکن بہتر یہ ہے کہ مربع بیٹھ جائے اس کے بائیں ہاتھ کے سبابہ اور انگھوٹھے یادوزانو پالتہ باندھ کر لیکن بہتر یہ ہے کہ مربع بیٹھ جائے اس کے بائیں ہاتھ کے سبابہ اور انگوٹھے انگلی کو پکڑے اور بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر رکھے۔ اور دائیں ہاتھ اس کے دائیں ران پر رکھے اور انگوٹھے کا باطنی طرف کو بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ظاہر پر رکھے اور باقی چار انگلیوں کو دائیں ہاتھ کے چار انگلیوں پر رکھے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ آنکھوں کو بند رکھے اور یہ بند رکھنا دل کا بند رکھنا ہے ماسوی اللہ سے کہ دل کو حرص اور خواہشات اور کینہ اور حسد وحقد اور بغض سے خالی رکھے۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ مرید کو حتمی یقین ہو اور یہ جان لو کہ یہ ایسا ذکر ہے کہ میرے مرشد سے اصحاب رسول ﷺ تک یہ سلسلہ گیا ہے۔ اور میں ان کی متابعت میں یہ کر رہا ہوں تاکہ میں ان کے مشرف سے درجہ باطنی میں وصال تک پہنچ سکوں اور میں کسی حال میں اس سے روگردان نہیں ہو سکتا۔

پانچویں شرط یہ ہے کہ کلمہ شریف کا لا بائیں پستان سے شروع کر کے دائیں کندھے تک لے جا کر وہ الہ پورا کرو اور پھر الا وہاں سے بائیں پستان تک واپس لے آؤ۔ اور یہاں پھر سانس لے لو۔ یہاں ذکر کو پورا کرو۔

چھٹی شرط یہ ہے کہ اس کا معنی کا مفہوم کو سمجھے جیسے **لا مقصود الا اللہ، لا مطلوب الا اللہ**۔

ساتویں شرط یہ ہے جان لو کہ حواس باطنی بھی پانچ ہیں ان پانچ کو تین چیزوں سے باندھو۔ پہلی بات یہ ہے کہ دل کو زبان کی گویائی کے حوالہ کرو کہ بغیر بسم اللہ کے کوئی چیز نہ پکڑے اور دل وزبان میں بھی نہ لائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ دل میں ماسوی اللہ سے جو خطرات پیدا ہوتے ہیں تو وہ تمام خطرات ذکر سے دفع کرے یعنی کلمہ شریف کا معنی دل میں لائے۔ تاکہ خود اس معنی کے قیدی بن جاء۔

تیسری بات یہ ہے۔ کہ دل کو مشاہدہ حاصل ہو اگر تجلی رحمانی ہے تو پھر بھی ذکر کو روکنا نہیں چاہیئے۔ اور اگر ملک اور ملکوت جب جنت اور دوزخ ہو اس کا بھی خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ بھی امتحان کا سبب ہوتا ہے۔ ذکر کو ترک نہیں کرنا چاہیئے اور اگر شیطانی یا دنیاوی ہو تو مرشد کا تصور دل میں کرنا چاہیئے تاکہ وہ دفعہ ہو جائے اور شیخ کی مدد سے نور ذکر باطن میں زیادہ ہو جائے۔

آٹھویں شرط یہ ہے کہ ذکر کو رات ودن میں خواہ مخواہ کرنا ضروری ہے۔ خصوصا نمازوں کے بعد اگر ہوسکے تو جہری ذکر کرنا چاہیئے کہ دل اس سے صاف ہوتا ہے اور نام و ننگ کا محوہ ہونا طلب خدا سے حاصل ہو سکتا ہے۔ میرے پیرومرشد کا ایک مرید تھا کہ قیام اور قعدہ وچلنے اور قدم پر اور سورای کرنے میں سر کو ہلاتا تھا کبھی ظاہر اور کبھی پوشیدہ تو جب اس کو وقت موت آیا میں نے سنا ہے کہ اس نے جان دی اور یہ کہہ رہا تھا کہ بغیر دو چیزوں کے میں نے دنیا میں کوئی آرزو نہیں کی ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اگر اس حالت میں اگر مرشد کی ملاقات سے مشرف ہو جاؤں تو کیا خوب ہو گا۔ میں اس مجبوری حالت میں افسوس کرتا ہوں۔ دوسری چیز یہ ہے کہ مجھے افسوس ہے کہ ماضی میں جو وقت بغیر ذکر وفکر میں صرف ہو چکا ہے۔ اس پر افسوس ہے۔ جب ذکر کی شرائط سے تم آگاہ ہو گئے تو ہر وقت غسل نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ محض تلقین کے لئے ہے۔ اور مابقیہ شرائط کو ذاکر کو کسی حال میں

ترک نہیں کرنا چاہئے اگر وضو کے لئے پانی موجود نہ ہو تو تیمم کرے جب مرید کو ذکر دیتے ہو تو اس کو کہو کہ تین بار استغفار کہے: استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ و اسالہ التوبۃ۔ اور سو بار درود شریف پڑھنا چاہئے یہ بہتر ہے۔ اور ایک بار یہ پڑھے: یا جلیل من کل جلیل و یا عزیز من کل عزیز و یا قدیم من کل قدیم خلصنا من النار۔ اس کے بعد تین بار کلمہ تمجید پڑھنا چاہئے اور پھر اس کے بعد مذکور طریقہ سے لا الہ الا اللہ کا سیکھانا چاہئے پہلے پیر اپنے آنکھوں کو بند کرئے ذکر شروع کرئے تاکہ وہ اس طریقہ کو سیکھ سکے۔ اور جب ذکر چاہے کہ وہ یہ ذکر بار بار کرئے اور پانچ نمازوں کے بعد ذکر کرئے اس کے بعد پنج گنج ذکر جلی آغاز کرے اور پنج گنج اس طرح شروع کرئے پہلے تینتیس بار سبحان اللہ پڑھے پھر تینتیس بار الحمد للہ پڑھے پھر تینتیس بار اللہ اکبر پڑھے پھر تینتیس بار استغفر اللہ پڑھے اس کے بعد کلمہ شریف لا الہ الا اللہ پڑھے۔ اور جان لو اے فرزند کہ جو بعض ظاہر بین علماء کہتے ہیں کہ اس نفی میں کونسا اللہ مقصود ہے اگر اللہ کا نفی کرو گے تو کذب لازم آئے گا لانہم موجودون کیونکہ وہ موجود ہے اور اگر اللہ کا نفی مطلق کرو گے تو کفر لازم آئے گا کیونکہ مخلوق کا خالق موجود ہے اور اگر نفی اللہ کو حق جانو گے تو استثناء شئ من نفسہ لازم آئے گا یعنی چیز کا استثناء اپنے سے نفی لازم ہو گا اس لئے کہ یہ نفی جنس ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ نہیں ہے سرائے جنس انسان میں مگر زید ہے اور تناقض بھی لازم نہیں ہو گا اس لئے کہ پہلا ہونا زید کا وہاں میں نے دیکھا جب دوسرا کوئی وہاں نہیں تھا تو جنس کی نفی میں نے کر دی پھر اس کو مؤخر اس کو لایا تاکہ حصر کا فائدہ دے سکے تو نفی اللہ میں مطلق کفر محض ہے اور یہ خود ظاہر ہے اور اگر نفی اللہ باطل کرے تو بھی کذب لازم نہیں آئے گا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ مستحق ہے اس کے مملکت میں تصرف کرنے والا کوئی نہیں پس گویا کہ نہیں ہے۔ اور محققین کے نزدیک لا موجود الا اللہ مراد ہے یعنی ہر وجودی کہ

جز اس خیال میں لائے وہ نہیں ہے کوئی نہیں ہے جو کچھ ہیں وہ اس کی ہستی ہے تو جب دوسرا کوئی نہیں تو اللہ کے سوا وجود اس کے تمام باطل ہیں بلکہ معدوم ہیں تو وجود اللہ باطل کس طرح موجود ہو گا کہ جب اللہ کے سوا دوسرا کوئی وجود اس کا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: بَلۡ نَقۡذِفُ بِالۡحَقِّ عَلَى الۡبَاطِلِ فَيَدۡمَغُهُ (الأنبياء۱۸) یعنی ہم حقیقت سے باطل کو کچل دیتے ہیں اور جب اس کے لئے جگہ حقیقت کا موجود ہو تو باطل نابود ہو گا پس نہیں ہے موجود سوا اللہ کے اگر کوئی کہے کہ اللہ کا مطلق نفی کرتا ہوں بقول صوفیہ تو بھی کفر لازم نہیں ہوتا اس لئے کہ اس میں تاویل کی جاسکتی ہے تفسیر سورہ فاتحہ میں ہے کہ: الالہ من اسماء الاجناس کالرجل و الفرس اسم یقع علی کل معبود بحق او باطل۔ یعنی لفظ الہ اسماء جنس سے ہے مثل لفظ انسان یا لفظ گھوڑا اسم ہے تو اطلاق ہو سکتا ہے ہر عبادت شدہ پر بحق مثل واجب الوجود یا باطل سے مثل بت کفار۔

پس مقصود ذاکر کا نہیں ہے کہ جب اللہ اجتماع رکھتا ہو حق اور باطل میں پس میں مطلق کلمہ اس کی نفی کرتا ہوں تا کہ کلمہ اللہ کا اثبات ہو جائے کہ اس کے کسی کے ساتھ کوئی شراکت نہیں ہے اور صوفیاء فرماتے ہیں: کل ما شغلک عن اللہ فھو المھلک۔ پس ہو وہ جو تمہیں اللہ سے دوسری طرف مشغول کرے وہ ہلاک کرنے والی چیز ہے: و اما اللہ مختص بالمعبود بالحق لم یطلق علی غیرہ۔ اور جو لفظ اللہ ہے وہ خاص ہوا ہے اطلاق معبود پر حق پر اور اس کا دوسرے پر اطلاق درست نہیں ہے معبودان باطلہ پر۔

اگر جواب ما حضر دیں گے کہ اپنے آپ کو اس موج کے طلاطم دریا سے نجات حاصل کرے تو کہو گے کہ میں ان میں سے کسی کی نفی میری مراد نہیں ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ: لا الہ مستحق بالعبادۃ الا اللہ۔ نہیں ہے کوئی الہ مستحق عبادت کے مگر اللہ ہے۔

جان لو کہ کلمہ لا نفی ہے اور الہ منفی ہے یعنی کیا ہوا ہے اور الا حرف استثناء ہے اور اس کا مستثنیٰ منہ محذوف ہے اور وہ نزدیک اہل معبود ہے یعنی نہیں ہے اسی طرح معبود بحق کہ اس کا ذاتی نام اللہ ہو۔

نفی میں تین چیزیں لازمی ہیں نفی اور نافی و منفی حرف لا نفی ہے اور الہ اسم منفی اور نافی کہنے والا اس کلمہ کا کہنے والا ہے۔ اور اثبات میں بھی تین چیزیں ہیں اثبات مثبت و ثابت۔ اثبات لفظ الا ہے اور ثابت ذات باری تعالیٰ ہے اور مثبت اس کلمہ کا کہنے والا ہے۔ اور صوفیاء کے نزدیک الا بمعنی غیر ہے یعنی نہیں ہے جنس معبود سوا اللہ تعالیٰ کے۔ ذات وصفات کی وجہ سے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ (الأنبياء ٢٢)

اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا اور خدا ہوتے تو ضرور وہ تباہ ہو جاتے تو پاکی ہے اللہ عرش کے مالک کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔

اور اہل طریقت کے نزدیک مستثنیٰ منہ موجود ہے کہ اثبات اور موجود ان کے نزدیک کفر اور شرک ہے اور اہل حقیقت کے نزدیک مستثنیٰ منہ محبوب ہے اس لئے کہ ان کے نزدیک اثبات دو محبوب کا کفر اور شرک ہے: لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل۔ میرے اللہ کے ساتھ ایسا وقت ہے کہ اس میں مقرب فرشتہ اور نہ نبی مرسل کی گنجائش ہے۔ وہ اس پر شاہد ہے اور اہل معرفت کے نزدیک مستثنیٰ مطلوب ہے اثبات دو مطلوب کا ان کے نزدیک شرک ہے: یعنی لا الہ معبود لنا ولا الہ موجود لنا ولا الہ محبوب لنا ولا الہ مطلوب لنا الا الفرد الذی علمہ اللہ وھو الجامع لجمیع الصفات الکامل المنزہ عن النقصان والزوال الخالق للبریات المکون للکائنات۔ لیکن فقیر کے ذہن میں یہ آیا کہ نافی اور مثبت دو ہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ (آل عمران ۱۸) اور اس طرح دوسری جگہ فرمایا: إِنَّمَا اللّٰهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ (النساء ۱۷۱) اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ شاہد بھی ہے اور مشہود بھی اس لئے کہ اس نے خود بخود فرمایا کہ ایک ہو اس کے بعد عباد متابعت ان کی نفی کی ہے تو مشہود ہوا اور حضور انور ﷺ بھی شاہد ہیں اور مشہود بھی پس جب نافی اور مثبت وہ ہے اس کے ذکر میں خود کو نہیں دیکھتا اور تم اپنے خودی کے نفی کروگے تاکہ تجلی مقصود کو پہنچ جاؤ گے اور تم اس سے دور ہو جاؤ گے اور خود بخود کہتا ہے: وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ (الحجر ۹۹) اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو۔ اور حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے: موتوا قبل ان تموتوا۔ کہ حکمی موت سے مر جاؤ گے تو صرف اس کی ذات باقی ہو گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں: من اراد ان ینظر الی المیت فی وجه الارض فلینظر الی ابن قحافه۔ جو چاہتا ہے کہ زمین کے اوپر مردہ کو دیکھے تو وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔ اس لئے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو فنا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مل کر باقی باللہ کا رتبہ حاصل کیا ہے۔ جب ذاکر لا اله الا الله کے ذکر سے سیر ہو جائے تو تین بار کلمہ طیبہ پورا کرے پھر اس کے بعد الا اللہ آغاز کرے تاکہ اس کو استطاعت حاصل ہو جائے اور نفی اثبات میں ارادہ دل اس طرف ہو اگر وہ اس احوال پر واقف ہو لا موجود الا الله سے واقف ہو اگر وہ یہ نہیں جانتا ہو تو پھر انت المقصود کا ارادہ کرے اگر ایسا نہ ہوا تو خود کو اژدہے کے منہ میں اثبات کی طاقت اس میں نہ ہو۔ پس ارادہ انت الموجود رکھے اور اس کے متصل اس شوق سے کلمہ اللہ کو زبان پر لائے۔

اے فرزند اللہ اس کو کہا جاتا ہے کہ عدم سے وجود میں لاتا ہے اور اس وجود کو قابل شہود بناتا ہے۔ اور کارساز کو بھی کہا جاتا ہے یعنی اللہ جب اسم ذاتی ہے کہ الوہیت کے مالک ہے اور تمام اسماء اور

صفات میں تاثیر رکھتا ہے چنانچہ یہ تاثیرات ظلمت آباد عدم میں چھپا ہوتا ہے۔ اور ہدایت اور راہ نمائی میں ظاہر ہوتا ہے پس سالک کے لئے یہ زیبا ہے کہ پھر ہدایت اور نصرت اس سے ہے اور اس اسم کی برکت سے اس کو معلوم ہو جائے کہ تمام مخلوقات ایک اصل سے ہے اور وہ مختلف نہیں ہے مگر وہ ایک ہے تو یہاں مراد یہ ہے کہ: انت الهادی و انت الرشید۔ اور یہ بھی منقول ہے کہ طالب کے لئے اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کو پہچاننے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ اور جب اللہ کو مد سے کہے تو تمام کو اس مد میں دیکھیں گے پھر اس اسم کو پھر تکرار کرئے: جل جلاله وعم نواله وجل ثنائه وتقدست اسمائه وعظم شانه ولا اله غیره۔ تو اس لفظ کے ثواب کے متعلق کہا گیا ہے:

قال علیه الصلاة والسلام: من سمع اسما من اسماء الله تعالیٰ فقال جل جلاله غفر الله ذنوبه کیوم ولدته امه ولو قال بشوق بعث الله بین النار وبینه سبعین خندق وک خندق مثل سبعةهذاالدنیا۔

حضور انور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے ایک اسم کو سنا اور اس نے کہا جل جلالہ اللہ اس کے گناہوں کو بخش دے گا جس طرح وہ اپنی والدہ سے بغیر گناہ کے پیدا ہوا ہے اور اگر شوق سے کہا تو اللہ تعالیٰ اس کے اور آگ کے درمیان ستر خندق بھیجیں گے اور ہر خندق اس دنیا کے سات گنا سے بڑا ہو گا۔

اس کے بعد یہ معلوم ہونا چاہئے کہ جہر ذکر ہر حالت میں کرنا چاہئے جب جہری ذکر سے فارغ ہو جاؤ گے تو پاس انفاس کرنا چاہئے کہ خفی ذکر ہوش کو دور نہیں کرتا اس لئے کہ جہری ذکر میں وہی تاثیر ہے تاثیر جب دل میں نہیں ہوتا تو ذکر خفی سے آرام حاصل کرتا ہے چنانچہ لا اله کو سانس سے باہر کرتے وقت کہو اور الا الله کو سانس لیتے وقت کہو اور سانس میں وہ اس میں رہ جاتا ہے نہ یہ کہ زور سے نکالے یا داخل کرے۔

میں نے شیخ سالار بدہ کا رسالہ دیکھا کہ اگر کوئی مرد ہزار سال قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھا ہو اور ذکر و فکر میں مشغول ہو لیکن اگر ایک بار بھی تربیت خطاء ہوا یعنی لا الہ کو اندر سانس لینے میں کہا اور الا اللہ کو باہر نکالنے میں کہ تو وہ عبادت ھبآء منثورا ہو جاتا ہے یعنی اس کا نتیجہ نہیں نکلتا مگر جب کہ وہ دوبارہ عبادت شروع کرے اور صوفیاء نے فرمایا ہے کہ: العبادات اختلاف العادات۔ عبادات عادات کے خلاف ہوتیں ہیں اور اللہ کا اسم دل میں محفوظ کرے جب سانس باہر جائے یا اندر آئے اور ایک سانس میں یہ اسم کہے اس کو محاربہ اکبر کہا جاتا ہے اور جتنا تم سے ہو سکے کرو تو حرارت اسم تمام بدن کو گھیر لے گا۔ ناف کے نیچے سے کہے اس لئے کہ پیٹ میں آواز ذکر جاری ہو جائے اس کو دوسری طرف نہیں چھوڑنا چاہیئے اور کبھی آپ اس کی آواز کو محسوس کرو گے اور کبھی کبوتر کی آواز کے مانند سنو گے اور کبھی مرغ کی آواز کی طرح سنو گے۔

اے بھائی اس فقیر کے ایک سانس میں چھ سو بار کہا جاتا ہے۔ اور ذکر چہار ضربی مشترک ہے جو اکثر سلاسل میں کیا جاتا ہے۔ تو یہ ضروری ہے کہ چار زانو بیٹھ جاؤ لا کو ناف سے نیچے سے شروع کر کے اور الہ کا ھا کو بائیں سے شروع کرے اور دائیں کندھے تک تصور میں لے جائے اور پھر وہاں سے لا کو شروع کرے زانو کی طرف دائیں طرف لے جاؤ پھر لا کو دوبارہ کھینچو تا کہ برابر بیٹھ جائے اور الا کو دائیں کندھے کو لے جائے اللہ کا آغاز ہو گا اور برابر بائیں پستان کے برابر لے آؤ اور بائیں زانو پر پورا کرو۔ اس طرح لا کو طریق مذکور سے شروع کرو جب تم بائیں طاف سے آغاز کرو گے کہ دایاں کندھا نفی نفس اور شیطان ارادہ رکھتا ہے۔ جب لا کو زانو بائیں طرف لے جاؤ گے تو نفی ما سوی اللہ کا اور دونوں جہانوں سے محظوظ ہوں گے اور جب اللہ شروع کرو گے ثبوتی کے لئے ثبوت بن جائے گا لیکن منتہی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ارادہ رکھے کہ ذات ما سوی اللہ وجود سے واجب ہے۔

تمہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ کے اسماء کو اگر کوئی بزبان عربی استعمال کرے چنانچہ مشائخ کا معمول رہا ہے اس کا نتیجہ سے آگاہ ہوئے ہیں اگر ان اسماء کو دوسرے زبانوں میں کہے جیسا کہ بعض مشائخ نے مقرر کیا ہے بھی یہی نتیجہ نکل آئے گا۔ چنانچہ اپنے شیخ سے چند الفاظ اس فقیر کو پہنچے ہیں بلفظ ہندی بیان کروں گا کبھی پاس انفاس میں خیال رکھوگے اہی ہے اگر صبح کے وقت آسمان کی طرف نظر کروگے اور نظر کو نیچے نہیں لاؤ گے اور اسی طریقہ سے دس ہزار مرتبہ تکرار کروگے تو تمہین کشف حاصل ہو گا۔ اور اگر چہار ضربی کے طریقہ سے کروگے توزانو بائیں سے دائیں کندھے اہی ہے پورا کروگے اور کندھے دائیں سے بائیں پستان تک اہی ہے پورا کروگے ہو سکتا ہے کہ تم یہ خفی کروگے اور یہ اثبات ہے تو تمہیں چاہئے کہ تم اس معنی سے آگاہ رہو گے۔

تمہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ یہ کلمات تین ہیں اور چہار ضربی میں چار اندام سے جانا ہو گا دو کندھوں سے اور دوزانوں سے چنانچہ بائیں زانو کندھے تک لے جانا ہے اور وہاں سے دائیں زانوں تک لے جاتا کہ دوبارہ بائیں زانوں تک تم لے جاؤگے۔ اور وہاں سے بائیں پستان تک لے جائے تا کہ بائیں زانوں تک لے جائے۔ اگر ان اسماء ہندی کو جہر سے ذکر کروگے تو ضروری ہے کہ چند بار اُھی اُھی اور چند بار اہی اہی اہی اور چند بار اہی ہی اور چند بار توئی ہے اور چند بار توتو اور چند بار ہی ان تمام کو تکرار کرئے جتنا تم سے ہو سکے۔

جان لو کہ اللہ تعالیٰ کے تین ہزار نام ہیں ایک ہزار نام فرشتے جانتے ہیں اور ہزار نام تمام انبیاء کے لئے ہیں وہ جو پہلے انبیاء علیہم السلام کو جانتے تھے تو وہ ہزار نام سے زیادہ نہ تھے بعض کم جانتے تھے اور بعض زیادہ جانتے تھے چنانچہ بعض سو اور بعض دو سو اور بعض تین سو اور بعض چالیس نام جانتے تھے علی ہذا القیاس اور تین سو نام تورات میں نازل ہوئے تھے اور تین سو نام انجیل میں اور تین سو

زبور میں نازل ہوئے تھے اور ننانوے نام فرقان مجید میں نازل ہوئے ہیں۔ اور ایک نام غائب ہے کہ اس کو اسم اعظم کہا جاتا ہے کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے کوئی اس کو نہیں جانتا ہے پس اشرف ترین ان تمام اسماء میں اسم اللہ ہے اس لئے کہ وہ بمنزلہ ذات بمع تمام صفات کے ساتھ کہ اسم اعظم اس کی طرف میں ہے بلکہ بعض نے تو کہا ہے کہ یہ نام خود اسم اعظم ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اسم یاحی یا قیوم ہے اور صحیح روایت کے مطابق امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک وہ ہے کہ اسم اعظم اسم اللہ ہے۔ اس لئے کہ باقی تمام اسماء میں سے ایک حرف مقدم یا موئخر ہو تو معنی میں تبدیلی ہو سکتی ہے اور وہ نام اللہ تعالیٰ کا نہیں ہو سکتا چنانچہ قدوس سے اگر قاف حذف کیا جائے تو دوس اسم نہیں ہو سکتا اور اگر اس میں سے سین حذف ہو جائے تو قدورہ جاتا ہے وہ بھی اسم نہیں ہے۔ علی ھذاالقیاس رحمان ورحیم وملک وغفور وقہار وجبار میں سے ایک حرف حذف ہو جائے تو اسم نہیں رہ جاتا اور جو اسم اللہ ہے کہ اس کا ایک حرف بھی حذاف جائے تو معنی میں تبدیلی نہیں جیسے ہے تو عبارت بحث سے ہے اور جب موحدان اضافت کل شئ ھالک الا وجھه اس کی طرف کرتے ہیں اور خدائی اس کی طرف متصل کرتے ہیں جو وحدت سے عبارت ہے جیسے لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (آل عمران ۱۸۹) کہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور لام تملیک اس کے اول میں لایا گیا ہے اگر اس سے دوسرا حرف حذف ہو جائے تو له بن جاتا ہے اور جب لام مماثلۃ اور اگر اس سے الف حذف ہو جائے تو لله بن جاتا ہے جو وحدیت سے عابرت ہے اور جب لام تعریف لایا جائے تو اللہ بن جاتا ہے اور اگر الف حذف ہو جائے تو لله بن جاتا ہے یہ بھی اسم ہے اور اگر لام مما ثلت کو حذف کروگے له رہ جاتا ہے وہ بھی اسم ہے اور اگر لام تملیک کو حذف کروگے پس ہٗ ہِ ہُ رہ جاتا ہے یہ بھی اسم میں داخل ہے۔ پس تمہیں چاہئے کہ مربع بیٹھ جاؤ اور آواز جہری کو نہایت آہستہ کرو اور پستان سے شروع کرو

اور بائیں پستان تک لے جاؤ اور یہ ارادہ رکھو گے کہ ذات ہر چیز کا اللہ کا وجود ہے چنانچہ ذات بحت طلاطم کے جلال اور جمال میں مستغرق ہونا ہے اور اس حال میں تم یہ کہو گے کہ ضرب اس ہاتھ کا باہر نہ چلا جائے مگر وہ نام ممکن جو اس کو دیا گیا ہو اور سلسلہ فردوسیہ کا نیز یہ ذکر اور فکر اس فقیر کو پہنچا ہوا ہے کہ خروج اور دخول نفس اسم کو بحیثیت مقرر ہوا ہے خیال رکھنا چاہیئے۔ اور کسی نے کہا ہے کہ اسماعظم ہے اس لئے کہ دخول اور خروج نفس حیوانات کا خارج اور داخل ہوتا ہے لیکن جب ان کو اس کی خبر نہیں ہوتی فائدہ نہیں دیتا اور نیز ان اسماء باری تعالیٰ کا اہل صفا چشتیہ اور تیز روان شطاری اور اہل ذوق کبرویہ اور اہل شوق سہروردیہ مشترک ہیں۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ان کے معنی جاننے کے پانچ بار پڑھے صبح کے بعد اس کو خواب نہیں آئے گا اور اگر پندرہ بار کہے تمام رات نیند نہیں آئے گا۔

مشائخ کبار نے فرمایا ہے کہ اگر ان اسماء کو نہیں جانتا ہو تو اس کے لئے پیری نہیں کرنی چاہیئے اور طالبی کا دم بھی نہ مارے۔

حضرت ابوالحسن نوری سے منقول ہے کہ والدہ کی خدمت کی وجہ سے طلب علم سے محروم رہ گیا تھا۔ اس کے باقی بھائی حصول علم کے لئے گئے تھے ایک دن اس نے بیان میں لکڑی لا رہا تھا تاکہ والدہ کے لئے اس سے نفقہ حاصل کرے اس نے دیکھا کہ ایک سفید ریش ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا اس کے پاس حاضر ہوا اس سفید ریش نے کہا کہ تم علم حاصل کرنے میں کوشش کیوں نہیں کرتے اس نے اس کو یہ واقعہ سنایا اس نے کہا کہ غسل کرو اور آؤ تاکہ میں تمہیں کچھ سکھاؤں اس کا مطلب یاد رکھو اور ہر روز اس درخت کے نیچے آیا کرو امام حسن نے تین دن تک اس کا ظاہری معنی سیکھا اور جب چوتھے دن وہ اس کے پاس حاضر ہوئے اس نے کہا کہ میں سمجھا کہ ذات نامتناہی میرے

کان اور آنکھوں کی بصارت اور نظر کرنے والوں کی نظر اور زبان کی تکلم اور بوئی سونگھنے والوں اور نفس کے روانی اور پاؤں کی حرکت اور دل کے دھڑکن سے زیادہ مجھے وہ نزدیک ہے۔ اور اس کی معیت میں ان تمام سے میں نے نظر اٹھایا اور میں اس کے علاوہ کچھ نہیں دیکھتا۔ اس نے فرمایا کہ اے فرزند تم مراد کو پہنچے۔ اس وقت اس کو علم اولین وآخرین عطا کئے گئے اور وہ اسماء یہ ہیں: ال الاہ ح ض ری ال الا الاہ ان اظ ری ال الاہ ش اہ دی ال الاہ م ع ی۔

اس طرح چند ذکر سلسلہ شطاریہ سے خواجہ ممشاد علو دینوری نے عبد اللہ شطاری سے حاصل کئے ہیں اور ہاتھوں ہاتھ اس فقیر تک پہنچا۔ اس کے آٹھ رکن ہیں اص ب ت ش م م اور اسم ذات اسم صفات بر رخ تصویر مرشد ہو اور اس کے معنیٰ ملاحظہ کرے اور تمام نفس واحد اور مدور اسم ذات کو ضروری ہے کہ نزول کی حالت میں یعنی مد کو زیر ناف سے کھینچے اور جو تلقین کامل ان مقدمات اربعہ میں بیان ہوا ہے اس وقت یاد رکھے اور پھر عروج میں جانے اور معکوس یاد کرے اور جب اسم جو قریب اللہ ہے پر پہنچے پھر اللہ کو سانس چھوڑنے پر تصور کرے اور تمام کو یاد رکھے اور سانس واحد عبارت اس معنیٰ میں ہے۔ اس طرح ہر سانس واحد جو مقید خارج نہیں ہوا ہو مطلق سے اس طریقہ پر کہ امتیاز حقیقی جان چکا ہو پس مطلق اور مقید کو نہ جانے سوا واحد کے اور مرادشد کے یہ ہے شد تمام کو ناف کے نیچے سے لے جائے: وللذاکر ان یلاحظ المعنی حتی ان لا یسکن غیر اللہ فی قلبہ طرفۃ عین۔ اور ذاکر کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اس کا معنیٰ ملاحظہ کرے یہاں تک کہ اس کے دل میں آنکھ جھپکنے کے برابر غیر اللہ کو جگہ نہ دے۔ اگر کدورات نفسانی اور شیطانی پیدا ہو جائیں: فلہ ان یلاحظہ صورۃ المرشد حتی تضمحل تلک الکدورات۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے مرشد کی شکل کو تصور میں لائے یہاں تک کہ وہ کدورات ختم ہو جائیں۔ اور جب ایک عظیم بند سالک

کابینہ وبین اللہ وہ انانیت ہے پورے تکلیف سے اس کو دفع کرے تاکہ توحید اس پر ظاہر ہو جائے پس اس وقت نہ اس کا نام رہ جاتا ہے اور نہ شان کہ وہ خود وہ ہوتا ہے۔

مقدمہ اول کو اس ب ع ا اللہ سمیع بصیر علیم اس کے نزول اور عروج کو جان جائے اور دخول اور خروج میں۔

دوسرا مقدمہ خاص یہ ہے ش ب د رق ح ن ش شنو ا بینا دانا دائم قائم حاضر ناظر شاہد نزول اور عروج کو سمجھے۔

تیسرا مقدمہ ملفوظات ع ع ک ق ل علی الاعلی عظیم الا عظیم کریم الا کرم قریب الاقرب لطیف الالطف میں نزول کرے اور عروج میں بعینہ اخری اول کلمہ کو موئخر کرے یعنی دوسرا کلمہ کو مقدم رکھے اور مقدم کو موئخر کرے: کقولک اعلی الاعلی و اعظم العظیم و اکرم الکریم و علی ھذا القیاس۔ جو لطیفہ لطیف الالطف پس یہ باریک ہے کہ خدمت مرشد کامل سے آگاہی حاصل کرے تاکہ حلول واتحاد میں نہ پڑ جائے۔

جیسا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ (الحدید ۴)

اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم کہیں ہو۔

اے مؤمنو جان لو کہ وہ باحاطہ علم وقدرت تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو اس لطیفہ میں کہ صفات ذات سے کوئی امتیاز نہیں رکھتا کسی کو بیان کی گنجائش نہیں اگر بیان کرے سوا گمراہی کے کچھ نہیں کر سکے گا۔ اور تمثیل روح انسانی کہ جسم لطیفہ ہے اس کو سمجھنا چاہئے کہ جسم لطیف جسم کثیف کے ساتھ کے قالب ہے داخل وخارج اور اتصال وانفصال سے تقسیم نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی انسان سے ایک اعضاء کٹ جائے اگرچہ کوئی زرہ از ذرات کے قالب نہ ہو کہ روح بذات بدن نہیں ہے اور

اعضاء کے کٹ جانے سے وہ کٹ نہیں سکتا تغیر و تبدل نہیں لا سکتا پس پھر تو کیا ذات باری تعالیٰ جو کہ لطیف الالطف ہے اور شیونات سے نہ اتصال اور نہ انفصال رکھتا ہے اگر کوئی بیان میں لاوے اور اس کی طرف اشارہ کرے اور عبارت اس سے کہے یہاں سوا گنگ کے علاوہ کوئی چارہ نہیں اگر ایسا نہ ہو تو وہ پھر گمراہی ہو گی۔

بیت:

زبان بریدہ نہ کنجی نشستہ صم وبکم
بہ از کسیکہ نباشد زبانش اندر حکم

کٹا ہوا زبان والا اگر گوشہ میں صم بکم بیٹھ جائے اس سے بہتر ہے کہ نہ ہو زبان حکم کے اندر۔ شاید کہ باری تعالیٰ ہمہ ہو اور اس باریکی کو سوا اسیر ان دریائے وحدت کے کوئی نہیں جانتا۔ بلکہ عقل کے ساتھ اور بغیر عقل کے اس میدان میں سختی بلکہ ضلالت رکھتا ہو گا کہ وہ حجاب میں ہے اور یہ محجوب فہم من ہے۔

مقدمہ چوتھا: اس کو نیچے ر ک ب ب ھ ن ر غ ظ ب و ح ق ق بدیع باقی ھادی نور رؤف غفور ظاھر باطن ودود حیّ قیوم قدوس تو ضروری ہے کہ نزول و عروج فہم رکھے اور مد کا وھی مطلب سمجھے یعنی اگر یہ مقدمات اربعہ کو بتمامہ وزن کامل یاد رکھے اور اسم ذات کو ہوش میں لائے تمام کو جب عروج کرے تو اسم اخیرہ جیسے قدوس ہوش میں پڑھے تمام کو سمیع تک پہنچائے جب دل میں ذکر کا انس پکڑ لے تو ذاکر کے لئے چاہئے کہ چار وناچار پاس انفاس کرئے یہاں تک کہ تلاوت اور تسبیح اور دعا میں ہوش نہ رہے۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت ہے کہ پاؤں کو جب رکاب میں رکھتے اور دوسرا پاؤں دوسرے رکاب میں رکھتے تک پورا کلام اللہ پڑھ کر ختم کرتے وہ ہوش تھا نہ

تلاوت اور سلسلہ چشتیہ میں وہ ہے کہ اسم ذات کو ہوش میں پڑھے۔ اور دلیل ہر کلمہ کے تحت اُسی ہے ہوش میں لائے یہاں تک کہ اگر خواب سے بیدار ہو جائے پھر بھی پڑھے یہاں تک کہ دس ہزار تک ایک شب میں پڑھے اس طرح ہر عضو کا الگ الگ ذکر ہے جس طرح ہاتھ اور پاؤں اور انگلیوں کو بھی طریق تسبیحات سے کرے یا اگر کوئی چیز کو لکڑی وغیرہ سے تسبیح کے لئے استعمال کرتا ہو اگرچہ کچھ نہ کہے ایک ایک کو ہاتھ میں گنائے تاکہ اس کی عادت بن جائے۔

کہا گیا ہے کہ کوئی خس وخشاک کو ہاتھ سے توڑے یا ہاتھ سے پکڑے یا سنگریزے سے کھیلے تو یہ تمام کھیل شیطان کا ہے اس سے دور رہنا چاہئے۔

ایسا ہی کھانے اور پینے میں بھی ذکر سے غافل نہیں رہنا چاہئے چنانچہ برابر ہر مصنع اسم الواحد کو ہوش میں لائے اور چار چیزوں کو اپنے آپ پر واجب ٹھہرائے یہ دوسرا نظر بر قدم تیسرا فہم در دم چوتھا سفر در وطن وخلوت در انجمن وہ ہے کہ اس کا ظاہر شکل مخلوق کے ساتھ ہوتا ہے اور اس کا باطن حق کے ساتھ ہوتا ہے کہ کوئی اس کے احوال سے خبردار نہ ہو جیسا کہ کہا گیا ہے: الاولیاء اخفیاء اذکیاء۔ اولیاء پوشیدہ ہوتے ہیں اور تیز طبع زیرک تر ہوتے ہیں۔

ذاکر اگر خواب سے بیدار ہو جائے اور دیکھے کہ اسم مقصود اس طرح نفس میں جاری ہے پس اس وقت ذاکر کے لئے ضروری ہے اور حضوری کو گویا ہونا چاہئے کہ خواب کے وقت اس سے وہ نہیں چلا گیا تھا جب ذاکر کو وسوسہ پیدا ہو جائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ یہ نماز دائم کو ادا کرے تاکہ حضوری حاصل ہو جائے خواہ تیمم سے ہو خواہ وضو سے ہو۔ نیت اس طرح کرے: نویت ان اؤدی رکعۃ لوجہ الکریم الباقی الذی لا الہ الا انت الباقی۔ تکبیر تحریمہ کہے خواہ قیام میں ہو خواہ قعدہ میں ہو خواہ ایک طرف پر لیٹا ہوا ہو خواہ چلتا ہے۔ جس طرف بھی اس کا منہ ہو مگر اپنا منہ باطنی

طور پر واحد کی طرف کرے اور تحریمہ کے بعد جتنا بھی جانتا ہو قرآن پاک کو وہ پڑھے اور ہوش میں تشہد کا سلام میں ہوش سے رہے اور پھر سلام پھیر دے اور تکبیر تحریمہ کے وقت بھی ہوش میں رہنا چاہئے بغیر رفع الیدین کے اور اس کو نماز دائم کہا جاتا ہے۔

اس طرح نماز قلب ادا کرنا چاہئے اس کو چاہئے کہ قبلہ کی طرف منہ کرے اور اس کی نیت اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے کرے تکبیر تحریمہ کہے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد فاتحہ سورہ اخلاص تین بار پڑھے رکوع اور سجدہ اشارہ دل سے بجا لائے اور تشہد پڑھے اور سلام پھیر دے اور یہ تمام کام ہوش سے کرنا چاہئے اور اس طرح چہار رکعات دیگر نماز قلب طریق مذکور سے پڑھے۔

ذکر فضیلت کلمہ طیبہ

جان لو کہ صحیح حدیث میں منقول ہے کہ جب بندہ مؤمن آغاز سخن کرتا ہے تو پہلے دل میں کلمہ طیبہ پڑھے اور سخن کے اختتام پر بھی کلمہ طیبہ پڑھے اگر دس ہزار سال عمر ہو اور ہر روز سو گناہ کے مرتکب ہو تو اس کا کوئی گناہ نہیں لکھا جائے گا۔

ایک اور روایت میں منقول ہے کہ جو کوئی سات لاکھ کلمہ طیبہ تمام عمر میں پڑھے اور اس کے گناہ کا دفتر ملائک کے ہاتھوں میں پہنچے تو اس کا کوئی گناہ نہیں لکھا جائے گا۔ اس لئے کہ کوئی گناہ اس سات لاکھ کلمہ طیبہ کے برابر نہیں ہو سکتا اس کا ترازو بھاری ہو گا۔ اور کوئی یہ نہیں کہے گا کہ میں یہ پڑھتا ہوں تو میرا کوئی گناہ نہیں لکھے جائے گا۔

مشروق المشارق میں ہے کہ گناہ کرنا کفر کی راہ ہے اور زیادہ گناہوں کی وجہ سے وہ کفر میں گر جاتا ہے۔ پس شاید کہ سات لاکھ کلمہ طیبہ پڑھنے سے گناہ کے سبب سے جو کفر میں گر گیا ہو تو وہ کلمہ اس کو کیا فائدہ دے گا کیونکہ کفر کی وجہ سے تمام اعمال اس کے ضائع ہو جائیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ۔ جس نے ایمان دے کر کفر کیا تو اس کے تمام اعمال

ضائع ہو جائیں گے۔ عقائد میں لکھا ہے کہ کل روز قیامت ایک شخص کے ننانوے گناہ لکھا ہوا ہو گا نظر لگنے کے انداز پر ترازو کے ایک پلٹے میں رکھا جائے گا بندہ حیران ہو گا۔ دوسری طرف کاغذ کا ایک ٹکڑا لایا جائے گا وہ دوسرے پلٹے میں ڈالا جائے گا تو ان تمام گناہوں کا پلٹہ ہلکا ہو جائے گا۔

ایسا ہی دوسرا نقل یہ ہے کہ ایک شخص وفات پا گیا تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے اہل وعیال کو فرمایا کہ ایک لاکھ کلمہ طیبہ اس کی روح پر پڑھ کر بھیجو اگر چہ وہ عذاب کا مستحق ہو گا بھی بخشا جائے گا۔

اس طرح میں نے حواشی میں پڑھا ہے کہ جو کوئی کلمہ طیبہ کو مد کے ساتھ پڑھے اس کے چار ہزار گناہ کبیرہ بخشے جائیں گے یعنی لا الہ الا اللہ کہے۔

یہ بھی منقول ہے کہ ایک دن ایک گواہ نے حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے گواہی دی اور اس نے جھوٹ سے گواہی دی تھی حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ کلمہ پڑھو اس شخص نے مد کو انتہاء تک کھینچا حضرت جبرائیل علیہ السلام اترے اور کہا کہ اس شخص کا کذب قبول نہیں ہے مگر بسبب اس مد کے یہ گناہ بمع چار ہزار دوسرے گناہ بخش دیئے گئے۔

کہا گیا ہے کہ ایک شخص فاجر اور گناہ گار تھا ایک دن وہ عرفات آیا اور سات سنگریزوں کو پکڑا اور سنگریزہ پر ایک بار کلمہ شریف پڑھا اس کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ سے حکم صادر ہوا کہ اس کو دوزخ لے چلو اور دوزخ کے سات دروازے ہیں۔ اور ہر دروازہ پر وہ لے جاتا تو اس پتھر نے دروازہ کو چھپا دیا تھا کہ میں آپ کا گواہ ہوں میں نہیں چاہتا کہ تم اس میں رہو اس کے بعد جنت لے گیا۔ پس شاید کہ ہر مؤمن متقی اگر کسی پہاڑ وبلندی پر اور ہر پتھر اور نباتات میں بلند آواز سے کلمہ پڑھے تا کہ وہ اس کے لئے گواہ بن جائے۔

خلاصۃ الملوک میں نقل ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا ایک فرشتہ پیدا کیا اور فرمایا کہ کلمہ کہو اور اس فرشتہ نے لا الہ کو مد کے ساتھ پڑھا وہ مد پورا نہیں ہو گا کہ قیامت برپا ہو گا۔ اور زیادہ تعداد میں کلمہ پڑھنا حضور دل کی نشانی ہے۔ افعال اور اقوال میں شریعت سے ایک ذرہ بھی تجاوز نہ کرے۔ اور اگر قد کو قاف کا کسرہ پڑھا جائے تو پھر معنی اس طرح ہو گا کہ کسی چیز کو خارج نہیں کرو گے اس لئے کہ اس کا قدم ہمیشہ کے لئے امتیاز نہیں رکھتا۔

یہ بھی نقل ہے کہ ازل میں خود انسان اپنے آپ پر قدرت نہیں رکھتا تو اب حرکت و سکون اور تکلم میں قدرت نہ رکھے کیونکہ وہ قیدی ہے۔

اے عزیز جب تم اس کے لئے کرو گے تو تمام دوری ہی دوری ہے اور وہ جو تم بغیر تم کے اس کے لئے کرو گے تو وہ تمام قرب ہے یعنی اول قدم اپنے آپ پر رکھو اور ماسوی اللہ پر رکھو تو مقصود کو پہنچو گے جیسا کہ یہ قول حضرت سعدی علیہ الرحمہ کا ہے۔

بیت:

قدم باید اندر طـــریقتـــ نہ دم
کہ اصلے ندارد دم ـــبے قدم

قدم رکھنا ضروری ہے طریقت میں نہ دم مارنا ہے کیونکہ دم بغیر قدم کی کوئی اصلیت نہیں رکھتا۔

اور دم کا مطلب یہ ہے کہ حضرت سید علی ہمدانی فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کمال اور عظمت کے لحاظ سے اپنے بندہ کو قریب تر ہے نفس اور دل سے خطرہ سے وہ اپنے بینائی سے دیکھتا ہے اور اپنے خدائی کانوں سے سنتا ہے اور اپنے زبان سے بولتا ہے یعنی ہر حال اور ہر اقوال کا پھیر جانا اس کا ہے بلکہ

وہ خود وہ ہے پس اس لحاظ سے وہ حاضر وناظر اور شاہد ہے تو اس شخص کے لئے شرم کرنی چاہئے کہ اس حاضر ہستی کو کس طرح بھول جائے گا اور دم اسم شریف باہر نکالے گا۔

خلوت در انجمن کا مطلب یہ ہے کہ مبتدی کے لئے ضروری ہے کہ ہزاروں لشکروں میں ہو لیکن وہ ہرگز اسم مقصود ہاتھ سے الگ نہ ہونے دے اور دل کو حق سے خالی نہ کرے اور منتہی کے لئے ضرور ہے کہ ماسوی اللہ کو مطلق نابود جانے پس جب وہ جانتا ہے کہ گویا مخلوق کو مضمحل کیا ہے عین خلوت میں حق کو ہاتھ دینا چاہئے اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ نہیں محرک اور محل ان مخلوق کا مگر وہ بمعنی سفر در وطن وہ ہے کہ اپنی اصلی منزل کی طرف رجوع کرے اور اصلی وطن ان کا آخرت ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس سے خواہ وہ کافر ہو یا مؤمن کسی کی خلاصی نہیں ہے پس اس کی غم خواری کرنی چاہئے۔ چنانچہ حضور انور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے کہ مجھے تعجب ہے چند آدمیوں سے طالب دنیا کا کہ موت اس کو طلب کرتا ہے اور وہ اس سے غافل ہوتا ہے۔ دوسرا طالب قصور یعنی محلات کہ اصلی منزل اس کی قبر ہے اور وہ اس سے غافل رہتا ہے تیسرا وہ ہنستا اور قہقہ کرتا ہے اور وہ حساب کتاب سے اب فارغ نہیں ہے۔ چوتھا وہ ہے کہ اکثر اس کے افعال اور اقوال خلاف شرع ہوتے ہیں اور وہ اس سے بے خبر رہتا ہے اور کراما کاتبین کوئی ذرہ بھی نہیں چھوڑتا کہ نہ لکھے۔ اے فرزند جو کوئی سفر پر جاتا ہے اس کو یہی غم ہوتا ہے کہ بدن اور مال چوروں سے محفوظ رکھے اور ہاتھ پاؤں کو اس تکلیف سے حفاظت میں رکھتے ہیں اور یہی لوگ جو غافل ہوتے ہیں خروج اور دخول سانس کا ان کا سفر ہوتا ہے تو پھر وہ کیوں غافل ہیں اور بعض صوفیوں کے نزدیک وطن اصلی وحدت ہے اور اس وطن کے لئے کوشش فرض عین ہے۔ مگر وہ حاصل نہیں ہوتا مگر آپ کا باہر آنا یہ زبان کا کام نہیں بلکہ جذبہ الٰہی ہے کہ سالک کو اس کی خبر نہیں ہوتی اور وہ ہزاروں میں سے ایک آدمی کو حاصل ہوتا ہے اور حاضر رہو تاکہ تم حلول

اور اتحاد میں نہ پڑ جاؤ گے کیونکہ ملحد ان میں مقید ہوتے ہیں اکل وشرب اور جماع کا قید لگاتے ہیں اور اس کو اصالت سے منسوب کرتے ہیں۔ ایک دن میں ایک گنبد پر گزرا اور میں نے وہاں یہ سنا کہ تیرہ بادشاہ اس ولایت میں دفن کئے گئے ہیں جب میں نے گنبد کے محل کی طرف دیکھا تو یہ قطہ لکھا ہوا نظر آیا۔

قطعہ:

گر کو زنہ گور بین
این عالم پر فتنہ وشور بین
شاہان جہان و سرداران عالم را
در زیر زمین در دہن مور بین

اور این احوال خاصہ ذوق اس فقیر کا ہے کہ عین اور تا نفس دیگر انتہاء نہیں رکھتا۔ واللہ اعلم۔

باب سوم
سیر سلوک کے بیان میں

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ (العنکبوت ٦٩)

اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے اور بیشک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۔

لیکن کوشش وہ کرنی چاہیئے کہ متابعت سرور کونین ﷺ کی ہو نہ کہ ملحد اور لہو ولایعنی لوگوں کی راہ میں کوشش کرے۔ چنانچہ حضرت رسالت پناہ ﷺ کہ اکثر اوقات اونٹ کے مہار اس کے گردن پر ڈالتے اور فرماتے یا ربّ امّتی اس کے قول آیت سماویہ ہے کہ:

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (البقرة ۹۴)

تو بھلا موت کی آرزو تو کرو اگر سچے ہو۔

یعنی جب حجاب عبد اور رب کے درمیان بندے کا زندہ ہونا ہے پس سالکوں کے لئے ہر وقت موت کی تمنا ہوتی ہے۔اس لئے کہ اس حجاب کے اٹھنے مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

جیسا کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے:

الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب۔

موت ایک پل ہے دوست کو دوست سے ملاتا ہے۔

اور جب موت صوری حاصل نہ ہو جائے تو وہ موت معنوی میں بہت کوشش کرتے ہیں اور اس سے خوشبوان پر احوال روشن ہوتا ہے۔

جیسا کہ قول شاعر ہے:

فرد:

کہ ہست وعدہ دیدار باخدائے

یالیت کہ امروز بود روز قیامت

کل جو وعدہ دیدار الٰہی کا ہے اے کاش اب روز قیامت ہوتا۔

جان لو!اے فرزند کہ موت معنوی میں بہت زیادہ خطرات ہیں وہ عبور نہیں ہوتے مگر مرشد کامل کے ہمسایگی سے عبور ہوتا ہے۔اور غرض اور مقصود ان کا سوا اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ اور نہیں۔ اس لئے کہ اگر ان کے مقصود کشف و کرامت ہو تو وہ گمان فاسد ہے تو ان کو گمراہ بناتے ہیں اور وہ شیطان کے تابعدار ہوتے ہیں۔

ایک دن میں اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر خدمت تھا آپ نے سر مراقبہ سے اٹھایا اور فرمایا کہ بعض لوگ ہر دم حالت منصور میں پہنچ جاتے ہیں پھر مراقبہ ہوا میں نے چاہا کہ اس کے جنب میں سیر اس کا ملکوت کو دیکھوں اس وقت اس نے سر کو اٹھایا اور اعراض ظاہر کیا کہ دیکھنے میں کچھ نہیں ہے اور یہ حاصل نہیں ہو سکتا مگر نفی وجود سے حاصل ہو سکتا ہے۔ مگر چہار سیر اور یہ چار سیر تعلق سات قدم کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ تو وہ مراد ہے اور یہ تمام جذبہ الٰہی سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر جذبہ اس حد تک پہنچے کہ وہ اللہ کے سواسے جو کچھ ہے اس سے لا تعلقی کا اظہار کرنا تو یہی مراد ہے۔ اگر دنیا میں ہاتھ نہیں رکھتا تو حالت نزع میں ہاتھ دے سکتا ہے اور اس کو اس طرح مشاہدہ حاصل ہو گا۔ اور قبر میں اس کے لئے بہتر حال ہو گا اور اس کی قبر جنت کے باغوں میں باغ بن جائے گی۔

بیان سیر اول

سیر من اللہ! جان لو کہ صوفیاء نے فرمایا ہے کہ جو کچھ سرزد ہوتا ہے وہ بندہ سے سرزد ہوتا ہے اور جو سوائے وغیر وجزو گمان وشک ونفس کے ناموں سے یاد کئے جاتے ہیں ان تمام سے آزاد ہو جاؤ تاکہ اس اللہ کے تو مظہر بن جائے اور اگر ایسا نہیں تو حقیقت سے اسے نہیں پہچانا جاتا اور پہلا قدم ان سات سرہ پر رکھو جو نفس کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں ان حالات میں ہر نامرضیات جو تمہیں پیش آ جائے تو ہمت سے قدم شریعت اور ریاضت وذکر وفکر اور تلقین سے اس کو پائمال کرو تاکہ سالک اور استقامت کے مستحق ہو جاؤ گے اور جب تم اس قدم میں مستقیم ہو گئے تو نفس اور شیطان اور اطوار مکدرہ اور نفس مذمومہ تمہیں پیش ہوں گے اور جب باران کے قطرے اور سیلاب وسیر اب وگرد وغبار اور جیسے ادھادن گرمی کے سردی تک اچانک اس درمیان خراب رنگ قسما قسم پیدا ہوں گے تمام کے دس ہزار پردے نفس وشیطان کے ہیں وہ تمہیں پیش ہو گا اور کبھی بدرنگ اور کبھی قسما قسم باغ اور لڑکیاں اور جوانان لطیف اور لطیف کنیز بلکہ حور اور عرش اور کرسی تمہیں نظر آنے شروع

ہوں گے حالانکہ وہ حقیقت میں عرش اور کرسی نہیں ہوں گے۔ اگر اس وقت تم سے کاہلی اور سستی ظاہر ہو جائے تو عرش و کرسی شیطانی تمہیں ظاہر ہو جائیں گے تو جان لو کہ وہ محض غلط ہے تو تمہیں ضروری ہے کہ مرشد کا تصور دل میں لاؤ تاکہ وہ شیطانی کدورات اور تجلیات شیطانی آپ کی ہمت سے وہ پائمال ہو جائے۔ اور تمہارا دوسرا قدم اس ذکر شدہ طریقہ سے رکھنا چاہئے یعنی شیطانی تجلیات پر مغرور نہ ہو جاؤ تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ گے تو ان دو قدموں میں ہر مراد جو ماسوی اللہ کا ہو اس کی نفی کرنی چاہئے جب تمہیں مراد نفس و شیطان پیش ہو جائے اس سے آگے گزر کرو اور لا الہ الا اللہ کے تیغ سے اس کو کاٹ دو یعنی نامرضیات کی نفی کرو اور مرضیات کا اثبات کرو۔ یعنی جو نامرضی والی چیزیں ہیں وہ ماسوی اللہ میں داخل ہیں۔

دوسری سیر

سیر الی اللہ! جان لو کہ قبلہ دو قسم پر ہے ایک شکل قبلہ ہے اور دوسرا حقیقی ہے۔ قبلہ صوری وہ ہے کہ حضور انور ﷺ کی ذات پاک کا مولود شریف اس میں ہے۔ اور قبلہ حقیقی وہ ہے کہ ایجاد اور آغاز مراتب محمد مصطفی ﷺ اس میں ہیں کہ اس کو حقیقت محمدی کہا جاتا ہے:

لقول الصوفية وهو قبلة الوجد والموجود۔

صوفیاء کا قول ہے کہ وہ قبلہ واجد اور موجود کا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کا اظہار اس کے سب سے مشرف کیا۔

حدیث شریف میں ہے:

لولاک لما خلقت الافلاک۔

اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

تو یہ قبلہ واجد ہو گیا اور اس وجہ سے کہ کلی ماسوی وجود حقیقی نے اس کے طفیل یہ مراتب حاصل کئے ہیں پس قبلہ موجود کا ہوا پس سالکوں کے لئے یہ زیبان ہے کہ پہلے خدمت کی خاطر قبلہ صوری شریعت کے طریقہ سے اور متابعت کی وجہ سے مستقیم آئے گا اس کے بعد حقیقی کے طلب میں کوشش کرنی چاہیئے تا کہ تم مقصود تک پہنچو گے اور قبلہ مقصود اگر چہ چیونٹی ہزار سال اپنے پاؤں سے خود چل پڑے تو نہیں پہنچے گا مگر اگر وہ خود کبوتر تیز رو کے پر کے ساتھ پیوست ہو کر تو پہنچ سکتا ہے۔ یعنی مرشد کامل کی وجہ سے اگر اپنے آپ کو پیوست کرے۔

جیسا کہ شاعر کا قول ہے:

توبدین منزل رفتن کی رسی
بو باین خامی بحاصل کی رسی
پس گرآن جانی وبس اشتر دلی
باسبک روحان بدین دل کی رسی

تم اس منزل کو کس طرح تم پہنچو گے تم اس خامی سے کیا حاصل کرو گے۔ پس اگر وہ تم جانو گے وبس تو تمہارا مراد حاصل ہو گا تم اس روحانی کمزور دل سے کس طرح پہنچ جاؤ گے۔

اس مقام میں سالک کو اقسام مغائبات جیسے ملک اور ملکوت ونور ونار اور قسما قسم الہام تمہیں ظاہر ہوں گے اور جب سالک کا کامل مرشد ہو تو اس ہمت سے وہ لغزش نہیں کھائے گا اور اس قسم کی طرف کوئی التفات نہیں کرے گا اور اس مقام سے گزرے گا اس لئے کہ یہ تمام ممانعت ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اگر اس مقام میں سالک رہ جائے تو وہ سالک نہیں بلکہ جھوٹ بولنے والا ہے بلکہ وہ گمراہ ہو جائے گا۔ اور یہ قدم چاندی ہوتا ہے چاہیئے کہ ہر ہفتہ میں یا ہر ماہ میں یا ہر سال میں تجدید توبہ

کرے مرشد کی نظر میں کرے تو مرشد کی طرف رجوع کرنا چاہیئے اور اس کے سامنے دوزانوں بیٹھ کر تین بار استغفار کہے: استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ و اسالہ التوبۃ۔ یعنی مرشد کلمہ طیبہ کہے گا اور مرید متابعت میں کلمہ کلمہ کہے اور مرید کہے کہ میں نے توبہ کیا تمام حرام اور مکروہات اور شریعت مطہر کے مخالف میں قولا اور فعلا حاضر او ناظر اسرّ او علانیۃ لیلا و نہارا میں نے توبہ کیا اور میں پشیمان ہوا ان سے اور پھر میرے وجود سے دوبارہ سرزد نہ ہو جائے۔ میں نے وہ قبول کیا جو محمد رسول اللہ ﷺ نے قبول کیا ہے اور میں بیزار ہوں جس سے محمد رسول اللہ ﷺ بیزار ہیں۔ اس کے بعد مرشد کہے کہ تم نے وعدہ کیا اس فقیر کے پیران کے وہ کہے کہ میں نے عہد کیا اور قبول کیا اپنے پیر کو اور گزرے ہوئے پیران عظام کو تا حضور انور ﷺ تک توبہ کے بعد پھر تین مرتبہ کلمہ تمجید کہے۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ ایک دن ابلیس لعین نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ کہ میں تیری امت کو توبہ کے بعد پھر گناہ میں ملوث کروں گا پس حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی توبہ کے بعد تین بار کلمہ تمجید کہے تو ہرگز شیطان اس کو گناہ کا وسوسہ نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد مرشد اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑے اس کے حق میں دعا کرے اور کہے کہ اے اللہ ساتوں اعضاء اس کے گناہوں سے خواہ صغیرہ یا کبیرہ ظاہری ہو یا باطنی شیطانی وسوسہ سے محفوظ فرما۔ ایک بار فاتحہ پڑھے اس پر پھونکے اور اگر عورت ہو تو چاہیئے کہ ایک کاسہ پانی سے بھر دے درمیان میں وہ رکھ دے مرشد اپنی چھوٹی انگلی اس پانی میں رکھے اور وہ عورت بھی رکھ دے اس شرط پر کہ ہاتھ پردہ سے باہر نہ نکالے اور خود پردہ میں ہو اور اگر عورتیں زیادہ ہوں تو شاید اگر کوئی نیک عورت اس پانی میں انگلی رکھے اور دوسری عورتیں اس پردہ میں ایک چادر اس عورت کے ہاتھ میں دے دیں اور دوسری عورتیں اس چادر کو

پکڑیں تا کہ وہ بیعت کریں۔ حدیث شریف میں ہے۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی بے گانہ عورت کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ سے پکڑے کل قیامت کے دن امنًا و صدقنًا انگلیاں دوزخی اس کے کف سے الگ ہو جائیں گی اس کی گرمی سے سر کا مغز جوش کھائے گا اس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضور انور ﷺ سے طریق مذکور کے طور سے سوال کیا کہ اگر نیک عورت توبہ کرنا چاہتی ہے تو پھر کیا کرنا چاہیئے حضور انور ﷺ نے طریق مذکور سے جواب فرمایا پس چودہ خانوادہ کی روشن یہ ہے جو کوئی ہاتھ یا پاؤں عورت کی پکڑ لے تو سمجھو کہ وہ خود گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرتا ہے۔ اور خواہشات اور شہوت پرست ہے اس کے بعد دو رکعات نماز توبہ کے متعلق حکم دو اور ہر رکعت میں بعد از فاتحہ سورہ اخلاص تین بار پڑھنا چاہیئے۔

الغرض: جب تزکیہ نفس حرام اور مشکوک اشیاء سے منع ہونے میں حاصل ہو جائے تو اس پرہیز و تقوی کی وجہ سے وہ تمام چشمہ زار بن جائے گا اور وہ جان لے گا کہ سورج اس چشمہ پر چمکتا ہے بلکہ چند آفتاب کو اس میں پائیں گے عین مراقبہ میں نہ ظاہر میں اس لئے اگر ظاہر آنکھوں سے ملک وملکوت اور اطوار سبعہ دیکھا جا سکے تو وہ اوہام ہوں گے اور عین مراقبہ میں وہ عین الیقین ہو گا پس یہ تمام ممکنات سالک کی نظر میں برق کی طرح جنبش میں آئے گا اور وہ گمان کرے گا کہ ہر چیز ہلنے میں ہے اور یہ بھی جان لے گا کہ ہر چیز جنبش میں ہے اس وقت اطوار کبود پہنچ جائے گا اس کا تمام وجود کو گھیر میں لے گا۔ اس کے بعد تمام عالم اس کی نظر میں سوا کبود کے کچھ نہ ہو گا مگر وہ یہ سمجھے گا کہ اس حالت میں درویشوں کو پہنچ چکا ہوں اور اس لذت سے وہ بہت زیادہ خوش ہو گا اور اس کو اطوار نفس سے کہا جاتا ہے۔ اور اس کو علم لدن حاصل ہو جائے گا یعنی ہر مسئلہ شرعیہ کہ عالموں پر زمانہ مشکل میں پڑ جائے وہ اس کو حل کرنے کے لئے پہلے وقت میں مشائخ وصوفیاء وغیرہ سے سمجھے گا اور یہ قوم

چار ہیں یعنی اس اطوار میں جب قدم رکھے گا اور زیادہ مراتب کے طلب میں ہو گا تو وہ فریفتہ نہ ہو گا کہ میں نے کچھ کیا ہے یا کچھ پایا ہے اس لئے کہ یہ اطوارات سبعہ تمام حجاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو یہ مغرور اور فریفتہ نہ ہو گا اور اس کو مقصود نہ جانے گا کیونکہ پھر وہ گمراہ بنے گا اس لئے کہ یہ مقصود نہیں ہے۔ مگر مقصود یہ ہے کہ بندہ اپنی صفات کو ذات معبود میں ختم کرے کہ سوا اس کے نہ وہ کچھ دیکھتا ہے اور نہ جانتا ہے اور نہ وہ چاہتا ہے اور نہ سوچتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو پھر سالک کی یہ شان نہیں ہے اور یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ہر اطوار دس ہزار اقسام اور رنگوں کو دیکھتا ہے اگر مرید کا پیر کامل ہو تو کسی مقام میں اطوار شیطان یا اوہام سے مغالطہ نہیں کھاتا اگر ایسا نہ ہو تو اکثر اوقات میں وہ گمراہ ہو جاتا ہے اور جب تم نے اپنے نفس کو ہر قسم ریاضت سے پاک کیا ہو شاید کہ وہ دل کی صفائی کے طلب میں ہو۔

جان لو کہ نہایت تزکیہ نفس یہ ہے کہ مراقبہ اور مشاہدہ میں کہ ہر پسندیدہ اشیاء کو جیسے کھانے کی چیزیں ہیں یا پینے کی چیزیں ہیں وہ فراموش کر دے تو شیطان کے گزر گاہ اور قرار گاہ شیطان سے نجات پائے گا اور تصفیہ قلب اس کو اس سے حاصل ہو گا اس لئے کہ مؤمن کا دل اللہ کا عرش ہے یعنی عرش اللہ کے ذکر یعنی دل بمنزلہ تخت ہے اور زمین نفس و شیطان ہے تو جھوٹ سے دعویٰ کرنے والا اپنے پاؤں کو تخت پائے کو زمین نفس میں برابر رکھتا ہے اور تخت کے وسعت آویزان کرتا ہے اور ہر قسم کے کدورات اس میں ڈالتا ہے اور جو کوئی ہمت اور مدد اللہ سے پاؤں کو اور لا الہ الا اللہ کہ جاروب دل ہے زمین سے اٹھا لیتا ہے اس میں سکون نہیں رہتا اور اس کے سامنے وہ پڑا رہتا ہے پس تصفیہ قلب حاصل ہوتا ہے پس اس وقت خالص برائے معرفت اللہ مہیا ہو جاتی ہے اور اس کا دل تخت الا اللہ کا خاصہ رہتا ہے اور کوئی چیز اس کو آرام نہیں دیتا۔ معلوم ہونا چاہئے کہ دل کے سرائے کے سات محل

ہیں ہر محل پر قسم گناہوں سے بھرا رہتا ہے کہ سالک سبع مذمومات کو اس ہمت مرشد اور برکت مدحیات کو بدل کرتا ہے اور اس کو دو قسم اطوار طریق مذکور سے اسے حاصل ہوتے ہیں پہلا عقیق رنگ کا ہوتا ہے۔ کہ دس ہزار پردہ تعلق اس کے ساتھ رکھتے ہیں اس کے بعد سرخ خالص جو نہایت لطیف اور نامتناہی ہوتا ہے کہ سالک کو بہت زیادہ شوق اور محبت پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ تقریر میں نہیں آ سکتا اور ان اطوار میں تمام ملائک اور ملکوت کے کشف اور کرامت حاصل ہو جاتا ہے۔

کہا گیا ہے کہ ایک دن رسول کریم ﷺ جنت کی تعریف فرما رہے تھے تو یاران نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ کہ کیا خوب تقریر فرمائی مگر جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے آپ نے فرمایا: **بالذی نفس محمد بیدہ۔** میری قسم ہے اس ذات پر جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کا نفس ہے کہ میں جنت کے دیوار پر بیٹھا ہوا تھا اور آپ سے بہتر میں نے دیکھا یہاں تک کہ میں نے کوچہ بکوچہ اینٹ اور بال کے سیر بھی کئے اور میں نے دیکھا اور ہمیشہ دائم الاوقات ہوش میں تھا اور کبھی ہوش میں نہ تھا اور میں نہیں جانتا کہ میں کس محل میں ہوں اور کس کام میں ہوں اور میں کون ہوں جاننے والا اور نہ جاننے والا خیال کرے گا کہ ان اطوار نیز قدم رکھنا اور اس کا طلب مجھے یاد ہو گا مغرور نہ ہو کہ میں ان مراتب کو پہنچا ہوں اور میں نے یہ دیکھا یہ تمام سالک کے لئے راستے کے بندش کے لئے ہے اس کی طرف سے یہ پانچواں قدم ہو گا اور نہایت تصفیہ قلب یہ ہے کہ اپنے رزق سے باز رہے یعنی فراموش کرے اور وہ ذکر ہے اور یہ اطوار دل اتنی قوت پکڑے گا کہ کہا گیا ہے کہ تمام سات اطوار اس میں دیکھے گا اور وہ مقصود تک پہنچ جائے گا۔

تیسری سیر

سیر فی اللہ! یعنی سالک اپنے آپ کو اور ماسوی اللہ کو قبضہ قدرت کے قید میں تصور کرے گا کہ وہ تمام اشیاء کا وہ نہیں جانے گا مگر اس کو اور روح سراجی کو اس لئے کہ ان مراتب میں سالک خود کو جانے

گا تو وہ مشرک ہو گا اور اس کی مثال اس شخص کی ہے کہ اگر کسی سے کوئی چیز امانتاً لیا ہو اور پھر اس پر رعنائی اور عیاری کرے اگر کوئی اس سے پوچھے کہ یہ چیز کس کا ہے وہ کہے گا کہ یہ میرا ہے تو وہ حقیقت میں جھوٹ بولے گا اور شرمسار ہو گا۔ اس لئے کہ اس طریقہ میں وصول کے لئے چوالیس مقامات ہیں۔ پہلا اس کا توبہ ہے۔ اور آخر ان کا شرم ہے یعنی ہر آن میں اندیشہ اس کا اس کے سامنے پیش ہو جائے وہ اس پر پریشان ہوتا ہے اور اس سے بار رہتا ہے پس جب تصرف اور سیر اس کا خود بخود نہیں ہے پس سیر حق میں ہے یعنی اس کے تصرف میں ہے جو کچھ ہے پس جب سالک لا الہ الا اللہ زبان سے کہے یہی ارادہ رکھے یعنی جو معدوم تھے وہ معدوم مطلق ہیں اور کچھ موجود تھا وہ موجود مطلق ہے یعنی واجب الوجود اور ممکن معدوم ہے۔ اور ضروری ہے کہ باطن سالک کا تین تجلیوں سے خالی نہ ہو ہر گز پہلی صورت جیسے اشباح اور اجسام کا دیکھنا خواہ لطیف ہوں یا خواہ کثیف ہوں یہ تمام تجلی ذاتی ہیں اس لئے کہ جب پوشیدہ عدم سے وجود میں آیا تو اب اپنے آپ کی اختیار کا وہ مالک نہیں ہے۔ پس کوئی تجلی زیباتر اس سے نہیں ہے۔

دوسری تجلی معنوی ہے جیسے ساتواں اطوار اور عالم نوری کہ ہر ایک ستر ہزار عالم نوری ہیں۔

تیسری تجلی ورائے صورت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر سرائے باندازہ استعداد انبیاء اور اولیاء کے اندازہ کے مطابق روشن ہوتا ہے۔ اور سیر فی اللہ مقام سرّ میں ہاتھ دیتا ہے اور سرّ روح سراجی کو کہا جاتا ہے اور یہ محول کل حال ہے جب سکون اور حرکت وصحت وکلام وقیام اور قعوس اور چلنا اور دیکھنا اور چکھنا اور سونگھنا تمام کا تعلق اس کے ساتھ ہے جب سالک ان مراتب سے آگاہ ہو جاتا ہے تو اطوار اس سے دور ہو جاتے ہیں کیونکہ دس ہزار پردہ کا تعلق اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

اس حالت میں ہر لذت دنیاوی سالک کے حق میں زحمت بن جاتا ہے اور اس کا اختیار یہ بات نہیں ہوتی مگر مجبوری کی صورت میں یا نگہبانی کی وجہ سے اس کا نفس طعام کھاتا ہو گا اور دل کی خاطر مستورہ کی وجہ سے خواب جائے گا یا اس کی وجہ سے کسی سے بات کرے گا کئی سو وجوہات سے تھوڑی رحمت اس کے افعال اور اقوال دنیاوی اس کے وجود میں آئے گا چنانچہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے یعنی میری زندگی اور میرا وصال اور سکون و حرکت کھانا اور پینا اور بیٹھنا اور اٹھنا اور خواب میں جانا تمام رضائے الٰہی ہے یعنی اختیار کے خاطر اور اپنے رضا کے لئے کچھ نہیں چاہتا اور دنیا میں بجالانا پس یہ تمام چیزیں اگر سالک کی نظر میں اس طرح ہمیشہ رہیں تو وہ مراد کی طرف اپنا قدم رکھے گا یعنی وہ اپنے آپ کو نہ دیکھے گا مگر اس کو دیکھے گا اور یہ چھٹا قدم ہے جب سالک اپنا قدم اپنے آپ اور تمام ماسوی اللہ پر رکھے اور تمام اس پر قیاس کرے ان مراتب کو خفی کہا جاتا ہے خواجہ کمال فرماتا ہے۔

بیت:

گر کلاہی فقر خواہی سر بسر

از خود و جملہ جہان یکسر ببر

این کلاہ بی سر آن است ای پسر

کی دہند تا تو می نازی بسر

اگر فقیر کی ٹوپی سر پر رکھنا چاہتے ہو تو اپنے اور تمام جہان سے الگ ہو جاؤ یہ ٹوپی بغیر سر وہ ہے اے بیٹے کیا دے گا اگر تو اس سر پر ناز کرتا ہے۔

جان لو اے فرزند! اس حدیث کے جاننے میں علماء کا اختلاف ہے: قال علیہ الصلوۃ والسلام: الفقر سواد الوجہ فی الدارین۔ فقر کا دونوں جہانوں میں منہ کالا ہوتا ہے۔ عوارف المعارف میں لکھا ہے کہ علماء کبار اور مشائخ بزرگوار فقر کو پانچ اقسام پر تقسیم کئے ہیں۔

پہلا فقر خاص وہ ان لوگوں کا ہے کہ تمام عمر کے سال بھر اور ماہ میں کاسہ مانگنے کا لیتے پھرتے ہیں یعنی رزق کو اکٹھا کر جمع کرتے ہیں اور پھر کھاتے ہیں اور شان حال ان کا یہ ہے کہ اگر ایک دن کا رزق ان کے پاس ہوتا ہے تو نہیں پھیرتے اور اس طرح کے لوگ خدا سے محبت کرنے والے ہوتے ہیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ قیامت کے دن ایک ہاتف آواز دے گا کہ: انظروا محبّائی کیف یأتوننا۔ میرے دوستوں کو دیکھو وہ کس طرح ہمارے پاس آتے ہیں۔

لوگ فکر مند ہوں گے کہ ان کے دوست کون ہیں اچانک فقیر لوگ جو گدڑی پہنے ہوئے اور ایک زنبیل ان کے ہاتھ میں ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہو گا اے میرے محبت کرنے والو میں تم سے راضی ہوں تم راضی ہو یا نہ وہ کہیں گے کہ اے رب کہ ہماری رضا تمہاری رضا ہے پھر وہ فرمائے گا کہ اے میرے ساتھ محبت کرنے والو تمہارا کھانا پینا اور پہننا کیا تھا وہ کہیں گے کہ اے رب تم جانتے ہو کہ ہم نے کبھی پیٹ بھر کھانا نہیں کھایا وہ جو لوگ جانتے ہیں اور جو پہنتے ہیں پس حکم ہو گا کہ جنت جاؤ پس وہ کہیں گے کہ اے رب مچھلیوں کو جو دیا گیا ہے وہ مچھلیوں کو بخش دو۔ خطاب ہو گا میں نے بخش دیا ہے اگر اس طرح فقیر ایک دن کھانے کی طاقت رکھتا ہو گھوموا اور دیکھو کل قیامت کے دن ان کے چہروں پر گوشت نہیں ہو گا کہ: الفقر سواد الوجہ فی الدارین۔ فقر دونوں جہانوں میں کالے منہ والا ہے۔ یہ الفاظ ان کے حق میں ہیں۔

دوسرا مرتبہ فقیر وہ ہے چنانچہ ایک آدمی مردار دنیا کی خاطر کوشش کرتا ہے اس کے لئے قاضی اور معلم بن جاتا ہے اور چوکیدار اور وکیل اور وزیر اور حاکم بن جاتا ہے اور لوگوں پر ظلم جاری کرتا ہے اور ہر چیز خواہ حرام ہو یا حلال کھاتا ہے۔ وہ بھی فقیر ہے یعنی محتاج ہے اللہ کے سوا: الفقر سواد الوجہ فی الدارین۔ ان لوگوں کے حق میں ہے۔ اس لئے کہ دنیا میں لوگوں کے حق ظلم ان پر کیا گیا ہو تو قیامت کے دن وہ کالے منہ اٹھ جائیں گے اور لوگ ان کے دامن پکڑے ہوئے ہوں گے تو اس کا گناہ اور ان تمام لوگوں کے گناہ ان پر لاد کر بوجھ اس کی گردن پر رکھے گا اور اس کو دوزخ لے جائے گا۔

تیسری قسم عام فقیر ہے اور وہ اس طرح ہے کہ ہر چیز حیوانات سے وہ تمام اللہ تعالیٰ کے محتاج ہے۔ جیسے بادشاہ اور امراء اور حکماء اور دھقان پس شاید کہ نیت ان کا طلب دنیا میں اس طرح ہو کہ میں دنیا کو طلب نہیں کرتا مگر جتنا انسان ضرورت ہوتی ہے اور دنیاوی کام وروزگار تو یہ دنیا ولایت تک پہنچا دیتی ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ ایک دن حضور انور ﷺ تشریف فرما تھے اور سوچ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خیر الرسل نامزد فرمایا ہے اور میری امت کو خیر الامم گردانا ہے لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کے لئے بریان پرندے اور مچھلی بریان شدہ اور گھی آسمان سے نازل ہوتے تھے اور میری امت پر کس طرح محنت رزق کا طلب مسلط کیا ہے۔ اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور حدیث قدسی آپ کو پیش کی:

ان من الذنوب لا یکفر بھا صلوٰۃ و لا صوم الا بھم معیشۃ۔

بے شک بعض گناہ نہیں بخشے جاتے نماز اور نہ روزہ سے مگر وہ بخشے جاتے ہیں بسبب فقیر عیال کی وجہ سے وہ بخشے جائیں گے یعنی آپ ﷺ کی امت نہایت گناہ گار ہیں اور ان کے بعض گناہوں کو

کوئی چیز نہیں بخشا تھا مگر وہ بخش جاتے ہیں غم خوار گی نفقہ اولاد سے اس کے بعد حضور انور ﷺ بہت خوش ہوئے اگر ان کی نیت اس طرح ہو تو ثواب وآخرت پائیں گے اور اگر ان کی نیت کثرت اموال اور تفاخر اور سرفرازی ہو تو عذاب پائیں گے اور ان کے چہرے سیاہ ہوں گے:

کقول الولیاء اللہ عسی امیر ھناک امیر عسی و جہ صبیح فی النار فضیح۔

اولیاء اللہ وہاں امیر ہوں گے اور امیروں کے چہرے جو یہاں خوبصور ہوں گے وہ دوزخ میں رسواہوں گے۔

مگر وہ شخص جو عیال دار ہو اور شرم ناک ہو تو ہر فصل میں وہ مقدمان اور توانگروں گھوے گا اور بقدر کفاف دوسرا فصل طلب کرئے گا اگر ایسانہ ہو تو اس کو عذاب دیا جائے گا اس لئے کہ عیال کے لئے رزق کا طلب کرنا اس کے لئے فرض ہے۔ تنبیہ ابو اللیث سمرقندی میں درج ہے۔ چند آدمی قبر سے سر اٹھائیں گے اور ان کو دوزخ کی طرف روانہ کیا جائے گا پہلا امیر جھوٹا دوسرا زناکار جوان تیسرا ذو عیال متکبر اگر بقدر کفاف دوسرے فصل تک یعنی مقدار پچاس درم شرعی اس کے پاس ہوں تو شاید کہ وہ سوال نہ کرے۔

چہارم مرتبہ فقیر طالبان حق کا ہے ان کی شان یہ ہے کہ وہ چار وناچار اللہ کے لئے طلب اور عبادت میں مستقیم ہوتے ہیں اور ریا سے خالی ہوتے ہیں اور اگر یا کرئے تو ان کا منہ کل کالے ہوں گے۔

کقول الشاعر:

فردا کہ پیشگاہ حقیقت شود پدید
شرمندہ رہ روے کہ عمل بر مجاز کرد

کل جب ان کی حقیقت ان کے سامنے ظاہر ہو جائے تو شرمندہ رہ جائیں گے کہ انہوں نے عمل مجازی کیا۔

پانچواں مرتبہ کہ فقیر وہ ہے کہ طلب در طلب وہ منتہی ہو جاتا ہے اور اس کی یاد میں وہ وجود ما سوی اللہ کو وہ فراموش کریں گے اور احتیاج اس کا جو اس کے اور اللہ کے درمیان ہو وہ درمیان سے اٹھائیں گے کہ اذا تم الفقر ھو اللہ جب فقر پورا ہو جائے وہ شان اللہ کی ہے اور خواجہ فرید الدین نے اس طرح فقیر کو سواد الوجہ فی الدارین فرمایا ہے کہ وہ سرائے وجود میں موجود کو کھویا اور نابود ہوا پس نابودی بھی ایک قسم کی سیاہ روی ہے۔

چوتھی سیر

سیر مع اللہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وھو معکم اینما کنتم۔ اللہ تمہارے ساتھ ہے جہاں تم ہو۔ جب اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہر ایک کے ساتھ ہے تو سالک درمیان سے اٹھ جاتا ہے تو وہ خود بخود ہو جاتا ہے اور وہ دعوی جھوٹا جب تم کرتے ہو کہ میں ہوں تو وہ اس سے سنا جاتا ہے تا کہ کذب کی وجہ سے تم گناہ گار اور مجھور نہ بن جائے اور ان مراتب میں کبھی سالک جب بال اس کے چہرہ پر ہوتے ہیں اور کبھی وہاں بھی نہیں ہوتا اور کہا گیا ہے کہ وہ آگے پانی پر ہے تو پانی کے متعلق کوئی کیا کہے گا کہ وہ کس نشان تلاش کرتا ہے نہیں بلکہ وہ ہوا میں ہے اس لئے کہ پانی ہلتا بھی ہے اور کسی کو اس کی اطلاع مل جاتی ہے۔ جب سالک اپنے وجود سے زحمت درمیان سے اٹھادے اور معیت اس کا تمام اشیاء میں ایک جیسا دیکھے اور اس میں اپنے آپ کو نہ دیکھے مگر اس کو مشاہدہ کرے اس وقت اطوار سفید جیسے سفید مرغ یا سایہ پانی اس کے لئے ظاہر ہو جائے کہ دس ہزار پردے میں اس طرح تعلق رکھتے ہیں اور تمام اشیاء کو نہیں جانتے مگر ذات واحد کو جانتے ہیں اور اپنے آپ سے بے خبر ہوتے ہیں مگر تھوڑا انانیت باقی رہ جاتا ہے تو چنانچہ مراتب وحد سے نزول ظاہر ہو جاتا ہے تو عروج بھی اس طرح حاصل ہو گا کہ ہر

مراتب میں خود کو عین ان مراتب میں سمجھ لیں گے اور مراتب ادنیٰ اعلیٰ کی طرف عروج کریں گے اس لئے کہ ادنیٰ اور اعلیٰ اس قبیل سے لایقت اس پر یکسان ہو جاتا ہے اور علم لدن اس پر ظاہر ہو گا۔

جان لو کہ اختلاف کتب میں بیان املاک اور ملک وملکوت کا یہ ہے کہ بعض اہل اجتہاد اور اہل قیاس ہیں اور بعض اہل نظر ہیں اور ان کا بیان وہ ہوتا ہے جن پر اعتماد کیا جاتا ہے اگر زیادہ مخالفت اہل ظاہر کے ساتھ نہ ہو اور اگر زیادہ خلاف اہل ظاہر کے ساتھ ہو تو وہ شیطانی ہو گا نہ کہ رحمانی اس کے بعد معلوم ہونا چاہئے کہ دو قدم تعلق انبیاء کے ساتھ رکھتے ہیں نہ کہ اولیاء کے ساتھ۔ اولیاء صرف اس کو محسوس کر سکتے ہیں تاکہ ان کو وجود کی نفی اور انانیت کا ختم ہونا ان کو حاصل ہو جائے اور اس میں اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ سبز کے بعد سفید نور ظاہر ہوتا ہے پھر سیاہ اور بعض نے کہا ہے کہ سفید کے بعد سیاہ اور اس کے بعد سبز ہے اور یہ آخرت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور بقول فرید الدین عراقی اور حضرت شیخ شبلی اور شفیق بلخی اور سری سقطی اور معروف کرخی قدس اللہ اسراہم کے نزدیک صحیح وہ ہے کہ سفید کے بعد سبز ہے اور سیاہ تعلق آخرت کے ساتھ رکھتا ہے اگرچہ ہزار ہزار لفظ اس کے بعض طالبوں کے لئے روشن ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ آخرت میں اس کو حاصل ہوتا ہے۔ سید علی ہمدانی کے قول کے مطابق اور اکثر اہل کبرویہ اور ابو علی رودباری قدس سرہم کا یہ قول ہے کہ پہلا سیاہ ہوتا ہے اور سبز آخرت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور اطوار سفید میں قدم رکھنا مراتب روح ہے اور وہ ساتواں قدم کا گزر اس کو حاصل نہیں ہوتا مگر جذبہ الٰہی سے اور جب جذبہ الٰہی تمہیں حاصل ہو جائے اور وہ ان دو اطوار خواہ سبز ہوں یا سیاہ یہ دونوں اس کو حاصل ہو جائیں تو وہ توحید میں اس طرح مستغرق ہو جاتے ہیں کہ اپنے گم ہونے سے بھی بے خبر ہوتے ہیں۔

جیسا کہ یہ قول شاعر کا ہے:

تو درو گم شو کہ توحیـد آن بود

گم شـدن گم کن کہ تفـریدآن بود

تم اس میں گم ہو جاؤ کہ توحید وہ ہے گم ہونا گم کرو تا کہ تمہیں تفرید حاصل ہو جائے کیونکہ تفرید تو یہی ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

انا عند ظن عبدی و العبد متصل بالظن و الظن متصل بالرب۔

میں اپنے بندے کا گمان ہوں اور بندہ گمان سے منسلک ہے اور گمان رب سے منسلک ہے۔

اس مقام کے آگے جانا ہے اور ان مراتب کو اخفا کہا جاتا ہے۔ پس جان لو اے فرزند جب اس ہمت نے جو متابعت رسول اللہ ﷺ ہے سے اس مقام تک پہنچ گئے تو جس چیز سے تم اس مقام تک پہنچ گئے تو تمہیں ضروری ہے کہ تم اس کو ہاتھ سے نہ جانے دو کہ وہی تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب اور تجلیہ روح ہے یہ ہاتھ سے نہ جانے دے تا کہ تم بلندی سے پھر زمین کو واپس نہ آ جائے اور ایمان کی گردن کو بوڑنا نہیں چاہئے تا کہ تم اولیاء کرام کے درمیان شرمسار نہ ہو جائے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

نعوذ باللہ من الحور بعد الکور ای من النقصان بعد الکمال۔

ہم پناہ مانگتے ہیں حور سے کور تک یعنی کمال کے بعد نقصان سے۔

اور یہ مراتب اخفا آنکھ جھپک کے برابر ہاتھ دیتا ہے۔

اور سالک پر ہزار در ہزار سال بے شمار گزر جاتے ہیں اور شاید کہ دائم المدام یہ تجلیہ ثلٰثہ مذکورہ سے دل کو خالی نہ رکھے یہاں تک کہ اگر خواب دیکھے تو اس کو بھی تجلی جانے۔

جان لو کہ خواب کے وقت ارواح قالب سے نکلتی ہے اور ملک وملکوت کی سیر کرتی ہیں تو جو مکاشفات ہوتے ہیں یہ ان کی سیر ہوتا ہے۔

مشروق المشارق میں درج ہے:

ایک دن حضور انور ﷺ اپنے تمام صحابہ کے ساتھ روانہ ہوئے جب رات کا آخیر حصہ ہوا تو تمام یاران ان کے تھک گئے تھے وہ اہتے تھے کہ وہ پڑاؤ ڈالے اور سو جائے حضرت نے منع فرمایا فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ ہم بیدار نہ ہو جائیں اور ہم سے نماز فوت ہو جائے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ تم سو جاؤ اور میں بیدار رہوں گا اور تمہیں بیدار کروں گا۔ کہا گیا ہے کہ جب طلوع آفتاب ہوا تو سب سے پہلے حضور انور ﷺ بیدار ہوئے اور حضرت بلال خود محو خواب تھا۔ کہ: انّ اللہ یقبض ارواحکم حین شآء ویردّ علیکم حین شآء یا بلال قم فاذّن للناس۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری روحوں کو قبض کرتا ہے جس وقت چاہے اور واپس کرتا ہے تم پر جس وقت چاہے یا بلال اٹھو اور اعلان یعنی اذان دو لوگوں کے لئے۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ خواب کی حالت میں ارواح الگ ہو جاتی ہیں اور معتزلہ کے نزدیک ارواح خواب کے وقت باہر نہیں جاتے بلکہ وفات کے وقت بھی نہیں جاتی اور ہڈیاں انسان میں کوئی فرق ہے کہ اس کو عصبۃ الانبہ کہا جاتا ہے اس میں وہ بند ہو جاتے ہیں اور یہ اقوال محض کفر ہے اس لئے کہ زیادہ احادیث ارواح کے خروج میں وارد ہیں اور یہ آیت کریمہ بھی اس پر ناطق ہے کہ کافر کہتے ہیں: قال اللہ تعالی: ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین و اللہ اعلم بالصواب۔ اے ہمارے رب تونے ہمیں دوبار موت دیا اور دوبار زندہ کیا۔ اللہ صحیح بات کے جاننے والا ہے۔

تعبیر خواب

جان لو کہ تعبیر خواب حکماء نے اپنی حکمت کے اندازہ پر جو کچھ کہا ہے کہ فلان قسم خواب اچھا ہے اور فلان قسم خواب برا ہے۔ اور حضرت رسول کریم رسالت پناہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہر روز صبح کے بعد اپنے اصحاب سے پوچھتے کہ کسی نے اچھا خواب دیکھا ہے تو وہ مجھے بیان کر دے۔ وہ کہتے کہ یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس سے مطلب کی ہے۔ وہ فرماتے کہ خواب حق ہوتا ہے اور جس قسم کا بھی ہو تعبیر کرنے والا ہے وہ پھر ہو جاتا ہے اگرچہ بد کیوں نہ ہو لیکن اچھی تعبیر سے وہ اچھا ہو جاتا ہے۔ اور میں تمہارا نیک خواہ ہوں تمہیں اچھا تعبیر بتاتا ہوں اگر رات کو تم خواب دیکھو گے اور تمہارے دل میں یہ ہو کہ یہ ہمارے لئے اچھا نہیں ہے تو ضروری ہے کہ تین تین بار منہ میں پانی ڈال کر بائیں طرف ڈال دو اور وہاں سے ایک طرف ہو جاؤ تمہیں کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔ اور وہ خواب کسی کو بیان نہ کرئے کہ میں نے اس طرح دیکھا ہے:

قال علیه الصلوٰة و السلام: الرؤیا الصالحة من الله من الشیطان فمن رای شیأ یکرهه فلیلتفت عن شماله ثلثا و لیتعوذ بالله من الشیطان الرجیم فانها لا یصرّه۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے: کہ اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور پراگندہ خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں جو کوئی ایسا خواب دیکھے کہ اس کو مکروہ جانے تو بائیں طرف وہ تین بار تھوک دے اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے تو وہ اس کو ضرر نہیں دے گا۔

منقول ہے کہ ایک دن ایک عورت حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں نے خواب دیکھا ہے کہ گھر کی چھت کا شہتیر ٹوٹ چکا ہے۔ تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ تمہارا شوہر جو سفر میں ہے وہ سلامتی کے ساتھ گھر پہنچ جائے گا۔ وہ گھر نہیں گئی تھی کہ اس کا شوہر واپس آیا اس طرح چند بار وہ آئی حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس کو تعبیر بتاتے رہے۔

ایک دفعہ وہ تعبیر کے لئے آئی لیکن حضور انور ﷺ موجود نہ تھے تو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو سنایا انہوں نے کہا کہ تمہارا شوہر مر جائے گا کچھ دیر کے بعد یہی خواب حضور انور ﷺ کو سنایا تو حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ جیسا کہا گیا ہے تیرا شوہر جائے گا۔

کہا گیا ہے کہ ایک شخص نے صبح سویرے اپنی بیوی کو بتایا کہ تمام مملکت کو میں نے لے لیا اور کھایا اس کی بیوی ہوشیار تھی کہا کہ بغیر عالم کے کسی دوسرے کو یہ خواب مت بتانا اور بیوی خود ایک عالم کی طرف روانہ ہوئی ایک بدبخت جاہل مرد اس کے سامنے آیا اور کہا کہ کہاں جاتی ہو تو جتنا منع اس کو کیا گیا وہ منع نہ ہوا اس نے کہا کہ جب تک تم اپنا مقصود نہ کہو گی میں یہاں سے نہ ہلوں گا ناچار اس نے کہا کہ میرے شوہر نے خواب دیکھا میں چاہتی ہوں کہ عالم کو کہوں اس نے کہا کہ وہ خواب مجھے سناؤ اور میں اس خواب کی تعبیر کہوں گا تو اس نے اس کو خواب سنایا تو اس شخص نے کہا کہ اچھا ہوا کہ وہ پیٹ نہیں گیا ہے جب وہ عورت عالم کے پاس پہنچی اور واقعہ بھی سنایا اس نے کہا کہ خواب اچھا تھا لیکن جو تعبیر اس کی نکالی گئی ہے تو وہ اس طرح ہو گا جب عورت گھر آئی تو اس کا شوہر پیٹ گیا تھا۔

اہل تصوف کے نزدیک خوابوں کی چار اقسام ہیں عناصر اربعہ کے برابر اس لئے کہ یہ خواب ان چار عناصر سے پیدا ہوتے ہیں جیسے خاک اور آب اور باد اور آتش اور یہ لوگ ان چیزوں کے پاک کرنے میں بڑی کوشش کرتے رہتے ہیں جہاں بھی معنی خاک حرام اور مکروہ سے صفائی کی وجہ سے باغ قسما قسم رنگ رنگ اور سبزہ باریک نہریں اور پاک محلات بلند قصر ملک وملکوت بلکہ جنت وعرش وکرسی اپنے مرتبہ کے انداز سے وہ خواب میں دیکھتے ہیں۔ تاکہ ان کا دل خوش ہو جائے اور جہاں آب عناصر صاف ہو تو صفائی کی وجہ سے دریا اور ندی ونالے ان میں سیر کرنا اور اس میں کشتی چلانا یا کشتی میں سوار ہونا اور وضو کرنا اور شربت سونگھنا خواب میں دیکھے تو اسے خوشی خواب کی وجہ سے پیدا

ہو گی۔ اور جب عنصر باد صاف ہو گی بسبب صفائی کے سواری اور بلندی میں ہوا میں اڑنا اور ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ کو جانا اور پانی پر بغیر ڈوب جانے سے جانا خواب میں یہ نظارے دیکھیں گے بلکہ درختوں کے سروں پر سوار ہونا اور ایک شاخ سے دوسرے شاخ تک جانا علی ہذاالقیاس خود کو چست وچالاک اور نفس کو پرندہ کی شکل میں دیکھنا تاکہ اس کا دل خوش رہے اور جب عنصر باد صاف ہو جائے تو اس صفائی کی وجہ سے ماں باپ اور مرشد واستاد اور اولیاء جو گزر چکے ہوں گے بلکہ خلفائے راشدین اور حضرت رسالت پناہ ﷺ اور انبیاء اور صورت یار اور محب اور تمام نیک صورت والے خواب میں دیکھیں گے جیسے مور اور طوطے وغیرہ لطیف صورت میں تاکہ اس کا دل اس کے دیکھنے سے خوش ہو جائے۔ جان لو کہ اہل تصوف کے دل مردوں کی طرح آنکھیں روشن ہیں اس لئے کہ جب ان سے نیکی اور بدی وجود میں ظاہر ہوتے ہیں تو وہ دل میں یاد رہتے ہیں پس جب اس طرح خواب دیکھے تو اپنے گزرے ہوئے اعمال پر نظر کرے کہ کونسا فعل اچھا ہے اور خطرہ نیک اس سے پیدا ہو گا کہ یہ اس کا نتیجہ ہے تو ضروری ہے کہ اس کو ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے۔ اور جب کسی صوفی کے باطن میں آلائش نامرضی ہوتا ہے کہ وہ برابر خاک زمین برا مقام اور گرد وغبار اور ویرانی اور خرابی اور تمام چیزیں اور خرابی کہ اسے غم ناک بنادے اور گندہ پانی ونالیوں اور سیلاب اور اس میں غرق ہونا دریا میں معطل ہونا اور عاجز ہونا اور پلید پانی میں تیرنا یا بدرنگ دیکھنا یا بلندی سے نیچے گرانا یا درخت اور گھوڑے سے نیچے گرنا اور معطل ہونا یا اپنے آپ کو سرنگوں دیکھے اور آگ کے برابر اپنی صورت کو خراب دیکھنا جیسے دیو، پری، اور سانپ اور چیونٹی یا عقرب وشیر وپلنگ اور خنزیر وغیرہ موذی چیزیں اور ہر صورت کہ اسے غم میں مبتلا کرتا دیکھے جب ایسے خواب سے بیدار ہو جائے تو اس کو تنبیہات الٰہی سمجھے اور لغو نہ سمجھے اور اپنے گزرے افعال کو دیکھے کہ جو گناہ کہ اس میں تمہیں نظر

آئیں اس سے باز رہے اور توبہ کرے اور وضو کرے خواب میں جائے تا کہ اس کے بعد اچھا خواب دیکھے اور صوفی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ اس حال میں رہے۔ اس لئے کہ ماضی دوبارہ واپس نہیں آتا اور مستقبل اس کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ پس اس کی شاید ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے آپ کو آئنہ کے مانند کرے اس میں دیکھے اور ہمیشہ باطن میں ایسا مرد بن جائے کہ جو نامرضی بات اس سے ظاہر ہو جائے اس سے توبہ کرلے اور ہمیشہ حق سے یاد کر لیا کرے اور کبھی کبھی اپنے ساتھ محاسبہ نیکی اور بدی کا کرے۔

منقول ہے کہ ایک دن ایک ولی اپنے ساتھ محاسبہ کیا کرتا اس کو یاد آیا کہ اس کی جوانی میں ایک عورت اس سے زنا کا طلب کیا تھا اور وہ اس سے بھاگ گیا تو اچانک اس کے دل میں یہ خطرہ پڑ گیا کہ میں نے اس دعوت کو کیوں قبول نہ کیا تھا بعدہ میں توبہ کر لیتا۔ پھر اس کے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوا کہ دل میں جو خطرہ پیدا ہوا اس سے وہ رویا کہ جوانی میں یہ خطرہ نہیں تھا اور اب بوڑھاپن میں کس طرح یہ قطرہ پیدا ہوا تو اس کا رونا اور زیادہ ہوا پھر وہ سو گیا تو حضور انور ﷺ کو خواب میں دیکھا اور احوال کے متعلق دریافت فرمایا اس نے وہی واقعہ دوبارہ سنایا آپ نے فرمایا کہا اے شیخ کہ تمہیں ملامتی ہیں بلکہ ملامتی زمانہ پر ہے کہ زمانہ روز بروز فتنہ انگیز ہو جاتا ہے تو اس وجہ سے لوگوں کا فسق و فجور زیادہ ہو جاتا ہے اس وقت ہجرت کے میرے سو سال پورے ہوتے تھے اور اب چالیس مزید زیادہ ہوئے اور اب یہ نامرضی اندیشہ تمہارے وجود میں پیدا ہوا۔

ایسا ایک اور واقعہ منقول ہے کہ خواب کے تین اقسام ہیں ایک برابر ہے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرتے دیکھا تھا۔ دوسری قسم اپنے لئے دیکھنا اور اس کی تاویل کرنا اور دوسروں کے لئے چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے دیکھا اور حضرت یعقوب علیہ

السلام نے تعبیر نکالی۔ تیسری قسم دوسروں کے لئے اور تعبیر کرنا دوسروں کا چنانچہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ کالا چادر سر پر رکھتا ہوں تو حضرت رسالت پناہ ﷺ نے فرمایا کہ تیرا شوہر وصال کرے گا اور تو بیوہ ہو جائے گی۔ چنانچہ انبیاء کرام علیہم السلام چوالیس مرتبے اولیاء سے افضل ہوتے ہیں۔ اس طرح خواب چوالیس مرتبہ ہے نبوت کے مراتب سے اور اکثر اولیاء کرام نے خواب کا حکم چیزوں پر کیا ہے۔

چوتھا باب

اس میں چار فصلیں ہیں۔

پہلی فصل
اخلاق حمیدہ کے بیان میں

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (آل عمران ۳۱)

اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تو مؤمن کے لئے ضروری ہے کہ تمام افعال اور اقوال میں متابعت رسول اللہ ﷺ کرے خصوصا جو تصوف کا دعوی بھی کرتا ہے۔ ان کے لئے ضروری ہے کہ کوئی راہ اخلاق ذمیمہ کا اپنے اندر نہ گھسنے دے تا کہ وہ حضور انور ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تابع رہے۔ کہا گیا ہے کہ ایک دن ایک اعرابی حضور انور ﷺ اس کی مراد کے انداز پر اس کو دے وہ شخص اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا کہ اے قوم تمہیں چاہیئے کہ تم مسلمان ہو جاؤ اس لئے کہ حضور ﷺ ہر

بات نا آشنا کی بغیر احسان کے دے دیتے ہیں اور فقر وفاقہ سے نہیں ڈرتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور ﷺ ہر گز فحش اور لعنت اور گالیاں زبان پر نہ لائے اور جب کسی شخص کو عتاب کرتے ہو تو کہے ماتربت جبینہ یعنی کیا حال ہے مرغ کا کہ وہ پیشانی سے خاک ڈالتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بعض اصحاب نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کہ آپ مشرکوں کے حق میں دعا کیوں نہیں کرتے ہو تا کہ وہ ہلاک ہو جائیں فرمایا کہ میں برائی کرنے اور کہنے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور ﷺ ایک پردہ پوش عورت سے زیادہ شرم وحیا والے تھے اور جب کوئی چیز غیر مشروع کو دیکھتے تو یہ نہیں فرماتے اگر ہم اس کو دیکھیں تو ہم کو چاہئے کہ منع کریں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور انور ﷺ کو مستجمع خاطر اور ہنستے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ بلکہ جس وقت اس کو دیکھا گیا ہے وہ ہمیشہ تبسم کرتے۔ اور کیفیت تبسم وضو کے فصل میں بیان ہوا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور انور ﷺ پریشان کنندہ اور ناخوش باتیں نہیں کرتے۔ مگر کلام خوش اسلوبی اور سوچ سے کرتے اگر کوئی تمام دن کی باتیں گنتے تو گن سکتے تھے۔

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نہ کسی عورت کو مارتے اور نہ کسی خادم کو۔ اور جہاد فی سبیل اللہ کرتے اور ہر گز کسی سے انتقام کا طلب نہ کرتے مگر جو شخص محرمات پر عمل کرتا تو اس وقت خدا کے لئے اس کو زجر اور تعزیر فرماتے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور ﷺ مریض کی عیادت کرتے اور جنازہ کی متابعت کرتے اور دعوت کو قبول کرتے اور گدھے پر بھی سواری کرتے اور غزوہ خیبر میں وہ گدھے پر سوار تھے کہ نقطہ اس کا نر یا مادہ تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور انور ﷺ کپڑے کو خود سیتے اور اکثر اوقات وہ گھر کا کام بھی کرتے اور بکریوں اور بھیڑوں سے دودھ بھی خود نکالتے اور کبھی گھر کے صحن میں جھاڑو بھی لگاتے اور کبھی اونٹوں کو گوبر سے صاف کرتے تاکہ وہ صحت مند ہو جائیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور ﷺ پانچ چیزوں کو اپنے لئے نہیں رکھتے تھے اور اکثر اوقات خاموش رہتے۔ اور ہر بات کو الگ الگ فرماتے اور ہمیشہ تبسم سے رہتے اور جب کوئی بات ارشاد فرماتے تو آنکھوں کو آسمان کی طرف بلند کرتے اور یہ اخلاق تنبیہ ابو اللیث سمرقندی سے نقل کئے ہیں۔

جان لو کہ اے فرزند کہ متابعت حضور انور ﷺ کی کبھی بھی کسی حالت میں ہاتھ سے نہیں کھونا چاہیئے تاکہ بدعت میں تم نہ کھو جاؤ گے اکثر کے اقوال کو بجالائے کہ کبھی کوئی زیادہ باتوں سے کافر ہو جاتا ہے۔

منقول ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت صبح مسلمان ہو گی اور شام کو کافر اور شام کو مسلمان ہو گی اور صبح کو کافر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ کس وجہ سے آپ نے فرمایا پریشانی اقوال کی وجہ سے کہ اس کے سمجھنے میں وہ حیران ہو گئے مگر فرمایا کہ ان کی نجات کی وجہ یہ ہو گی کہ جب وہ نیند کے لئے جاتے ہیں تو تین بار یہ پڑھے: اللّٰھم انی اعوذ بک من ان اشرک بک شیأ و انا اعلم بہ و استغفرک لما لا اعلم بہ تبت عنہ و رجعت و اقول لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ تمام دن کے کفر اس کے ضائع ہوں گے اور وہ بخشا جائے گا۔ اگر صبح

کے وقت اٹھتے وقت تین بار پڑھا جائے تمام الفاظ رات کے وہ ختم ہو جائیں گے پس جو چیز تمہیں عذاب سے نجات دے وہ چیز آپ کے لئے اچھی ہے اور جو چیز تمہیں عذاب کی طرف دھکیل دے وہ آپ کے لئے بری ہے تو تمہیں اس سے بچنا ضروری ہے اور اکثر پرہیز قسم کھانے سے ضروری ہے اگر وہ اس طرح ہو تو ٹھیک ہے اگر اس طرح نہ ہو تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔

کہا گیا ہے کہ ایک دن متقی لوگوں میں سے ایک نے اللہ پر قسم کھایا اگرچہ انہوں نے سچا قسم کھایا تھا تو اس نے دس مساکین پر کھانا کھلایا اگرچہ اس نے حق پر قسم کھایا تھا اور وہ اس قسم سے آزاد ہوا فرمایا اگرچہ میں نے حق پر قسم کھایا تھا فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ لوگ مجھے پکڑے اور میں جھوٹ پر قسم کھاؤں۔

مشارق میں ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا:

من حلف بملة غير الاسلام كاذبا فهو كما قال۔

جس نے مذہب پر قسم کھایا بغیر اسلام کے تو وہ جھوٹا ہے وہ اس طرح ہے جیسا کہ کہا تھا۔

یعنی اگر کسی شخص نے کہا کہ اگر ایسا ہو تو میں یہودی ہوں گا یا عیسائی اگر وہ جھوٹ بولے تو یہودی بنے گا اور اس پر کفارہ لازم ہے۔ شارح نے فرمایا ہے کہ اگر وہ شخص اس مسئلہ کو جانتا تھا تو اس قول سے وہ کافر ہو جاتا ہے کہ اس نے جان بوجھ کر جھوٹ پر قسم کھایا کافر ہوا اس پر اتفاق ہے اس لئے کہ وہ کفر پر راضی ہے لیکن اس کا کافر ہونا اس لفظ سے نہیں کہ وہ نہیں جانتا تھا اور اس نے جھوٹ پر قسم کھایا اس میں علماء کا اختلاف ہے۔

شرح مشارق میں ہے اگر کسی نے جھوٹ سے کسی کا ناحق پر مال کو اصول کیا تو وہ کافر ہوا اگر اس کو حلال جانا تو کل قیامت میں اللہ تعالیٰ اس سے خفہ ہو گا۔ اس طرح ایک اور مسئلہ لکھا ہے کہ اگر کسی نے نکاح کیا کسی عورت سے اور اس کے دل میں یہ بات ہو کہ اس کے ساتھ محبت نہیں رکھوں گا یا کسی

حیلہ سے اپنے آپ سے گرادوں گا تو وہ زنا کے دھاگے میں شمار ہو گا۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ قرض کے ادا کرنے پر ہر گز قادر نہ ہو سکے گا تا کہ وہ عذاب جہنم سے بچ جائے۔

جان لو اے فرزند فقہ شریف کی کتابوں میں لکھا گیا ہے کہ کسی کے لئے یہ زیبا نہیں کہ وہ کسی مؤمن کے حق ایمان کے لئے بد دعا کرے اس لئے کہ ایمان کا ضد کفر ہے پس گویا وہ کفر پر راضی ہے اور کفر پر رضا بھی کفر ہے تمام مسلمان ایمان کے حق میں ایک جیسے ہیں اور لوگ پیغمبروں کو دیکھتے ہیں کہ وہ بہت بڑے بڑے بلاؤں کو ان سے دیکھتے ہیں اور ان کے حق میں ایمان کے متعلق بد دعا نہیں دیتے بلکہ ان کے لئے ہدایت حق کی دعائیں دیتے تھے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے بڑے بڑے بلاؤں کو دیکھا اور ان کے غم خوارگی میں ایمان کی دعائیں دیتے تھے چنانچہ بقرہ کا ذبح والا معجزہ کس طرح ان کے ہاتھ میں رونما ہوا اور وہ پھر بھی اپنی بد بختی کی وجہ سے مسلمان نہ ہوئے ان کا قصہ تفسیر کامل میں یوں ہے۔ اس وقت ایک مالدار شخص عامیل بن شراحیل تھا اس کے چچا کے میراثی بیٹے تھے اس کے مرنے کے درپے ہوئے تا کہ وہ مر جائے اور وہ اس کا مال تقسیم کرے ایک رات اس کو مہمان کیا اور اس کو مروایا اور مرے ہوئے لاش کو راستے میں ڈال دیا صبح سویرے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے کہ ہمارے چچازاد بھائی کو کسی نے مارا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں تشریف لے گئے جس گاؤں میں وہ مرا ہوا تھا اس گاؤں والوں سے پوچھا لیکن کچھ پتہ نہ چلا تو ان کے لئے دیت ان پر مقرر کیا گیا انہوں نے کہا کہ اے کلیم اللہ ہم دیت دیں گے لیکن تم خدا سے یہ پوچھو تا کہ اس مرے ہوئے کے متعلق معلوم ہو جائے کہ اس کا قاتل کون ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمان ہوا کہ کہو کہ ایک گائے ذبح کریں اور اس گائے کے گوشت کے ٹکڑے سے اس مرے ہوئے شخص پر مارو وہ زندہ ہو جائے گا اور اپنے قاتل کو خود بتائے گا۔ چونکہ وہ بے علم اور

ناقص عقل لوگ تھے اس بات پر تعجب کیا اور کہا اتّخذنا ھزوا کیا تم ہمارے ساتھ مسخرہ کرتے ہو چونکہ متقدمین کی کتب بہت بڑی تھیں تو یہ لوگ ان کتابوں سے جاہل رہ گئے تھے اور مسئلہ کے استنباط پر قدرت نہیں رکھتے تھے چونکہ امت محمد رسول اللہ ﷺ نے مقدار علوم کو قرآن پاک سے اخذ کئے ہیں اور اس کے ہر حکم کو انہوں نے لکھا ہے تو اس وجہ سے ان لوگوں کا علم ان کے علوم سے زیادہ ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

قَالَ أَعوذُبِاللّٰہِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاھِلِینَ (البقرة ٦٧)

فرمایا خدا کی پناہ کہ میں جاہلوں سے ہوں۔

جب ان کو یقین ہوا تو کہا کہ وہ گائے کیسی ہے اس نے جواب دیا:

بَقَرَةٌ لَا فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذَٰلِكَ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ (البقرة ٦٨)

ایک گائے ہے نہ بوڑھی اور نہ اَوْسَر بلکہ ان دونوں کے بیچ میں تو کرو جس کا تمہیں حکم ہوتا ہے۔

پھر انہوں نے کہا کہ اس گائے کا رنگ کونسا ہے جواب دیا گیا کہ اس گائے کا رنگ زرد خوش رنگ ہے کہ دیکھنے والوں کو وہ اچھا لگتا ہے پھر انہوں نے پوچھا کہ کیا وہ کام کرنے والی ہے یا نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ فرمات ہے کہ یہ محنت والی نہیں کہ باہتی ہوئی زمین کو یا پانی دیتی ہو بدن سے پوری ہے داغ کچھ نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ تم نے اب ٹھیک کہا تو اس صفت کی گائے صرف ایک تھی اور وہ اس لڑکے کی تھی کہ اس کے والدین نیک تھے اور اس کا والدہ فوت ہو چکا تھا اور وہ جنگل سے لکڑیاں لاتے تھے اور اس کو فروخت کرتے تھے آدھا حصہ والد کے رواج میں دیتا اور آدھا حصہ اپنی ماں اور خود پر خرچ کرتا تھا ایک دن اس بچے نے بنی اسرائیل میں

ایک آواز سنی کہ اگر ان اوصاف پر کسی کی گائے ہوتی کہ ہم اس کو خرید سکیں پس اس بات کو اس نے اپنی والدہ سے کہہ دیا والدہ نے کہا کہ اے بیٹے آپ کے والد کی میراث سے ایک گائے اس صفت کی فلاں مرغزار میں چھوڑی گئی ہو اس کو ڈھونڈو اگر آپ کی قسمت میں ہو اس کا لڑکا اس نشان سے وہاں گیا تو گائے کی آواز سنی اس صفت سے وہ موصوف تھی۔ اپنے گھر وہ لائی تو بنی اسرائیل کے سردار لوگ اس کے پاس آئے اس کو خریدنے کیلئے جب وہ آئے تو وہ سوئی ہوئی تھی اس کو بیدار کیا تاکہ وہ عاق نہ ہو جائے۔ باہر آئے اور کہا کہ ہم ہزار دینار دیں گے ہم کو فروخت کرو جب وہ دوبارہ آئے تو دیکھا کہ ابھی تک اس کی والدہ سوئی ہوئی ہے انہوں نے کہا کہ ہم پانچ ہزار دینار دیں گے اس طرح وہ کہتے اور وہ اپنی والدہ کے پاس جاتے تو انہوں نے گائے کے چمڑہ بھرنے تک قیمت بڑھا دی کہ ہم اس کو دینار اور درہم سے پُر کر دیں گے اس وقت اس کی والدہ بیدار ہو گئی ان پر فروخت کر دی ان کے چھ لاکھ گھرانے تھے انہوں نے بطور امتحان کہ مردہ کس طرح زندہ ہوتا ہے ہر گھر پر ایک ایک دینار دی تو وہ پوست دینار اور درہم سے پُر ہو گیا فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ (البقرة ٧١) تو اسے ذبح کیا اور ذبح کرتے معلوم نہ ہوتے تھے۔ حکم ہوا کہ اس گوشت کے بعض حصہ سے اس مرے ہوئے کو مارو تاکہ وہ زندہ ہو جائے بعض نے اختلاف کیا کہ گائے کا کونسا حصہ گوشت سے مارو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ گوشت ران کا تھا اور امام سدی کہتا ہے کہ عقرون کا حصہ تھا اور یہ گوشت دونوں کندھوں کے درمیان اوپر والے حصہ کو کہا جاتا ہے۔ ابو عالیہ کہتا ہے کہ گائے کی ہڈیوں سے مارا اور بعض نے کہا کہ دم سے مارو اور بعض نے زبان کے متعلق اظہار خیال کیا ہے اور صحیح وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گوشت کا ٹکڑا کہا ہے اور کسی جگہ کو معین نہیں کیا ہے تو ہمیں سکوت کرنا چاہیئے۔ جب اس کو مارا تو وہ زندہ ہوا اور بیٹھ گیا اس کے رگوں سے خون بہہ رہا تھا اس

نے کہا کہ میرے چچا کے بیٹوں نے مارا ہے میراث کے لئے یہ کہا اور پھر مرا ان کو میراث سے محروم کیا گیا اس کے بعد حکم ہوا کہ قاتل کے لئے میراث نہیں ملتا۔

جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

لا یرث قاتل بعد صاحب البقرۃ۔

کہ قاتل میراث نہیں لے سکتا صاحب گائے کے واقعہ کے بعد۔

مسئلہ: تفسیر کامل میں ہے کہ ان کو استنباط مسئلہ کیوں نہیں تھا۔ اس کا جواب وہ لکھتا ہے کہ استنباط عقل سے کیا جاتا ہے نہ کہ علم سے ان کے لئے شراب حلال تھا شراب کے سبب سے عقل زائل ہوا تھا تو اس وجہ سے وہ مسئلہ کے استنباط سے محروم تھے حضور ﷺ اور آپ کی امت پر شراب حرام ہوا تو سبب کمال عقل سے وہ استنباط کرتے ہیں۔ پس خبر دار اے میرے فرزند کہ شراب سے دور ہٹو تاکہ تم قوم موسیٰ کی طرح پھسل نہ جائے اور اس عظیم معجزہ کے دیکھنے سے بھی ایمان سے مشرف نہیں ہوئے۔

اے میرے فرزند تم دائم المدام علم کی طلب میں رہو کیونکہ دونوں جہانوں کی نیک بختی علم پر منحصر ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ اگر تمہاری عمر سے ایک دن باقی رہ جائے اور تم تمام دنیا کے مالک بن جاؤ گے تو فقراء پر خیرات کرو گے یا اپنے بدن کے بالوں کے برابر کافروں کو مارو گے اس نے جواب دیا کہ اگر میری عمر ایک دن رہ جائے تو میں طلب علم میں رہوں گا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (المجادلۃ ۱۱)

اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

حضرت رب العزت نے اپنے پیغمبر کو جو اولین اور آخرین کے سردار تھے سوا علم کی زیادتی کے علاوہ کسی چیز پر حکم نہیں دیا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا (طٰہٰ ۱۱۴)

اور عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے۔

حضرت خواجہ احمد سبوی نے ملحدوں کو علم کے ذریعہ تمام عالم کو عاجز بنایا تھا۔ اس کا قصہ یوں ہے۔ کہا گیا ہے کہ اس زمانہ میں ایک حکیم تھا دہریہ وجود باری تعالیٰ سے انکار کرتا تھا چونکہ طبیب حاذق تھا تو خلیفہ زمان خلافت کے سبب سے ان سے زیادہ محبت رکھتا تھا ایک دن کہا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ گے تو دو چند محبت تم سے رکھوں گا۔ انہوں نے کہا کہ ہم مسلمان ہو جائیں گے لیکن ہماری یہ شرط ہے کہ اگر زمانہ کے علماء ذات باری تعالیٰ پر دلائل عقلی لائیں کیونکہ دلائل نقلی سے تو ہمارا انکار ہے۔ جو علماء کہتے وہ قبول نہ کرتے خلیفہ زمان نے تین سو علماء کو جمع کیا انہوں نے کہا کہ علم حکمت میں ہم تمہارا امتحان لیتے ہیں پس تین سو شیشے دودھ سے بھر دیئے اور ایک ایک شیشہ ہر عالم کے ہاتھ میں پکڑوایا جب وہ حاضر ہوئے تمام کو بیان کیا کہ فلان شیشہ کو فلان عالم نے ہاتھ میں پکڑا ہے۔ اور اس میں فلان قسم کی بیماری ہے مجاز و طبع ہے اور فلان کا کھانا اور پینا اس کی طبیعت کے برابر ہے اور فلان کے لئے برابر نہیں ہے اس کے بعد جو علماء کہتے ان کی باتوں کو وہ رد کرتے اور کہتے کہ میں نے عقلی دلیل کہا ہے نہ نقلی یہاں تک کہ علماء ان کے جواب سے لاجواب ہو گئے خلیفہ بہت زیادہ خفا ہوا اس لئے کہ تمام لوگوں کے عقائد خراب ہوئے۔ اس زمانہ میں خواجہ احمد سبوی بیت اللہ شریف تشریف لے جا رہے تھے فی الحال خلیفہ نے ایک آدمی کو اس کے پاس بھیجا کہ دین نبوی ﷺ میں رخنہ پڑ گیا ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ واپس ہو کر اس مہم کو سرانجام دو خواجہ نے اس کو قبول کیا اور اس شخص سے

کہا کہ آج رات میں یہاں رہوں گا اور بادشاہ عالم صبح سویرے شہر سے باہر ایک جگہ مقرر کرے اور پھر میرا انتظار کرے اور میں دیر سے آؤں گا اور بادشاہ سے مصافحہ کے بعد وہ مجھ سے پوچھ لے کہ تم کیوں دیر سے آئے تو پھر میں جواب دوں گا۔ بادشاہ خوش ہوا صبح کے وقت شہر سے باہر گیا اور ہر قسم کی کھانے کی چیزوں کو مہیا کیا تمام لوگ جمع ہوئے کچھ دیر بعد شیخ صاحب پہنچے بادشاہ نے اس کو مرحبا کہا اور پوچھا کہ تم دیر سے کیوں آئے تو شیخ صاحب نے جواب دیا اور کہا کہ میں اس لئے دیر سے آیا کہ میں نے ایک عجیب چیز دیکھی اور میں بہت حیران ہوا اس لئے دیر ہوئی وہ اس طرح تھا کہ جب میں دریا کے کنارے پہنچا تو میں نے ایک درخت کو دیکھا کہ بہت بڑا درخت تھا بغیر تبر کے وہ کٹ گیا اور بغیر آرّہ کے اس کے تختے سیدھے ہوئے اور میخ اس پر خود بخود لگ گئے اور کشتی بن گئی اور بغیر ملاحان کے وہ کشتی چل پڑی اور لوگ اس کے دونوں اطراف پر چلتے تھے اس سے میں بہت حیران ہوا جب شیخ نے بات پوری کی حکیم نے کہا کہ کیا بیہودہ باتیں کہتے ہو کیا تم نہیں جانتے کہ بغیر استاد کے کشتی کس طرح ٹھیک ہوتی ہے اور بغیر ملاح کے وہ کس طرح جاسکتی ہے۔ تو شیخ نے جواب دیا کہ یہ بیہودہ باتیں تم سے سنی ہیں اور زیادہ بیہودہ کہنے والا تم سے زیادہ بدتر نہیں ہے تم نہیں جانتے کہ آسمان کو بغیر ستون کے کھڑا ہونا اور ایک قطرہ پانی ماں کے رحم میں انتہائی تاریکی میں اور بغیر معائنہ صورت کے دوسرا آدمی اس سے پیدا ہوتا ہے۔ اور ہزار در ہزار گیاہ پیدا ہوا ہے اور قسما قسم رنگ کے تخم زمین میں پوشیدہ ہیں اور کم نہیں ہوتے اور علی ہذا القیاس عجائب و غرائب بیان کیا کہ یہ تمام بغیر خلقت اور قدرت کے کس طرح پیدا ہوتے ہیں اور اپنی اصل شکل پر ظاہر ہوتے ہیں جب ایک کشتی اس طرح بغیر استاد کے پیدا نہیں ہو سکتی حکیم دہریہ اٹھا اور شیخ کے پاؤں پڑ گیا اور مسلمان ہوا۔ یہ صرف علم کی برکت تھی کہ شیخ ان سے علم میں زیادہ تھا۔ اور کامل الحکمت تھا۔ اس عاجز نے بھی ایک تناسخ والے

عقیدہ کو لوگوں کے درمیان شرمندہ اور عاجز کیا تھا لیکن وہ اپنی گمراہی سے واپس نہیں ہوئے۔ میں ایک جگہ گیا جہاں بہت سے علماء بحث میں مشغول تھے اور ان تمام کو اس نے عاجز کیا تھا وہ یہ تھا کہ وہ کہتا تھا کہ جنت میں حوریں نہیں ہیں اگر ہیں تو ان کو ثابت کیجئے اور وہ بھی اُمنت باللہ میں عالم لوگ عاجز رہ گئے میں نے کہا کہ فقیر اس بات کا اثبات اُمنت سے ثابت کرتا ہے اس نے پوچھا کس طرح میں نے کہا کہ تم اُمنت باللہ و ملائکتہ و کتبہ الی آخرہ تک پڑھتے ہو قرآن بھی ان کتب میں سے ایک کتاب ہے۔

اور اس قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

حُورٌ مَقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ (۷۲) فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (۷۳) لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ (۷۴) فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (الرحمٰن ۷۵)

ترجمہ: حوریں ہیں خیموں میں پردہ نشین تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے ان سے پہلے انہیں ہاتھ نہ لگایا کسی آدمی اور نہ جن نے تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے۔

پس تم کس طرح انکار کرتے ہو کہ کتاب تو اُمنت باللہ میں ہے اور اثبات اس کا قرآن میں ہے اور وہ کتاب ہے امنت باللہ اس کا ذکر ہوا ہے۔ تو اے فرزند اگر تم علم نہیں رکھتے ہو تو علماء کی خدمت میں کوشش کرو اگر تم ان کی خدمت کرو گے تو دونوں جہانوں میں سرخرو ہو گے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے: من خدم خدم۔ جو خادم ہوا وہ مخدوم ہوا۔

حضور انور ﷺ کا فرمان ہے:

کن عالما او متعلما او سامعا او خادما و لا تکن خامسا فتھلک۔

عالم بن جاؤ یا متعلم یا سننے والا بن جاؤ یا خدمت کرنے والا اور پانچواں نہ بن ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

پس جو برکت ہے وہ خدمت میں ہے فقیر کا والد کبھی بھی مہمانی کا دستر خوان پر عالموں کو مہمان بناتے وہ علم کم رکھتا تھا وفات کے بعد وہ خواب میں دیکھا گیا کہ ایک جماعت دانشمندوں کے چوتھے آسمان پر ہے اور اس فقیر کا والد بھی ان کے ساتھ ہے میں نے دل میں کہا کہ میرا والد تو دانشمندوں میں سے نہیں ہے اور ان کے ساتھ ہے میں نے خیال کیا یا کسی ہاتف نے آواز دی اگرچہ دانشمند نہیں تھا لیکن دانشمندوں کو دوست رکھتا تھا: کما قال علیه الصلوٰة و السلام: من احب قوما فهو منهم و حوسب بحسابهم و ان لم یعمل باعمالهم۔ جو کسی قوم سے محبت رکھتا ہے وہ ان میں سے ہے اور اس کے ساتھ ان جیسوں کا حساب لیا جائے گا اگرچہ اس نے ان جیسوں کی طرح عمل نہ کیا ہو۔

اس طرح میں نے اپنی والدہ کو خواب میں دیکھا کہ سبز کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور کرسی پر بیٹھی ہوئی ہے میں نے پوچھا کہ اے ماں اس جہان کے متعلق کچھ کہو اس نے کہا کہ اے والدہ کی جان میں کیا کہوں علماء کی درجات کے متعلق جو گنتی سے باہر ہے اور چند فضیلت اس نے کہے کہ وہ نہیں لکھے جا سکتے میں نے پوچھا کہ اپنے حال سے کچھ کہو اس نے مجھ سے منہ پھیر لیا اور اس کے بعد کرسی اڑی آسمان کی طرف چلی گئی اور اپنے احوال سے کچھ نہ کہا۔

اے فرزند! اگر کوئی آدمی آپ کو اپنا امانت سپرد کر دے تو اس میں خیانت نہیں کرنی چاہئے۔

اللہ کا فرمان ہے:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ (الأنفال ٥٨)

بیشک دغا والے اللّٰہ کو پسند نہیں۔

یہ آیت سماوی ہے اور خیانت کرنے والا خوار ہے۔ اگر خیانت کو حلال جانے تو کافر ہوتا ہے۔ اور اکثر لوگ اس سبب سے کافر ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ابو علی سینا خیانت کی وجہ سے اس میں گرفتار

ہوا۔اس کی کہانی یہ ہے کہ اس زمانہ میں دو آدمی جو طالب علم تھے حضرت خضر علیہ السلام ان کے پاس حاضر ہوئے انہوں نے علم اولین وآخرین کا طلب کیا کہ ہمارے حق میں دعا کرو حضرت خضر علیہ السلام ان کو ایک غار کے پاس لے گئے اور فرمایا کہ اس غار کے اندر دو سانپ ہیں جو کوئی اس اسم کو چالیس دن رات پڑھے اور نیند بھی نہ کرے تو وہ سانپ باہر نکلیں گے ان کو دیگ میں پکا کر کھاؤ تمام اقسام علوم تم پر روشن ہوں گے ان دونوں نے اسی طرح کیا چالیس دن کے بعد دو سانپ باہر نکل آئے انہوں نے ان کو دیگ میں ڈال کر اور آگ پر پکایا اس وقت ایک جوان لکڑہارا وہاں پہنچا انہوں نے اس کو کہا کہ اے جوان اس گوشت کو پکاؤ اس درمیان ہم سو جائیں گے اس کے بعد تم ہمارے ساتھ یہ گوشت کھاؤ گے۔جوان نے آگ جلایا جب وہ پک گیا اس کا ڈھکنا اٹھایا کہ میں اس گوشت کو دیکھ لوں کہ اس کا کیا مزہ ہو گا جب دیکھا تو سوچا کہ یہ تو مچھلی ہے اس سے ایک ٹکڑا کھانا چاہیئے تو ایک ٹکڑا کھایا اس کا مزہ اچھا لگا پھر کچھ کھایا یہاں تک کہ ان دونوں کا حصہ بھی کھا لیا تو جب اپنے آپ کو دیکھا تو علوم اولین وآخرین اپنے آپ میں مشاہدہ کیا اور وہ دونوں خواب میں محو تھے وہ وہاں سے چل پڑا وہ شخص ابو علی سینا تھا وہ کم بخت اکثر استعمال علم حکمت اور علم سحر دونوں کرتا اور اس کو حرام نہ جانتا اس وجہ سے وہ گمراہ ہوا اس نے علم منطق میں ید طولیٰ حاصل کیا اور خود اعتزال میں چلا گیا اور زیادہ سحر اور علم حکمت سے اپنے زمانہ کے علماء کو عاجز کیا اور بادشاہ بلخ نے اپنے تمام رعایا پر اس کو متعین کیا اور دین نبوی ﷺ میں خلل ڈالدیا اور یہ بات حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی وہ فوراً بلخ کی طرف روانہ ہوئے جب وہاں پہنچے بادشاہ وقت سے عرض کیا تو تم نے دین نبوی کو کیوں اپنے ہاتھ سے چھوڑ دیا اس نے کہا کہ میں نے تو نہیں دیا ہے بلکہ میں عامل بروایت ہوں اور ان کی روایت سے برابر نہیں ہیں پس شیخ نے فرمایا اس کو میرے سامنے حاضر کرو جب وہ آیا جتنی

کوشش کرتا وہ شیخ کے سامنے عاجز رہا اور شیخ کی برکت سے وہ تمام علوم اس سے فراموش ہوئے پس شیخ نے کہا کہ اب کیا ہوگا بادشاہ نے کہا کہ میں تو مان گیا لیکن وہ ایک کرامت رکھتا ہے کہ رات کو تاریکی میں وہ سورج کو بلخ کے گنبد پر لے آتا ہے اور تمام ولایت اس کی روشنی سے روشن ہوتا ہے شیخ نے کہا کہ وہ بھی آسان بات ہے جب رات ہوئی تمام لوگ جمع ہوئے تو اس نے جتنی کوشش کی سورج لانے میں وہ ناکام رہا پھر دوبارہ شرمندہ ہوا اس وقت اس نے ایک آدمی گنبد کی طرف بھیجا تو کیا دیکھا کہ ایک لڑکا ہے اس کے ہاتھ میں کاغذ ہے اور اس سحر سے قبل وہ یہ کرتا شیخ کی برکت سے اس رات اس کا جادو نہ چل سکا۔ حکم کیا کہ اس کو گنبد سے نیچے پھینکو اور وہ مر گیا۔

کہا گیا ہے کہ منصور حلاج تنگی توحید میں اس نے ایمان کو سلامتی سے لے گیا لیکن بو علی سینا توحید کے صحن میں داخل ہوا اور ایمان کو سلامت نہیں لے گیا اس لئے کہ اس جگہ روح حضور انور ﷺ اس کے سامنے ظاہر ہوئی فرمایا کہ اس جگہ قوت اور مدد کونسے شخص کے تم حاضر ہوئے ہو اس نے جواب دیا کہ میں اپنی قوت اور مدد سے خود آیا ہوں پھر کہا گیا محمد ﷺ کے متعلق تمہارا کیا عقیدہ ہے اس نے آپ ﷺ کے حق میں ناشائستہ جملہ بولا **نعوذ باللہ منہ** تو پنجہ مبارک سے اس کو مارا تو پتھر کی طرح پیچ و تاب کھاتا رہا ابھی تک دوزخ کے تہہ تک نہیں پہنچا مگر جب قیامت کا دن برپا ہوگا اس قصہ سے غرض یہ تھا کہ اے فرزند دائم المدام یعنی ہمیشہ موصوف اخلاق خدا بن جا اور اس کے چار اقسام ہیں۔ اول قسم طلب علم میں کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ علم تمام چیزوں سے شریف ترین چیز ہے تاکہ حق و باطل عالم و جاہل کو پہچان سکو گے اور عالم کے نام کا اطلاق تم پر کیا جائے۔ فقراء و شیخ اور دوسرے نام کا اطلاق کسی پر نہیں کیا ہے۔ اگر عالم کہے تو شاید یہ مبتدی کے لئے ہے کہ وہ دوستی عالموں کے ساتھ کرتے ہیں اور جاہلوں سے گریز کرتے ہیں دوسری قسم یہ ہے چونکہ اس نے قدم

طریقت کے وادی میں رکھاہے تو شفقت تمام مخلوق کے ساتھ برابر رکھتے ہیں اس لئے کہ محبت ہر ایکلکے ساتھ ہو تو دوست کے ساتھ تو زیادہ کیا جاتا ہے اور جس سے دوستی کی جائے تو دوست کی مخلوق کے ساتھ دوستی شرط ہے اور یہ بات زیبا نہیں کہ دوست کی مخلوق کے ساتھ دشمنی رکھی جائے یا اس کو قبیح جانے۔ تیسری قسم وہ ہے کہ جس پر نظر ڈالی جائے تو صنع سے صانع کو یاد کرنا چاہیئے کیونکہ یہ ان تمام کا خالق ہے۔

جیسا کہ شاعر کا قول ہے:

کمال بندہ در راہ یقین است
نظر ہر جا کند حق را بہ بیند

بندے کا کمال یہ ہے کہ اس راہ میں اس کو یقین ہوتا ہے جس چیز کو وہ دیکھ لیتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ اس کو نظر آتا ہے۔(یعنی خاص اللہ تعالیٰ)

چوتھی قسم یہ ہے کہ جب تم انتہاء کو پہنچ جاؤ گے تو اپنے آپ اور غیر کو ایک جیسا دیکھو گے کہ ان کے درمیان وجود میں کوئی فرق نہیں ہے بلکہ جس کو دیکھو گے خود اپنے آپ کو پاؤ گے۔ اور صرف خود بینی گمراہی کے سوا کچھ نہیں اور گمراہی شیطان کا پیشہ ہے اور اس شخص پر افسوس ہے کہ وہ شیطان کے اخلاق کو اپناتے ہیں۔

دوسری فصل
اخلاق ذمیمہ کے بیان میں

منقول ہے کہ ایک صحابی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے حاضر ہوا اور کہا کہ کوئی بات جو حضور انور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے سنی ہو اس کو بیان کرو۔ اس نے فرمایا کہ میں نے حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے سنا ہے کہ جو کوئی کسی مؤمن کا بال خشاک سے اٹھائے اس پر جنت لازم ہے اس لئے کہ آدھا ایمان نیک اخلاق

میں ہے حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ رونے لگے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں خوشخبری سنایا تم کیوں روتے ہو حضرت علی کرم اللہ وجہہ عرض کرنے لگے کہ میں عاقبت کار سوچتا ہوں کہ جب اس مقدار کے دل خوش کرنے سے جنت لازم ہوتا ہے پس اس مقدار کے بدی کرنے سے دوزخ بھی لازم ہو گا۔ پس تم اس بات کو سمجھ سکو اے فرزند۔ بد وہ ہے جس سے لوگوں کو تکلیف ہو خواہ وہ قولا ہو یا فعلا اور خواہ اعتقادا ہو ان تمام سے اجتناب ضروری ہے۔ اور لہسن و پیاز سے جو منع کیا گیا ہے وہ منع تحریمی نہیں ہے بلکہ وہ اس جہت سے ہے کہ کسی مخلوق کو اس کے منہ کی بو سے تکلیف نہ پہنچے تا کہ وہ موذی نہ بنے۔ قیام اور قعدہ اور چلنے اور سوار ہونے مین کسی مؤمن کو آزار پہنچانا یا بچشم حقارت دیکھنا نہیں چاہئے کہ انم المؤمنون اخوۃ بے شک مؤمن بھائی بھائی ہیں یہ وارد ہے۔ اور شاید کہ استاد کو نام سے نہ پکارے چنانچہ احمد و محمد وغیرہ بھی بلکہ خواہ وبادشاہ وغیرہ ناموں سے یاد کرنا ادب ہے۔

عوارف المعارف میں ہے:

من قال فی جواب استاذہ لا یفلح ابدا۔

جس نے اپنے استاد کو جواب دیا وہ کبھی کامیاب نہ ہو گا۔

یعنی جب استاد کہے کہ یہ کام اس طرح ہے اور شاگرد کہے کہ اس طرح نہیں ہے ہر گز نجات اس کو نہیں ملے گی۔ چند چیزوں کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ سبب درویشی دونوں جہانوں کی ہے ایک اپنے استاد کو اس کے نام سے پکارنا دوسری چیز وہ ہے کہ اپنے ماں باپ کو ان کے ناموں سے پکارنا تیسری چیز یہ ہے کہ میاں بیوی ان کے ناموں سے ایک دوسرے کو پکارتے ہیں ان کے لئے چاہئے کہ وہ لقب نام اور رموز جو ان کے درمیان ہے ان ناموں سے پکاریں۔

حضور انور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایاہے کہ اپنی ماؤں کو دوست رکھو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہر ایک کی ایک ماں ہوتی ہے اور آپ نے جمع کا لفظ فرمایایعنی مائیں، فرمایا کہ ماؤں کی بہنیں بھی ماں ہوتی ہیں کہا گیاہے کہ والدین کی دعااپنے فرزندوں کے لئے پیغمبروں کی دعا کی طرح مقبول ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر بی بی فاطمہ اور مرتضیٰ رضی اللہ عنہمازندہ ہوتے تو حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما اس طرح نہ شہید ہوتے چنانچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبح کرنے کے لئے روانہ کیا اس کی والدہ حضرت ہاجرہ نے کہا اے اللہ کہ اسماعیل کو میں نے تیرے سپرد کیا اس دعا کی وجہ سے اس نے نجات پالیا۔

معلوم ہونا چاہیئے اے فرزند جو خلاف شرع ہو تمام ذمیمہ میں داخل ہے اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ ترغیب یہ وارد ہے کہ مؤمن پر لازم ہے کہ ہر جگہ مسلمانوں پر سلام کرنا چاہیئے اور جو سلام امراء اور سلاطین کے لئے نہیں چاہیئے اس لئے کہ یہ سلام کی بے ادبی میں داخل ہے۔ اور شاید کہ نام حضرت رسالت پناہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی بے ادبی نہ ہو چنانچہ محمد کہے بغیر علیہ السلام کے یہ اس طرح ہو گا بلکہ یوں کہو یا حبیب اللہ و یارسول اللہ وغیرہ ذالک کہنا چاہیئے تاکہ وہ ادب کے قریب ہو اور جب کوئی اللہ تعالیٰ کا نام سنے تو جل جلالہ اس پر کہنا لازم ہوتا ہے اور لفظ تعالیٰ پس عزوجل سے اس پر لازم ہوتا ہے اور اگر غیر اللہ کا نام کوئی سنے یا لکھے تو اس پر لازم نہیں ہے مگر بہتر ہے کہ اللہ کے اسم کا خیال رکھے اور مخلوقات کی خاصیت یہ ہے کہ جب اس کا نام لیا جائے وہ غصہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام اگر لیا جائے تو وہ اس پر رحم کرتا ہے۔

جان لو! اے فرزند کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ دوستی کرنا اور اس کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی رکھنا اصول دین سے ایک اصول ہے اس کا بیان گزر گیا پس اگر عمل کرنے والا نامرضی

کرنے والے کو جیسے شراب کے پینے والے یا آلات ملاہی کے بنانے والے یا بے ادب اور بے ہودہ بولنے اور قبیح افعال اور اقوال پر کسی کو زجر کرنا اور تعزیر کرنا اور سخت کلامی اور رسوا کرنے والے کو منع کرئے تو یہ اخلاق ذمیمہ میں شمار نہیں بلکہ یہ اچھے اخلاق میں شامل ہے کیونکہ یہ چیزیں امر بالمعروف کے قبیلہ سے ہیں اور شریعت میں جائز ہے اور بغیر بد کہنے کے کسی کو بد کردار اس راہ میں صحیح نہیں۔

مصنف تحفہ مکی نے اپنی تصنیف میں یہ کہا ہے کہ اس زمانہ میں میں نے جبر دیکھا ہے جو شریعت کے قریب ہے اور وہ اس طرح ہے کہ ایک چور کو ایک مالدار شخصیت کے چوری میں قاضی کے پاس لایا گیا۔ اور تمام لوگوں کا اس چور پر چوری کا گمان تھا لیکن کسی نے اس کو چوری کرتے نہیں دیکھا تھا قاضی اس کے ثبوت سے عاجز تھا خلیفہ وقت نے قاضی صاحب سے درخواست کی کہ اس کو میرے سپرد کرو اب وہ ثبوت دے گا قاضی نے اس کو سپرد کیا پس خلیفہ نے اس کو زجر اور تعزیر دی اور کہا کہ جو چیز گم ہوا ہے اس کو لے آؤ اس وقت وہ چیز لائی گئی۔

اور جو صوفی لوگ زبان کی نگاہبانی کرتے ہیں نیک وبد کہنا ان کا یہ ہے کہ اگر خلاف شرع ہو تو ضرورت کے وقت اس کو بد کہتے ہیں اور جو ان میں خوبی اور بدی ہوتی ہے جیسے چیونٹی اور سانپ یا مچھر اور مکھیاں یا جویں گھوڑا وہاتھی وغیرہ عجائب میں سے اور یا حور اور محلات لہر وجود حکمت غامضہ باری تعالیٰ میں مغموض ہے کہ کوئی فعل اس کا حکمت سے خالی نہیں ہوتا چنانچہ اگر کوئی شخص تصنیف کرئے یا کتابت کرئے اور دوسرا اس پر انگوٹھا لگائے اگرچہ کتابت مرتبہ کے لحاظ سے اس سے ادنی ہوتا ہے تو عاجزی سے اس کو ساکت کرتے ہیں اور اگر اس سے مرتبہ میں اونچا ہو جیسے امراء اور بادشاہ تو وہ فی الحال جفا کے تیغ سے اس کا سر کاٹتے ہیں اس لئے کہ وہ حکمت امراء سے خالی ہوتا ہے۔

چنانچہ کہا گیا ہے:

گر شاہ روز را گوید شب است این   بباید گفت این کہ ماہ پروین

اگر بادشاہ دن کو کہے کہ رات ہے تو چاہئے کہ وہ کہے کہ اس میں تو چاند بھی چمک رہا ہے۔

پس کس طرح کوئی اعتراض کی انگلی سے اللہ تعالیٰ کے موجودات پر رکھے وہاں تو صرف پھر کفر اور گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔ اور اسیر ان حضرت اس سے بہرے نہیں ہیں۔

جیسا کہ حضور انور ﷺ کا فرمان ہے:

انا غیور و اللہ غیور منی۔

میں غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے۔

یہ اس قبیلہ سے ہے۔

کہا گیا ہے کہ ہندوستان کے حکیموں نے اتفاق کیا کہ ایک مچھر کو بنائے تو انہوں نے بہت کوشش کی کہ اس کے پر و بال اور پاؤں اور ارواح جو سب سے زیادہ مشکل کام ہے ان سے یہ نہ ہو سکا انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ بے عیب اور بے ادراک ہے اس کے افعال بھی بے ادراک ہیں۔

جیسا کہ ایک شاعر کا قول ہے۔

بیت:

ز صد ہزار حکیم این قدر نمی آید   کہ گر کنند پر پشہ نہنند بجائے

ہزار حکیموں سے یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک مچھر کا ایک پر بھی اس پر رکھ دیں۔

اور یہ آفتاب حقیقی کہ اس میں مختلف رنگ نمایاں ہیں اس کی آنکھ میں کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن اختلاف رنگوں میں ہے کہ اچھے میں اچھا اور برے میں برا نظر آتا ہے۔ لیکن آفتاب کی حقیقت میں کوئی برائی نہیں ہے چنانچہ کہا گیا ہے کہ چہرہ آئنہ کے انداز سے دیکھا جاتا ہے چنانچہ اگر

خوبصورت ہو تو جہان میں اس کا جنس پیدا نہیں ہو سکتا پس جہاں بھی اپنے چہرے کو آئنہ کے مقابل کروگے آئنہ میں اسی طرح تمہیں نظر آئے گا اور اگر شمیشر میں دیکھوگے تو وہ چہرہ بے مثل کو کج دیکھوگے: لاتسبوا الدھر فان اللہ ھو الدھر۔ زمانہ کو گالی مت دو بے شک اللہ کا زمانہ ہے۔

یہ حدیث اس قبیلہ سے ہے۔

شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے۔

نظم:

آفتابے در ہزاران آب گینہ تافتہ
پس بر نگ ہر یکے تاب عیان انداختہ
جملہ یک نور است لیکن رنگہائے مختلف
اختلاف درمیان این وآن انداختہ

سورج ہزار آب گینہ میں نظر آئے گا پس ہر ایک کے حساب سے اس رنگ میں ظاہر ہو گا تمام ایک نور ہے لیکن رنگ مختلف ہیں اختلاف صرف یہاں اور وہاں کے ہے۔

منقول ہے کہ ایک دن حضرت بایزید بسطامی اور شفیق بلخی حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے خادم کو فرمایا کہ دیکھو دروازہ پر کون ہے۔ خادم نے عرض کیا کہ اے امام المسلمین کہ آج دو مہمان آئے ہیں جو ان سے بہتر کوئی نہیں ہوں گے کہ وہ بایزید بسطامی اور شفیق بلخی ہیں امام باہر گیا کچھ دیر کے بعد خادم نے دستر خوان لے آیا کہ اس میں ایک طشت اور شہد اور بال رکھے ہوئے تھے۔ خادم نے کہا کہ اس طشت اور شہد اور بال کے متعلق کچھ کہو کہ ہمیں اس سے فائدہ ہو اس لئے کہ طشت دین کی روشنی ہے اور شہد دین کی شرینی اور بال کی مثال کس طرح ہو گا۔

حضرت شفیق نے فرمایا کہ مسلمانی اس طشت سے زیادہ روشن ہے اور مسلمان ہونا شہد سے شرین تر اور مسلمانی پر رہنا اس بال سے زیادہ باریک تر ہے بایزید نے کہا کہ جنت اس طشت سے روشن تر ہے اور بہشت کا کھانا اس شہد سے شرین تر ہے اور پل صراط اس بال سے زیادہ باریک تر ہے۔ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا قرآن طشت سے زیادہ روشن ہے اور قرآن پڑھنا اس شہد سے شرین تر اور پر عمل کرنا اس بال سے زیادہ باریک تر ہے۔ خادم نے بھی اجازت چاہی کہ میں بھی کچھ کہوں انہوں نے کہا کہ کہو کہ مہمان کا وجود اس طشت سے زیادہ روشن ہے اور مہمان کا ہونا اس شہد سے شرین تر ہے اور مہمان کو خوش کرنا اس بال سے زیادہ باریک تر ہے۔ فقیر کے دل میں آیا کہ علم حقیقت جام جمشید سے زیادہ روشن تر ہے اور محقق ہونا شہد سے زیادہ شرین تر ہے اور شریعت پر استوار ہونا بال سے زیادہ باریک تر ہے۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ جو کچھ منصور نے کہا تھا اور کیا اور یقین رکھتا تھا یہ تمام مجھ میں موجود ہے مگر جو وہ پیدا کرتا تھا اور میرے اندر پنہان ہے اور اپنا اس سر اس پر قربان کیا اور میں نگہبان ہوں اس لئے کہ اکثر علم حقیقت کی وجہ سے الحاد چلا جاتا ہے اس لئے کہ بغیر مرشد کے ہمراہی سے ہوتا ہے اس لئے کہ وہ اس دریا کا ملاح ہوتا ہے اور اس میں غوطہ لگاتا ہے تو اگر موتی ہاتھ نہ آجائے تو پھر وہ خود کو ہلاک کرتا ہے۔ اس لئے کہ بعض کہتے ہیں میں خدا میں ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ خد میرے اندر ہے تمام چیزیں اللہ کی ذات ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ارواح خدا ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ خدا اوپر ہے اس طرح وہ گمراہ ہو جاتے ہیں گوہ اور کتے کھاتے ہیں پس یہی لوگ کتے مردار خور کی طرح ہوتے ہیں۔ نہ دنیا ان کے کام میں آتی ہے اور نہ آخرت ان کے لئے ہے اور جو صوفیاء نے وجد اور اضطرار میں فرمائے ہیں یہی لوگ تو وجد میں نہیں بالکل اختیار میں وہ اقوال کہتے

رہتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ تصوف کا حال کیا ہوتا ہے نہ کہ باتیں مگر ان کے اہل کا جو حال ہوتا ہے وہ الگ ہے۔

تیسری فصل
صبر کے بیان میں

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ (المزمل ۱۰)

یعنی صبر کر ان پر جو وہ کہتے ہیں (کافر لوگ تجھے)۔

یعنی شاعر مجنون کہتے رہتے ہیں آپ میرے دوست ہو میں تمہیں حفاظت میں رکھوں گا مجھے وکیل جانو اور تمام کام میرے سپرد کرو کچھ غم نہ کرو اگرچہ تمام تمہارا دشمن کیوں نہ ہو۔

رباعی:

زانجا کہ جمال جان جانان ماست
عالم ہمہ در پناہ جانان ماست
مارا چہ ازین کہ عالم خصم شوند
پیش و پس ما سپاہ جانان ماست

جو وہاں جمال ہمارے جانان کا ہے تمام عالم ہمارے جانان کے پناہ میں ہے مجھے کیا ہے اگر عالم دشمن ہو جائے میرے آگے پیچھے جانان کے سپاہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا (الإنسان ۱۲)

اور ان کے صبر پر انہیں جنّت اور ریشمی کپڑے صلہ میں دیئے۔

اور خاص ان کے لئے یہ خبر دیا جاتا ہے جو صبر کرے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور تکالیف پر بہشت جاوید ان اور ریشم کے نرم کپڑے ہیں جب دنیا میں دوستوں کے لئے بلا تھا عقبیٰ میں عطا ہو گا اور جب دنیا میں ان کے لئے غم تھا تو آخرت خوشی ہو گی جب ان کے لئے دنیا زندان تھا تو حقیقت میں جنت جو ان کے لئے ہمیشہ ہو گا کپڑے ریشم کے ہوں گے اور کم مرتبہ والا شخص کے ستر جوڑے کپڑوں کے ہوں گے اور جو زیادہ مرتبہ والے ہوں گے ان کے لئے ستر ہزار تک جوڑے ہوں گے اور ہر جوڑے کا الگ رنگ ہو گا جو نرم اور باریک ہو گا اور ان کا بدن پتوں کے گل کی طرح ہو گا اور یہ تمام ایک ایک بار پہنیں گے ایسے انداز سے کہ کوئی رنگ دوسرے کو نہ چھپائیں گے بلکہ ہر ایک الگ الگ ظاہر ہو گا۔

جان لو کہ صبر کے چار اقسام ہیں۔صبر کا معنی لغت میں بچ جانا اول صبر گناہوں سے ضروری ہے کہ عبادت کا بوجھ اپنے نفس خسیس پر لاد کر تا کہ وہ بلند ہمت اونٹ کی طرح ہو جائے اور معصیت سے بچ جائے اور دور اندیش ہو جائے اور اس کے لئے بوجھ گناہوں کا نہ بن جائے۔ دوسرا اطاعت پر صابر رہنا ہے۔ صراح میں لکھا ہے کہ صبر بند کرنے کے معنی میں بھی ہے یعنی ہمیشہ کے لئے تو اپنے نفس سرکش کو توکل اور اخلاص میں بند کر دو تا کہ اطاعت میں تم کوشش کرتے رہو گے۔ اور طاعت کو جانو گے ثواب جمیل کے جہت سے ہمیشہ اطاعت میں بقدر استطاعت مددگار ہو اور خود پھسل جانے اور فتور سے بچ جائے۔ منقول ہے کہ حضور انور ﷺ سے کہ جیسے کوئی آدمی کھجور کھجور کے اندازہ سے خیرات کر دے کل قیامت کے دن اس کو پہاڑ کے مانند لایا جائے گا کہ اس کے نیکی کے ترازو میں ہو گا۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ہم یہ مانتے ہیں آپ اس کا وجہ ہمیں بتائیں کہ وہ کس طرح اتنا بڑا ہو گا حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی آدمی دس دینار پر کرہ خریدے اور اس کی تربیت کرے جب وہ بڑا ہو جائے اور چند سال بعد اس کو دو ہزار دینار پر فروخت کر دے پس اللہ تعالیٰ

تمہارے اعمال کو اس طرح بڑھاتے ہیں یا آپ کے مراتب کو حضور ﷺ کے تصدیق کے لئے اللہ تعالیٰ کی یہ آیت کریمہ ہے:

مَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللهُ يُضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُ وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (البقرة ٢٦١)

ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُس دانہ کی طرح جس نے اوگائیں سات بالیں ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

جب نفس اس ثواب کو سنے تو عبادت میں زیادہ کوشش کرے گا۔

تیسرا صبر تکالیف پر ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ (١٥٥) الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ (١٥٦) أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ (البقرة ١٥٧)

اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی دُرودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔

تفسیر کامل میں ہے کہ ہر انسان پر امتحان ہو گا اموال سے یا فرزندوں سے یا خود اس کے بدن سے یا باغ اور زراعت وغیرہ دنیا سے پس جب بندہ مؤمن کو یہ تکالیف پہنچیں تو کہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ اللہ تعالیٰ اس کو دو چیزیں عطا فرمائے گا ایک اپنی طرف راہ نمائی اور دوسری چیز یہ ہے کہ اپنی

رحمت عطا فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی انتہاء نہیں ہے پس اگر کوئی شخص اپنے ہاتھوں سے ایک درہم خرچ کرے گا تو ایک کا سات سو پر وعدہ ہے اگر ظالم یا چور وغیرہ کے ظلم سے یا بیماری اور مال اس کے ہلاک ہو جائے اور وہ اس پر صبر کرے تو اس کے لئے ایک ستر ہزار کے برابر اجر ملے گا۔

منقول ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایک دفعہ حضور انور ﷺ کو دعوت طعام کی مہمانی کی ایک دنبہ تھا اس کو ذبح کیا اس شخص کے دو بیٹے تھے ان دونوں میں سے ایک غائب تھا اور دوسرا حاضر تھا جب یہ غائب بیٹا حاضر ہوا کہ ہمارے والد نے ہمارے دنبے کو ذبح کیا ہے تو اس شخص کا دوسرا دنبہ نہیں تھا ایک پوچھا کہ کس طرح اس کو ذبح کیا اس نے کہا کہ تم لیٹ جاؤ میں تمہارے گلی پر چھری چلاؤں کہ ہمارے والد نے اس طرح چلایا تھا جب اس کے حلقوم پر چھری چلایا تو وہ ذبح ہوا اور وہ بیٹا مر گیا بچہ ہیبت سے لرز گیا اور جب اس کی والدہ نے اس کو دیکھا تو وہ ڈر کر بھاگ گیا اوپر بالا خانہ پر چڑھ گیا وہاں سے وہ بھی نیچے گر گیا اور مر گیا۔ ان دونوں کو نمد یعنی کمبل میں چھپایا جب حضور انور ﷺ کو خوراک پیش کیا گیا جبرائیل علیہ السلام نازل ہوا اور عرض کیا حضور کو کہ بغیر بچوں کے کھانا مت کھاؤ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے دونوں بچوں کو حاضر کردو کہ وہ میرے ساتھ کھانا کھائیں وہ شخص گھر میں داخل ہوا اور بیوی سے پوچھا بیوی نے جواب دیا کہ وہ کھیلنے کے لئے گئے ہیں۔ حضور انور ﷺ سے عرض کیا کہ وہ گھر میں نہیں ہیں حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ بغیر ان دونوں کے میں نہیں کھاتا پھر وہ گھر چلا گیا بیوی سے پوچھا یہاں تک کہ چند بار ایسا ہی ہوا کہ وہ حضور کے سامنے حاضر ہوتا حضور ﷺ نے اس کی بات نہ مانی اس کے بعد اس نے بیوی سے کہا کہ حضور ﷺ نے ابھی تک کھانا نہ کھایا جاؤ بچوں کو تلاش کرو تو بیوی نے بادل نخواستہ کمبل کو ان سے اٹھایا ان دونوں کو مرے ہوئے حالت میں دیکھ لیا ان کا والد بھی حیران ہوا اور بے طاقت ہو کر فریاد شروع

کیا اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بھی حیران ہوئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وقت دعا ہے نہ وقت حیرت اس وقت حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دعا مانگی دعا کے بعد وہ دونوں زندہ ہوئے اور حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ کھانا کھایا پس حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ الصبر مفتاح الخیر یعنی صبر خیر کی چابی ہے جب ان کی والدہ نے صبر کیا اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا۔

مشائخ کبار رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ صبر طریقت کی چابی ہے۔ منقول ہے کہ ایک ہدوستانی کے دو بیٹے تھے اور دونوں چھوٹے تھے وہ آدھے دن تک سبق پڑھتے اور جب وہ گھر آتے بغیر ان کے وہ کھانا نہیں کھاتے تھے۔ ایک دن یہ دونوں بیٹے کنویں میں گر گئے اور مر گئے اس کی بیوی بلند ہمت تھی ان دونوں کو بستر میں لٹا دیا اور یہ بھی کہا کہ جب قاضی آجائے تو کوئی اس کو یہ بات ظاہر نہ کرے تاکہ وہ کھانا کھائے جب وہ ظہر کے وقت گھر آیا بیٹوں کو نہیں پایا بیوی نے اس کے سامنے طعام رکھ دیا اس نے کہا کہ بچوں کو بلاؤ تاکہ وہ دونوں میرے ساتھ کھانا کھائیں بیوی نے جواب دیا کہ وہ سو چکے ہیں تو اس نے یہ بہانا قبول نہ کیا قاضی صاحب خود اٹھا اور جب بستر کو اٹھایا تو دونوں زندہ تھے بیدار کیا اس کے بعد عورت میں ماں کی رحم ہوتا ہے شفقت کیا اور کہا کہ حال کیا ہے وہ تمام واقعہ شوہر کو بتایا اور ان کی موت پر گواہی دی پس قاضی صاحب نے فرمایا کہ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے کہ صبر خیر کی چابی ہے۔ الصبر مفتاح الخیر عورت کو صبر سے وہ زندہ ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَاأَيُّهَاالَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلَاةِإِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِينَ (البقرۃ ۱۵۳)

اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو بیشک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

اور تفسیر کامل میں اس آیت کا مطلب اس طرح لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ وجہ استعانت بندہ کو ان دو چیزوں سے وابستہ کر دیا ہے کہ: الدنیا سجن المؤمن۔ کہ دنیا مؤمن کے لئے قید خانہ ہے۔ حدیث واقع ہے تو قید خانہ میں سوا صبر کے کوئی کام نہیں اور بہترین طاعات ایمان کے بعد نماز ہے اس لئے یہاں اس آیت میں یاد کیا گیا ہے۔

چوتھی قسم موّدت ہے جان لو کہ بدی معشوقہ یعنی تلخی اس کا عاشق کے لئے شیرین تر ہے شہد سے اور نیک اس کے لئے ہے کہ مردہ کے لئے کوئی جان دے پس اگر معشوق کے سامنے اگر اس سے کوئی اس شخص سے گوشت کاٹے تو اس کو خبر نہیں ہوتی اور اگر خبر ہو جائے تو پھر وہ اس راستہ کی رکاوٹ ہے چنانچہ مصر کی عورتوں نے اپنے ہاتھوں کو چھریوں سے کاٹے اور ان کو خبر بھی نہ ہوئی جب کہ انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا اور اگر کسی کے سر پر آرہ چل جائے تو بھی اس کو خبر تک نہیں ہوتی جیسے کہ حضرت ذکریا علیہ السلام کے سر پر آرہ رکھا گیا اس کو خبر بھی نہ تھی اور جب منصور کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے تو اس کو خبر نہ تھی جیسے کہ عین القضات ہمدانی کو جلنے سے آگ کی خبر نہ تھی۔ کہا گیا ہے کہ سوداگر ماء النہر سے ملک ہندوستان جا رہا تھا اچانک اس کی نظر اس زمانہ کے بادشاہ کی لڑکی پر پڑی تو ایک سال اسی جگہ پر وہ ٹھہرا نہ اس کو اپنے آپ کی خبر تھی اور نہ مال کی ایک سال کے بعد اس سے پوچھا گیا کہ کیا حال ہے کہ میرے دل کا قرار بادشاہ کی لڑکی لے گئی وہ خبر بادشاہ کی لڑکی کو پہنچی لڑکی نے کہا کہ وہ خود کو پانی میں ڈالے میری اس کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں ہے اس دیوانہ کے کانوں تک جب یہ خبر پہنچی اس نے کہا کہ میرے محبوب نے مجھے یاد کیا ہے اور اپنے آپ کو پانی میں ڈال دیا پس ایک دن کے بعد اس لڑکی کو خبر ہوئی تو عشق کی آگ اور دوستی نے اس پر اثر کیا اور وہ اسی جگہ کو تلاش کر کے اپنے آپ کو بھی اس پانی میں ڈال دیا۔ تین دن کے بعد بادشاہ کو پتہ چلا تو

ملاحوں کو حکم دیا کہ ان دونوں کو نکالو جب دونوں کو پانی میں پایا تو دونوں ہم کنار تھے اور دونوں مر چکے تھے پس ان دونوں کو اسی طرح دفن کیا۔

منقول ہے کہ ایک دن حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بغداد کے بازار میں جارہے تھے اچانک ایک طبیب نے آواز دیا کہ میں طبیب ہوں ہر بیماری کی دوائی کرتا ہوں جب آپ نے سنا تو فرمایا کہ تو نے بہت مضبوط دعویٰ کیا کہ میں ہر بیماری کی دوائی کر سکتا ہوں اے طبیب میں بھی بیمار ہوں اس نے پوچھا کہ تو کیا بیماری رکھتا ہے اس نے جواب دیا کہ میں گناہ کا بیمار ہوں طبیب نے کہا کہ میں تیرا ایسی دوائی کروں گا کہ تو شفا پائے گا اس نے کہا کہ فقر کی جڑ لے آؤ یعنی اپنے آپ اور تمام اشیاء سے الگ ہو جاؤ اس کا محتاج ہو جاؤ اور احتیاج اس سے رکھو اور کسی کو مت تلاش کرو۔

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے منجنیق میں مقرب فرشتوں سے استعانت نہیں چاہا اور وہ ولی نہیں تھے بلکہ نبی تھے اس لئے کہ ولایت انبیاء وہ ہوتی ہے کہ اپنے آپ سے نکل جاتا ہے اور تمام اشیاء کو فراموش کرتا ہے پھر اس طبیب نے کہا کہ صبر کے پتے اس کے ساتھ ملا دو یعنی غرض اور مقصود اور احتیاج سوا اس کے اور نہیں رکھتا۔ پس جو تلخی اس سے محسوس کرے وہ میٹھا جانے کیونکہ ولایت میں محبت عاشق کے لئے تلخی دیکھنا حرام ہے وہ نہیں پاتا۔

جیسا کہ شاعر کا قول ہے:

پیش تو دعا گفتم و دشنام شنیدم
ہر گز اثرے بہتر ازین نیست دعارا

تمہارے سامنے دعا کہا اور گالی سنا تو اس دعا کے اثر اس سے زیادہ کوئی بہتر اثر نہیں ہے۔

پھر اس طبیب نے کہا تواضع کا ہلیلہ بلیلہ کے ستھ جو مسکینی کا ہو اس کے ساتھ ملا دو۔ جان لو کہ تواضع کا مطلب یہ ہے کہ کسی کے سامنے عاجزی کرنا ہے حضرت بایزید قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ اگر تمام کو تمام کلیات میں کسی سے اپنے آپ سے کم سمجھے تو یہ تواضع نہیں ہے بلکہ تمہیں متکبر کہا جائے گا۔ اور اس وقت تمہیں سکون حاصل ہو گا جب کہ اپنے ظاہر اور باطن کو اس کے سامنے تسلیم کرے اور مرگ معنوی تم چکھو گے اور جب تمہیں موت معنوی حاصل ہو جائے اور جب با دانانیت تمہیں پہنچے تو تمہارے کام کی مراد تلخ ہو گی اور یہ نزع کی حالت اس کو ہر وقت ہو گا اور اگر تمنیک اور بد کو نظر کرو گے پس متحرک کو سکون کے لئے یہ زیبا نہیں پھر اس طبیب نے کہا کہ ہاون دستہ معرفت کا دیکھو اس کے ساتھ یہ کرو پس تمہیں یہ چاہیئے کہ احوال اور افعال کو ہر وقت معرفت کے قید میں رکھو کہ کوئی ذرہ نہیں ہے کہ اس میں وہ حاضر نہ ہو یا بغیر اس کے ہو اور تقویٰ کے دستہ سے اس کھوٹ دو۔ جان لو کہ سالک کا دل لوگوں کی آنکھوں کی طرح ہے اگر معمولی سے گرد بھی اس میں پڑ جائے تو وہ تاریکی کا سبب بن سکتے ہیں۔ پس تمہیں یہ بات ضروری ہے کہ تواضع اور مسکنت کو تقویٰ سے آراستہ کرو نہ یہ کہ تواضع کو حرص وہوا و شہوت پرستی سے دور رکھو اور غربال رضا سے چھان لو یعنی سرکشی اور غیرت اور نارضائی اور انانیت سے دور رکھو تا کہ تمام رضا سے ہو جائے۔

کہا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا گیا:

ومن لم یصبر علی بلائی ولم یرخص علی قضائی ولم یشکر علی نعمائی فلیخرج تحت بسمائی ولیطلب رباز۔

سوائے جس نے میری تکالیف پر صبر نہ کیا اور میری قضا پر راضی نہ ہو اور میری نعمتوں کا شکریہ ادا نہ کیا تو میرے آسمان کے نیچے سے نکل جائے اور میرے علاوہ کسی دوسرے کو رب ڈھونڈے۔ یہ بات اپنے آپ میں دیکھو عبادت کرو اگر یہ چیزیں نہ ہو تو اب یہ مبتدع ہے اور جب کیا پس نام مطیع

اور طاعت اس وقت تم پر اس فعل کا اطلاق ہو گا۔ اور اس میں شوق کو دیکھنا ہے اور بغیر شوق کے کوئی اور چیز دل میں نہ لائے کیونکہ کہا گیا ہے کہ **الاشتیاق محمو اللذات** اشتیاق لذتوں کو محو کرتا ہے۔ اور ہر لذت بغیر دوست کے رقیب جان لو اور شوق کا آتش اس کے نیچے جلاؤ یعنی اس کام سے پہلے آپ کو کرنا ہو گا کہ دوست کی طرف سے جذبہ تمہیں پہنچے کہ ہمیشہ اس کے طریقہ کے قیدی ہوں گے اور دن ورات کے آسائش دونوں جہان کے تم پر حرام ہوں گے پس تو بغیر تن کے اس کے ہو جاؤ یعنی ہر گز طلب مقصود کے ممانعت نہ ہو اور کہا گیا ہے کہ: **النوم علی کل محب حرام**۔ یعنی نیند ہر محبت کرنے والے پر حرام ہے۔ اور محب دو حال سے خالی نہ ہو گا یا وہ ہجر میں ہو گا یا وصال میں اگر ہجر میں ہو پس مہجوری اس کے لئے دوزخ کے عذاب سے سخت تر ہو گا۔ اس کے لئے کس طرح نیند ہو گی اگر وصال میں ہے تو واصل کے لئے خود نیند نہیں آسکتی ہاتھ سے پکڑ لیتا ہے اور چھپالیتا ہے یعنی جب تمام کو حاصل کر لیتا ہے پس اس راہ میں تیز رو ہو تا ہے اور یا ان مذکورہ کو ہاتھ سے نہیں کھونا چاہئے اور یا جب فی الحال اس طرح دیگ کف انانیت کا اٹھ جاتا ہے تو چاہئے کہ ہاتھ سے پکڑ لے اور ذکر و فکر اور ارادہ کو ان تمام کو وحدانیت سے بدل دو اور صدق ہمت سے اس کو حاصل کرو۔

جان لو کہ کہا گیا ہے کہ انتہاء سالک اس کی ابتداء ہوتی ہے یعنی اگر ابتداء میں مخلص ہو تا ہے تو اپنے مقصود کو پہنچ جائے گا یہ اس کے لئے انتہاء ہو گا۔ اگر ابتداء ریا سے ہو تو انتہاء بدعت پر ہو گا تو جب تو ابتداء میں بلند ہمت ہو گا تو انتہا اس کی بلند ہمتی پر ہو گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بلند ہمت والوں کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔ **ان اللہ یحب معالی الھمم** اور معالی ہمم وہ ہو تا ہے کہ غیر اللہ کو نہ دیکھے اور نہ جانے اور نہ پڑھے اخلاص کے طبق میں اس کو مارو۔ اس لئے کہ ضد اخلاص کا ریا ہے اور کہا گیا ہے کہ عمل نہیں ہے مگر نیک نیتی سے اور نیک نیت حاصل نہ ہو گا مگر اخلاص سے اور اخلاص اس وقت

حاصل ہو سکتا ہے کہ اللہ کے سوا اپنے دل میں نہ ٹھہرائے اور اگر تم میں توکل اور اخلاص نہ ہو تو آخیر میں تمہیں کچھ حاصل نہ ہو گا اور اس کا تمام عمل ضائع ہو گا اس کے بعد توکل کے دانتوں سے چباؤ تاکہ تمہیں اس گناہ کی بیماری سے شفا حاصل ہو جائے۔

اور نجات کا راستہ یہ ہے اس لئے اگر جب توکل کیا اور اس کو دیکھ لیا اور درمیان میں اپنے آپ کو ہٹا دو اس لئے کہ مرض گناہ تمہارا وجود انانیت کا ہے وجودک ذنب لا یقاس علیھا تمہارا وجود گناہ ہے اس پر قیاس نہیں کیا جاتا۔ اس سے تمہیں خلاصی ہو گی اور کہا گیا ہے کہ اتصال انفصال میں ہے اتصالہ فی انفصالہ و انفصالہ فی اتصالہ اور یہ تمام صابر ان تو حضرت ایوب علیہ السلام کے زمرہ سے ہوں گے۔ جان لو اے فرزند کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً (البقرۃ ۳۰) میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ تو فرشتوں نے کہا: أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ (البقرۃ ۳۰) کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خونریزیاں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ (البقرۃ ۳۰) مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔ پس جس وقت بندہ سے گناہ عصیان فجور صادر ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اپنی صفت ستاری سے چھپا لے گا۔

تفسیر کامل میں ستار کے معنی کے متعلق لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس لئے ستار کہا جاتا ہے کہ ہر انسان کے برابر ایک ایک صورت عرش کے نیچے قائم ہوا ہے تو جب بندہ نیک کام اور قول کرتا ہے تو کہا جاتا ہے تو وہی صورتیں اسی طرح کرتے ہیں یا کہتے ہیں تاکہ ملائک اس کو دیکھ لیں اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے کہا تھا کہ میں علم رکھتا تھا اور تم نہیں جانتے تھے کہ میرے بندے کس طرح عمل کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ اگر یہ آدمی فسق و فجور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس صورت کو پوشیدہ رکھتا ہے

تاکہ وہ بدبخت بندہ ملائک کی نظر میں شرمندہ نہ ہو جائے۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کے لئے روانہ کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دیکھو میرے بندے میرے لئے اپنے بیٹے کو ذبح کے لئے لے جارہا ہے۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا سے بھاگ گیا تو بھی ایسا ہی فرمایا کہ میرا بندہ میرے ڈر سے زنا سے کس طرح کنارہ کش ہوا۔

تفسیر مدارک میں ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام روم کے تھے اور حضرت اسحاق علیہ السلام کے فرزندوں سے تھے خاص اس کے سات بیٹے اور سات بیٹیاں تھیں تین ہزار اونٹ اور سات ہزار دنبے تھے اور پانچ سو بیل گائے تھے اور جوڑے کے لئے ایک غلام ہوتا اور تمام پانچ سو غالم تھے اور ہر غلام کے بیوی اور فرزند اور باغ تھے۔

قصص الانبیاء میں مذکور ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت کرتے تھے کہ اس میں کوئی اس کا مساوی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں کہتا تھا کہ بندے میرے دوست ہیں جب ابلیس بدبخت اس زمانہ میں کہ آسمانوں کو راستہ تھا بلکہ وہ ملائک کا استاد تھا اللہ تعالیٰ کے حضور میں مناجات کیا کہ اے رب کہ ایک آدمی اتنے مالداری کے ساتھ کیوں تیری عبادت نہ کرئے اگر ان کے مال تلف ہو جائیں تو وہ کس طرح تیری عبادت کرئے گا اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمان ہوا کہ اے ملعون وہ مال کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتا شیطان نے کہا کہ اگر ایسا نہیں ہے تو اس کے اموال کو خراب کرو تو ابلیس لعین نے اس کے خرض کے دو غلے جلا ڈالے اور غلاموں کو مار دیا اور دیو، پری کو دھقانوں کی صورت میں مقرر کیا اور جب گھر میں آتا تو فریاد کرتا کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو کس طرح تکالیف میں مبتلا کرتا ہے کہ تمام اس کا جلا دیا تو حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بدبخت شیطان مال اور ملک تمام اس کا تھا۔ اس طرح اس کے اونٹ مار دیئے اور ساربان

کی صورت میں آیا اور رونا شروع کر دیا کبھی اس کے دنبے مارتے اور کبھی اس کے بیل گائے کو مارتے حضرت ایوب علیہ السلام اس طرح اللہ تعالیٰ کے شاکر رہے یہاں تک کہ تمام مال ختم ہوئے تو حضرت ایوب علیہ السلام نے اس سے زیادہ عبادت شروع کی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم میرے بندے کو کس نظر سے دیکھتے ہو۔ میرا بندہ تو کہتا ہے کہ اے الٰہی بہترین عورتوں میں بی بی حلیمہ اور اس کے فرزند بھی اچھے ہیں ان کو کیا غم ہے کہ عبادت اپنے ہاتھ سے کھو دے۔ فرمان ہوا کہ ان کے بیٹے مار دیا جائے تو دیوار ان پر گرا تمام مر گئے شیطان پھر ماتم کی شکل میں حاضر ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دوست کے فرزندوں یعنی ایک ایک کو مار دیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے منع کیا لیکن شیطان دوسرا سوال پیش کیا کہ وہ اپنے بدن پر صحت مند ہے فرزند اور اموال اس کے لئے درد سر نہیں ہے کیوں کہ وہ عبادت نہ کرے گا اگر حکم دے تو اس کو بیماری میں مبتلا کرو پھر وہ کس طرح عبادت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کا دل میرے ہاتھ میں ہے اور بدن میں تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ ملعون گیا اور اپنے لعاب میں پارہ کو ملایا اس کے تمام پر مالش کیا تو اس کے بدن پر بارہ ہزار دانے نمودار ہوئے اور ہر دانے میں دو کیڑے پیدا ہوئے ایک روایت کے مطابق سوا سال اور دوسری روایت میں تیرہ سال اور تیسری روایت میں تین سال کے مطابق اسی طرح بیماری میں مبتلا تھا لیکن اللہ کی عبادت پہلے سے زیادہ کرتے تھے تو ابلیس لعین شرمندہ ہوا لوگ اس سے منکر ہوئے اور کہتے تھے کہ اگر وہ پیغمبر ہوتے تو اسی طرح بیماری میں مبتلا نہ ہوتے اس کو گاؤں سے نکال دو اور ایک گوشہ میں عمارت بنایا اور وہاں اس کو لے گیا۔ حضرت بی بی حلیمہ جو اس کی بیوی تھی اس کی خدمت کرتی تھی ایک دن ایک کیڑا اس کے بدن سے گر گیا تو آپ نے دوبارہ اس کو وہاں ڈالدیا کیڑوں کی تکلیف سے وہ بے طاقت ہوا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور پوچھا کہ تم فریاد

کیوں کرتے ہو تو آپ نے اس کو جواب دیا کہ کیڑوں کے لئے میرے بدن میں رزق تھا اب جب گوشت نہ رہا تو ان کا رزق کس طرح ہو گا اور وہ رزق سے محروم رہ جائیں گے اور اس کو اتنی تکلیف ہوتی جیسے کہ تمام کیڑوں کی تکالیف کے برابر تھی۔ اور جب وہ خود آپ کے بدن سے گر جائیں اور تو اس کو اٹھا کر پھر بدن میں داخل کرتے ہو تو تم میرے قضا میں تبدیلی کرتا ہوں اس لئے میں زیادہ تکلیف باقی ماندہ کیڑوں کی وجہ سے دیتا ہوں۔ حضرت بی بی حلیمہ تمام دن مزدوری کرتی تھی ایک دن دوکاندار نے کہا کہ اگر تم مجھے اپنا چہرہ دکھاؤ گے تو تمہیں مزدوری دوں گا ورنہ نہیں دیتا بی بی نے کہا کہ اے بدبخت میں حضرت یوسف علیہ السلام کی بیٹی ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے زلیخا سے بھاگ گیا تھا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے فرزند ہمارے زندان میں نہیں آیا تھا ایسا واقعہ اس نے کہا کہ اپنے بالوں کو کاٹ کر مجھے دو تمہیں مزدوری دوں گا حضرت بی بی عاجز ہوئی اس کو کاٹ شدہ بال دے تو جب وہ گھر آئی اس کا چہرہ تبدیل ہوا تھا حضرت ایوب علیہ السلام نے واقعہ پوچھا تو اس نے اس طرح بتایا حضرت ایوب علیہ السلام نے قسم کھائی کہ اگر میں صحت یاب ہوا تو تمہیں سو ڈنڈے ماروں گا۔ تم نے بال کیوں کٹوا دیئے اور اس کو دی اس نے جواب دیا کہ اگر بات ایسی ہے تو تم اپنے لئے دعا کیوں نہیں کرتے کہ تم صحت مند ہو جاؤ گے تو میں بھی مزدوری سے رہا ہو جاؤں گی۔ اس نے جواب دیا اس سے فرمایا کہ میں نے سال کتنے گزارے ہیں بی بی نے جواب دیا اسی سال تو آپ نے فرمایا کہ مجھے شرم آتا ہے کہ تکالیف کی مدت خوشی کی مدت سے کم ہے کہ میں دعا کروں جب بی بی گھر کے دروازہ سے باہر ہوئی اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور اپنا ہاتھ اس کے جسم پر مل دیا تمام کیڑے اس کے بدن سے گر گئے اور وہاں ایک چشمہ پیدا ہوا اس میں غسل کیا اور جنتی لاس پہن لیا اس کا جمال تازہ ہوا اس حال میں نماز میں شروع ہوا تو جب بی بی نے دروازہ کے اندر سر داخل کیا تو کیا دیکھا

کہ ایک خوبصورت شخص کو دیکھا کہ وہ آراستہ اور وجیہ تھا وہ حیران ہوئی کہ کہیں میں نے گھر کو غلط نہیں کیا حضرت ایوب علیہ السلام نے آواز دی کہ خوشخبری سنو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت سے نوازا اس کے بعد بی بی آئی حضرت ایوب علیہ السلام اس قسم پر پشیمان تھا حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ سو ڈنڈے گندم کے یکجا کرو اس کو باندھ کر اپنی بیوی کو اس پر مارو۔ اس حیلہ سے تم سوگند سے آزاد ہو جاؤ گے۔

کہا گیا ہے کہ حیلہ شرعیہ یہ سنت پیغمبر ہے جو کوئی حیلہ شرعیہ سے منکر ہوا وہ کافر ہوا۔ تفسیر مدارک میں ہے کہ اس کے جتنے فرزند مر چکے تھے وہ تمام کے تمام زندہ ہوئے اور تفسیر کشاف میں ہے کہ اس کے بعد سولہ فرزند اور پیدا ہوئے شیطان لعین شرمندہ ہوا اللہ تعالیٰ نے پھر اس کو مال دنیاوی بھی عطا کی۔ اور تفسیر مدارک میں ہے کہ ہر عابد کے لئے ضروری ہے کہ وہ حضرت ایوب علیہ السلام کی طرح صبر کرے تاکہ وہ بھی اس طرح ثواب سے مستفید ہو جائے دنیا اور آخرت سنور جائیں گے اور شیطان لعین کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔

چوتھی فصل
شکر کے بیان میں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ (سبا ۱۳)

اے داؤد والو شکر کرو اور میرے بندوں میں کم ہیں شکر والے۔

اس طرح دوسرا اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ (إبراهيم ۷)

اور یاد کرو جب تمہارے رب نے سنادیا کہ اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دونگا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔

حضور انور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا قول ہے: الشکر مزید النعمۃ۔ شکر نعمت کی زیادت کی باعث ہے۔

جان لو کہ شکر کی چار اقسام ہیں: اول شکر خلقت کہ حدیث قدسی شریف میں ہے خلق آدم علی صورتہ اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ کہ کوئی صورت ان کی طرح صورت میں زیبائی نہ رہی اگرچہ مور یعنی طاؤس زینت رکھتا ہے فائدہ نہیں ہے کیونکہ اس کے پاؤں کالے اور چونچ لمبی ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً (البقرة ۳۰)

میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

شکر کرنا چاہیئے کہ مخلوقات میں افضل ترین خلافت ہے اور اس کا مستحق انسان ہوا۔

اور دوسری آیت میں ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (التين ۴)

بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا۔

اس تقویم میں کوئی چیز انسان کے برابر نہیں ہے اگرچہ پری زیادہ طاقت والی اور خوبصورت ہوتی ہے لیکن اس حسن کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو انبیاء اور انسان کے تابع بنایا اور انبیاء بھی انسانوں میں بنائے پریوں کی آنکھیں لمبی اور باریدگی والی ہوتی ہیں کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کا شکر بجا نہیں لا سکتا۔ اس لئے اگر آنکھیں پوشیدہ رہ جائیں تو انسان دیکھنے سے محروم ہوتا ہے۔ اور اگر کھولی رہیں تو وہ بھی انسان کو ہلاکت کے قریب لے جاتا ہے۔ اس لئے کہ کھلی آنکھوں کے

لئے بہت سی آفات ہیں اور انسان کا منہ اس طرح ہے کہ دو پتھر پن چکی کی ہیں کہ بعض چوپایوں میں سے چونکہ نہنگ کو سنگ بالا ہوتا ہے اور یہ دونوں حلقوم کے ساتھ ہیں کھانے اور پینے پیٹ کی طرف پانی گرم آتا ہے اور کھانے کا خوراک اور سونگھنا اس کے ساتھ ہیں۔ جس وقت کسی کا رزق ختم ہو جاتا ہے تو وہ اوپر والا پانی اس کے پیٹ کی طرف نہیں آتا ہو گا اور جو نیچے ہو گا اور وہ باہر نہیں نکلتا جس طرح کہ اس کا معمول ہوتا ہے۔ ایسا ہی حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو سانس نیچے جاتی ہے وہ زندگی کی لمبی ہونی کی دلیل ہے اور جب اوپر سانس آ جاتی ہے تو بدن کے لئے خوشی کا باعث ہوتی ہے پس ہر سانس میں دو نعمت موجود ہیں اور ہر نعمت پر شکر واجب ہے۔

بیت:

از دست و زبان کہ برآید　　　　کز عہدہ شکرش بدر آید

کسی کی زبان یا ہاتھ سے یہ پورا ہو گا کہ وہ تمام عمر صرف شکر میں بسر کرے۔

قطعہ:

بندہ ہمانبہ کہ ز تقصیر خویش　　　　عذر بدرگاہ خدا آورد

ورنہ سزاوار خداوندیش　　　　کس نتواند کہ بجا آرد

وہ بندہ بہتر ہے کہ اپنی کوتاہی کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کرے ورنہ وہ اللہ تعالیٰ کا مجرم ہے اور کسی سے یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی اس کو بجالائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی نعمت کا شکر ادا کرنا چاہے جو اس کی شان کے لائق ہے اگر کوئی آدمی عاقل اور کامل عقیدہ ہو تو کہ وہ بول کرنے میں اور غائط کرنے میں یا اگر باد بند ہو جائے البتہ تو

خدا کا شکر اس پر ادا کرنا چاہئے اس لئے اگر چالیس دن کھانا پینا نہ ملے تو دنیا میں وہ رہ سکتا ہے مگر دو روز تک یا ایک روز پیشاب یا غائط یا باد بند ہو جائے تو وہ فوراً مر جائے گا۔

مثنوی:

مایہ عتیق آدمی شکم است　　چون بتدریج میرود چہ غم است

گر بہ بند دچنان کہ نہ کشاید　　گر دل از عمر بر کند شاید

ور کشاید چنانچہ نتوان بست　　گو شیواز حیات دنیا دست

زندگی انسان کی توشہ پیٹ ہے اگر وہ بتدریج جائے تو کیا غم ہے۔ اگر بند ہو جائے کہ وہ نہ کھل سکے تو شاید اس کا دل زندگی سے ہاتھ دھوئے گا۔ اور اگر کھل جائے اور پھر بند نہ ہو جائے تو وہ بھی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

دوسری قسم شکر ایمانی

یعنی بندہ پر لازم ہے کہ ہمیشہ اسی پر شکر گزار ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان گمراہوں سے نہیں بنایا اور ہمیں مؤمن بنایا۔ دوسری بات یہ ہے کہ انسان کو چوپایوں پر فضیلت ہے کہ انسان کے پاس معرفت ہیں اور چوپایوں میں معرفت نہیں ہے۔ اور اگر انسان کے پاس معرفت نہ ہو تو پھر چوپائے اس سے بہتر ہیں اس لئے کہ چوپایوں کے لئے عذاب نہیں ہے۔ اور اس کو ہمیشہ کے لئے عذاب ہو گا اس سبب سے کہ اسے معرفت حاصل نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَالَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا (النباء ۴۰) کافر کہے گا کہ اے کاش ہم پھر مٹی ہو جائیں۔ یعنی تمام حشرات قیامت کے دن زندہ ہوں گے پھر وہ مر کر خاک میں نابود ہو جائیں گے پس کافر کہیں گے کہ کاش ہم بھی خاک ہوتے۔

دوسری روایت میں ہے کہ تراب ایک کافر کا نام تھا ایک دن ایک طالب علم کتاب لکھتا تو اس کے ہاتھ سے قلم گر گیا تو اس تراب نے وہ تمام خاک کو اٹھایا اور اس کو دے دیا اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ سے اس کو بخش دیا۔ کافر کہیں گے کہ کاش ہم چوپائے ہوتے کہ ہم اب خاک ہو جاتے یا اس تراب کے مثل ہوتے کہ ہم بھی عالموں کی خدمت کرتے۔ پس انسان پر لازم ہے کہ جب اس کو ایمان نصیب ہوا اس پر خوش رہے اور اس کا شکریہ ادا کرے تاکہ شکر کی وجہ سے اس سے ایمان سلب نہ ہو جائے۔

خلاصۃ السلوک میں نقل ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا گیا:

ما اول انعم اللہ علیک قال ان اللہ تعالٰی خلقنی ذاکرا قیل ثم قال سوّی خلقی علی سبعۃ اعضاء ثم قال عرّفنی حتی عرفتہ قیل و ان تعدو انعمۃ اللہ لا تحصوھا۔

کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تم پر نعمت سے نوازا اس نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے ذاکر پیدا کیا پھر کہا گیا پھر تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے سات اعضاء برابر دیئے پھر فرمایا مجھے پہچان لو یہاں تک کہ میں نے اسے پہچانا کہا گیا ہے اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گنو گے تو گن نہیں سکو گے۔

تیسری قسم شکر اعمال صالحہ پر

اعمال صالحہ پر شکر کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بندوں میں پیدا کیا کہ ہمیں اعمال کرنے کی توفیق بخشی اس میں سستی نہیں کرنی چاہیئے اعمال صالحہ میں کیونکہ یہ فاسقوں کی علامت سے ہے تمام حالات میں اور ہم اس سے دور نہ ہو جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ (التین ۵) پھر اسے ہر نیچی سے نیچی حالت کی طرف پھیر دیا۔ اور ہمیں ان گروہ سے بنایا جس طرح کہ فرمان خداوندی ہے: إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ (التین ٦) مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ انہیں بے حد ثواب ہے۔ کہ ایمان کے سبب سے اور اعمال صالحہ سے

زیادہ اجر کے مستحق ہوں گے اور ممنون اسے کہا جاتا ہے کہ جو نا تمام ہو یعنی جنت کی نعمتیں انتہاء نہیں رکھتیں چنانچہ اگر ایک آدمی ایک پھل اس سے لے جائیں تو فی الحال وہاں دوسرا پھل اُگے گا۔

منقول ہے کہ ایک دن حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا نے ایک ولی کو دیکھا کہ اس نے سر باندھا تھا پوچھا کہ کیوں باندھا ہے اس نے جواب دیا کہ میرے سر میں درد ہے۔ اس نے پوچھا کہ کتنا عمر تمہارا ہوا ہے اس نے جواب دیا کہ تیس سال ہوئے میری عمر کا پھر اس نے پوچھا کہ اس تیس سال میں بیماری زیادہ تھی یا صحت اس نے جواب دیا کہ اس تیس سال صحت یابی زیادہ تھی تو فرمایا کہ اس صحت یابی کے موقع پر تم نے اپنا سر باندھا تھا اس نے جواب دیا کہ نہیں تو پھر اس نے فرمایا کہ تم نے اس وقت اللہ تعالیٰ کی وجہ سے سر کو نہ باندھا تھا اور صرف درد دنیاوی کی وجہ سے سر باندھا۔

جان لو اے فرزند کہ اگر ایمان کے علاوہ اعمال صالحہ نہ ہوں تو اس پر بھی شکر کرو کہ اعمال صالحہ بعض کے نزدیک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا لا الہ الا اللہ ثمن الجنة لا الہ الا اللہ جنت کی قیمت ہے۔ جب تجھے پختہ پہنچاتا ہے پس کوئی عمل صلاحیت آمیز اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔

چوتھی قسم شکر نبوت

یعنی شکر کرو اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے امت محمد رسول اللہ پیدا کیا ہے چنانچہ اگرچہ انبیاء ماضی کے بھی تھے اور ان کی امت بھی ایمان والے تھے اور عمل بھی بعض کے نیک تھے پس تھوڑی سی گناہ کی وجہ سے ان کی شکلیں مسخ ہو گئیں یا زندہ زمین میں درگور ہوئے اور ہمیں بسبب شرافت اس کے تھوڑا عمل اور زیادہ گناہ سے اللہ تعالیٰ جو غفار ہے اپنے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کے متعلق فرمایا ہے: وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى (الضحیٰ ۵) اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ یعنی اے محمد ﷺ آپ امت کے غم سے اپنی

پشت خم بنائی ہے میں تمہیں اور امت کے ساتھ ایسا سلوک کروں گا کہ تم سب راضی ہو جائیں گے۔ اور کل قیامت کے دن امتوں انبیاء کی شفاعت حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرمائیں گے۔ گزرے ہوئے امتوں پر کافروں کی غنائم حرام تھیں اور بغیر مسجد کے نماز پڑھنا ان کے لئے جائز نہیں تھا اور ہم پر جائز ہے ان پر پچاس اوقات اور بعض روایات کی بنا پر تیس اوقات اور بعض پر چالیس وقت نماز جائز نہ تھی اور ہم پر پانچ وقت نمازیں جائز کی گئیں اور ان پر پورا سال روزے فرض کئے گئے تھے اور ہم پر سال میں ایک ماہ روزے مقرر ہوئے علی ہذا القیاس عجائب اور غرائب ہمارے لئے ہوتے ہیں کیا خوب فرمایا ہے۔

مثنوی:

شکر حق را کہ پیشوا داریم　　پیشوائی چو مصطفی داریم
مہتر و بہتر و گزین ہمہ　　سرور و خاتم و نگین ہمہ

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم ایسا پیشوا رکھتے ہیں جب کہ ہم پیشوا مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم رکھتے ہیں مہتر اور بہتر اور تمام سے بہتر سرور اور تمام کے لئے انگوٹھی کے خاتم یعنی نگینہ ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی قدم نہیں ہے جو میں نے رکھا یا اٹھایا اور اس میں مجھے حیرت نہیں ہوئی ہے کہ اے خدایا ہم چاہتے ہیں یا اس کا رکھنا چاہتے ہیں اور کوئی لقمہ میں نے منہ میں نہیں ڈالا جو نیچے گیا ہو کہ میں اس میں حیران نہیں ہوا ہوں۔

جان لو اے عزیز لوگوں کے آزار میں نہ رہو تا کہ اس کا جزا تمہیں نہ دیا جائے یہاں تک کہا گیا ہے کہ اگر کسی نے زمین کو ڈنڈے سے مارا یا درخت کو مارتا ہے اس لئے کہ خدا کی مخلوق کو تکلیف

دینے والے بن جاؤ گے اور تو دن رات حیوانات کو تکلیف دیتے ہو اور انجام کار کو نہیں دیکھتے کہ اس کا بدلہ تمہیں ضرور ملے گا۔

منقول ہے کہ بعض علماء ہند جب سوار ہوتے تو گھوڑے کو تازیانہ سے نہ مارتے بلکہ پاؤں کے ملنے سے وہ چلتے اور مرکب کو اپنے حال پر چھوڑتے تاکہ مقصود تک پہنچے اگر زمین کے ساتھ ذکر کو ملے تو اس طرح ہے کہاس نے زنا کیا ہو اپنی سے مگر اگر غلبہ شہوت ہو اور گناہ کرنے سے ڈرتا ہو تو پھر اس کے لئے اتنا زیادہ گناہ نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے جس نے مٹی کھائی تو اس شخص کے برابر عذاب پائے گا جس نے انسان کا گوشت کھایا ہو گا اس لئے کہ سولہ گز زمین خون اور انسانوں کا ہوتا ہے۔ (یعنی انسان جب مر جاتا ہے اس کو زمین میں دفن کیا جاتا ہے تو اس کی ہڈیاں اور گوشت زمین کھا جاتی ہے تو موجود اوپر والی زمین انسانوں کے گوشت وخون کی ملاوٹ ہوتا ہے) اگر کسی کے ہاتھ روغن سے چرب ہو جائے اور اس نے مٹی سے صاف کیا تو اس طرح ہے کہ اس نے انسان کے گوشت سے صاف کیا ہو۔ وعلی ہذا القیاس اگر کسی چیز میں حرمت کا توہم نہ ہو تو وہ بلا میں گرفتار ہو گا۔

منقول ہے کہ ایک رات حضور انور ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کمرہ میں تشریف لائے بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا پریشان ہوئیں اور خواب سے اٹھیں اور قمیص یعنی کرتہ کو ہاتھ سے ملنا شروع کیا حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ یہ پریشانی کیوں ہے اس نے جواب دیا کہ کرتے میں سوئی رکھی تھی اب اس کو تلاش کرتی ہوں اور نہیں پاتی ایسا نہ ہو کہ آپ ﷺ کے اعضاء میں چبھ جائے۔ حضور انور ﷺ نے تبسم فرمایا تو آپ ﷺ کے دندان مبارک چمکے کہ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہی سوئی دیکھی۔ حضور ﷺ کے سامنے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فخر سے

کہتیں کہ مجھے دانت کو کس طرح روشنی میسر ہوئی حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے کہ مکافات اس بات کو وہ چاہتی ہے۔

ایسا ایک اور واقعہ ہے کہ ایک دن سفر میں آپ ﷺ کا پاؤں مبارک سوج گیا پتھر کو گرم کیا اور اس پر رکھا کہ وہ ورم بیٹھ گیا تو وہ پتھر رکھ دیا پتھر نے مناجات کی کہ اے اللہ! کہ مرض آپ کے حبیب ﷺ کو آپ نے پہنچایا تھا اور میرا کونسا گناہ ہے کہ آگ سے مجھے جلایا اس سے خطاب ہوا کہ آپ سے انتقام لیا جائے گا۔ فرشتوں نے اس پتھر کو جبل احد میں ڈال دیا جنگ کے وقت کافروں نے حضور انور ﷺ پر پتھر برسائے اور آپ ﷺ کے دانت مبارک اس سے شہید ہوئے یہ وہی پتھر تھا کہ دانتوں کے ملانے سے سرفرازی حاصل کی۔

مسئلہ: فتاوی سراجی میں ہے کہ اگر اندھا ہزار عصا رکھتا ہو تو اس کے لئے مسجد میں حاضر ہونا لازم نہیں ہے۔ اور حضور ﷺ کے زمانہ میں ہر آدمی مسجد میں قرآن شریف سننے کے لئے حاضر ہوتا۔ ایک نابینا صحابی تھے حضور انور ﷺ سے درخواست کی کہ میں مسجد میں حاضر نہیں ہو سکتا تو حضور انور ﷺ نے اس کے گھر سے مسجد تک رسی باندھی کہ اس کو پکڑ کر آیا کرو چند دن وہ رسی کے اندازے سے مسجد آتا رہا۔ چند منافقین نے حسد کیا اور چھریاں اس رسی سے باندھ لیں نابینا صحابی نے جب رسی کو پکڑا تو چھری سے ہاتھ کٹ کر زخمی ہوا دوسرے ہاتھ سے پکڑا وہ بھی زخمی ہوا دونوں ہاتھ زخمی ہوئے وہ حضور انور ﷺ کے دربار میں حاضر ہوئے حضور انور ﷺ نے چاہا کہ اس کے حق میں دعا کریں کہ اس کی آنکھیں بینا ہو جائیں حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے کہ رب العزت فرماتا ہے کہ میں نے اس کی روح کو اندھا پیدا کیا ہے اور وہ پل صراط پر اندھا ہو کر گزرے گا جب وہ جنت کے دروازہ پر پہنچ جائے گا تو اس کو میں آنکھیں دوں گا تو وہ جنت

میں مؤمنوں کے ساتھ دیدار کرے گا اور وہ اکیلا دیکھنا اس کے لئے زیبا نہیں۔ نابینا صحابی نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے دنیا کی محبت کو اختیار کیا اور وہ مجھے چاہیئے کہ مجھے وہاں آنکھیں دی جائیں اور میں دیدار سے مشرف ہو جاؤں گا۔ جان لو اے فرزند کہ چار ابواب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے پورے ہوئے۔

اختتام کتاب مترجم ہذا بمورخہ: ۲۲/۱۱/۲۰۱۶

میں چاہتا ہوں کہ خاتمہ کتاب کو بیان کروں اور اس میں چند چیزیں مجھ سے باقی رہ گئی ہیں وہ میں لے آؤں ان شاء اللہ تعالیٰ۔

خاتمة الكتاب

یہ خاتمہ چند فصلوں پر مشتمل ہیں۔ پہلا فصل علامات قیامت کے متعلق اور قیامت برپا ہونا اور خرابی اس سے پہلے دنیا میں برپا ہونا اور اس کو ساعت کہا جاتا ہے کہ وہ ایک ساعت میں پیدا ہو گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اى بغتۃ۔ بے شک قیامت آنے والی ہے اچانک۔

اور حضور ﷺ نے فرمایا ہے:

إِنَّ السَّاعَةَ لَا تَكُونُ حَتَّى تَكُونَ عَشْرُ آيَاتٍ: خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ، وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ، وَخَسْفٌ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَالدُّخَانُ وَالدَّجَّالُ، وَدَابَّةُ الْأَرْضِ، وَيَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ، وَطُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَنَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قُعْرَةِ عَدَنٍ تَرْحَلُ النَّاسَ۔

بے شک قیامت نہ ہو گا جب تک دس نشانات پیدا نہ ہوں ایک خسف مشرق میں دوسرا خسف مغرب میں اور تیسرا خسف جزیرہ عرب میں اور دھواں اور دجال ہے۔ یہاں ترجمہ پورا کرنا ہے۔

دوسری حدیث شریف میں ہے کہ دجال کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کا آنا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ دابۃ الارض اور یاجوج وماجوج ہے اور پھر مغرب سے سورج کا طلوع ہونا ہے۔ اور آگ عدن کے کنویں سے نکلے گی لوگوں میں داخل ہو گی۔

مشارق میں اور اس کی شرح میں لکھا ہے کہ خسف زمین میں گاڑھنے کو کہا جاتا ہے یعنی قیامت نہ ہو گی جب تک یہ نشانیاں پیدا نہ ہوں گئیں سب سے پہلے کہ قوم گناہ کی وجہ سے مشرق کی طرف زمین میں جائے گی اور ایک قوم مغرب کی طرف زمین میں جائے گی۔ اور اس طرح ایک قوم عرب کی زمین میں جائے گی اور جزیرہ کو ایک ٹکڑا کہا جاتا ہے کہا گیا ہے کہ حضور مکہ میں ہو گا اور دوسری علامات قیامت پیدا ہو گی وہ دھواں ہے بقول حضرت علی کرم اللہ وجہہ وہ آسمان سے نیچے آوے گا مشرق سے مغرب تک دنیا اس سے بھر جائے گی کافر لوگ اس دھویں سے مست ہو جائیں گے چنانچہ ناک کے سوراخ میں وہ داخل ہو گا اور کان اور دبر سے نکل جائے گا۔ اور وہ اس محنت سے پہنچ جائیں گے اور یہ بیالیس دن ہوں گے۔ اور مؤمنوں کو زکام بھی نہ ہو گا اور بعض مفسرین اور محدثین اس پر ہیں کہ وہ دھواں گزر چکا ہے۔ اور دیگر علامات میں سے یاجوج وماجوج کی ہے اور دوسری علامت دابۃ الارض اور دجال ہے۔ اور ایک علامت مغرب کی طرف سے سورج کا نکلنا ہے۔ اور ایک علامت آگ کا پیدا ہونا ہے عدن کی جانب سے لوگوں کو وہاں ایک جگہ جمع کرنا ہے اور عدن نام شہر کا ہے جو دریا کے کنارے واقع ہے۔ اور یہ شہر یمن میں واقع ہے اور قعر نیچے زمین کو کہا جاتا ہے یہ نو علامات ہوئے اس کا دسواں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے کہ وہ آسمان سے آئے گا اور دجال کو ہلاک کرے گا اور ان علامات کو میں تفصیل سے لکھوں گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

دجال کی پیدائش اور اس کا ظاہر ہونا آخر زمان میں

شرح مشارق میں درج ہے اس کا نام صایف اور اس کے والد کا نام صاید ہے۔ جب وہ سب سے پہلے پیغمبری کا دعویٰ کرے گا اور آخر میں پھر خدائی ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ اس وجہ سے اس کو دجال کہا جاتا ہے اور دجال کذاب کو کہا جاتا ہے اس کے والدین دونوں جادو گر تھے۔

نقل ہے کہ اس کی ولادت وادی تیہ میں ہوئی اور تیہ تین فرسنگ مدینہ سے بعید ہے۔ اور جب وہ ماں کی رحمسے پیدا ہوا وہ فورا بیٹھ گیا اور بڑا ہوا خدائی کا دعویٰ کرنے لگا۔ اور کبھی وہ پیغمبری کا بھی دعویٰ کرنے لگا اور تمام کافر اس کے معتقد ہوئے اور وہ اکثر غیبی باتیں کیا کرتے تھے اور کرامت دکھانے لگا۔ اس وقت سلمان پارس اور ابو درداءوادی تیہ میں تھے جب ہجوم کافروں کا صحن میں صاید دیکھا تو یہ بھی دیکھا کہ وہ دونوں اس کے نزدیک جانے لگے اس واقعہ کو سنا ایک شخص نے اس لعین سے کہا کہ صحابہ رسول اللہ ﷺ آئے ہیں اس نے کہا کہ وہ میرے دشمن ہیں حضور انور ﷺ سے پوچھا کہ یہ کیا ہے فرمایا کہ کوئی نبی ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دجال سے ڈرایا ہو اور یہ وہ دجال ہو گا انہوں نے کہا کہ ہم اس کے پاس جائیں گے حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ میرے ہاتھ سیاس کا موت مقرر نہیں ہے بلکہ اس کا موت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے ہو گا۔ اور وہ مجھے زشت باتیں کہے گا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس بات کی طاقت نہ رکھے گا اور فورا خنجر کو نکالے گا اور بے فائدہ جنگ و جدل شروع ہو گا۔ امیر نے عرض کیا کہ میں نافرمانی نہیں کرنا چاہتا صرف یہ کہ میں اس کو دیکھ سکوں حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ ندلوگ جمع ہو جاؤ تا کہ ہم وہاں جائیں چند صحابہ کے ساتھ وہ تیہ میں چلے گئے۔ دوستوں نے عرض کیا کہ اب ہم ان کے گھر جائیں گے لیکن حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ اس کتے کے گھر نہیں چلنا چاہیئے۔ تم ہاتھوں سے دستک دو وہ اپنے گھر سے اس دستک سے باہر نکلے گا اور ہمارے پاس آئے گا جب وہ لعین حضور انور ﷺ کے پاس آیا تو کہا من

انت تم کون ہو آپ نے فرمایا کہ انا رسول اللہ میں خدا کا رسول ہوں اس نیکہا کہا گر تم میری خدائی پر گوہی دوگے تو میں تمہاری نبوت کو مان لوں گا حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری طرح اندھے کے لئے خدائی نہیں ہوتی اس لعین خبیث نے حضور انور ﷺ کی اہانت میں باتیں کیں حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طاقت نہ رہی خنجر نکالا اللہ تعالیٰ کے حکم سے خنجر واپس ہوا اور بمقدار چار انگلیوں کے برابر پیشانی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زخمی ہوئی حضور انور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس زخم پر مل دیا اور فی الحال ٹھیک ہوا۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم نے عہد کو کیوں توڑا عرض کیا کہ میں بے طاقت ہوا اس لئے یہ عہد مجھ سے توڑا گیا۔ جب حضور انور ﷺ گھر کو واپس تشریف لے جارہے تھے توراستے میں اس لعین نے بڑا پتھر راستے میں ڈال دیا تو آپ کے لئے وہ راستہ بند ہوا حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور اس پتھر کو دور کیا جب حضور انور ﷺ مدینہ پہنچے تو دجال بد بخت نے مدینہ کا قصد کیا اور ایک بڑا پتھر کو اٹھا کر وہاں لے گیا اگر وہ پتھر کسی دیوار پر مارتے تو سات دیوار اس بڑے پتھر کی قوت سے توڑے جاتے جب صحابہ نے اسلحہ سے اپنے آپ کو لیس کیا تو حضور انور ﷺ کے سامنے وہ پیش ہوئے اور جنگ کی اجازت چاہی حضور انور ﷺ نے اجازت نہ دی کہ اس کا موت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے ہو گا اس کے بعد حضور انور ﷺ نے سجدہ میں سر رکھا اس کے حق میں بد دعا دی اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام پہنچے چنانچہ چوہے کو بلی پکڑتا ہے دجال نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر مارا یہاں تک کہ اس نے انگلیوں کو زمین میں سخت کر دیا اور دو کنویں خاک کے برابر پکڑ لیا حضرت جبرائیل علیہ السلام اس کو کوہ قاف کے غار میں کہتما پانی اس میں جاری ہے تو زنجیروں سے اس کو باندھ دیا تو ہر روز وہ ان زنجیروں کو توڑتا ہے اور دریاؤں کے پانی کو پئیں گے اور گرم وخشک کو کھائیں

گے اور جب وہ سیر ہو جائیں گے پھر ملائک ان کو زنجیروں سے باندھے لیں گے علی ہذا القیاس اس کے بعد وہ ہر صبح بیدار ہوں گے اور زنجیروں کو توڑیں گے اور مچھلیوں کو کھائیں گے حضور انور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ وہ مٹی کا کیا ہوا عرض کیا کہ جب وہاں ڈالا بمقدار دو پشتہ بن گئے اور آپ کی وفات کے بعد نو سو ستر سال میں عالم میں پھیل گئے اس کے بعد علامات قیامت ظاہر ہوں گی اور دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر باد مسلط کیا اور مدینہ سے اس غار میں لے گیا پس حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں بہت سے دجال پیدا ہوں گے یعنی دجال کا لشکر کہ میری امت اس زمانہ میں چلنا قیام سے اور بیٹھنا پہلو سے اور پہلو پر موت بہتر ہو گا اس لئے کہ بسبب پیران اور مریدان اور مشائخ ناقص تمام لوگ راہ محمدی سے لوگوں کو موڑ دیں گے اور ان کا پیر اور پیشوا شیطان ہو گا۔ اور ان کی علامت وہ ہیں کہ علم اور علماء کو دشمن رکھتا ہو اور یہ لشکر دجال ہوں گے علیہ اللعنۃ و علیہم اس وقت عورتوں سے حیاء و شرم چلا جائے گا۔

منقول ہے کہ ایک دن حضور انور ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ دجال کا نکلنا کس وقت ہو گا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت عورتیں زین پر سوار ہوں گی اور فرمایا لعنۃ اللہ علی العروج فی السروج اللہ کی لعنت ہو چڑھنے والے زینوں پر۔ ایسا ہی عدل بادشاہوں سے اور عمل عالموں سے چلا جائے گا اور سخاوت مالداروں سے ان لوگوں کی شومیت کی وجہ سے بادل اور گرد و غبار اور باد سرخ زیادہ ہو گا اور بارش کم ہو گی اور درخت بغیر پتوں اور پھلوں کے ہوں گے بلکہ عورتیں بھی بے بار ہوں گی۔ حضرت شیخنا شیخ الاسلام والمسلمین شیخ علی ترمذی قدس سرہ سے کسی نے پوچھا اس مسئلہ کے متعلق کہ مشائخ سلف سلوک اور تصوف اور بیان وحدت اس طرح بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کو اس کے متعلق اطلاع نہیں ہوتا اور یہ لوگ بزدل اور نیست ہوتے ہیں اور کامل امتیاز بھی نہیں کر سکتے

بخلاف اس زمانہ کے صوفیاء اور سالک صرف نام کے رہ گئے ہیں اور مدعیان اشتہار اور شہرت والے ہوتے ہیں جب پیغمبر ﷺ لوگوں کو دعوت دیتے ہیں اور ان کے مرید عورتیں ار مرد چھوٹے اور بڑے آزاد اور غلام یہ تمام بیان وحدت میں ہیں خواہ غلط ہو خواہ صحیح ہو شیخ نے کہا کہ اس کے دو معانی ہیں ایک یہ آخری زمانہ ہے اور خاتمہ نور محمدی ﷺ قرین ہے کہ ختم ہو گا پس ان میں سے ہر ایک جمع کرنا اموال دنیاوی اور بغیر محنت کام کو آگے کو پیش پکڑا ہے کہ لوگ ان کو شیخ اور مشائخ خیال کرئے اور ان کو پیر بنائے وہ طلب نام وناموس دنیاوی کے ہیں اور عقبیٰ سے غافل ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے **کل شیءیرجع الی اصله** ہر چیز اپنی اصل کو واپس لوٹتی ہے۔ پس جب وحدت وطن اصلی ہے اور قیامت کا ظاہر ہونا نزدیک ہے اس سے اور یہ واجب ہے کہ ہر ایک اس پر چلے تا کہ بعض اللہ کی ہدایت کی منزل کو پہنچیں اور اکثر بسبب مرشدان کیچڑ میں پھنس جاتے ہیں اور گمراہ ہو جاتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے:

اگر کوئی جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو فتنہ دجال سے محفوظ فرمائے گا پس حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت دجال زنجیروں اور بند سے خلاصی پائے گا اور ہندوستان کے پہاڑوں میں آئے گا اور اعلان کرئے گا اس کی آواز مشرق سے مغرب تک پہنچ جائے گی۔ اور وہ یہ کہے گا کہ جو کوئی میرے پاس آئے گا نجات پائے گا اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر دوسرے روز مجھے قبول نہ ہو گا میں تمام جہان کا خدا ہوں تمام کافر اور اہل روافض اور کم یقین والے لوگ بسبب کم یقینی اس کی طرف رجوع کرئے گا یہاں تک کہ اس کے لئے سات خوانین پیدا ہوں گے اور ہر خان کے پیچھے سات لاکھ کا لشکر ہو گا اور شیطان اور دیوان اور پری اس کے مسخر ہوں گے اور بعض لوگوں کو یہ

فریب دے گا کہ ماں اور باپ میں تمہارے زندہ کروں گا اور بعض کو مار دے گا وہ حقیقت دیو اور پری ہوں گے اور کبھی قسما قسم طعام اور شراب پیدا کرئے گا اور اس طرح اس کا مکر زیادہ ہو گا اور لشکر جمع ہو گا وہ حکم دے گا کہ تم سوار ہو اور پیدل ہوں مجھے بھی سواری چاہیئے جو کوئی اونٹ اور ہاتھی وغیرہ لے آئے وہ اس کو برداشت نہ کریں گے اس کے بعد وہ گدھالائے گا کہ دریا میں ہے اور دیائے عمان چالیس جزیرے ہیں اور ہر جزیرہ کی چار میل لمبائی ہے اور اس میں گیاہ اور سبزی اگی ہو گی صبح صادق کے وقت وہ کھانا شروع کرے گا شام تک وہ کھائے گا یہاں تک کہ نماز شام تک وہ تمام کھائے گا اور چالیس چھوٹے نہریں اس محل میں بہتے ہوں گے اور جب اس پر منہ رکھے گا وہ تمام کو سوکھ ڈالے گا اور دریا عمان سے شتالنگ تک وہ پہنچا ہے اور جب وہ اس گدھے پر سوار ہو جائے گا تو بیت اللہ کا ارادہ کرے گا تمام لشکر اس کے ساتھ چلا جائے گا کہ اس کو خراب کر ڈالے اس کے پاس اسباب گمراہی زیادہ ہوں گے یہاں تک کہ اگر جاہل لوگ اور شہوت پرست اس خوش آوازی سے نزدیک آئیں گے وہ پہلے مکہ میں پہنچ جائے گا اور بعض لشکر خرابی کے لئے جگہ میں رہ جائیں گے اور بعض خرابی کے لئے مدینہ میں رہ جائیں گے اور وہ خود کوفہ جائے گا سات لاکھ لشکر کے ہمراہ جو مکہ اور مدینہ ہیں یہ دونوں دار الامان ہیں تو ان دو شہروں کے گرد و نواح وہ اپنے لئے مقامات پکڑیں گے جب وہ لعین کوفہ کے نزدیک پہنچ جائے گا تو امام محمد مہدی علیہ السلام اس کے سامنے جائے گا۔

جان لو اے فرزند کہ اہلسنت و جماعت کے نزدیک یہ ہے کہ ایک شخص ملک ہندوستان میں ہو گا اس کا نام عبد اللہ ہو گا اور والدہ کا نام آمنہ ہو گا اس سے ان کا ایک فرزند پیدا ہو گا اس کا نام محمد ہو گا اور یہ محمد بڑا ہو کر کوفہ جائے گا اور کوفہ والے اس کو بادشاہ بنائیں گے اور وہ اصلاً سادات گھرانے سے تعلق رکھتا ہو گا لیکن روافض کے نزدیک یہ امام مہدی فرزند امام حسن عسکری ہے وہ غار میں چھپ کیا

ہے اور تیروں کو برابر کرتا ہے اور دجال کے وقت وہہ باہر نکل آئے گا اور یہ کتے ہر سال ایک گھوڑا اور ایک لڑکی اس کی نیت سے چھوڑتے ہیں وہ گوہ اور کتے کھالیتے ہیں اور یہ محض ایک افتراء ہے اور اس زمانہ کوفہ میں چھ ہزار عورتیں اور ایک ہزار مرد ہوں گے۔ وہ امام مہدی سے پوچھے گا کہ میں کون ہوں وہ فرمائے گا تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ایک مخلوق ہے وہ کہے گا کہ نہیں میں تو تمام جہان کا خدا ہوں امام فرمائے گا اگر اللہ تعالیٰ اندھے کو صحت دے وہ پنجہ سے مارے گا وہ پھر زندہ ہو جائے گا پھر پوچھے گا کہ میں کون ہوں وہ فرمائے گا تو مخلوق ہو اس کو پھر مارے گا اس طرح تین بار یہ کام ہو گا اور زندہ ہو گا اس کے بعد امام صاحب پہاڑ کی طرف چلا جائے گا اور یہ ایک ہزار فوج کے ساتھ سات لاکھ فوج کو شکست دے گا پھر مکہ آئے گا وہاں بھی شکست دے گا پھر مدینہ آئے گا اور وہاں بھی شکست دے گا پھر بیت المقدس جائے گا وہاں بھی ان کو شکست دے گا اور اس کا تمام لشکر کفار کو جمع کرے گا اور حضرت امام صاحب بیت المقدس میں امامت دے گا۔ اور تین سالوں میں جہاں بھی مسلمان ہو گا وہ بیت المقدس میں جمع ہو جائیں گے ایک دن امام صاحب آسمان کی طرف دیکھے گا کہ آسمان میں بادل نیچے آیا اور ایک پہاڑ پر ٹھہر گیا جب امام صاحب اس بادل کی طرف جائے گا تو بادل اوپر جائے گا لیکن وہاں ایک جوان کھڑا ہو گا۔ اور سبز کپڑے پہنے ہوں گے۔ دستار بھی سبز ہو گا عصا بھی سبز ہو گا وہ اس پر سلام کرے گا اس کے وہ موافقت کرے گا وہ جان لے گا کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں دونوں کچھ عرصہ تک بیت المقدس میں ہوں گے کبھی امامت حضرت امام مہدی علیہ السلام دے گا اور کبھی امامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام دے گا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے دین کو تقویت دے گا اور وہ مذہب یعنی مسلک امام اعظم پر ہو گا اور مذاہب ثلاثہ کو منسوخ کر دے گا اور مردوں کو زندہ کرے گا اور مسلمانوں کی لڑکی سے شادی کرے گا۔

حدیث شریف میں ہے کہ نبی کو طاقت اور زور چالیس مردوں کے برابر ہوتا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طاقت مردانہ چالیس نبیوں کے برابر تھی کہ یہ تمام پندرہ سو مردوں کی طاقت بن جاتی ہے پھر تین سال بعد دجال لعین عرس کی جانب سے اس طرح لشکر لے آئے گا کہ اس کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانے گا۔ اور بیان جو مکہ اور روم کے درمیان ہے وہ ٹھہرے گا اور چالیس دن کا راستہ لشکر سے پُر کرے گا اور حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام مسلمانوں کے لشکروں کو جمع کریں گے اور جنگ کا ارادہ کریں گے اس کے سامنے آئیں گے جب دجال لعین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا چہرہ مبارک دیکھے گا تو اس پر ہیبت طاری ہو گی اور ڈر جائے گا گدھے کا لگام پکڑے گا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس عصا پر اس کو ماریں گے عصا اس سے اور گدھے سے گزر جائے گا اور ان دونوں کو مار دے گا۔

منقول ہے کہ دجال ستائیس میل لمبا ہو گا اور سات میل چوڑائی ہو گی اور گدھا پچیس میل لمبائی ہو گا اور پانچ میل چوڑائی ہو گی اکثر لشکر ان کے ساتھ ہلاک ہوں گے اور جب عصا ان سے الگ ہو جائے گا تو وہ سیدھا نہ ہو گا یہاں تک کہ اس اندازہ پر تمام لشکر سے وہ پار ہو جائے گا اور زمین بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس طرح ہو گی کہ کافر لوگ نہیں بھاگ سکیں گے اور جب پتھر اور درخت کے پیچھے چھپ جائیں گے تو وہ چیز فریاد کرے گی کہ کافر یہاں ہے تو اس وقت کفر کی نشانی بھی نہ رہے گی۔ اس کے بعد مسلمان فراغ اور خوش ہوں گے اس طرح چالیس سال گزر جائیں گے مسلمانوں کی خوشی میں تو سال ماہ کی طرح ہو گا اور ماہ دن کے اندازہ پر ہو گا اور دن ساعت کے برابر ہو گا اس کے بعد یاجوج وماجوج پیدا ہوں گے۔

ذکر کیفیت اظہار یاجوج وماجوج

ان کے چھ قبیلے ہوں گے جس کے نام یہ ہیں پدر، ترک، حرض، دوم ترک، حرز سوم یاجوج چہار وماجوج پنجم خیل ششم ویلم۔

تفسیر زاہدی میں ہے کہ روایت میں وارد ہے کہ ایک لاکھ سے زیادہ ہو گا اور یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہے ان میں سے بعض بلدن ترین قد والے ہوں گے اور بعض ایک بالشت کے برابر قد والے ہوں گے ان کے بال بچ پیدا ہوتے ہیں۔ اور بعض نے کہا ہے کہ ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ وہ نہیں مرتے یہاں تک کہ ان کے ایک ہزار فرزند پیدا نہ ہو جائیں۔ ان کا طعام سانپوں کا گوشت ہے۔ ہر سال اللہ تعالیٰ بادلوں کو حکم دیتا ہے تو وہ ان کی ملک میں سانپ ڈالتے ہیں جو بڑے بڑے سانپ ہوتے ہیں اور وہ سانپ ان کے لئے دوسرے سال تک کافی ہوتے ہیں۔ اور جب سال میں دوبار بادل آتے ہیں تو ان کے لئے وہ سال فراخی کا ہوتا ہے۔ اور جب ایک بار ہو تو وہ سال ان کے ل ء تنگ ہوتا ہے اور ہر روز وہ دیوار جو ذوالقرنین نے ان کے لئے بنایا ہے ان کو چاٹتے ہیں زبانوں سے کیونکہ ان کے پاس دوسرے آلات نہیں ہوتے ہیں اور زبان ان کی تیز ہوتی ہے کہ پتھروں کو اس سے تراشتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ کل ہم اس سے باہر نکل آئیں گے جب دوسرا دن ہو جائے تو وہ دیوار اسی طرح اپنی اصل حالت پر ہموار ہوتا ہے۔ اور جب ان کے باہر آنے کا وقت ہو جائے گا تو ایک آدمی ان سے مسلمان ہو جائے گا اور جب شام کے وقت واپس جائے گا اور کہے گا کہ انشاء اللہ ہم سوراخ کریں گے جب دوسرے دن وہ پھر وہاں جائیں گے تو دیکھیں گے کہ شگاف اس میں پڑ گیا ہو گا تو وہ ہر رز اس طرح کوشش کریں گے یہاں تک کہ چند وہ اس سے باہر نکل آئیں گے۔

سدّ سکندر کا واقعہ

کہا گیا ہے کہ سلطان سکندر ذوالقرنین کے زمانہ میں دو گروہوں کے درمیان جھگڑا پیدا ہوا وہ جنگ پر آمادہ ہوئے ایک قوم نے ایک خونی شیر کو لایا جس کے ہزار سر تھے اور دوسرا گروہ قلعہ میں

بند ہوئے جب کوئی ان سے نکلتا تو وہ ہزار سر والے ان کو کھاتے وہ آئے اور سلطان سکندر سے مدد مانگی سلطان سکندر خود ان کے ساتھ وہاں گیا۔ ایک دن نماز ظہر سلطان نے چاہا کہ قلعہ سے باہر نکل جائے تاکہ وضو کرے انہوں نے منع کیا کہ تمہیں ہزار سر والا شیر کھائے گا اس نے کہا کہ پھر میں کیوں یہاں آیا ہوں جنگ کے بغیر نہیں جاؤں گا انہوں نے کہا کہ ہم سیاست اور رعب جمائیں گے اگر ایسا نہ ہو تو کوئی چیز تمہارے ہاتھ سے نہ ہو گا سلطان باہر گیا انہوں نے ہزار سر والا بھیجا سلطان وضو کے لئے بیٹھا ہوا تھا کہ وہ پہنچا انہوں نے کہ کہ کون ہو کہ شیر کے کھانے کے لئے آئے ہو اس نے جواب میں کہا کہ میں ہزار سر والے کا سر کاٹنے کے لئے آیا ہوں۔ دونوں گروہ دیکھتے رہے کہ شیر نے سلطان پر حملہ کیا سلطان نے سر سے پکڑا اور زمین پر مارا اور تلوار نکال کر کہ اپنے سر کے متعلق کیا کہتے ہو کہ اس کو کاٹ دوں یا نہ شیر نے منت سماجت کی کہ میں اس کے بعد اس قوم میں نہیں جاؤں گا اور اپنے ملک واپس جاؤں گا جب اس نے شیر کو چھوڑ دیا شیر بھاگ گیا اور وہ قوم عاجز ہوئی اس قوم کے پاس آئی اور صلح کیا اور وہ قوم جنہوں نے سلطان کو لے گیا تھا ان کو نصیحت کیا اور بہت سا مال دیا اور کوہ قاف میں اس وقت ایک سوراخ تھا وہ اس سوراخ سے آتے اور چوری کرتے اور لوگوں کے مال لے جاتے اور کبھی گاؤں والوں سے خراج بھی وصول کرتے تو انہوں نے عرض کیا کہ آپ ہمارے لئے اس سوراخ کو بند کر دیں کہ ہمارے علاقہ میں یاجوج وماجوج نہ آئیں سلطان نے بہت کوشش کیا کہ تانبے اور سیسہ اور قلعی کو پگھلایا اور اس سے وہ سوراخ بند کیا سلطان نے لوہے سے پہاڑ کو برابر کیا اور پچاس رسن اوپر بنایا درمیان میں انہوں نے لکڑیاں اور خشاک ڈال دے تھے اس پہاڑ کا سوراخ کو بند کیا اور تین دن تک مغرب کی طرف کھینچا سات گائیوں کے پوست کو ایک جگہ کر دیا رومی جوانوں کو حکم دیا کہ مزید لکڑی اور خشاک کو اکٹھا کیا تاکہ مزید بھڑکا جائے تو سخت آگ کی وجہ سے لوہا پگھل گیا

تو وہ سوراخ بند ہوا اور جو درخت اور گیاہ اس پہاڑ میں تھا وہ تمام کے تمام جل گئے اور پورا ایک سال تک وہ گرم تھا تو یاجوج وماجوج ڈر کی وجہ سے نہیں آئے اور جب آخیر زمانہ میں باہر نکل آئیں گے ان سے بڑے آئیں گے مشرق کی طرف سے تو ہر قسم کے طعاموں کو کھالیں گے اور صاف پانی پیئیں گے اور جب دوسرا طائفہ آئے گا وہ شور پانی خشک کرے گا۔ اور جب تیسرا گروہ آئے گا وہ سب کچھ کھائے گا۔ حضور انور ﷺ سے پوچھا گیا کہ اس وقت مؤمن لوگ کا کیا گزر اوقات ہو گا آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کے چھ ماہ ان کے لئے ولایت ہو گا اس وقت ان کے سر میں کیڑا پیدا ہو گا اور وہ مر جائیں گے پھر دریا موجود ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ ان کو حکم دے گا کہ ان کو دریا میں ڈال دو اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ بارش زیادہ ہو گی اور سیلاب ان کو دریا میں ڈال دیں گے اور سات سال مؤمن بغیر تیر وکمان ان کو نہیں جلائیں گے اور جب یہ بیرون ہوں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام مؤمنوں کے ساتھ کوہ حصار میں ہوں گے اس کے بعد دابۃ الارض پیدا ہو گا۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر آسمان جائیں گے اور لوگوں میں فتنہ انگیزی پیدا ہو گی۔

ذکر اظہار کیفیت دابۃ الارض

دابہ ہلنے والے حیوان کو کہا جاتا ہے اور وہ جانور ہے کہ آخیر زمانہ میں پیدا ہو گا اس کی تشریح میں ایک وجہ ہے کہ وہ ہر صفت سے دور ہو گا اس کا سر بلی کی طرح ہو گا اور آنکھیں خنزیر کی آنکھوں کی طرح ہوں گی اور کان ہاتھی کے کانوں کی طرح ہوں گے۔ اور سینہ شیر کے سینہ کے مثل ہو گا اور رنگ چیتا کے رنگ کی طرح ہو گا اور دم بھینس کے دم کی طرح ہو گا اور پاؤں شیر کے پاؤں کی طرح ہوں گے دونوں بندوں کے درمیان فاصلہ دست وپائے بارہ گز کے اندازہ پر ہوں گے اور دوسری روایت کے مطابق دو گز حضرت آدم علیہ السلام کے ہاتھ کے گز کے برابر ہو گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اس میں ہر رنگ ہو گا۔ یہ جانور زمین سے باہر نکل آئے گا۔ ایک اور

روایت میں ہے۔ جب وہ سر اٹھائے گا تو وہ آسمان تک پہنچ جائے گا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ وہ کہاں سے باہر نکل آئے گا آپ نے فرمایا کہ مسجد حرام سے اور جب نکلے گا تو باطل پر گواہی دے گا تمام باطل دینوں کے باطل ہونے پر بغیر مگر دین اسلام کے اور حضور انور ﷺ سے ایک اور روایت ہے کہ اس کے لمبائی ساٹھ گز ہوگی اور ہر آدمی کو سونگھے گا اور کہے گا ھٰذا کافر باللہ و ھذا مؤمن باللہ اور صرف سونگھنے سے کافر کی پیشانی پر لکھا جائے گا۔ ھذا کافر باللہ اور مؤمن کی پیشانی پر لکھا جائے گا ھذا مؤمن باللہ اس کے پاس موسیٰ علیہ السلام کا عصاء اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی عصا مؤمن کے چہرہ پر ملے گا وہ روشن ہو جائے گا اور انگوٹھی کافروں کے ناک پر رکھے گا تو وہ مہر لگ جائے گا۔

تفسیر زاہدی میں ہے کہ وہ دوبار نکلے گا جب وہ پہلی بار نکلے گا تو جلد پھر غائب ہو جائے گا دوسری بار زیادہ ٹھہرے گا وہ ہوا پر جائے گا اور اس کا گردن بڑا ہوگا اونٹ کی طرح گردن ہوگا تو تمام مخلوق روئے زمین پر مؤمن اور کافر سے اس کو دیکھے گا اور وہ ہر ایک سے باتیں کرے گا اور مؤمن اور کافر کے متعلق خبر دے گا کہ فلان مؤمن ہے اور فلان کافر ہے۔ سوا مؤمن اور کافر ے علاوہ کوئی اور نام نہ ہوگا کافر کو کہے گا اے کافر اور مؤمن کو کہے گا اے مؤمن اس کے بعد اگر کوئی ایمان لے آئے گا تو اس کا ایمان قبول نہ ہوگا اور اس کا حکم ایمان یأس ہوگا۔

سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا

حضور انور ﷺ کا فرمان ہے:

من تاب قبل طلوع الشمس من مغربها تاب اللہ علیه۔

جس نے سورج کو مغرب سے نکلنے سے پہلے توبہ کی اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمائے گا۔ توبہ کا معنیٰ لغت میں واپس ہونا ہے اور شرع میں واپس ہونا بندے کا گناہوں سے طاعت کی طرف اور اللہ

کی طرف سے حق کو قبول کرنا ہے یعنی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا توبہ اس کی اس کے ایمان لانے سے مقرر ہے اس لئے کہ حضور ﷺ نے ہمیں خبر دیا ہے کہ ایک علامت علامات قیامت سے یہ ہے کہ مغرب سے سورج طلوع ہو گا جو کوئی غیب پر ایمان لائے گا تو معائنہ کے وقت اس کو فائدہ نہیں دے گا۔ اور وہ کافروں میں شمار ہو گا۔ مشارق میں لکھا ہے کہ زمانہ آخیر میں کفر و گناہ اور معاصی اور ظلم اور بے رحمی اور فساد زیادہ ہو گا۔ ان کی شومیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ایک دن سورج غروب کرئے گا تو رات آئے گی اور سورج کو بند کیا جائے گا اور پھر طلوع کے لئے اس کو حکم نہیں دیا جائے گا اور وہ رات تین راتوں کے اندازہ پر ہو گا۔ نیک لوگ اور تہجد گزار اور فرمانبردار عادت کے مطابق بیدار ہو جائیں گے وضو کریں گے اور تہجد پڑھیں گے اور تلاوت پر مشغول ہوں گے۔ اس امید سے جس طرح ان کی عادت تھی کہ صبح صادق نکل آئے گا جب نظر اٹھائیں گے تو ستارے اپنی جگہ بر قرار ہوں گے پھر وہ سو جائیں گے پھر بیدار ہو جائیں گے تو اسی طرح وہ تین بار بیدار ہوں گے پھر سو جائیں گے پھر وہ خود کہیں گے کہ اتنا بڑی رات ہم نے نہیں دیکھی اور لوگ اس بڑی رات کی وجہ سے حیران رہ جائیں گے اچانک دیکھیں گے کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہو گا سیاہ رنگ کا اس طرح کہ نشانہ سیاہ ہو گا اور طلوع بغیر روشنی کا ہو گا اور آسمان کے وسط میں ہو گا۔

شرح میں یہ ایک توجیہ لکھی ہے کہ سورج اور چاند دونوں بغیر نور کے اکھٹے مغرب سے طلوع ہوں گے۔ چنانچہ جس طرح دو شیر آپس میں لڑتے ہیں تو اسی طرح لوگ ایک دوسرے کو دیکھیں گے اور اہل دنیا فریاد کریں گے اور اعلان کریں گے اور رعب سے ماں سے بیٹے اور بیٹا ماں سے باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے بھاگے گا۔ روئیں گے اور استغفار پڑھیں گے لیکن جو نیک لوگ ہیں وہ فائدہ میں ہوں گے اور فاسق و کافر کو کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ جب سورج اور چاند آدھے آسمان میں آئیں گے تو

حضرت جبرائیل علیہ السلام آئیں گے اور دونوں کو پکڑے گا اور پھر مغرب کی طرف دھکیل دے گا پھر دونوں توبہ کر کے نیچے جائیں گے جب حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے یہ فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ نے ایک دروازہ جانب مشرق میں پیدا کیا ہے برائے توبہ اور خاص دروازہ کے لئے دو طبق نہیں زر مکلل سے وہ موتی اور جواہر سے ہوں گے اور ان دو طبق کے درمیان چالیس سال میں یہ راہ سواری کرنے والا تیزی سے پورا کرئے گا اور وہ دروازہ اس دن کھلا رہے گا اور ہر آدمی گناہ گار حضرت آدم علیہ السلام سے طلوع آفتاب اور ماہتاب مغرب سے کے وقت توبہ کرئے گا وہ توبہ اس دروازہ میں آئے گا۔ اور جب سورج اور چاند مغرب سے طلوع ہوں گے جب وہ آدھے آسمان تک پہنچ جائے حضرت جبرائیل علیہ السلام ان دونوں کو روکے گا اور اس وقت توبہ کا دروازہ لائے جائے گا اور دونوں طبق سے وہ دروازہ بند کیا جائے گا۔ اس کے بعد توبہ قبول نہ ہو جائے گا اور اس کے بعد قیامت قریب ہو گا اور بانسری میں پھونکا جائے گا حضر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یارسول اللہ توبہ نصوح کس طرح ہو گا فرمایا کہ جب بندہ گناہوں کو کلی طور پر بند کر دے اور پشیمان ہو گا اور تمام برے گناہوں کو ترک کر دے اور پھر وہ واپس گناہوں کی طرف رغبت نہ کرے گا تو اس کو توبہ نصوح کہا جاتا ہے جو کوئی بھی اس طرح توبہ کرئے گا وہ دروازہ آئے گا اور قبول ہو گا اور جو کوئی اس طرح نہ کرئے گا تو وہ دروازہ نہیں آئے گا اس کا توبہ قبول نہ ہو گا۔

ذکر کیفیت قیامت

ان علامات کے بعد ایک باد پیدا ہو گا اور مشک کی طرح خوشبودار ہو گا اور ریشم سے نرم ہو گا جہاں اہل اللہ یعنی اہل علم و شریعت ہوں گے ان کی ناک تک وہ پہنچ جائے گا اس وقت ان کی ارواح قبض ہوں گیں کوئی مسلمان نہیں رہے گا کہا جائے گا کہ کلمہ گو نہ رہے حضور انور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے کہ جب میرا یہ کلمہ ہو گا قیامت برپا نہ ہو گا۔ تمام عالم کافر ہوں گے اس کے بعد کافر لوگ عمارت

اور محلات اور ایوان کو ہمیشگی نہ رہے گی بلکہ وہ نام وناموس کے پیچھے ہوں گے اور کہیں گے کہ وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (یسٓ ۴۸) اور کہتے ہیں کب آئے گا یہ وعدہ اگر تم سچّے ہو۔ یعنی مسلمان گزشتہ زمانہ میں کہتے تھے کہ قیامت آئے گا وہ کیوں پیدا نہیں ہوتا مَا يَنْظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ (۴۹) فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَى أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ (یسٓ ۵۰) راہ نہیں دیکھتے مگر ایک چیخ کی وہ انہیں آلے گی جب وہ دنیا کے جھگڑے میں پھنسے ہوں گے تو نہ وصیّت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھر پلٹ کر جائیں۔ یعنی بعض عمارت میں اور بعض زراعت اور بعض ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑتے ہوں گے اور بعض لوگ اسلحہ یعنی تیر وکمان اور تلوار تیار کرتے ہوں گے بعض نہروں کو اور بعض قلعوں کو بناتے ہوں گے کہ اچانک حضرت اسرافیل علیہ السلام رب جلیل کے فرمان سے بانسری میں پھونکیں گے اور حضرت اسرافیل علیہ السلام ایک پاؤں آگے اور دوسرا پاؤں پیچھے پشت کو خم کئے ہوئے بانسری کو پکڑے ہوئے کھڑا ہے تو تمام لوگ اس آواز سے بے ہوش اور مست ہوں گے۔

وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ (الحج ۲)

اور وہ نشہ میں نہ ہوں گے مگر ہے یہ کہ اللّٰہ کی مار کڑی ہے۔

یعنی زیادہ ہیبت سے مستوں کی طرح وہ بے خبر ہوں گے زمین ہلنا شروع کر دے گی اور پہاڑ لرزیں گے اور زمین پھٹ جائے گی پس جو کچھ خزانے زمین میں ہیں وہ باہر نکالے گی کافر کہیں گے کہ یہ کیا ہو گیا بلکہ وہ منہ سے نہیں کہہ سکتے بلکہ دل میں کہیں گے اور یہ پہلا مرتبہ قیامت کا ہو گا چنانچہ بانسری کی ہولناک آواز ہو گی جب وہ پھونکیں گے تو حیوانات مچھر مکھی اور چیونٹی عالم میں نہ رہیں گے تمام مر جائیں گے اس آواز کی ہیبت سے مقرب چاروں فرشتے اور حاملان عرش کوئی بھی ملائک اور جن وانسانوں سے نہ رہیں گے حضرت جبرائیل علیہ السلام سدرۃ المنتہٰی کے قریب ہو گا کو لایا جائے گا

وہ تکیہ لگائے گا اور اپنی جان اللہ تعالیٰ کے سپرد کرے گا۔ اور ارواحان حضرت اسرافیل و میکائیل علیہما السلام کی ارواحوں کو حضرت عزرائیل علیہ السلام قبض کرے گا اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو مخاطب کرکے فرمائے گا کہ اے عزرائیل مخلوق میں سے کوئی نہ بچا وہ عرض کرے گا کہ اے خالق کائنات تو الہ العالمین اور حی لایموت ہے اور میں بندہ عاجز ہوں اگر کوئی زندہ ہو تو مجھے اس کا علم نہیں اور تو علام الغیوب ہے اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ اے عزرائیل کہ تم نے میرے لاتعداد مخلوق کی روحوں کو قبض کیا تو کسی پر ترس تو نہیں آیا یا نہ حضرت عزرائیل علیہ السلام جواب دے گا کہ ہاں ایک تھا شداد کہ جنت کو تین سو سال استوار کیا اور اول کے وقت تمام ارواحوں کی روح کو قبض کیا اور جس نے محنت کیا تھا اس کو نہیں دیکھا دوسرے روز ایک عورت بیابان میں بیمار تھی اور اپنے چھوٹے بچے کو دودھ دے رہی تھی اس کی روح کو قبض کرتے وقت دل میں سوز پیدا ہوا اس بچے کی وجہ سے۔ نقل کیا گیا ہے کہ وہ بچہ فرعون تھا پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب ہو گا کہ اے عزرائیل کہ کتنے لاکھ اور کتنے تعداد میں انبیاء اور اولیاء کی ارواحوں کو قبض کیا کسی پر رحم نہیں آیا اور میرے دشمنوں کے لئے روح قبض کرتے وقت تمہیں رحم آیا اب تم اس کے لائق ہو کہ اپنے آپ سے روح لوں وہ آسمان بلکہ ثریا تھا اوپر جائے گا اور تمام اعضاء اس کے ٹوٹ جائیں گے لیکن اس کی روح قبض نہ ہو گی اس طرح ستر بار وہ یہ فعل کرے گا اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے دربار میں مناجات سے پیش آئے گا کہ یارب تو دانا ہے میرے حال پر کہ میں اپنی جان کو قبض نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ اپنی قہاریت صفت سے اس کی روح کو قبض فرمائے گا۔

شدّاد بن عاد کی کہانی

نقل ہے کہ ایک دن حضور انور ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے عبد اللہ نامی حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہا کہ اے

امام دنیا میں میرے علاوہ ہنر مند کوئی ہو گا یا نہیں اس صفت سے عبد اللہ نے دیکھا تھا تو کہا وہ اس طرح تھا کہ ایک دن عبد اللہ نے اونٹ کو گم کر دیا تھا اور بیابان میں اس کی طلب کے لئے گھوم رہا تھا اچانک اس کا گزر ایک قلعہ پر ہوا کہ ایک اینٹ سونے کا اور دوسر اینٹ چاندی کا تھا جب وہ اندر گیا تو تمام چیزوں کو بے مثال جنت کی طرح دیکھا کچھ دیر کے لئے وہ وہاں کھڑا اس کے بعد وہ اپنے گھر آیا اور یہ خبر کعب رضی اللہ عنہ تک پہنچائی۔

منقول ہے کہ کعب زمانہ کے دانشمند تھے کیونکہ وہ کتب ثلاثہ کو تمام کے تمام پڑھ چکے تھے۔ وہ آدمی سفید ریش تھے اور اکثر اوقات وہ حضور انور ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوتے اور آپ ﷺ سے احادیث یاد کرتے لیکن ایمان نہیں لائے تھے حضور انور ﷺ کے وصال کے بعد کتابوں میں دیکھا کہ محمد آخر الزمان ﷺ پیدا ہوں گے جو اس پر ایمان نہیں لائے گا وہ کافر ہے پس کعب احبار مسلمان ہوا پس امام نے کہا کہ گزشتہ زمانہ میں ایک بادشاہ تھا اس کا نام شداد تھا وہ تمام روئے زمین کا بادشاہ تھا۔ جان لو کہ دنیا میں چار بادشاہ گزرے ہیں ان میں سے دو کافر تھے اور دو مسلمان تھے ان میں سے ایک حضرت سلیمان علیہ السلام اور دوسرا سلطان سکندر تھا اور دو کافر تھے ان میں سے ایک شداد اور دوسرا نمرود تھا ایک دن شداد نے علماء سے پوچھا کہ جنت کیسا ہوتا ہے۔ انہون نے کہا کہ ٹھنڈا ہوتا ہے اور نہ گرم پھر پوچھا کہ قلعے اور نہریں اور درخت کس طرح ہوتے ہیں انہوں نے کہا کہ قلعہ کا ایک اینٹ سونے کا اور دوسرا چاندی کا ہوتا ہے۔ اور چار نہر ہوتے ہیں ان میں سے ایک شہد اور زنجبیل اور ایک پانی اور ایک شراب کا ہو گا۔ اور زمین سونے کی ہو گی اور درخت چاندی کے اور پتے سونے کے ہوں گے اور پرندے بھی چاندی کے ہوں گے اور چونچ سونے کا ہو گا اور مٹی مشک کی ہو گی اور سنگریزے موتیوں کے ہوں گے اور اسی طریقہ سے جنت کو بیان کیا شداد نے لوگوں کو دنیا

کے مختلف اطراف کو بھیجا کہ نہ سرد ہو اور نہ گرم تو ارم شہر کو پایا تو سونا اور جواہر اور مشک تمام زمین کا جمع کیا اور تین سو سال اس نے جنت کو ترتیب دیا پھر علماء سے پوچھا کہ مسلمان کس انداز سے اس جنت میں داخل ہوں گے انہوں نے کہا کہ محمد ﷺ فرشتوں کے ہمراہ ہوں گے اور تمام انبیاء واولیاء اور مؤمن سوار ہوں گے اور اس شان و شوکت سے جنت جائیں گے اس بد بخت نے وہی کیا کہ اس نے شان و شوکت کے ساتھ اس مصنوعی جنت کی طرف روانہ ہوئے جب اس کے قریب ہوئے تو کہنے لگا کہ اب رات ہے کل ہم اس میں داخل ہوں گے اللہ تعالیٰ کو غیرت آئی کہ یہ چیز اگرچہ فانی ہے لیکن اس نے جنت کے مشابہ نام دیا اس کا داخل ہونا نصیب میں نہ ہو گا۔ تورات کو اس پر خم کے برابر پتھر برسے تو اس کو نیست و نابود کر کے ہلاک کیا۔ اور وہ جنت اللہ تعالیٰ کی قدرت سے غائب ہوا۔ عبد اللہ نے کہا کہ وہ جنت کوئی دیکھے گا یا نہیں کہ محمد ﷺ کی امت سے ایک شخص دیکھے گا اس نے پوچھا کہ وہ شخص کیسا ہو گا۔ اس نے کہا کہ گذشتہ کتابوں میں یہ نقل ہے کہ ایک سرخ ریش آدمی ہو گا اور نڈر آدمی ہو گا اور ہیبت ناک شخص ہو گا اس کا نام عبد اللہ ہو گا وہ انٹوں کو بیابان میں تلاش کرئے گا وہ دیکھے گا اور وہ دروازہ پر جائے گا سونے کو لے کر باہر نکلے گا۔ عبد اللہ نے کہا اس کو تم پہچان لو گے یا نہیں اس نے کہا کہ کیوں نہیں پہچان لوں گا۔ اس نے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے اس نے کہا کہ عبد اللہ ہے اس نے اقرار کیا اور کہا کہ اللہ پاک پر میرا قسم ہے کہ تمہارے علاوہ کوئی اور نہیں ہے عبد اللہ نے بھی اقرار کیا اور تمام ولایت اس کے سپرد کیا اور وہ چلا گیا تلاش کیا لیکن اس کو نہیں پایا۔ جب حضرت عزرائیل علیہ السلام سے روح قبض ہو گی تو تیس سال زمین میں پھل پیدا ہوں گے اور وہ نیچے گر جائیں گے اور کوئی زندہ نہیں ہو گا کہ اس کو کھائے اس کے بعد چالیس دن متواتر بارش پیدا ہو گی اور پانی منی کی طرح سفید ہو گا اور تمام دنیا قاف سے قاف تک ایک دریا بن جائے گی۔ اس کے بعد

سب سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو زندہ فرمائے گا اور اپنے پر سے تمام پانی کو اٹھائے گا اور عرض کرے گا کہ یاالٰہی اب اس کے ساتھ میں کیا کروں۔ اللہ تعالیٰ زیر زمین جو سات زمینوں کے نیچے سے وہ انگارے پیدا فرمائے گا وہ پانی اس کے حلق میں ڈالے گا جب حلق میں ڈالا جائے اور وہ اس کے اندر جائے تو اس کے منہ کا حلق سکھ جائے گا فریاد کرے گا کہ یاالٰہی اتنے مدت تک تو مجھے رزق دیتے رہے اب میرا جگر جل رہا ہے کیوں وہ رزق مجھے نہیں دیا اس کے بعد تمام ملکوت کو زندہ فرمائے گا۔ اور ہر ایک کائنات میں جو سب سے پہلے اس کی خدمت میں مقرر تھے ان کو بھیجا جائے گا پس حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیا جائے گا کہ اشکال جو نطفہ سے پیدا ہو گئے ہوں وہ طرفۃ العین میں وہ تمام پراگندہ ہو جائیں گے پھر دوسری بار ان اشکال میں خواہ وہ بوڑھا ہو یا جوان لنگ ہو یا مردہ صحیح ہو جائیں گے۔ اور تیسری بار میں تمام اقسام از سر نو زیدہ ہو جائیں گے لیکن وہ اپنی قبروں میں ہوں گے اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے حکم ہو جائے گا حضرت جبرائیل علیہ السلام کو کہ حضور انور ﷺ سب سے پہلے اپنی قبر مبارک سے باہر نکل آئیں گے جب اس کو قبروں میں حضرت جبرائیل علیہ السلام دیکھے گا تو نہیں پائے گا وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں مناجات سے پیش اائے گا کہ حضور انور ﷺ کہاں ہیں اچانک ایک ستون نورانی مدینہ شہر میں نمودار ہو گا کہ اس نور کا سر آسمان تک ہو گا جب وہاں جائے گا الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ اچانک حضور انور ﷺ ہیبت کے انداز میں کھڑا ہو گا اور فرمائے گا اے میرے جبرائیل بھائی میری امت کا کیا ہوا ایسا نہ ہو کہ ان کا حساب ہوا ہو وہ عرض کرے گا کہ یارسول اللہ ﷺ کوئی بھی آپ سے پہلے قبر سے نہیں اٹھا ہے۔ حضور انور ﷺ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں گے۔ کہ میری امت اسے پہلے دوزخ نہیں گئے اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام کے پاس رومال ہو گا وہ آگے پیش کرے گا وہ اس رومال سے اپنا چہرہ مبارک پر پھیر لے گا

اور گرد وغبار صاف کرے گا۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام کے پاس لباس کا ایک جوڑا ہو گا۔ اس کو پہنائے گا اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کے ہاتھ میں تاج ہو گا وہ اس کے سر پر رکھے گا۔ حضرت میکائیل علیہ السلام کے ہاتھ میں جوتے ہوں گے وہ آپ کے پاؤں کو پہنائیں گے اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے حکم ہو گا کہ مردوں کو قبروں سے پہلے اٹھنا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام کہے گا کہ رجال رجلا آدمی یعنی مرد اٹھیں گے پھر سب سے پہلے حضرت بی بی مریم علیہا السلام اٹھے گی اس لئے کہ اس نے اپنے آپ کو صف مردان کے بلند ہمت سے شمار کی ہے۔ اس کے بعد تمام مخلوقات کا حشر ہو گا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَى رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ (۵۱) قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَن بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا هَذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ (يٰسٓ ۵۲)

اور پھونکا جائے گا صور جبھی وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑتے چلیں گے کہیں گے ہائے ہماری خرابی کس نے ہمیں سوتے سے جگا دیا یہ ہے وہ جس کا رحمٰن نے وعدہ دیا تھا اور رسولوں نے حق فرمایا۔

منقول ہے کہ جب تمام مخلوقات کا حشر ہو جائے گا حضرت بی بی فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا نہیں اٹھیں گی حکم ہو گا کہ اے زہرہ کہ تم نہیں اٹھی وہ عرض کرے گی کہ اے میرے رب میرے اعضاء کو بغیر والدین اور حسن وحسین ومرتضیٰ کے علاوہ کسی نے نہیں دیکھے ہیں۔ اب میں فی الحال مخلوق کے حشر سے شرم کرتی ہوں حضرت جبرائیل علیہ السلام اس کو عماری پیش کرے گا اس میں اٹھائے گا اور عرش کے نیچے لے جائے گا۔

دوسری فصل
مخلوق کے کھڑے ہونے میں پل صراط سے گزرنا

جان لو اے فرزند! کہ روایت میں ہے کہ دنیا میں اگر کوئی سات قدم اٹھائے تو بادشاہ کے سر پر قدم رکھے گا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ دنیا میں ہارون الرشید نام بہت کم ہیں کہ ساتواں قدم ہر آدمی جس کا نام ہارون ہو گا اس پر رکھے گا اور یہ اس وجہ سے ہے کہ بہت زیادہ مرد ہوں گے اس لئے کہ سولہ گز زمین انسان کے گوشت اور خون خلط ہوں گے۔ جب تمام کا حشر ہو گا تو دنیا میں نہیں بسے گا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الْقَارِعَةُ (۱) مَا الْقَارِعَةُ (۲) وَمَا أَدْرَاکَ مَا الْقَارِعَةُ (القارعۃ ۳)

دل دہلانے والی، کیا وہ دہلانے والی، اور تو نے کیا جانا کیا ہے دہلانے والی۔

اور قارعہ لغت میں کاہ کوفتہ کو کہا جاتا ہے یعنی اس دن لوگوں کے دل کاہ کوفتہ اور غمزدہ ہوں گے اس وقت حشر کے وقت کھڑا نہیں ہوں گے پس تمام ٹڈی کے بچوں کی طرح بے پر ہو گا ان کے سینوں پر پڑے ہوں گے۔ اور پہاڑوں کو اللہ تعالیٰ ریزہ ریزہ فرمائے گا اور ہوا کو حکم دے گا کہ مخلوق تک پھیل جاؤ تاکہ دنیا میں بلندی اور پستی نہ رہے تمام ایک ہموار زمین بن جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَإِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ (الرحمٰن ۳۷)

پھر جب آسمان پھٹ جائے گا تو گلاب کے پھول سا ہو جائے گا جیسے سرخ نری۔

اور آسمان اللہ تعالیٰ کے حکم سے پھٹ جائے گا اور گل سرخ کی طرح ہو جائے گا اور روغن کی طرح پگھل جائے گا اور لوگوں کے سروں پر ڈالا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا (۱۷) السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهِ كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا (المزمل ۱۸)

پھر کیسے بچو گے اگر کفر کرو اس دن جو بچّوں کو بوڑھا کر دے گیآسمان اس کے صدمہ سے پھٹ جائے گا اللہ کا وعدہ ہو کر رہنا۔

اس دن کی ہیبت سے لڑکے بھی بوڑھے ہو جائیں گے یعنی ان کے سر کے بال سفید ہو جائیں گے اس کے بعد وہ زمین کہ تحت الثری ہے جس طرح اس کا ذکر باب الصلوٰۃ میں گزر چکا ہے کہ اس دنیا کے دس ہزار کے برابر ہے اس کو لایا جائے گا اور جب لوگوں کے لئے اس کو فرش بنایا جائے گا اور یہ ان کو مار ڈالیں گے کہ زمین میں ایک پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں رہے گی۔ اور یہ زمین و آسمان ساتوں تک ایک روایت کے مطابق اور دوسری روایت میں اللہ تعالیٰ اس روئے زمین میں اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ اٹھائے گا اور ہاتھ میں پکڑ کر اوپر اٹھائے گا اور کہے گا: لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ (غافر ۱۶) آج کس کی بادشاہی ہے۔ اے انسانو اور اے جنات اور اے وحوش اور اے پرندو اور اے ملائک اور اے چرند وپرند کہ اس زمین کی بادشاہی کرتے تھے۔ اس دنیا فانی کے لئے لوگ ایک دوسرے کا خون کرتے تھے اور ایک دوسرے کے اموال کھاتے تھے اور کہا جائے گا کہ اس زمین کا بادشاہ کون ہے تو تمام مخلوق ہیبت سے خوف زدہ ہوں گے اور کچھ نہ کہیں گے تو ایک فرشتہ خود کہے گا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (غافر ۱۶) یعنی بادشاہی خاص اسی کے لئے ہے کہ اونچے گردنوں کی گردنوں کو توڑتا ہے اور جزا کے

بعد کوئی بھی بادشاہی کا دعویٰ نہیں کرے گا اس کے بعد آفتاب اپنے طریقہ سے جو فصل ایمان میں اس کا بیان ہو چکا ہے۔ آئے گا اور پچاس ہزار سال اس زمین تک ایک پاؤں پر کھڑا رہے گا۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی لغو بکے گا یعنی بے ہودہ باتیں کہے گا یعنی زیادہ باتیں جس طرح خشاک و دیگ میگ لکڑی مکڑی وغیرہ لغویات کہے گا اس کو پانچ سو سال اس زمین گرم کھڑا رہے گا۔

معلوم ہونا چاہئے کہ اکثر وعدہ ووعید اس عرصات جو پہلے اس کتاب میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس کو دوبارہ نقل نہیں کرتا اس کے بعد پچاس ہزار سال تمام عوام الناس عالموں اور صالحوں کے پاس جائیں گے کہ ہمارے لئے سفارش کرو پھر تمام لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور روئیں گے کہ اے ابو البشر کہ ہم جل گئے اور کچھ طاقت نہیں رکھتے ہمارے لئے سفارش کرو اور کہو کہ حساب کیا جائے خواہ ہمیں دوزخ بھیجے یا جنت میں۔ جواب دیں گے کہ اے میرے فرزندو کہ میں نے گندم کا جو دانہ کھایا ہے تو میں اس سے شرمندہ ہوں پھر وہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ فرمائیں گے کہ میں نے قوم کی ہلاکت کا سوال کیا تھا یہ حضرت نوح علیہ السلام کا جواب تھا اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ جواب ہو گا۔ کہ مجھ پر نمرود کا آگ کو ٹھنڈا کیا تھا میں سوال نہیں کر سکتا لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ فرمائیں گے کہ جب میں نے دیدار کے لئے سوال کیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا کہ لن ترانی کہ مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے میں اب اس ہیبت میں ہوں اور شرم محسوس کرتا ہوں دوبارہ سوال نہیں کر سکتا لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں دعا سے مردوں کو زندہ کرتا تھا اور کافر اس کو دوسرا کہتا ہے اس وجہ سے میں شرمندہ ہوں۔ اس لئے التجاء پیش نہیں کر سکتا وہ حضور انور ﷺ کے پاس جائیں گے لوگ آپ کو عرض

کریں گے آپ حب الٰہی میں مست ہوں گے آپ فوراً کھڑے ہوں گے اور گرم زمین پر کھڑے ہو کر شفاعت کرنے کا آغاز کریں گے اور عرض کریں گے یارب الارباب اگرچہ بندوں سے نیک وبد کوتاہیاں سرزد ہوئی ہیں ان کا حساب شروع کیا جائے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمان صادر ہو گا اور ہر ایک کا عمل نامہ روان ہو گا۔ اور مؤمنوں کو دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور کافروں کو پشت سے پیچھے دیا جائے گا۔ اس حال میں کہ ان کے بائیں ٹوٹ چکے ہوں گے اور تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ایک ساعت میں پڑھیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: سنفرغ لکم ایھا الثقلان۔ جلد ہم تمہیں فارغ کر دیں گے اے جنات وانسان۔ اس کے بعد ترازوں کو نصب کیا جائے گا۔ اور اس کا دستہ حضرت میکائیل علیہ السلام کے ہاتھ میں ہو گا اور دو چاپڑوں کے درمیان پانچ سو سالوں کی راہ ہو گی اور ہر بندہ کی بندوں میں سے کے اعمال جو اگر پہاڑوں کے برابر ہوں نیکی کو ایک چاپڑی میں رکھی جائے گی اور بدی کو دوسری چاپڑی میں۔

حدیث شریف میں ہے کہ دن رات کے چوبیس گھنٹے ہیں اور ہر ایک گھنٹے میں ایک صندوق اس بندہ کے لئے بن جائے گا۔ اگر اس وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ذکر وفکر و تلاوت قرآن پاک سے جو مشروعات میں سے ہوں مشغول ہوں گے وہ صندوق نور سے بھرا ہوا ہو گا۔ اور اگر دنیا میں کذب اور فحش غیر مشروع میں مشغول ہوا ہو نعوذ باللہ من ذالک تو صندوق آگ سے بھرا ہوا ہو گا اور اگر دنیا میں غافل ہوا ہو تو صندوق خالی ہو گا تو ایک طرف صندوق نوری اور دوسری طرف صندوق ناری رکھے جائیں گے وزن کیا جائے گا۔

معلوم ہونا چاہئے کہ تیس دنوں میں سات سو بیس صندوقوں کو مہیا کیا جائے گا پس دیکھا جائے کہ سال اور دو سالوں میں کتنا اندازہ ہو گا۔

منقول ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میزان پر کھڑے ہوں گے اور دست اندازی کریں گے یعنی اگر نیکی زیادہ ہو تو بندہ نجات پائے گا اور اگر نیکی اور بدی دونوں برابر ہوں پھر بھی نجات پائے گا اگر نعوذ باللہ بدی زیادہ آئے تو شیخین دست اندازی کریں گے کہ اس مقدار کے برابر ہماری بخشش سے ان کو بخش دے۔

حدیث شریف میں ہے اگر بدی زیادہ ہو اللہ تعالیٰ بندہ کو حکم دے گا کہ جاؤ اور اپنے اقرباء بیٹوں اور ماں وباپ وغیرہ ذلک کہ اس مقدار پر نیکی تمہیں دے دے کہ میں تمہیں نجات دوں پہلے بیوی کے سامنے پیش ہو گا اور کہے گا کہ اے بیوی تمام عمر میں غمخوارگی اور کفاف میں نے کیا یعنی تمہارے لئے اب مجھے تھوڑی سی نیکی دیجئے تا کہ میں بخش جاؤں وہ کہے گی کہ اے شوہر میں تو خود پریشان ہوں میں نہیں جانتی کہ میرے ساتھ کیا سلوک ہو گا اس طرح ہر ایک قریبی رشتہ دار ماں، باپ اور بیٹے بھی یہی جواب دیں گے اور کوئی بھی دستگیری نہیں کرئے گا پھر وہ شرمندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں گے اور کہیں گے کہ اے میرے رب کہ آپ کے بغیر میرا کوئی پناہ نہیں ہے اور تو ہی علام الغیوب ہے کہ کسی نے میری مدد نہ کی اللہ تعالیٰ سے جواب دیا جائے گا کہ اے بندہ اگر دنیا میں اتنے مقدار میں تو مجھ سے شرم کرتے تو میں تمہارے تمام گناہوں کو معاف کرتا میں نے تمہارے تمام گناہوں کو معاف کیا۔ جاؤ۔ اور اگر نعوذ باللہ شیخین کی شفاعت نجات نہ دے تو اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہ کرتا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس گرم زمین پر تیز جائے گا یہ بات حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پہنچ جائے گی اور یہ دونوں عرش کے نیچے ہوں گے وہ سجدہ میں جائیں گے اور کہیں گے کہ فلان جو فلان کا بیٹا ہے شیخین کی شفاعت سے نجات نہیں ملی اگر مرد ہو تو شفاعت اس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کریں گے اور اگر عورت ہو تو اس کی شفاعت حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ

عنہا کریں گی اور اگر نعوذ باللہ ایک آدمی بہت زیادہ گناہگار ہو کہ اس کے پاس کوئی نیکی نہ ہو گی اور وہ کافر ہو تو حضور انور ﷺ کی شفاعت اس کے لئے نہیں ہے وہ دوزخ میں جائے گا اور حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ بائیں جانب دوزخ کی طرف خیمہ کھڑا کیا ہو گا اور کہیں گے کہ میں گناہ گار مسلمان کو دوزخ میں نہیں چھوڑتا کہ وہ دوزخ میں رہے پس جس کو اللہ تعالیٰ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تک پہنچائے گا اور اس کا شکل بدل جائے گا جس طرح خنزیر وغیرہ اس فریب سے اس سے گزر جائے گا پھر وہ انسان کی شکل آئے گا۔

منقول ہے کہ اس دن خنزیر دوزخ سے باہر نکل آئے گا کہ اس کا ایک قدم مشرق میں ہو گا اور دوسرا مغرب میں اور کہے گا کہ اے رب میں بھوکا ہوں مجھے غذا دیجئے۔ حکم ہو گا کہ تم کیا چاہتے ہو وہ کہنے لگے کہ ہم آدمیوں کا گروہ چاہتے ہیں جیسے مشرک اور بت پرست اور مجوسی ویہودی ودہری ورافضی وخارجی جوگی وغیرہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ اپنے کاموں کو چلے جائیں گے اور جب وہ دانے اکھٹے کریں گے پھر کہے گا کہ اے رب میں بھوکا ہوں مجھے غذا کی ضرورت ہے پھر سورج اور چاند اور ستارے اس کو دیا جائے گا پھر وہ دوزخ کی طرف جائے گا۔

معلوم ہونا چاہئے کہ طائفہ مذکورین کے پیٹ میں موت نہ ہو گا بلکہ ان کا پیٹ خود دوزخ ہے ہمیشہ اس میں تنگ احوال اور عذاب میں ہو گا۔ پس جان لو کہ اے فرزند کہ جب مخلوق میزان سے فارغ ہو جائے تو پل صراط رکو رکھا جائے گا جو بال سے باریک تر ہو گا اور تیغ سے زیادہ تیز ہو گا اور رات سے زیادہ کالا ہو گا اور اسیّ ہزار راستہ کا طول ہو گا۔ اور خاص کر اس کے لئے سات کو تل ہو گا اور تمام مخلوق اس کو عبور کریں گے خواہ وہ جن ہوں گے یا انسان۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَإِنْ مِنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا (مریم ۷۱)

اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو تمہارے رب کے ذمّہ پر یہ ضرور ٹھہری ہوئی بات ہے۔

کوئی بھی پیغمبر اور ولی کافر و مؤمن کا اس پر گزران ہو گا تمام لوگ دوزخ کے اس پل صراط پر گزریں گے جو اللہ تعالیٰ کے قضا الٰہی سے گزرے گا وہ نجات پائے گا اور جو اللہ تعالیٰ ہلاک کر دے گا وہ دوزخ میں رہ جائے گا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا (مریم ۷۲)

پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دیں گے گھٹنوں کے بل گرے۔

جو اس میں آنے دوزخ میں جو مؤمن ہوں گے ان کو نجات دیں گے اور جو کافر ہیں ان کو دوزخ سے گزار دیں گے۔ کہ تم اللہ تعالیٰ کو کس طرح جانتے ہو اور توحید میں شرک تم سے صادر ہوا ہے یا نہیں اور بیگانگی اس سے کس طرح متیقن نماز کے ادا کرنے کے متعلق پوچھا جائے گا کہ کس طرح احکام اور ارکان کے ادا کیا ہے۔ اور فرائض اور سنن وواجبات کو کس طرح ادا کیا ہے۔ تیسری جگہ روزہ کے متعلق پوچھا جائے گا اور یہ تین فعل ہیں ہر ایک سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔ چوتھے کو تل میں حج کے ادا کرنے کے متعلق پوچھا جائے گا جس کے آنے جانے کی طاقت ہو اور امن اسے حاصل ہو۔ پانچویں کو تل میں زکوٰۃ مال کے ادا کرنے کے متعلق پوچھا جائے گا۔ چھٹے کو تل میں حقوق والدین کے متعلق پوچھ گچھ ہو گی اور ساتویں کو تل میں حقوق مظلوم کے متعلق پوچھا جائے گا حضور انور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ میں نے دوزخ میں دیکھا کہ اس میں درویش امت ہیں انہوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کہ درویش فقیر کو کہا جاتا ہے کہ دنیا میں اس کے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ وہ امت ہے کہ انہوں نے نماز روزہ وحج وزکوٰۃ کو ادا کیا ہو گا کل قیامت بعض درویش

ہاتھوں کو ماریں گے کہ ہمارا خون ناحق بہہ گیا اور دوسرے کہیں گے کہ ہمارا مال ناجائز طریقہ سے کھایا ہے اس طرح انہوں نے مخلوق پر ظلم کیا ہوتا ہے تو مظلوم لوگ ان کے تمام اموال کو لے جائیں گے اور وہ درویش رہ جائیں گے یعنی مفلس رہ جائیں گے اپنے عمل سے پس اس سبب سے وہ آگ میں جل جائیں گے۔

منقول ہے کہ اگر کسی نے درم کا تیسرا حصہ کسی کا ظلم سے کھایا ہو گا تو اس کے پانچ سو نماز قبول شدہ اس سے وہ لے لی جائیں گی تفسیر مدارک میں ہے کہ جب تمام مخلوق دوزخ کو عبور کر کے جائیں گے تو پھر احوال مؤمنان کیسے ہوں گے۔ کہا گیا ہے کہ دوزخ مطیع ہے اور عاصی نہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے کافروں اور فاجروں پر حملہ کرے گا اور ان کو پکڑے گا اور متقی لوگوں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح آگ ٹھنڈا ہو گا تاکہ یہی لوگ گزر جائیں پس ہر گروہ فوج فوج گزر جائیں گے پس سات مقامات پر غلطی کرے وہ دوزخ میں جائیں گے پس پہلے دوزخ کا نام جحیم ہے اس میں حضور انور ﷺ کی امت کے گناہگار لوگ ہوں گے۔ ان کے کمترین عذاب دوزخ کا یہ ہو گا کہ ان کو آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے ان کے سر کا مغز گرمی کی حرارت کی وجہ سے مس کی دیگ کی طرح جوش کھائے گا۔ منقول ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ایک بیابان دیکھا دوزخ میں کہ اس کا طول و عرض کوئی نہیں جان سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی نہیں دیکھا وہاں میں نے آگ کا صندوق دیکھا پھر اس صندوق میں بڑے سانپ کو دیکھا اس کے ایک لاکھ سر تھے اور ہر سر میں ایک لاکھ چہرے تھے اور ہر چہرے میں ایک لاکھ منہ تھے اور ہر منہ میں ایک لاکھ دانت تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ عذاب کس کے لئے ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کسی نے دو سورت قرآن کے پڑھے ہو اور شراب پیا ہو اور جو اکیلا ہو جیسے بکری کا دودھ و قطار کا اس طرح دوسری روایت میں ہے

کہ دوزخ میں صندوق ہیں جو سانپ اور بچھو سے بھرے ہوں گے اور ہر بچھو کا دم چالیس سال کے مقدار کے برابر طول ہو گا اور ہر ایک کا منہ آگ کا کنواں ہو گا اور اگر ایک سانپ ان میں سے ڈھنک پہاڑ پر بھی مارے تو پہاڑ موم کی طرح پگھل جائے گا۔ اور دوسرا دوزخ جس کا نام جہنم ہے اس میں ایسے لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے فرائض سستی اور کاہلی سے نماز پڑھتے ہوں گے اور حمیم کا دریا اس میں موجود ہے اور وہ لوگ دوزخ کے حقبہ میں ہوں گے اور ہر حقبہ اسی سال کا ہو گا اور ہر سال اسی ماہ کا ہو گا اور ہر ماہ اسی دن کا ہو گا اور ہر روز اسی گھنٹے کا ہو گا اور ہر ساعت ہزار سال دنیا کے برابر ہو گا اور جیم میں سخت ترین آگ ہو گا۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ (التوبة ۸۱)

تم فرماؤ جہنم کی آگ سب سے سخت گرم ہے کسی طرح انہیں سمجھ ہوتی۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ کہ عذاب کے لئے یہ صرف کافی ہے اللہ تعالیٰ نے سخت گرمی سے کیوں یاد کیا ہے فرمایا کہ اے میرے دوستو اگر یہ آگ اس دوزخ میں لایا جائے تو اس میں لوگ تیسرے دوزخ میں لظی ہے اس میں تمام مشرک اور کافر وبدبخت اور منکر ہوں گے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَأَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّى (۱۴) لَا يَصْلَاهَا إِلَّا الْأَشْقَى (۱۵) الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّى (الليل ۱۶)

میں تمہیں آگ سے ڈراتا ہوں جو شعلوں والی ہے اس میں بدبخت لوگ ہوں گے یہ وہی ہیں جنہوں نے جھوٹ بولا اور روگردانی کی۔

لٹی زبانہ مارنے کو کہا جاتا ہے کہ پانچ سو سال کو دور مرد مان کو زبان سے پکڑے گا۔ اور چوتے دوزخ جس کا نام سقر ہے اس میں یہودی اور آتش پرست اور خلفاء راشدین کے دشمن جیسے روافض اور خوارج وغیرہ ہوں گے پانچویں دوزخ جس کا نام سعیر ہے تمام اقسام شیاطین اور اہل ذمہ والے ہوں گے اس لئے کہ وہ تمام احکامات شرع شریف کے سنتے ہیں اور اس کے علاوہ وہ کفر کو اختیار کرتے ہیں ان کے لئے سخت تر عذاب ہو گا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ (۵) وَلِلَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ (الملک ٦)

اور ہم نے بنایا مارنے والے شیاطین کے لئے اور ہم نے عذاب سعیر ان کے لئے تیار کیا ہے۔ اور ان لوگوں کے لئے جو اپنے رب پر کافر ہوئے ان کے لئے عذاب جہنم ہے اور یہ بہت برا ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اس کی آواز گدھے کی آواز کے جیسی ہو گی مگر گدھا جب کھڑا ہو تو آواز نکالتا ہے۔ اور وہ آواز زیادہ خراب ہو گی خاص سننے والے کے لئے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ (لقمان ۱۹)

بیشک سب آوازوں میں بُری آواز گدھے کی۔

اور غضب الٰہی دیگ مس کی طرح جوش کھائے گا اور ان کی زبانیں ان کے منہ سے نیچے نکلی ہوئی ہو گی اور ان کے شرارے بہت بڑے ہوں گے اور پانچ سو سال کی راہ مردوں کو گرز سے پکڑیں گے اور جب اہل کفار اس میں ڈال دیں گے اور خازن دوزخ انیس فرشتے ہوں گے کہ ان کی پیشانی کا

گرہ نہیں کھول چکا ہو گا یعنی وہ ہمیشہ ترش رو ہوں گے۔ ہر گز اچھی باتیں نہیں کہی ہو گی ان کافروں سے پوچھا جائے گا کہ اے بدبختو کہ تم نے کسی پیغمبر اور علماء سے یہ حال معلوم نہیں کیا تھا وہ کہیں گے کہ بے شک انہوں نے ہمیں ڈرایا تھا لیکن ہم نے قبول نہیں کیا تھا اگر ہم میں عقل ہوتا تو دوسنخیوں میں نہ ہوتے اس وقت وہ اقرار اور اعتراف کریں گے لیکن وہ ان کے لئے کچھ فائدہ مند نہ ہو گا۔

چھٹا دوزخ جس کا نام زمہریر ہے وہ برف اور اولوں کا ہے وہ زیادہ ٹھنڈ ہے چنانچہ گرمی بھی انتہاء درجہ کی گرمی ہو گی۔ پس تمام اقسام یاجوج اور ماجوج اور وہ مختلف رنگ کے لوگ کہ اس سے پہلے بیان کیا گیا ہے اس دوزخ میں ہوں گے۔

ساتواں دوزخ کا نام ہاویہ ہے اس میں تمام گمراہ لوگ جیسے ناقص پیر اور مرید جو فسق و فجور سے شریعت مطہرہ سے برگشتہ ہوئے ہوں اور جوگی و برہمن اور غیر گویان اور نجومی قسم کے لوگ اس میں ہوں گے۔

معلوم ہونا چاہئے کہ دوسروں کے مراتب سے کم ہوں گے اور وہ بھی اعلیٰ قسم کے گرم ہے چنانچہ ترتیب سے ذکر ہوا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ یہ دوزخی ستر ہزار سال کہیں گے ربنا ربنا ان پر کچھ رحم نہ ہو گا اس کے بعد اتفاق کریں گے کہ دنیا میں عالم ہمیں صبر کی تلقین کرتے تھے تو وہ خیر سے انجام پر پہنچ جاتا ہم بھی صبر کریں گے تو ستر ہزار سال وہ صبر کریں گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو خطاب ہو گا کہ اگر تم صبر کرتے ہو یا نہیں کرتے میں تم پر رحم نہیں کرتا۔ پھر چودہ ہزار ربنا کہیں گے اس کے بعد ان کی زبان سے یہ نکلیں گے: قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَ كُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ (١٠٦) رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ (المؤمنون ١٠٧) کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی

غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے اے رب ہمارے ہم کو دوزخ سے نکال دے پھر اگر ہم ویسے ہی کریں تو ہم ظالم ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر خطاب نازل ہو گا اور فرمائے گا:

قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ (١٠٨) إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ (١٠٩) فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّى أَنْسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ تَضْحَكُونَ (المؤمنون ١١٠)

رب فرمائے گا دُھتکارے پڑے رہو اس میں اور مجھ سے بات نہ کرو بیشک میرے بندوں کا ایک گروہ کہتا تھا اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے تو تم نے انہیں ٹھٹھا بنالیا یہاں تک کہ انہیں بنانے کے شغل میں میری یاد بھول گئے اور تم ان سے ہنسا کرتے۔

حدیث شریف میں ہے کہ کافر لوگ دوزخ میں کہیں گے کہ اے پروردگار نفس کی بدیاں ہم پر غالب ہو گئیں تھیں اگر ہمیں باہر نکالو گے اور دوبارہ بھیجو گے تو پھر ہم گناہ اور کفر پر رہیں تو ہم ظالموں سے ہوں گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں کہا جائے گا کہ اے بدبختو خاموش رہو کہ اب دنیا میں لوگ استغفار اور مغفرت چاہتے تھے اور عبادت کرتے تھے تو ان کے بال پکڑتے تھے اور ان سے مسخرے کرتے تھے اور ان پر ہنستے تھے پس اب میری رحمت سے ناامید ہو جاؤ اس کے بعد دوزخی لوگ کتوں کی طرح بھونکیں گے نہ وہ خود سمجھیں گے اور نہ دوسرے ان کے الفاظ کو سمجھیں گے پھر وہ ایک آرزو کریں گے کہ یارب ہم پر بارش برسا کہ ہم خوش ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان پر سانپوں کی بارش کرے گا۔

منقول ہے کہ چار چیز دوزخ میں دوزخ سے بھی بد تر ہیں پہلے تو موت ان کے لئے نہیں ہو گی اس لئے کہ دیا میں اگر کسی کو تکلیف ہوتی تو وہ موت کی تمنا کرتے تھے اور وہ اس کو آرام جانتے تھے کہ ہم بچ جائیں گے تکلیف سے۔

حدیث شریف میں ہے کہ موت کو بھیڑ کی طرح لایا جائے گا اور اس کو ذبح کیا جائے گا۔ اس کا آدھا حصہ جنت میں ڈالے گا اور دوسرا دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ اور اس کو تمام جنتی اور دوزخی چکھیں گے آواز آئے گی کہ یہ موت ہے کہ اس کے بعد دوسری موت نہیں ہے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ ایک دوسرے کے حالات واپس نہ ہوں گے اور نہ وہ ایک دوسرے سے پوچھیں گے کہ میں کونسے عذاب میں ہوں اور تم کون سے گناہ میں ہو اس لئے کہ اگر دنیا میں کسی کو مشقت کرنا پڑے تو وہ ایک دوسرے کو اپنا حال بتاتے ہیں۔ تیسری چیز یہ ہے کہ دوزخ میں ایک دریا ہے جس کا نام جحیم ہے وہ سخت جوش کھانے والا ہو گا جب اس کا پانی پئیں گے تو ان کے گوشت اور کھال الگ ہوں گے جب ان کا گوشت الگ ہو جائے گا اور زمین پر گر جائے گا تو عذاب کے لئے پھر دوبارہ اس سے اس کا بدن بن جائے گا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ آنٍ (الرحمٰن ۴۴)

پھیرے کریں گے اس میں اور انتہا کے جلتے کھولتے پانی میں۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی امت جتنے بھی گناہگار ہوں ان کے چہرے سیاہ نہ ہوں گے اور آنکھیں زرد نہ ہوں گی ایک دن یہود خازنان دوزخ سے پوچھیں گے کہ یہ کیا بات ہے کہ ان کے چہرے سیاہ نہیں ہیں کہا جائے گا انہیں کہ یہ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی امت کے گناہگار ہیں تو یہودی انہیں کہیں گے کہ اے امت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تمہیں ہم پر فخر کرنا چاہیئے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تمہیں کچھ

نفع نہ دیا وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں عاجزی پیش کریں گے کہ تو نے ہمیں کافروں کے سامنے شرمندہ کیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب ہو گا خاص جبرئیل علیہ السلام کو کہ جاؤ امت محمد ﷺ کا حال مشاہدہ کرو حضرت جبرئیل علیہ السلام آئیں گے اور خازن کو کہیں گے کہ دوزخ کو کھول دو پھر پوچھیں گے کہ اے خازنان امت محمدیہ کا کیا حال ہے تو گناہگار اپنا حال بتائیں گے، اے خازنان کیا بات ہے کہ ہمارا حال پوچھا وہ کہیں گے کہ یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں کہ پیغمبروں پر وحی لے آتے تھے وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فریاد کریں گے کہ ہمارا حال حضرت محمد مصطفی ﷺ کو پہنچا دو کہ ہم کو یہودیوں کے ساتھ کیوں چھوڑ دیا جب یہ خبر حضرت محمد ﷺ کو پہنچا دیں گے وہ فوراً اٹھ جائیں گے اور گرم زمین پر کھڑے ہوں گے کہ میری امت کافروں کے ساتھ چھوڑے ہوئے ہیں یا میری امت کو بخش یا میں جنت نہیں جاؤں گا اور حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی کھڑی ہوں گی ایک ہاتھ میں حضرت امیر المؤمنین امام حسن اور دوسرے ہاتھ میں حضرت امیر المؤمنین امام حسین رضی اللہ عنہما پکڑے ہوں گے اور کہیں گی کہ یارب میرے بے گناہ بچوں کا بدلہ دو اور ان کے خون بہانے والے مجھے سپرد کرو کہ ان کو عذاب دلاؤں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور انور ﷺ کو خطاب ہو گا کہ شمر اور یزید کو آگ کے چھری سے ستر بار ٹکڑے ٹکڑے کئے اور پگھلائے پھر عذاب کے لئے زندہ کئے اور اللہ تعالیٰ کے جلال پر قسم ہے کہ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے تمام خونریزیان کو نہ بخشے تو ہمیشہ کے لئے اس قسم کا عذاب انہیں دیا جائے گا بلکہ گناہگاروں کو بھی ان کی شومیت کی وجہ سے نجات نہیں دوں گا جب تک حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمائے گا وہ بے التفات رہیں گی۔ اس کے بعد اچانک ہوا میں ایک تخت کو اڑتا ہوا دیکھیں گی جو نہایت لطیف اور نظیف ہو گا اور بلند وخورسند ہو گا اور اس میں بڑے بڑے محلات ہوں گے اور اس میں نغمے اور سرود اور ہر قسم کی

آوازیں ہوں گیں اگر اس دنیامیں اس کی ایک آواز سنی جائے گی تو ہوا سے پرندے گر جائیں گے اور بہتے ہوئے کھڑے ہوں گے۔ اور عاشقوں کا جگر پھٹ جائے گا۔ جب حضرت بی بی فاطمہ اور حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہم اور تمام مقتولان اور مظلوم وہاں پہنچیں گے کہیں گے کہ اے رب یہ محلات اور بالا خانے اور تخت کن کے ہیں ہاتف ان کو کہے گا کہ یہ ان لوگوں کے لئے ہیں کہ وہ اپنے مقتولوں کو بخش دے تو تمام مقتول ایک بار فریاد شروع کریں گے کہ ہم نے اپنے قاتلوں کو بخش دیا ہے پس وہاں سے یہ معلوم ہو گا کہ یزید اور شمر دونوں کو بخش دیں گے اور وہ جنت جائیں گے۔ اور جب بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا راضی ہوں گی ہر ایک شفاعت دست شفاعت کی طرف اٹھائیں گے پس بچے عرش کے نیچے کھڑے ہوں گے اور فریاد اور رونا شروع کر دیں گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب ہو گا کہ اے بچو کہ تم تو بے گناہ ہو کیوں روتے ہو وہ کہیں گے کہ اے رب کہ ہم دنیامیں اپنے والدین سے سیر نہیں ہوئے ہیں اب ہم جدائی کی طاقت نہیں رکھتے ان کو کہا جائے گا کہ وہ تو گناہگار ہیں ان کو گناہ کے مطابق سزا دی جائے گی تم جنت جاؤ۔ بچے کہیں گے کہ ہم ہرگز نہیں جاتے جب تک ہمارے والدین کو نہ بخشے۔ ان کو حکم ہو گا کہ ان کو پکڑو اور جنت لے جاؤ وہ اس طرح واپس ہوں گے کہ ملائک ان کو نہ پکڑ سکیں گے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم عتاب کا ہو گا کہ اے بچو کہ جب تم میرے حکم کو قبول نہیں کرتے تو تمہیں بھی دوزخ بھیج دوں گا تو تمام یک دم روانہ ہوں گے جب دوزخ کے کنارے تک پہنچ جائیں گے چنانچہ اس وقت اللہ نور ظاہر فرمائے گا چنانچہ سب بچے اپنے والدین کو دیکھیں گے صرف دیکھنے سے وہ سفید پرندوں کی طرح اڑ کر دوزخ میں اڑیں گے اور زیادہ شفقت کی وجہ سے وہ رونا شروع کریں گے تو دوزخ ان سے اعراض کرے گا۔ اور وہ اپنے والدین کی شفاعت کر کے دوزخ سے خلاصی پائیں گے۔

منقول ہے کہ بچہ آگے ہو گا اور والدین اس کے پیچھے ہوں گے اور اگر لڑکی ہو تو والدین کو آگے کریں گے اور وہ پیچھے ہو گی اور جو خام حمل ساقط ہوا ہو وہ بھی شفاعت کے لئے زندہ ہو گا اور مخلوق اس کو ظاہر ہو گی۔ اور پل صراط پر لوگ فوج در فوج جائیں گے سب سے پہلے عاشق جائیں گے ان سے پوچھا جائے گا کہ تم کون ہو وہ کہیں گے کہ ہم عاشق لوگ ہیں عاشق لوگ بے خوف و خطر پل صراط سے گزریں گے اس کے بعد محبان کی فوج جائے گی ان سے بھی پوچھا جائے گا وہ بھی اس طرح جواب دیں گے پھر اس کے بعد متقی و مطیع مؤمنوں کی فوج آئے گی وہ بھی اسی طرح جواب دیں گے اس کے بعد علماء کی فوج آئے گی وہ کہیں گے کہ اے رب ہم نہیں گزرے۔

یعنی فرقان مجید میں فرمایا گیا ہے:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ (الحجرات ۱۰)

بے شک مؤمن بھائی ہیں۔

یعنی مسلمان آپس میں بھائی ہیں اور دوسری جگہ فرمایا گیا ہے کہ جو کوئی اپنے اقرباء اور بھائیوں سے قطع تعلق کر دے تو میں ان سے قطع تعلق کروں گا ہم ان پر عمل کریں گے اور اپنے گناہگار بھائیوں سے قطع تعلق نہیں کریں گے تاکہ ہم بلا میں گرفتار نہ ہو جائیں حکم ہو گا ملائک کو کہ زنجیر ان کے گردنوں اور کمر پر ڈالو اور جنت کی طرف کھینچو وہ اسی طرح عمل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اتنی طاقت دے گا کہ اگر تمام ملکوت ایک آدمی کے ساتھ چمٹے گا تو ہل نہیں سکے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہو گا کہ اگر جنت کی طرف نہیں جاتے تو تم بھی دوزخ میں رہو گے جب وہ دوزخ کے نزدیک جائیں گے تو دوزخ کی آگ ان سے دور ہٹے گی اور کہے گی کہ اے رب کہ تو نے ہمارے چہرے کالے کئے ہیں ہم سفید چہروں کی طاقت نہیں لاسکتے ہیں پس ان کو دوزخ کے کنوؤں پر پہنچائیں گے اپنے ہاتھوں کے نیچے کر دیں گے اور ستر ستر لوگوں کو ایک تار ریشم سے باہر نکالیں گے اتنے

لوگوں کو نکال لیں گے جتنا اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو گی۔ ہر طرف سے گناہگار فریاد کریں گے اور بعض علماء سے فریاد کریں گے اور کہنے لگے کہ ہم نے تمہارے جوتے سیدھے کئے تھے اور بعض کہیں گے کہ ہم نے دنیاوی سامان میں تمہاری مدد کی تھی اور بعض کہیں گے کہ ہم نے اپنی جان سے خدمت کیا تھا تمام کو نجات دیا جائے گا جب گناہگار لوگ وہاں سے روانہ ہوں گے تو شیطان لعین فریاد شروع کرے گا کہ اے الہ العالمین کہ میرے ماننے والوں کو تونے بخش دیا کہ انہوں نے تمام عمر میں ناحق خون بہادیئے تھے اور زناوشراب کے مرتکب تھے اور دوسروں کا مال ناحق غارت کر کے لے جاتے خطاب ہو گا کہ اے لعین کہ ان سے ہاتھ اٹھاؤوہ کہے گا کہ اے رب میں ڈرتا ہوں خطاب ہو گا کہ تم ڈرتے ہو تو میں اپنے کرم سے بھی شرم کرتا ہوں کہ جب ایک بار میں نے ان کو بخش دیا پھر میں پشیمان نہیں ہوتا تو وہ لعین ناکام اور ملعون شرمسار اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعویٰ خصومت پیدا کرے گا کہ میرے مزارعان کو کیوں چھوڑ دیا کہ ان کا قبول کرنے میں میرا حکم تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے ملعون میں تم پر دعویٰ قاضی کے سامنے کو تاہ کروں۔ یہ بھی ذکر ہے کہ اس وقت ایک منبر بنایا جائے گا اور حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ اس پر کھڑا کیا جائے گا اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب ہو گا کہ اے امام کہ اس مسئلہ کو دنیا کے مسائل کی طرح قیاس کرو اور اس کی مثال اس طرح ہے کہ ایک آدمی دنیا میں دوسرے کی زمین میں کاشت کرے اس کے لئے تم کیا حکم دوگے امام کہے گا کہ اے رب العالمین میں کتاب کے روسے اس طرح حکم کروں گا کہ زمین میں جتنا فصل اُگے گا تخم والے کو دوں گا اور زمین کو زمین والے کو پھر خطاب ہو گا پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے شیطان سے خطاب ہو گا کہ اے شیطان ملعون کہ میرے بندے زمین کی طرح ہیں اور تیرا تخم گناہ وبدی کا تھا جو انہوں نے کاشت کیا اب تم اس کے لائق ہو کہ ان لوگوں کی بدیاں تمہاری گردن میں ڈال دوں اور

تمہیں دوزخ بھیج دوں اور ان کو جنت میں بھیج دوں گا تو ملعون وہاں کھڑا ہو جائے گا اور دوزخ نہیں جائے گا۔ تو تمام ملکوت ہل جائیں گے اس لئے کہ اس طوق لعنت کی وجہ سے جو اس کے گردن میں ہو گا بھاری ہو گا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَى يَوْمِ الدِّينِ (ص ۷۸)

اور بیشک تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک۔

پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمان ہو گا کہ پہلے طوق کو کاٹ کر دوزخ میں ڈال دو اس کے بعد کالا کتا دوزخ سے لایا جائے گا جس طرح بلی چوہے کو پکڑے ہوئے شکل بنائی ہو دوزخ میں لایا جائے گا۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب مؤمن لوگ شفاعت کریں گے کافروں کو بھی امید پیدا ہو گی کہ ہم بعض سورج اور چاند اور پہاڑ اور درختوں اور پتھروں اور گنبد اور بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے جو کافر لوگوں کی عادت ہے وہ بھی ہمارے لئے شفاعت کریں گے اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کے معبودوں کو دیگ سیاہ کی طرح دوزخ میں ڈال دے گا اور ان کے حق میں بد دعا کرے گا تا کہ وہ غضب الٰہی میں مبتلا ہو جائیں وہ کہیں گے کہ ہم تو عبادت کے لائق نہ تھے تم ہماری عبادت کیوں کرتے تھے کہ ہم تمہاری خرابی کی وجہ سے بھی گرفتار ہوئے اس کے بعد کافروں کی امیدیں ختم ہوں گی۔

معلوم ہونا چاہئے کہ یہ عذاب اندھے کو اندھے کی حالت میں ان پر ہو گی اور لنگڑے کو لنگڑے کی حالت میں ہو گی جو بدنی عیب ان کی ہو گی عذاب بھی اسی حال میں ان پر ہو گی جب وہ دوزخ سے کوئی گزر جائے تو اہل بہشت کو بحر الحیوان سے دھویا جائے گا۔

تفسیر منیر میں آیت: يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ مَخْتُومٍ (۲۵) خِتَامُهُ مِسْكٌ وَفِي ذَلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ (المطففین ۲۶) نتھری شراب پلائے جائیں گے جو مہر کی ہوئی رکھی ہے اس کی مہر مشک پر ہے اور اسی پر چاہئے کہ للچائیں للچانے والے۔ کے تحت لکھتے ہیں کہ رحیق ایک چشمے کا نام ہے جو جنت سے باہر ہے کہ اس کی خوشبو مشک سے زیادہ ہے اور تمام مؤمن مرد اور عورتیں اس چشمہ سے غسل کریں گے جب وہ پانی سے باہر آئیں گے تو تمام جوان تازہ رو ہوں گے اور ان کے بدن پر بال نہیں ہوں گے سوا سر کے بالوں کے مگر بابا آدم علیہ السلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کے کہ ان کے بال ہوں گے جو بہت خوبصورت ہوں گے اور جنت میں اس کا رنگ کے دوسری سیاہی نہیں ہو گی اس لئے کہ ان میں سے ایک ابو البشر ہو گا اور دوسرا خیر البشر ہو گا اور جوان لوگ تیس سال کے ہوں گے اور عورتیں تیرہ سالہ لڑکیوں کی طرح ہوں گی لیکن مردوں کا قد ساٹھ گز ہو گا۔ اور سات گز سینہ کی چوڑائی ہو گی اور عورتوں کا قد سولہ گز ہو گا۔ اس کے بعد جنت کے کپڑے پہنیں گے اور جنت کے براقوں پر سوار کریں گے اس کے بعد ان کی صفیں سیدھی ہوں گی ایک سو بیس صفیں ہوں گی چالیس صفیں انبیاء علیہم السلام بمع ان کی امتوں کے ساتھ ہوں گے اور اسی صفیں صرف حضور انور ﷺ کی امت کی ہوں گی اور ہر صف کی لمبائی پانچ سو سال کے برابر راستے کی ہو گی اور حضور انور ﷺ فرشتوں کے ساتھ ہوں گے اور آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے چار صاحبزادے ہوں گے اور یہ تمام صفوں سے آگے ہوں گے اور آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی فرشتوں کے ساتھ ہوں گی اور اسی خوشی میں وہ جنت کے دروازہ پر تشریف لائیں گے اور اس کے بعد فرشتے ان کے سامنے حاضر ہو کر عرض کریں گے: سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ (الزمر ۷۳) اور

اس کے داروغہ ان سے کہیں گے سلام تم پر تم خوب رہے تو جنّت میں جاؤ ہمیشہ رہنے۔ پس ہر ایک اپنے اپنے محلوں کی طرف روانہ ہوں گے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ہر مؤمن کے سات محلات یعنی سرائے ہوں گے اور ہر سرائے کی دیوار کا عرض پانچ سو سال کی راہ کے برابر ہو گا جو ان میں زیادہ لطیف تر اس کا اندرون ہے اور خاص صاحب جو اس کو باہر سے دیکھے گا نہ دوسرے کو اور ہر سرائے میں ستر ہزار میدان شکار کے لئے ہوں گے اور اس کا عرض اور طول ہر میدان کا ستر ہزار اس دنیا کے برابر ہو گا پہلی سرائے چاندی کی ہو گی اور دوسرا سرائے سونے کا ہو گا اور تیسرا سرائے زبرجد کا ہو گا اور چوتھا سرائے سرخ یاقوت کا ہو گا اور پانچواں سرائے مروارید کا ہو گا اور چھٹا سرائے موتیوں کا ہو گا اور ساتواں سرائے نور کا ہو گا اور یہ تمام سرایوں سے زیادہ لطیف تر ہو گا جب محل والا پہلے سرائے میں داخل ہو گا تو حوریں کہ اس سرائے میں ہوں گی وہ اس وقت خواب میں ہوں گی اس وقت اللہ تعالیٰ کا حکم سے بیدار ہو جائیں گی اور ایک آواز وہ سنیں گے کہ اٹھو اور اپنے شوہروں کے استقبال کرو اچھے کپڑے زیب تن ہوں گے اور شراب سے ڈھکے پیالے ان کے ہاتھوں میں ہوں گے ان حوروں کے متعلق فرمایا گیا ہے:

وَ كَوَاعِبَ أَتْرَابًا (۳۳) وَ كَأْسًا دِهَاقًا (النباء ۳۴) اور اٹھتے جوبن والیاں ایک عمر کی اور چھلکتا جام۔ ہم عمر دوشیزہ ہوں گی اور شراب سے ڈھکے ہوئے پیالے ان کے ہاتھوں میں ہوں گے یعنی وہ لڑکیاں تیرہ سالوں کی ہوں گی اور تمام کے پستان اناروں کی طرح ہوں گے اور ڈھکے ہوئے پیالے ان کے ہاتھوں میں ہوں گے اور اپنے شوہر کے سامنے حاضر ہوں گی تو بندہ مؤمن ان کے ہاتھوں سے پیالوں کو اٹھائیں گے اور پئیں گے اور ان کے سواروں کو بوسہ دیں گے اور ان حوروں کے ہاتھوں میں نور چمکے گا کہ فرشتے سر بسجود ہوں گے اور کہیں گے کہ یہ دیدار نہیں ہے بلکہ یہ حوروں کے ہاتھوں کی

روشنی ہے کہ انہوں نے اپنے شوہروں کو پیالے پکڑے ہیں اور ان چھ سرائے کے سواری کو حوریں بوسہ دیں گے اور گزر جائیں گے اور جب ساتویں سرائے میں داخل ہو گا ایک تختی کو دیکھے گا کہ پانچ سو سالوں کا فاصلہ طول اور عرض کا ہو گا اور ان تختوں پر بسترے بچھے ہوں گے کہ ان کا شمار اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

مُتَّكِئِينَ عَلَى فُرُشٍ بَطَائِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ (الرحمٰن ۵۴)

اور ایسے بچھونوں پر تکیہ لگائے جن کا اَستر قنادیز کا اور دونوں کے میوے اتنے جھکے ہوئے کہ نیچے سے چُن لو۔

یعنی حوروں نے فرشوں پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ بطائن ریشم کے کپڑوں کے نام ہے۔

اور جو منقول ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضور انور ﷺ سے پوچھا کہ ابرہ ریشم کی صفت کیوں بیان نہ کی اور استبرق کو یاد فرمایا تو حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ تعریف ابرہ کی دنیا میں موجود نہیں ہے پس ان فرشوں پر ایک حور العین کو سوتے ہوئے دیکھے گا اگر کسی کے ہزار دل بھی ہو تا تو وہ بھی دل دے بیٹھتے اور بے طاقت ہو جاتے اپنے آپ کو گھوڑے کی طرف لے جائے گا تو زیادہ لطافت فرشوں کی وجہ سے کسی جگہ آرام نہیں کرے گا بلکہ تمام حرکت میں ہوں گے جب وہ نزدیک آئیں گے تو وہ حور نیند سے بیدار ہو جائیں گے اور ان کے سامنے ہنسے گی اور ان کے دانت سے ایسی چمک ہو گی کہ فرشتے سر بسجود ہوں گے وہ یہ سوچیں گے کہ یہ دیدار خداوندی ہے جو ہم دیکھتے ہیں تو ایک غیبی آواز آئے گی کہ یہ دیدار نہیں ہے بلکہ حوروں کے دانتوں کی روشنی ہے۔

مسئلہ: جنات کو جنت میں داخل ہونے کے متعلق حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے توقف کیا ہے مگر ان کے شاگردوں نے داخل ہونے کے جواز لکھا ہے۔ اور تفسیر میں میں نے پڑھا ہے کہ جنت میں جنات اور ملائک کو دیکھوں گا بلکہ وہ ہمیں نہیں دیکھ سکے گا بلکہ وہ ہماری آواز کو سن لے گا اور اس پر وہ عمل کریں گے اور بعض جنت کے پتھریلی پہاڑ پر ہوں گے اور جنات کے لئے ذوق اور شوق ہو گا اور ملائک دیدار سے محروم ہوں گے تو جب ان پر تجلی ہو گی وہ سر بسجود ہوں گے مگر دیدار ہم کریں گے اور ہاتف ان پر آواز کرے گا کہ سروں کو اٹھاؤ کہ یہ دیدار نہیں ہے بلکہ فلان چیز کی تجلی ہے۔

الغرض جب حوریں ہنسنے لگیں تو شوہروں کو غیرت اور کینہ درکار ہو گا کہ ہم نے نہیں دیکھا اور نا آشنا کس طرح ہمارے سامنے ہنستے ہیں تو حوریں معذرت کی زبان کھولیں گی اور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ تمہارے فرشوں پر بغیر تمہارے شوہروں کے کوئی دوسرا نہیں آئے گا پس ہم جان گئے کہ بغیر شوہر کے کوئی اور نہیں ہو گا اس کے بعد ان کے درمیان مجامعت حاصل ہو گی۔ اور اس کا آدھا دن پانچ سو سالوں کے برابر ہو گا۔ اور ان پر جب ایک سانس گزر جائے گا تو وہ اس میں زیادہ خوش ہوں گے اور منی کی جگہ ذکروں سے ہوا نکلے گا۔ اور ان کے فرجوں میں ان کے شوہروں کے آلہ تناسل گم ہو گا جب مجامعت سے فارغ ہوں گے اور بیٹھ جائیں گے تو وہ کھیل میں مشغول رہیں گے اور یہ دنیاوی عورتیں دوسری جانب سے پیدا ہوں گے تو وہ بھی زیادہ ظریف اور خوبصورت اور رنگین ہوں گی۔

کہا گیا ہے کہ یہ دنیاوی عورتیں جنت کی حوروں سے زیادہ خوبصورت ہوں گی کہ ان کو دو درجے حاصل ہیں ایک وجہ ایمان اور دنیا کے عذاب اور شوہروں کی خدمت اور اللہ تعالیٰ کی عبادت سے ان کو حاصل ہو گا اور دوسرا درجہ اس جہان میں ان جہان کے نیک سے خوبصورت ہو گی۔ اور

حوروں کو صرف ایک درجہ فضیلت حاصل ہے کہ صرف وہ خوبصورت ہیں اس سبب سے ان کے لئے خوبصورتی حاصل ہیں۔

الغرض: جب شوہر اس عورت کو دیکھے گا تو بہت خفہ ہو گا کہ یہ وہی عورت ہے کہ دنیا میں ان کے جیسی دوسری عورت نہیں ہو گی۔ یہ عورت اپنے شوہر کے نیچے بیٹھ جائے گی اور وہ عورت دعویٰ کرئے گی کہ میں نے دنیا میں اپنے شوہر کے بہت سے تکالیف اٹھائی ہیں اب اس کے پہلو میں وہ حور کیوں بیٹھی ہے حور کہے گی کہ تم نے اپنی نوبت پوری کی ہے اب میری نوبت ہے اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عرش کے نیچے میں قیام کا فرمان ہو گا تاکہ ان کے دل میں کینہ پیدا نہ ہو جائے اس لئے کہ جنت کینہ کی جگہ نہیں اور ہر ایک کو اپنا اپنا شوہر مقرر ہو جائے گا اے فرزند کہ ہر آدمی کے گھر میں وہ دنیاوالی بیوی ہو گی۔ اور حوریں ان کی خدمت گار ہوں گی۔ اور مرد کے حسن کی کوئی مثال نہ ہو گی بلکہ روز بروز اس کی طاقت اور حسن زیادہ ہو گا یہ عورتیں حوروں سے زیادہ حسین ہوں گی حوروں کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ اگر وہ اپنا ایک ناخن دنیا کو دکھائے گی تو سورج کی روشنی کو کم کرئے گی۔ اور اگر منہ کا لعاب دریا میں ڈال دیں تو وہ ایسا شیرین ہو گا کہ تمام دریاؤں کو ایک آدمی پیئے گا تو اس کا پیاس ختم نہ ہو گا۔

اللہ تعالیٰ ان کے حق میں فرماتا ہے:

فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ (٥٦) فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (٥٧) كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ (الرحمٰن ٥٨)

ان بچھونوں پر وہ عورتیں ہیں کہ شوہر کے سوا کسی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتیں ان سے پہلے انہیں نہ چھوا کسی آدمی اور نہ جن نے تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے گویا وہ یاقوت اور مونگا ہیں۔

یعنی جنت کے ان باغوں میں حوریں چھوٹی آنکھوں والی ہوں گی کہ کسی آدمی یا جن نے ان کو چھوا تک نہیں ہو گا۔ اور حسن میں سرخی اور سفیدی کہ محض سرخ اور سفید حسن سے بعید یعنی دور ہے۔

ایسا ہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ (الرحمٰن ٦٠)

نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر نیکی۔

یعنی احسان کا بدلہ نہیں ہے سوا احسان کے یعنی وہ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے لئے حوریں ہوں گی اور احسان دوسری روایت کے نزدیک قول لا الہ الا اللہ ہے۔ اور ایک روایت میں کہ احسان ایمان کے بعد عمل صالح ہے۔

معلوم ہونا چاہئے کہ ان سرایوں میں ہر ایک کے لئے باغات ہوں گے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ (الرحمٰن ٤٦)

اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنّتیں ہیں۔

یعنی جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ڈر سے گناہوں کو چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ ان کو دو باغ عطا کرے گا کہ ان میں بڑے بڑے درخت ہوں گے۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجَانِ (الرحمٰن ٥٢)

ان میں ہر میوہ دو دو قسم کا۔

یعنی ان باغوں میں ہر قسم کے پھلوں کے دو ہوں گے اگر ان میں سے ایک پھل ہٹایا جائے تو دوسرا پھل اسی جگہ پھر موجود ہو گا۔ اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ہر میوہ کے ساتھ دو حوریں ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

فِيهِمَا عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ (الرحمٰن ۵۰)

ان میں دو چشمے بہتے ہیں۔

ان باغوں میں پانی کے چشمے ہوں گے۔

اور ان کے محلات کے نیچے بہتے ہوں گے اور دوسری روایت میں تجری ذکر ہے یعنی اگر وہ محلات میں ہوں گے تو وہ بھی اوپر ہوں گے یا اگر کوئی والدین کی ملاقات کے لئے جائے گا یا باغات میں سیر کرے گا تو کشتی میں بیٹھے گا اور جہاں بھی چاہے گا تو پانی اسی طرف جائے گا۔ پھر جب جس وقت اپنے گھر کو واپس ہو گا تو مچھلی اس کشتی میں ڈالے جائیں گے آدھے پختہ ہوں گے اور آدھے تلی شدہ ہوں گے تو ان کا گوشت کھایا جائے گا اور ہڈیاں پانی میں ڈالا جائے گا پھر مچھلی پیدا ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ (الرحمٰن ۵۴)

اور دونوں کے میوے اتنے جھکے ہوئے کہ نیچے سے چُن لے۔

اگر وہ چاہے کہ میرے منہ میں ڈالا جائے یا شاخ قریب آجائے تاکہ میں پکڑ سکوں تو اس وقت اس طرح ہو گا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّتَانِ (۶۲) فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (الرحمٰن ۶۳)

اور ان کے سوا دو جنّتیں اور ہیں تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے۔

ان کے مذکورہ کے علاوہ دو اور باغات ہیں بہشت میں کہ ان کے درخت کثرت کبودی سے محض کالے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فِيهِمَا عَيْنَانِ نَضَّاخَتَانِ (۶۶) فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (الرحمٰن ۶۷)

ان میں دو چشمے ہیں چھلکتے ہوئے تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے۔

یعنی ان باغوں میں چشمے ہوں گے اور پانی اتنا ہو گا کہ درختوں کے سروں سے گزر جائے گا۔

اور ایسا ہی اللہ تعالیٰ کا ایک اور ارشاد ہے:

فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ (۶۸) فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (الرحمٰن ۶۹)

ان میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے۔

منقول ہے کہ انار کا دانہ اس دنیا کے سات اناروں کے برابر ہو گا اور ہر دانہ کے لئے سوار اور غلام کھڑے ہوں گے۔

ایسا ہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ (۷۰) فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (الرحمٰن ۷۱)

ان میں عورتیں ہیں عادت کی نیک صورت کی اچھی تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے۔

یعنی ان باغوں میں حوریں ہوں گیں جو نہایت لطیف اور پاکیزہ اور نیک رو ہوں گیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

حُورٌ مَقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ (۷۲) فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (الرحمٰن ۷۳)

حوریں ہیں خیموں میں پردہ نشین تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے۔

یعنی جنت میں خیمے ہوں گے کہ پانچ سو سالوں کی بلندی رکھتے ہوں گے اور ان خیموں میں حور ہوں گیں کہ آدمیوں اور پری وجنات اور ملائک کے لئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ایک اور ارشاد گرامی ہے:

مُتَّكِئِينَ عَلَى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ (٧٦) فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (الرحمٰن٧٧)

تکیہ لگائے ہوئے سبز بچھونوں اور منقّش خوبصورت چاندنیوں پر تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے۔

یعنی حوریں ان خیموں میں تکیہ لگائے ہوئے بیٹھی ہوں گی بالشتوں پر کہ رنگارنگ ہوں گے اور اس پر سبز اور سفید خطوط ہوں گے اور خیموں کا رنگ بھی اس طرح ہو گا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَنْثُورًا (الإنسان ١٩)

اور ان کے آس پاس خدمت میں پھریں گے ہمیشہ رہنے والے لڑکے جب تو انہیں دیکھے تو انہیں سمجھے کہ موتی ہیں بکھرے ہوئے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب ایک بندہ مؤمن ان نعمتوں سے مسرور ہو گا تو اس کو لشکر کا خطرہ پیدا ہو گا کہ اگر ہمارا لشکر ہوتا تو اس وقت ہر پھل کے سواروں کو باہر کرلیتا اور ان کے اندام بہت نازک ہوں گے پس ہر مؤمن کے لئے چھ لاکھ امراء ہوں گے اور ہر امراء کے اسی ہزار چوبدار ہوں گے اور تمام کے ساتھ موتیوں کے ڈنڈے ہوں گے اور اس اندازہ کے برابر لشکر اور حشم اور

ہجوم شکار کے خیال سے ان میدانوں میں جو درختوں سے پُر ہوں گے جب وہ وہاں پہنچیں گے تو تمام درخت اسی کی طرف جائیں گے کہ لشکر کے صفوف منقطع ہو جائیں اور ہر لشکری سو یا دو سو ہرنوں کو ماریں گے کہ نیم پختہ اور نیم بریان ہوں گے ان میں سے بعض کو کھائیں گے اور بعض کو گھر لے آئیں گے جب ان کو کھا کر ہڈیاں پھینکیں گے تو وہ ہرن پھر زندہ ہوں گے اس لئے کہ اس سرائے میں فنا کا نام نہیں ہے بلکہ وہاں ہمیشہ کے لئے بقا ہے۔ اور اس دبدبہ سے وہ دیدار رسول اللہ ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام کے لئے جائیں گے اور کبھی اپنے والدین کی ملاقات کے لئے اور کبھی اپنے بھائیوں کی ملاقات کے لئے جائیں گے اور وہ گھر کے مالک ان تمام لشکر کو مہمانی سے نوازیں گے اور کبھی وہ خود ان کو دعوت مہمانی دیں گے اور طعام و شراب قسما قسم ان کو پیش کریں گے اور جنت میں گھوڑے کے کئی اقسام ہیں۔ بعض کے دو پاؤں دو بال ہوں گے جس طرح مرغ ہوتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ دنیا کے گھوڑوں سے سات گناہ برے ہوں گے ان کے سم کے نیچے یہ آئیں گے پہلی قسم والے ہر گام پر ستر ہزار سالوں کی راہ کو طے کریں گے اور دوسری قسم کے کوئی حساب نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جنت میں دن رات نہیں ہوتے ہزار سال کی مدت مشک سیاہ بارد کی طرح ہو گا وہ علامت شب کا ہو گا۔ اور ہزار سال مدت سفید مشک بارد کی علامت دن کا ہو گا۔ اور جنت میں خواب نہیں ہوتا اس لئے کہ جنت میں محنت اور مشقت نہیں ہوتا اور ہفتہ بھی حساب سے ہو گا چنانچہ اتوار کے دن مؤمن مہمانی کرے گا اور دوستوں کو دعوت دیں گے اور پیر کے دن اپنے ماں باپ کو مہمانی دیں گے اور فرزندوں کو منگل کے دن دعوت دیں گے۔ اور بدھ کے دن علماء اور مشائخ کو دعوت دیں گے اور جمعہ کے دن حضرت ذوالجلال اور بار ذوالکمال مہمانی دیں گے اور تمام مؤمنوں کو دعوت عام ہو گی۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ مہمانی جس طرح دنیا میں پکانہ اور جانوروں کو ذبح کی طرح نہیں ہو گی بلکہ جو وہ چاہیں گے اس وقت مہمان کے لئے مہیا ہو گا۔

نقل ہے کہ اگر کسی کے دل میں یہ خواہش ظاہر ہو جائے کہ ہمارے لئے دنیا میں زراعت تھا تو بہتر اس سے ہو گا اور اس وقت غلہ پیدا ہو گا تو اس وقت خوشے ہوں گے اور وہ پک جائیں گے اس وقت اسے کاٹ جائیں گے۔ اور پھر وہ صاف ہوں گے۔ ایسا اگر کسی کے دل میں یہ خواہش پیدا ہو گی کہ اگر میرے فرزند ہوتے تو بہتر ہوتا تو اس وقت فرزند ہوں گے اگر وہ یہ چاہیں گے کہ وہ بڑے ہو کر میرے ساتھ کھیل کود کریں تو ویسا ہی ہو گا۔ اور اگر وہ چاہے کہ اس وقت وہ بڑے ہو جائیں تو اس طرح ہو گا: وفیھا ماتشتھی انفسکم۔ اور اس میں وہی ہو گا جو تمہارے دل چاہیں گے پو جو دل میں آئے گا وہی موجود ہو گا۔ اور تیر مارنا بھی جنت میں بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فِيهَا سُرُرٌ مَرْفُوعَةٌ (١٣) وَأَكْوَابٌ مَوْضُوعَةٌ (١٤) وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ (١٥) وَزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ (الغاشية ١٦)

اس میں بلند تخت ہیں اور چُنے ہوئے کوزے اور برابر برابر بچھے ہوئے قالین اور پھیلی ہوئی چاندنیاں۔

یعنی جنت میں بلند تخت ہوں گے کہ پانچ سو سال بلندی کی راہ پر ہوں گے اور اس میں بہت سی صراحیاں رکھی ہوئی ہوں گی اور بے شمار بالینیں ہوں گی اور بہت سے فرش ہیں کہ ان کے بطائن برف سے ہوں گے۔

منقول ہے کہ کافر انکار اور طعنہ دیں گے کہ مؤمن سو سال اوپر ہوں گے اور سو سال نیچے ہوں گے ان کی تمام عمر ایسی گزر جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید کے لئے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:
أَفَلَا يَنْظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ (الغاشیۃ ۱۷)
تو کیا اونٹ کو نہیں دیکھتے کیسا بنایا گیا۔
اگر نابالغ بچہ چاہیں گے تو وہ بھی ہو جائیں گے نابالغ بچہ کی طرح اگر وہ سوار ہونا چاہیں گے وہ سوار ہوں گے اسی طرح وہ تخت نیچے آ جائیں گے اور مؤمن سوار ہو جائیں گے اور اوپر جائیں گے اور جب اوپر چلے جائیں گے تو ہر ایک اپنے تخت پر بیٹھ جائیں گے اور دوسروں سے باتیں کریں گے اس طرح جس طرح ہم پر یہاں دنیا میں گزر جاتے ہیں اور ہر ایک ستر من طعام تناول کرے گا اور شراب پیئے گا اور جب پسینہ کی خوشبو اس کے بدن سے نکل جائے گا وہ سیر ہو جائے گا۔ اور دنیا میں جو کوئی زیادہ کھاتا ہے کہ زیادہ خوراک اس کے عقل کے زوال کا سبب ہوتا ہے اور جنت میں تندرستی اور کمال عقل اس کو حاصل ہوتا ہے۔

مسئلہ: جب ایک عورت کے دو یا تین شوہر گزرے ہوں تو وہ کس شوہر کے پاس ہو گی؟

جواب: بوستان ابی اللیث سمرقندی میں ہے کہ جس سے وہ راضی ہو گی اس شوہر کے ساتھ ہو گی۔ اور اللہ تعالیٰ اس عورت کی شکل پر عورتیں پیدا کر دے گا اور ان شوہروں کے پاس رہیں گی تاکہ ان کے دل خفانہ ہو سکیں۔

جان لو اے فرزند! کہ جنت کی نعمتیں بے شمار ہیں جب مسلمان اس سے خوش ہو جائیں گے اور مغرور بھی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ ان بندوں کو میری طرف سے دعوت دو جب فرشتے جائیں گے تو درباری فرشتے نہیں رہیں گے وہ اللہ تعالیٰ کے درگاہ میں روئیں گے کہ خادم فرشتے نہیں رہے حکم ہو گا کہ کیوں ادب سے حاضر نہیں ہوتے چاہیئے کہ شکستگی سے پکڑے عرش کے تخت نیچے گھر ہیں جو ہر مسلمان کے عدد کے برابر وہ گھر ہوں گے جب وہ کھڑے ہوں گے صرف

کھڑے ہونے سے فرشتے ان کی روشنی کو دیکھ کر سروں کو زمین پر رکھ دیں گے۔ خادمین دربار پہنچیں گے تو وہ غلاف کے قریب تک جب پہنچ جائیں گے تو مؤمنوں کے ہاتھوں کو پکڑیں گے جب دستر خوان بچھائے جائے گا تو سیب ان میں ہو گا جب سیب کو دو ٹکڑے کیا جائے گا اس کے درمیان سے حور نکلیں گے کہ دوسرے حوران کے انگلی کے برابر ہوں گے جس طرح سورج کے سامنے انگلی ہو گی اور ان کی آنکھیں رکھ دیں گے تو وہ افسوس ان کے اندھاپن پر کریں گے غیبی آواز ہو گی کہ ان کی آنکھوں پر بوسہ دو جب وہ بوسہ دیں گے وہ آنکھوں کو کھول دیں گے اور ہنسیں گی بجلی کی طرح ایک چمک ہو گا کہ فرشتے ان کے دیدار کے لئے زمین پر اپنے سروں کو رکھ دیں گے شوہر کہے گا کہ میں تمہیں نہیں پہچانتا ہوں تم کیوں میرے سامنے ہنسیں وہ کہہ دیں گے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ جب تم اپنے شوہروں کو نہ دیکھو گے آنکھیں مت کھولو جب تم نے بوسہ دیا تو میں سمجھی کہ میرا ہی توں ہی شوہر ہے اس کے بعد جب شوق پیدا ہو گا تو ہر ایک اپنے جیب سے خط نکال دے گی۔ ان کے ہاتھوں میں رکھ دے گی ہر خط میں چار سطریں لکھی ہوں گی۔

ایک میں یہ لکھا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے بندوں چنانچہ میں زندہ ہوں اور میری زندگی کے لئے کوئی زوال نہیں ہے۔ تمہیں بھی ایسا کیا۔

دوسری سطر میں یہ لکھا ہو گا میں نے تمہیں بادشاہی عطا کی کہ اس میں کوئی حد اور شمار اور نقصان وزوال نہیں ہے۔

تیسری سطر میں یہ لکھا ہو گا کہ میں نے تمہیں ایسی جوانی عطا کی کہ تم کبھی بھی بوڑھے نہ ہوں گے اور ایک عنایت اور عطا کی وہ بھی میں نے عطا کی مؤمن کہیں گے کہ اے رب تم نے ہمیں دنیا کے عذاب اور عرصات و دوزخ و صراط سے نجات دی اور نعموں کے ساتھ ہمیشہ کے لئے جنت عطا کی

پھر وہ کونسی عنایت ہے جو عطا کی ہاتف آواز دے گا کہ ایک وعدہ جو دیدار الٰہی ہے تمہارے ساتھ کیا تھا ابھی تک میرے دیدار سے تم محروم ہو پس معلوم ہوا کہ تمہیں اس سے مشرف ہو جاؤ کہا گیا ہے کہ اس غور و فکر سے جو جنتیوں کو پہنچے ہوں گے ان تمام کو وہ بھلا دیں گے فرشتے دو پاؤں والے گھوڑے لائیں گے اور ان پر سوار ہو جائیں گے اور عورتوں کو فرشتے محلات میں لائیں گے اور دار الجلال کی طرف روانہ ہوں گے اور دار الجلال ایک میدان ہے جنت میں اگر وہ گھوڑے اس میدان میں ہمیشہ کے لئے بھی دوڑے تو ہر گز وہ وہاں نہیں پہنچیں گے۔ پس اس میدان میں ایک محل ہو گا اس کے چار سو دروازے ہوں گے ایک دروازہ سے دوسرے دروازہ تک چار سو سال کی راہ ہو گی اور وہ ہر طرف سے اس محل تک آیا کریں گے اور اس محل کے گنبد ہوں گے بعض نور کے ہوں گے اور بعض کی ترتیب ایسی ہو گی کہ ایک انیٹ سونے کی ہو گی اور ایک چاندی کی ہو گی اور بعض سفید مشک کو گنبد نورانی پر چھڑک دیا جائے گا علماء اور اولیاء کے محلات پر جو گنبد ہوں گے وہ سونے کے ہوں گے اور عام مؤمنوں کے لئے گنبد پر مشک ڈالے جائیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمان ہو گا فرشتوں کو کہ شراب کے کاسوں میں ان کو پلایا جائے ہر ایک اتنا پئے گا کہ فرشتے ان کو دینے سے تھک جائیں گے وہ مناجات شروع کریں گے کہ اے ہمارے رب وہ مست نہیں ہوتے فرمان حق ہو گا کہ تم ان سے دور ہو جاؤ میرا ان سے وعدہ ہے کہ تمام باہر چلے جائیں گے بغیر جبرائیل علیہ السلام کے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا (الدھر ۲۱)

ان کے بدن پر ہیں کریب کے سبز کپڑے اور قنادیز کے اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے گئے اور انہیں ان کے رب نے ستھری شراب پلائی۔

یعنی استبرق کے کپڑے ہوں گے اور پاؤں میں چاندی کے پازیب ہوں گے اور موتی ان کے گردن میں ڈالے جائیں گے اس لئے کہ دنیا میں مردوں کے لئے زیورات حرام ہیں اور جنت میں جائز ہیں۔ اس لئے کہ ان کی داڑھیاں نہ ہوں گی اس کے بعد دو ہاتھ غیب سے پیدا ہوں گے اور ہاتھ والے کو نہ دیکھا جائے گا اور مؤمنوں پر پیالہ گردانا جائے گا تو وہ تمام ایک دم مست ہو جائیں گے اور ان کا تمام وجود ایک آنکھ کی طرح ہو گا یعنی بعض آنکھوں سے دیکھیں گے اور دوسرے اعضاء سے بھی۔ اس وقت پورا اعضاء ان کا آنکھ ہو گا اور وہ ہر طرف سے دیکھیں گے اور اپنے آپ کو بھول جائیں گے مگر انانیت کہ میں اس طرح ہوا اور اس میں سیاہ اور سبز تجلی نمودار ہو گی اور اس میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے اور وہ دیدار بے مثل اور بے نظیر ہے اور ہر ایک اپنے اندازہ یقین اور معرفت سے اور بقدر قدرت اور استعداد سے اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے اور وہ یقین سے جان لیں گے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے کہ اس کی مثل نہیں ہے۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے:

سترون ربکم کما ترون قمر لیلۃ البدر لا تضامون فی رؤیتہ۔

حضور ﷺ نے یہ فرمایا کہ جلد تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جیسا کہ چودھویں رات کا چاند کی طرح اس کو دیکھنے میں کوئی دقت نہ ہو گی۔

چودھویں رات کی طرح بے شک و بے شبہ خدا کا دیدار کریں گے اس انداز سے کہ اس کی مثل اور نظیر نہیں ہو گی اور اگر لا تضامون مد سے پڑھا جائے تو معنی اس طرح ہو گا کہ ان کی تجلی تم میں سے کسی کے برابر نہیں ہو گی۔ بلکہ تجلی ہر ایک کے اپنے اندر ہو گی۔ اور یہ صحیح ہے۔

جیسا کہ شاعر کا قول ہے:

نظارہ کنان روی خوبت | چون در نگر ند از کرانھا

درروی توروئے خویش بیند   اینست تفاوت نظرہا

اس خوبصورت چہرے کا نظارہ دیکھنے کے برابر کوئی نہیں۔ تو اپنے چہرے کو دیکھو گے یہ ہے نظر کا تفاوت۔

ایک دن میں نے حضرت شیخ الاسلام والمسلمین شیخ علی بن قنبر علی قدس سرہ سے پوچھا کہ کرانہ سے کیا مراد ہے حالانکہ یہ دیکھنا بغیر جہت کے ہو گا اس نے فرمایا کہ مراد اس سے یاد انانیت ہے اور اپنے چہرے کو دیکھنے سے مراد یعنی اپنے آپ کو دیکھے گا اور اپنے مراتب کو دیکھے گا۔ اور دو ہزار پانچ سو سال مستغرق تجلی ہوں گے اس کے بعد سب سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ہوش آئے گا اور کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے پر ان پر رکھے گا تاکہ ہوش میں آجائیں کیونکہ حوریں ان کے انتظار میں ہوں گے اور جب ان کو ہوش آئے گا پھر وہ دیدار کے طلب کا دعویٰ کریں گے اللہ تعالیٰ سے فرمان ہو گا کہ جتنے تعداد میں مکھیاں دیکھ رہے ہو اتنے بار دیدار کرو گے۔ کہا جاتا ہے کہ ڈھائی دنوں میں فرمان ہو گا کہ نہیں بلکہ ڈھائی ہزار سال گزر گئے اور حوریں تمہارے منتظر ہیں۔ اس کے بعد وہی بیل کہ جو سات زمینوں کے نیچے ہے اور وہ پرندہ جو بحر الحیوان میں کھڑا ہے ان دونوں کو ذبح کیا جائے گا اور بندوں کی اس سے مہمانی دیا جائے گا۔

حضرت بی بی مریم اور حضرت آسیہ فرعون کی بیوی کو حضور ﷺ کے نکاح میں دی جائیں گیں۔ اور ان کی طفیل سے ہر مؤمن کو حوریں دی جائے گی کہ جنت کی حوریں ان کے دیکھنے سے ایسے ہوں گے جو سورج کو انگلی دکھانے کے مترادف ہوں گیں پھر سوار ہو جائیں گے اور بیویوں کو عمارت میں سکونت دیں گے وہ گھر کی طرف آئیں گے تو ہوا اس طرف مشک و عنبر کی بو سے وہ پریشان ہوں گے۔ تاکہ گھر کو پہنچ جائیں۔ اس کے بعد نور و جمال پیدا ہو گا تو جنت کی حوریں اس کے جمال سے

مزین ہوں گیں اور اس کے بعد ہر ایک شوق کے انداز سے حق تعالیٰ کے دیدار کریں گے۔ بعض ہر روز پانچ بار اور بعض اس سے بھی زیادہ دیدار سے مشرف ہوں گے۔

منقول ہے کہ اگر یہی لوگ ایک چیز جنت کی دیکھ لیں گے بغیر ان کلمات سے کچھ اور نہیں کہیں گے کہ یارب امتی امتی اے میرے رب میری امت میری امت اس لئے کہ تمام دنیا بقیمت تازیانہ جنت اس کے برابر نہ ہو گا۔ اور کہا جاتا ہے کہ چار چیزیں جنت سے بھی بہتر ہوں گیں۔ ایک ان میں موت نہیں ہو گا اس لئے کہ دنیا میں کوئی شخص کسی چیز کو دل سے لگائے اور اس سے خوش ہوں گے تو ہمیشہ اس کے زوال کا خوف اس کے دل میں ہو گا۔ دوسری چیز یہ ہے کہ اپنے اقرباء و محبان کے ساتھ ملاقات اور مجلس کرنا۔ تیسری چیز یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کرنا چوتھی چیز ان تمام سے افضل ترین دیدار خداوندی ہے۔ پس اے فرزند تمہیں معلوم ہو کہ نجات دوزخ سے اور جنت میں داخل ہونا تقوی کے ذریعہ ہو گا۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب باری تعالیٰ نے جنت کو پیدا فرمایا حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ اسے دیکھ لو جب دیکھا تو کہا واللہ وباللہ وبعزتک کہ ایسی چیز تم نے پیدا کی کہ اس کے بغیر کسی کو آرام نہیں آئے گا پھر فرمایا جاؤ کہ اس کی راہوں پر نظر کرو کہ کس طرح ہیں جب اس نے دیکھا تو تمام ریاضت اور طاعت اور مجاہدہ وترک لذت اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اور اپنے نفس کو اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور محنت و مشقت واندوہ و غم اور صبر اور شکر اور وہ جو شریعت کا طریقہ ہے دیکھا اور کہا کہ اللہ کی قسم کہ جنت میں نہیں آئے گا مگر تھوڑی محنت کے سبب سے جو اس راہ میں ہیں پھر دوزخ کو پیدا کیا اور فرمایا کہ اس کو دیکھو جب مخالفوں کا حال دیکھا تو کہا کہ بعزتک تمہاری عزت پر قسم ہے کہ کوئی نہیں ہے جو یہاں آئے گا اس راہ پر اور تمام لوگ اس پر گزر جائیں گے اور اس پر راضی نہ ہوں

گے فرمایا کہ اس کی راہ کو دیکھو تو تمام خلاف طاعت اور ریاضت وعبادت وفسق وفجور جیسے شراب پینا اور زنا کرنا اور آلات ملاہی سے گمراہی کرنا وغیرہ ذلک قبائح میں سے کہ بدبختوں کی آنکھوں میں دنیا میں آسان ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کا حکم ان پر دشوار ہو گا تو اس نے کہا کہ بعزتک تمہاری عزت پر قسم ہے کہ کوئی بھی اس راہ کے بغیر خلاصی نہیں پائے گا مگر اس کو نجات ہو گی جس پر تمہارا ارادہ نجات ہو گا۔

حدیث شریف میں ہے کہ جنت اور دوزخ کے درمیان مجادلہ شروع ہوا کہ کونسا بہتر ہے دوزخ نے کہا کہ اے جنت افسوس آپ کی نعمتوں پر ہے اس لئے کہ دنیا میں قبیح ترین مرد جو کہ بصورت خسیس ترین مخلوق مال وجمال کے شوکت جو ان کے پاس ہیں وہ تمہارے پاس آئیں گے اور تم ان کا ٹھکانہ ہو اور جو شرافت میرے لئے ہے تو وہ اس وجہ سے ہے کہ جو بہترین مردمان صورت وشکل سے ہیں مال وجمال وشوکت سے ہیں فحش وزنا اور حرام خواری اور مخلوق آزاری وہ میرے پاس آئیں گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب ہوا کہ جاؤ اے دوزخ تمہیں یہ معلوم ہو کہ قبیح ترین مرد کے لئے جو میں نے صورت دیا ہے تو جنت کی کوئی چیز ان کے لئے نہیں ہے اور جو زیبا ترین لوگ ہیں جو تیری قسمت میں ہیں ان کے منہ کو برا اور سیاہ کروں گا تو تم ان سے ڈر جاؤ گے اور ناراض ہو جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ (البقرۃ ۲۴)

تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار رکھی ہے کافروں کے لئے۔

ایک دن رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تمام صحابہ کے ساتھ بیابان میں پیاسے تھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ فلان پہاڑ پر جاؤ۔ اور فلان کنویں کو میرا اسلام کہہ دینا کہ اپنے پانی کو وہ نکال ڈالے تاکہ میرے صحابہ اس کو پئیں جب وہ اس کنویں تک پہنچا حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دعا سے پہنچ گیا تو

اس کنویں نے کہا کہ میری جان حضور ﷺ پر فدا ہو تو جب یہ آیت کریمہ حضور انور ﷺ پر اتری تو میں اتنا رویا کہ مجھ میں کوئی زرہ نہیں رہا اور تمام پانی خشک ہو اا ور وہ کنواں پتھروں سے بنایا گیا تھا اس سے ڈر کہ مجھے اس ڈر نہ ہو کہ دوزخ کی آگ میرے ذریعہ زیادہ ہو گی جب یہ جواب حضور ﷺ تک پہنچایا تمام صحابہ اتنے روئے کہ پیاسا ہونا بھول گئے۔

یہ بھی منقول ہے کہ دوزخ اور جنت کے درمیان وادی ہے جس کا نام اعراف ہے کہ وہاں ٹھیلے مشک کے ہیں کہ نہ وہ دوزخ سے تعلق رکھتا ہے اور نہ جنت سے۔

جیسا کہ شاعر نے کہا ہے:

حوران بہشتی را دوزخ بود اعراف

وزودوزخیان پرس کہ اعراف بہشت است

جنت کے لئے اعراف دوزخ ہے اور جب دوزخیوں سے پوچھا جائے گا کہ وہ کہیں کہ اعراف جنت ہے۔

پل صراط پر لوگ جب گزر جائیں گے تو وہاں کھڑے ہوں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وعلى الاعراف رجال۔ اعراف پر لوگ ہیں۔ اور جنتیوں سے خطاب ہو گا کہ اے اہل بہشت کہ جو ہم نے کہا تھا تمام حق تھا وہ کہیں گے صدقنا ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ یہ تمام سچ ہیں۔ ہم وہاں پہنچ گئے پھر دوزخ والوں سے خطاب ہو گا کہ اے اہل دوزخ کہ جو ہم نے کہا تھا تمام حق تھا اور تم نے اپنے اعمال کا بدلہ لیا یا نہیں وہ کہیں گے کہ اے عالم تمام سچ ہیں کہ ہم جنتوں کے منکر تھے اس لئے بہشت سے محروم ہو گئے اور دوزخ میں چلے گئے اور کافر عالموں سے کہیں گے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَنَادَى أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالُوا إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِينَ (الاعراف ۵۰)

اور دوزخی بہشتیوں کو پکاریں گے کہ ہمیں اپنے پانی کا کچھ فیض دو یا اس کھانے کا جو اللہ نے تمہیں دیا کہیں گے بے شک اللہ نے ان دونوں کو کافروں پر حرام کیا ہے۔

کہا جائے گا کہ خاموش رہو کہ یہ اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام ٹھہرایا ہے۔ اس عالم جنت کی طرف جائیں گے۔ جان لو اے فرزند اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت سے ڈھانپ دے اور تمہارے والدین کو کہ فقیر کا مطلب ان قصص اور قصہ خوانی سے دور حکایت آموزی نہیں ہے۔ بلکہ فقیر کا مطلب یہ ہے کہ جو برائیاں ہیں ان کو ترک کیا جائے اور جو اچھائیاں ہیں اس کا خیال رکھے تاکہ اس سبب سے عمل کرنا فقیر کے امر بالمعروف کا نتیجہ ہو گا حضور ﷺ کا فرمان ہے: الدال علی الخیر کفاعلہ۔ خیر پر دلالت کرنے والا اس طرح ہے کہ اس نے خود یہ فعل کیا ہو۔

مشارق کی شرح میں ہے کہ جب حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو صلہ رحمی کرے گا اس کا رزق فراخ ہو گا۔ اور لمبی عمر ہو گی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ لمبی عمر سے کیا مراد ہے مگر وہ جو اس سے پند و نصیحت قبول کر لے یا اس سے نیک بیٹا پیدا ہو گا تو جو وہ عمل کرے گا اس کے عمل کے اجر میں وہ بھی شریک ہو گا اور کسی نے ایک صحیفہ بھی لکھ دیا کہ اس نصیحت ہو اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانے گا۔ اور وہ کتاب امر بالمعروف کا ہو۔

مشارق کی شرح میں لکھا ہے کہ تمام نیکیاں جہاد کی اس قطرہ دریا کی ہے پھر فرمایا کہ جہاد برابر امر معروف اس طرح کہ جس طرح دریا میں پانی اور جب امر معروف لازم تھا تو اس کے گردن سے وہ ساقط ہو گا تاکہ تم پر یہ روشن ہو کہ قیامت کی راہ جو لمبی ہے اور توشہ کم ہو گا تو اس راہ کے لئے زیادہ

توشہ کرنا چاہیئے اور اچھے عمل کو اپنا دوست بناؤ تا کہ تنگی حالات میں تم ہلاک نہ ہو جاؤ۔ جان لو اے فرزند کہ اس فعل میں جو تم نے کہا مسائل شرعیہ کہ نادر ہیں بعض کو میں یہاں لکھ دوں تا کہ مخلوق خدا کو اس سے فائدہ حاصل ہو۔

مسئلہ: اگر کوئی بازار چیزوں کو خرید تا ہے اس چیز کے حلال اور حرام کے متعلق اس کو پوچھنا چاہیئے یا نہ؟

جواب: حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بغیر پوچھنے کا جائز نہیں کہ خریدے اور حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک جائز ہے۔ اس لئے کہ بازار مصفی ہے اور بازار حرام و حلال سے خالی نہ ہو گا جو ضرورت اس کو خریدے تو اس پر وہ ماخوذ نہ ہو گا۔

مسئلہ: اگر کسی نے دنیا میں مال جمع کیا ہو اور وہ بھی نامرضیات اور جبر اور حرام سے جمع کیا ہو اس شخص کی وفات کے بعد وہ مال وارثوں پر حلال ہو گا یا نہیں؟

جواب: وارثوں کے لئے حلال ہے اس لئے کہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے کہ بدترین مال ان لوگوں کا ہے کہ اموال کا حساب خود دے اور اس کا فائدہ دوسروں کو دے۔ ایضًا قال علیہ الصلوٰۃ والسلام: مال البخیل کسن الفیل لا ینفع الا بعد الموت۔ مال بخیل ہاتھی کے دانت کی طرح ہے وہ فائدہ مند نہیں مگر مرنے کے بعد فائدہ مند ہو گا۔ پس میراث کھانے والا اپنے آپ کو خراب نہ کرئے بلکہ اگر قرض دار اس کے پاس آ جائے کہ ہمارے اس مردے پر قرض ہے اس مال سے وہ قرض ادا کرئے اور زکوٰۃ بھی ادا کرئے اور فقیروں کے لئے اس سے کھانا حلال ہے اس لئے کہ فقیر کا حق کسی وقت بھی برطرف نہیں ہوتا۔ تفاوی نوادر۔

مسئلہ: اگر کوئی کسی گائے کے بچہ یا گائے کو غصب کرے اور وہ بچہ مر جائے اور گائے میں دودھ خشک ہو جائے تو تاوان دودھ وہ غاصب ادا کرے گا یا نہ؟

جواب: توان دے گا۔ تحفۃ الفقہاء۔

مسئلہ: جب ایک آدمی مال حرام کا مالک ہو جائے اور اس کو دوسری جگہ فروخت کر دے اس کا نفع اس کے لئے حلال ہے یا نہ؟ جواب: اگر درہم یا دنانیر ہوں اس کا فائدہ خریدنے اور بیچنے والے پر حلال ہے۔ اس لئے کہ یہ مثل رکھتا ہے کہ جب صاحب مال مل جائے تو اس کو واپس کیا جائے گا تو جائز ہے اور اگر سامان یا چار پائی ہو تو لینے اور بیچنے والے پر اس کا فائدہ حرام ہے کیونکہ جب مالک کو دیا جائے تو اس کی مثل نہیں ہے اس کو واپس کیا جائے اور یہ عذر ہے۔ فتاوی نوادر۔

مسئلہ: ایک زمین ہے جو زید نے چند سال اس کو کاشت کیا پھر چھوڑ دیا پھر عمر نے کاشت کیا اور پھر اس نے بھی چھوڑ دیا پھر خالد نے کاشت کیا پھر کچھ عرصہ کے بعد زید اور خالد آئے اور انہوں نے دعویٰ کیا قبضہ خالد کے ہاتھ میں تھا تو ان دونوں کا دعویٰ نہیں سنا جائے گا اس لئے کہ القبض دلیل الملک الحال کہ قبضہ حال ملک کی دلیل ہے۔ اور ملک خالد کا ہے اس میں زید و عمر کے لئے کچھ حصہ نہیں۔ منیۃ الکافی۔

مسئلہ: جب ایک آدمی تین سال دعویٰ کو ترک کر دے کہ ان کے درمیان مانع نہ ہو جب دریا وعدہ قطع الطریق کا ہو تو اس کے بعد وہ دعویٰ سنا جائے گا۔ منیۃ الکافی۔ اور دستور القضات میں ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ اگر کوئی تین دعویٰ کو ترک کر دے اس کا دعویٰ پھر نہیں سنا جائے گا۔

مسئلہ: اگر کوئی کسی کو گائے حوالہ کر دے اس شرط پر کہ وہ اس کے بچوں کا نگاہ بان ہو گا اور گھی کو شریک کر دیں گے یا گھی تمام صاحب گائے کو دیں گے تو یہ جائز نہیں اور اس لفظ کو ھندی میں کہری

کہتا ہے۔ ہدایہ۔ فتاوی جواہر میں ہے کہ حفاظت گائے نفع جیسے دودھ ودہی اور گھی تمام اس کے لئے ہیں۔ اور گائے اور گائے کا بچہ گائے کے مالک کا ہو گا۔ اس لئے کہ یہ بیع فاسد ہے اس لئے کہ دودھ گھی کے حصول سے پہلے فروخت ہوا ہے اور اگر گائے اور بچھڑا اس کے ہاں ہلاک ہو جائیں تو وہ ضامن نہ ہو گا۔ اگر اس نے ظلم نہیں کیا ہو یعنی اس کے ہاں ہلاک نہیں ہوا ہو۔

مسئلہ: ایک آدمی نے بڑی بیٹی کو بکر کے نکاح میں دیا تو زفاف سے پہلے مہر کا طلب چاہئے یا نہ؟

جواب: اگر وہ چھوٹی ہو تو والد کو مہر کا قبض جائز ہے اور اگر شوہر منع کر دے ادا کرنا اس کے والد کو اس لئے کہ مہر واجب ہو تا ہے صرف عقد سے۔ دستور القضات۔

مسئلہ: جب بیوی اور شوہر سے ایک مر جائے اور دخول نہیں کیا ہو تو بیوی کو تمام مہر ملنا چاہئے اس لئے کہ موت بمنزلہ دخول ہے۔ سراجی۔

مسئلہ: جب ایک آدمی اپنی بیٹی کو کسی کو نکاح میں دے دیں اور داماد سے اپنے لئے کوئی چیزیں لے تو کیا یہ اموال لینا اس کے لئے جائز ہے یا نہ؟

جواب: نہیں کیونکہ یہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا قول ہے: نہی عن الحلو فی النکاح۔ صراح۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نکاح میں دی ہوئی چیزوں سے لینا منع ہے۔ حلوا پنے لئے چیزوں کو پسند کرنے کو کہتا ہے نکاح میں پس اگر داماد اپنے گھر میں وہ لے آئے اور بیوی وہ مال طلب کرے یہ اسی کا حق ہے یا نہ؟

جواب: لے سکتی ہے منیۃ الکافی۔ اور روایت قاضی خان میں ہے ان کے درمیان جن چیزوں میں تصرف کیا گیا ہو جیسے مہمانی اور کپڑوں وغیرہ کے اس کے بھی حساب کرئے اور جو باقی ہو اسے بھی داماد سے طلب کرئے۔

مسئلہ: جب کوئی ایک لونڈی کو خریدے اور اس کے ساتھ جماع کرے تو وہ لونڈی مشتری سے چیزوں کی مستحق ہو گی یا نہیں؟

جواب: مہر واحد لازم ہوتا ہے۔ دستور القضاۃ۔

مسئلہ: حلال ہے حاملہ زنا والی عورت کے ساتھ نکاح اور حاملہ لونڈیوں میں سے ہو لیکن جائز نہیں جماع زانیہ وضع حمل سے۔ سراجی۔ بقول فصول العمادی اگر نکاح کرنے والا غیر زانی ہو اس کے لئے جماع جائز نہیں اور اگر نکاح کرنے والا خود وہ زانی ہو تو اس کے لئے جماع کرنا اس کے ساتھ حلال ہے نکاح اور جماع دونوں اگر زناکار نے کسی کو دیکھا اس وقت زنا کیا ہو پھر اس وقت اس کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص چاہے کہ اس کی چھوٹی بیوی کم عمر سے جماع کرے اگر پانچ سال کی ہو تو جائز نہیں اور اگر نو سال کی ہو تو اس کے ساتھ دخول روا ہے۔ اور چھ وسات وآٹھ سال کی ہو تو اس کو صرف دیکھنا چاہئے اور اگر فربہ ہو کہ قوت جماع برداشت کر سکتی ہو اس کو شوق بھی ہو اور اگر کمزور ہو تو پھر جماع صحیح نہیں ہے۔ دستور القضاۃ۔

مسئلہ: اگر کوئی کہے دوسرے کو ماں عورت کے ساتھ کیا کیا اور وہ کہے کہ میں نے جماع کیا تو حرمت مصاہرت لازم ہو جائے گا اس لئے کہ اس حکم میں ایک بار اقرار کافی ہے۔ دستور القضاۃ۔ مرد اور عورت نے دو گواہوں کے سامنے یہ اقرار کیا کہ میں عورت ہوں اور یہ شوہر لا ینعقد النکاح یعنی نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ نکاح اشتہار ہے نہ کہ چھپانا۔ دستور القضاۃ۔

مسئلہ: اگر ایک آدمی اپنی بیوی کو مروانے کے ڈر سے اس سے مہر بخشوائے اور بخشے تو مہر نہیں بخشا۔ وافی و دستور القضاۃ۔

مسئلہ: اگر کسی مرد نے دوسرے کی عورت غصب کیا اپنے نکاح کے لئے اگر شوہر اس عورت کے غاصب سے ایک روپیہ بھی لے گا تو اس غاصب کے ساتھ نکاح جائز ہو گا۔ اس لئے کہ یہ بمنزلہ خلع لیا گیا۔ نسخہ مبنی۔

مسئلہ: اگر ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ نکاح پہلے سے کیا تھا اور اگر اس نکاح کو جدید کرئے تو بھی جائز ہے۔ اگر وہ چاہے کہ نئی کے ساتھ چند دن گزارے تو اگر وہ عورت ثیبہ ہو گی تین دن پہلا عقد اس کے آگے ہو گا اور اگر باکرہ ہو گی تو سات دن چاہیئے پھر اگر وہ اس مثال سے قدیم عورت کی طرف پھر واپس آجائے۔ مجموعہ خانی معاملات۔

مسئلہ: جب اجیر اور مستجیر کے درمیان اختلاف ہو جائے کہ تم نے میرا کام خراب کر دیا جیسے قبا کا سینا مزدور کہے کہ میں نے اجرت سے یہ کیا تھا بقول امام ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ اگر اجیر گواہوں کو پیش کرئے گا اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر مستجیر کا قول صحیح مانا جائے گا اس کو قسم دیا جائے گا۔ مگر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دیکھنا چاہیئے کہ اگر اجیر آدمی ہے اور وہ اکثر اوقات کام خراب کرتا ہے تو قول قول صاحب پر عمل کیا جائے گا قسم کے ساتھ اور اگر اجیر مشہور بعمل رایگان نہ ہو تو پھر قول قول اجیر قسم کے ساتھ مانا جائے گا۔ نسخہ عینی۔

مسئلہ: ایک مرد دو عورتوں کا شوہر تھا اور وہ دونوں عورتیں چودھویں ماہ کی طرح خوبصورت تھیں ایک عورت نے بے سمجھی سے دوسرے کے لڑکے کو دودھ دیا تو دوسری عورت اس پر حرام ہوئی اور قیامت تک اس کے لئے حلال نہیں ہے جس نے یہ معمہ حل کیا تو وہ اپنے علاقے کا مفتی بے نظیر ہو گا۔

یہ اس طرح ہے کہ عمر کے پاس ایک کنیز صاحب جمال تھی اور زید نے اسی کنیز کو چھوٹے بیٹے جو دودھ پیتا تھا خود نکاح کیا اس کے بعد عمر نے اس کنیز کو آزاد کیا تو وہ اپنے نفس کی حکم ہوئی اس نے دوسرا شوہر کے ساتھ نکاح کیا۔ اور بکر کے لئے دوسری عورت تھی دوسری عورت بکر کی اس زید کے بچے کو دودھ دیا اور وہ کنیز اس کی نکاح میں تھی تو کنیز بکر پر حرام ہوئی اس لئے کہ وہ بچہ اس کا ہوا اور کنیز اس کے بیٹے کی بیوی ہوگئی اس لئے کہ وہ پہلے کی بیوی تھی۔

مسئلہ: ایک شخص نے دو بہنوں اور ایک ماں کو ایک آدمی کے نکاح میں دیا آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے اس کا بیان یہ ہے کہ ایک کنیز دو مردوں کے مشترک تھی اس کنیز کا بیٹا ہوا اور دونوں نے بیٹے کا دعویٰ کیا تو وہ بیٹا ان دونوں کا ہوا اور کنیز آزاد ہوئی۔ اور وہ لڑکا اپنے باپ سے کامل میراث لے سکتا ہے اس سے میراث ایک باپ نے بعد اس فرزند اسی اپنے ماں کو اور ایک بہن کو ایک باپ اور بہن دوسرے باپ سے نکاح کیا ایک آدمی کو دیا جائز ہے یہ دونوں یہ مسئلہ حذر خوانی میں لکھا گیا ہے۔

مسئلہ: اگر کفارت والے نے روزہ کفارت کا رکھا دو ماہ کے حساب سے اور انیتس دن کا ہو تو جائز ہے اور اگر حساب ساٹھ دن رکھا ہو تو جائز نہیں مگر ساٹھ دن اس کے لئے جائز ہے۔ شرح ابو المکارم۔

مسئلہ: اگر موؤذن اور امام جماعت ایک آدمی ہو تو یہ جائز ہے یا نہ؟

جواب: یہ بہتر ہے اس لئے کہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم بعض اوقات خود آذان دیتے تھے اور امامت بھی کرتا تھا: قوله يفيد ما قلنا الخ اى قول ابى حنيفة رضى الله عنه يفيد ان المؤذن لا يجلس بين الآذان والامامة فى المغرب ويفيد ان المستحب ان يكون المؤذن عالما بالسنة اى بالاحكام الشرعية لان للآذان سننا وادبا فلابد من العلم بها ولانه من باب الجماعة والدعاء اليها فلا

يفوض الى غير العلماء ولهذا قال علی رضی الله عنه لو استطعت الآذان مع الخلفاء لاذنت فثبت ان الاحسن ان يكون العالم اماما فی الصلٰوة بخلاف ما يقوله بعض المتأخرين ان الاحسن للامام ان يفوض الآذان والاقامة لغيره فان النبیﷺ ما باشر الآذان والاقامة بنفسه وقد كان امامهم فی الصلوة وقال شمس الائمة هذا فی حقهﷺ ففی حقنا آذان الامة بنفسه اولی لان المؤذن يدعوا الی الله فمن اعلی درجته منا فهو اولی الاناس به وقد اذن رسول الله ﷺ واقام فی بعض الاوقات وروی عتبة بن عامر كنت مع رسول اللهﷺ علی سفر فلما زالت الشمس اذن واقام وصلی الظهر كفاية۔

ترجمہ: اس کا قول فائدہ دیتا ہے جو ہم نے کہا الخ یعنی قول ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فائدہ دیتا ہے کہ مؤذن نہیں بیٹھے گا آذان اور امامت مغرب کے وقت میں اور فائدہ دیتا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ مؤذن عالم ہو احادیث سے یعنی احکام الشریعۃ سے کیونکہ آذان کے سنن اور آداب ہیں تو اس کے لئے علم ضروری ہے کیونکہ جماعت کا باب نماز کی طرف بلانا ہے تو یہ بغیر علماء کو نہیں سونپی جاتی اس وجہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے اگر میں آذان کی طاقت رکھتا خلافت کے ساتھ تو میں آذان دیتا تو یہ ثابت ہوا کہ بہتر یہ ہے کہ وہ عالم ہو امام ہو نماز میں اور جو خلاف ہیں متأخرین سے کہ بہتر یہ ہے کہ امام مؤذن اور اقامت کرنے والے کو دوسرا بنائے۔ نبی ﷺ وہ کوئی باک نہیں جانتے کہ وہ خود آذان یا اقامت کہے اور وہ خود نماز میں امام تھے۔ امام شمس الائمہ نے فرمایا ہے کہ یہ حضور ﷺ کے حق میں ہے اور ہمارے حق میں بھی ہے۔ کہ آذان امامت کے لئے خود دینا بہتر ہے کیونکہ مؤذن اللہ تعالیٰ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے جو ہم میں سے بہتر درجہ والا ہو تو وہ لوگوں میں بھی بہتر ہو گا۔ اور حضور ﷺ نے خود آذان اور اقامت بعض اوقات دیا ہے۔ حضرت عتبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا ایک سفر میں تو جب سورج کا زوال ہوا تو آپ ﷺ نے آذان دیا اور اقامت کیا اور ظہر کی نماز ادا کی۔ کفایہ۔

مسئلہ: اگر شکار دو حصے ہوئے تو دونوں حصوں کو کھانا چاہیئے اگر تھوڑا الگ ہو جائے تو اس کو کھائے اور اگر زیادہ الگ ہو جائے تو اس کو نہ کھانا چاہیئے اس لئے کہ زیادہ کل کے حکم میں ہے۔

مسئلہ: اگر شکار کو تیر سے مارا اور اس کے پیٹ میں خون چلا گیا تو اس گوشت کو نہیں کھانا چاہیئے اس لئے کہ وہ بہتے ہوئے خون سے پلید ہوا ہے۔ فتاوی نوادر۔

مسئلہ: تین عورتیں خالی نکاح سے حرام ہو جاتی ہیں ایک بیٹے کی بیوی ہے کہ جب بیٹے نے صرف ایجاب کی کیونکہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق نکاح ایجاب اور قبول ہے بخلاف مالک کے کہ نکاح اس کے نزدیک جماع کرنا ہے اگرچہ بیٹے نے اس عورت کو نہیں دیکھا ہو۔ دوم والد کی بیوی بیٹے پر صرف نکاح کرنے سے وہ بیٹے پر حرام ہو جاتی ہے۔ ای فرزند جان لو! جو بھی اس مسئلہ میں دلیری کرے اور حیلہ سازی کرے بغیر ضلالت اور کفر کے سامان کے علاوہ کچھ نہ ہو گا۔ اور مذہب ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے باہر ہو گا اور کلام اللہ سے انکار کرنے والا ہو گا۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ولا تنکحوا ما نکح اباؤ کم۔

ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن کے ساتھ تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہو۔

اس لئے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نکاح کے بیان میں سوا ایجاب اور قبول کے علاوہ کچھ نہیں کیا ہے۔ تیسری بیوی کی ماں کے ساتھ نکاح حرام ہے اس کے ساتھ دست درازی نہیں کرنی چاہیئے پھر طلاق دی تو پھر اس کی بیٹی اس پر حلال ہے۔ (دستور القضاۃ وایضا مجموعہ معاملات)

مسئلہ: اگر لمس اور نظر ان عورتوں مذکورین پہلے مسئلہ میں اس حالت میں اگر انزال ہو جائے تو حرام نہیں ہو جاتی اس لئے کہ تصرف شہوت یہ غیر محل ہے۔ اسی طرح اگر دخول کرے اور اس

عورت کی بیٹی دوسرے شوہر سے تو اس کے بیٹے پر حرام نہیں ہے اس لئے کہ یہ تصرف شہوت غیر محل میں ہے۔ مجموعہ خانی معاملات۔

مسئلہ: دو عورتوں کو جمع کرنا کہ اگر کسی ایک عورت کو مذکر تسلیم کیا جائے اور دوسرے پر اس کے ساتھ نکاح جائز نہ ہو۔ تو دونوں کو اکٹھا جمع کرنا ایک شخص کے لئے جائز نہیں مگر تین عورتیں بغیر تناقض اول کی بیٹی ہو یعنی شوہر کے بیٹی ہو تو دوسری عورتوں کے ساتھ اکٹھی ہو سکتی ہے یہ جائز ہے۔ دوسری خوش دامن اور عورت کے بیٹے یعنی اگر کس عورت نے باسنوان نکاح میں جمع کیا تو بھی جائز ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ عورت اور کنیز اس عورت کی۔ شرح ابو المکارم۔

مسئلہ: جماع کرنے والی کنیز کو کسی کو بخشش کرنا جائز نہیں مگر اس حال میں جائز ہے کہ اس کو تمام لونڈیوں کو بخش دے یا خریدے اور یا نکاح کرے۔

منقول ہے کہ ایک شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میری ماں نے جماع شدہ کنیز جو اس کی تھی مجھے بخش دیا یہ جائز ہے یا نہیں اس نے کہا کہ جائز نہیں مگر تین چیز سے کہ وہ تمام تمہیں بخش دے یا اس کو خریدے یا اس کے ساتھ نکاح کرلے۔ شرح السنہ۔

مسئلہ: حلال کو حرام کرنا یہ قسم ہے۔ قاضی خان۔ اسی طرح اگر ایک شخص نے کہا کہ تمہارے ساتھ بات کرنا حرام ہے۔ پس اس نے اس سے بات کی تو قسم کا کفارہ لازم ہوا۔ ایسا ہی اگر کوئی کہے کہ: حلال اللہ حرام او کل حل علیّ حرام و حلال المسلمین علیّ حرام۔ اللہ کا حلال حرام ہے یا ہر حلال مجھ پر حرام ہے اور مسلمانوں پر حلال مجھ پر حرام ہے۔ اور نیت نہیں کی ہو کسی چیز کا۔ امام فضلی اور فقیہ ابو جعفر وابو بکر الاسکاف وابو بکر بن سعید نے کہا ہے کہ ان الفاظ سے اگر اس شخص کی ایک بیوی ہو تو طلاق بائن واقع ہو جاتی ہے ایک طلاق سے اور اگر چہار بیویاں ہوں تو تمام کو ایک طلاق

سے بائن ہو جائیں گی اور اگر نیت کی ہو تو پھر تین طلاق واقع ہو جائیں گی۔ وفی النوازل۔ اس کے عدم کی نیت کی تصدیق نہ ہو گی کیونکہ یہ عرف پر مدار ہے اور اس وجہ سے قسم نہیں کھاتا اس پر سوا آدمیوں کے اور نوازل میں ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی آدمی کہے خدا کا حلال مجھ پر حرام ہے اگر میں نے فلان کام کیا اور اس نے وہ کام نہیں کیا اگر اس کی بیوی ہو تو وہ ایک طلاق سے طلاق بائن ہو جائے گی اور اگر اس کی بیوی نہ ہو اس کے بعد نکاح کیا عورت کے ساتھ تو اس پر کفارہ لازم ہے سوا طلاق کے۔ شرح شمسی۔

مسئلہ: اگر کسی شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا عدت میں وفات ہو گیا اور اس کے ساتھ جماع کیا ہو اور اگر عدت گزر گیا ہو اگر وہ دوسرا شوہر کرے تو جائز ہے اس لئے کہ وہ شوہر جو عدت میں کیا ہو وہ شوہر نہیں تھا بلکہ زانی تھا اور ہر طریق سے عدت پوری ہو جائے گا اور اگر اس عدت میں اس سے حمل ہوا نیز عدت منقضی ہو جاتی ہے اور عدت کے بعد سے نہ بو ضع حمل سے۔ مضمرات۔

مسئلہ: ایک شخص نے نکاح کیا اور دوسری عورت سے دخول کیا اور اسی کو خبر نہ ہو کہ اس کے ساتھ جماع کیا تھا تو دوسری وہ عورت اس سے جدا ہونے میں عدت واجب ہوئی تجب العدۃ علیہا یعنی اس پر عدت لازم ہوتی ہے اور اگر وہ مرد اس عورت سے باخبر ہو پس بعد فرقت سے عدت لازم نہیں ہوتی۔ لا تجب العدۃ علیہا۔ اس لئے کہ گویا وہ زانی تھا اور زنا میں عدت نہیں ہے اور پہلے شوہر پر وہ حرام نہیں ہوتی زنا کے سبب سے فتویٰ اسی پر ہے۔ شرح شمسی۔

مسئلہ: عدت کے لئے تین حیض مقدار کیوں رکھا ہے حالانکہ ایک حیض کافی تھا؟

جواب: پہلا حیض عورت کے رحم پاک ہونے کی شناخت تھی نطفہ پہلے شوہر کا اس لئے کہ اگر اسی عورت میں اس شوہر کا نطفہ ہو پس عدت اس کی وضع حمل ہو گا۔ اور دوسرا حیض عورت کا نکاح

کی حرمت ہے اس شوہر کے لئے۔ اور تیسرا حیض برائے فضیلت عورت آزادی ہے تاکہ فرق ہو سیدہ اور کنیز میں۔

مسئلہ: ولا عدة علی ذمية طلقها ذمیّ (شرح) ذمی پر عدت نہیں جب کہ طلاق دیا ذمیہ کو ذمی نے۔

مسئلہ: چار عورتوں کی عدت نہیں۔ اول: مطلقہ دخول سے پہلے۔ دوم: حربیہ جب فرار کرے اور اس کا شوہر دار الحرب میں رہ جائے۔ سوم: جب دو بہنوں کو ایک نکاح سے شادی کرے تو ضروری ہے کہ ان دو میں سے ایک کو رہا کرے اور اس کے لئے عدت نہیں ہے اور دوسری کے ساتھ جماع کر سکتا ہے لیکن اس نکاح کے بعد دوبارہ نکاح پڑھائے پہلی اس پر طلاق ہوئی جب تک اس کی عدت نہ گزر جائے تو وہ دوسری اس وقت تک اس پر حلال نہیں ہے۔ اگر ایک کو طلاق دی اور دوسری بہن کے ساتھ نکاح کیا تو بھی نکاح صحیح نہیں ہے جب تک پہلی کی عدت پوری نہ ہو۔ چہارم: ایک آدمی کے چار بیویاں تھیں اور پانچواں کے ساتھ نکاح کرے تو پہلی عورت طلاق ہو جاتی ہے اور اس کی عدت نہیں ہے۔

مسئلہ: العالم كفو اللعلوی۔ عالم علوی کا کفو ہو سکتا ہے۔

مسئلہ: العالم فقير كفو الجاهل الغنی۔ مختصر و شرح ابو المکارم۔ کہا کہ عالم فقیر جاہل غنی کا کفو ہے۔

مسئلہ: قریش کا قریش نام کیوں ہے؟

جواب: اس معنی پر کہ ہلنا دریا میں اس لئے ان کا نام قریش رکھا گیا ہے۔ اور کسی نے کہا ہے کہ قریش کسب کرنے والے کو کہا جاتا ہے اور وہ کسب اور تجارت زیادہ کرتے تھے۔ اس لئے ان کا نام قریش ہے۔ شرح شمسی۔

فائدہ: جو خشک کھانے کی چیز بے قنع کھائے تو نزع کے وقت اس کی روح نکلنا آسان ہو گا۔

مسئلہ: لعنت کہنا یزید پر روا ہے یا نہیں؟

جواب: نہیں اس لئے کہ وہ اہل قبلہ میں سے ہے اور اولاد رسول اللہ ﷺ پر تلوار اٹھانا گناہ ہے نہ کہ کفر اور جو اس پر لعنت کہے بقول امام اعظم رضی اللہ عنہ وہ شخص اور وہ لعنت اس پر واقع ہو جاتی ہے۔ شرح امالی۔ **کقول ماتت و لم یلعن یزیدا بعد الموت**۔ یزید پر مرنے کے بعد لعنت نہیں کرنی چاہیے۔

جان لو اے فرزند! جب یزید کا ذکر درمیان میں آیا تو اس کے جنگ کا کچھ حصہ نقل کروں کہ کس طرح ہوا۔ اس لئے کہ اکثر اہل روافض اس کو کذب سے تبدیل کیا ہے اور زیادہ لکھا گیا ہے اور عوام لوگوں کو اس وجہ سے کافر کرتے ہیں۔

منقول ہے کہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ کیا تم اس جنگ کے متعلق معلومات رکھتے ہو وہ کیسا جنگ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھوں کو جنگ کے خون سے آلودہ نہیں کرتا۔ اس لئے کہ جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان شر وبد گزر چکا ہے تو اس کا قصہ جائز نہیں تا کہ عوام الناس شک وریب میں نہ پڑیں اور عداوت ان کے دلوں میں نہ آ جائے تا کہ عداوت کے سبب وہ کافر نہ ہو جائے۔ اور اکثر اس وجہ سے اہل روافض جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دشمنی تھی اور وہ یہ نہیں جانتے کہ وہ تمام اصحاب رسول اللہ ﷺ تھے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک روز حضور انور ﷺ کے سامنے حاضر تھا کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ اے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ تمہاری پشت سے خون کا بو آرہا ہے اس نے کہا کہ کس طرح فرمایا کہ تمہاری پشت سے ایک فرزند پیدا ہو گا وہ میری اولاد کو شہید کر ڈالے گا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خدا کی قسم کہ میں اپنی عمر میں بیوی نہ کروں گا تو وہ تمام عمر بغیر بیوی کے تھا ایک دن حضرت مرتضی علیہ رضی اللہ عنہ نے اس کو حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ خلافت میں خلیفہ آپ کے بعد کون ہو گا فرمایا کہ میرے بعد ابو بکر صدیق خلیفہ ہو گا اس کے بعد فرمایا کہ فاروق پھر فرمایا کہ اس کے بعد عثمان ذی النورین ہو گا اس کے بعد فرمایا سوال کرنے بعد از وصال خلفائے ثلاثہ علی ہو گا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتضی رضی اللہ عنہ کے ساتھ گستاخی کی اور مزاح کے طور کہا کہ یا امیر سوال کرنے والا میں تھا خلافت مجھے ملے گا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ سوال کرنے والا میں تھا اس لئے کہ میں نے تمہیں بھیجا تھا اس نے یہ بات مان لی حضرت مرتضی رضی اللہ عنہ کے بعد دو سال خلافت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کی اس کے بعد اصحاب کے درمیان اختلاف پڑ گیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں ہوں گا۔ بو علی نام صحابی کا تھا وہ اپنے آپ کی طرف نسبت کرتا تھا جو یہی بات اس جنگ کا سبب بنی اور ایک ہزار بیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس میں قتل ہوئے۔ اس سے قبل حضور انور ﷺ نے فرمایا تھا کہ قیامت کی علامت میں سے ایک یہ ہے کہ میرے اصحاب کے درمیان جنگ و تیغ کشی پیدا ہو گی۔ مگر تلوار کے زور سے بادشاہی معاویہ کو پہنچی ایک رات وہ پیشاب کر رہا تھا کہ ایک ڈھیلا جو دیوار کے ساتھ تھا کو پکڑا تا کہ اپنے آپ کو پاک کرے خدا کی قدرت دیکھو کہ اس ڈھیلے میں ایک بچھو تھا اس نے اس کے ذکر پر ڈس دیا چنانچہ اس کو اس کا درد پہنچا وہ درد اتنا شدید تھا کہ نزع تک پہنچا تھا

حکیموں نے بجز اس کے اور دارو نہیں دیکھے بلکہ یہ تھا کہ اس کا نطفہ عورت کے فرج میں چلا جائے تو اس کو آرام ہو گا۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے قسم کھایا تھا کہ میں شادی نہیں کروں گا۔ حکیموں نے ایک عورت کو لے آیا اور وہ بھی بوڑھی تھی جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے ساتھ جماع کیا تو حمل قرار پا گیا بحکمت الٰہی حضور ﷺ کی بات جھوٹ نہ ہوئی وہ نطفہ رحم میں آرام پکڑ گیا تو اس سے یزید پیدا ہوا اس کی بدخوئی بھی اس سے تھی کہ بچھو کے زہر اس کی تربیت میں تھا۔

منقول ہے کہ جب حضرت امیر المؤمنین پیدا ہوئے تو حضور ﷺ اس کے دائیں کان میں آذان دیا اور بائیں کان میں اقامت دیا اس وقت آسمان سے ایک فرشتہ اترا تو عظیم المرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کہ اس کے دو بال خشک ہوئے حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہاتھ مبارک پر وہ ملا تو وہ سبز ہوئے اور وہ فرشتہ چلا گیا حضور ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کیا تھا کہا کہ یہ فرشتہ خلقت کے بعد ایک عصیان کو ہاتھ میں لے آیا فرمان رسول اللہ ﷺ سے وہ دو بال خشک ہو گئے پس خطاب رب العزت ایسا ہوا کہ جب حضور ﷺ کے نواسہ حضرت فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوا تو یہ وہی فرشتہ تھا حضور ﷺ نے خوش دلی سے کہا کہ نواسہ میرا اولادت درجہ ہوا پس جب لائق حال انبیاء واولیاء کے مطابق کہ خوشحال کو ان کی طرف راستہ نہ دے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اے محمد رسول اللہ ﷺ تمھیں یہ اطلاع ہو کہ اس کی موت کہا ہو گی اور کیا اس کو پیش آئے گا۔ اور وہ دشت کربلا میں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند کے سواروں سے موت ہو گی۔ اور وہ اس طرح ہو گا اور تمام واقعہ بتایا اور اس کے شہید کرنے والا شمر کا نام اس کے سینہ پر ہو گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں

زندہ رہوں گا تو اس نے جواب دیا کہ نہیں پھر پوچھا کہ خلفاء راشدین کے وقت میں یہ ہو گا اس نے جواب دیا کہ نہیں حضور ﷺ اس کے غریبی حال پر رویا۔

اس طرح بھی ذکر ہے کہ ایک حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ عید کا دن آئے گا اور ہمارے پاس کپڑے نہیں ہوں گے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے عرض کیا تو اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دو کپڑے سفید رنگ کے جنت سے لائے گئے تھے تو لڑکوں کی جو عادت ہوتی ہے انہوں نے اس کپڑے کو قبول نہیں کیا انہوں نے کہا کہ ہمیں رنگین کپڑے چاہئیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کپڑوں کو پانی کے طشت میں ڈبو دو تو جو رنگ پسند ہو وہ کپڑا اس رنگ کا نکل آئے گا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے سبز کپڑا پسند کیا اس وقت وہ سبز ہوا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے سرخ چاہا وہ اس وقت سرخ کپڑا طشت سے نکلا۔ شاید کہ سرخ کپڑے کے منسوخ سے پہلے ہو گا۔ حضور ﷺ نے اس کو سرخ جامہ نہیں پہنایا جب حضور ﷺ نے ہر دو کو خوش دیکھا وہ بھی خوش ہوئے پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا تم جانتے ہو کہ سبز اور سرخ ہونے کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ کیا مطلب ہے کہ حضرت حسن جب سبز کپڑا پہنے گا تو بدخواہان اس کو زہر دیں گے اور اندر سے سبز پانی باہر نکل آئے گا۔ حسین نے جب سرخ جامہ پہنا تو دشمن اس کو شہید کر ڈالیں گے اور اس کے کپڑے خون سے سرخ ہوں گے۔ حضور ﷺ پھر غمگین ہو گئے اور اس کی خوشی غم سے بدلی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کے حجرہ میں گیا حضور ﷺ حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ تشریف فرما تھے لیکن حضرت جبرئیل علیہ السلام دحیہ کلبی کی شکل میں تھے۔ انہوں نے ان دو کو دیکھا حضرت جبرئیل علیہ السلام کے دامن

سے لپٹ گئے اور ہاتھوں کو کھول دیا اور نیک نگاہ سے دیکھا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ ان کا کیا مقصد ہے آپ نے فرمایا کہ تم دحیہ کلبی کی شکل میں آئے اور دحیہ کلبی جب بھی آتے تو ان کے لئے کچھ لاتے اس وجہ سے وہ اس نگاہ سے تمہیں دیکھا حضرت جبرئیل علیہ السلام اس وقت غائب ہوئے پھر آئے اور دو سیب جنت سے لایا اور ایک ایک ان کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور انہوں نے اسے کھانا شروع کیا حضور ﷺ نے جب دیکھا تو بہت خوش ہوئے پھر کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ کہ آپ ان سے دوستی رکھتے ہو آپ نے جواب میں فرمایا کہ ہاں عرض کیا کہ آپ جانتے ہیں کہ وہ مر جائیں گے آپ نے فرمایا کہ نہیں میں وہاں سے خاک لاؤں گا اور وہاں سے خاک لایا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کہ اس مٹی کو محفوظ رکھو جب وہ اس مقام کو پہنچے تو یہ مٹی سرخ ہو گا۔ اور جب درختوں کو کاٹیں تو اس سے خون ٹپکے گا یہ ان کی شہادت کی علامت ہو گی پس حضور ﷺ نے اس مٹی کو ایک مہمان کو دیا حفاظت کے واسطے۔ پس معلوم ہونا چاہئے کہ اے فرزند کہ مقدار کاروبار ہرگز دروغ ہو جاتا ہے اور اختراع اور ابداع ہر چیز کی واجب تعالیٰ کے لئے ہے مگر وہ یہ کہ انگشت تعرض بندوں پر دراز ہے۔

نقل ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ۸ لاکھ سوار تھے مگر جب وہ روضہ مبارک کی زیارت کے لئے آئے تو امیر زدگان نے استقبال کیا جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر ان پر پڑی تو اس نے ان کو قسم دیا کہ گھوڑوں سے مت اترو اور خود گھوڑے سے اترے ان کے پاؤں کو بوسہ دیا یہاں تک کہ بعض جاہل نے طعنہ شروع کیا کہ وہ چاپلوسی کر رہے ہیں۔

نقل ہے کہ ایک دن وہ ایک گھٹے کو اٹھا کر بازار جا رہے تھے اور کہتے تھے کہ اخلوا الطریق للامیر یعنی اے لوگو بادشاہ کے لئے راستہ کو خالی کر دو تو تمام بازار والوں نے کہا کہ زہے شرافت اس کے لئے ہے کہ باوجود اس شان وشوکت ودبدبہ کے وہ اس گھٹے کے اٹھانے سے شرم نہیں کرتا۔

کہا گیا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تمام اوقات میں یزید کو نصیحت کرتا تھا کہ اے فرزند کہ خاندان رسول خدا ﷺ کے ساتھ عداوت تمہیں دونوں جہانوں کی ہلاکت تک پہنچا دے گی اور اس کی دشمنی کا سبب یہ تھا کہ ایک دن یزید نے ایک غلام کو اپنے لئے خرید رہا تھا اور بیع کو کر ڈالا حضرت امیر حسین رضی اللہ عنہ درمیان میں آئے اور اپنے لئے خریدا تو وہ سخت تر عداوت یزید کا یہ تھا اور اس نے اپنے والد سے کہا کہ اے والدماجد کہ اگر شہر بانو میرے نکاح میں لے آؤ گے تو آپ کی ہر وصیت کے ماننے کے لئے میں تیار ہوں اور شہر بانو عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی اور اس نے طلاق دیا تھا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری وصیت یہ ہے کہ خاندان رسول اللہ ﷺ عداوت نہ کرئے اور دوسروں کے متعلق تمہارا اختیار ہے یزید نے اس بات کو قبول کیا اس وقت سلمان فارسی کو شہر بانو کے پاس بھیجا کہ اگر یزید کو قبول کرو گی تو تمہیں تمام عورتوں کی سردار بناؤں گا۔ جب وہ راستے میں جارہے تھے کہ قاسم بن عباس چچازاد بھائی حضور ﷺ نہایت ظریف اور باجمال اور تندی مین انتہاء رکھتا تھ اس نے اس کا مقصد پوچھا تو یہ واقعہ دوبارہ کہا کہ میرا یہ حال اس کو پہنچا دو جب وہ چلا گیا تو حضرت امیر حسن رضی اللہ عنہ کھڑا تھا جب حضرت سلمان فارسی اس کے نزدیک پہنچا شہر بانو جو صاحب جمال خوبصورت بے مثال تھی جب دیکھا تو خود اس پر عاشق ہوا کہا کہ اے شہر بانو کہ میں تو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایلچی تھا یزید کے واسطے تمہیں تمام عورتوں کی سردار بناتا ہے اور حضرت قاسم رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی رائے اس کو پیش

کی اور یہ بھی کہا کہ میں خود تم پر فریفتہ ہو چکا ہوں۔ جو رائے تمہیں پسند ہو وہ آپ کی مرضی ہے شہر بانو نے کہا کہ اے سلمان رضی اللہ عنہ جب کہ میں خاندان رسول اللہ ﷺ کی کنیز ہوں تو میں اس سے واپس نہیں ہوتی اے سلمان رضی اللہ عنہ میرے امیر کے پاس لے جاؤ جب اس کو وہاں لے جایا گیا اس نے حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا جب سلمان رضی اللہ عنہ نے یہ خبر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچا دی اس نے کہا کہ اے سلمان رضی اللہ عنہ الحال کہ فتنہ درمیان یزید اور خاندان رسول اللہ ﷺ کے ساتھ زیادہ پیدا ہو گا پھر کچھ مدت کے بعد جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو یزید بادشاہ بن بیٹھا لیکن امیر زادہ گان اس کے پاس نہ گئے ایک دن اس نے ایک قاصد ان کے پاس بھیجا کہ تم میرے والد کے ماننے والے تھے اور اب میرے ساتھ نہیں آتے ہو یہ کیوں؟ انہوں نے کہا کہ تم نے کتے کا بچھونا بچھایا ہے اور شرع کے خلاف اس کے کام ہیں ہم تمہارا منہ دیکھنا نہیں چاہتے یزید نے چند لوگوں کو بھیجا تا کہ زبردستی اور لشکر کے زور سے ان کو پکڑو اور یہاں لے آؤ جب لشکر یزید کو شکست دیا اور اپنے آپ کو رہا کرایا اس کے بعد ایک بوڑھی عورت اختراع کی کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دیدو۔ اس لئے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جو کہا تھا اس طرح سبز جاری ہو اور وہ اس حال میں شکار ہوا یعنی اس کو پانی دیا اور پانی میں زہر ڈالا تھا اور کہا کہ اے برادر میرے جد امجد کا قول سچ ہے اس میں جھوٹ نہیں ہے سکوت بہتر ہے۔ اس کے دفن کرنے کے بعد یزید نے بہت سے لشکر ان کے پیچھے روانہ کر دیا اہل کوفہ نے قاصد بھیجا کہ اگر تم یہاں آؤ گے تو ہم تمہاری مدد کریں گے ان کے پاس جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ چلے گئے تو یزید کے بیٹے حر نام صبح سویرے چھ ہزار سوار ان کے سامنے آئے اور صبح کی نماز اس کی اقتداء میں پڑھی اور کہا کہ اے امیر زادہ کہ اگر تم اس بدبخت کو دیکھو گے تو کوئی بات نہیں وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا

تو اس نے جواب میں کہا کہ میں ہر گز اس کا منہ نہیں دیکھوں گا کہ کتے کو بساط پر بٹھایا گیا ہے۔ اس طرح وہ تین کروز راستہ طے کرتے اور ہر تین دنوں میں وہ حر اس کے سامنے آتے اور اس کو نصیحت کرتے۔ حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے پاس حضور ﷺ کا اونٹ تھا جہاں وہ سفر کرتا تو اونٹ سوتا تیسرے دن جب اونٹ سویا تو جب اس کو روانہ کرتے وہ روانہ نہ ہوتا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اس مقام کا کیا نام ہے انہوں نے کہا دشت کرب وبلا جب وہاں کے درختوں سے لکڑی کاٹے گئے تو اس سے خون بہنا شروع ہوا جب اس مٹی کو دیکھا گیا تو وہ سرخ ہوئی تھی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ٹھہر و کہ میرا مقام شہادت یہاں ہے میں نے اپنے جد امجد ﷺ سے سنا ہے تو اس وقت یزید کے اٹھارہ لاکھ سوار پہنچے تھے ان میں بڑا عمر بن سعد تھا اور سعد عشرہ مبشرہ میں سے تھا اس نے پانی کا کنارہ پکڑا ہوا تھا پھر حر آگے آیا اور زمین کو بوسہ دیا کہ اگر اس کے چہرہ کو دیکھو گے تو بہتر ہو گا امیر نے قبول نہ کیا کہا کہ بیٹے تم اپنی جگہ پر رہو تاکہ میں تمہارے ساتھ لڑوں اپنے باپ کے لشکر یہ چھ ہزار سواران یک مشت حملہ کیا تمام شہید ہوئے اس کے بعد ایک بوڑھی عورت اپنے بیٹے کو لائی حالانکہ یہ اس کا اکلوتا بیٹا تھا وہ شہید ہوا پھر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے علی اصغر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم تمام لشکر سے مت لڑو اس لئے کہ نسب رسول اللہ ﷺ کٹ جائے گا تو حضور ﷺ کو کیا عذر کریں گے اس نے خود حملہ کیا اور کسی طرح اس کے ہاتھوں نہیں آیا بے شمار کمند کو اویزاں کئے اور گھوڑوں کو چھوڑ دیا جب بیٹھ گئے تو ایک جوان اس کے پاس پہنچا قتل کے واسطے اس نے کہا کہ میں حسین بن علی رضی اللہ عنہ تھا وہ واپس ہوا اس کے بعد شمر بن جوش پہنچا جتنا بھی اس نے چوری اس کے گلے پر چلائی وہ کٹ نہ سکی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے اس نے کہا کہ شمر اس نے کہا کہ کپڑوں کو اپنے سینہ سے الگ کرو جب اس نے

ہٹایا اور فرمایا کہ تو ہی میرے قاتل ہو جب اس کا سر عمر بن سعد کے سامنے پیش کیا گیا شمر نے کہا کہ اے سعد کہ میں نے بہترین قوم کو مار ڈالا۔ عمر بن سعد نے تلوار اس کے گردن پر مارا اور مار ڈالا کہ بہترین قوم کو کیوں مارا اس کے بعد اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اور خاندان کو یزید کی طرف روانہ کیا اور عورتیں جو آبادی میں تھیں کہ انہوں نے کسی نا محرم کا منہ نہیں دیکھا تھا جب راستے میں جاتے تو ایک رات حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک صالح نامی کے گھر میں رکھا صبح سویرے جب اس کا سر اس سے طلب کیا تو اس نے اپنے بیٹے کا کاٹا ہوا سر بھیج دیا اس نے قبول نہ کیا اس طرح سات بیٹے تھے اور تمام کے سروں کو کاٹ کر بھیج دیئے لیکن اس نے قبول نہ کیا جب کہ ساتواں کو کاٹا گیا دعا کیا کہ یا اللہ میرے بیٹے کا سر حسین کے شکل والا بنا دے وہ بھی اس کے شکل کا ہوا انہوں نے اس کو لیا اور صالح نے حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا دونوں کو اکٹھا کیا اور دفن کیا۔

اے میرے فرزند جان لو کہ ان اٹھارہ لاکھ سواروں میں ایک بھی کافر نہ تھا بلکہ وہ تمام مسلمان تھے اور اکثریت نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھا تھا اس لئے کہ کافروں کو حضور ﷺ کے بعثت کے بعد اس وقت تک روم میں داخل اور فتح نہیں پہنچا تھا مگر جب آخر الزمان ہوگا اور وہ جو مقتل کہ مصنف رافضی نے بیان کیا ہے تمام افتراء اور بہتان ہے۔ اور یہ سبب اس مقدس خاندان کے انقطاع کا سبب ہے۔ اس لئے کہ خاندان رسول اللہ ﷺ اس طرح کارنامے ناشائستہ کس طرح کریں گے اور مسلمان کس طرح ان کو خوار جانیں گے اور بسبب جنگ از ناقبول کرنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا تھا امراء و بادشاہ کو اور یزید لشکر محض برائے قتل نہیں بھیجا تھا بلکہ ان کے پکڑنے کے لئے بھیجا تھا تو گناہ خود کو ان کو عرصہ کرے گا کہ میں کیا گناہ رکھتا ہوں اور وہ جو بعض مصنفان نے کہا کہ یزید ان کے قتل پر راضی تھا اس لئے کافر ہوا۔ احیاء العلوم میں لکھا ہے۔ کہ اس قول کا کوئی اعتبار

نہیں اس لئے کہ کسی نے اس کی زبان سے نہیں سنا ہے تو دل سے کون خبر رکھتا ہے اور مسلمان پر اس طرح گمان کو منع کیا گیا ہے ظنوا المؤمنین خیرا کہ مؤمنوں پر خیر کا گمان کرو۔

اس طرح بھی ذکر ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرانے پر یزید اور اس کے سرداران لشکر بھی ناراض تھے اگرچہ وہ اس بات پر راضی تھے کہ سرداران لشکر کو کیوں مار ڈالا اس لئے کہ ان کو دنیا میں کسی آدمی کا خوف وڈر نہ تھا۔

منقول ہے کہ جب امام زین العابدین بن علی اصغر رضی اللہ عنہما یزید کے حضور میں لایا گیا۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اس کے تخت پر اس کے قریب بیٹھ گیا یزید نے اپنے ہاتھوں کو سیدھا کر کے اپنے گردن پر رکھ کر کہا کہ اے امیر زادہ مجھے بخش دو اور مجھ سے درگزر کر اس لئے کہ میں لشکر اس کے قتل کے لئے نہیں بھیجا تھا بلکہ میں چاہتا تھا کہ اپنا گناہ اس کو پیش کروں اگرچہ میں گناہگار ہوں جب یزید نے زیادہ عاجزی اور زاری اختیار کی حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ نے اس کو قبول نہ کیا تو ارکان دولت اس کے ہمراہ سفارش کے لئے کھڑے ہوئے انہوں نے کہا کہ اے امیر زادہ کہ آپ اولاد رسول اللہ ﷺ ہیں اور حضور ﷺ کے دل میں کینہ اور طلب انتقام کسی سے لینا نہیں تھا۔

آؤ تو اس سے درگزر کرو وہ عادت خسیس جو ان لوگوں کا ہے اگر وہ ہزار بدیاں دن کو کر رہے ہیں تو اس کو نہیں سوچتے اور اگر اکابر دنیا و دین خصوصًا عالموں اور اہل یقین والوں میں سے اگر ان کے ہزار حصوں میں سے ایک حصہ صادر ہو جائے تو وہ شہر بشہر مشہور کرتے ہیں۔ اس کے بعد علی اصغر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ بات قبول ہے لیکن چند شرائط کے بعد۔

شرط اول: کہ میرے والد کے قاتلوں کو قصاص کیا جائے اس وقت بارہ آدمی سرداران لشکر کے لائے گئے اس نے کہا کہ اے بد بختو میں نے تمہیں کب قتل کرنے کو کہا تھا پھر کیوں مارا انہوں نے کہا کہ شمر بنجوش نے اس کو شہید کیا ہے اور شمر کو عمر بن سعد نے مارا اس نے کہا کہ نافرمانی کے سبب سے تمہیں ماروں گا تمام کے زندہ ہونے کی حالت میں چمڑے نکالے گئے۔

دوسری شرط: یہ ہے کہ اس سے قبل حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین وحضرت فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہم خطبوں میں جمعہ کے روز یاد نہیں کرتے تھے کہا کہ ان کو یاد کراؤ یزید نے یہ شرط بھی قبول کی۔

تیسری شرط: کہ مدینہ کی بادشاہی میرے سپرد کرو۔ اس نے یہ شرط بھی قبول کی۔

چوتھی شرط: تمام اہل وعیال اور اصحاب کو اسی طرح خود چنانچہ مستورات ہیں تمام کو توشہ اور ہمراہ کردو تاکہ میں مدینہ پہنچوں۔ یزید نے اس شرط کو بھی قبول کیا۔ پانچ ہزار سوار اس کے ہمراہ کر دیئے جب وہ راستہ پر جارہے تھے تو امام محمد حنفیہ رضی اللہ عنہ اس کے سامنے آئے بارہ بادشاہ اس کے ساتھ تھے اور بادشاہ یمن بھی اس کے ساتھ تھا اور قمقمہ نام کہ تیس سو من کی چھری تھی حضرت امام محمد حنفیہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے نور چشمان یہ کیا حال ہے اس نے کہا کہ اس شرط پر میں نے اپنے والد کا خون بخش دیا حضرت امام حنفیہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے غلطی کی میں تو زندہ ہوں ولایت مجھ سے ہے قصاص اور عفو بغیر میرے تمہیں نہیں پہنچتا۔ ان پانچ ہزار لشکر کو اس نے مار دیا اور روم کی طرف روانہ ہوا جب وہ پہنچا تو یزید کو قلعے میں گھیر دیا اور جو قلعہ کے باہر سوار تھے انہوں نے لڑائی کی توغان بن زرین تین ہزار سواروں کے سوداگر تھا اس دن شہید ہوا مگر لشکر یزید کو شکست دے دیا اور ایک مدت یہ سلسلہ چلتا رہا لیکن اس نے صف باندھنے کی جگہ حضرت امام محمد حنفیہ رضی اللہ عنہ کو

کوئی نہیں بھیجا اور ہر روز شکست کھاتا تھا پس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ قلعہ کے دروازہ کے نزدیک کنواں کھودا اور تھوڑا خس وخاشاک اس پر ڈال دیا جب امام محمد حنفیہ رضی اللہ عنہ بے خبری سے اس دروازہ کو پار کرنا چاہا تو ان کے ساتھیوں سے ایک کنویں میں گر پڑا اس کو پکڑا لیکن اس کا ہاتھ شہید ہوا اور قلعہ میں اندر داخل ہوا رات کو انہوں نے اس بات پر اتفاق یہ کیا کہ کل امام کو قلعہ کے باہر مار دیں گے اس رات امام اور اس کے ساتھی وہاں سے چلے گئے اور یہ خبر لشکر امام کو پہنچی قمقمہ نے کہا کہ اے جوانان تم نے خود اس کو مہیا کیا ہے میں قلعہ کے برج میں ہوں جب اس کو تم نکالو گے تو میں دروازہ کو پکڑوں گا قمقمہ چھپ گیا اور لشکر تیار ہوا چنانچہ صبح سویرے جب دروازہ سے پہلا آیا تو وہ تین سو من والا شخص تھا اور متعصبان پر کود پڑا اور بے شمار لوگوں کو مار ڈالا اور دروازہ کو پکڑا اور لشکر کو قلعہ میں بند کر دیا اور وہ اٹھارہ لاکھ تمامی کو مار ڈالا یزید نے داڑھی کالا کیا اور پوستین کو اوڑھ ڈالا پوستین کے بال کو باہر ظاہر کیا اور چمڑا اندر کر دیا اور ریشم کے رسی سے درمیان میں باندھا اور درانتی کو درمیان رکھ کر روانہ ہوا اور قلعہ سے باہر آیا انہوں نے جب یزید کو نہیں پایا تو بادشاہی روم کو علی اصغر کے سپرد کی اور امام محمد حنفیہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ لایا اور دعا کی۔ اس کے قریب ایک دن لوگ زرین بیابان میں جارہے تھے تو دیکھا کہ ایک شخص اس شکل سے لے جارہا ہے اور کبھی لکڑی مگر انہوں نے اس کو دھوکہ جان کر لایا کہ یزید ہے پکڑا اور علی اصغر کے سامنے لایا علی اصغر نے کہا کہ جب میں نے ایک بار معاف کیا ہے تو اس کا قتل جائز نہیں مگر سخت بند رکھا چنانچہ ایسا کیا کہ اوپر اس لکڑی دراز کو رکھا اور شام کے وقت اس لکڑی سے مارا اور کنویں میں اویزان کیا دو میل کے اندازہ پر اس نے زمین میں شگاف کیا تھا اس کنویں کو پہنچے یزید کو باہر کیا اور دو تین سو آدمیوں کو حفاظت میں لگایا۔

کہا گیا ہے کہ شکمس نے جب طبل بجایا تو تین سو بچھو اس میں پیدا ہوئے کہ دن رات اس کے درد سے نالاں تھا ایک رات خواب دیکھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑا ہے اور کمر بند گردن میں ڈالا ہوا ہے اور زاری اور عاجزی کر رہا ہے کہ اے امیر مجھ پر کوئی گناہ نہیں اگر میرے گناہ سے درگزر کروگے اور مجھے بخش دوگے امیر نے نہیں بخشا یزید نے کہا کہ اے ابن رسول، رسول اللہ ﷺ کے دل میں کینہ نہ تھا تمہیں بھی نہیں چاہئے جب اس کے دادا کو سفارش میں لایا فرمایا کہ میں نے تمہارا گناہ بخش دیا اس خواب سے جب بیدار ہوئے تو بہت تاب و پیچ کھایا شکمس کو جوش آیا اور ان بچھو کو باہر کیا اور ان تین سو لوگوں کو کھایا تمام مر گئے اور ان بچھو کا یہ طریقہ ہے کہ یہ سیاہ بچھو کسی کو ڈھنگ نہیں لگاتے مگر جب کسی کو لگائے تو وہ مر جاتا ہے اس کہانی کو جو لڑائی کے درمیان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوا ہے روافض نے جھوٹ اور بہتان سے بدل دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں اور تمام مؤمنوں کو اور صادقین کو شہیدان کرب وبلا کے طفیل بخش دے اور دین مصطفوی پر قائم رکھے آمین۔

مسئلہ: پلید جانوروں کا گوشت اور دودھ جائز ہے یا نہیں۔

جواب: اور جو بند کیا ہو۔ واختلفوا فی لحم الحلالة وشرب لبنها واکل بیضها فقال مالک وابو حنیفة والشافعی رحمهم الله یباح ذالک وان لم یجلس مع استحبابهم حبسها وقال احمد یحرم الا ان یحبس الطیر ثلث ایام روایة واحدة واختلف الروایة عنه فی الابل والبقر والغنم فروی عنه ثلاثة ایام کالطیر وهو الاظهر والثنایة اربعون یوما نقل من اختلاف الائمة۔

اختلاف ہے اس گوشت کے متعلق جو گوشت حلال ہو اور دودھ کو پینا اور اس کا انڈا کھانا حلال ہے تو امام مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک مباح ہے اور اگر بند نہیں کیا ہو ساتھ ہی کہ

اس کا بند کرنا مستحب ہے۔ امام احمد نے فرمایا ہے کہ حرام ہے مگر وہ حرام نہیں جو پرندہ کو بند رکھے تین دن تک یہ ایک روایت میں ہے اور باقی مختلف روایات ہیں اونٹ اور گائے اور بھیڑ بکریوں کے متعلق تو یہ اس سے روایت ہے کہ ان کا حکم بھی پرندوں کی طرح ہیں اور یہ روایت ظاہر ہے اور دوسری رویت میں چالیس دن ہیں اس میں اختلاف ائمہ نقل ہیں۔

مسئلہ: اگر کسی نے کھیت کے زراعت کو پلید پانی دیا آیا اس کھیت کے زراعت کو کھانا چاہئے یا نہ؟

جواب: شاید و اختلفوا فی ال الزروع و الثمار و البقول اذا کان سقاها بماء النجس و علقها بالنجاسة فقال ابو حنیفة و مالک و الشافعی رحمهم الله هی مباحة و قال احمد یحرم اکلها و یحکم بنجاستها اختلاف الائمة۔

شاید اور اختلاف ہے زراعت اور پھل اور سبزیوں کو جب کہ اس کو پلید پانی سے سیر اب کیا جائے اور اس میں نجاست ڈالا گیا ہو تو امام ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی رحمہم اللہ نے فرمایا کہ یہ مباح ہے اور امام احمد نے فرمایا ہے کہ اس کا کھانا حرام ہے اور اس پر نجاست کا حکم کیا جاتا ہے۔ اس میں ائمہ کا اختلاف ہے۔

مسئلہ: کوّے کا پس خوردہ حلال ہے یا نہ؟

جواب: حلال ہے۔ خزانۃ الفتاوی۔

مسئلہ: سور الغراب طاهر بای حال کان لانه یمسح منقاره فی کل زمان و قال ابو القاسم هو الصحیح و علیه الفتوی۔

کوّے کا جھوٹا پاک ہے جس حال میں ہو کیونکہ یہ چونچ کو ہر وقت رگڑتا رہتا ہے۔

مسئلہ: لو تصرف المرأة فی ملک زوجها لا یجوز و علیه الفتوی۔

اگر عورت شوہر کے ملک میں تصرف کرے تو جائز نہیں اور فتوی اس پر ہے۔

مسئلہ: فی المحیط لو باعت المرأۃ مال زوجھا و اشتری شیأ بثمن زوجھا بغیر اذنہ بطل فتاوی استروشتی۔

محیط میں ہے اگر عورت نے شوہر کا مال بیچ دیا اس پر کوئی چیز خریدی اور اس کی اجازت نہ تھی تو یہب اطل ہے۔

مسئلہ: رجل یصلی علی القباء و القمیص کیف یطرحہ قال شمس الائمۃ یجعل قفاہ من تحت رجلیہ و سجد علی ذیلہ و البطانۃ تحتہ و کذا جلد الحیوان شرح ھدایہ۔

ایک آدمی نے قباء یا قمیص میں نماز پڑھی تو وہ کس طرح ڈالے ان دونوں کو۔ شمس الائمہ نے فرمایا ہے کہ گردن کی طرف ڈالے ہر دو کو مثلا پاؤں کے نیچے پر سجدہ کرے اور اس کے ذیل پر سجدہ کیا اور بطانہ اس کے پیچھے ہو اور اس طرح حیوان کے چمڑے پر۔ شرح ہدایہ۔

مسئلہ: اگر کوئی عورت دردزہ میں گرفتار ہو تو ضروری ہے کہ سورہ کافرون و سورہ اخلاص و سورہ فلق و سورہ خناس کو ترتیب وار لکھ کر دیدے کہ کھاؤ فی الحال وہ چھٹکارہ پائے گی۔ اور اگر سورہ والضحیٰ کو لکھا کر کمر بند میں رکھے فی الحال چھٹکارہ پائے گی امام بعد از ولادت جلدی سے تمام کو دور کرے اور اگر ایسا نہ ہو تو وہ عورت کو تکلیف ہو گی۔

مسئلہ: قال شرف الائمۃ الاسکندری لا یقبل شھادت الرعیۃ للسحنۃ و للرئیس و العامل لجھلھم و میلھم خوفا منھم و کذا شھادۃ المزارع قنیہ و کذالک لا یقبل شھادۃ من اکل فی السوق و بین ایدی الناس لان ذالک لا یفعل من کان لہ مروۃ معدن۔

شرف الائمہ سکندری نے کہا ہے کہ رعیت کی شہادت کوتوال اور سردار کے لئے شہادت قبول نہ ہو گی اور وہ حاکم جو جاہلوں کی رعیت کرے اور ان کی طرف میلان رکھے ان کے ڈر سے اور اسی

طرح شہادت مزارع کی اور اس طرح قبول نہیں کیا جائے گا جو بازار میں کھانا کھائے اور لوگوں کی ہاتھوں سے ایسا کام کیوں نہیں کرتا جو اہل مروت میں سے ہو۔ معدن۔

فائدہ: خواجہ احمد کیسوی علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ جس کو تپ لرزہ ہو جائے تو اس کو چاہیئے کہ یہ کلمات پڑھے اور اس پر دم ڈالے مجرب ہے اور اگر لکھ کر پلائے تو بھی مجرب ہی:- بتر کانی رفتان دور ختان سنگ تان دور کنون دور منون منون جنون دور بابا حسن ابلیق قلیدی کتیرا لمدی کتیر المدی برحمتک یاارحم الراحمین۔

مسئلہ: قہستانی میں ہے کہ اگر مسافر مقیم کے اقتداء میں نماز پڑھے اور وہ چار رکعات ہو تو دو کی نیت کرنی چاہیئے اور اگر چہار رکعات کی نیت کرے تو پھر وہ جامع ہے نفل و فرض کی اور وہ ایک نیت میں صحیح نہیں ہو سکتی اور ضروری ہے کہ نماز کے بعد دو رکعات اول و دو رکعات اخیرہ کو امام کی تبعیت میں بجالائے۔ اس لئے کہ امام کی تابعداری واجب ہے۔ اور یہ سماع کیا ہے استاد خواجہ لطف اللہ متع اللہ المحتبین بطول بقائہ سے۔

مسئلہ: اذا مات الرجل وترک امرأۃ او طلق امرأۃ وتزوجت المرأۃ بزوج آخر لا یجوز لابیہ واخیہ وعمہ وغیرھم ان یأخذ منہ شیأ وان اخذ فھو حرام نقل ھدایہ۔

جب ایک آدمی مر جائے اور وہ بیوی چھوڑے یا بیوی کو طلاق دے اور وہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کرے تو اس کے والد اور بھائی اور چچا کے لئے جائز نہیں کہ اس کے مہر سے کچھ لے لے اور اگر لے لیا تو وہ حرام ہے۔

مسئلہ: اگر عجمی کا غلام نے بزردی کا اقرار کیا اور خواجہ کے حضور میں اس کو ہاتھ لگایا اور اگر کسی کا غلام یا کنیز کو یا گھر کے سامان میں سے چرائے تو کیا واجب ہے؟

جواب: اس صورت میں ہاتھ کاٹ دینا ہے اور اس کے مال کا بھی ضامن ہے۔ تحفۃ الاسلام۔

مسئلہ: اگر چوری ہوئی مال پر گواہان گوہی دے یہ سنی جائی گی یا نہیں؟

جواب: سنی جائے گی اگر گوہی دیرینہ چوری میں دی جائے تو نہیں سنی جائے گی اس لئے کہ اگر توقف گواہی پر کی جائے گو کہنے والا اس چوری پر رضا ہو گا اور جو رضا چوری پر گواہی دے تو وہ چوری کے باب میں قبول نہیں۔ اور حد توقف بعض کے نزدیک ایک دن ہے اور بعض کے نزدیک تین دن رات ہیں۔ تحفۃ الاسلام۔

مسئلہ: رجل اشتری بقرۃ علی انھا عاملۃ فاذا ھی لم یکن فانہ یرد لفساد البیع۔ من فتاوی تتارخانیہ۔

ایک آدمی نے ایک بیل خریدا اس شرط پر کہ کام کرنے والا ہے اور وہ کام کرنے والا نہ ہو تو یہ بیع کے فساد میں واپس کیا جائے گا۔

مسئلہ: ولو لم یشترط فوجدھا حاملۃ لا یردھا بخلاف الجاریۃ لان التحمل فی البھائم زیادۃ وفی الجاریۃ عیب۔ تتارخانیہ۔

اور اگر شرط نہیں کیا ہو اور اس کو حامل پایا تو واپس نہیں کیا جائے گا بخلاف کنیز کے کیونکہ حمل چوپایوں میں زیادہ ہے اور کنیز میں عیب ہے۔

مسئلہ: رجل مات ولم یترک شیأ للورثۃ وطلب الغرماء من الورثۃ دین المیت ماعلیہ من الفرض فلاحق للغرماء من الورثۃ۔ خلاصہ۔

ایک آدمی مر گیا اور اس نے کچھ نہیں چھوڑا تھا وارثوں کے لئے اور وارثوں سے تاوان اور قرض کا طلب کیا جو ان کا حق تھا تو تاوان وارثوں پر نہیں ہے۔

مسئلہ: جب ایک آدمی روزہ کی نیت رات میں کر دے تو پھر اس رات کو دوبارہ نیت کر سکتا ہے یا نہیں اور وہ روزہ اس پر لازم ہے یا نہ؟

جواب: نہیں اذا نوی فی اللیل ثم رجع فیه صح الرجوع۔ خزانة الفتاوی۔

نہیں جب نیت کی رات میں پھر اس میں رجوع کیا تو رجوع صحیح ہے۔

مسئلہ: بول الهرة لا یکون نجسا لعموم البلوی و به اخذ الفقیه ابو اللیث و من منیة الفقهاء ان هذه المسئلة فی الهرة الذکر امافی الانثی فنجس بالاتفاق۔ امینه۔

بلی کا پیشاب نجس نہیں کیونکہ اس میں عام بلوی ہے اور فقیہ ابو اللیث نے یہی کہا ہے اور منیۃ الفقہاء میں ہے کہ یہ مسئلہ بلی کے متعلق ہے کہ وہ مذکر ہو اور اگر مؤنث ہو تو بالاتفاق نجس ہے۔

مسئلہ: اگر کسی پر کسی کا غلہ یا جو و گندم وغیرہ کا قرض تھا اور وقت معلوم تھا اور اس وقت وہ غلہ نہیں ملا تو قاضی کے لئے چاہئے کہ دوسرے فصل تک اس کو مہلت دے۔ عجائب الغرائب۔

مسئلہ: اگر کوئی چوپائے کو وطی کرے تو اس کا گوشت کھانا چاہئے یا نہ؟

جواب: شاید صحیح یہ ہے کہ جماع کرنے والا خود نہ کھائے اور دوسری کھا سکتے ہیں۔ تحفۃ الفقہ۔

واختلفوا هل یجوز ان یاکل منها وغیره فقال ابو حنیفة لا یاکل هو منها ویاکلون منها غیره وقال احمد یاکل منها هو وغیره ولاصحاب الشافعی وجهان وقال مالک لا یاکل منها هو ولا غیره وتحرم اکلها علی الاطلاق۔ اختلاف الائمة۔

اختلاف ہے اس مسئلہ میں کہ آیا اس سے کھانا چاہئے اس کے لئے یا نہ تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہے کہ وہ نہیں کھائے گا اور دوسرے کھا سکتے ہیں۔ امام احمد نے فرمایا کہ کھا سکتے ہیں وہ بھی اور اس کے علاوہ دوسرے لوگ بھی تو شافعیوں کے لئے اس میں دو وجوہات ہیں اور امام مالک فرماتے ہیں کہ نہ کھائے نہ وہ اور نہ دوسرے لوگ اور مطلق اس کا کھانا حرام ہے۔ اس میں ائمہ کا اختلاف ہے۔

مسئلہ: واختلفوا فی رجل اکره رجلا علی ان یقتل اخره فقال ابو حنیفة یجب القتل علی المکره دون المباشر وقال مالک واحمد یقتل المکره والمکره فقال الشافعی لقتیل المکره فی المکره روایتان واختلفوا فی صفة المکره فقال مالک ان کان المکره سلطان او

متغلبا او سیدا مع عبدہ اقید منھا جمیعا الا ان یکون العبد عجمیا جاھلا بتحریم ذالک فلا یجب القود وقال الباقون یصح الاکراہ من کل عادتہ اختلاف الائمۃ۔

مسئلہ: بعد صحابہ کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں مگر اہل علم و تقوی کے علاوہ اور کہا گیا ہے کہ اولاد خلفاء راشدین نیز بترتیب والدین خود فضیلت رکھتے ہیں فرزندوں پر دوسروں کے فرزندوں پر فرزندان ابو بکر صدیق کو فرزندان فاروق اعظم کے فرزندان پر آپ کے فرزند حضرت عثمان کے فرزندوں پر اور آپ کے فرزندان کو فرزندان علی مرتضی پر۔ لیکن فرزندان بی بی فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا کے فرزندوں پر کوئی فضیلت نہیں اس لئے کہ ان کی نسبت حضور ﷺ کے ساتھ ہیں۔ اعتماد۔

مسئلہ: المستحب ان یجدد النکاح مع امرأتہ رأس کل شھر لدفع شبھۃ البینونۃ الحاصلۃ عن التکلم بکلمۃ الکفر وللزوج ان یصیر فتاوی زندوسی۔

مستحب یہ ہے کہ نکاح کی تجدید کرے اپنی بیوی کے آغاز ہر ماہ میں شبہ کے دفع کرنے کے لئے اور احتمال بینونۃ جو حاصل ہوا تھا تلفظ کلمات کفر کے اور اس کو اس کا علم نہ ہو اور شوہر کے لئے ضروری ہے کہ اپنی عورت کی طرف سے وکیل بن جائے نکاح کے لئے اور دو گواہوں کے حضور میں جو کہ ہر وقت میں واقع ہو جائے دل میں شک وشبہ جو تجدید نکاح کا سبب ہے۔

اور جو مشکلات حذر خوانی میں درج ہیں کہ دوسرا مہر خالص اس عقد سے لازم ہوتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے مہر اپنے آپ سے ساقط کرے یعنی بخشوا دے اور پھر اس کے بعد مہر سے عقد کرے اور اگر بیوی مہر کو نہ بخشے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ اس عورت کو کہے کہ اے عورت اپنے حقوق کو میرے سپرد کرو جب حقوق بخش دے تو یہ بھی ان حقوق میں سے ایک ہے۔

مسئلہ: ذبح کرنا مسلمان کا یعنی وہ جو بغیر کلمہ کے علاوہ کچھ اور نہیں جانتا ہو یہود اور انصاری و گنگ اور بچے و عورت اور جو ناختنہ شدہ ہو حلال ہے اور اس پر فتوی ہے۔ کنز العباد۔

یجب ان یعلم انه اذا کان فی المسئلة و جوه التکفیر و وجه واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی بن یمیل الی الوجه الذی یمنع التکفیر لیحسن الظن بالمسم ثم ان کانت نیة القائل الوجه الذی یمنع فهو مسلم و ما کان خطاء من الافاظ لا یوجب الکفر فقائله مؤمن علی حاله و لا یؤمر بتجدید النکاح و لکن یؤمر بالاستغفار و الرجوع عن ذالک۔

واجب ہے اس پر کہ وہ سیکھے اگر ایک مسئلہ میں ایسی وجوہات ہو جس سے تکفیر واجب ہوتا ہو اور ایک وجہ ایسی ہو جس سے تکفیر کی نفی کی جا سکتی ہے تو مفتی کے لئے ضروری ہے کہ اس وجہ کو اختیار کرے جس سے منع تکفیر کا پہلو لیا جائے کیونکہ مسلمان پر حسن ظن ضروری ہے پھر اگر کہنے والے کی نیت ایسی جس سے منع ثابت ہو تو وہ مسلمان ہے اور اگر الفاظ کی خطاء سرزد ہو جائے تو اس سے کفر واجب نہ ہو گا تو اس کا قائل مؤمن ہے ہر حال میں اور اس کو تجدید نکاح کا حکم نہ دیا جائے لیکن استغفار اور رجوع کا حکم دیا جائے۔

مسئلہ: رجل قال الاخر خرق ثوب فلان فالضمان علی الذی خرق لا علی الامر۔ خلاصه اذاامر غیره باخذ مال الغیر فالضمان علی الاٰخذ و لا رجوع علی الاٰمر محیط۔

ایک آدمی نے دوسرے سے کہا کہ کپڑا اپھاڑ ڈالو تو جس نے پھاڑا ہو اس پر اس کا تاوان لازم نہ کہ حکم کرنے والے پر۔ خلاصۃ الفتاوی۔

اگر کسی نے دوسرے کو حکم دیا کہ دوسرے سے مال لے لو تو لینے والے پر لازم ہے کہ اس کو واپس کر دے نہ کہ حکم کرنے والے پر۔ محیط۔

مسئلہ: اذا سال الماء من فم النائم فاصاب الثوب فالثوب طاهر سواء کان من ماء الفم او منبعثا من الجوف لان الغالب ان الماء الذی یخرج من الفم حالۃ النوم متولد من البلغم فیکون طاھرا کیف ما کان عند ابی حنیفۃ و محمد و علیہ الفتوی۔ واقعات حسامی۔

جب سوتے ہوئے شخص کے منہ سے پانی بہہ گیا اور وہ کپڑے تک پہنچا تو کپڑا پاک ہے خواہ اگر وہ پانی منہ سے ہو یا پیٹ سے اوپر آیا ہو کیونکہ غالب یہ ہے کہ جو پای سوتے ہوئے شخص کے منہ سے نکلا ہو تو وہ بلغم سے پیدا ہوتا ہے تو یہ پاک ہے جس طرح بھی ہو امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک اور اس پر فتویٰ ہے۔ واقعات حسامی۔

مسئلہ: البقاء اذا ترک البقور علی ید اجنبی یحفظھا ھل یکون ضامنا قال ان ترکھا مدۃ یسیرۃ مثل ان یاکل ویشرب او یبول او یغیط او یتوضأ ونحو ذالک لم یضمن لان ھذا المقدار عفو۔ فصول۔

اگر بیل یا گائے میں سے ایک اجنبی کے ہاتھ حفاظے میں دیا تو کیا وہ اس کا ضامن ہے اگر وہ اس سے ضائع ہوا تو اس میں یہ کہا ہے کہ اگر اس نے تھوڑے وقت کے لئے اس کی حفاظت چھوڑ دیا ہو مثلاً وہ کھانا کھا رہا ہو یا پانی پی رہا ہو یا پیشاب وغائط کر رہا ہو یا وضو کر رہا ہو تو وہ حفاظت کرنے والا ضامن نہیں ہے اور یہ مقدار معاف ہے۔ اشترونی۔

فتاوی قرآنی خوانی میں ہے کہ اگر وہ سویا ہوا ہو اور چوپایہ اس سے غائب ہو جائے اور غائب ہونے کی صورت میں ہلاک ہو جائے جیسے کہ شیر نے پھاڑا یا چور نے چوری کی تو حفاظت کرنے والا ضامن ہے۔

مسئلہ: تعزیر کرنا کسی کے مال سے جائز ہے یا نہ؟

جواب: جائز ہے اس طریق سے کہ اگر قاضی مصلحت جانے لیکن اس میں تین امور لازم ہیں کہ اگر مطلق تعزیر کرے اول یہ کہ اس بات میں کہ وہ شخص مسجد میں حاضر نہیں ہوتا پانچ نمازوں کے واسطے دوسرا یہ کہ وہ کندیدن جوئے کے لئے حاضر نہ ہو جائے۔ تیسرا یہ کہ وہ شخص صف قتال میں اس کو شکست دے۔ دستور القضات۔

خرقہ پہننا اور شجرہ دینا مریدوں کو جائز ہے لیکن مرید وہ شخص ہو جس کے گھر میں فسق اور فجور صادر نہ ہو جائے ورنہ وہ مرید آفات دینی و دنیاوی اور اموال کی ہلاکت میں گرفتار ہو جائے گا۔

منقول ہے کہ حضور انور ﷺ کے تین خرقہ تبرک کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پہنچے تھے ایک کو چادر کے ساتھ ٹکڑے ٹکڑے کر کے ایک ایک صحابی کو تبرک کے طور پر دیا اور جو خرقہ معراج کی رات میں لایا گیا تھا وہ حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو دیا تھا اور تیسرا خرقہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور ﷺ کو نہیں دیکھا تھا بلکہ اویس قرنی نے آپ پر غیب سے ایمان لایا تھا حضرت مہتر جبرائیل علیہ السلام آپ کو خبر دیا تھا اور حضور ﷺ یمن کی طرف منہ کر کے فرماتے انی لاجد ریح الرحمان من الیمن۔ میں نے یمن کی طرف سے اللہ کے دوست کی خوشبو محسوس کرتا ہوں۔

قصہ یہ ہے کہ یمن ایک شہر ہے اور قرن اس شہر کا ایک بوڑھی عورت تھی اس کے بیٹے کا نام اویس تھا وہ زندگی کی چیزیں نہیں رکھتی تھی جب حضور انور ﷺ کی بعثت کو سنا تو ان دونوں نے غیب سے ایمان لائے اور وہ ہمیشہ روزے سے ہوتے اور یہ بوڑھی عورت بہت بوڑھی ہو چکی تھی اور حضرت اویس علیہ الرحم کبھی بھی حضور ﷺ کی محبت کے بغیر آرام نہیں آتا لیکن ماں کی خدمت

کی وجہ سے وہ حاضر نہ ہونے سے مجبور تھا دن کو اونٹوں چرایا کرتا تھا اور رات کو دوروٹیاں حاصل ہو جاتی اس سے افطار کرتے۔ کہا جاتا ہے کہ یمن میں بھیڑئے اونٹوں کو کھاتے لیکن حضرت اویس رضی اللہ عنہ تمام دن عبادت میں گزارتے اور اونٹوں اس کا خیال اور چوکیداری کرتے۔ کہا گیا ہے کہ جب اسے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے ہیں تو اس کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ آپ کے کونسے دندان تھے تا کہ وہ وہی اپنے دانت نکالے تو اس نے تمام دانتوں کو نکالا جب دوبارہ نکلے دوبارہ نکالے اس طرح سات بار آپ نے یہ عمل دھرایا۔ جب حضور ﷺ کا وصال قریب ہوا تو فرمایا کہ میرا یہ خرقہ یمن کی طرف علی اور فاروق رضی اللہ عنہما لے جائیں اور اویس قرنی کو دیدیں تا کہ وہ یہ خرقہ پہن لے اور اس کے احوال بھی حضور ﷺ نے بیان کئے تو وہ وہاں قرن پہنچے قرن میں اویس کے نام والے بہت تھے جو حساب سے باہر تھا اس کے بعد ایک آدمی نے بیان کیا کہ اس شہر میں اونٹوں کی چرواہا اویس نام والا بھی ہے اور اس کی اوصاف کو بیان کئے انہوں نے فرمایا کہ یہ وہی ہوگا ملاقات میں بعد واقعہ کو دوبارہ دھرایا حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خرقہ کو درمیان میں رکھو جس کے گردن میں صحیح آجائے تو یہ اس کا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ یہ بہتر ہے لیکن حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے یہ خرقہ پہنا تو وہ دنیا میں میری امت کی شفاعت فرمائے گا جب وہ خرقہ درمیان میں رکھا تو خرقہ اوپر گیا اور حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے گردن لٹکا تو اس وقت اس نے لیا اور بوسہ دیا اور رکھ دیا اور کہا کہ اول حق شفاعت کو بجالاؤں ان سے دور چلا گیا غسل کیا اور اس کے بعد دو رکعات نماز پڑھ کر سر کو سجدہ میں رکھا ہاتف نے آواز دی کہ آدھی امت میں نے بخش دیا تمہارے خاطر پھر آپ نے سر کو نہیں اٹھایا پھر ہاتف نے آواز دی کہ نصف امت کو بخش دیا پھر آپ نے سر کو نہیں اٹھایا تو فرمایا گیا کہ صفا و منا میں جتنے بھیڑ بکریاں ہیں ان کے اون کے برابر

تمہارے خاطر بخش دیا صفاومنا دو قبائل ہیں عرب میں کہ وہ بھیڑ بکریاں زیادہ رکھتے تھے اب تک سر نہیں اٹھایا تھا تو حضرت فاروق اور مرتضی رضی اللہ عنہما اس کے پیچھے چلے گئے جب حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے ان کی پاؤں کی آہٹ سنی سر کو اٹھایا فرمایا کہ اے امرین اگر تم نہ آتے تو اللہ تعالیٰ تمام امت رسول اللہ ﷺ میرے لئے بخش دیتا خطرہ دل میں نہ لایا جائے کہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ خلفائے راشدین سے افضل تھے تو یہ خرقہ اس کو پہنچا اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت تھی کبھی اکابرین اور کبھی اصاغرین پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا سلسلہ اس کا نہ رہا کہ خرقہ بخدمت میں نہیں لایا تھا۔

حدیث شریف میں ہے احیاء العلوم میں ہے کہ کلاہ پکڑنا بھی پورا فائدہ دیتا ہے یہاں تک کہ عرصہ عرصات میں اس کے اور دوزخ کے درمیان ستر صندوق پیدا ہو جائیں گے کہ اس دنیا کے نقشہ کے برابر ہو۔

معلوم ہونا چاہئے کہ جو سلسلہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے تعلق رکھتا ہے تو کلاہ ایک ترکی کا ہونا چاہئے اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دو ترکی کا ہونا چاہئے اور کلاہ ذی النورین تین ترکی کا ہو گا اور کلاہ مرتضی چہار ترکی ہونا چاہئے۔

اے فرزند کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اعتراض کی انگلی اٹھائے اس لئے کہ تم شجرہ میں اولیاء کرام کے اسماء لکھتے ہو اس کے بعد حضور انور ﷺ کا نام گرامی اور اسم معظم واجب تعالیٰ کا لکھتے ہو اس لئے کہ ان کے علاوہ ہمارا کوئی مقصد نہیں ہے کہ ان اسماء کو ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارش کے لئے پیش کریں تا کہ لم یزل تمام امور کلی ہمارے آسانی سے سرانجام دے جب ہماری زبان گناہ میں ملوث ہو تو ہمیں چاہئے کہ پہلے اسماء اولیاء کرام کو یاد کریں تا کہ لائق اسماء خلفاء راشدین کے ہو جائیں

تاکہ ہم اپنی زبان پاک کر دے تاکہ وہ مستحق اسم شریف رسول مکرم ﷺ کے لائق ہو جائے جب ہم اس سے اور ہم صدق ودل ویقین سے اس کے مستحق ہو جائیں گے اور ان بزرگوں کے بغیر ساتھ دینے سے یہ محال ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کہا گیا ہے کہ التاخیر یفید التعظیم کہ تاخیر تعظیم کے لئے فائدہ مند ہے۔ اور دوسرے اسماء معظم درخت کی طرح ہیں اور اولیاء کرام اس درخت کے پتے ہیں سر بلندی ہوا میں ہوتے ہیں لیکن ان کا قیام درخت پر ہے تو ان کی نظر سے کہا ہے کہ جب درخت کے پتوں کو نم پہنچے تو لوگ اس درخت کے پتوں اور مغز سے استفادہ کرتے ہیں اور یہ ان کو معلوم نہیں کہ پتوں کو جو رتبہ ملا ہے وہ درخت سے ملا ہے۔ پس معترض صرف پتوں پر مغرور ہوتا ہے تو وجہ تقدیم وہ ہے کہ کوئی پتوں کو دیکھے تو اس کے سایہ میں چلے جاتے ہیں جب تک اولیاء کرام کو سفارش میں نہ لائے بندہ اسم ذات تک نہیں پہنچ سکتا۔ واللہ اعلم۔

مسئلہ: رجل علیہ دین فنسی حتی مات قال شداد علیہ الرحمہ ان کان الذی بثمن مبیع او قرض لا یؤخذ بہ یوم القیامۃ وان کان غصبا کان ماخوذا۔ قاضی خان۔

اگر کسی شخص پر قرض ہو اور وہ بھول جائے یہاں تک کہ وہ مر جائے تو شداد علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے اگر یہ قیمت کسی چیز کی ہو یا قرض تو قیامت کے دن ان سے مواخذہ نہ ہو گا اور اگر غصب سے لیا ہو تو پھر قیامت کے دن ماخوذ ہو گا۔

مسئلہ: لا یکرہ الکلام عند الاذان بالاجماع ای للسامع۔ فتاوی کامل۔ من تکلم فی الآذان خیف علیہ من زوال الایمان ھذا محمول علی المؤذن دون السامع خزانۃ الجلالی۔

کلام آذان کے وقت مکروہ نہیں اس پر اجماع ہے یعنی سننے والے پر جس نے کلام کیا آذان میں تو اس پر ایمان کے زوال کا ڈر ہے یہ محمول ہے موذن پر نہ کہ سامع پر۔

مسئلہ: اذااشتری شیأوصار مغبونافیہ قال قاضی خان ابو علی النسفی ولایۃ الفسخ وھو اختیار الامام ابی بکر وقال قاضی جمال الدین اذا غر البائع بان قال قیمۃ بھذا المقدار فلہ ولایۃ الفسخ۔ محیط۔

اگر کسی نے کوئی چیز لی اور اس میں تاوان کیا تو قاضی خان بو علی نسفی نے کہا ہے کہ ولایت اس کی فسخ ہے اور اس کو اختیار کیا ہے امام ابو بکر نے اور قاضی جمال الدین نے فرمایا ہے کہ جب بائع نے تاوان کیا اور کہا کہ اس کی قیمت اس انداز پر ہے تو اس کے لئے ولایت فسخ کی ہے۔

مسئلہ: اللہ کا نام جس زبان میں یاد کیا جاتا ہے اس کے لئے حلالہ ذبیحہ کا جائز ہے اس کو ذبح کرنا اس کے لئے چاہئے یا نہ؟

جواب: شاید دوسینہ کے درمیان فتاوی میں میں نے پڑھا ہے۔ اسی طرح لکھا ہے کیا اور وہ ہلا تو ذبح سے حلال نہیں ہو سکتا اور اگر اس سر کو تلوار یا چھری سے جدا کیا تو اس کا کھانا حلال ہے مگر یہ فعل مکروہ ہے۔ اگر ذبح کے وقت مرغ یا چڑیا کا سر تن سے چھری کے تیز دار سے الگ ہو جائے تو اس کو کھانا چاہئے لیکن سر کو نہ کھائے۔ جب کسی حیوان کو ذبح کرے تو اس حیوان کا پوست جیسے گائے یا بھیڑ وغیرہا کو نکالے اور ان اعضاء کو الگ کر دے تو حلال ہے اور ان اعضاء کو کھانا چاہئے لفظ عربی یہ ہے العضو المبان بجلدہ حلّ مذبوحہ۔ چمڑے سے الگ عضو کو جو ذبح کیا گیا ہو کھانا حلال ہے۔ اس کا منہ کعبہ کی طرف کرنا سنت ہے علماء کا اس پر اتفاق ہے اور اگر مذبوحہ کا منہ قبلہ کی طرف نہ کرے تو یہ بات بری ہے لیکن اس کا کھانا حلال ہے۔ کفایۃ الاسلام۔

مسئلہ: ایک شخص اپنے قرضدار پر دست دراز کرے کہ اگر میرا قرض تم نے ادا نہ کیا تو تمہیں نہیں چھوڑوں گا دوسرا شخص آیا اور اس کو اس کے ہاتھوں سے چھوڑ دیا اور اگر کفالت یا ضمانت کے

طور سے چھوڑا ہو تو چھوڑنے والے سے وہ قرض مانگے گا۔ اور اگر زور سے بغیر ضمانت کے چھوڑا ہو تو قرض قرضدار سے طلب کرے گا۔ کنز الدقائق۔

مجالس الاسلام قاضی شمس الدین میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت شیخ شرف الدین منیرے قدس سرہ نے حضرت قاضی شمس الدین سے سوال کیا ہے کہ یا شیخ میں ایک مشکل رکھتا ہوں وہ یہ ہے کہ سبب وجوب سجدہ تلاوت کونسی چیز ہے قاضی نے کہا کہ اے فرزند معلوم ہونا چاہئے کہ یہ سجدہ دوامروں سے خالی نہیں یا اس میں قصہ وعد یا قصہ وعید کا پس اگر قصہ وعد کا ہے تو سجدہ برائے شکر اپنی جگہ ہے اور اگر قصہ وعید کا ہے تو سجدہ برائے خوف خدا ہے۔

مسئلہ: لا یجوز ان یدخل فی ولایة لاغیر للمنازعة معه واخذ مملکة وماله لان فیه ایقاظ الفتنة النائمة قال شیخ الاسلام حسام الدین من ایقظ الفتنة فعلیه لعنة الله و الملائکة و الناس اجمعین۔قال ابو عبد الله الحامدی من دخل فی ولایة الغیر مع عسکره القاهر ة للمنازعة و اخذ ملکه و ماله بلا موجب ولم یمتنع عن الایذاء بقول الجمهور یجب القتال ویقاتل بکل ما یقاتل به مع اهل الحرب کالرمی بالنبل و المنجنیق و ارسال الماء علیه و الیه و القاء الحرق علیه و اخذ امواله و اسبابه ظلما و زجرا و عبرة و تنبیها لغیره و قال شیخ الامام العبد الجبار الحکیم الزاهد الامام الاجل برهان الدین الواعظ و هذا بالاجماع اما التصرف فی امواله و اسبابه ظلما فقد قیل انه یباح و هو الصحیح و ان کان القاهر مسلما او ذمیا لا یملک بالقهر و الاستیلاء لا یحصل التصرف فیها و هذا اذا لم یکن بادیا بالظلم اما اذا کان بادیا بالظلم فعلیه لعنة الله و الملائکة الناس اجمعین یباح اخذ اموالهم و اسباب ظلمهم و التصرف فیها دفعا للفتنة القائمة وحرزا للعالم قال ابو مطیع لما افتی ابو یوسف یجوز اخذ مال البادی بالظلم و التصرف فیه اخبر بذالک ابا حنیفة قال المجیب مصیب و کان محمد بن الحسن علیه الرحمه جالسا عنده ولم یتکلم بشیء و کان هذا منهم بالاجماع۔فتاوی غرائب۔

ترجمہ: جائز نہیں جو داخل ہو جائے ولایت غیر میں منازعت کے لئے اس کے ساتھ اور لیا مملکت اور مال کیونکہ اس میں سویا ہوا فتنہ کو بیدار کرنا ہے۔ شیخ الاسلام حسام الدین نے فرمایا جس نے فتنہ کو بیدار کیا تو اس پر اللہ کی لعنت ہے اور ملائک کی اور تمام لوگوں کی۔ ابو عبد اللہ الحامد ینے فرمایا ہے کہ جو دوسروں کی ولایت میں داخل ہوا لشکر غالب کے ساتھ جھگڑا کے لئے اور اس نے ملک اور مال کو قبضہ کیا بغیر سبب کے اور تکلیف دینے کی ممانعت نہ کی جمہور کا قول ہے کہ قتال واجب ہے اور وہ قتال کرے گا ہر اس کے ساتھ جو اس سے لڑتا ہے اہل حرب کے اتھ جیسے تیر چلانا تیر سے یا منجنیق سے اور وہاں پانی بہانا اس پر اور اس کی طرف یا جلانا اس کا اور اس کا اموال اور اسباب ظلم اور زجر سے لینا اور عبرت اور تنبیہ کے واسطے غیر کے لئے۔ شیخ الامام عبد الجبار حکیم زاہد امام اجل برہان الدین الواعظ نے فرمایا اور اس پر اجماع ہے۔ اور اس کے مال اور اسباب میں تصف کرنا ظلم سے پس کسی نے کہا ہے کہ یہ مباح ہے اور یہ روایت صحیح ہے اور اگر غالب مسلمان ہو یا ذمی اور مقہور حربی ہو تو ان کے مال کی ملکیت زائل ہو جاتی ہے بیع کندی اور ان دونوں کے غالب ہونے سے اور اگر ذمی ہو تو غالب مالک نہیں ہوتا کہ وہ مقہور کا مال لے اور اگر وہ دونوں مسلمان ہوں کیونکہ مسلمانوں کا مال معصوم ہے تو وہ غالب اور بیع کندی سے مالک نہیں ہوتا تو اس میں تصرف اس کو حاصل نہیں اور یہ جب ہے کہ وہ ظلم کرنے والا نہ ہو اور اگر وہ ظلم کرنے والا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہے ملائک اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ تو ان کے مال کا مال لینا اس کے لئے مباح ہے اور اس میں تصرف کرنا فتنہ قائم کرنے کے لئے اور عالم کو بچانے کی خاطر ابو مطیع نے کہا ہے کہ ابو یوسف نے فتوی دیا ہے کہ جو ظلم کرنے والا ہو اس کا مال لینا بھی جائز ہے اس بات کی خبر دی گئی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو تو اس نے فرمایا کہ جواب

دینے والا حق کو پہنچنے والا ہے اور امام محمد بن حسن اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور کسی چیز کے بابت بات نہیں کرتے اور یہ ان کی طرف سے بالاجماع جواب تھا۔ فتاوی غرائب۔

مسئلہ: من رأی فقیرا فی المسجد اغنی وراح فی بیته واکل الطعام فکانما اکل لحم الخنزیر ودم الحیض۔ خانیه۔

جس نے مسجد میں فقیر کو دیکھا اور وہ بے پرواہ ہوا اور اپنے گھر میں خوش ہوا اور اس نے طعام بھی کھایا یہ اس طرح ہے جس طرح خنزیر کا گوشت اور حیض کا خون کے کھانے کے برابر ہے۔

مسئلہ: ایک شخص کا مال جیسے گھوڑے اور گائے بیل اور اونٹ و بکریاں وغیرہ صاحب مال کے غائب ہونے کے وقت مر جاتے ہیں تو اس کی ذبح کرنا نہیں چاہیئے اور اگر ذبح کیا تو وہ ضامن ہو گا۔ تحفہ ملکی میں ہے کہ اگر ذابح دیانت دار ہو اور اس سے دی اور حرام خوری صادر نہ ہوا ہو تو اگر ذبح کیا تو ضامن نہیں ہے۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ اختلاف چوپایوں کے ذبح کرنے میں ہے جس کا گوشت کھائے جیسا کہ گزر گیا اور ذبح کرنا گدھے اور کتے وغیرہ اگر ذابح دیانت دار ہو یا نہ ہو دونوں حالتوں میں ضامن ہو گا۔

مسئلہ: جب شہد پلید ہوا تو وہ پاک کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔

جواب: پاک کیا جاتا ہے چاہیئے کہ شہد کو آگ پر رکھو تو اس شہد کو لکڑی سے وزن کر دو اور اس جگہ پر نشان لگاؤ اس انداز میں پانی ڈالو کہ وہ چیز دھویا جاسکے تو اس میں صاف پانی ڈالو اور جوش دو جب تمام پانی جل جائے اور شہد باقی رہ جائے تو پھر دوبارہ پھر پانی اس انداز سے ڈالو اس طرح تین بار یہ عمل کرنا چاہیئے جب پانی ختم ہو جائے تو شہد پاک ہو گا۔ مجموعہ سلطانی۔

مسئلہ: سوال یہ ہے کہ زید نے اپنے گدھے کو فروخت کیا خالد پر بیع فاسد سے اور یہ گدھے کو خالد کے ہاتھ میں نقصان پہنچا ہو آسمانی آفت سے شرعاً تو کیا یہ گدھا کالد سے تاوان کے ساتھ واپس کیا جاسکتا ہے۔

جواب: پہنچتا ہے وکذالک اذا کان النقصان بفعل المشتری وذکر فی بیوع الخلاصة وان کان بفعل الاجنبی فالبیع بالخیار فی الارش ان شاء اخذہ من الجانی لا یرجع علی المشتری اشتری جاریة بشراء فاسد ونقص عند المشتری یردھا ویرد ما نقض ولو ولدت یردھا ولودھا ولو قفاء عیبھا یردھا ونصف قیمتھا لانہ مضمون بالقبض ولا اوصاف یضمن بالقبض۔فتاوی قرآن خانی۔

اور اس طرح اگر نقصان مشتری کے ہاتھوں ہو خلاصۃ الفتاوی فی الباب البیوع میں ذکر کیا ہے۔ اور اگر یہ نقصان اجنبی کے ہاتھوں ہو تو بیع میں اختیار ہے نقصان میں اگر وہ چاہے تو لے سکتا ہے اور مشتری کو واپس نہ کیا جائے گا اور مشتری جانی کو واپس کر سکتا ہے جیسا کہ انگور ہیں اور قنیہ میں ذکر ہے باب البیع الفاسد میں اگر ایک کنیز کو خرید افاسد شری سے اور نقص ہو جائے مشتری سے تو واپس کیا جا سکتا ہے اور جو کم ہوا ہو اس کو واپس کیا جائے گا۔ اگر وہ بہ پیدا کرے تو وہ واپس کرے گی اس کے والد کو اگر چہ در پردہ عیب ہو تو واپس ہو گا۔ اور آدھی قیمت ادا کرے گی کیونکہ یہ قبض کے ساتھ ملا ہوا ہے اور اوصاف ۔

مسئلہ: اگر دودھ میں چوہا گر جائے اور اس میں مر جائے تو ضروری ہے کہ ریزہ ہونے سے پہلے اس کو نکالا جائے اور وہ شیرہ رہ جائے تا کہ وہ خمر بن جائے پھر اس خمر کو سرکہ کرے تو پھر حلال ہے۔ خزانہ۔

مسئلہ: شراب کا سرکہ جائز ہے اور سرکہ حاصل ہوگا جان لو کہ نمک کو سرکہ میں ڈالو اور دھوپ میں رکھو تو یہ خود سرکہ ہوگا۔ سراجی۔

فائدہ: جس نے چاشت کے وقت دشمنوں کے دفع کے واسطے پانچ ہزار ستر بار پڑھے تو وہ کام اس کے لئے کافی ہوگا اور اس کام میں قسم کھایا ہے کہ ہر ایک کو نہیں کہنا چاہئے اور اگر ایسا نہ ہو تو عالم میں فتنہ برپا ہوگا اور یہ ایک راز ہے کہ مہتر عزرائیل علیہ السلام کے پیشانی پر لکھا ہوا ہے اسم یہ ہے یعنی وہ حروف یہ ہیں ی ام ذل۔

اگر ایک شخص نے اپنی کنیز کو اپنے غلام کے ساتھ نکاح کیا اور مہر کو مسمیٰ نہ کیا تو وہ اس پر لازم ہے یا نہ؟

جواب: نہیں اور بعض نے کہا ہے کہ ہرگز لازم نہیں ہوتا۔ عجیبۃ المسائل۔

مسئلہ: اگر کسی عورت کا نکاح بغیر مہر کے کر دیا تو اس پر دو مہر لازم ہو جاتا ہے۔ وہ کس طرح ہو گا اس مشکل کو حل کیا جائے۔ یہ ایک شخص ہے کہ ایک عورت سے زنا کیا اور اس عین زنا میں بیوی ہونے کا نکاح بھی کیا تو اس پر دو مہر لازم ہو جاتے ہیں ایک مہر مسمی جو اس عقد میں مقرر کیا ہو اور دوسرا مہر بسبب زنا لازم ہو جاتا ہے اس لئے کہ اس زنا میں خروج سے قبل ذکر نکاح کیا حد ساقط ہوا پس فدیہ حد مہر کے مثل لازم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: رجل زنا بامرأۃ فتزوجها وھو علی بطنها فعلیه مهران مثل بالزنا لانه سقط الحد حین تزوجها قبل تمام الزنا ومهر آخر وھو المسمٰی بالنکاح عجیبۃ المسائل۔

ایک شخص نے ایک عورت سے زنا کیا اور اس نے اس کے ساتھ نکاح کیا اور وہ اس کے پیٹ پر ہو تو اس شخص پر دو مہر لازم ہیں مثل زنا اس لئے کہ حد ساقط ہوا اس وقت نکاح کیا زنا پورے ہونے سے قبل اور پھر دوسرا مہر ہے اور وہ نکاح سے مسمیٰ ہے۔

مسئلہ: فی الفتاوی البدھی سئل عن علماء بخارا عن رجل فاء فی مجلس فلان و جلس فوق المتعلم عالما بالعبادات مثل الصلوٰۃ و الزکوۃ و الحج و الصوم و الحیض و النفاس ھل یجب علیہ شیء ام لا فاجابو ابان ھذا علی اربعۃ او جہ استخفاف او حقارۃ او اھانۃ او مزاح و لو تقدمہ علی وجہ الاستخفاف طلقت امراتہ و لو کان علی وجہ الحقارۃ و الاھانۃ یکفر و لو کان علی وجہ المزاح یعزر و یشھر و الفتوی علی قولھم فی زماننا۔ روضۃ العلماء۔

فتاوی بدہی میں ہے کہ علماء بخارا سے پوچھا گیا اس شخص کے متعلق کہ فلان کے مجلس میں ایک شخص آیا اور متعلم پر بیٹھ گیا جو عبادات کا عالم تھا مثل نماز زکوٰۃ و حج اور روزہ اور حیض و نفاس کیا اس پر کوئی چیز واجب ہے تو انہوں نے جواب دیا اس کے چار وجوہات ہیں۔ استخفاف حقارت اہانت مزاح اگر استخفاف کی وجہ سے ہو تو اس کی بیوی اس پر طلاق ہو جاتی ہے اور اگر حقارت کی وجہ سے ہو یا اہانت کی وجہ سے تو کافر ہو جاتا ہے۔ اور اگر مزاح کی وجہ سے ہو تو اس کو تعزیر دیا جائے گا اس زمانہ میں ان کے قول پر فتویٰ ہے۔

مسئلہ: کنز میں ہے کہ حد چوری کا صلح مال سے جائز ہے اور حواشی میں لکھا ہے کہ صلح اس طرح کرے اگر اس نے دس درم کی چوری کی ہو تو برابر پچاس درم اس سے طلب کرے تا کہ تاوان پانچ گناہ ہو اور دوسرے کے لئے تنبیہ ہو۔ ایسا ہی فدیہ ہاتھ کاٹنے چور کا بھی ہو سکتا ہے۔

مسئلہ: ایضاح میں ہے کہ بیع اور شریٰ کے پانچ اقسام ہیں۔

ان میں سے ایک قسم حرما کی ہے یعنی وہ گوشت جس میں کیڑے پیدا ہوئے ہوں اس لئے کہ کیڑے کا پڑ جانے سے گوشت حرام ہو جاتا ہے یا خنزیر و شراب یا حر الاصل اس لئے کہ عجائب الغرائب میں نقل ہے کہ اگر بائع مشتری کو کہے کہ یہ چیز اس شرط پر فروخت کرتا ہوں کہ ملک سے لوٹ کیا ہوا ہے چوری یا غصب سے میں نے لیا ہے یا غلام نہیں تھا بلکہ حر الاصل تھا کہ میں بعد تمہارا

مجھ پر رجوع نہ ہو گا اور وہ چیز ملک مشتری میں ہلاک ہوا یا خود کیا اور مشتری کو پہنچا کہ ثمن اپنا پھر بائع سے لے لو تو ایسا بیع بالکل روا نہیں۔

دوسری قسم فاسد ہے اور فاسد کے دو رخ ہیں ایک رخ بعض قریب کی طرف اور دوسرا رخ بوصل اگرچہ احد متعاقدین فسخ کرے جس طرح گوشت گندہ بو والا ہو جائے تو اس سے ہو جاتا ہے لیکن حرام نہیں ہے پس اگر فسخ کرے شاید اگر بک جائے تو پھر بیع جائز ہے یہاں مبادلہ دودھ کا دودھ کے ساتھ۔

فتاوی سراجی میں نقل ہے کہ اگر ایک شخص دودھ کسی کو دیا اس شرط پر کہ وہ دوبارہ گائے سے دودھ نکالے اور اس کو دے کچھ مدت کے بعد ان دونوں نے فسخ کیا اس پر کہ اس دودھ کے بدلہ مجھے غلہ دو پس بحکم شرع اس کو غلہ دینا چاہیئے اور اگر دودھ کے بدلہ دودھ دیا تو جائز ہے مگر فساد سے۔ قدوری میں ہے کہ اگر گائے کا دودھ بکری یا بھیڑ کے دودھ سے بدلے لیکن وہ اس سے زائد لے تو یہ سود بن جاتاق ہے تو یہ جائز نہیں۔

دوسری قسم بیع مکروہ ہے اور وہ بیع جائز ہے مگر گناہگار ہے۔ چنانچہ ایک آدمی نے اپنے شہر سے غلہ خرید کر جمع کیا اور دوسروں پر زیادہ بیع سے فروخت کیا یا ایک شخص قافلہ سے پہلے آجائے اور نرخ اس شہر کا کہ ان پر ظاہر ہو جس طرح نیک وبد یعنی نیک خواہی قافلہ کا کرے یا ایک آدمی بیع کو سر انجام دے اور دوسرے کو درمیان میں لائے یا آذان جمعہ کے وقت یعنی آذان جمعہ کے بعد ان صورتوں میں بیع کرے تو جائز ہو گا لیکن وہ آدمی گناہ گار ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: حربی کا حربی پر گواہی دینا جائز ہے باختلاف ملت ان کا اور گواہی حربی کا ذمی پر دینا جائز نہیں ہے اور گواہی ذمی کا ذمی پر روا ہے ان کے مذہب کے اختلاف کی بنا۔ گواہی اعرابی کا شہری پر

جائز نہیں اس لئے کہ ادا حروف نہیں کر سکتے اور گواہی شہری کا اعرابی پر جائز ہے گواہی اعرابی اعرابی کے لئے جائز ہے اس لئے کہ اگر اس ملک میں سوا ان جیسا نہیں پایا جائے۔ نسخہ منی۔

مسئلہ: اذا دعی عیب بالذباب لا یثبت حتی یقیم البینۃ و ان قام بینۃ العیب یثبت العیب و ان قال البائع ان مات علی عیب الذباب فھو علی یر دعلیہ و ان قام بینۃ علی ذالک لان البائع غیرہ علی ذالک و الصحیح ان عیب الذباب لا یثبت لانہ لا یعتبر وقت ضربہ قیل یضرب وقت الشتاء و قیل وقت الربیع۔ شرح الھدایہ۔

اگر کسی نے عیب لگایا مکھی کرنے سے تو ثابت نہیں یہاں تک کہ وہ گواہ پیش کرے اور اگر اس نے گواہوں کو پیش کیا عیب پر تو پھر عیب ثابت ہوتا ہے اور اگر بائع نے کہا کہ وہ مر گیا ذباب کے عیب سے تو اس پر وہ واپس کر سکتا ہے اگر اس نے اس پر گواہوں کو پیش کیا کیونکہ اس کے علاوہ ہے صحیح یہ ہے کہ مکھی کی وجہ سے عیب ثابت نہیں ہوتا کیونکہ معتبر نہیں وقت ڈالنے سے کسی نے کہا کہ وقت سردی کا ہے اور کسی نے کہا ہے کہ بہار ہے۔

مسئلہ: جب مسافر نے چار رکعات مقیم امام کی اقتداء کی اور چار رکعات کو پورا کیا تو اس پر فرض ہو جاتا ہے اور اگر پہلے قعدہ میں نہیں بیٹھا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی اور اگر پہلے دو رکعات میں اقتداء کی نیز پورا کرنا لازم ہے اور اگر آخیری دو رکعات میں اقتداء کرے تو اس پر چار رکعات پڑھنا لازم تھا۔

مسئلہ: کہا گیا ہے کہ ایک دن ایک عورت حضور انور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ یا رسول اللہ۔ ﷺ کہ میرا شوہر مجھ سے دوستی نہیں رکھتا فرمایا کہ تم بھی نا مشروع کاموں اور زنا سے پرہیز کرو اس نے تین بار سوال کیا اور حضور ﷺ نے تین بار یہی جواب دیا اس کے بعد کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ کہ اس کے لئے کچھ کرتا ہوں تا کہ اس کے بعد روز بروز دوستی مجھ سے زیادہ ہوتی رہتی ہے حضور ﷺ ناراضگی سے اعراض فرمایا اور اس کو اپنے سے دور کر دیا اور جس زمین پر وہ

کھڑی تھی اس کو بھی کُرید کرڈالا پس کہا گیا ہے کہ اگر کوئی تھوڑا بہت سحر سیکھ لے چنانچہ اگر بیٹا اپنے والدہ کے مہربانی کے لئے سحر کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ فتاوی نوادر۔

مسئلہ: اگر کوئی جنات و پریان کے لئے چراغ جلائے یا ان کی طرف سے مرغ یا گوسفند وغیرہ کو مار ڈالے یا کان کا تاج مرغ کا کاٹ ڈالے اور اس پر تعویز لکھے تو وہ شخص کافر ہو جاتا ہے اور اس کی بیوی طلاق ہو جاتی ہے۔ ہمیشہ زناکار ہو گا۔ تفسیر ملا یعقوب۔

مسئلہ: بکری کا کھال کھانا جائز ہے۔ بوستان ابو اللیث سمرقندی۔

مسئلہ: دلیل العارفین میں ہے کہ جب میاں بیوی کو نزدیکی حاصل ہو جائے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کچھ مٹی اس جگہ سے لے آتا ہے جہاں اس کا مدفن ہو تو ماں کی رحم میں ڈال دیتا ہے ایک فرشتہ ہے کہ اس کو ملک الارحام کہا جاتا ہے اس کے ہاتھ میں دیتا ہے جب میاں بیوی کے پانی رحم میں قرار پکڑے تو وہ مٹی اس پر ڈال دیتا ہے اور چالیس دن تک وہاں پڑا رہتا ہے تو یہ بمنزلہ پنیر ہوتا ہے اس کے بعد دوسرا فرشتہ اس کے ہاتھ سے لیتا ہے تو چالیس دنوں تک اس پر رگڑتے ہیں جب وہ ٹھیک ہوتا ہے یعنی گوشت و پوست اور ہڈیاں اور رگیں بن جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب ہوتا ہے کہ اے فرشتہ اس کا سر مہیا کرو اور فوائد اکل و شرب و کلام و سمع و بصر و شم و ذوق کو میں رکھ لیتا ہو اور پاؤں کو ٹھیک کرو تاکہ میں اس کو چلنے کی طاقت دوں اور ہاتھوں کو ٹھیک کرو کہ میں قوت بطش اس کو دوں پھر دس دنوں میں اس ترتیب سے تمام اعضاء بن جاتے ہیں بغیر روح کے اس کے بعد کہا گیا ہے کہ حیات بمنزلہ ابلق گھوڑے کی طرح ہے جس چیز کو سونگھتے ہیں وہ زندہ ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد ان کے دونوں گردے کام شروع کرتے ہیں اس کو ارواح بنائی کہتا ہے پھر اس کے بعد رگہا ہیں جو جگر بندہ میں ہیں کہ اس کے ذریعہ انسان سانس لیتا ہے اس راستہ سے حیات بالا سرایت کرتا ہے اور

نفس پیدا ہوتا ہے اس وقت اس کو حیوان نام دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ایک فرشتہ ہے جس کو ملک الارواح کہا جاتا ہے۔ ارواح کو داخل کرتا ہے کہ اس کو روح نفسانی اور جاری کہا جاتا ہے کہ سمع وبصر وذوق اس کی خاصیت ہے اس میں بچہ ماں کے پیٹ میں ناف کی طرف سے ہوتا ہے اس کا پشت ماں کے پشت کی طرف ہوتا ہے اور اس کا منہ والدہ کے منہ کے برابر ہوتا ہے وبس۔ تمہید ابو علی رودباری میں ہے کہ نفس الگ ہے اور ارواح الگ اس لئے کہ حالت خواب میں وہ باہر ہو جاتی ہے اور حالت بیداری میں داخل ہوتی ہے۔ اور موت کے وقت دونوں جاتے ہیں خاص ملحد لوگ کہ ان کے نزدیک ارواح و نفس ایک جز نہیں۔ منقول ہے کہ جب ارواح رحم میں آتیں ہیں تو چار خطوط اپنے ساتھ لاتے ہیں ایک مرنے کا

وقت کہ مقدار عمر اتنے سال اور مہینے اور دن ہیں فلان وقت میں یہ پورا ہو گا۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایاہے:

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ (الاعراف ۳۴)

اور ہر گروہ کا ایک وعدہ ہے تو جب ان کا وعدہ آئے گا ایک گھڑی نہ پیچھے ہو نہ آگے۔

یعنی مقدار پاؤں رکھنا چیونٹی پس وپیش نہ ہو۔ اعتزال کے نزدیک مقتول اپنے وقت پر نہیں مرتا یعنی اگر قاتل نہ مارتے تو یہ چالیس دن زندہ ہوتے۔ مگر اہل سنت کے نزدیک یہ قول محض کفر ہے۔ اور دوسرا خط اس کے رزق کا لکھا ہوتا ہے کہ اتنے تعداد میں وہ کھائے گا اور یہ عمل اس کے وجود سے ظاہر ہو گا تیسرا خط اس کے اعمال کا ہو گا کہ اس کے وجود سے ظاہر ہو گا خواہ نیکی کا ہو یا بدی کا۔ اور چوتھا خط اس کے مذہب کا لکھا ہو گا کہ یہ شخص دوزخ میں جائے گا یا جنت میں۔

منقول ہے کہ بچہ ولادت کے بعد روتا ہے وہ اس لئے ہے کہ وہ وہاں سے یہاں تک جملہ امور غیب کو یاد ہو گا۔ اس حالت میں فرشتہ آتا ہے اور اس بچے کی پیشانی سختی سے ملتا ہے کہ اس یاد کو فراموش کر دے تو اس وجہ سے وہ روتا ہے۔

منقول ہے کہ بچہ ولادت کے بعد چار ماہ تک روتا ہے اس حال میں وہ لا الہ الا اللہ بیان کرتا ہے اور پھر چار ماہ اور کو بیان کرتا ہے اور پھر چار ماہ بعد اگر اس کے ولدین مسلمان ہوں تو کہتے ہیں:

اللّٰھم اغفر لی و لو الدیّ۔ اور اگر والدین کافر ہوتے ہیں تو کہتا ہے: اللّٰھم العن علی و الدیّ۔

مسئلہ: اگر بچہ روتا ہے تو اس کے لئے سورہ لا یلاف لکھو اور باندھو تو آرام آئے گا۔

مسئلہ: جان لو کہ دیدار باری تعالیٰ کا دیدار سچ ہے اور مؤمنوں کو جنت میں داخل ہونے کے بعد یعنی مردوں اور عورتوں کو اس میں اہل روافض اور حشویان خلاف ہیں روافض کے نزدیک بغیر بی بی فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا دوسری عورتیں دیدار نہیں کریں گی اور حشویان کے نزدیک بغیر بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دوسری عورتیں دیدار نہیں کر سکتیں۔ اور یہ قول ان کا محض باطل ہے۔

مسئلہ: در مجالس میں ہے کہ ایک عورت صاحب جمال تھی اتنی روتی کہ ان کی آنکھوں سے روشنی چلی گئی تھی۔ اس سے پوچھا گیا کہ تم کیوں روتی ہو اس نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ عورتوں کو قیامت کے دن دیدار نصیب نہیں۔ اسے کہا گیا کہ اے ضعیفہ یہ قول تو روافض کا ہے نہیں بلکہ عورتوں کے لئے بھی دیدار ثابت ہے۔ کہا مجھے قرار اس سے نہیں ہے اس لئے جہت دیدار کے لئے وہ اندھی ہو گئی۔

مسئلہ: جس کے چار بیویاں ہوں اور پانچویں کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے تو یہ جائز ہے یا نہ؟

جواب: حیلہ یہ ہے کہ پہلی بیوی سے جس کا نکاح پہلے کیا ہو اس سے اجازت لے اگر اس نے اجازت دی تو جتنے عورتیں کرکتا ہو تو اس کے لئے جائز ہے اور یہ روایت در مشکلات حذر خانی میں مسطور ہے۔ لیکن مفتی کے لئے چاہیئے کہ یہ مسئلہ دانشمندان کے سامنے بیان کرئے اس کے بعد فتویٰ دے۔ یہ مسئلہ حضرت اخون درویزہ باباعلیہ الرحمہ کی اس کتاب میں کسی نے ملایا ہے۔ وہ بزرگ ہستی اس سے مبرا ہے۔ اس مسئلہ کی وجہ سے لوگ حضرت اخون درویزہ بابا علیہ الرحمہ پر اعتراضات کرتے ہیں۔ مترجم

مسئلہ: رجل نوی السفر فی رمضان وهو صائم فقبل ان یخرج من العمرانات ان اکل علیه الفارة۔ فتاوی سراجی و قرآن خوانی۔

اگر ایک شخص نے سفر کی نیت کی رمضان میں اور اس کا روزہ ہو تو گھر سے نکلنے سے پہلے اس نے روزہ توڑ ڈالا تو اس پر کفارہ ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص کفار کے ہاتھوں قیدی ہوا اور وہ نہیں جانتا تھا کہ ماہ رمضان کب ہے پس اس نے سوا کہ ایک ماہ روزہ رکھنا ہے شرعاً اگر سوچ ٹھیک نکلا تو کیا یہ جائز ہے یا نہ؟

جواب: جائز ہے اگر اس کو معلوم ہو جائے کہ وہ سوچ رمضان سے قبل ہے یا بعد اگر رمضان ہو تو وہ روزہ میں حساب ہو گا یا نہ اجابت جائز ہے۔ فتاوی قرآن خوانی۔

مسئلہ: اجرت لینے کے لئے جائز نہیں ہرگز کہ دابہ کو مارے۔ امام ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اگر مارا اور وہ ہلاک ہوئی تو وہ ضامن ہے۔ اگر اس نے لگام کو پیچھے سے کھینچا تا کہ وہ اس سے مر جائے ان دونوں کے نزدیک ضرب عادت کے مطابق ہو تو ضامن نہ ہو گا اور اگر دابہ کو عاریت سے لیا

پھر اس کو مارا تو بھی ضامن ہو جاتا ہے اس پر اتفاق ہے۔ اگر دابہ کو مزدوری کے لئے لیا اور غیر جگہ معتاد پر مارا اور وہ ہلاک ہوا تو بھی اس پر اجماع ہے کہ وہ ضامن ہو گا۔ فتاوی نوادر۔

مسئلہ: اگر ایک آزاد مرد ایک شخص کے پاس گیا اور یہ عہد کیا کہ تم مجھے کپڑے طعام دو گے اور میں تمہارا غلام ہوں گا۔ اور قدیم الایام تمہارے پاس ہوں گا کچھ مدت کے بعد اس نے چاہا کہ میں اس سے چلا جاؤں تو کیا یہ جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: جا سکتا ہے جو طعام اور کپڑے اس کو دیا ہو اور جو اس نے کیا ہے دونوں برابر ہو جاتے ہیں کوئی بھی دوسرے سے چیز طلب نہ کر سکتا ہے۔ تاتار خانیہ۔

مسئلہ فتاوی افتخار میں ہے کہ سفر میں نیت قصر نہیں ہے اس لئے کہ کرنے اور ترک کرنے میں مسافر کو اختیار ہے۔ آنے سے پہلے حالت نزول اور ترک در حال جانے میں۔ فتاوی ظہریہ و خلاصہ انتہاء درجہ مستحب جانتا ہے نقل صلوات ماچینی۔

مسئلہ: مکروہ ہے اقتداء اہل ہوا اور بدعت والو کی جیسے جمیلہ اور قدریہ اور روافض و خطابیہ و مشبہ اور جو لوگ قرآن کو مخلوق کہتے ہیں تو ان کی اقتدا مطلق درست نہیں۔ نقل ماچینی۔

مسئلہ: تکرار جماعت مکروہ ہے مسجد میں تو جس مسجد میں جماعت ہو چکی ہو اور اس کی دو صورتیں مکروہ کی ہیں کہ آخر جماعت لوگ پہلی جماعت والوں سے زیادہ ہوں اگر ایک ایک یا دو دو ایک گوشہ میں ہوں تو پھر مکروہ نہیں ہے۔ جامع صغیر خالی میں کہا ہے کہ یہ تمام اس صورت میں ہے کہ وہ مسجد شارع عام میں نہ ہو اور اگر شارع عام میں ہو تو پھر تکرار جماعت اور آذان و اقامت مکروہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ امام معلوم۔

مسئلہ: مسجد کے اوپر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور ایسا ہی صحن مسجد میں اور اگر جگہ نہ ہو پھر مکروہ نہیں ہے۔ نقل ما چینی۔

مسئلہ: جب ایک عورت وفات ہو جائے گی تو ضروری ہے کہ اس کے بالوں کو دو گیسو میں کر دیا جائے ایک دائیں جانب قمیص کے اوپر سینہ کے اوپر اور دوسرا بائیں طرف ایسا ہی کرے۔

سوال: اگر کوئی مرد ہو اور اس کے بڑے بڑے بال ہوں اور وہ مر جائے تو اس کے ساتھ کیا کیا جائے اگر دو گیسو بنائے تو عورتوں کے ساتھ مشابہت ہو گی اور اگر پیچھے چھوڑے تو بھی عورتوں سے مشابہت ہے۔ کہ عورتوں اور مردوں کی صورت میں یکسانیت ہو گا اور اگر سر کے اوپر باندھے تو یہ موضع قلب ہے تو پھر کیا کرنا چاہیئے۔

جواب: ضروری ہے کہ مردوں کے لئے تین چوٹیاں بنائے ایک چوٹی کو دائیں کندھے اور دوسری چوٹی کو بائیں کندھے پر رکھے اور تیسرے پشت کے نیچے گردن کے برابر رکھے نقل از خلاصۃ الفقہ۔

مسئلہ: اگر ایک شخص نے کوئی چیز خریدی تو اس کے لئے تین دن کا اختیار ہے اس کے اگر وہ تصرف کرے اس مبیعہ میں چنانچہ اگر گھوڑا ہو اس پر سواری کیا یا بار بردار جانور ہو اس پر بار لایا گیا یا گائے تھی اس سے دودھ نکالا یا کنیز تھی اس کے ساتھ جماع کیا یا بوسہ دیا شہوت کے ساتھ یا چھوا شہوت کے ساتھ تو ان حالات میں اس کا خیار باطل ہو گا اور بیع جائز ہو گی اس کو واپس نہیں کرنا چاہیئے نیز اگر کنیز اس شرط پر خریدی کہ یہ باکرہ ہے پس کاملہ پیدا ہوا اور اس طریقہ کو عورتیں جانتی ہیں جماع سے رد نہیں کیا جاسکتا۔ کفایۃ الاسلام۔

باب فقیری کا راستہ کو جاننا اس کے ایک ہزار ایک منزل ہیں اور چوالیس مقامات ہیں۔

بیان خرقه

سوال: اگر کوئی تم سے پوچھے کہ خرقہ کیا ہے اور اس کا مطلب کیا ہے؟

جواب: کہو کہ خرقہ پہننے کا پانچ معانی پر اطلاق کیا گیا ہے۔

اول خرقہ اصلی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ مخلوق موجودات کو کپڑے پہنائے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ (یس ۸۲)

اس کا کام تو یہی ہے کہ جب کسی چیز کو چاہے تو اس سے فرمائے ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے۔

تو پیدائش خرقہ اصلی ہے کہ دو عالم نے پہنا۔ دوسرا خرقہ عرش کا ہے اور تیسرا خرقہ زمین کا ہے اور چوتھا خرقہ رات و دن کا ہے اور پانچواں خرقہ بیم کا ہے اور چھٹا خرقہ روز و شب کا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا (۱۰) وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا (النباء ۱۱)

اور رات کو پردہ پوش کیا اور دن کو روزگار کے لئے بنایا۔

خرقہ اصلی کے دو وجوہات ہیں۔ کہا گیا ہے کہ تمام موجودات کو کتم عدم سے صحرا وجود میں لایا گیا ہے اور یہ وجود معدوم تھا کہ ان کو نیستی سے ہستی کی طرف لائے اور یہ خرقہ ان کو دیا گیا ہے۔ اس وجہ سے اس کا نام خرقہ اصلی رکھا گیا ہے۔ اور دوسرا خرقہ عشق کا ہے اور یہ خرقہ بھی وجود میں آیا ہے پہلا عشق ناگفتن اور ناپرسیدن اور تعلیم کا نہ پہنچان کا ہے اور حاصل نہ ہونا جب اس کے وجود میں آیا تو اس وقت معلوم ہو جاتا ہے دوسری بات یہ ہے وہ یہ طاقت نہیں رکھتا کہ عشق تم ہو۔

قال النبی ﷺ من اکل الطعام فی بیت المصیبۃ فی الیوم الاول تبرا منہ الایمان و من اکل الطعام فی الیوم الثانی تبرا منہ الملائکۃ المقربین و من اکل الطعام فی یوم الثالث فقد تبرا منہ الرحمان قال النبی ﷺ ان اللہ بریء من الذین یاکلون الطعام فی بیت المصیبۃ قبل مضی

ثلاث ایام المراد بالنهی لاغنیاء الناس لا للفقراء اذهم المستحقون ویستحب الاطعام لاهل المصیبة اذا لم یکن معهم نواحة لان النبی ﷺ اطعمهم علی عمه حمزة ایام التعزیة واذا کان فیهم نواحة لا یجوز اعانة علی المصیبة وذالک منهی۔ مختار الفتاوی۔ ان اعرابی جاء الی النبی ﷺ فقال یا رسول اللہ ﷺ ان ابنی مات والطعام یرسل مع الجنازة ما شان تلک الطعام اهو حلال ام حرام فقال النبی ﷺ هو حلال وامر الصحابة باکله ولکن یکره ان کان بین القبور من تمحید الواعظین۔ ومن لم یاکل من الطعام الذین یرفعون مع الجنازة فهو مبتدع ویتابع الیهود لانهم لم یرفعون مع الجنازة ولم یاکل ایاما من مقدسی من الذخیرة الطعام الذی یحمل خلف الجنازة یحل اکله لالل

مصیبة یحملون هذا الطعام لاجل حامل الجنازة فیحل اکله فی المتقط لو حملو ا الطعام خلف الجنازة یحل اکله ولعموم البولی وقد وقع فی بعض النسخ لا یباح اکله هذا الطعام فهو مخالفة النسخة المتقدمین والمتأخرین ولامراد بعدم الاباحة المکروه من زندویسی والطحاوی وسئل عن ابن عباس عن الرجل یقول باللیل ویصوم بالنهار ولا یحضر بالجماعة هو قال فی النار قال النبی ﷺ من منع میراث وارث حرم اللہ تعالٰی میراثه عن الجنة فی تفسیر ابی طالب الکرمانی۔

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا جس نے مصیبت والے گھر سے پہلے دن میں کھایا تو ایمان اس سے بیزار ہوا اور جس نے دوسرے دن میں کھایا تو اس سے ملائک مقربین بیزار ہوئے اور جس نے تیسرے دن کھایا تو اللہ تعالیٰ اس سے بیزار ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے بیزار ہے جو مصیبت والوں کے گھر میں پہلے تین دنوں میں کھاتے ہیں یہاں مراد منع سے غنی لوگ ہیں نہ کہ فقراء کیونکہ وہ مستحق ہیں اور مصیبت والوں کے لئے طعام بھیجنا مستحب ہے جب کہ ان کے ساتھ رونے والی عورت نہ ہو کیونکہ حضور ﷺ اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے گھر

میں طعامان کو دیا تھا تعزیت کے دنوں میں اور اگر ان میں رونے والی عورتیں ہوں تو پھر جائز نہیں کیونکہ یہ اعانت مصیبت پر ہے اور یہ منع ہے۔(مختار الفتویٰ)

بے شک ایک اعرابی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ کہ میرا بیٹا مر گیا ہے اور طعام اس کے جنازہ کے ساتھ بھیجا جاتا ہے تو اس طعام کے لئے کیا حکم ہے کیا وہ حلال ہے یا حرام تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ وہ حلال ہے اور صحابہ کو حکم دیا کہ اس کو کھاؤ۔ لیکن وہاں مکروہ ہے جو قبروں کے درمیان میں ہو۔ یہ مسئلہ تمہید الواعظین سے لیا ہے۔ اور جس نے طعام سے کچھ نہ کھایا وہ جو جنازہ کو اٹھانے والے ہوں تو وہ مبتدع ہے اس نے یہود کی تابعداری کی کیونکہ وہ جنازہ کے ساتھ نہیں اٹھاتے اور کئی دنوں تک کھانا بھی نہیں کھاتے یہ مقدسی نے

نقل کیا ہے وہ طعام جو جنازہ کے پیچھے لے جاتا ہے تو اس کا کھانا حلال ہے نہ مصیبت والوں کے لئے جو لے جاتے ہیں اس طعام کو جنازہ اٹھانے والوں کے لئے تو اس کا کھانا حلال ہے۔ ملتقط میں ہے اگر کسی نے جنازہ کے پیچھے طعام اٹھایا اس کا کھانا حلال ہے اور یہ عام البلویٰ میں داخل ہے۔ اور بعض نسخوں میں ہے کہ اس کا کھانا مباح نہیں ہے تو وہ نسخہ متقدمین اور متاخرین کے خلاف ہے اور مراد عدم اباحت سے مکروہ ہے۔ زندویسی، طحاوی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس آدمی کے متعلق جو رات کو قیام کرتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے لیکن وہ جماعت میں داخل نہیں ہوتا تو اس نے کہا کہ وہ جہنم میں ہے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے جس وارث کو میراث سے محروم کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی میراث سے محروم کرے گا۔

تفسیر ابی طالب کرمانی میں ہے:

فائدہ: تعویز زخم چشم نظر بد کے واسطے جس کو نظر بد لگا ہو اس تعویز کو لکھے اور اپنے پاس رکھے اللہ تعالیٰ اس کو آفت نظر بد سے امان میں رکھے گا اور تین مرتبہ اس نظر بد والے پر پڑھے فرمان رب العالمین شفا پائے گا مجرب ہے اور وہ یہ ہے:

بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ اعوذ برب عیسیٰ و شھاب قابس وھجر یابس و ماقاوس العین بالعین ردہ العین الی العین فی کبدہ حلیة یا عظیم یا عظیم یا عظیم یا اللہ یا اللہ یا اللہ برحمتک یاارحم الراحمین۔

دوسری قسم: اگر کسی کی آنکھوں میں تاریکی ہو تو بیخ زعفران لے آؤ اس کو پیسو اور آنکھوں میں لگاؤ سرمہ کے سلائی سے اور اس کے بعد زرد لکڑی کو لے لو اور روئی کو آلودہ کرو آنکھوں پر رکھو اس کے بعد دو کا یچہ کل سے لو اور آنکھوں کے اوپر رکھو آنکھیں روشن ہو گی بفرمان اللہ تعالیٰ مجرب ہے۔

تیسری قسم: برائے روشنائی تلخہ ماہی اور مشک وزعفران اور سمندر جھاگ چاکسوان تمام ادویہ کو کھرل کرکے شہد سے خلط کرو اور آنکھوں میں لگاؤ آنکھیں روشن ہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

چوتھی قسم: اسپند کے پتے سے پانی نکالو اور آنکھوں میں لگاؤ اور صبح کے وقت منہ میں پکڑو تو منہ کا خون اور منہ کا بو اور تمام برائیاں برطرف ہوں گی اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔

پانچویں قسم: اگر کسی کے ہاتھ اور پاؤں پر پسینہ زیادہ آئے تو اس کو ہاتھ اور پاؤں پر ملو پسینہ کم ہو گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

جان لو کہ ارشاد الطالبین میں پانچ مسائل موضوعات روافض ہیں ان میں سے ایک کہ شملہ دستار بائیں جانب باندھنا ہے دوسرا مسئلہ کہ ہر وقت وضو میں شانہ کرنا۔ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ جس سے

بیوی بھاگ جائے اور وہ اس سے ایک درم کے مقدار اخذ کرے یہ اخذ بمنزلہ خلع ہے۔ چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ حیلہ جواز نکاح مطلقہ ثلاثہ بغیر حلالہ کے کہ قاضی مطلقہ مذکورہ سے پوچھے کہ حقیقت ایمان کیا ہے تو تصدیق دل سے اور زبان سے اقرار ہے کرے پس وہ عورت حقیقت ایمان بیان نہ کرے جائز ہے زوجہ اول نکاح بغیر حلالہ کے۔ پانچواں مسئلہ جواز نکاح کرنا پانچویں بیوی کے ساتھ باجازت اذن رابعہ سے نقل از غوث الزمان ناصر اہل ایمان مقبول حضرت موصول جناب احدیت صاحب صوات علیہ الرحمۃ والبرکات۔

فائدہ: پانچویں بیوی کرنا حرام مطلق ہے جو نص اس کے حق وارد ہے:

فَانْکِحُوا مَاطَابَ لَکُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰی وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ (النساء ۳)

ترجمہ: تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار۔

اختتام ترجمہ بموٴرخہ: ۱۰/۱۱/۲۰۱۶ بوقت عشاء ۷:۳۰ بجے شب جمعۃ المبارک

مترجم جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث والقرآن استاذ العلماء

حضرت علامہ مولانا ظاہر شاہ

نظر ثانی فقیہ العصر سید عبد الحق شاہ حنفی ترمذی سیفی

فصل
صلوٰۃ التسبیح کے بیان میں

امام ابوداؤد، عبدالرحمٰن بن بشر بن حکم نیشاپوری سے اور وہ موسیٰ بن عبدالعزیز سے اور وہ حکم بن ابان سے اور وہ عکرمہ سے اور عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا:

یاعباس یاعماہ ألا أعطیک ألا أمنحک ألا أحبوک ألا أفعل بک عشر خصال إذا أنت فعلت ذلک غفر اللہ لک ذنبک أولہ وآخرہ قدیمہ وحدیثہ خطأہ وعمدہ صغیرہ وکبیرہ سرہ وعلانیتہ عشر خصال أن تصلی أربع رکعات تقرأ فی کل رکعة فاتحة الکتاب وسورة فإذا فرغت من القراءة فی أول رکعة وأنت قائم قلت سبحان اللہ والحمد للہ ولا إلہ إلا اللہ واللہ أکبر خمس عشرة مرة ثم ترکع فتقولها وأنت راکع عشرا ثم ترفع رأسک من الرکوع فتقولها عشرا ثم تهوی ساجدا فتقولها وأنت ساجد عشرا ثم ترفع رأسک من السجود فتقولها عشرا ثم تسجد فتقولها عشرا ثم ترفع رأسک فتقولها عشرا فذلک خمس وسبعون فی کل رکعة تفعل ذلک فی أربع رکعات إن استطعت أن تصلیها فی کل یوم مرة فافعل فإن لم تفعل ففی کل جمعة مرة فإن لم تفعل ففی کل شهر مرة فإن لم تفعل ففی کل سنة مرة فإن لم تفعل ففی عمرک مرة۔[211]

اے چچا! اے عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا میں تمہیں نہ عطا کروں؟ کیا میں تمہیں تحفہ نہ دوں؟ کیا میں تم سے محبت نہ کروں؟ کیا میں تمہیں دس ایسی باتیں نہ بتاؤں کہ جب تم ان پر عمل کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اگلے اور پچھلے نئے اور پرانے خطاءً وعمداً چھوٹے اور بڑے اعلانیہ اور چھپے سب گناہ

[211] (سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۱۲۹۹، ج ۱، ص ۴۹۹، طبع وزارت الاوقاف؛ سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۱۳۸۷، ج ۱، ص ۱۴۴۳ المصریۃ طبع دار الفکر، بیروت)

معاف فرمادے گا۔ وہ دس باتیں یہ ہیں: تم چار رکعت اس طرح ادا کرو کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورت کے بعد پندرہ ۱۵ مرتبہ کھڑے ہو کر سبحان اللہ و الحمد للہ و لآ الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر کہو، پھر رکوع کرو اور رکوع میں دس مرتبہ یہ تسبیح پڑھو، پھر رکوع سے اٹھ کر دس مرتبہ پڑھو، پھر تم سجدہ کرو اور سجدہ میں دس مرتبہ پڑھو، پھر سجدے سے اٹھ کر دس مرتبہ پڑھو، پھر سجدے میں دس مرتبہ پڑھو، پھر سجدہ سے اٹھ کر پندرہ مرتبہ پڑھو تو یہ ہر رکعت میں ۷۵ تسبیحات ہوئیں۔ اس طرح تم چار رکعت ادا کرو۔ اگر روزانہ ایک مرتبہ پڑھ سکو تو روزانہ ادا کرو ورنہ ہر جمعہ کو ایک مرتبہ ورنہ مہینے میں ایک مرتبہ، ورنہ سال میں ایک مرتبہ؛ اگر یہ بھی نہ کر سکو تو عمر میں ایک مرتبہ ضرور پڑھ لینا۔

مذکورہ حدیث شریف سے متعلق حافظ ابن حجر کی تحقیق

امام ابوداؤد نے یہ حدیث اس طرح روایت کی ہے اور امام ترمذی نے وفی الباب کہہ کر اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔[212]

اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اس کو ذکر کیا نیز ابن خزیمہ نے کہا صلوٰۃ التسبیح کے باب میں اگرچہ یہ حدیث صحیح ہے مگر اس کی سند کے بارے میں میرے دل میں تذبذب ہے۔[213]

سند دوم

ہمیں حدیث بیان کی عبدالرحمٰن بن بشر بن حکم نے، ان کو موسیٰ بن عبدالعزیز ابو شعیب عدی نے اور یہ وہی ہیں جن کا لقب القنباری مشہور ہے۔ میں نے ان سے سنا (انہوں نے کہا کہ میری اصل

---

212 (جامع ترمذی، ج۲، ص ۳۴۸)

213 (صحیح ابن خزیمہ، رقم الحدیث: ۱۲۱۶، ج۲، ص ۲۲۳؛ طبع المکتب الاسلامی، بیروت)

فارسی ہے) ان کو حکم بن ابان نے ان کو حضرت عکرمہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی مثل ذکر کیا ہے۔

ابن خزیمہ نے کہا اس کو روایت کیا ابراہیم بن حکم بن ابان نے اپنے باپ سے اور وہ حضرت عکرمہ سے مرسلاً روایت کرتے ہیں، انہوں نے اپنے الفاظ میں عن ابن عباس نہیں کہا (ابن خزیمہ) ہمیں حدیث بیان کی محمد بن رافع نے، ان کو ابراہیم نے اس سند کے ساتھ۔

میں کہتا ہوں: ابراہیم راوی کے بارے میں کلام ہے اور موسیٰ بن عبد العزیز زیادہ ثقہ ہے اور اس سند کے رجال میں کوئی حرج نہیں ہے؛ حضرت عکرمہ سے امام بخاری نے دلیل اخذ کی ہے اور حکم بن ابان "صدوق" ہے اور موسیٰ بن عبد العزیز کے بارے میں یحییٰ بن معین نے کہا: "لَا اَرٰی بِهٖ بَأْسًا" میں اس میں کوئی حرج نہیں دیکھتا، نسائی نے اسی طرح کہا ہے، ابن مدینی نے کہا یہ ضعیف ہے۔

پس یہ اسناد حسن کی شرط پر ہے کہ اس کے شواہد اس کو تقویت دیتے ہیں۔

اور ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں ذکر کر کے برا کیا۔[214]

انہوں نے اس حدیث کو عبد الرحمٰن بن بشر بن حکم کی اسناد سے وارد کیا ہے اور کہا کہ موسیٰ بن عبد العزیز مجہول ہے، لیکن ان کا یہ قول درست نہیں، اس وجہ سے کہ جس کو امام یحییٰ بن معین اور امام نسائی نے ثقہ قرار دیا ہو تو ان کے بعد کسی کا اس کو مجہول قرار دینا ضرر نہیں دے گا۔

---

[214] امام جلال الملۃ والدین سیوطی فرماتے ہیں: جن ائمہ نے اس حدیث کو صحیح یا حسن قرار دیا ان میں سے امام ابن مندہ انہوں نے اس بارے میں تالیف فرمائی اور آجرس اور خطیب اور ابو سعد، اسمعانی، ابو موسیٰ مدینی ابوالحسن بن فضل، منذری، ابن صلاح اور امام نووی اور ان کے علاوہ دیگر آئمہ شامل ہیں نیز دیلمی نے مسند الفردوس میں لکھا ہے کہ اس کی سند اصح ہے۔ (النکلت البدیعات علی الموضوعات، ص ۹۷، ۹۸، مطبوعہ دار مکۃ المکرمۃ، منصورہ، مصر)

اس حدیث کا شاہد

امام دار قطنی نے ”افراد“ میں ابو رجاء خراسانی کے طریق سے صدقہ سے اور وہ عروہ بن بن رویم سے اور وہ ابن دیلمی سے اور وہ حضرت سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ”کیا میں تجھے ہبہ نہ کروں؟ کیا میں تجھے عطا نہ کروں؟“

اور امام ترمذی اور امام ابن ماجہ اس حدیث کو ابو رافع کے طریق سے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔[215]

اور امام ابو داؤد عبد اللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے ایسی سند سے کہ جس میں کوئی حرج نہیں، لیکن اس حدیث کے موقوف یا مرفوع ہونے میں اختلاف کیا گیا ہے۔[216]

---

215 (ترمذی، ۴۸۲، ابن ماجہ، ۱۳۸۶)۔

علامہ محمد بن حطاب مالکی فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں ابو رافع کی حدیث جو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی اس کے ضعف میں کوئی شک نہیں نیز امام نووی، ابن عربی فرماتے ہیں کہ حدیث ابو رافع ضعیف ہے۔ امام دار قطنی نے فرمایا کہ فضائل سور میں اصح سورۂ اخلاص کی فضیلت ہے اور نوافل میں صح صلوٰۃ التسبیح کی فضیلت ہے اور ہمارے مشائخ کی ایک جماعت بغوی، رویانی وغیرہ نے اس کے مستحب ہونے کا قول کیا ہے۔ اور رویانی نے فرمایا کہ صلوٰۃ التسبیح مرغوب اور مستحب ہے اس سے غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ اور یہی قول امام عبد اللہ بن مبارک و دیگر علماء و ائمہ کا ہے۔ نیز امام سبکی فرماتے ہیں صلوٰۃ التسبیح کی حدیث کو ابن خزیمہ نے صحیح کہا اور اس کا پڑھنا مستحب ہے اور امام قاضی عیاض مالکی نے بھی اسے مستحب کہا، اور امام عبد اللہ بن مبارک صلوٰۃ التسبیح پر ہمیشہ مواظبت فرماتے تھے۔

(تفریح القلوب بالخصال لمکفرۃ لماتقدم وماتاخر من الذنوب، ص ۶۰، ۶۱، ۶۳، مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ، بیروت)

216 (ابو داؤد، ۱۲۹۸)

اور امام ابو داؤد نے یہ حدیث عروہ بن رویم کے طریق سے بھی اپنی کتاب میں وارد کی ہے۔ انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی انصاری نے کہ بے شک حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے حضرت جعفر بن ابی طالب سے فرمایا پھر اس کی طرح ذکر کیا۔[217]

اور امام حاکم نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی طرح حدیث روایت کی ہے اور ان میں قوی ترین سند حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث کی ہے، جو میں نے پہلے ذکر کر دی ہے۔[218]

امام احمد نے علل الخلال میں فرمایا صلوٰۃ التسبیح کے بارے میں میرے نزدیک کوئی چیز درست نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ نفی صحت سے ضعف کا ثبوت لازم نہیں آتا، چونکہ ان دونوں کے درمیان حسن کا واسطہ ہے، اور امام احمد سے جب یہ کہا گیا کہ مستمر ریان نے اسے روایت کیا ہے تو انہوں نے کہا وہ ثقہ شیخ ہیں اور گویا کہ انہوں نے اس کو پسند فرمایا۔

اور ان کی روایت میں ہے: یعنی جس شخص نے اس کو پڑھا اس کے اگلے اور پچھلے، چھپے اور اعلانیہ سب گناہ معاف ہو گئے۔

دوسری سند

امام طبرانی نے اوسط میں عبد القدوس بن حبیب کے طریق سے امام مجاہد سے، وہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ

---

217 (ترمذی، رقم الحدیث: ۴۸۲، ابو داؤد، رقم الحدیث: ۱۳۸۶)

218 (ابو داؤد، رقم الحدیث: ۱۲۹۹)

علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا: ”اے لڑکے! کیا میں تجھے نہ سکھاؤں؟“ پھر باقی حدیث اسی طرح ذکر کی اور اس کے آخر میں ایک طویل دعا بھی موجود ہے اور اس حدیث میں ہے: کہ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام صغیرہ اور کبیرہ، پرانے اور نئے، چھپے اور اعلانیہ، عمداً اور سہواً گناہ معاف فرمائے گا۔[219]

اور اس حدیث کے راویوں میں عبد القدوس متروک ہے۔

اور امام طبرانی نے دوسرے طریق سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ان الفاظ: **غفر له كل ذنب كان او هو كائن** ”اس شخص کے تمام گناہ جو ہو گئے یا ہوں گے سب معاف ہو گئے“ کے ساتھ روایت کیا ہے۔[220]

اور اس سند میں یحییٰ بن عقبہ بن ابو العیزار ہیں جو کہ متروک ہیں۔

(مغفرت کی بشارتیں، ص ۶۹تا۷۶)

حررہ:

العبد الفقیر السید احمد علی شاہ ترمذی حنفی سیفی

حال فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

219 (حلیۃابونعیم، ج ۱، ص ۲۵ م مجمع الزوائد، ج ۲، ص ۲۸۲)

220 (الترغیب والترھیب للمنذری، ج ۱، ص ۴۷۱)